UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226179

UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۲۹۷.۹ / ت ـ ک Accession No. ۱۵۴۲

Author

Title تذکرہ اکرام تاریخ خلفا بنی عرب واسلام

This book should be returned on or before the date last marked below.

ت اوکیفیت ملک عرب اور اُسکے بانی کی بیان کیجاے - عربستان ا
یہ نما ہی جو تبہ اعظم ایشیا کے جنوبی اور مغربی گوشہ کے حدپر واقع ہی - اسکی شمالی حد
ۂ فارس اور دریاے عمان ہی - جنوبی حد بحر ہند ہی - اور مغربی حد بحر احمر (ڈ دی
- یہ جزیرہ نما بالفعل چار حصون مین تقسیم ہی - انحصہ اور حجاز (جسمین مین شامل ہی
نجد اور عمان پہلے دونون حصے سلطان روم (ترک) کے قبضے مین ہین نجد ایک
بی امیر کے تصرف مین ہی - اور عمان امام مسقط کے زیر حکومت ہی - اس جزیرہ کا
حصہ بلکہ قریب القریب کل ریگستان اور کوہستان ہی - اسمین کسی قسم کی زراعت نہین
اے بعض خاص جگہون کے جیسے طائف موخہ وغیرہ ہی - اس جزیرہ نما کے
شندون کی اوقات گوشت اور دودھ پر اکثر ہی - مویشی پالتے ہین اور کوہستانون مین
لتے ہین - لیکن سمندر کے کنارے کے رہنے والے تجارت کا پیشہ بھی کرتے ہین -
بیان اُن زمانون کے کہ جنمات سے تمام دنیا پر اثر پڑا جنسے اقلیم ایشیا و ا
رنگ (یورپ) زیر و زبر ہوئے - صرف یہ جزیرہ نما جسکو عربستا
انہ سے لغایت ساتوین صدی عیسوی تک محفوظ رہا - ہر گاہ
ور سلطنتین عروج پر ہوئین اور زوال مین
گاہ حدود اور نام ملکون کے بدل گئے اور اُنکے
لئے صرف عربستان اپنے ریگستانون -
انہ بدوش باشندے کسیکے غلام ہوئے
رتے ہین کہ ملک عرب سام
شت مین سام کے ا
سے ایک گنا
جسکے

اور جسمین شہر مکہ اور مدینہ واقع ہی - الغرض سام بن نوحؑ کی اولاد سے بہت قومین
ہوئین - انھین مین سے قوم عاد اور ثمود بھی تھی جنکی بربادی کا حال قرآن مجید
مین مذکور ہی - بعض انھین سے پہاڑون پر جا بسے جو بدو اور اعرابی کہلاتے ہین
اور بعض شہرون مین آباد ہوے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بی بی ہاجرہ
اور اپنے بیٹے اسمعیلؑ کو فاران کے پہاڑ پر چھوڑ گئے - اور پیاس کی شدت سے
انکی حالت غیر ہوئی - قدرت الٰہی سے چاہ زمزم ظاہر ہوا - حضرت اسمعیلؑ نے اسی جگہ
اپنی اقامت کی اور شہر مکہ کی بنیاد پڑی - آپ کے بارہ بیٹے ہوئے - انکی اولاد سے
اس علاقہ کی آبادی خوب ہوئی - جب ابراہیم دوسری مرتبہ اپنے بیٹے اسمعیل کی
ملاقات کے لیے فاران کی طرف آئے - خانۂ کعبہ کی بنیاد ڈالی - اور اس تاریخ
سے مکہ عظمت کے قابل ہوگیا - خانۂ کعبہ کی زیارت کو دور دور سے لوگ آنے لگے
حضرت اسمعیلؑ ہی کے خاندان مین اس علاقہ کی حکومت اور خانۂ کعبہ کی خدمت برا
سی خاندان مین ایک شخص قریشی نامی ہوا - انکے وقت مین خانۂ کعبہ
کے ذمہ رہی - اور قریش اپنی قوم کی بہادری اطراف مین مشہور
بڑے بادشاہ نے مثل قیصر روم اور کسرے فارس کے
اور یہ ملک ہمیشہ آزاد رہا - قوم قریش مین جب ہاشم
المطلب کا زمانہ پہونچا کعبہ کی خدمت انکے سپرد
سب کے ممتاز سمجھے جانے لگے - انھین سنہ
فرجسے اصحاب فیل کہتے ہین ہاتھیون سے
تباہ ہوئی - اب اہل عرب کی
مین جہالت کی تاریکی
جس سے بھر رہا تھا

اور اصلی ابراہیمی مذہب سے ورگذر کر بت پرستی کرنے لگے یہان تک کہ اللہ تعالی نے اپنی رحمت کے بادل سے دنیا کو شاداب کرنا چاہا اور حضرت سیدنا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نوشیروان کے کنگرہ جلوس مین یعنی اسی سال مین جسمین اصحاب فیل نے حملہ کیا تھا شہر مکہ مین پیدا ہوے اور آسمان سے زمین تک اپنی ہدایت کی روشنی سے منور کر دیا۔

باب دوسرا

فصل اول

حضرت سیدنا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ابن خواجہ عبداللہ ابن عبدالمطلب شہر مکہ مین ماہ ربیع الاول مین یعنی اپریل کے مہینے ۵۶۹ عیسوی مین پیدا ہوے۔ آپ شجاع اور مشہور قوم سے قریش کی تھے۔ جنکی دو شاخین مشہور تھین۔ ایک بنی ہاشم اور دوسری بنی امیہ۔ ہاشم آپ کے مورث اعلی شہر مکہ کے بڑے ہی خواہ تھے۔ یہ شہر درمیان ریگستان اور سنگستان کے آباد ہے۔ اور سابق زمانون مین اکثر قحط سالی غلہ کی یہان رہا کرتی تھی شروع مین چھٹیون عیسوی صدی کے ہاشم نے دو سالانہ قافلے قائم کیے۔ ایک جاڑے کے موسم مین یمن کی طرف اور دوسرا ایام گرما مین ملک شام کی طرف جاتا۔ ان وسیلون سے رسد وغیرہ کثرت سے مکہ مین لائی جانے لگی۔ اور علاوہ انکے تجارت کی چیزین بھی آنے لگین۔ اب یہ شہر تجارت کا مرکز ہوگیا۔ اور اس قوم کے لوگ جو اکثر اس تجارت مین مصروف ہوے مالدار اور قوی ہوگئے۔ اسوقت چونکہ خانہ کعبہ کی خدمت بھی ہاشم کے متعلق تھی۔ اس خدمت سے عزاز ظاہری اور بھی بڑھا۔ اور شہر مکہ پر پورا اختیار بھی رہا۔ ہاشم کے انتقال کے بعد انکے بیٹے خواجہ عبدالمطلب جانشین ہوے۔ اور ایسے ہی خدمات انسے ظہور مین آئے جس سے خانہ کعبہ کی خدمت بنی ہاشم مین موروثی ہوگئی۔ اس سے بنی امیہ کو نہایت اضطراب اور رشک ہوا۔ خواجہ عبدالمطلب کے تیرہ بیٹے اور کئی بیٹیان تھین۔ لیکن جنکا نام تواریخون مین

سلسلۂ خلافت محمدیہ صلعم ۵۶۹

مذکور ہیں ابو طالب اور ابو لہب اور حضرت عباس اور حضرت حمزہؓ اور خواجہ عبد اللہ اور زبیر ہین - خواجہ عبد اللہ سب سے خوبصورت اور پیارے تھے - آنکی شادی حضرت آمنہ سے ہوئی تھی جو اسی شہور خاندان سے قریش کے تھین - خواجہ عبد اللہ اپنے حسن و جمال مین بیمثیل تھے کہ اکثر عورتون کو اس شادی کا رشک ہوا - اس مناکحت کے درخت کے صرف ثمر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے - آپ کی ولادت مین اکثر باتین تعجب خیز ظہور مین آئین - آپ کی والدہ ماجدہ کو بار حمل سے کسی قسم کی تکلیف جو عورتون کو پیش آتی ہے نہوئی - جب آپ صلعم پیدا ہوے ایک نور ظاہر ہوا جس سے اطراف کے ملک روشن ہو گئے اور آپ صلعم نے سر آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا - اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ - آپ کی پیدائش کیوقت آسمان اور زمین کانپے - اور دریاے ساوہ جو جاری تھا خشک ہو گیا - ہرگاہ و دجلہ اسقدر اُمڈا کہ کنارے سے اوپٹ گیا - اور کسریٰ کے ایوان مین زلزلہ آیا - اور چودہ کنگرے اُسکے گر گئے - اُسی رات کو فارس کے قاضی نے خواب دیکھا کہ جنگلی اونٹون کو عربی گھوڑون نے زک دی - اُسنے یہ خواب بادشاہ سے ذکر کیا اور اُسکی تعبیر کہی کہ عرب کی جانب سے اس ملک کو نقصان پہونچے گا - اُسی رات کو آتش پرستون کا آتشکدہ جو ہزار برس سے روشن تھا بجھ گیا -

آپکی مان کے ایک قرابت مند نے جو بڑے منجم تھے آپکو دیکھکر پیشین گوئی کی کہ آپ بڑے سلطنت کے بانی ہونگے اور نیا مذہب قائم کرینگے - آپ کے جد امجد خواجہ عبد المطلب نے آپکی پیدائش کے ساتوین روز تمام سرداران قریش کی دعوت کی - اور آپ صلعم کو سب کے سامنے لاکر فرمایا کہ یہ لڑکا فخر خاندان اور ممدوح خلائق ہوگا اور اسی لیے آپکا نام محمد صلعم یعنی سراہے ہوے رکھا - آپکی ولادت کے قصے تعجب خیز و واقعات عین و پسی ہی آپ کی طفولیت بھی حیرت افزا باتین ہین -

ہنوز آپ پیدا نہوئے تھے کہ آپ کے والد خواجہ عبداللہ نے وفات فرمایا۔ اور سوائے پانچ اونٹ اور کچھ بھیڑون اور ایک حبشی کنیز برکات کے اور کچھ ترکہ نہ چھوڑا تھا۔ آپ کی والدۂ ماجدہ حضرت آمنہ کو اس حادثہ سے نہایت صدمہ ہوا۔ اور خاصکر مکہ کی آب وہوا لڑکون کے حق مین ناموافق ہونیکے باعث انکو تلاش ہوئی۔ کہ کسی ہمسایہ کی قوم بدو کی عورت کے سپرد آپ کو دودھ پلانے کے لیے کرین۔ اقوام بدو کی عادت تھی کہ سال مین دو مرتبہ یعنی موسم بہار اور موسم سرما مین لڑکون کے دودھ پلانے کیواسطے آیا کرتے تھے لیکن انکو مالدارون کے لڑکون کی طرف توجہ رہتی تھی۔ اور آپ صلعم کی طرف بوجہ غربت کے کسیکو رغبت نہوئی۔ آخرش حلیمہ سعدیہ کو یہ دولت نصیب ہوئی۔ اور آپ صلعم کو اپنے گھر لیگئین۔

قوم بنی سعد قحطانی عرب کے خاندان سے ہین۔ اور انکی سکونت اُن پہاڑون کے درّون مین ہے جنکا سلسلہ طائف سے جنوب کی طرف چلا گیا ہے۔

حلیمہ کے اس کام سے اللہ تعالی کی رحمت انکے گھر پر نازل ہوئی اور جب تک آپ انکے مکان مین رہے انکو برابر ترقی رہی۔ کنوین اور چشمے انکے علاقے کے کبھی خشک نہوے۔ اور چراگاہ ہمیشہ سرسبز وشاداب رہے۔ انکی بکریون کے گلون مین بڑی افزایش ہوئی۔ اور انکی زراعت مین خوب پیداہوا۔ اور انکے مکان مین برابر امن وامان رہا۔

آپ صلعم مین نمو کی قوت اپنے سن کے اعتبار سے بہت زیادہ تھی۔ جب آپ تین مہینے کے ہوے تو کھڑے ہونے لگے۔ جب سات مہینے کے ہوے تو چلنے لگے اور دس مہینے مین لڑکون کے ساتھ تیر اور کمان لیے پھرتے۔ آٹھوین مہینے مین آپ ایسا بولنے لگے کہ لوگ سمجھنے لگے اور ایک مہینے بعد آپ اس طرح بولنے لگے کہ اُس سے سننے والے کو آپ کی عقلمندی پر تعجب ہوتا۔

تین برس کی عمر مین جب آپ اپنے رضاعی بھائی مسرور کے ساتھ میدان مین تھے کہ دو جھکیلے فرشتے ظاہر ہوے - فرشتون نے آپ کو زمین پر لٹایا اُنمین سے ایک نے جنکا نام جبریل تھا - آپ کا سینہ چاک کیا لیکن اُس سے آپ کو ایذا نہوئی - آپ کا دل نکالکر صاف کیا - اور اُس سے وہ سیاہ خون دور کیا جو حضرت آدم کے صلب مین پشت در پشت چلا آتا ہی - اور اصل عصیان کی بنیاد وہی ہی - جب اُسکو صاف کر چکے - تو اُسمین نور ایمان اور علم اور رسالت کا نور بھرا - اور اُسکو سینہ مین رکھکر پھر سینہ کو برابر کر دیا - اب آپ کے چہرۂ مبارک سے وہ نور چمکنے لگا جو حضرت آدم کے وقت سے برابر حضرت اسمعیل تک آیا تھا -

علاوہ اس نشانی کے آپ کے دونون شانون کے بیچ مین مہر نبوت تھی جو کافرون کے نظرون مین بھی مثل کبوتر کے انڈے کے مشتون کی طرح معلوم ہوتا تھا - جب اس واقعہ کی خبر حلیمہ سعدیہ اور اُنکے شوہر کو ملی - اُنھون نے اسکو کسی قسم کی آفت مثل پری اور جن کے سایہ کے گمان کر - آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے پاس پہونچا دیا - آپ اُسوقت سے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ رہے - یہان تک کہ جب آپ چھ برس کے ہوے آپ کی والدہ ماجدہ کسی اہل قرابت کی ملاقات کو آپ علم کو ساتھ لیکر مدینہ گئین اور جب وہان سے واپس ہوئین - تو اثناے راہ مین ابوا کے مقام مین انتقال فرمایا - اور وہین دفن کی گئین - آپ کی خادمہ برکات آپ کو وہان سے خواجہ عبد المطلب کے پاس لائین - جنھون نے آپ کی پرورش فرمائی - دو برس بعد جب خواجہ عبد المطلب نے دیکھا کہ ہمارا زمانہ آخر ہی آپ کو اپنے بڑے بیٹے خواجہ ابی طالب کے سپرد کیا - اور انھون نے نہایت شفقت سے آپ کی پرورش کی - خواجہ ابیطالب اپنے باپ کے بعد خانۂ کعبہ کے بھی محافظ ہوے -

فصل دوسری

یہان پیغامبر کعبہ کی اہلیت اور حج کا ذکر لکھا جاتا ہی۔ جب حضرت آدم اور حوا بہشت سے نکالے گئے۔ تو وہ متفرق زمین پر ڈالے گئے۔ حضرت آدم جزیرہ سراندیب مین اور حوا بحر احمر (رسوسی) کے کنارے جہان اسوقت شہر جدہ آباد ہی۔ دو سو برس تک حضرت آدم زمین پر پھرا کیے۔ آخر ش جبل عرفات پر جو مکہ سے قریب ہی حضرت حوا سے ملاقی ہوئے اپنی افسردگی مین حضرت آدم نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا۔ اور اللہ تعالے کی رحمت کی دعا کی۔ کہ ایسا ہو کہ ویسی ہی مسجد جیسی وہ بہشت مین عبادت کرتے تھے۔ اور جسکے گرد فرشتے پھرتے تھے اس زمین پر بھی بنا کرین۔ چنانچہ حضرت آدم کی دعا قبول ہوئی۔

ایک روشن ابر کی بنی ہوئی مسجد اُسی مسجد کے مقابل مین جو بہشت مین ہی فرشتے زمین پر لائے اور جہان اب خانۂ کعبہ ہی قائم کیا۔ اسی طرف حضرت آدم سجدہ کرنے لگے اور اُسکے گرد سات مرتبے روزانہ طواف کرتے۔ بعد انتقال حضرت آدم کے اُس مسجد کو فرشتون نے زمین سے اُٹھالیا۔ لیکن اُسی جگہ حضرت شیث نے مٹی اور پتھر سے اُسی صورت کا مکان بنایا۔ اُسکا نشان طوفان نوحؑ کے باعث باقی نرہا۔ کئی پشت بعد حضرت ابراہیم کے زمانے مین جب حضرت ہاجرہ اور اُنکے بیٹے حضرت اسمعیل اس بیابان مین قریب ہلاکت کے پیاس سے ہوے۔ فرشتون نے ایک چشمہ اُنکو اُسی جگہ کے قریب جہان حضرت آدم کیواسطے مسجد اُتاری گئی تھی دکھایا۔ یہی چشمہ آب چاہ زمزم کہلاتا ہی۔ اور خاندان اسمعیل مین اسکی تقدیس کیجاتی ہی۔ کچھ دنون بعد قوم العالک کے دو اشخاص اپنے اونٹ کی تلاش مین یہان آے۔ اور کنوین کھودکر شہر مکہ کی بنیاد ڈالی۔ اور حضرت ہاجرہ اور اسمعیل کی خبرگیری اپنے تعلق لی۔ وہ لوگ مابعد مین شہر مکہ کے باشندون سے نکالے گئے لیکن حضرت اسمعیل اسمین رہے۔ جب آپ جوان ہوئے۔ آپ کی شادی ایک شاہزادے کی لڑکی سے ہوئی جنسے آپ کی بہت اولاد ہوئی۔ جو تمام عربستان مین پھیل گئی۔ اللہ تعالی کے حکم سے حضرت اسمعیل

نے خانہ کعبہ کی بنیاد اُسی جگہ ڈالی جہان فرشتون نے پہلے مسجد اُتاری تھی - اِس متبرک کام مین حضرت ابراہیم نے بھی آپ کی مدد کی - جب حضرت ابراہیم خانہ کعبہ کی دیوار بناتے تھے - ایک پتھر آپ کے معجزے سے اُٹھتا اور گر جاتا - اور اب تک حضرت ابراہیم کے پاؤن کا نشان اُسپر موجود ہی -

ہرگاہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل اسی طرح مصروف تھے کہ حضرت جبریل اُنکے پاس ایک پتھر لائے - اسکے بارے مین لوگون کو اختلاف ہی بعضون کا قول ہی کہ یہ بہشت کے قیمتی پتھر دن سے ہی - جو حضرت آدم کے ساتھ زمین پر اُتارا گیا - اور بعد طوفان نوح کے اُسکا کچھ نشان نرہا اور اب اُسکو جبریل نکال کر لائے - اور بعضون کا قول جو زیادہ مستند ہی یہ ہی کہ ایک فرشتہ حضرت آدم کا محافظ تھا - لیکن جب آدم عصیان مین مبتلا ہوے - اُسپر بھی اللہ تعالیٰ کا عتاب ہوا اور وہ پتھر ہوگیا اور اُنکے ساتھ بہشت سے نکالا گیا - حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل نے اس پتھر کی عظمت کی اور خانہ کعبہ کے بیرونی گوشے پر اُسکو نصب کیا - اس پتھر کو حجر اسود کہتے ہین - اور طواف کرنے والے جو مرتبہ طواف کرتے ہین - اُسی قدر بوسے اُسکو بھی دیتے ہین - ایسا مشہور ہی کہ جب یہ پتھر نصب کیا گیا تھا - نہایت شفاف تھا - لیکن گناہگارون کے بوسون سے سیاہ ہوتا گیا جنھون نے دیانت داری سے مراسم حج ادا کیے ہین - قیامت کے دن یہ پتھر اُنکا گواہ ہوگا - یہی وجہ ہی کہ اسقدر قدیم زمانے سے خانہ کعبہ اور چاہ زمزم قابل عظمت ہی -

شہر مکہ جسکے شہر پناہ کے اندر یہ متبرک چیزین قبل ظہور اسلام کے بھی مدت دراز سے تھین مقدس شہر سمجھا جاتا تھا اور ہی - اور عربستان کے ہر اطراف سے لوگ زیارت کو آیا کرتے تھے - اس متبرک جگہ کا لوگون کو ایسا خیال تھا کہ چار مہینے تک جسمین مراسم حج ادا کیے جاتے تھے - کسی قسم کا جنگ اور تشدد اُسمین نہین کرتے تھے - معاندتو مین

بھی اپنے ہتھیاروں کو پھینک دیتے تھے۔ اور دیگر ستانوں میں امن کے ساتھ بسر کرتے تھے اور مکہ کے دروازے میں حاجیوں کے احرام میں جمع ہوتے تھے۔ سات مرتبہ طواف کرتے۔ حجر اسود کو بوسہ دیتے۔ چاہ زمزم کا پانی پیتے۔ اُس سے وضو کرتے اور بعد انجام کرنے کل مراسم حج کے گھر کو واپس جاتے اور تب ہتھیار اُٹھاتے۔ ایام جہالت میں یعنی قبل اجرائے مذہب اسلام کے بھی روزے اور نماز کا اہل عرب میں رواج تھا۔ دن میں تین مرتبہ نماز پڑھتے صبح اور دوپہر اور شام کو اور اپنا منہ خانہ کعبہ کی طرف رکھتے۔ اور روزہ تین زمانوں میں رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ تین روز تک اور دوسری مرتبہ نو روز تک اور تیسری مرتبہ ایک مہینے تک۔

فصل تیسری

اب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن شریف بارہ برس کا ہوا لیکن آپ کی ادراک باعتبار سن کے بہت زیادہ تھی۔ آپ کے چچا خواجہ **ابو طالب** علاوہ اُس بزرگی کے کہ خانہ کعبہ کی حفاظت کے سبب سے تھی۔ قوم قریش کے بڑے تاجروں میں تھی اور اُس قافلہ کے ساتھ جسکو آپ کے جد امجد **ہاشم** نے جاری کیا تھا اور جو ملک **شام** اور **یمن** کو روانہ ہوا کرتا تھا۔ بڑے کوشان رہے۔ قافلہ کی آمد و رفت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جوش پیدا ہوا کہ ہم بھی بیرونی ملکوں کی سیر کرتے۔ اسلیے جب آپ کے چچا خواجہ **ابی طالب** قافلہ کے ساتھ شام کو چلے تو آپ اُنکے گلے میں لپٹ گئے۔ اور درخواست کی کہ ہمکو بھی ساتھ لیچلیے خواجہ **ابو طالب** نے آپ کی استدعا قبول کی۔ اُنھوں نے خیال کیا کہ اب آپکا سن شریف ایسا ہوا کہ بیرونی کاموں کو آپ دیکھ سکینگے اور قافلہ کے ضروری کاموں کو انجام دیا کرینگے۔ اسلیے خواجہ **ابی طالب** نے شوق سے آپ کی التجا قبول کی اور آپ کو ملک شام کی طرف لیگئے۔ راہ کے جانے میں آپ اُن جگہوں سے

گذرے جہان واقعات حضرت ہاجرہ اور بنی ثمود کے پیش آئے تھے۔ اور اُنکے حالات سے واقفیت حاصل کی۔

قوم ثمود ایک قوی قوم تھی جو حضرت ابراہیم کے قبل تھی وہ لوگ جب بت پرستی مین مبتلا ہوگئے۔ اُنپر اللہ تعالی نے حضرت صالح پیغمبر کو بھیجا۔ کہ اُنکو ہدایت کرین۔ لیکن اُن لوگون نے نہین مانا۔ اور کہا کہ اگر آپ پیغمبر برحق ہین تو اس پہاڑ سے ایک بڑی اونٹنی معہ بچے کے ظاہر ہو۔ چنانچہ حضرت صالح نے دعا کی اور ایک بہت بڑی اونٹنی پہاڑ پھٹ کر نکل آئی اور اُسنے بچہ دیا۔ اس معجزہ سے قوم ثمود بعض آدمی ایمان لائے۔ لیکن اکثر کافر رہے۔ حضرت صالح نے اُس اونٹ کو قوم ثمود مین چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ اگر تم اسکو مضرت پہونچاؤ گے تو تم پر قہر الٰہی نازل ہوگا۔ کچھ عرصہ تک لوگون نے اُسکی چرائی سے تکلیف اُٹھائی۔ اور جب وہ پانی پیتی تو حوضہ خشک ہوجاتا۔ اور اُس قوم کے مویشیون کو تکلیف ہوتی۔ لیکن اسقدر دودھ دیتی کہ تمام قوم کے واسطے کافی ہوتا۔ قوم ثمود اس پر اُس سے ناراض ہوئی اور اُسکو مار ڈالا۔ اور بچہ پہاڑ مین بھاگا اور غائب ہوگیا۔ اسپر ایک مہیب آواز آسمان سے آئی اور سخت بجلی کڑکی اور صبح کو تمام قوم ہلاک ہوئی۔ اور اُس زمین پر قہر الٰہی رہا۔

دوسرا واقعہ اسی قسم کا شہر ایلیا کا تھا۔ یہ جگہ سابق مین قوم یہود سے آباد تھی جو بت پرستی مین مبتلا ہوگئی۔ اور شنبہ کی احتیاط کو بھول گئی۔ یعنی شنبہ کو مچھلی کا شکار کرنے لگی۔ اسلیے اُنپر قہر الٰہی نازل ہوا۔ اور بڈھے اُنمین کے سور ہوگئے اور جوان بندر بن گئے بت پرستی سے ممانعت کرنے مین آنحضرت صلعم ان دونون واقعات کا اکثر بیان فرماتے۔

اس سفر مین حضرت صلعم کے کئی معجزے دیکھے گئے۔ دوپہر کے وقت فرشتون نے اپنے پرون سے سایہ کیا۔ اور ایک ابر کا ٹکڑا آپ کے سر پر ہمیشہ سایہ کرتا

دکھائی دیتا - اور ایک خشک درخت کے نیچے جو آپ کھڑے ہوگئے تو وہ شاداب ہوگیا اور آپ کے سر پر اُسکا سایہ ہوا -

آپ کا قافلہ شہر بصریٰ مین جو ملک شام کے سرحد پر ہی پہونچا - یہان قوم **مناسج** آباد تھی - لیکن یہ لوگ نصرانی عیسائی تھے - یہ بڑی تجارت کی جگہ تھی - اور قافلہ یہان نصرانی درویشون کے معبد کے قریب ٹھہرا - ان درویشون کے اہل برادری نے آنحضرت صلعم اور آپ کے چچا ابو طالب کی بڑی خاطرداری کی - انھین درویشون مین سے ایک نے جسکا نام **بحیرا** راہب تھا - آپ کی بڑی خاطر کی - اور اس نے ابی طالب سے چلتے وقت کہا کہ اس لڑکے کی بڑی خبرگیری کرنا کہ یہود انکے بڑے دشمن ہونگے - اور آپ صلعم کی پیٹھ کی مُہر نبوت کو دیکھکر کہا کہ یہ نبی آخر الزمان ہین - حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملک شام کی تجارت فرماتے تھے - کیونکہ حضرت ابراہیم جب اُس ملک مین گئے - اور اللہ کی توحید پھیلائی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے شام کو چالیس ابدال سے دنیا کی حفاظت کیواسطے ہمیشہ آباد رکھا ہے جب ایک انمین کا مرجاتا ہے - دوسرا اُسکی جگہ پر قائم ہوجاتا ہے - اور دوسرا قول آپ کا ہے - کہ اہل شام کو بشارت ہو کہ اللہ کی رحمت کے فرشتے اپنا بازو اُسپر پھیلائے رکھتے ہین -

فصل چوتھی

ایک مرتبہ جب آپ صلعم کا سن شریف سولہ برس کا ہوا - آپ صلعم اپنے چچا زبیر کے ساتھ کہ اس کا تب کے مورث اعلیٰ ہین - یمن کو گئے - اور پھر دوسری مرتبہ انھین کے ساتھ بنی ہوازن کی لڑائی مین گئے - جسمین قوم کنانہ کی مدد اہل قریش نے بمقابلہ ہوازن کے کی تھی - اور آپ صلعم اس لڑائی مین تیر وغیرہ سے اپنے چچا زبیر کو مدد دیتے رہے یہ پہلا معرکہ تھا جسمین آپ نے ہتھیار بند ہوے - لیکن خود نہ لڑے صرف اپنے چچا زبیر کی حفاظت ڈھال وغیرہ سے اور تیرون کے مہیا کرنے سے کرتے رہے اہل عرب

اس لڑائی کو الفجار کہتے ہین چونکہ یہ لڑائی ماہ حرام مین ہوئی - اسکے بعد اکثر لوگون نے آپ کو امین اور شام کا امین لقب کیا جس سے آپ کا تجربہ بڑھتا گیا - اور آپ کی استعداد اور لیاقت ظاہر ہوتی گئی - اور امین کا لقب پایا - اسی زمانہ مین شہر مکہ مین ایک بیوہ عورت تھین جنکا نام خدیجہ تھا اور وہ قوم قریش سے تھین - انکے دو نکاح ہو چکے تھے انکے آخری شوہر نے کہ بڑے مالدار تاجر تھے انتقال کیا - اسلیے انکو خانگی امورات کی انجام دہی کے لیے کارندہ درکار ہوا - اُنکے بھتیجے قطیمہ آنحضرت صلعم کے بڑے دوست تھے اور آپ صلعم کی لیاقت ذاتی اور خوبی سے خوب واقف تھے - انھون نے خدیجہ سے آپ کی سفارش کی -

خدیجہ نے آپ کا مشاہرہ المضاعف کیا - اور اُس قافلہ کے ساتھ جو شام کی طرف جانے والا تھا آپ کو روانہ کیا - اسوقت صلعم کا سن شریف پچیس برس کا تھا اس سفر مین آپ صلعم کے ساتھ خدیجہ کے بھتیجے اور اُنکے غلام میسرہ بھی تھے - اس کام کو آپ صلعم نے اس خوبی سے انجام دیا - کہ جب آپ صلعم واپس آئے خدیجہ نے آپ کا مشاہرہ المضاعف کر دیا - خدیجہ نے اسکے بعد آپ صلعم کو یمن کی جانب روانہ کیا - اور جب یہ قافلہ پھرا خدیجہ کو آپ صلعم کا انتظار تھا - ہنوز آپ صلعم راہ مین تھے کہ خدیجہ نے سائبان سے دیکھا - کہ کوئی چیز آپ کے سر پر سایہ کیے ہے - اسلیے انکو صلعم سے اعتقاد ہوا - اور اپنی دایہ سے کہا کہ دیکھو اللہ تعالے نے اپنے پیارے پر فرشتون کے سایہ کرایا ہے -

اسی شام کے سفر مین ایک راہب نے جسکا نام نسطور اتھا آپ کی بڑی عزت کی اور آپکی اور آپ کے قافلہ کی دعوت کی اور کہا کہ آپ نبی آخر الزمان ہین اور میسرہ نے یہ سب حال دیکھا اور سُنا - اور خدیجہ سے کہا -

آخر خدیجہ نے اپنے غلام میسرہ کے ذریعہ سے آپ صلعم کے پاس نکاح کا پیغام کیا میسرہ نے آپ سے کہا

آپ کو تعجب ہوا۔ آخر شام تین مقابل میں ظہور ہوئیں اور ایک روز نکاح کا قرار پایا۔ خدیجہ کے باپ کو آپ صلعم کی غربت پر عذر ہوا تھا۔ لیکن خدیجہ نے نہ مانا۔

نکاح کے روز خدیجہ نے بڑی دعوت کی جسمیں اُنکے باپ اور حمزہ اور خواجہ ابی طالب بھی شریک تھے۔ خواجہ ابی طالب نے آپ صلعم کی طرف سے اور ورقہ نے خدیجہ کی طرف سے مبارکباد کی تقریر پیش کی۔ اور سبھوں نے بخوشی و خرمی اس کام کو انجام دیا۔

آپ صلعم نے اسکے بعد طعام ولیمہ کیا۔ اور ایک اونٹ ذبح کرکے سب کی دعوت کی اسوقت آپ کا سن شریف پچیس برس کا اور حضرت خدیجہ کی عمر چالیس سال کی تھی۔

فصل پانچویں

ابو الفدا مورخ کا قول ہے کہ اللہ تعالے نے آپ صلعم میں کل اوصاف جمع کیے تھے جسکی وجہ سے لوگ آپ صلعم کو امین کہتے تھے۔

آپ کی منصف مزاجی کے باعث اکثر لوگ امور متنازعہ میں آپ صلعم کو ثالث مقرر کرتے تھے۔ ایک واقعہ آپ صلعم کے تذکرے میں لوگ بیان کرتے ہیں کہ خانہ کعبہ میں آتش زدگی کے باعث آگ لگ گئی تھی اور اسکی مرمت ہوتی تھی۔ اس سبب سے سنگ اسود کو قائم کرنا ضرور ہوا۔ اس بارہ میں ایک نزاع متفرق قوموں کے سرداروں میں پیش ہوئی۔ کہ کون شخص اس عہدے کا مستحق ہے کہ سنگ اسود کو اپنی جگہ پر قائم کرے اور یہ سعادت حاصل کرے آخر شر یہ تصفیہ پایا کہ جو شخص کل کے روز حرم کے دروازے میں پہلے داخل ہو اسی کا فیصلہ سب قبول کریں۔ اتفاقاً وہ شخص کہ پہلے داخل ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ صلعم نے اس امر میں یہ فیصلہ کیا کہ ایک لمبی چادر منگوائیے۔ اور اسمیں سنگ اسود کو رکھکر ہر قوم کے ایک ایک شخص کو

پکڑنے کیواسطے کہا - اس طرح ہر شخص اُسکے اُٹھانے مین شریک ہوا - اور جب اپنی جگہ پر آیا تو حضرت صلعم نے اُسکو نصب کیا - اس فیصلہ سے ہر شخص راضی ہوا -

خدیجہ کے بطن سے آپ کے چار بیٹیان اور دو بیٹے ہوئے جنکا نام طیب طاہر اور قاسم تھا اور اسی وجہ سے آپ کو ابوالقاسم کہتے ہین - لیکن انھون نے بچپن ہی مین انتقال کی - بعد نکاح کے بھی آپ صلعم نے کئی سفر شام اور یمن کے کیے - لیکن آپ صلعم کے مال مین کچھ ترقی نہوئی - روز بروز گھٹتا گیا - اب آپ کا خیال ریاضت اور عبادت کی طرف مائل ہوا - اور روز بروز اُسمین ترقی ہوتی گئی - آپ کے اس خیال مین ورقہ بن نوفل خدیجہ کے چچیرے بھائی بھی اکثر شریک رہتے - جنھون نے تورات و زبور اور انجیل کا ترجمہ عربی زبان مین کیا ہے -

آپ صلعم کے دل مین توحید کی بڑی عظمت تھی - اور بت پرستی سے کمال نفرت - اسوقت خانہ کعبہ بتون سے بھرا ہوا تھا - اور ہر روز کے واسطے ایک بت تھا - اور بتون کی تعداد تین سو ساٹھ تک پہونچی تھی - کیونکہ سال مین تین سو ساٹھ روز ہوتے ہین - انمین ایک بڑا بت تھا جسکا نام ہبل تھا وہ ملک شام سے لایا گیا تھا - اور سمجھا جاتا تھا کہ پانی برسانا اُسکے اختیار مین ہے - انمین حضرت ابراہیم اور اسمعیل کی بھی تصویر تھی اور اُنکے ہاتھون مین تیر و کمان اور پانسے تھے -

جسقدر آپ صلعم کے علم مین ترقی ہوتی گئی اُسی قدر بت پرستی سے نفرت بڑھتی گئی آپ صلعم کے ادراک مین یہ باتین آئین گئین - کہ پیغمبرون کو اللہ تعالے نے وقتاً فوقتاً بت پرستی کے دور کرنے کے واسطے بھیجا تھا - چنانچہ نوحؑ کا مبعوث ہونا اسی واسطے تھا - اور حضرات ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ اسی لیے پیغمبر ہوئے - کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پھیلاوین اور بت پرستی دور کرین - اُن لوگون نے دین کو سچی صورت مین قائم کیا تھا - آپ صلعم کو یہ بھی تحقیق ہو چکی تھی کہ یہ وہی زمانہ آیا ہے کہ اللہ تعالے اپنے رسول کے توسل سے

سچے دین کو وسعت دیگا اور بت پرستی زائل کریگا - آپ صلعم اکثر فرماتے کہ ہم اپنے جد ابراہیم کے مذہب کو مستحکم اور پاک کرنے کو آئے ہین - اور کوئی نیا مذہب قائم کرنے کو نہین آئے ہین آپ اکثر پہاڑون کے غارون مین غائب ہوجاتے - آپ اکثر کوہ حرا کے غار مین رہتے جو مکہ سے تین کوس کے فاصلے پر ہے - اور شبانہ روز اسمین بسر کرتے - آپ صلعم اکثر رمضان کے مہینے مین وہین رہتے - ایکدفعہ آپ صلعم چھ مہینے تک برابر اسی طرح غائب رہے - آپ صلعم کو اکثر بیخودی کی حالت طاری ہوتی - اور زمین پر پڑے رہتے - خدیجہ جو کبھی اس تنہائی مین آپ کا ساتھ دیتین ان حالتون کو ملاحظہ کرتین - اور آپ صلعم سے سبب دریافت کرتین - اور جواب اسرار کے طور پر پاتین - قبل نبوت کے بھی آپ صلعم کو سچے خواب اور دل کا انکشاف ہوتا تھا - آپ صلعم کو چالیس برس کی عمر مین نبوت ہوئی - اور اسکی حالت یون لکھی ہے کہ جب آپ غار حرا مین تھے - ترقیات روحانی معروف تھی - کہ ایک روز رمضان کے مہینے مین کہ لیلۃ القدر تھی اور آپ منھ چھپائے سوتے تھے - ایک آواز پکارتے ہوے آپ نے سنی جب آپ نے منھ کھولا بڑی روشنی دیکھی کہ جس سے آپ کو بیخودی کی حالت طاری ہوئی جب پھر آگہی ہوئی - ایک فرشتے کو آدمی کی صورت مین دیکھا کہ نزدیک آیا - اور اسنے ایک ریشمی کپڑا دکھلایا جسپر لکھا تھا - بسم اللہ الرحمن الرحیم اقرا باسم ربک الذی الخ اور اس فرشتے نے کہا کہ پڑھ - آپ نے فرمایا ہم پڑھنا نہین جانتے - جب وہ فرشتہ آپ صلعم سے بغلگیر ہوا جس سے آپ صلعم پر علم کا نور چمکا اور موافق کہنے فرشتے کے آپ صلعم نے آخر تک پڑھا جب آپ نے اس تحریر کو پڑھ چکے اس فرشتے نے کہا کہ اے محمد صلعم آپ نبی ہوئے - اور ہم اللہ کے فرشتے جبرئیل ہین - آپ صلعم کے جسم مبارک پر اسکے بعد بھی لرزہ رہا اور آپ صلعم اسی حالت سے اپنے مکان مین آئے - اور خدیجہ سے سب حال کہا - لرزے کا جسم مبارک پر ہونا کیفیت کے آثار سے تھا - جسکو حضرات صوفیہ بخوبی سمجھ سکتے ہین - دوسرے کو اس سے

بہرہ نہین خدیجہ نے آپ صلعم کو مبارکباد دی اور فرمایا کہ ہم تمھاری پیغمبری پر پہلے ایمان لاتے ہین۔ اور آپ کی بہت تشفی کی۔ خدیجہ نے اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس آپ صلعم کو لیجا کر کل حال کہا انھون نے کہا کہ اے خدیجہ تم سچ کہتی ہو قسم اسکی جسکے ہاتھ مین ورقہ کی جان ہے۔ یہ وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ ابن عمران پر نازل ہوا تھا اور تمھارے شوہر کا بیان نہایت صحیح ہے۔ اور وہ فی الحقیقت پیغمبر ہین۔ جب آپ صلعم نے ورقہ کا بیان سنا۔ آپ صلعم کو سکون ہوا اور کیفیت پہلی زائل ہوگئی۔ جب ابوبکر نے جنکا نام عبداللہ ابن ابوقحافہ تھا یہ خبر سنی فوراً ایمان لائے یہ آپ صلعم کی کم سنی سے بڑے دوست تھے اور کامون کے مشیر۔ اور لڑکون مین سب سے پہلے حضرت علی ایمان لائے

فصل چھٹوین

کچھ عرصے تک آپ صلعم نے اپنی نبوت کے اعلان کرنے مین تامل کیا۔ پہلے ایمان

سلہ واضح رہے کہ توراۃ اور زبور یہ کتابین ہین کہ جنپر تین گروہون کو اعتبار ہے یعنی یہود نصارا اور مسلمان۔ اور علاوہ انکے جتنی کتابین ہین سوے ایک قوم کے اسکو دوسری قوم نہین اعتبار کرتی جیسے بید یا زردشت کی کتاب اور انجیل کو دو قوم اعتبار کرتی ہین نصارا اور مسلمان اس صورت مین جو باتین ان تینون کتابون سے ثابت ہون اُنسے زیادہ محقق اور قابل اعتبار دوسری بات نہین ہے اور ان تینون کتابون سے ہمارے حضرت محمد صلعم کی نبوت ثابت ہے چنانچہ بعض باتین بیان کیجاتی ہین۔ توراۃ کی جلد ثانی مین ہے کہ آفتاب جمال پیغمبری کا فاران کے پہاڑ سے اور مکہ کے پہاڑ کا نام ہے چمکیگا۔ اور وہ بنی اسرائیل سے نہوگا۔ اور جسکو متوکل کہینگے۔ اور جسکی امت کے لوگ تکبیر مین مشغول ہونگے۔ اور جایکے وضو کا وضو کرینگے۔ اور انجیل مین مذکور ہے کہ عیسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ جب فارقلیطا یعنی محمد صلعم مبعوث ہون جو اُنکا زمانہ پاوے ایمان لاوے اور انجیل یوحنا مین کہ پانچوین جلد انجیل کی ہے عیسائیون نے چھپایا اور ترجمہ کیا جابجا لفظ محمد آیا ہے اور بالکل آپ کی تعریف ہے سیل کے ترجمہ قرآن مین انجیل برناس کا ذکر ہے

لانے والوں مین آپ صلعم کے خادم زید بن الحارث ہی تھے جو قوم کلب سے تھے۔ انکو قوم قریش کی ایک جماعت نے لڑکپن مین قید کیا۔ اور بیچ ڈالا۔ انکو ورقہ بن نوفل نے خرید کر کے حضرت خدیجہ کے نذر کیا حضرت خدیجہ نے آن حضرت کو نذر کیا۔ کئی برس کے بعد جب زید کے باپ کو خبر ملی تو آئے اور بہت کچھ زر فدیہ دینا چاہا۔ آپ صلعم نے زر فدیہ لینے سے انکار کیا۔ اور فرمایا کہ اگر وہ جانیکو چاہین تو ہم انکو اجازت دیتے ہین۔ زید نے باپ کے ساتھ رہنے سے انکار کیا۔ اور آپ کی خدمت بابرکت کو اپنی رہائی پر ترجیح دی۔ اسلیے آپ صلعم نے انکو آزاد کیا اور متبنی کیا۔ لیکن واضح رہے کہ اہل اسلام مین متبنی کو ترکہ نہین ملتا ہے جیسا موافق اہل ہنود کے مذہب کے انکو ترکہ ملتا ہے۔ کیونکہ کوئی شخص بیٹا کہنے سے اصلی بیٹا نہین ہوتا ہے اسی وجہ سے جب زید متبنی نے اپنی بی بی زینب کو بسبب ناموافقت مزاج کے طلاق دیا۔ تو آپ صلعم نے اُسے بحکم خدا نکاح کیا۔ اور اسکا ذکر قرآن مین بھی آیا ہے۔ چونکہ کفار آپ صلعم پر طعن کرتے تھے کہ اپنے بیٹے کی بی بی سے نکاح کیا۔ اسلیے قرآن مجید مین بھی ارشاد ہوا کہ محمد کسی مرد کے باپ نہین ہین بلکہ اللہ تعالے کے رسول ہین۔ اور زید کا نکاح زینب سے جو ہوا وہ بھی آپ ہی نے کیا تھا۔ اور ایک انگریز ڈیوینپورٹ نے بھی اس اعتراض کا کفار کے جواب دیا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے نکاح مین جو تعدد ہوا وہ بعد پچاس برس کی عمر کے ہوا تھا یعنی بعد وفات خدیجہؓ کے۔ اور یہ بات تجربہ سے ہر شخص پر بخوبی ظاہر ہے۔ کہ شہوت رانی کا زور بعد چالیس برس کے نہین رہتا۔ اسلیے آنحضرت کا متعدد نکاح کرنا معاذ اللہ منہا بنظر شہوت پرستی کے نہ تھا بلکہ اللہ کے حکم اور حکمت سے تھا۔ آپ صلعم کے نبوت کے اظہار سے اپنی قوم کے لوگ یعنی اہل قریش اور

تتمہ اور زبور داؤد مین لکھا ہے کہ اے داؤد تیرا شمشیر حامل کر۔ اور لڑائی مین آپہانتک کہ تیرے طرف مخالف ہون اور پیغمبر ہاشمی خلق کو تلوار کے زور سے اپنا مطیع کرے۔ اور شعیب کے صحیفہ مین ہے کہ میرا ایک بندہ ہے کہ مجھ نبوت اسکے مونڈھون کے درمیان مین ہے ۱۲۔

بنی امیہ اور بعض بنی ہاشم آپ صلعم کے مخالف ہوے - قوم قریش اور بنی امیہ کا سردار
اسوقت ابوسفیان ابن حرب تھا - جو امیہ کا پوتا اور عبد الشمس کا پڑپوتا تھا -
یہ شخص نہایت مالدار ذی اقتدار اور شجاع تھا - اور عرصہ دراز تک آپ صلعم کا دشمن جانی رہا
اس سبب سے آپ تین برس تک اسلام کی دعوت پوشیدہ کرتے رہے - چنانچہ تین
برس مین اہل اسلام کی تعداد صرف اُنتالیس تک پہونچی - انمین سے اکثر کم سن مسافر
اور غلام تھے - یہ لوگ اپنی نماز اپنے گھرون مین یا پہاڑون کے درون مین چھپ کر
پڑھتے تھے - لیکن اس کام کے چھپانے سے بھی اُنپر کفارون کا ظلم رہا - چنانچہ یہ لوگ پوشیدہ
ایک جگہ فراہم تھے کہ اُنپر لوگ آپڑے - جنمین سے ایک شخص کو سعد بن ابی وقاص نے
زخمی کیا - اور اس تاریخ سے اُنکی ممتازی اسی وجہ سے ہوئی کہ انھون نے کافر کا خون پہلے بہایا
آپ صلعم کے بڑے مخالفین سے آپ کا چچا ابولہب تھا - جو نہایت مالدار اور سرور
اور بدمزاج تھا - اسکے بیٹون عتبہ اور عتیبہ سے آپکی بیٹیون ام کلثوم اور رقیہ کی
شادی کم سنی مین ہوئی تھی - اور ابی لہب کی بی بی ابی سفیان کی بہن ام جمیل
تھی - اور ابی لہب کی مخالفت سبب اُسکی زوجہ کے تھی کہ اُسکا وہ نہایت فرمانبردار
تھا - آپ صلعم کو اس مخالفت سے ام کلثوم اور رقیہ پر نہایت تاسف ہوتا -
آپ صلعم کو اس مخالفت سے سخت تردد تھا - کوئی آپ کو مجنون کہتا - کوئی تخبط مجہول
کرتا - خاص کرام جمیل ابی سفیان کی بہن نہایت تنگ کرتی کہ دہری وحی نازل ہوئی
جسمین حکم ہوا کہ اعلان حق علانیہ کرو اور اہل قرابت کو اسلام کی دعوت کرو -
چنانچہ اپنی نبوت کے چوتھے برس مین آپ صلعم نے کوہ صفا پر اپنی قوم بنی ہاشم کو
اور اظہار اپنی نبوت کا کیا - اسپر ابولہب نہایت رنجیدہ ہوا اور
اسکی ام جمیل نے پتھر سے مارا - اسی باعث سے سورۂ تبت یدا نازل ہوئی -
جس مین ذکر ہے کہ ابی لہب کے ہاتھ ٹوٹینگے - اور اُسکی بی بی لکڑیون کا بوجھ

لیجائیگی جو جہنم کا ایندھن ہوگا اور اُنکے گردنون مین مونج کی رسی ہوگی - اِسپر محمد منتشر ہوگیا - اور ابی لہب اور اُسکی زوجہ کو اسقدر رنج ہوا - کہ اسنے بیٹے عتبہ اور عتیبہ کو ترغیب دی کہ آپ کی بیٹیون کو طلاق دیوین - اور اُنھون نے ایسا ہی کیا - لیکن کچھ عرصہ بعد اُنکے نکاح عثمان بن عفان سے ہوئے - اِن باتون سے آپ کی دعوت اسلام کے طریقے مین فرق نہ آیا - اور آپ صلعم بنی ہاشم کی دعوت اپنے مکان مین کی - اور لوگون کو کھانا کھلایا - آپ صلعم علانیہ اپنی نبوت کا اظہار کرتے - اور جبل حرا اور ابو قبیس پر اکثر وعظ فرماتے اور مذہب عیسائی اور موسوی کی تنسیخ کے نسبت ذکر کرتے -

فصل ساتوین

جب کفار قریش مسلمانون پر زیادتی کرنے لگے - تو آپ صلعم نے اپنے اصحاب کو ہجرت کی اجازت دی - اور اکثر مسلمان ملک حبشہ کو چلے گئے - اُنمین آپ صلعم کے چچا کے بیٹے جعفر طیار اور آپکے داماد عثمان بن عفان بھی تھے - اور آپ کی صاحبزادی رقیہ اُنکے ساتھ تھین - بادشاہ حبشہ جسکو نجاشی کہتے تھے مسلمانون پر نہایت مہربان ہوا - اور اُنکو رہنے کے لیے جگہ دی جب یہ خبر کفار قریش کو ملی حسد کی آگ مین جل گئے - اور ایک قافلہ جسکا سردار عمرو ابن العاص کو بنایا مع اسباب تحفہ حبشہ کو روانہ کیا - عمرو ابن العاص نے تحفے سب نجاشی کے حضور مین گذرانکر مسلمانون کی شکایت کی - نجاشی نے مسلمانون کو طلب کرکے فریقین کی گفتگو سُنی - اور جعفر طیار کی تقریر کو بہت پسند کیا - اور کہا کہ کاش بادشاہی کی خدمت مجھسے متعلق نہوتی تو مین پیدل عربی کی خدمت مین حاضر ہوتا - اور تحفہ سب کفار قریش کا پھیر دیا - اس سبب سے کفار جلے اور بھی جلے -

ایک شخص ابو جہل نامے کفار قریش سے تھا - حال مذکور کو سُنکر نہایت غصہ ہوا -

اور اپنے مجمع مین بولا کہ جو آدمی آپ صلعم کا سر کاٹ کر لاوے اُسکو سو اونٹ یا چالیس ہزار دینار انعام دینگے۔ اسپر عمر بن الخطاب جنکا سن اُسوقت پچیس برس کا تھا اور شخص قوی الجسم تھے۔ اُسکی ذمہ داری اپنے ذمہ لی۔ اور آپ صلعم کی جستجو مین روانہ ہوئے راہ مین حضرت نعیمؓ سے ملاقات ہوئی۔ اُنھون نے پوچھا کہ اے عمر تم کہان جاتے ہو جواب دیا۔ کہ محمد صلعم کے قتل کو۔ نعیم نے کہا کہ تم بنی ہاشم کے انتقام سے نہین ڈرتے عمر نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی مسلمان ہوگئے۔ بہتر ہو کہ پہلے تمھین کو قتل کرین۔ نعیم نے کہا کہ ہم مذہب آبائی پر ہین لیکن تمھارے بہن اور بہنوئی جو مسلمان ہوئے ہین پہلے اُنکو قتل کرلو کہ تمھاری قرابت قریبہ سے ہین عمر نے کہا مسلمان ہونے کی کیا پہچان ہے۔ نعیم نے جواب دیا کہ وہ تمھارا ذبیحہ نہین کھاوینگے۔ اسپر عمر اپنی بہن کے مکان کو چلے۔ اوسوقت حضرت خبابؓ صحابی گھر کا دروازہ بند کرکے اُنکی بہن کو سورۂ طٰہٰ کہ اُسی زمانہ مین نازل ہوئی تھی تعلیم کرتے تھے کہ عمر نے دروازے پر آواز دی۔ حضرت خبابؓ اُسوقت چھپ گئے۔ اور عمر نے گھر مین داخل ہوکر ایک بکری آپ سے ذبح کی۔ اور اپنی بہن اور اُنکے شوہر سعید بن زید کی کہ اصحاب عشرہ مبشرہ سے ہوے دعوت کی۔ لیکن اُن لوگون نے کھانے سے انکار کیا۔ اسپر عمر نے اُن لوگون کو خوب مارا کہ سر اور رخسارے سے خون جاری ہوا۔ اسپر اُنکی بہن نے کہا کہ اگر مجکو مار بھی ڈالیے تب بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ہم دستکش نہ ہونگے اور اُنکی پیروی سے باز نہ ہونگے۔ اس بات سے عمر کے دل مین رحم آیا۔ اور نوار زمین پر تو انگن ہوا۔ اور کہا کہ تم کیا پڑھتی تھین سناؤ اسپر سورۂ طٰہٰ سنایا۔ اور جب آیہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ کہ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی پڑھا عمر نے کہا کیا اچھا کلام ہے۔ حضرت خبابؓ کو اس بات کے سننے سے یقین ہوا۔ کہ عمر کے دل مین ایمان کا اثر آیا۔ اور پردے سے نکلکر کہا کہ اے عمر مبارک ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تمھارے حق مین قبول ہوئی۔ اور اُنکو اپنے ساتھ حضرت صلعم کے پاس لیگئے۔ آپ صلعم نے عمر سے معانقہ کیا

کہ جو بڑے سے عمرؓ کے آواز آئی اور انھوں نے کلمہ طیب پڑھا۔ جب عمرؓ ایمان لائے مسلمانوں کی تعداد چالیس ہوئی۔ اور یہ واقعہ سنہ ۶ ہجری میں ہوا۔ اور اسی وقت سے ارکان اسلام لوگ مسجد حرم میں علانیہ ادا کرنے لگے۔ اسی سال حضرت صلعم کے چچا امیر حمزہؓ جو بڑے شجاع تھے ایمان لائے۔

فصل آٹھویں

آپ صلعم کے چچا خواجہ ابی طالب ہر حال میں آپ صلعم کے حامی تھے۔ بلکہ کفار قریش اسی وجہ سے اُنکے خلاف ہو گئے۔ اور لڑنے پر آمادہ ہوئے۔ اس وجہ سے انھوں نے معہ قوم بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ایک پہاڑ کی گھاٹی میں آپ صلعم کے ساتھ پناہ پکڑی۔ اور کفار قریش نے ایک عہدنامہ آپسمیں کر کے خانہ کعبہ میں لٹکایا جسکے رو سے سبھوں نے بنی ہاشم اور بنی مطلب سے قطع رحم کیا۔ اور رسم وراہ اور خرید فروخت بازار کا بند کر دیا۔ جسکی باعث سے ابی طالب معہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کے تین برس تک بڑے تنگ حال میں رہے۔ آخر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعوں سے معلوم ہوا۔ کہ اُس عہدنامہ کو کیڑوں نے کھا لیا۔ اور سوائے اللہ تعالی کے نام کے اسمیں کچھ باقی نہ رہا اس حال کو ابی طالب نے کفار قریش سے کہا اور سمجھایا کہ اگر یہ خبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح ہو تو مناسب ہے کہ سب لوگ اوپر ایمان لاؤ اور اگر ایسا نہ کرو تو یہ ضرور کرو کہ عہدنامہ کو منسوخ سمجھو۔ جب کفار قریش عہدنامہ کے نسبت خبر ٹھیک پائی۔ ایمان تو نہ لائے لیکن عہدنامہ کو منسوخ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کے پہاڑ کی گھاٹی سے باہر نکل آئے اور سابق دستور مکہ میں رونق افروز ہوئے۔ اور وعظ و نصایح میں مصروف رہے۔ دسویں سال میں بعثت کے خدیجہ اور خواجہ ابی طالب نے انتقال کیا اس سے آپ کو نہایت غم ہوا۔ اور آپ صلعم نے اس سال کا نام سنۃ الحزن رکھا۔ خواجہ

ابی طالب نے اگرچہ اقرار رسانی نہین کیا یعنی کسیکے سامنے کلمہ طیب نہین پڑھا۔ لیکن حضرت صلعم کے ساتھ بہت محبت کرتے تھے۔ اور لوگون کو آپ صلعم کے دین کی طرف دعوت فرماتے بعد انتقال خدیجہ کے آپ صلعم نے دو عقد اپنے کیے۔ ایک حضرت سودا سے جو قریبہ تھین (یعنی ایک نکاح اُنکا ہو چکا تھا) اور دوسرا عائشہ بنت ابی بکر سے کہ باکرہ تھین اور آپ صلعم کی بی بیون مین سواے عائشہ صدیقہ کے سب ثیبہ تھین عائشہ کا سن شریف وقت نکاح کے سات برس کا تھا۔ آپ صلعم بی بیون مین سب سے زیادہ عائشہ کو عزیز رکھتے۔ اور وہ بڑی عالمہ اور سمجھدار تھین۔ قریب دو ثلث کے حدیثون مین اُنسے روایت ہی۔ اور اکثر اصحاب قرآن اور حدیث کی صحت اُنسے کرتے تھے۔

فصل نوین

اہل مکہ جب آپ صلعم کے پند و نصائح کی طرف مخاطب نہوئے بلکہ طرح طرح کی ایذا دینے لگے۔ تو آپ صلعم نے طائف کا قصد کیا۔ اور آپ صلعم وہان تشریف لیگئے۔ لیکن طائف کے لوگ بھی مخاطب نہوئے بلکہ آپ صلعم پر ڈھیلے پھینکنے لگے۔ اور آپ کا پاے مبارک زخمی ہوا۔ آپ صلعم وہان سے مکہ کو واپس آئے۔ اور صرف غیر شہر والون کو جو غلہ تجارت یا زیارت کعبہ کے آتے پند و نصائح فرماتے۔ اور اسلام کی دعوت کرتے۔ بعثت کے گیارھوین سال مین مدینہ کی قوم انصار سے کچھ لوگ مکہ مین آئے اور آپ کی دعوت مین شریک ہوئے۔ اور چھ آدمی اُنمین سے مسلمان ہوگئے۔ مدینہ کی قوم یہود اور قوم انصار مین برابر تکرار تھی اور قوم یہود جب مغلوب ہوتی تو کہتی کہ نبی آخر الزمان کے ظہور کا زمانہ آپہونچا ہم لوگ اُنکے ساتھ ہوکر تمسے لڑینگے اور تم پر غالب آوینگے۔ جب انصار مدینہ مکہ مین پہونچے۔ اور خبر آپ کے نبوت کی دعوت کی سُنی سمجھے کہ وہی پیغمبر ہین جنکی خبر یہود دیتے ہین۔ اور مسلمان ہوگئے

اور اسلام لانے میں پیش قدمی کی کہ یہودیوں پر اب بھی غالب ہیں۔ اور اُن لوگوں نے یہ بھی کہا کہ ہم آیندہ سال میں پھر آوینگے۔ اور زیارت سے مشرف ہونگے۔ جو انصار کہ مدینہ کو واپس گئے۔ اُنسے آپ کی نبوت کی خبر گھر گھر پھیلی۔ اور ۱۲ سنہ بعثت میں بارہ آدمی انصار کے آئے۔ پانچ آدمی اُنمیں کے تھے۔ اور نئے سات آدمی ایمان سے مشرف ہوے۔ اور اُن لوگوں نے ایک پہاڑی کی گھاٹی پر معاہدہ کیا۔ کہ اگر آپ مدینہ تشریف لیجاوین تو ہم لوگ آپ کے حامی رہینگے۔ اور آپ صلعم کے دشمن سے جو انیدار ساتھی کو جایے گا لڑینگے۔ اسی کو پہلا معاہدہ عقبہ کا کہتے ہین۔ عقبہ کے معنی گھاٹی کے ہین۔ جب یہ لوگ مدینہ کو جانے لگے۔ تو آپ صلعم نے حضرت مصعب کو کہ فقیہ اور قاری تھے قرآن اور فقہ سکھانے کے واسطے اُنکی خواہش کے موافق ساتھ کر دیا۔ اُنکے وعظ و نصائح سے مدینہ کے تمام انصار میں ایمان پھیل گیا۔ اور تیرہوین سال میں بعثت کے ستر آدمی مدینہ کے انصار کے۔ آپ صلعم کی حضور میں حاضر آئے۔ اور آپ صلعم سے بدل تشریف بری کے طالب ہوئے۔ تب دوسرا معاہدہ عقبہ کا تعمیل پایا۔

فصل دسوین

ایک شب رجب کے مہینے میں بارہوین سال میں بعثت کے جب آپ صلعم اُمہانی کے گھر میں سوتے تھے۔ اور سب لوگ خواب میں تھے۔ کہ جبریل آپ صلعم کے پاس آئے۔ اور اُٹھا کر آپ کو اپنے ساتھ کعبہ کے حرم میں لیگئے اور آپ کا شق صدر کیا۔ اور مثل سابق کے شستہ اور صاف کر کے پھر بند کر دیا۔ اور آپ کو ایک بہشتی جانور پر جسکو بُراق کہتے ہین سوار کر کے مسجد اقصیٰ میں لیگئے جو بیت المقدس میں ہے۔ وہان سب انبیا کی ارواحون سے ملاقات ہوئی۔ اور آپ صلعم نے سبھون کے ساتھ نماز میں امامت کی۔ اور وہان سے روانہ ہو کر صدرۃ المنتہیٰ تک پہونچے کہ ایک درخت ساتوین آسمان پر ہے۔ یہان پر حضرت جبریل رہ گئے۔ اور اُنھون نے کہا کہ اگر ہم آگے بڑہین تو ہمارے بال و پر تجلی کی روشنی سے

جل جائینگے - اسی جگہ براق بھی رہ گیا - اور آپ ایک تخت پر جسکو رفرف کہتے ہین روانہ ہوئے - اور قرب الٰہی سے فائز - جو دیکھا سو دیکھا سنا سو سنا - اور اسی اثنا مین بہشت اور دوزخ کی بھی سیر کی - اور سدرۃ المنتہا کا مقام ملاحظہ فرمایا - اور جب واپس آئے تو آن کی آن مین آپہونچے - اسمین علما کو اختلاف ہے کہ یہ سیر آپ کا جسمانی تھا یا روحانی -

بعد عقبہ ثانی کے معاہدہ کے آپ صلعم نے اپنے اصحاب کو مدینہ کی جانب ہجرت کی اجازت دی اور ایک ایک کر سبھون نے ہجرت اختیار کی - صرف خود بدولت صلعم اور حضرت ابوبکر معہ اپنے متعلقان اور حضرت علیؓ رہ گئے - ایک روز ابوجہل نے آپ کے قتل کا مشورہ کیا - اور یہ خبر آپ کو مل گئی - آپ صلعم فوراً ابوبکر کے پاس آئے اور کہا کہ ابوجہل نے ایسا مشورہ کیا ہے - اور میرا قصد آج کی شب ہجرت کا ہے - اور تم ساتھ چلنا - حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ مین نے دو اونٹ اسی لیے خریدے ہین - آپ صلعم نے ایک اونٹ کی قیمت حضرت ابوبکر کو دی اگرچہ انھون نے اسکے لینے مین بہت عذر کیا - جب آپ صلعم اپنے گھر واپس آئے - اسی رات حضرت علی آپ کے پاس تشریف لائے اور جو امانت کہ آپ صلعم کے پاس اہل مکہ کی تھی اسکو حضرت علی کے حوالہ کیا کہ اہل مکہ کو دیدینگے اور فرمایا کہ اگر کوئی میری تلاش مین اس گھر مین آوے تو ڈرنا کہ تمکو کچھ نہ کہینگے - اور اپنے بچھونے پر حضرت علی کو سونے کی اجازت دی - اسی وقت کفارون نے آپ کے مکان کو آگھیرا لیکن آپ صلعم نے ایک مشت خاک انکی طرف پھینکی - اور انکے درمیان سے نکل آئے اور انھون نے آپ صلعم کو نہ دیکھا - اور آپ صلعم ابوبکر کے مکان پر آپہونچے - اور انھون نے غار ثور تک آپ صلعم کو اپنے کندھون پر لیجا کر پہونچایا - جب کفار قریش آپ صلعم کے مکان مین داخل ہوئے - انھون نے حضرت علی کو آپ صلعم کے بستر پر پایا - اور انسے پوچھا کہ محمد صلعم کہان ہین انھون نے لاعلمی بیان کی - کفار نے حضرت علی سے مواخذہ نہ کیا

اور نشان سے نکل کر آنحضرت صلعم کی جستجو میں ہوئے لیکن آپ صلعم کو نہ پاکر لشکر آپ صلعم تین روز تک مع ابوبکر کے غار ثور میں رہے۔ وہاں ایک سانپ نے انکو کاٹا لیکن آپ صلعم کے لعاب دہن لگانے سے چنگا ہوگیا۔ اور زہر کا اثر نہ ہوا۔ آیت ثانی اثنین سے ابوبکر کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ اس غار کے منہ پر عامر بن فہیرہ جو آزاد غلام ابوبکر کے تھے اپنی بکری چرایا کرتے تھے۔ اور ان بکریوں کا دودھ دونوں صاحبوں کو پلایا کیے۔ اور رات کو عبدالرحمن بن ابوبکر غار میں آتے اور آپ صلعم اور اپنے باپ کو کفار کے مشورے سے خبر دیتے۔

چوتھے روز حسب فرمانے آنحضرت صلعم کے حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر نے اونٹ کو غار کے منہ پر بھیجا۔ اور وہاں سے آپ صلعم مع ابوبکر اور عامر بن فہیرہ کے روانہ ہوئے۔ شتربان جو آپ صلعم کے ساتھ ہوا اسکا نام ارقط تھا۔ اور آپ صلعم ساحل کی راہ سے چلے اثنائے راہ میں جب آپ صلعم ام معبد کے خیمہ میں پہونچے۔ آپ صلعم نے اس سے گوشت اور چھوارے طلب کیے۔ لیکن اسکے پاس نہ ہونے سے اسنے معذرت کی تب آپ نے ایک دبلی بوڈھی بکری اسکے خیمہ کے گوشے میں دیکھی۔ آپ نے اسکے دودھ دینے کی اجازت مانگی۔ ام معبد نے جواب دیا کہ آپ کو اختیار ہے لیکن وہ ایک عرصہ سے دودھ نہیں دیتی ہے آپ نے اسمیں ہاتھ لگایا اور دوہنا شروع کیا۔ اسمیں اسقدر دودھ ہوا کہ آپ صلعم کے ساتھیوں نے اور ام معبد نے سیر ہوکر پیا اور اسقدر دودھ بچ رہا کہ ابومعبد جب آیا اسنے پیا۔ اور دونوں آدمی بعد فتح مکہ کے مسلمان ہوئے۔

جب آپ صلعم کی ہجرت کی خبر مشہور ہوئی۔ کفار قریش نے منادی کردی کہ جو شخص آنحضرت صلعم کا سر لاوے اسکو سو اونٹ اور جو ابوبکر کا سر لاوے اسے بھی سو اونٹ انعام دیے جاوینگے۔ اسپر ایک شخص سراقہ جسکا گھر مدینہ کی راہ پر تھا۔ اس خبر سے مطلع ہوا۔ اور جستجو میں رہا۔ کسی نے آپ صلعم کو اونٹ پر دیکھکر اسے جاکر خبر دی۔ وہ گھوڑے پر سوار

پیچھے سے آپہونچا۔ اور آپ صلعم کو قرائن سے معلوم ہوا کہ یہ شخص میری گرفتاری کو آتا ہے۔ اس سبب سے آپ صلعم نے فرمایا کہ اے زمین اسکے گھوڑے کو نگل جا۔ اسپر اُسکا گھوڑا تا ہزانو زمین مین دھنس گیا۔ لیکن اُسنے اپنے اس فعل سے توبہ کی اور التجا کرنے لگا تب آپ نے اُسکے خلاصی کی دعا کی اور اُسکا گھوڑا صحیح وسالم زمین سے نکل آیا۔ اور وہ بعد فتح مکہ کے مسلمان ہوا۔

فصل گیارھویں

جب مدینہ کے انصار کو آپ صلعم کی ہجرت کی خبر ملی روزانہ پہاڑ پر جاتے اور آپ صلعم کے منتظر رہتے اور جب دھوپ نہ برداشت ہوتی مکان کو آتے۔ یہان تک کہ آپ صلعم مدینہ کے قریب پہونچے۔ اور انصار مدینہ انتظار دیکھکر مکان کو واپس جانے لگے۔ کہ ایک یہود نے آپ صلعم کے اونٹ کو دور سے دیکھکر انصار کو پکارا کہ کہ ہذا جدکم اور وہ لوگ فوراً پہاڑ پر چڑھ آئے۔ اور آپ صلعم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ انصار کی لڑکیان بھی آپ صلعم کی آنے کی تہنیت مین غزلین گاتی ہوئی پیش قدمی کو آئین۔

جب آپ مدینہ مین داخل ہوئے۔ چودہ روز تک محلہ قبا مین رہے اور یہ جگہ اگرچہ شہر سے باہر ہے لیکن شہر کے محلون مین اُسکا حساب ہے۔ تیسرے روز وہان حضرت علی بھی آپ صلعم کے پاس مع الخیر آپہونچے۔ آپ صلعم نے شہر مدینہ کے اندر داخل ہونے کا قصد کیا۔ اسپر ہر شخص کو آرزو تھی۔ کہ آپ صلعم میرے مکان کے قریب مقام کرین۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ میرا اونٹ اللہ تعالےٰ کے حکم سے مامور ہے اور ہم وہین ٹھہرینگے جہان وہ آپ سے بیٹھ جائیگا۔ آخرش آپ صلعم کا اونٹ اُس جگہ بیٹھا جو مقام حضرت ابو ایوب انصاری کے مکان کے قریب تھا۔ اب اُسی جگہ مسجد نبوی ہے۔ اس زمین کو جہان اونٹ بیٹھا تھا حضرت ابوبکرؓ نے

دس دینار کو خرید کیا اور مسجد نبوی اور حجرہ ازواج طیبات اُسی زمین مین بنا گیا۔ قبل طیار ہونے حجرۂ ازواج طیبات کے آپ صلعم نے اپنا اسباب ابو ایوب انصاری کے مکان مین اُتارا اور اُنھون نے آپ صلعم کو اعلیٰ درجے مین رہنے کی جگہ دی۔ ابو ایوب کو آنحضرت صلعم کی ہجرت کی خبر بطور پیشین گوئی کے اپنے مورث اعلیٰ سے پہنچی تھی۔ اور ایک نوشتہ بادشاہ مین کا تھا جسمین آپ صلعم کی ہجرت کی خبر درج تھی اور اُنکے خاندان مین برابر چلا آیا تھا اُنھون نے وہ بھی آپ کے سامنے پیش کیا۔ ابو ایوب انصاری کی قبر دار الاسلام قسطنطنیہ مین اسوقت موجود ہے۔ لہ امیر معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ خلافت مین ایک لشکر کے ساتھ جسکے سالار سفیان تھے اور جسمین امام حسینؓ اور یزید بن معاویہ بھی تھے ۶۶ھ ہجری مین جو قسطنطنیہ کے محاصرہ کے واسطے بھیجا گیا تھا شہید ہوے۔ اور وہین دفن ہوئے۔ اب سلطان روم جو جانشین ہوتا ہے پہلے وہین حاضر ہو کر تاج شاہی سر پر رکھتا ہے۔

فصل بارھوین

سنہ پہلی ہجری مین ایک بڑے عالم قوم یہود کے جنکا نام عبد اللہ بن سلام تھا اسلام سے مشرف ہوئے۔ اُنھون نے پہلے آنحضرت صلعم سے سوال کیا کہ بہشت مین پہلی غذا آدمیون کی کیا ہوگی۔ اور پہلی علامت قیامت کی کیا ہوگی۔ اور لڑکا کس سبب سے باپ کی جانب مشابہت رکھتا ہے اور کس سبب سے ماں کی جانب۔ آپ صلعم نے جواب دیا کہ پہلی غذا اہل جنت کی مچھلی کا جگر کا ٹکڑا ہوگا۔ اور پہلی علامت قیامت کی آگ ہوگی کہ لوگون کو مشرق سے مغرب کو ہانک لائیگی۔ اور جب نطفہ ماں کا غالب ہوتا ہے تو لڑکا ماں یا اُسکے اقران کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور جب نطفہ باپ کا غالب ہوتا ہے لڑکا باپ کے شابہ ہو یا اُسکے اقران کے مشابہ ہوتا ہے۔

اسی سال حضرت سلمانؓ فارسی بھی دولت ایمان سے مشرف ہوے۔ اِنکا شجرہ

اسوقت ڈھائی سو برس کے قریب تھا۔ پہلے یہ مجوسی تاجر تھے پھر یہود ہو گئے پھر مذہب نصاریٰ قبول کیا۔ کتب سابقہ کے عالم ہوئے۔ اور بعض علامتون کو نبی آخرالزمان صلعم کے کتب سابقہ سے دریافت کرکے اور مدینہ کو اُنکی جاے ہجرت جانکر وہین مقیم ہوے۔ اور کسی وجہ سے ایک نصارا کے غلامی مین در آئے۔ جب آنحضرت صلعم ہجرت کرکے مدینہ تشریف لیگئے۔ تو آپ صلعم کے پاس کوئی چیز بطور صدقہ کے لائے۔ آپ صلعم نے اُسکو قبول نہ کیا۔ پھر کچھ چیز بطور ہدیہ کے پیشکش کیا۔ آپ صلعم نے اُسکو لے لیا۔ پھر کسی طرح آپ صلعم کی نبوت کی مہر نبوت کو دیکھکر فوراً ایمان لائے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اب صورت اپنی آزادی کے کرو۔ اُنکے آقا نے شرط آزادی کی یہ کی۔ کہ مسلمان ایک باغ لگاوین جب وہ بارور ہوگا اور بھی جب ایکاوقیہ سونا دینگے تب آزاد ہونگے۔ حضرت سلمانؓ کی خاطر آپ صلعم نے باغ لگایا۔ اور درخت اپنے ہاتھون سے نصب کیے۔ اور وہ درخت اسی سال مین آپ کے ہاتھ کی برکت سے بارور ہوے۔ اور کچھ سونا کہ غنیمت مین آیا تھا سلمانؓ کے حوالہ کیا۔ لیکن حضرت سلمانؓ کو اُسکے ایک اوقیہ ہونے مین شک ہوا تو آپ صلعم نے اپنا لعاب دہن لگایا۔ اور کہا کہ تو لو پورا ہوگا۔ چنانچہ جب تولا گیا۔ تو پورا اُترا۔ حضرت سلمانؓ کے انتساب باطنی کی تکمیل حضرت ابوبکرؓ سے تھی اور اُن سے قاسمؒ بن محمد بن ابی بکر خیر التابعین فیضیاب ہوئے۔ حضرت سلمانؓ کی وفات ۳۳ھ مین ہوئی۔ واضح رہے کہ امام جعفر صادقؒ کی نواسہ قاسمؒ بن محمد بن ابی بکرؓ تھے پہلے اپنے نانا سے مستفید ہوئے۔ اور بعد اسکے اپنے والد ماجد امام محمد باقرؒ سے بہرہ اندوز ہوئے۔ اسی سبب سے اُنکو ذوجبرین کہتے ہین۔

فصل تیرھوین

غزوات

بعد ہجرت کے جہاد کے احکام نازل ہوئے۔ اس سبب سے آپ صلعم نے کفار کے ساتھ غزوات شروع کیے۔ منجملہ غزوات کے ایک واقعہ بدر کا ہے۔ کہ جس سے

مسلمانون کی ترقی ہوئی - اور قوت بڑھی - جب آپ صلعم کو خبر ملی کہ ابی سفیان کا قافلہ
معہ سامان تجارت ملک شام سے واپس آتا ہے - آپ صلعم معہ مہاجر اور انصار کے
کہ جملہ تین سو تیرہ آدمی تھے - اُس سے لڑنے کو گئے - ابی سفیان اُسوقت
قریش کے کفار سے تھا - اور آپ کا جانی دشمن تھا - اور قوم بنی امیہ سے تھا
عبد مناف جو عبد المطلب کے دادا تھے - اُنکے چار بیٹے تھے - ہاشم
عبد الشمس - نوفل - اور مطلب - عبد الشمس کا بیٹا امیہ تھا - اور
ہاشم کی اولاد مین ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے - مطلب کی اولاد مین
امام شافعی تھے اور نوفل کی اولاد مین عبد اللہ بن جبیر - الغرض جب ابی سفیان
کو آپ صلعم کے ارادون کی خبر ہوئی - اُسنے ایک تیز قاصد مکہ کو روانہ کیا - اور لکھا
کہ اگر قافلہ کی خیریت چاہتے ہین تو اہل قریش فوراً مدد کیواسطے آوین - ابی جہل
نے یہ خبر سُنکر تمام عمائد قریش کو فراہم کیا - اور سامان لڑائی کا کرکے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے لڑنے کو روانہ ہوا - اُسکے لشکر مین آپکے چچا عباسؓ اور آپ صلعم کے داماد
ابی العاص کہ اُسوقت تک ایمان نہ لائے تھے شریک ہوئے - لیکن اس عرصہ
مین ابی سفیان دوسری راہ سے قافلہ کو بخیریت لے گیا - اور ہر چند بعد ازین منع
بھی کر بھیجا - کہ حاجت فوج کشی کی نہین ہے - لیکن ابی جہل نے نہ مانا - اس سبب
سے ابی سفیان مکہ پہونچکر پھر مدینہ کی طرف واپس آیا - اور لشکر سے آملا -
کفار کے لشکر مین ایکہزار آدمی تھے - اور مسلمان صرف تین سو تیرہ تھے - اور دونون
بدر کے میدان مین مقابل ہوئے - پہلے شیبہ اور عتبہ اور ولید آگے ہوئے
مسلمانون کی جانب سے انصار اُنکے مقابلے کو بڑھے - اسپر اُن لوگون نے کہا
کہ ہم لوگ اپنے برادران قریش سے لڑنے کو آئے ہین - نہ انصار سے - تب حضرت
علیؓ اور امیر حمزہؓ اور عبیدہ بن حارثؓ اُنکے مقابل مین حضرت صلعم کے حکم سے آئے

حضرت علیؓ اور امیر حمزہؓ نے اپنے اپنے فریق شیبہ اور عتبہ کو قتل کیا۔ اور عبیدہ بن حارث کی مدد کو آپہونچے۔ اور اُنکے فریق ولید کو بھی قتل کیا۔ اسکے بعد فریقین مین یعنی مسلمان اور کفار مین خوب جنگ ہوئی۔ اور میدان مسلمانون کے ہاتھ رہا۔ ابی جہل اس لڑائی مین مارا گیا۔ اور ابی سفیان زخمی ہوا۔ اور ستر آدمی کفار کے گرفتار ہوئے جنمین عباسؓ اور ابی العاص بھی تھے اور باقی مفرور ہوئے۔ بعد ختم ہونے لڑائی کے حضرت صلعم نے عبداللہ[1] ابن مسعود سے کہ اصحاب مین بڑے فقیہ تھے کہا۔ کہ دیکھو ابی جہل کی نعش کہان ہے۔ اُنھون نے دیکھا کہ اُسمین کچھ جان باقی تھی۔ اُسنے پوچھا کہ فتح کسکی ہوئی عبداللہ نے کہا کہ مسلمانون کی۔ اور اُسکے سینہ پر چڑھکر اُسکا سر کاٹ لیا۔ سر کے کاٹنے مین اُسنے کہا کہ میرا سر کندھون کے پاس سے کاٹنا کہ دیکھنے مین بڑا معلوم ہو کہ کسی سردار کا سر ہے۔ حضرت صلعم نے اُسکا سر دیکھکر فرمایا۔ کہ یہ ہمارا فرعون تھا اس لڑائی مین اہل اسلام کو غنیمت اور ہتھیار خوب ہاتھ آئے۔ حضرت عثمانؓ اگرچہ اس لڑائی مین شریک نہو سکے کہ وہ اپنی اہلیہ کی بیمارداری مین آپ صلعم کے حکم کے موافق مصروف تھے۔ لیکن اُنکو بھی غنیمت کا حصہ ملا۔ جب اہل اسلام اپنے کامیابی پر خوشی خوشی مدینہ مین داخل ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کی تعزیت مین شریک ہوئے۔ یہ واقعہ سنہ ۲ ہجری مین پیش آیا۔

بعد وفات رقیہ کے حضرت صلعم نے اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثومؓ کا نکاح عثمانؓ

[1] واضح رہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بڑے ممتاز صحابہ تھے۔ اور بڑے عالم حدیث اور قرآن کے اور بڑے فقیہ تھے۔ متواتر حدیث اُنکی شان مین آئی ہے جنمین سے مشکوۃ مین بھی درج ہین اُنکے شاگرد رشید علقمہ تھے جنکے شاگرد رشید حضرت ابراہیم نخعی تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین قاضی تھے۔ اُنکے شاگرد رشید حضرت حماد رضی اللہ عنہ تھے جنکے شاگرد رشید امام ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ تھے

سے کر دیا۔ اور اسی سبب سے لقب ذوالنورین ہوا۔ آپ صلعم نے قیدیون کے بارے مین اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ مشورہ مین یہ بات طہرائی کہ ہر ایک سے فدیہ لیکر چھوڑ دینا چاہیے۔ چنانچہ یہی بات عباس عم رسول اللہ صلعم کو بھی سنائی گئی۔ اُنھون نے آپ صلعم سے کہا کہ یہ بات آپ صلعم کو اچھی معلوم ہوتی ہو کہ آپ صلعم کے چچا دوسرون کے سامنے ہاتھ پھیلاوین۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ ضرورت ہاتھ پھیلانے کی حیا ہو۔ وہ نقد جو چلتے وقت اپنی بی بی کے پاس چھوڑ آئے ہو۔ منگاؤ۔ اسپر عباس بے اختیار بول اُٹھے کہ آپ صلعم بیشک برحق نبی ہین۔ کیونکہ اس نقد کی کسی دوسرے کو خبر نہ تھی۔ اللہ تعالی نے اس سے آپ صلعم کو طلع کیا۔ اور ابی العاص کے فدیہ مین جو زیور آیا وہ حضرت زینب بنت رسول اللہ صلعم کا تھا جو اصل مین خدیجہ کا تھا اور انکو جہیز مین دیا تھا۔ اُنکو دیکھکر آپ صلعم کو خدیجہ یاد آئین اور آپ صلعم بہت روئے۔ اور اصحاب کی اجازت لیکر وہ زیور سب واپس کیا۔ اور ابی العاص سے کہا کہ زینب کو مدینہ بھیجدو کہ وہی مبادلہ ہوجائیگی۔ چنانچہ وہ مدینہ مین آئین اور انتقال کیا۔

اسی سال حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ کا عقد کہ آپ کی سب بیٹیون مین چھوٹی اور سب سے ممتاز اور عزیز تھین حضرت علی ابن ابی طالب سے ہوا۔ اور آپ صلعم نے اپنا عقد حفصہ بنت عمر سے کیا۔

فصل چودھوین

منجملہ غزوات کے غزوۂ احد بھی ہو۔ وہ کفار کہ جنکو بدر کے مقام مین شکست ہوئی دوسرے سال مین یعنی سنہ ۳ ہجری مین لڑائی کے واسطے پھر آمادہ ہوئے۔ اور بڑا سامان فراہم کیا۔ یہ خبر جب آپ صلعم کو ملی۔ معہ اصحاب مقابلے کے واسطے روانہ ہوئے۔ اور لڑائی شروع کر دی۔ اہل اسلام کو فتح نمایان ہوئی۔ اور کفار پس پا ہوئے۔ اہل اسلام

غنیمت لوٹنے لگے۔ اسوقت خالد بن الولید کہ ہنوز اسمان نہ لائے تھے اور کفار قریش مین سے تھے۔ ایک پہاڑ کے درے سے ہوکر کہ مسلمانون کی پشت پر تھا۔ اور اُسپر عبداللہ بن جبیر آپ صلعم کے حکم سے پچاس تیراندازون کے ساتھ تعینات تھے۔ مسلمانون کے پشت پر آپہونچے۔ اور مسلمانون مین انتشار ڈالا۔ عبداللہ کے ساتھی غنیمت کی لالچ مین اُنسے جدا ہوگئے۔ صرف دس آدمی اُنکے ساتھ رہ گئے تھے کہ لڑکر شہید ہوئے۔ بعض اصحاب کے پاون اس معرکہ مین اُکھڑ گئے تھے لیکن حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ اور طلحہؓ اور ابوعبیدہؓ وہ آپ صلعم کے برابر ساتھ رہے۔

ایک کافر ابن قمیہ نے آپ صلعم کو تلوار ماری۔ جسکے باعث سے آپ صلعم غار مین گر پڑے۔ اُسوقت آپ کے بدن مین دو زرہین تھین۔ اُنکے بوجھ سے اور تیز زخم کی تکلیف سے آپ صلعم اپنے سے اُس غار مین سے نکل نہ سکے۔ حضرت طلحہ نے اپنی پیٹھ پر چڑھا کر نکالا۔ ابن قمیہ نے کفار کے لشکر مین مشہور کر دیا۔ کہ آپ شہید ہوگئے۔ پتھر کی ضرب سے صرف ایک دانت آپ صلعم کا ٹوٹا تھا۔ اور زرہ آپ صلعم کے رخسارۂ مبارک مین گڑ گئی تھی۔ اُسکو ابوعبیدہؓ نے اپنے دانتون سے پکڑ کر کھینچا جسکی وجہ سے اُنکے دانت ٹوٹ گئے۔ آپ صلعم نے طلحہ اور ابوعبیدہ سے بہت راضی ہوکر اُنکو بہشت کی خوشخبری دی۔ اور آپ صلعم غار سے نکلکر معہ اصحاب پہاڑ پر چڑھ گئے۔ ہمان کفار نہ پہونچ سکے۔ جب ابی سفیان کو معلوم ہوا کہ آپ صلعم زندہ ہین۔ وہ ڈرا کہ کہین اہل شہر آپ کی خاطر سے اُسپر نہ چڑھ آوین۔ اور اسیقدر ظفر کے نام کو غنیمت سمجھ کر وہان سے چلا کر کہا کہ آیندہ سال مین پھر لڑائی ہوگی۔ کفار کے جانے کے بعد آپ صلعم پہاڑ سے اُترے اور مسلمانون کے نعش کی شمار کی ستر آدمی شمار مین ٹھہرے۔ اُنمین حضرت امیر حمزہ بھی تھے۔ جنکو وحشی نے قتل کیا تھا۔ ہندہ ابی سفیان کی زوجہ نے اُنکا جگر نکلوا کر چبا ڈالا۔ اور اُنکا مثلہ کیا

یعنی ناک کان کٹوا ڈالے۔ جب آپ مدینہ کو پھر آئے۔ کسی نے خبر دی کہ ابی سفیان پھر آتا ہے اسلیے آپ صلعم نے اُسکا تعاقب کیا۔ لیکن وہ نہ ملا تو آپ صلعم پھر لوٹ آئے

فصل پندرھوین

قریب مدینہ کے دو قومین یہود کی تھین جو بنی قریظہ اور بنی نضیر کہلاتی تھین۔ وہ آپ صلعم کے ساتھ ہم عہد تھین۔ کہ جنگ اور صلح مین آپ صلعم کی مددگار رہینگی۔ اور جو فریقین کے ساتھ دوسری قومین بھی ہم عہد تھین وہ بھی آپسمین مثل قوم ہم عہد کے تصور کیجائینگی۔

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا۔ کہ دو شخص اُس قوم کے کہ بنی نضیر کے ہم عہد تھے۔ ایک مسلمان عمرو ابن امیہ کے ہاتھ سے مارے گئے۔ چونکہ عمرو کے ساتھیون کو جنمین عامر بن فہیرہ بھی تھے۔ ایک کفار کی قوم نے فریب دیکر مارا تھا۔ اسلیے اُنکے دھوکے مین اُس قوم ہم عہد نے بنی نضیر کے دو آدمی کو مار ڈالا اس سبب سے آپ صلعم نے عمرو بن امیہ کے حق مین دیت کا حکم فرمایا۔ اور شورہ کے واسطے چند اصحاب کے ساتھ بنی نضیر کے محلہ مین گئے۔ لیکن اُنکے دل مین فریب آیا۔ اور آپ صلعم کو ہلاک کرنا چاہا آپ صلعم کو دیوار کے نیچے بٹھلایا۔ اور اوپر سے دیوار کے پتھر گرانا چاہا۔ اسکی خبر آپ صلعم کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوئی اور آپ صلعم وہان سے اٹھکر ایسا چلے کہ جیسے کوئی حاجت رفع کرنے کو اُٹھتا ہے۔ اصحاب نے آپ صلعم کو جاتے دیکھکر آپ صلعم کی اقتدا کی اور مدینہ مین آپہونچے۔ اِس سبب سے آپ صلعم نے بنی نضیر پر فوج کشی کی۔ لیکن وہ نہ لڑسکے اور جلاوطنی پر راضی ہوئے۔ اور مال اور اسباب چھوڑ دیا کہ مسلمانون کے ہاتھ آیا۔ یہ واقعہ ۴ سنہ ہجری مین پیش آیا۔

فصل سولھوین

منجملہ غزوات کے غزوہ خندق ہے۔ جسکو غزوۂ احزاب بھی کہتے ہین۔ بنی نضیر مین سے

جو جلاوطن ہوگئے۔ ایک اُنمین سے حی بن اخطب بھی تھا۔ جو خیبر مین آبسا۔ اُسنے لوگون کو آپ صلعم کی طرف سے بہکایا۔ اور کئی اقوام کو لڑائی پر آمادہ کیا۔ اور بنی نضیر مدینہ سے ابی سفیان کے پاس گیا۔ کہ وہ بھی اس لڑائی مین شریک ہو۔ چنانچہ اسنے اہل قریش مین سے چار ہزار آدمی لڑائی کے واسطے فراہم کیے۔ اور قوم قینقاع اور قریظہ اور غطفان کے یہود کہ قریب چھ ہزار آدمیون کے تھے۔ سبھون نے آپسمین عہد کیا کہ آپ صلعم سے لڑینگے۔ اور اپنے اپنے سوادہ سے روانہ ہوئے۔ جب یہ خبر آپ صلعم کو ملی۔ آپ صلعم نے اس بارہ مین اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی نے کہا کہ اہل فارس کا دستور ہے کہ جب اُنپر کوئی بڑا دشمن چڑھ آتا ہے جس سے وہ مقابلہ کی طاقت نہین رکھتے ہین تو شہر کے گرد کھائی کھودتے ہین اور اُسکی پناہ مین دشمن سے لڑتے ہین۔ اُنکی راے کو آپ صلعم نے پسند کیا۔ اور کوہ سلع کی طرف خندق کھودنے کا حکم دیا۔ چونکہ مدینہ کے اور طرف مضبوط شہر پناہ تھی۔ اسلیے صرف کوہ سلع کی طرف کھائی کھودنے کے لیے فرمایا۔

اسی اثنا مین کہ لوگ کھائی کھودتے تھے۔ اور آپ صلعم بھی اُس کام مین شریک تھے۔ آپ صلعم کو بھوک کی شدت ہوئی۔ اور آپ صلعم نے پیٹ پر پتھر باندھا جب جابر بن عبداللہ نے یہ حال دیکھا۔ اپنی زوجہ سے دعوت کے واسطے کہا۔ اُنھون نے چار سیر آٹا جو کا لیا اور ایک بکری ذبح کی۔ اور آپ صلعم کو اس حال سے خبر دی۔ جابر سے آپ صلعم نے کہا کہ آٹا ساندا جاے اور روٹیان تا آنے ہمارے نہ پکائی جائین اور ہانڈی گوشت کی نہ اُتاری جاے اور آپ صلعم نے تمام اہل خندق کو کہ ایک ہزار آدمی تھے طلب کیا۔ اور سب جابر کے مکان پر پہونچے۔ جابر اس حال سے نہایت متردد ہوئے۔ لیکن آپ صلعم نے اُنمین تینون آنٹے اور گوشت مین اپنا لعاب دہن ڈالا۔ جسکی یہ برکت ہوئی کہ تمام لشکر نے سیر ہو کر کھایا۔ اور کچھ رہگیا

کہ جانبر کے مصرف مین آیا - اسی عرصہ مین کہ خندق کھودتے تھے - ایک پتھر ایسا پیش آیا کہ کسی اصحاب سے نہ ہٹ سکا - آپ نے اپنے دست مبارک سے اُسپر چوٹ ماری پہلی چوٹ مین اُسمین سے ایسی چمک پیدا ہوئی - کہ جسمین ملک شام کے مکانات آپ کو نظر آئے - آپ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے ملک شام مجکو دیا - دوسری ضرب مین اسی طرح فارس کے بارے مین فرمایا - کہ اللہ تعالی نے فارس مجکو دیا - تیسری ضرب مین یمن کی نسبت فرمایا کہ اللہ تعالی نے یمن مجکو دیا - اور ان تینون ضربون مین وہ پتھر پاش پاش ہوگیا -

جب کفار کا لشکر آیا خندق دیکھکر متحیر ہوا - وہ جب خندق کے مقابل مین خیمہ زن ہوئے اور تیر اور پتھر سے لڑنا شروع کیا - اسی عرصہ مین ایک شخص عمر ابن عبدود کہ تنہا قوی تھا اور ایک معرکہ مین اکیلے سو سو آدمیون کو ہلاک کیا تھا - خندق مین اُتر آیا حضرت علی اُسکے مقابلہ کو گئے - علی کو کم سن تھے دیکھکر ہنسا لیکن اُنھون نے ایک تلوار اُس کافر کو ایسی ماری کہ اُسکا سر بدن سے جدا ہوگیا -

جب لڑائی ہو رہی تھی کہ ایک شخص قوم غطفان کا جسکا نام نعیم تھا حضرت صلعم کے پاس آئے اور مسلمان ہوئے - اُنھون نے آپ صلعم سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو ہم کفار مین خبر ہماری مسلمانی ظاہر نہین ہو پھوٹ ڈالین - وہ وہانسے بنی قریظہ مین آئے - اور اُنپر اپنی خیر خواہی ثابت کرکے کہا کہ مجکو مستحکم ذریعون سے معلوم ہوا ہے کہ قریش محمد صلعم سے مل گئے - اور تمنے جو محمد صلعم سے خلاف عہد کیا اچھا نہین کیا کیونکہ قریش کو اگر شکست ہوئی تو محمد صلعم تمھارا کام تمام کرینگے اور اگر قریش کامیاب ہوئے تو وہ تم پر غالب رہینگے - اور اگر قریش کا بھاگنا محمد صلعم سے صحیح ہے تو بھی اس صورت مین تمھارے واسطے بہتری نہین ہے - اُنھون نے کفار قریش کے عہد کے جانچنے کا طریقہ پوچھا - نعیم نے کہا کہ اب اگر قریش تم سے اول مرد طلب کرین تو

اُن سے اوّل طلب کرو یعنی دو چار معزز آدمی اُنکی قوم کے اپنے اختیار مین ضمانت کے طور پر کر لو۔ تب مدد کرو اگر قریش ایسا کرنے سے انکار کرین۔ تو سمجھو کہ کفار قریش کے دل مین فریب ہے۔ بنی قریظہ نے اُنکی راے کو بہت پسند کیا۔ نعیم وہان سے روانہ ہوے۔ اور کفار قریش کے لشکر مین آکر کہا کہ تمھارے واسطے ایک بھید کی بات لایا ہون یعنی بنی قریظہ محمد صلعم سے مل گئے اور تم سے اب اول مدد طلب کرینگے۔ ہرگز نہ دینا۔ اس بات سے قریش بہت مشکوک ہوے۔ اور اسی قسم کی باتین قوم غطفان مین بھی کہین جب کفار قریش نے اُن قومون سے مدد طلب کی۔ موافق نعیم کے کہنے کے جواب پائے پریشین ہوا۔ کہ یہ قومین حضرت صلعم سے مل گئین۔ اور آپسمین تفرقہ پیدا ہو گیا۔ اور شیت ایزدی سے تند ہوا چلنے لگی۔ اور جاڑے کی شدت ہوئی۔ کہ کفار قریش کا حال تنگ ہوا۔ اس سبب سے مایوس ہوکر واپسی کا قصد کیا۔ یہ خبر جب ملی آپ صلعم نے حذیفہ بن الیمان کو مخفی طور پر جسکی سچائی دریافت کرنے کے لیے بھیجا۔ اُنھون نے واپس آکر خوشخبری سنائی کہ ابی سفیان کا خیمہ کوچ ہوا۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ اب کفار قریش ہم پر حملہ آور نہونگے۔ بلکہ ہم اُنپر حملہ آور ہونگے یہ واقعہ ۵ سنہ ہجری مین پیش آیا۔

فصل سترھوین

جب آپ صلعم غزوۂ خندق سے فارغ ہوئے۔ اور اپنے مکان مین آئے۔ آپ صلعم غسل فرمانے لگے کہ جبریل آئے اور کہا کہ بنی قریظہ پر بہت جلد فوج کشی کیجیے۔ اس سبب سے آپ صلعم نے تاکید روانگی کی فرمائی۔ اور وہ وقت عصر کا تھا اسلیے آپ صلعم نے فرمایا کہ نماز کوئی یہان نہ پڑھے۔ بنی قریظہ کے محلہ مین جاکر پڑھے چنانچہ لوگ روانہ ہوئے۔ راہ مین عصر کا وقت فوت ہونے لگا۔ اور بعضون نے راہ مین نماز پڑھ لی۔ اور بعضون نے ظاہری حدیث کے لفظ پر عمل کیا۔ اور نماز قضا کی جب حضرت صلعم

واپس اختلاف کا حال معلوم ہوا۔ آپ علم نے کسی فریق کو برا نہ کہا اسی جگہ سے اختلاف حنفی اور شافعی کے مسائل کا نکلا ہے حنفی حدیث کے معنی اور مراد پر عمل کرتے ہیں اور شافعی ظاہری لفظ پر عمل کرتے ہیں۔ اس اختلاف سے ایک دوسرے کو برا بھلا ہرگز درست نہیں۔ عمل کی جزائیت کے موافق ہوتی ہے لیکن ایک مذہب میں کو اختیار کرنا اس سبب سے بہت بہتر ہے کہ اس میں اپنی خواہش اور نفسانیت کو دخل نہیں ہوتا۔ اور اسی سبب سے اس بارہ میں علما کا اجماع ہے۔

الغرض اصحاب نے بنی قریظہ میں ہو کر انکا محاصرہ شروع کیا اور انکی حالت تنگ ہوئی۔ یہاں تک کہ انھوں نے سعد بن معاذ کے فیصلہ پر رضامندی ظاہر کی۔ کہ وہ اس کی قوم سے تھے اور وہ قوم انکی ہم عہد تھی۔ لیکن سعد بن معاذ کو جنگ خندق میں بنی قریظہ کے ہاتھ سے نہایت زخم اور تکلیف پہونچی تھی۔ اسلیے انھوں نے عہد کیا تھا۔ کہ اگر ہم اچھے ہوئے تو بنی قریظہ سے بدلا لینگے۔ چنانچہ وہ وقت آگیا۔ اور سعد نے فیصلہ کیا کہ سب مرد بنی قریظہ کے قتل کیے جاوین۔ اور انکی عورتین اور لڑکے لونڈی اور غلام بنائے جاوین۔ اور انکا مال مسلمانون کا ہو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ یہ واقعہ ۵ سنہ ہجری میں پیش آیا۔

فصل اٹھارہوین

سنہ ۶ ہجری میں مسلمانون کو غزوہ بنی مصطلق پیش آیا۔ اس غزوہ میں آپ علم کے ساتھ یعنی حضرت صلعم کے ساتھ عائشہؓ بھی تھین۔ جب اسلام کا لشکر فتح کے بعد واپس چلا۔ حضرت عائشہؓ راہ میں چھوٹ گئین۔ چونکہ وہ رفع حاجت کو گئین۔ اور انکے گلے کا ہار ٹوٹ گیا۔ اور گر گیا۔ اسکے ڈھونڈھنے میں دیر ہوئی۔ اور کسیکو خیال نہ ہوا۔ اور قافلہ وہان سے کوچ کر گیا جب عائشہؓ اپنی جگہ پر آئین۔ اپنے اونٹ اور لشکر کو نہ پایا۔ ایک شخص اصحاب سے کہ جنکا نام صفوانؓ تھا۔

لشکر کے پیچھے چھوٹے ہوئے اسباب کی حفاظت کے لیے رہا کرتے تھے۔ وہان پہونچے اور عائشہؓ کو اونٹ پر بٹھلا لیا۔ منافقین کو کہ وہی بیچ میں آپ صلعم کے رہتے تھے موقع ملا۔ اور حضرت عائشہؓ کو صفوان سے متہم کیا۔ اور بعض مخلصین بھی نادانی سے اس غوغا میں شریک ہوئے۔ آخر جب یہ خبر حضرت صلعم کو پہونچی آپ صلعم نے اسکی تفتیش کی۔ اور آیت تطہیر نازل ہونے سے حضرت عائشہؓ کی صفائی ہوئی اور متہمون کو سزا دی گئی۔

اسی طرح ایک راہ میں عائشہ کے گلے کا ہار گم ہوگیا۔ اس سبب سے لشکر کو ٹھہرنا پڑا اور وہان وضو کے لیے پانی نہ تھا۔ اور نماز کا وقت فوت ہوتا تھا اسلیے ابوبکر عائشہ کو ڈانٹنے لگے۔ کہ آپ صلعم کو ایسی جگہ ٹھہرا دیا کہ وضو کے واسطے پانی نہیں ملتا۔ اسی وقت آیت تیمم نازل ہوئی۔

فصل انتیسوین

سنہ ۶ ہجری میں حضرت صلعم نے خواب میں دیکھا کہ عمرہ کے واسطے مکہ تشریف لیگئے ہیں۔ پس آپ صلعم نے اصحاب سے اس خواب کو ذکر کیا۔ اصحاب اس خبر کو سنکر مہیا ہوئے۔ اسلیے آپ نے مکہ کی روانگی کا قصد کیا۔ پندرہ سو آدمی کہ اصحاب سے تھے آپ صلعم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جبکہ مکہ کے قریب اصحاب پہونچے۔ اونٹ آپ کا مکہ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ ہم کعبہ پر حملہ کرنیکی نظر سے نہیں آئے ہیں بلکہ عمرہ کے لیے آئے ہیں۔ یہ سنکر اونٹ اٹھا۔ تب آپ صلعم نے پھر کر حدیبیہ میں کہ قریب مکہ کے ہے قیام کیا۔ جب کفار قریش کو اس حال کی خبر ہوئی۔ وہ لوگ لڑائی کے واسطے آمادہ ہوئے۔ اسلیے بدیل کو قاصد مقرر کرکے روانہ کیا۔ کہ آپ صلعم پر لڑائی کی طیاری ظاہر کرے۔ آپ صلعم نے بدیل سے فرمایا کہ ہملوگ یہان لڑنے کو نہیں آئے صرف عمرہ کے واسطے آئے ہیں۔ جب بدیل نے ان حالات سے قریش کو مطلع کیا

اسپر بھی وہ راضی نہوئے۔ بلکہ عروہؓ کو آپ صلعم کے پاس بھیجا کہ اہل قریش کی ناراضی اس امر مین ظاہر کرے آپ صلعم نے عروہ سے فرمایا کہ اگر قریش ہمارے عمرہ کرنے پر یون نہین راضی ہین تو ہم سے صلح کا معاہدہ کرلین کہ ہم تا میعاد معاہدہ کے دوسری قوم سے لڑینگے۔ اگر اس عرصہ مین ہمارا کام دوسرے کے ہاتھ سے تمام ہوا تو اہل قریش کا مطلب بر آئیگا۔ اور اگر ہم ظفریاب ہوے تو قریش کو اختیار رہیگا ہم سے لڑین یا صلح کرین۔ عروہ نے اصحاب کے آداب کو کہ آپ صلعم سے کرتے تھے ملاحظہ کیا۔ اور عروہ جب اہل قریش مین واپس گیا اور سب حالات کہے یہ بھی کہا کہ محمد صلعم کے اصحاب جسقدر انکا ادب کرتے ہین قیصر و کسریٰ کی مجلس مین بھی اسقدر ادب کرتے کسیکو نہین دیکھا۔ اور یہ کہ سب اصحاب آپ صلعم کے جانبازی مین اور شہادت کو غنیمت جانتے ہین۔ لیکن اس مرتبہ عروہ کے ساتھ حضرت عثمانؓ بھی جوابی قاصد ہوکر گئے تھے۔ اور صلح کا پیغام پیش کیا گیا۔ پہلے قریش راضی نہوتے تھے آخر انھون نے چند شرائط پیش کیے۔ اسپر بعضون نے کہا کہ اگر عثمانؓ اکیلے عمرہ کرنا چاہتے ہین تو کرلین۔ لیکن وہ آپ راضی نہوئے اور انکی خاطرداری قریش نے بہت کی۔ اور اسی مین دیر ہوئی۔ اور اسلام کے لشکر مین ایسی شہرت ہوئی کہ عثمانؓ شہید ہوئے۔ اس سبب سے حضرت صلعم نے لڑائی کا قصد کیا اور اصحاب سے بیعت رضوان جسکا ذکر سورۂ اِنَّا فَتَحْنَا مین مذکور ہے لینی شروع کی اور اس سے مطلب یہ تھا کہ اصحاب جنگ کے میدان مین بھی امر حق سے غافل نہ رہین۔ آپ صلعم نے سب کا ہاتھ ایک ایک کر پکڑا۔ اور اسی طرح بیعت لی۔ اس بیعت سے اللہ تعالےٰ نے اپنی بڑی رضامندی ظاہر کی۔ اور اسی سبب سے حضرات صوفیہ[1] کہ ایک گروہ اہل اسلام

[1] واضح رہے کہ حضرات صوفیہ کی اصل اصحاب صفہ ہین۔ یہ ستر آدمی تھے کہ مجرد محض تھے سواے یاد الٰہی امر جہاد اسلام کے انکو دوسرا کام نہ تھا۔ یہ لڑکے بالے نہین رکھتے تھے اور انکا کھانا کپڑا

سے ہین اور اپنا اصل کام اللہ تعالی کا ذکر اور اُسکی قدرت مین فکر کرنا ٹھہرایا ہی۔ اس بیعت کو نہایت ضروری سمجھتے ہین۔ الغرض اسی عرصہ مین کہ آپ بیعت لے رہے تھے حضرت عثمان آگئے۔ اور خبر صلح کے پیغام کی سُنائی۔ اور شرائط صلح کے پیش کیے۔ اور قریش بھی مع سہیل وغیرہ کے آئے صلح کے شرائط یہ تھے۔

۱ دس برس صلح کی میعاد رہیگی۔

۲ جو لوگ ہم عہد و یقین کے ہونگے وہ بھی اس معاہدہ سے ہم عہد سمجھے جائینگے۔

۳ اس سال اہل اسلام عمرہ نہین کرنے پاوینگے۔

۴ سال آیندہ سے عمرہ کر سکتے ہین۔

۵ جب عمرہ کے واسطے آوین کوئی ہتھیار سوائے تلوار کے نہ لاوین کہ وہ بھی میان مین ہو

۶ اور تین روز سے زیادہ حرم مین نہ ٹھہرین۔

۷ اگر اہل قریش کا کوئی مفروری اسلام مین جاکے تو وہ اُسے واپس کر دین۔

۸ اگر اہل اسلام کا مفروری قریش مین جاے تو وہ واپس نہ کرین۔

آخری دونون شرائط پر اکثر اہل اسلام کو غصہ آیا۔ لیکن حضرت صلعم نے اُسے قبول کر لیا اور معاہدہ لکھا گیا۔

آخری دونون شرائط سے اصحاب ناخوش تھے۔ بلکہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یا حضرت صلعم جب ہمارا مذہب برحق ہی تو ہم اسقدر دب کر کیون صلح کرتے ہین۔ آپ صلعم نے جواب دیا کہ صلح کے شرائط ہمارے حق مین بُرے نہین ہین۔ غور سے معلوم ہوگا۔ کہ سوائے

تتمہ صفحہ ۴۱ حضرت صلعم کے متعلق تھا اور ایک مکان مین رہتے تھے جسکو صفہ کہتے تھے یہین سے فقراء کی اصل ہی اور حضرت صوفیہ کے دو گروہ ہین بعض اہل سماع سے ہین اور اُسکو جائز سمجھتے ہین اور دوسرے ناجائز جو اہل سماع سے ہین وہ اپنی دلیل اُس حدیث سے لاتے ہین جسکو حضرت مخدوم شرف الدین احمد بہاری نے اپنے مکتوبات صدی کے مکتوب ترانوے مین نقل کیا ہی

منافق کے ہم مین سے کوئی کیون جانے لگا سو منافق کا ہم سے جدا ہونا ہی بہتر ہے اور انمین کا جو ہم مین آویگا - واپس جانے پر بھی اُسکا دل اُنسے نہ ملیگا - اور اُسکے آنے کی راہ خدا پیدا کردیگا تب حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ صلعم نے فرمایا تھا کہ ہم لوگ عمرہ بھی کرینگے آپ صلعم نے جواب دیا کہ یہ سچ ہے لیکن ہمنے یہ تو نہین کہا تھا کہ اسی سال کرینگے شرائط کے لکھنے مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لکھا تھا کہ یہ عہدنامہ ہے درمیان محمد صلعم رسول اللہ اور اہل قریش کے - اسپر قریش نے اعتراض کیا کہ جب ہم محمد صلعم کو رسول اللہ ہی مان نہین پھر ہمارے تمھارے کیا تکرار رہی محمد ابن عبد اللہ لکھنا چاہیے - آپ صلعم نے فرمایا کہ ہم محمد رسول اللہ اور ابن عبد اللہ بھی ہین - اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ لفظ رسول اللہ کو قلمزد کرکے ابن عبد اللہ لکھدو حضرت علی نے فرمایا یہ کام ہم سے نہین ہوسکتا - اسپر آپ صلعم نے اُسکو لیکر خود قلمزد کیا اور ابن عبد اللہ لکھوایا -

بعد انجام معاہدہ کے آپ صلعم نے ہدیہ کے اونٹون کا حکم حدیبیہ مین دیا - اس سبب سے اصحاب اور بھی افسردہ ہوئے - اور انجام دینے مین سستی کی اسپر آپ صلعم ملول ہوکر اپنے خیمہ مین تشریف لیگئے - ام سلمہ کہ آپ کی ازواج مطہرات سے تھین اور اس سفر مین ساتھ تھین - اُنھون نے سبب ملول کا پوچھا - آپ صلعم نے اصحاب کی ناراضی کا سبب بیان فرمایا - اسپر ام سلمہؓ نے کہا کہ آپ صلعم پہلے اپنے ہدیے اونٹ کیجیے تو اصحاب بھی ویسا ہی کرینگے - چنانچہ آپ صلعم نے ویسا ہی کیا اور تمام اصحاب نے بھی دیکھکر ویسا ہی کیا - اور سب خوشی خوشی مدینہ کو واپس آئے آپ صلعم اُس شرط کے باعث سے جو کی تھی کہ جو قریش سے آپکے پاس آوین اُنکو واپس کرین - ایک شخص ابو جندل ابن سہیل کو کہ مسلمان ہوگیا تھا اور آپ صلعم کے ساتھ آیا چاہتا تھا لانے سے مجبور رہے - لیکن اس شرط نے آیندہ کو عجب رنگ دکھایا - یعنی ایک شخص ابو بصیر کہ مکہ مین رہتا تھا خود بخود مسلمان ہوکر مدینہ کو چلا - اُسکے پیچھے سے قریش نے دو شخصون

کو معاہدہ کے موافق واپس لانے کے لیے آپ صلعم کے پاس بھیجا۔ آپ صلعم نے موافق عہد کے حوالہ اسکو کر دیا۔ اگرچہ اُسپر اور سب مسلمانوں پر بوبصیر کا واپس جانا بہت شاق تھا بوبصیر مدینہ سے قریش کے دونوں آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوا۔

بوبصیر نے راہ میں موقع پاکر ایک کو اُنمیں سے قتل کیا اور دوسرا اڈر سے بھاگ کر حضور صلعم میں مدینہ آیا۔ اور اُسکے پیچھے بوبصیر بھی آیا جب آپ صلعم کو صورت واقعہ کی معلوم ہوئی۔ آپ صلعم نے بوبصیر کو ڈانٹا۔ کہ عجب لڑائی لگانے والا ہے۔ بوبصیر نے سمجھا کہ اگر ہم ٹھہرے تو پھر آپ صلعم قریش کے حوالہ کر دینگے۔ اور وہاں سے بیچکے روانہ ہوا۔ اور مکہ کے قریب ایک جگہ اپنی پناہ کی کرلی۔ اور جو آتا اُسکو لوٹتا۔ اُسکے ساتھ ابوجندل بن سہیل بھی کہ بانی صلح حدیبیہ کا تھا جا ملا۔ اور اسی طرح جو مکہ میں مسلم ہوتا۔ اُس سے آملتا۔ اور اُسکی گروہ کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ اور قریش کے کفار کو بہت دق کرنے لگے۔ تب کفار قریش نے خود اس شرط کے توڑنے کی استدعا کی اور لکھا کہ آپ ان لوگوں کو بلا لیویں چنانچہ آپ صلعم نے اُنکو بلا لیا لیکن بوبصیر کا انتقال ہو چکا تھا۔

فصل بیسویں

جب حدیبیہ سے آپ صلعم پھرے آپ صلعم نے اپنا ارادہ خیبر پر حملہ کرنے کا ظاہر کیا۔ اسکی شہرت اہل خیبر کو پہونچی اور انھوں نے بہت اچھی طرح سامان لڑائی کا آمادہ کیا۔ سنہ ہجری میں آپ نے خیبر پر فوج کشی کی۔ اہل خیبر اپنی زراعت کے واسطے قلعہ سے باہر جاتے تھے کہ مسلمانوں کی لشکری جماعت کو دیکھکر اپنی جگہ پر واپس گئے۔ اور مقابلہ کرنا ترک کیا۔ اس قلعہ میں سات قلعہ تھے۔ اصحاب رضوان اللہ علیہم نے چھ قلعوں کو یکے بعد دیگرے فتح کیے۔ جب ساتوین قلعہ کی باری پہونچی اصحاب عاجز رہے۔ ایک روز

آپ صلعم نے فرمایا کہ کل کے روز یہ قلعہ فتح ہوگا۔ ہر شخص کو انتظار تھا کہ کسکو حکم ہوتا ہے اور کسکو یہ سعادت حاصل ہوتی ہے۔ جب صبح ہوئی آپ صلعم نے حضرت علیؓ کو طلب فرمایا۔ آنکی آنکھین جوش کر آئی تھین۔ اور بالکل مجبور تھے لیکن آپ صلعم نے اپنا لعاب دہن آنکی آنکھون مین لگا دیا۔ اور وہ بالکل اچھے ہوگئے۔ اور آپ صلعم نے اپنا دُلدل اور ذوالفقار بھی آنکو دیا۔ اس لڑائی مین حضرت علیؓ نے بڑی بہادری دکھلائی۔ تمام دن لڑے اور خیبر کا دروازہ کہ نہایت بھاری تھا اُکھاڑ لیا۔ اور بجاے سپر کے اسکو کام مین لائے۔ اور بعد لڑائی کے جب حضرت علیؓ نے اُسکو پھینکا۔ اور اُسے لوگون نے اُٹھانا چاہا سات آدمیون سے بھی نہ اُٹھ سکا۔ اس لڑائی مین سات افسر یہود کے کہ بڑے نامی تھے۔ اور اُنمین مرحب بھی تھا۔ مارے گئے۔ اہل اسلام کی فتح ہوئی اور بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ اسی خوشی کی حالت مین جعفر طیارؓ ابن عم آپ صلعم کے کہ آپ صلعم کی مرضی سے حبشہ کو سفر کر گئے تھے واپس آئے اور اُنکے ساتھ حضرت **ام حبیبہؓ** ابی سفیان کی بیٹی بھی تھین جنکا نکاح نجاشی نے حبشہ کے اُنکے شوہر کے انتقال کے بعد حضرت صلعم سے غائبانہ کر دیا اور دین مہر بھی دیدیا۔ اسی جہاز پر ابو موسیٰ اشعریؓ بھی تھے۔ اِن لوگون کو دیکھکر آپ صلعم نے خوشی کا اظہار کیا۔ اسی عرصہ مین ایک یہودیہ آئی اور اُسنے گوشت کی دعوت کی آپ صلعم نے قبول فرمایا۔ جیسے ہی اُس کھانے مین سے آپ صلعم نے ایک لقمہ اپنے مُنھ مین دیا۔ آپ صلعم نے اصحاب کو کھانے سے باز رکھا کہ اسمین زہر ہے نہ کھاؤ۔ ایک صحابہ نے جو کچھ اسمین سے کھالیا فوراً ہلاک ہوئے اُس یہودیہ کو آپ نے سزا دی۔ اس جنگ مین منجملہ غنیمت کے صفیہؓ بنت حی اخطب بھی تھین جنسے آپ صلعم نے نکاح کیا۔ اُنکے رخسارے پر ایک نیلا داغ بھی تھا۔ آپ صلعم نے اُسکا سبب پوچھا۔ اُسکی جواب مین اُنھون نے کہا کہ جس روز مسلمانون نے پہلے خیبر کا محاصرہ کیا مین نے خواب دیکھا کہ چاند میری گود مین ہے۔ اسکو

مین نے اپنے سابق شوہر سے کہا تھا۔ اسپر اُسنے مجکو تپانچہ مارا اور کہا کہ اس حملہ آور بادشاہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم آغوش ہونا چاہتی ہی چنانچہ اُسکی تعبیر پوری ہوئی۔

فصل الیسوین

اسی سال ۶ ہجری مین آپ صلعم نے عمرۃ القضا ادا فرمایا۔ عمرہ کہتے ہین کعبہ کے گرد طواف کرنے اور صفا مروہ پہاڑ کے درمیان مین دوڑنے کو جسطرح حج مین کرتے ہین آپ صلعم نے چلتے وقت اصحاب کو فرمایا کہ جو لوگ صلح حدیبیہ مین شریک تھے اُس سفر مین ضرور ساتھ ہون۔ چنانچہ سب ساتھ آئے اور سبھون نے عمرہ ادا کیا۔ اسی زمانہ مین میمونہؓ نے نکاح کا پیغام بھیجا اور آپ صلعم نے قبول فرمایا اور نکاح ہوگیا اسلیے آپ چاہتے تھے کہ تین روز سے زیادہ ٹھہرین۔ اور ولیمہ کی دعوت فرماوین لیکن قریش راضی نہوئے۔ اس سبب سے آپ صلعم مدینہ کو واپس آئے۔

اسی سال خالد بن الولیدؓ اور عمروؓ عاص جنھون نے آپ صلعم کی ہجو نظم کی تھی۔ اور مابعد اسلام کے بڑے حامی اور فاتح مصر ہوئے اور عثمان بن ابی طلحہؓ صاحب مفتاح کعبہ مدینہ مین آپ صلعم کے پاس آئے اور اسلام سے مشرف ہوئے اُنکی بہ نسبت آپ صلعم نے فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر گوشون کو بھیجا ہے۔

فصل بائیسوین

آپ صلعم نے حسب مرضی الٰہی بادشاہون کے پاس بھی مکتوب ایمان لانے کے لیے روانہ فرمائے۔ اسی سبب سے آپ صلعم نے ایک مہر گھدوائی چونکہ لوگون نے آپ سے کہا کہ بادشاہان عجم بے مہر کے خطوط قبول نہین کرتے۔ آپ صلعم نے قیصر ہرقل سلطان روم اور خسرو پرویز بادشاہ پارس اور مقوقس حاکم مصر اور نجاشی بادشاہ حبشہ اور حاکم یمن کے پاس خطوط روانہ کیے۔ قیصر ہرقل نے جب آپ صلعم کا خط پایا۔ اُسکا دل اسلام کی طرف مائل ہوا۔ لیکن اسکے

ارکان دول راضی نہوئے - اس سبب سے وہ ایمان لانے سے مجبور رہا - آپ صلعم کا نامہ جب پرویز کو ملا اور اُسنے آپ صلعم کا نام اپنے نام پر مقدم دیکھا - نہایت غصہ ہوا - اور نامہ مبارک کو پارہ پارہ کرڈالا - جب آپ صلعم کو یہ حال معلوم ہوا — آپ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی اُسکی سلطنت کو پارہ پارہ کرڈالیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا — جب حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے آپ صلعم کا نامہ پایا اُسکی تعظیم کی — آنکھوں سے لگایا اور ایمان سے مشرف ہوا جب ۹ سنہ ہجری مین اُسنے انتقال کیا - آپ صلعم نے اُسکے مرنے کی خبر سُنائی اور اُسکی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی -

اسی طرح آپ کا نامہ مقوقس یعنی مصر کے حاکم کو ملا - اُسنے اسلام قبول کیا - اور بہت سے تحفے آپ صلعم کے پاس بھیجے منجملہ تحفون کے ماریہ قبطیہ بھی تھین جنسے آپ صلعم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم تھے لیکن اُنھون نے بچپن ہی مین انتقال فرمایا -

ملک یمن بھی خسرو پرویز کی تحت مین تھا - وہان کے حاکم کو پرویز نے لکھا کہ جو شخص نبوت کا دعوی کرتا ہی اُسکو گرفتار کرکے میرے پاس بھیجدو - اسلئے وہان کے حاکم نے دو شخصون کو آپ صلعم کے لانے کے واسطے روانہ کیا - جب آپ صلعم کے پاس وہ لوگ پہونچے اور اُس حکم سے مطلع کیا - آپ صلعم نے فرمایا کہ آج کی شب خسرو کو اُسکے بیٹے شیرویہ نے مارڈالا اس خبر کو سُنکر وہ دونون یمن کو واپس گئے اور وہان کے حاکم سے یہ خبر کہی - اُسنے کہا کہ اگر یہ خبر صحیح ہوگی تو وہ بیشک پیغمبر ہین اور ہم اُنپر ایمان لاوینگے - چنانچہ اُسی وقت شیرویہ کا خط آیا کہ پرویز ظالم تھا وہ مارا گیا اور ہم بادشاہ ہوئے ہمارے اطاعت کرو اور عرب مین جو نبوت کا دعوی کرتے ہین اُنکی کچھ نہ سنو - حکم ثانی ہمارے نہ بولو - چنانچہ یمن کا حاکم اور لوگون کے اُسی وقت ایمان سے مشرف ہوا اور یمن مین اسلام پھیل گیا -

فصل تیسیوین

آپ صلعم نے ایک قاصد بصری کے حاکم کے پاس کہ شام کی سرحد پر ہے ایمان لانے کی لیے روانہ کیا تھا - راہ مین موتی کے حاکم نے اُسکو پکڑ لیا - اور ہلاک کیا - آپ صلعم کو جب یہ معلوم ہوا آپ صلعم نے تین ہزار آدمیون کا لشکر تادیب کے واسطے روانہ کیا - اس فوج کی سالاری زید بن حارثؓ کو دی گئی — زید آپ صلعم کے آزاد غلامون مین تھے اور اول ایمان لانے والون مین -

آپ صلعم نے روانگی کے وقت فرمایا کہ زید اگر شہید ہون تو اُنکی جگہ جعفر سالار ہون اور اگر وہ بھی نہ رہین تو عبداللہ بن رواحہ ہون اور اگر وہ بھی باقی نہ رہین تو جسکو مومن لوگ پسند کرین موتی کے حاکم کو جب اس حال سے خبر ہوئی - اُسنے ایک لاکھ آدمی فراہم کیے - اہل اسلام نے شہادت کو غنیمت سمجھ کر مقابلہ کیا - اور اہل اسلام نے بڑی بہادری دکھائی - لیکن وہ تینون سردار یکے بعد دیگرے شہید ہوئے - تب مسلمانون نے خالد بن الولیدؓ کو اپنا سردار بنایا جنھون نے اپنے کفر کے زمانے مین مسلمانون کو شکست دی تھی - خالد بن الولیدؓ کی حکمت عملی سے مسلمانون کو فتح ہوئی - اور بخیریت تمام مدینہ کو واپس آئے - حضرت صلعم جنگ موتی کے حالات سے خبر مدینہ مین دیتے رہے - یعنی پہلے زیدؓ بن حارث کی شہادت کا حال کہا پھر جعفر طیارؓ پھر عبداللہ رواحہ کی شہادت کو بیان کیا - اور فرمایا کہ اب سیف اللہ شمشیر خدا سردار ہوا - اور اہل اسلام کو فتح نصیب ہوئی - اگرچہ آپ صلعم سو کوس کے فاصلہ پر تھے لیکن باطن کی صفائی سے یہ سب حال بیان فرماتے تھے جب جعفر طیارؓ کی شہادت کی خبر آپ صلعم نے کہی - اُنکے گھر مین ماتم برپا رہا اور کھانا کسی نے نہ پکایا - اسلیے آپ صلعم نے تین یا چار وقت تک کھانا اپنے یہان سے بھیجا - یہ واقعہ سنہ ہجری مین پیش آیا -

فصل

فصل چوبیسویں

اسی سال مکہ بھی فتح ہوا اور اسکا سبب یہ ہوا کہ بنی بکر اور بنی خزاعہ دو قومین عرب کی تھین بنی بکر صلح حدیبیہ کے رو سے اہل قریش کی ہم عہد تھین اور خزاعہ اہل اسلام کی ان دونون قومون مین اس رو سے صلح رہنی چاہیے تھی - لیکن بنی بکر نے زیادتی کی اور بنی خزاعہ پر شبخون مارا - اور بیس آدمی بنی خزاعہ کے مارے گئے - اور تمین کفار قریش بھی مثل عکرمہ ابن ابی جہل وغیرہ کے شریک تھے - بنی خزاعہ نے عین معرکہ مین آپ صلعم کا نام لیکر فریاد کی - اُس فریاد کو اللہ تعالی نے آپ صلعم کے کانون تک پہونچائی - اُسوقت آپ صلعم حضرت میمونہ کے حجرے مین تھے - اور عشا کی نماز کے واسطے وضو فرماتے تھے اس فریاد کو سنکر لبیک جواب مین بولے میمونہ نے آپ صلعم سے پوچھا کہ لبیک آپ صلعم نے کسکے جواب مین فرمایا - آپ صلعم نے فرمایا کہ بنی خزاعہ کی فریاد میرے کانون تک پہونچی - اُسکا جواب مین نے دیا - اور آپ صلعم نے لبیک جو اپنے مکان مین فرمایا وہ بنی خزاعہ نے میدان معرکہ مین سُنا - دوسرے روز حضرت عائشہ سے آپ صلعم نے فرمایا کہ اہل قریش نے جو بد عہدی کی اُسمین اللہ تعالی نے حکمت رکھی ہے کہ اُسکے ذریعہ سے ایک حکم اپنا ظاہر کرے - حضرت عائشہ نے کہا کہ یہ آپ صلعم کا گمان ہے اہل قریش ایسے نادان نہین ہین اسی گفتگو مین عمر بن سالم کہ بنی خزاعہ سے تھا آیا اور کل حالات عرض کیے یعنی قریش کا شریک ہونا - اور بنی خزاعہ کا فریاد کرنا اور لبیک جواب مین سُنا - اس عرصہ مین اہل قریش ڈرے کہ یہ حال آپ صلعم کو ضرور معلوم ہوگا اور ہم پر فوج کشی کرینگے - اسلیے ابی سفیان کو قاصد کرکے روانہ کیا - کہ صلح کے شرائط نئے سرے سے قائم کرے - چنانچہ ابی سفیان آیا اور پہلے ام حبیبہ اپنی بیٹی کے مکان مین گیا - جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھین - ام حبیبہ

نے اپنے باپ کو دیکھکر آپ کا بستر جو بچھا ہوا تھا لپیٹ لیا۔ کہ اُسپر ابی سفیان نہ بیٹھے
اُنھوں نے کہا کہ اے باپ تم کفر کی نجاست سے ناپاک ہو پیغمبر برحق کے بستر پر بیٹھنے کی
لیاقت نہیں رکھتے ہو۔ اِن باتوں سے وہ فسردہ ہوکر اوٹھا اور باہر آکر حضرت ابوبکرؓ
اور عمرؓ سے ملا اور صلح کی درمیانگی کے واسطے کہا۔ اُن لوگوں نے انکار کیا۔ تب
حضرت علیؓ سے کہا۔ حضرت علیؓ کے مزاج مین ظرافت تھی انھوں نے فرمایا کہ حضرت
صلعم کے حضور مین جاؤ اور کہو کہ ہم نے قریش کو آپ صلعم کی طرف سے امن دی ہے۔ اس
خیال سے کہ آپ صلعم میری بات کو رد نہ کرینگے چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ اور کہا۔
لیکن آپ صلعم نے کچھ جواب نہ دیا۔ ابوسفیان نے سمجھا کہ میرا مطلب برآیا اور مکہ کو
چلا گیا جب اُسنے اپنی قوم سے یہ بات کہی۔ اُن لوگون نے بیوقوف بنایا۔ حضرت
صلعم نے لڑائی کا سامان مخفی طور پر کیا۔ اور مکہ کی خبر بند کردی۔ ایک شخص نے کہ اُنکا
نام حاطبؓ تھا۔ قریش کے نام مخفی خط لکھا۔ اور ایک عورت کی معرفت روانہ کیا۔
اِس حال کی خبر آپ صلعم کو وحی کے ذریعہ سے ملی۔ اور آپ صلعم نے حضرت علیؓ اور
زبیرؓ اور مقدادؓ کو روانہ کیا۔ کہ روضہ کاخ مین ایک عورت سے ملاقات ہوگی اُسکے
پاس خط ہے اُسکو ساتھ لیتے آنا جب یہ لوگ روضہ کاخ مین پہونچے ایک عورت سے
ملاقات ہوئی۔ اُسنے خط سے انکار کیا۔ لوگون نے اُسکی تلاشی لی۔ تب بھی خط کا پتا
نہ لگا۔ اسپر حضرت علیؓ نے اُسپر تلوار کھینچی کہ حضرت صلعم کا فرمانا غلط نہیں ہوسکتا
ضرور تیرے پاس خط ہے نکال اور نہیں تو ابھی تجکو قتل کرتا ہون۔ تب اُس عورت نے اپنے
بال کے جوڑے سے خط نکال کر دیا۔ اُسمین لکھا تھا کہ اے اہل قریش حضرت صلعم نے تم پر فوج کشی
کا قصد کیا ہے خبردار رہو۔ لیکن وہ تمپر ظفریاب ہونگے اگرچہ تنہا بھی ہونگے پس آپ صلعم
نے حاطبؓ کو طلب کیا۔ حاطبؓ نے لکھنے سے اقرار کیا اور کہا کہ اسمین نیکی کی
نیت تھی ضرر کی نہین۔ اسپر حضرت عمرؓ حاطبؓ پر غصہ ہوئے۔ آپ صلعم نے فرمایا

کہ اے عمرؓ حاطبؓ اہل بدر سے ہین - اور قابل عفو کے ہین - اگرچہ اس امر مین اُنسے خطا ہوئی - پھر آپ صلعم دس ہزار آدمی سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے - اور اُسی راہ سے گئے کہ اہل مکہ کو مطلق خبر بھی نہوئی اور آپ صلعم مکہ کے قریب پہونچ گئے - راہ مین حضرت عباسؓ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہجرت کیے آتے تھے ملے - اُنسے آپ صلعم نے کہا کہ تم خاتم ہجرت ہوئے جیسا ہم خاتم النبیین ہین - اور آپ صلعم اُنکو واپس مکہ کی طرف لیگئے - اور اُنکی اہل خانہ کو مدینہ کی طرف بھیجدیا - جب مکہ کے قریب پہونچے آپ صلعم نے معسکر قیام کیا - رات کے وقت آپ صلعم نے ہر شخص کو آگ روشن کرنے کا حکم دیا - اور حضرت عباسؓ اپنے خیمہ سے نکلکر شہر کی طرف چلے - کہ کوئی راہ مین ملے تو اہل شہر کو لشکر کی خبر کردین - چنانچہ ابی سفیان مع حکیم اور بدیل کے آگ کی جستجو لینے کو آئے - بدیل نے کہا اے ابی سفیان یہ لوگ بنی خزاعہ سے ہین - ابی سفیان نے کہا اتنے آدمی بنی خزاعہ مین کہان ہین - ابی سفیان کی آواز سُنکر عباسؓ نے اُسکو پکارا - اُسنے ملاقات کی اور جماعت کا حال پوچھا - عباسؓ نے اہل اسلام کی جماعت اور اُنکے قصد سے مطلع کیا - ابی سفیان کے ہوش اُڑ گئے - لیکن عباسؓ نے سمجھایا کہ ہمارے نبی کریم رحم دل ہین - اگر تم اُنکے پاس جاؤگے اور صلح چاہوگے تو وہ پسند کرینگے - چنانچہ وہ راضی ہوا اور اُنکے ساتھ چلا - حضرت عمرؓ راہ مین ملے اور ابی سفیان کو پہچان کر مار ڈالنے کا قصد کیا - عباسؓ نے باز رکھا کہ وہ ہماری پناہ مین ہے - اور حضرت صلعم کے پاس صلح کے لیے جاتا ہے - عمرؓ جھپٹ کر حضرت صلعم کے پاس پہلے پہونچے - اور ابی سفیان کے مار ڈالنے کی اجازت چاہی - عباسؓ نے پہونچکر جواب دیا کہ میری پناہ مین ہے چنانچہ حضرت صلعم نے رات بھر کے واسطے عباسؓ کے حوالہ کیا - اور کہا کہ اسکا فیصلہ کل صبح کو کیا جائیگا - ابی سفیان کو عباسؓ نے خیمہ مین لیجاکر سمجھایا

کہ اب ایمان لانیکے سوا چارہ نہین ہے۔ ورنہ عمر تمکو ہلاک کرینگے۔ چنانچہ صبح کو ابی سفیان آپ صلعم کے حضور مین اسلام سے مشرف ہوا۔ عباسؓ نے وقت روانگی شکر کے کہا کہ ابی سفیان کو تمام شکر دکھلایا جاے۔ کہ اسکے دل مین ڈر رہو ورنہ مکہ مین جاکر کہین مرتد نہو جاے۔ چنانچہ ابی سفیان کو پہاڑ پر لیجاکر تمام شکر اسلام کا دکھلایا۔ اسنے کہا کہ اے عباسؓ تمھارے بھتیجے بڑے بادشاہ ہوگئے۔ اُنھون نے کہا کہ تم ابھی تک اسکو بادشاہی سمجھتے ہو۔ یہ بادشاہی نہین ہے نبوت کا زور ہے اور عباسؓ نے حضرت صلعم سے یہ بھی کہا۔ کہ ابی سفیان فخر کا بہت طالب ہے اُسکے خوش کرنے کو ایسی بات کہی جاے۔ کہ جسکا اُسکو فخر ہو۔ چنانچہ آپ صلعم نے فرمایا کہ جو کافر ابی سفیان کے گھر مین داخل ہوگا۔ اُسکو امن ہے آپ صلعم جب مکہ مین داخل ہوئے ام ہانی حضرت علیؓ کی بہن کے گھر مین ٹھہرے غسل کیا اور چاشت کی نماز ادا کی۔ اور شکر کا سجدہ بجالائے۔ اور آپ صلعم نے حکم فرمایا کہ جو شخص لڑے۔ اُس سے کوئی نہ لڑے اور جو شخص دور کرے اس سے لڑو۔ چنانچہ خالد بن الولید سے عکرمہ ابن ابی جہل اور صفوان وغیرہ نے لڑائی کی اور شکست اُٹھائی بیس آدمی کفار کے مارے گئے۔ اور دو مسلمان شہید ہوئے۔ بقیہ کفار مفرور ہوئے آپ صلعم نے گیارہ مرد اور چھ عورتون کا خون ہدر فرمایا کہ جہان پاؤ مار ڈالو۔ وہ لوگ عکرمہ بن ابی جہل و حبشی صفوان کعب عبداللہ بن سعد۔ ہبار عبداللہ بن مقیس عبدالعزی۔ حارث اور حویرث تھے آخری چار شخص مارے گئے لیکن بقیہ اسلام سے مشرف ہوئے۔ اور عورتون مین ہندہ ابی سفیان کی زوجہ۔ اور قرتنا اور قریبہ اور زینب اور سارہ اور ام سعدیہ تھین انمین سے پچھلی چارون قتل ہوئین۔ اور بقیہ اسلام سے مشرف ہوئین۔ عبدالعزی بن حنظل آکر کعبے کے پردون سے لپٹ گیا۔ لوگون نے حضور اقدس

مین یہ حال عرض کیا۔ آپ صلعم نے فرمایا وہین مار ڈالو۔ چنانچہ اسے وہین قتل کر ڈالا
اللہ تعالی جل شانہ نے اُسدن حرم مین بھی اجازت قتل کی دی۔ لہذا آپ صلعم نے
وہین قتل کا حکم دیا۔ وہ پہلے مدینہ مین آکے مسلمان ہوگیا تھا۔ آپ صلعم نے اُسکا نام
عبد اللہ رکھا تھا۔ آپ صلعم نے ایک قبیلہ کی زکوۃ لانے کو اُسے بھیجا۔ اُس شخص
مین اُسنے اپنے خدمتگار کو کہ کھانا پکانے مین اُسنے دیر کی مار ڈالا۔ پھر اس ڈر سے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قصاص مین اُسے قتل کرینگے۔ مدینہ کو نہ گیا۔ اور زکوۃ
کا مال لیکر مرتد ہوگیا۔ اور مکہ کو چلا گیا۔ سو آپ صلعم نے اُسکا خون ہدر فرمایا۔ کہا گیا
مقیس ابن صبابہ کا یہ جرم تھا کہ اُسکے بھائی ہشام کو ایک انصاری نے شرک جانکر
قتل کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے دیت دلوادی مقیس نے بعد لینے دیت
کے انصاری کو قتل کیا۔ اور مرتد ہوکے بھاگ گیا۔

مکہ کے فتح کے روز ایک گوشہ مین اور مشرکون کے ساتھ کا مین شراب پی رہا تھا۔
نمیلہ بن عبد اللہ لیثی کو خبر ہوئی۔ اُنھون نے اُسے قتل کیا۔ حارث بن طلاطلہ
بھی حضرت صلعم کو ایذائین دیتا تھا۔ حضرت علی نے اُسے قتل کیا۔
حویرث بن نقید کو بھی حضرت علی نے قتل کیا۔ گھر مین بیٹھ رہا تھا حضرت علی اُسکے
دروازے پر اُسکی تلاش کے لیے گئے۔ گھر مین کسی نے کہا کہ خبگل کو گیا ہے حضرت
علی وہان سے چلے آئے تب وہ گھر سے نکلا۔ حضرت علی کو مل گیا۔ اُنھون نے
قتل کیا۔ یہ شخص شاعر تھا۔ حضرت صلعم کی ہجو لکھکر شائع کرتا تھا۔ اسلیے اُسکا خون ہدر ہوا
عکرمہ بن ابی جہل کا یہ حال ہوا کہ وہ مکہ سے بھاگ گیا۔ ام حبیل اُسکی جورو مسلمان
ہوگئی۔ اور حضور اقدس مین عرض کیا۔ کہ عکرمہ کو امان ملے۔ آپ صلعم نے عکرمہ کو
امان دی۔ اور ام حبیل نے عکرمہ سے جاکر کہا جبکہ وہ بھاگنے کے قریب تھا اور جہاز
پر سوار ہوتا تھا کہ اُسکو امن ملا ہے اُسنے کمال تعجب کیا۔ کیونکہ وہ بوجہ اپنی عداوت خاندانی

کے اُسکو محال سمجھتا تھا۔ لیکن ام حبیبہ نے کہا کہ آپ صلعم بڑے رحیم اور کریم ہین۔ کہ آپ صلعم کی تعریف نہین ہوسکتی۔ عکرمہ آپ صلعم کے پاس ام حبیبہ کے ساتھ حاضر ہوا اور کہا کہ یہ عورت کہتی ہے کہ آپ صلعم نے مجھے امن دیا ہے۔ آپ صلعم نے کہا کہ سچ کہتی ہے۔ اور عکرمہ ایمان سے مشرف ہوئے۔ اور آخر مین اُنکا یہ حال ہوا کہ قرآن مجید کو دیکھ کر ہذا الکتاب ربی فرماتے۔ اور وجد کرتے۔ یہ حمص کے معرکہ مین شہید ہوئے۔ عبداللہ بن سعد کا یہ جرم تھا کہ کاتب وحی تھے۔ لیکن وحی کا عکس پڑنے سے وقت لکھنے کے بعض لفظ قبل بتلانے کے بول اُٹھتے اور اُسکو آپ صلعم صحیح مانتے۔ اس سبب سے وہ سمجھے کہ آپ صلعم وحی سے گڑھ کر بتلاتے ہین۔ اور اللہ تعالے کے حکم سے نہین بتلاتے اور مرتد ہوگئے اسلیے آپ صلعم نے اُنکے حق مین بھی قتل کا حکم دیا۔ لیکن عثمان غنی کے وہ رضاعی بھائی تھے اور اُنھون نے اُنکو سمجھایا اور آپ صلعم کے پاس سفارش کی۔ تب اُنکا قصور معاف ہوا۔ اور ایمان قبول کیا بارقہ اور سودان کے فاتح یہی ہین۔ وحشی کہ جس نے حمزہ کا قاتل تھا۔ بعد فتح مکہ کے بھاگا رہا۔ دفعۃً مکہ مین آپ صلعم کے پاس حاضر ہوا اور تائب ہوا اور ایمان لایا۔ آپ صلعم نے اُسکی توبہ قبول کی۔ نوبیلہ کذاب کا قاتل بھی یہی شخص تھا۔ کعب بن زہیر نے آپ صلعم کی ہجو شعر مین لکھی تھی۔ یہ بھی چھپا رہا لیکن مدینہ مین دفعۃً حاضر ہوا اور توبہ کرکے مسلمان ہوگیا۔ اور اشعار آپ صلعم کی تعریف مین اپنی تصنیف سے پڑھے۔ آپ صلعم نے اُسمین ایک شعر کی اصلاح بھی کی اور سیف کی جگہ نور کا لفظ بنایا اور اُسکی طبیعت کی جودت پر بہت راضی ہوئے۔

صفوان جو عکرمہ کے ساتھ لڑائی مین شریک تھا بھاگا۔ اور ایمان لانے کے واسطے مہلت لی۔ یہان تک کہ حنین کی لڑائی مین جو غنیمت بہت ہاتھ آئی اُسنے تعجب کیا۔ اور آپ صلعم نے ایک پہاڑ غنیمت کا اُسے بخشدیا۔ اُسکو بہت تعجب ہوا اور سمجھا کہ یہ بخشش سوائے نبی کے کوئی آدمی نہین کرسکتا اور فوراً ایمان لایا۔ صہبار کا یہ قصور تھا

کہ جب آپ صلعم کی صاحبزادی زینبؓ مکہ سے مدینہ کو روانہ ہوئین اُسنے نیزہ اونٹ پر مارا جس سے اُنکو زخم پہونچا۔ اور اُنکا حمل ضائع ہوا۔ اور اسی صدمہ مین مدینہ پہونچکر اُنکا انتقال ہوا۔ اس سبب سے ہبار کا خون ہدر ہوا۔

فصل پچیسوین

بعد فتح مکہ کے ۸ھ ہجری مین حنین کی لڑائی ہوئی جب آپ صلعم مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو پھرے۔ آپ صلعم کے ساتھ بارہ ہزار آدمی تھے۔ آپ صلعم کے ان آدمیون کے ساتھ بدون پر فوج کشی کی۔ یہ لوگ حنین مین مجتمع تھے۔ یہ حنین طائف کے قریب ہے جب لڑائی شروع ہوئی مسلمانون کو اُنکی تھوڑی جماعت دیکھکر ایسا گمان ہوا۔ کہ فوراً اُنپر ظفر یاب ہونگے۔ لیکن بدون نے خوب مقابلہ کیا۔ اور قریب تھا کہ مسلمانون کا پاؤن اُکھڑ جائے۔ لیکن حضرت صلعم مسلمانون کو اس ضیق مین دیکھکر خود لشکر کے آگے ہوئے اور اُسوقت آپ کے چچا عباس اور چچیرے بھائی ابی سفیان بن حارثہ آپ صلعم کے بغلہ کے دونون جانب تھے۔ اور آپ صلعم نے یہ رجز پڑھا۔ اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدُ الْمُطَّلِبْ۔ یعنی مین نبی ہون جھوٹھا نہین ہون۔ مین عبدالمطلب کا بیٹا ہون۔ اور فرمایا کہ لشکر کو پکارو کہ پیچھے سے آگے بڑھے۔ چنانچہ عباسؓ نے پکارا اور سب لشکر ٹوٹ پڑا اور دشمن پسپا ہوئے۔ میدان مسلمانون کے ہاتھ رہا۔ اسی لڑائی مین مویشی بہت غنیمت مین ہاتھ آئے۔ انھین مین سے صفوان کو کہ اُس سے آپ صلعم نے کچھ ہتھیار اُدھار لیا تھا۔ ایک پہاڑ مویشی کا دیا۔ اسی سخاوت پر آپ صلعم کے ایمان لایا۔

انھین دشمنون نے اوطاس کے مقام مین بھی اجماع کیا لیکن مسلمانون نے اُنکو بھی زک دی۔ تب اُن لوگون نے طائف مین اجماع کیا۔ اور اُسکا محاصرہ بھی کیا گیا۔ لیکن آپ صلعم نے ایک خواب دیکھا کہ اُسکی تعبیر کے بموجب محاصرہ اُٹھا لیا گیا۔

لیکن آخرش اُنکا سردار ابن مالک آپ سے آکر مسلمان ہوگیا۔ اور وہ قلعہ بھی اطاعت مین در آیا۔

فصل چھبیسوین

جب فتح مکہ کی خبر شائع ہوئی۔ عرب کے ہر فرقہ اور گروہ کے لوگ جوق جوق مسلمان ہوتے گئے۔ کیونکہ کل عرب کا اعتقاد بسبب قصۂ اصحاب فیل کے یہ تھا۔ کہ اُسپر کوئی شخص اہل باطل اور گمراہ سے قابض نہ ہوگا۔ اسلیے اکثر عرب کا بلکہ کل آپ صلعم کے تابع ہوگیا اور عرب کی ہر قوم سے دو ایک شخص آپ صلعم کے پاس علم اور ادب سیکھنے کے واسطے آئے۔ اِن لوگون کا نام آپ صلعم نے وفود رکھا۔ اور اُنکی قدر کرتے۔ اور اُنکو انعام دیتے۔ اسی سال یعنی ۹ سنہ مین وفود اس کثرت سے آئے۔ کہ آپ صلعم نے اس سنہ کا نام سال وفود رکھا ان وفود مین سے صرف دو شخص مرتد ہوئے۔ ایک اسود عنسی تھا کہ آپ صلعم ہی کے زمانہ مین فیروز صحابی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور دوسرا ابو مسیلمہ کذاب تھا کہ ابوبکر صدیق کی خلافت کے زمانے مین مارا گیا۔

فصل ستائیسوین

اسی نوین سال مین ہجرت کے غزوہ تبوک پیش آیا۔ اس معرکہ مین آپ صلعم تیس ہزار آدمیون کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہ جگہ شام کی سرحد پر واقع ہے۔ اور یہ مقام قیصر ہرقل کے دخل مین تھا۔ اس فوج کشی کا یہ سبب ہوا۔ کہ ایک شخص نے مدینہ مین یہ خبر پہونچائی کہ قیصر ہرقل بڑے لشکر کے ساتھ مدینہ پر آتا ہے۔ اس سبب سے آپ صلعم نے پیشقدمی مقابلے کے لیے کی۔ لیکن تبوک پہونچکر معلوم ہوا کہ یہ خبر صحیح نہین آپ صلعم وہان دو مہینے مقیم رہے۔ لیکن ہرقل کا کوئی لشکر نہ آیا۔ اسلیے آپ صلعم نے موافق مشورۂ اصحاب کے واپسی کا قصد فرمایا۔

اور خالد بن الولید کو چند لشکر کے ساتھ اکیدر کی گرفتاری کے لیے کہ جنگ موتہ

کا باعث وہی تھا بھیجا۔ اور وہ نیل گاؤ کے شکار کے وقت گرفتار ہوگیا۔ خالد اسکو
حضور مین لائے اور اسنے جزیہ دینا قبول کیا۔ اسی کے ساتھ قوم بنی طے تجسمین جاتم کی
بیٹی بھی گرفتار آئی تھی۔
اس فوج کشی کا سامان نہایت خشک سالی مین ہوا تھا۔ اور وہ عسرت اور تنگی کا
زمانہ تھا۔ اسلیے آپ صلعم نے اصحاب کو اعانت کے لیے فرمایا تھا۔ چنانچہ
دو ثلث لشکر کا سامان حضرت عثمانؓ نے کیا۔ اور اُنسے آپ صلعم بہت راضی ہوئے
اس واقعہ مین کل اصحاب شریک تھے۔ صرف بعض منافق نہ گئے اور جھوٹا
حیلہ پیش کیا۔ آپ صلعم نے اُنسے تعرض نہ کیا۔ لیکن اہل اخلاص سے بھی دو شخص رہ گئے
تھے۔ انھون نے جھوٹا حیلہ پیش نہ کیا۔ اور کہا کہ صرف اپنی سستی سے نہ پہنچ سکے
اور اپنے فعل پر نادم تھے۔ وہ کعبؓ اور صفوان تھے۔ آپ صلعم نے اُنپر عتاب
فرمایا۔ اور کہا کہ اُنسے کوئی مسلمان بات نہ کرے۔ چنانچہ یہ لوگ پندرہ روز تک
اسی سزا مین مبتلا رہے۔ اور برابر روتے رہے۔ آخر شب وحی آئی کہ قصور
معاف ہوا۔ تو سب مسلمانون سے ملے۔ لیکن اس پر کعب بہت خوش تھے۔ کہ ہم
جھوٹ بغیر خدا سے نہ بولے۔ اور سیر احساب منافقین مین نہوا۔ اور اللہ تعالے
اور اُسکے رسول کے ساتھ معاملہ صاف رہا۔ اس کاتب نے غور سے دیکھا تو یہی
برتاو استاد مرشد باپ اور شیخ کے ساتھ بھی چاہیے۔ یعنی اُنکے ساتھ حیلہ اور
جھوٹ بولنا نہ چاہیے۔ ایک شخص کہ نام اُسکا لکھنا مناسب نہین ہے۔ اپنے شیخ سے
اکثر جھوٹ بولتا تھا۔ اور شیخ کی شفقت اُسپر بہت تھی۔ اور ظاہرا اُسکے اعمال
صالح بھی تھے۔ لیکن مین نے دیکھا۔ کہ بعد شیخ کے فوراً بلا مین مبتلا ہوا۔ اور اس سے
ایک ایسا فعل قبیح ظہور مین آیا۔ کہ سب لوگ اُس سے بدظن و متنفر ہوگئے۔ اور وہ
اپنی نکبت مین گرفتار ہے۔

فصل اٹھائیسویں

جب آپ صلعم تبوک سے واپس آئے۔ اور حج کا زمانہ پہونچا۔ آپ صلعم بسبب کثرت وفود کے حج کو نہ جا سکے۔ حضرت ابوبکرؓ کو امیر الحاج کر کے حجاج کا قافلہ روانہ فرمایا اُنکی روانگی کے بعد سورۂ برات نازل ہوئی جسمین حکم تھا کہ حج فرض ہوا۔ اور سال آیندہ سے کوئی کافر حج نہ کرنے پاوے۔ چنانچہ حضرت علیؓ کو سورۂ برات تعلیم فرما کر روانہ کیا۔ اور فرمایا کہ تم خود حج کے بعد ان احکام کو خطبہ کے طور پر سنا دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

فصل انتیسویں

سنہ ۹ ہجری مین آپ صلعم نے ایک قاصد بنی نجران کے پاس کہ قوم نصارا تھے روانہ کیا۔ اور اُنکو اسلام کی دعوت فرمائی۔ اُنمین سے چودہ آدمی آپ صلعم کے پاس آئے۔ اور بحث بیجا کرنے لگے۔ آپ صلعم نے موافق وحی کے جواب دیا جیسا کہ آیۂ ثم نبتہل قرآن مین شاہد ہے۔ کہ اگر تم کو شک ہو تو آؤ ہم تم مباہلہ کرین یعنی قسم کھاوین۔ کہ جو بر سر خطا ہو اُسکو خدا غارت کرے۔ چنانچہ اُنھون نے مہلت لی کہ اسکا جواب کل دینگے اور آپسمین مشورہ کیا۔ آخر ش اُن لوگون نے مباہلہ سے انکار کیا۔ اور آپ صلعم معہ فاطمہ زہراؓ اور علیؓ و حسینؓ کے ایک میدان مین مباہلہ کے لیے آمادہ تھے۔ اُنکے انکار پر آپ صلعم نے فرمایا کہ اگر یہ گروہ مباہلہ کرتی تو کوئی نصارا روے زمین پر قیامت تک نہ رہتا۔ یہین سے یہ بات نکلتی ہے کہ قیامت کے قرب مین نصارا زیادہ ہونگے۔

فصل تیسویں

اسی سنہ ہجری مین آپ صلعم نے حج ادا فرمایا۔ یعنی اس حج کے بعد پھر حج کا اتفاق نہوا۔ اور ایک لاکھ آدمی سے زیادہ آپ صلعم کے ساتھ حج مین آئے۔

بعد انجام دینے حج کے ارکان کے اور ادا کرنے خطبہ کے آپ صلعم نے وعظ فرمایا۔ کہ مسلمانون کی جان و مال کی حفاظت مین ہر مومن کو کوشش کرنا چاہیے اور مسلمانون کے قتل و قتال سے پرہیز۔ دوم یہ کہ اگر قرآن پر جیسا کہ چاہیے عمل رہوگے۔ تو راہ راست سے نہ بھٹکوگے۔ تیسرے یہ کہ آیندہ برس مین شاید ہم نہ رہین اور یہ بھی فرمایا کہ مسلمانون کو تین چیز لازم ہے کہ دنیا کی آلایش سے پاک رہیگا۔ ایک نیت کا خلوص ہے ہر کام مین نیت کو خالص رکھنا اور نمایش کو ترک کرنا۔ دوسرے یہ کہ مسلمانون کے ہر مجمع مین جانا اور ہر حال مین انکی صلاح کے کوشان رہنا۔ تیسرے یہ کہ مسلمانون کا ہر حال مین خیر خواہ رہنا۔ اور انکی ناقدری سے دلتنگ نہونا۔ اس زمانہ مین حضرت علیؓ یمن کے والی تھے۔ اور آپ صلعم کی حج کی خبر سنکر وہ بھی آئے۔ اور حج مین شریک ہوئے۔

جب آپ صلعم مدینہ کو واپس چلنے لگے حضرت علیؓ کو بھی ساتھ لے لیا اور غدیر کے مقام مین کہ مکہ سے قریب ہے خطبہ پڑھا۔ اور حضرت علیؓ کی تعریف کی اور فرمایا کہ جو میرا دوست ہے وہ علیؓ کا دوست ہے اور جو علیؓ کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے۔ اس خطبہ کا یہ سبب ہوا کہ بعض اہل یمن نے حضرت علیؓ کی شکایت کی تھی۔ انکے سمجھانے کے واسطے آپ صلعم نے ایسا فرمایا یعنی حضرت علیؓ کا فعل نفسانیت سے نہ تھا بلکہ اہل یمن کی سمجھ کا قصور تھا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو مبارکباد دی کہ آج سے آپ میرے مولا ہوئے۔

جس زمانے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین تھے عرفہ کے دن آیۃ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ نازل ہوئی۔ بعض اصحاب نے اسپر بڑی خوشی کی کہ دین اسلام کی تکمیل ہوئی لیکن مثل ابوبکر کے کہ فہمیدہ اور زیرک تھے۔ بہت روئے کہ اس سے فراق کی بو نکلتی ہے کہ جب دین کی تکمیل ہوئی تو نبی کے رہنے کی ضرورت نہ رہی۔

فصل الکتیسوین

سنہ ۷ ہجری مین آپ صلعم نے فرمایا کہ مجکو اُس لقمہ کا اثر کہ خیبر مین کھایا تھا معلوم ہوتا ہی اور اب اُس سے میری رگ جان کٹ گئی۔ شاید اس سال اب ہم نہ بچین گے۔ ایک روز آپ صلعم کو بلغمی بخار آیا اور بڑھتا گیا۔ کہ آپ صلعم مسجد مین نماز کے واسطے نہ جاسکے۔ امامت کا حکم ابوبکر کو فرمایا جب ابوبکرؓ امامت مین مشغول ہوئے۔ آپ صلعم کی جگہ خالی دیکھکر بے اختیار رو دئے۔ اور آواز رونے کی بلند ہوئی۔ یہان تک کہ آپ صلعم کے کانون تک پہونچی۔ اور آپ صلعم مسجد مین آئے۔ اور حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ بعد نماز کے آپ صلعم نے لشکریون کے حق مین فرمایا۔ اور مسلمانون کو نیکی کی بھی نصیحت کی۔ اسی عرصہ مین ایک لشکر آپ صلعم نے شام کی طرف روانگی کے لیے آمادہ کیا۔ اور اُسامہ بن زید کو اُسکا سردار کیا۔ اور اُنکی ماتحتی مین اصحاب کرام سے مثل ابوبکر اور عمر کے بھی رہے۔ لیکن یہ لشکر ہنوز روانہ نہوا تھا کہ عارضہ آپ صلعم کا بڑھ گیا اور لشکر ٹھہر گیا۔ یہان تک کہ ابوبکر نے اپنی خلافت کے زمانے مین اُسکو روانہ کیا۔

صحیحین مین مذکور ہی کہ آپ صلعم نے اسی بیماری مین ایکروز حضرت عایشہ سے فرمایا کہ اپنے باپ اور بھائی کو بلاؤ کہ تمھارے باپ لیے خلافت نامہ لکھدون۔ پھر آپ صلعم نے فرمایا کہ اسکی ضرورت نہین ہی کیونکہ مومن لوگ اُنکے سوا دوسرے کو سردار نہ کرینگے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مشیت بھی یہی ہی۔

اسی طرح صحیحین مین یہ بھی مذکور ہی۔ کہ ایکروز بیماری کی حالت مین کاغذ اور قلم مانگا چونکہ اُسوقت عارضہ کی شدت تھی۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اسوقت لکھوانے مین آپ صلعم کو تکلیف ہوگی۔ ہمارے لیے آپ صلعم کے فرمانے کے موجب قرآن مجید کافی ہی۔ بعضون نے اسکے خلاف تقریر کی اور اسی قیل قال مین آواز بلند ہوئی۔ کہ آپ کے کانون مین گران معلوم ہوا۔ اور آپ نے فرمایا کہ سب لوگ باہر جاؤ مین جب آپ صلعم کے عارضہ مین تخفیف ہوئی۔ آپ نے سب کو بلایا اور فرمایا کہ تین چیزون

چیزون کو خوب نگاہ رکھو- اول یہ کہ وفود کو انعام دیا کرو- دوم یہ کہ جو کفار عرب
مین ہین اُنکو عرب سے نکالنے کی کوشش کرو- سوم یہ کہ اُسامہ کا لشکر روانہ
کردو- انھین تینون باتون کے واسطے کاغذ اور قلم مانگا تھا کہ زبانی فرما دیا- اور
کردہ مسلمانون کے اسکو قصۂ قرطاس کہتے ہین- اور یون سمجھتے ہین کہ اس سے یہ
مطلب تھا کہ حضرت علیؓ کے لیے خلافت نامہ لکھتے- لیکن خلافت نامہ کا حال تو
پہلے ہی روایت سے ظاہر ہے- کہ حضرت ابوبکر کے لیے خلافت منظور تھی-

الغرض اسی بخار مین آپ صلعم نے حضرت عائشہ کے حجرے مین دوشنبہ کے
روز بارھوین ربیع الاول کو سالہ ۱۱ ہجری مین انتقال فرمایا- انا للہ وانا الیہ راجعون
اصحاب رضوان اللہ علیہم کو اس حادثہ سے بڑا صدمہ ہوا- اکثرون کے ہوش جاتے
رہے- حضرت عثمانؓ ایک مدت تک سکوت مین رہے- حضرت عمرؓ نے کہا کہ
آپ صلعم مرے نہین ہین- یہ منافقین کا شعبدہ ہے- جو ایسا کہیگا اُسکو قتل کرینگے
اور اسی لیے ننگی تلوار لیے پھرتے تھے-

حضرت ابوبکر اپنے مکان پر اُسوقت نہ تھے- جب وفات کی خبر سُنکر دوڑے آئے
اور حجرے مین چلے گئے- آپ کے چہرۂ مبارک کو بوسہ دیا- اور رونے لگے-
اور بولے کہ جیسا آپ صلعم زندگی مین خوشبو تھے- ویسا ہی بعد ممات بھی ہین-
جب باہر آئے اور عمرؓ کا حال دیکھا- منبر پر خطبہ فرمایا اے سلف نومضطر نہو- آپ
کا محمدؐ الا رسول ایخ پڑھا اور کہا کہ اگر اس اللہ کے بندے ہو جسنے محمد کو پیدا کیا
اور اُنکو رسول بنایا- اور اُسی کو پوجتے ہو بہت درست ہے اور ایمان تمھارا حق پر ہے
اور اگر تم محمد صلعم کو پوجتے تھے تو وہ تو انھون نے انتقال کیا- جب عمرؓ نے یہ مضمون سنا
اُنکو ہوش آیا- اور اپنے قول سے تائب ہوئے-

اسی اثنا مین کہ لوگ کفن کے سامان مین تھے ایک شخص جسیم اور خوش رنگ آیا

انکی ڈاڑھی کے بال کچھ سپید اور کچھ سیاہ تھے - انھون نے کچھ کلمات تعزیت کے نعش مبارک کے پاس فرمائے - اور بہت روئے اور واپس چلے گئے - بعد جانے کے حضرت ابوبکر اور علی نے فرمایا کہ خضر تھے -

حضرت صلعم کی قبر کے بارے مین لوگون کو اختلاف ہوا لیکن اکثر اصحاب نے اس مضمون کی حدیث سنائی - کہ پیغمبر کو وہین دفن ہونا چاہیے جہان اسکی روح قبض ہو اسلیے عائشہ صدیقہ کے حجرے مین مدفون ہوئے حضرت فاطمہ کو اس حادثہ سے اسقدر صدمہ ہوا کہ چھ مہینے تک زندہ رہین نہ ہنسین

حلیہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قد مبارک میانہ تھا لیکن آدمیون کے مجمع مین سب سے بالا معلوم ہوتے - چہرہ مبارک کا رنگ گندمی تھا - اور اسمین بڑی ملاحت تھی - آپ کا سر مبارک بڑا تھا - اور سر مبارک کے بال کالے - نہ بالکل بہت پیچیدہ تھے نہ سیدھے - آپ کی زلفین کبھی نرمہ گوش تک ہوتین - اور کبھی کندھے تک زلفون کی بیچ مین آگے کی طرف شگاف رہتا جسکو مانگ کہتے ہین - آپ صلعم کے کان نہ بہت بڑے تھے نہ چھوٹے - دیکھنے مین خوشنما معلوم ہوتے تھے - بھوین آپ صلعم کی جڑی ہوئی تھین - لیکن ایک باریک رگ درمیان مین فاصل تھی کہ غصہ کے وقت ظاہر ہوتی تھی - دونون آنکھین آپ صلعم کی بڑی اور خوش رنگ تھین - اور سپیدی مین سرخ ڈورے تھے - آنکھون کی پتلی سیاہ تھی - پلکین آنکھون کی کسی قدر لمبی تھین - اور رخسارے مبارک نرم اور پرگوشت تھے - دانت آپ کے مثل موتی کے صاف اور چمکیلے - اور بات کرنے مین انکی چمک مثل بجلی کے ہوتی - آپ کے جسم مبارک مین سایہ نہ تھا کیونکہ وہ سراپا نور تھا شمع مین کہان سایہ ہوتا ہے - اور آپکے بدن سے خوشبو آتی - اور آپ کا پسینہ عطر کی جگہ پر لوگ استعمال کرتے - درمیان دونون شانون کے مہر نبوت تھی - کفار کی

آنکھ مین بھی مثل مشون کے کبوتر کے انڈے کے برابر معلوم ہوتی تھی۔

خلق — آپ صلعم کے اخلاق کا یہ حال تھا کہ کبھی ایک غریب بڑھیا کا بھی کہنا رد نہ کیا امیر اور غریب سب آپ صلعم سے یکسان راضی اور خوش تھے۔ کسی کو آپ صلعم سے شکایت نہ تھی۔ ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ تھے اور سب سے ایسا ملتے کہ ہر ایک کو مان باپ سمجھتا تھا۔

اپنا کام بیشتر آپ ہی کرتے۔ جو خوبیان نبیون مین جدا جدا تھین آپ مین اکٹھی تھین خود اللہ تعالے نے قرآن مجید مین آپ کے خلق کی تعریف کرتا ہے۔ بشر کی کیا طاقت۔

معجزات واضح رہے کہ نبی نبی آدم مین مخصوص ہوتے ہین۔ اور مخصوص ہونا خلاف عادت ہے (بشر کے خلاف) اسلیے خلاف عادت یعنی معجزہ ہمیشہ ظہور ہونا اُنسے ممکن ہے بلکہ ضروری ہے۔ اگرچہ یہ مسئلہ اہل فلسفہ کا بہت صحیح ہے کہ خلاف عادت کوئی بات نہین ہوتی لیکن ہمارے ایسے عام لوگون مین نہ کہ مخصوص لوگون مین مثل انبیا اور اولیا کے۔ کہ اُنمین یہ خاص بات روحی ترقی سے حاصل ہوتی ہے۔ اور روحی ترقیات آدمی مین ہونا اختیاری نہین ہے۔ اگرچہ کوشش کو ہر امر مین اللہ تعالے نے بڑا دخل دیا ہے لیکن طبیعت کی مناسبت بھی ایک چیز ہے جو خلقی ہوتی ہے۔

حضرت صلعم کے معجزات اسقدر ہین کہ احاطہ تحریر مین آسکین معجزے سے کتابین بھری ہین۔ اور چونکہ اولیا کی کرامت بھی نبی کے معجزے کے تحت مین ہوتی ہین اس سبب سے معجزہ کی انتہا ہی نہین ہے۔ ایک معجزہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید ہے کہ آج تک کوئی ایک آیت کے مثل بھی نہ لکھ سکا۔ اور ایک بڑی بات یہ ہے کہ تیرہ سو برس ہوئے اور قرآن مجید کے ایک حرف مین بھی مثل اور کتب سماوی کے تحریف نہوئی۔ ایک معجزہ چاند کا پھٹ جانا ہے۔ کہ جسکا ذکر ہنود کی کتاب مین بھی پایا جاتا ہے۔ دوسرا معجزہ حضرت علیؓ کے لیے سورج کا لوٹ آنا۔ پھر ستون حنانہ

فراق مین مثل آدمی کے فریاد کرنا - پھر سو برس کے مردے کا زندہ ہونا - آپ کے لعاب دہن سے بیماریون کا شفا پانا - انگلیون سے پانی کا فوارہ جاری ہونا - اور چار سیر آٹے مین ایکہزار آدمیون کا آسودہ ہونا - شجر اور حجر کا کلمہ پڑھنا - اور آپ کی نبوت کو برحق کہنا - حق تو یہ ہے کہ آج تک آپ صلعم کے معجزے ظاہر ہوتے ہین - آنکھ ہو تو دیکھے -

واضح رہے کہ موافق آیہ کریمہ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیان اُنکی اُمت کی مان ہین - ازواج طیبات قابل تعظیم ہین اور اُنکا ذکر بقید نام لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے - آپ کی گیارہ بیبیان اور پانچ سریتھین پہلی بی بی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھین - کہ اُنکا انتقال پانچ برس پہلے ہجرت کے ہو چکا تھا - اور اُنسے آپ کے صاحبزادے قاسم اور طیب طاہر ہوے کہ بچپن ہی مین انتقال فرمایا - اور چار صاحبزادیان حضرت زینب ابی العاص کی زوجہ اور رقیہ اور ام کلثوم جنکا نکاح حضرت عثمان غنی سے یکے بعد دیگرے ہوا - اور حضرت فاطمہ زہرا جنکا نکاح حضرت علی سے ہوا - اور اُنھین کی نسل اب آل نبی یعنی سادات ہین - دوسری بی بی حضرت صلعم کی حضرت سودہ بنت زمعہ تھین جو آپ کے سامنے ضعیفہ ہو گئین اور اپنی نوبت حضرت عائشہ کے لیے چھوڑا - اور ماہ شوال ۵۴ھ ہجری انتقال فرمایا - تیسری بی بی آپ صلعم کی حضرت عائشہ صدیقہ تھین بیٹی ابوبکر صدیق کی - کہ تین برس ہجرت کے پہلے اُنکا نکاح مکہ مین ہوا اُنکا انتقال ۵۸ھ ہجری مین ہوا - چوتھی بی بی آپ کی حفصہ بنت عمر تھین کہ اُنکا انتقال ۴۵ھ ہجری مین ہوا - پانچوین زینب بنت خزیمہ تھین جنکا انتقال ۴ھ ہجری مین ہوا - اور وہ صرف آٹھ مہینے بعد نکاح کے زندہ رہین - چھٹی بی بی آپ صلعم کی اُم سلمہ تھین کہ اُنکی مان عبدالمطلب کی بیٹی تھین اُنکا انتقال ۶۲ھ مین ہوا - حضرت حسن بصری کی مان آپ کی لونڈی تھین اور حسن بصری

انکا دودھ خیر امام رضاعت مین پیا تھا - ساتوین بی بی حضرت کی زینب بنت جحش تھین کہ یہ بھی عمہ رسول اللہ کی بیٹی تھین - انکا انتقال ۲۰ھ ہجری مین ہوا - آٹھوین بی بی آپ کی ام حبیبہ تھین جو ابی سفیان کی بیٹی تھین انکا انتقال ۴۴ھ ہجری مین ہوا - نوین بی بی آپ کی جویریہ بنت حارث تھین جنکا انتقال ۵۰ھ ہجری مین ہوا - دسوین بی بی آپ کی صفیہ بنت حطب تھین کہ اولاد سے ہارون نبیہ کی تھین انکا انتقال ۵۰ھ ہجری مین ہوا - گیارھوین میمونہ بنت حارث تھین کہ انکا انتقال ۵۱ھ ہجری مین ہوا - اور یہ تین سے پہلی ماریہ قبطیہ تھین کہ انکا انتقال ۱۶ھ ہجری مین ہوا - انسے ابراہیم ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے کہ بچپن ہی مین انتقال کیا - دوسری ریحانہ تھین کہ ۱۰ھ ہجری مین انتقال کیا - میسری ام ابین خوشی مسلمی - پانچوین برصوی الدور ہر ازواج مطہرات کا دین مہر پانسو درم تھا - صرف صفیہ اور ام حبیبہ کا چار سو درم تھا -

باب تیسرا خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ

فصل پہلی

واضح رہے کہ بعد وفات حضرت صلعم کے جسوقت اصحاب آپ کے ملت خانہ مین مجتمع تھے اور غسل اور کفنانے کے سامان مین تھے - کہ اسی اثنا مین مغیرہ بن شعبہ آئے اور حضرت عمر سے کہا کہ انصار سقیفہ بنی سعد مین جمع ہو کر چاہتے ہین کہ امر ریاست کو قبضہ مین سعد بن عبادہ کے کہ انصار سے تھے سپرد کرین یہ سنکر حضرت عمر اور ابو بکر معہ ابو عبیدہ جراح کے اس خیال سے کہ امور شریعت مین خلل نہ واقع ہو وہان سے چلے - اور سقیفہ مین پہونچے - اور ابو بکر نے کہا کہ اے انصار محمد صلعم اللہ تعالی کے جوار رحمت مین پہونچے - اگر کسی کو امر ریاست کے لیے سردار نہ مقرر کیا جاے تو امور دین مین فتور آجانے کا احتمال ہے - اسلیے مناسب ہے کہ ہم لوگ نسبت بزرگی مین مہاجر اور انصار کے غور کر کے ایک شخص کو سردار مقرر کرین سعد

خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ

بن عبادہ نے جواب دیا کہ جو بزرگی اللہ تعالےٰ نے انصار کو عنایت کی وہ کسی کو نہیں ہو سکتی
کیونکہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُنکے یارون کو پناہ دی۔ اور اُنکے
لیے دشمنون سے لڑے اور جان و مال فدا کیا۔ کہ جس سے اسلام کے کامون مین ترقی ہوئی
حضرت ابوبکر نے کہا کہ جو بزرگی انصار کی اور اُنکے احسانات ہین اُسکے مقابلہ ہم بھی ہین لیکن
قریش کی قوم کو اللہ نے تمام عرب کی قومون پر ترجیح اور بزرگی دی ہے۔ اسلئے تمکو
انھین سے لوگ اس امر کے قبول کرنے سے انکار نہ کرین۔ دوسری قوم مین سے کسی کا سردار
ہونا مناسب نہین پس مناسب ہے کہ امارت قریش مین رہے اور وزارت انصار
مین۔ عمرؓ نے کہا کہ آپ لوگون نے نہین سنا ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے الائمۃ من
قریش یعنی امارت قریش مین ہونی چاہیے۔ سعد کے بیٹے بشیرؓ نے کہا کہ یہ حدیث
ہم نے نہین سنی۔ لیکن یہ امر آپ لوگون مین سے کسی کے ساتھ ہونا زیادہ مناسب ہے
ابوبکر نے کہا کہ یہ امر ہم اپنے لیے نہین چاہتے۔ اور خلافت کے لیے ان دونون مین
سے یعنی عمرؓ اور ابوعبیدہؓ سے کسی کو چن لو اور مقرر کرو۔ اسپر اُن لوگون نے ابوبکر سے
کہا کہ اس امر کی بزرگی اور فضیلت آپ کی پیشانی سے ظاہر ہے۔ آپ کے ہوتے ہوئے دوسرا
شخص خلیفہ نہین ہو سکتا۔ اور حضرت عمرؓ نے ہاتھ بڑھا کر وہین بیعت کی۔ دوسرے دن
حضرت ابوبکر نے خطبہ منبر پر پڑھا اور سب لوگون نے علانیہ بیعت کی۔
ایک گروہ مسلمانون کی حضرت علیؓ کی بیعت مین اختلاف کرتی ہے لیکن یہ خبر
درست نہین معلوم ہوتی ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اُس فرقہ کا ہونا اسی وقت سے ظاہر
ہوتا۔ حالانکہ اُس فرقہ کی بنیاد حضرت علیؓ کے بعد سے ظاہر ہوئی ہے۔ بلکہ یقینی ہے
کہ بیعت مضطر اور زبردستی کی تھی۔ ایسا کہا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ نے غصہ سے کہا کہ لوگون
نے حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کی فوراً دوڑے آئے اور بیعت کی۔ اسپر ابوسفیان
نے اُنسے کہا بھی کہ تمھارے رشتے ابوبکر کو خلیفہ ہونیکا کیا حق تھا اور

تم کہو تو تمھارے لیے یہ میدان لشکروں سے بھر دوں - اسپر حضرت علی نے کہا کہ تمھارے
دل میں ہمیشہ سے اسد ہی - بعد ایمان کے بھی اسکا اثر باقی ہی - اور خلفاے
راشدین کا خلافت قبول کرنا محض اللہ کے واسطے تھا جیسا انکی مالعبد کی
کارروائیوں سے ظاہر ہوا اور اسمیں نفسانیت کو ذرا بھی دخل نہ تھا غیر مذہب کے
فرقے بھی مثل انصارا اور یہود کے اس بات کے مقر ہین - کہ اگر نفسانیت کو ذرا بھی
دخل ہوتا تو اپنے بیٹون کو یہ لوگ اپنا جانشین کر جاتے - اور عمر اپنے بیٹے کو دور
سے نہ مار ڈالتے - حضرت علی کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی صحابہ شہید ہوتے نہایت غم
کرتے اور کہتے کہ مین اُنسے پہلے کیون نہ شہید ہوا - اور اپنی صاحبزادی ام کلثوم کا عقد
کہ حضرت فاطمہ سے تھین حضرت عمر سے کر دیا - اگر اسمین عداوت ہوتی تو ایسا امر کیونکر
ظہور مین آتا - اور حضرت علی کی شجاعت مشہور ہی - کچھ دنیا بھی نہ تھے - کہ دب کر ایسا کام
کیا ہوگا - جسوقت خلافت حق ثابت ہوئی ... ۳۳ صحابہ موجود تھے - آپ کی راے
اور فہم ہماری فہم و راے سے کہین بہتر ہوگی - پھر حضرت صلعم نے فرمایا کہ سب سے بہتر
ہمارا زمانہ ہی اُسکے بعد ہمارے صحابہ کا اور اُسکے بعد اُنکے تابعین ہیں وان کا - اگر ہزار
ہزار صحابہ کی روایت اور راے اعتبار نہ کیجاے تو قرآن مجید بالکل باطل ٹھہر جاتا ہی
کہ اُنھین سے ہم تک آیا ہی - وہذا المحال -

فصل دوسری

حضرت ابوبکر نے باوجود خلیفہ ہونے کے - بادشاہ وقت شاہزادے کا خطاب لینے
سے انکار کیا - بعض مسلمانون نے خلیفۃ اللہ کا لقب دینا چاہا لیکن آپ نے
انکار کیا - اور فرمایا کہ مین خدا کا خلیفہ نہین ہون بلکہ اپنے نبی کا خلیفہ ہون جسکی مرضی
اور ارادے کے موافق کرنا ہمارا کام ہی - آپ نے فرمایا کہ ایسا کرنے مین ہم
رعونت اور جانب داری سے پرہیز کرنے کی کوشش کرینگے - اللہ اور رسول کا

حکم بجا لانے مین ہماری اطاعت کرو۔ اگر ہم ان حدود سے باہر جاوین تو تمپر ہمارا کچھ اختیار نہوگا۔ اگر ہم غلطی کرین تو صحیح بات بتا دو۔ ہم مستوجب سزا کے ہونگے۔ آپ رضہ نے خطاب خلیفہ یا جانشین کا نہین لیا۔ جو خطاب مابعد کے شاہان عرب اپنے نام کے ساتھ ضم رکھتے تھے۔ اُن لوگون نے صرف ہی خطاب پر اکتفا نہ کیا۔ بلکہ اکثرون نے مابعد مین لقب خلیفۃ اللہ و خلیفۃ اللہ اور ظل اللہ کا لیا۔

اصل نام حضرت ابوبکر کا عبد اللہ عتیق ابن ابو قحافہ تھا۔ اور آپ کو صدیق بھی کہتے ہین۔ چونکہ آپ نے معراج کے سفر کی صداقت پہلے کی تھی لیکن آپ زیادہ تر ابوبکر کے نام سے مشہور تھے۔ وقت جانشینی کے حضرت ابوبکر کا سن قریب ۶۲ برس کے تھا۔ آپ کا قد کشیدہ تھا۔ اور خوبصورت۔ رنگ گندمی اور ڈاڑھی مہندی حنا سے رنگی ہوئی تھی۔ آپ بڑے عادل اور صاحب تقین تھے۔ آپ بغرض اور ایماندار اور اسلام کے بڑے خیر خواہ تھے۔ آپ دولت۔ نمائش۔ عیش۔ اور خواہشات نفسانی سے محض مبرا اور بے پروا تھے۔ آپ نے مشاہرہ لینے سے انکار کیا۔ آپ نے صرف وہ اخراجات جو محض ایک عام عرب کو درکار ہے مثل ایک گھوڑے یا ایک اونٹ کے اپنے اور اپنے متعلقان کے واسطے بیت المال سے لینا قبول کیا۔ اور جو کچھ آپ کے اخراجات سے بچ جاتا اُسکو ہر جمعہ کو دی فنون اور مساکین کو خیرات کرتے۔ اور غریبون کی مدد کرنے مین آپ ہمیشہ مستعد رہتے۔ آپنے ایام خلافت مین حضرت عائشہ کو اپنے خانگی امورات کا حساب کتاب سپرد کیا تھا اور کہا تھا کہ خبردار رہنا کہ کہین مین دولت نہ جمع کر لون باوجود اسکے کہ آپ بڑے دانشمند تھے۔ تاہم آپ کے کل کام شورے پر منحصر تھے۔ اکثر عرب کی قومین جو طلوار کے زور سے ایمان لائی تھین۔ اور انکو دین پر قائم رکھنے کے لیے عذاب سے ڈرانا اور جہاد دونون درکار تھا۔ بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ برحق کی اطاعت سے باہر جانا چاہا۔ اور زکوٰۃ اور عشر نکالنے سے انکار کیا۔

اکثر قومون نے یکے بعد دیگرے بغاوت کا جھنڈا اُڑانا شروع کیا۔ یہان تک کہ خلافت کے احکام صرف تین ہی شہرون مین باقی رہگئے یعنی مدینہ منورہ۔ مکہ معظمہ۔ اور طائف بلکہ ایک بڑی مضبوط قوم نے باغیون کی۔ مدینہ پر حملہ آور ہونے کی تیاری کی۔ اُنکا سردار ایک قوی اور شہور شیخ تھا۔ جسکا نام مالک ابن نویرہ تھا۔ وہ ایک عالی خاندان شجاع عمدہ سردار اور نامی شاعر تھا یعنی سب صفتین جسکے خواہان عرب ہوتے ہین اُسمین موجود تھین اور اُسکی بی بی تمام عرب مین خوبصورتی کے واسطے مشہور تھی۔

اس بہادر شاعر اور اُسکے لشکر کی خبر سُنکر حضرت ابوبکر نے شہر کی مضبوطی کی۔ اور قریب کے پہاڑون اور غارون مین تمام آدمیون کو مرد سے عورت تک اور لڑکون سے بوڑھون تک تعینات کیا۔ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا۔ لیکن آپ صلعم کے اسلام کی تلوار ہنوز باقی تھی۔ یعنی خالد ابن ولید آپ کے آگے آکر کھڑے ہوے۔ تاکہ وہ اسلام کی شہرت قائم رکھین۔ خالد بن ولید ساڑھے چار ہزار آدمیون کے ساتھ اور مقام گیارہ بھیجا۔ جہان کے باغیون کے مقابلہ کو روانہ ہوے۔ حضرت ابوبکر باغی سردار کی چال چلن اور قابلیت کا لحاظ رکھتے تھے۔ اور اُسپر نرمی سے کامیاب ہونا چاہتے تھے۔ اسلیے خالد بن ولید سے فرمادیا تھا کہ جب مالک بن نویرہ گرفتار ہوجائے۔ تو اُسکو عزت کے ساتھ رکھین۔ اور قیدی پر رحم کرین اور سہل ذریعون سے اُنکو اسلام کے قبیلہ مین درلاوین۔ چونکہ خالد بن ولید بڑے بہادر اور شجاع تھے۔ اُنکو اپنی شجاعت مین سہل ذریعون کی طرف کم لحاظ رہتا تھا۔

باغیون کو ایک سخت لڑائی مین خالد نے شکست فاش دیکر اُنکے ملکون پر قبضہ کرلیا۔ اور اپنے لشکر کو لوٹ کی اجازت دی۔ قیدیون کے زمرے مین مالک

ابن نویرہ اور اسکی بی بی بھی تھی - خالدؓ نے مالک سے پوچھا - کہ تم زکوٰۃ دینے سے کیون انکار کرتے ہو - اُسنے کہا کہ ہم خدا کی عبادت سے خارج کر سکتے ہین - اسی گفتگو مین خالدؓ نے قتل کا حکم دیا - اور ضرار بن الازور نے اُسے قتل کیا - جب مدینہ مین پہونچی - حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ خالدؓ نے ایک مسلمان کا خون کیا - کتاب اللہ کے خلاف کیا - لیکن حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ بہت ٹھیک کیا - اور جس تلوار کو کہ اللہ نے خود میان سے باہر کی اُسکو ہم کینہ نکر میان مین کرین - اور مالک کی زوجہ سے خالد نے عقد کیا -

تھوڑے ہی عرصہ کے بعد خالد بن ولید بو مسیلمہ کذاب کے مقابلہ کو بھیجے گئے - بو مسیلمہ نے حضرت صلعم کی علالت کی خبر سنکر اپنے مذہب کے قواعد جاری کرنا شروع کیا - اور جب آپ صلعم کے وفات کی خبر سنی تو اور بھی خوش ہوا - روز بروز اُسکے اقران اور ہمسایے اُسکے گروہ مین آتے گئے - یہان تک کہ صوبہ یمامہ جو درمیان بحر احمر اور بحیرہ فارس کے ہے اُسکے تصرف مین آگیا - درمیان اُن لوگون کے جو اُسکے مذہب مین در آئے - ملکہ شجاع زوجہ ابو فحصلہ قوم تمیم کی بڑی شاعرہ بھی تھی - وہ مسیلمہ کو دیکھنے آئی تھی - جیسے بلقیس سلیمان کے جاہ و حشم دیکھنے گئی تھی شجاع بھی شہر سبا کی ملکہ تھی - لیکن وہ مسیلمہ پر فریفتہ ہو گئی اور اُسکے نکاح مین در آئی اس سبب سے اُسکے لشکر والے اُس سے بگڑ گئے - اور مالک بن نویرہ کو کہ سالار لشکر تھا اپنا سردار مقرر کیا - شجاع نے بو مسیلمہ کا مذہب بھی اختیار کیا - اور اُس سے پیشین گوئی سیکھی - اور اسکے بدلے مین بو مسیلمہ کو شاعری تعلیم کی - اکثر اشعار بو مسیلمہ کے ایک مورخ نے جمع کیے ہین -

خالد بن الولید کے آنے سے مسیلمہ کے خیالات بدل گئے - خالدؓ کے ساتھ بڑی فوج تھی یعنی دس ہزار آدمی تھے - بو مسیلم ایک لاکھ آدمیون سے مقابل ہوا

عقربہ کے قریب جو یمامہ کی دارالخلافت سے دو منزل ہے سخت لڑائی ہوئی۔ پہلے باغیوں کو کسی قدر فتح نمایاں ہوئی۔ اور بارہ سو مسلمان شہید ہوئے۔ پھر خالدؓ نے اپنے لشکر سے حملہ کیا۔ اور دشمن کو ہٹا دیا۔ دشمن کے دس ہزار آدمی مارے گئے مسیلمہ ناامیدی کے ساتھ لڑا لیکن آخرش زخمی ہو کر گرا۔ اسی وحشی نے جسنے امیر حمزہؓ کو شہید کیا تھا بو مسیلمہ کو قتل کیا۔ خالدؓ نے ایسے مشکل وقت میں اور بھی جنگی کارروائیاں کیں اور دوسرے سلمان سرداروں کو بھی مدد دی جو اطراف و جوانب میں بغاوت کے دفع کرنے میں مصروف تھے۔ اور یہ صرف خالدؓ ہی کی تیزی اور چستی کا سبب تھا کہ خلافت کے پہلے ہی سال کے ختم ہونے سے پیشتر اسلام کی سلطنت میں پھر تسلط قائم ہوا بعد ختم ہونے بو مسیلم کی لڑائی کے حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو رائے دی۔ کہ کلام اللہ ایک جگہ جمع ہونا چاہیے۔ کیونکہ بہت صحابہ غزوہ عقربہ میں شہید ہوئے۔ اور انکے ساتھ پیغمبر خدا کی بہت باتیں گذر گئیں۔ اسی طرح چند عرصے بعد اصحاب کے شہید ہونے سے جمع ہونا قران کا دشوار ہو جائیگا آپنے اس امر کو پسند کیا لیکن اسکا انجام ماجد کی خلافت میں ہوا۔

فصل سیری

جب باغی قومیں عرب کی پھر موافقت میں در آئیں۔ اور صلح قائم ہو گئی تو حضرت ابوبکرؓ نے پھر اپنے ارادوں کو پیغمبر برحق صلعم کے حکم کی تعمیل کی طرف مذہب اسلام کو تمام دنیا میں پھیلانے کے واسطے متوجہ کیا۔ کہ تمام دنیا کی قومیں خواہ زبردستی خواہ بہ تالیف مسلمان ہو جاویں۔ اب وہ خوفناک لڑائیاں جو درمیان فارس اور روم کی مدت سے تھیں اگرچہ ختم ہو چکی تھیں لیکن اُنکے اثر نے ان قوی ملکوں کو ضعیف کر دیا تھا اور اُنکے سرحدوں کو حملہ کے قابل چھوڑ دیا۔ اسلیے اپنی خلافت کے دوسری برس حضرت ابوبکرؓ نے سب منشا پیغمبر برحق فتح شام کی تیاریاں کیں۔ اسوقت

ملک شام مین سرزمین بیت المقدس و فونیسیا و کل زمین جو درمیان دریاے فرات بحیرہ روم کے واقع ہے داخل تھی۔ اسوقت یہ سب ملک معہ اپنی چھوٹی چھوٹی ریاستون اور بادشاہون کے قیصر ہرقل بادشاہ قسطنطنیہ کے تحت مین تھے۔

ملک شام پہلے فراعنہ مصر کے تحت مین اُسکے بعد فارسیون کے قبضہ مین رہا اُنسے سکندر اعظم کے وقت سے یونانیون نے لیا۔ یونانیون سے رومیون نے لیا رومیون سے مسلمانون نے لیا۔ اور اسوقت تک کہ تیرہ سو برس ہوے مسلمانون کے قبضہ مین ہے۔ اور اُن سلطنتون کے بادشاہون کا ذکر اس کتاب کے آخر مین ہوگا مطابق آسمانی کتابون کے ملک شام زمانہ دراز سے عربون کو موعود تھا۔ اور وہ بہت دنون سے بوجہ رسم و راہ قافلہ اور لانے غلہ کے اُسکو جانتے تھے۔ یہان غلہ فراہ ہوتا تھا۔ کچھ حصہ اس ملک کا زراعت و کاشتکاری مین عملون کی اور کچھ حصہ باغون مین عمدہ قسم کے پھلدار درختون کی اور کچھ حصہ چراگاہون مین مویشیون سے منقسم تھا۔ عرب کے سرحدون پر شہر تھے جو اندرونی تجارتون سے معمور تھے ہرگاہ اُنکے بندرگاہ اگرچہ قدیم زمانے کے طائر اور سائدون کے مانند جاہ و جلال کے نہ تھے لیکن تاہم بڑے تجارتگاہون کے مرکز تھے۔

سنہ ۱۳ ہجری مین حضرت ابوبکرؓ نے مکاتیب ذیل بگیتانی عرب اور حجاز عرب کے سرداران کے نام لکھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم منجانب عبداللہ عتیقؓ ابن ابوقحافہ بنام کل مسلمانون کے۔ الحمد للہ والثناء لرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اس خط کے ذریعہ سے تم لوگون کو مطلع کرتے ہین کہ ہمارا ارادہ مسلمانون کا ایک لشکر شام کی طرف اس غرض سے روانہ کرنیکا ہے کہ وہ لوگ اُس ملک کو کافرون سے نجات دین اور ہم تمکو یاد دلاتے ہین کہ سچے مذہب کے لیے لڑنا اللہ تعالی کی طاعت کرنا ہے

اس سے زیادہ لکھنے کی حاجت نہ تھی۔ ہر عرب جسکے پاس ایک گھوڑا یا اونٹ بھالا تھا۔ آپؓ کے اسلامی جھنڈے کے نیچے حاضر تھا۔ روزانہ ایک شیخ اپنی جنگجو قوم کے ساتھ حاضر آتا۔ اور تھوڑے ہی دنوں مین مدینہ کے اطراف کے میدان اقوام عرب کے خیمون سے بھر گئے۔ اس فوج کی سالاری یزید بن ابی سفیانؓ کو دی گئی۔ فوج کو روانگی اور خیمہ اکھاڑنے کی بے صبری ہوئی۔ انھون نے کہا۔ کہ ہمارے یہان سست پڑے رہنے سے کیا فائدہ جنکو آنا تھا آچکے۔ اب زیادہ کی امید نہین مدینہ کے میدانون مین ہماری اور ہمارے گھوڑون کی غذا کہان ہے۔ ہمکو حکم ملے اور ہم شام کے زرخیز ملک کو روانہ ہون۔

حضرت ابوبکرؓ نے انکی استدعا منظور کی۔ ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھکر آپؓ نے فوج کو ملاحظہ کیا۔ انکا دل خوشی سے جوش مین آگیا جسوقت جوق جوق قومون کو۔ اُنکے ہتھیارون کو چمکتے۔ اُنکے گھوڑون کے رسالے۔ اُنکے اونٹون کی قطارون کو دیکھا۔ اور یاد کیا کہ رسول اللہ صلعم کے جھنڈے کے نیچے کتنی قلیل فوج تھی۔ اور اب کسقدر ہین۔ بارہ برس بھی نہین گذرے تھے۔ جبکہ حضرت صلعم تمامکہ سے ہجرت فرماکر مدینہ آئے تھے اور کوئی ہمراہ سوائے معدودے چند کے نہ تھا۔ اور اب آپ صلعم کے خلیفہ کی طلب پہ ہزارون آدمی جمع ہوگئے۔ اور دور دور کی سلطنتین اسلام کی تلوار سے کانپنے لگین۔ ان سب باتون کو خیال کرکے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ہاتھ اٹھایا اور اُنکی کامیابی کی دعا کی۔ تب روانگی کا حکم دیا۔ خیمے اُکھاڑے گئے۔ اور اونٹون پر بار کیے گئے۔ اور عرصۂ قلیل مین فوج نے پہاڑون اور درون سے ایک بڑے سلسلے کو طے کیا۔

حضرت ابوبکرؓ ایک روز کی راہ پیدل فوج کی مسابقت مین آئے۔ سواروں نے اُتر کر اپنا اپنا گھوڑا دینا چاہا۔ آپؓ نے قبول نہ فرمایا۔ اور کہا کہ تم سوار رہو

کہ تم اللہ کی راہ مین جاتے ہو۔ اور میری پیادہ روی پر خیال نکرو۔ کہ مین ہر قدم پر جزا پاتا ہون۔ آپ کی آخری نصیحت جو یزید سالار لشکر کو کی تھی نرمی اور گرمی سے مشورت تھی۔ آپ صلعم نے اپنے سپاہیون پر مہربانی اور لحاظ رکھنا۔ اُنکے کل معاملات مین منصف رہنا۔ اور اُنسے مشورہ اور راے لینا۔ دلیری سے لڑنا اور دشمن کی طرف کبھی پیٹھ نہ کرنا۔ جب فتحیاب ہو بوڑھون کو ضرر نہ پہونچانا اور لڑکون اور عورتون کی حفاظت کرنا۔ کھجور اور دوسرے پھلدار درختون کو برباد نہ کرنا۔ کھلیانون مین آگ نہ لگانا۔ اور کسی جانور کو سوا اپنے کھانیکے لیے نہ مارنا کل بندوبستی جو صومعہ مین رہتے ہین اعزاز کرنا۔ اور اُنکی عمارتون کو ضرر نہ پہونچانا۔ لیکن اگر اور قسم کے کافرون سے ملو۔ جو تراشیدہ ٹوپی پہنے پھرتے ہین۔ اور شیطانی پوجا کے عبادتخانہ سے علاقہ رکھتے ہین۔ بیشک اُنکا سر کاٹو۔ یہان تک کہ اسلام قبول کرین اور جزیہ دین۔

یزید بن ابی سفیان ان سب نصیحتون کو سنتے ہوے اپنی روانگی مین مصروف رہے اور مقدس خلیفہ مدینہ کو واپس گئے۔ وہ دعائین جو آپ صلعم نے فتحیابی کے لیے کی تھین۔ قبول ہوئی نظر آئین۔ عرصۂ قلیل مین ایک رسالہ گھوڑون خچرون اور اونٹون کا لوٹ کے اسباب سے لدا ہوا مدینہ کے دروازے مین داخل ہوا۔

شام کی سرحد پر یزید بن ابی سفیان کو ایک لشکر قیصر ہرقل کا بھیجا ہوا ملا اور اُس سے مقابلہ کی ٹھہری یزید نے اُسکو شکست دی اور اُس لشکر کا سردار مع دو سو آدمیون کے مارا گیا۔ یزید بن ابی سفیان مابعد کی بھی کئی لڑائیون مین کامیاب ہوے کل لوٹ کے اسباب جو ان لڑائیون مین ہاتھ آئے۔ خلیفۂ وقت کے پاس بطور تحفہ کے پہلے پہل شام سے بھیجے گئے۔ حضرت ابوبکر نے اس کامیابی کی خبر مکہ مین اور دوسری اطراف مین بھیجی۔ اور کل سچے مسلمانون کو اس فتحیابی کی اقتدا

کے لیے طلب فرمایا۔

ایک دوسرا لشکر فوراً ہی سعید بن خالد کے زیر حکومت روانہ کیا گیا۔ یہ تقرری حضرت عمرؓ کے خاطر خواہ نہ ہونے سے جنکی رائے اور خواہشوں پر اہل مدینہ کو نہایت وثوق تھا۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے والد سے کہا کہ سعید کو واپس بلا لیجیئے۔ اور انکی جگہ عمرو ابن العاص کو مقرر کیجیے یہ وہی ہیں۔ جنھوں نے حضرت صلعم کی مدت نظم کی تھی اور بعد ایمان لانیکے اسلام کے بڑے بڑے امورات انجام دیتے رہے اور بڑے لائق سردار اور دلیروں میں شمار کیے گئے۔ اوس زمانہ میں اہل اسلام میں ایسی بے نفسی اور جہاد کا جوش تھا۔ کہ سعیدؓ نے اس حکم کے بجا لانے میں کوئی عذر نہ کیا اور اوسی لشکر میں مثل ایک معمولی سپاہی کے رہنا قبول کیا۔

فوج کی روانگی کے وقت حضرت ابوبکرؓ نے کہ صلاح و مشورہ میں بے نظیر تھے عمرو ابن العاص کو چند ضابطے انتظام سلطنت کے بتلائے۔ اور انکو نصیحت کی کہ راستبازی سے رہنا۔ گویا کہ خدا کے سامنے موجود ہو۔ اور فنا تمھارے لیے ہے۔ اور تم کل چیزوں کے لیے کہ واقع ہونگی جوابدہ ہوگے۔ دوسروں کے خانگی امورات میں دست اندازی نہ کرنا۔ اور اپنے آدمیوں کو مذہبی تکرار سے بسبب واقعات یا مسائل کے کہ ایام جہالت میں ہوے باز رکھنا۔ اور قرآن پڑھنے کی تاکید کرنا کہ اسمیں کل ضروری احکام جنکا جاننا لازم ہے درج ہیں۔

اب چونکہ بہت سی فوجیں شام میں جمع ہوگئیں۔ اور اکثر سردار فراہم تھے حضرت ابوبکرؓ نے ہر ایک کے واسطے جدا جدا جنگ کے میدان تجویز کیے عمرو ابن العاص کو بیت المقدس یعنی فلسطین کا علاقہ سپرد ہوا۔ ابوعبیدہ کے لیے حمص (ایمسا) کا علاقہ تجویز ہوا۔ یزید بن ابی سفیان کے حوالے دمشق کا علاقہ کیا گیا۔ اور شرحبیل بن حسنہ کو وہ ملک سپرد ہوا جو دریاے جارڈن کے اطراف میں بیت المقدس سے پورب ہے

سب لوگون کو ہدایت کی گئی کہ جہان تک ہوسکے صلاح سے کام کرین اور ایک دوسرے کو ضرورت کے وقت مدد دین - اور جب اکٹھے ہوجاوین تو سب ابو عبیدہ کے زیر حکومت رہین جنکو شام (سیریا) کی حکومت عام سپرد کی گئی تھی حضرت ابو عبیدہ کا اعزاز حضرت ابوبکر کے دلمین تھا - اسلیے اُنھون نے خلافت کے تجویز کرنے کے وقت بھی اُنکا نام لیا تھا - انکی عمر قریب پچاس برس کے تھی - اسلام کے کامون مین نہایت سرگرم لیکن لڑائی مین سہولیت فرماتے -

ہرگاہ یہ بڑی لڑائی رومیون سے شروع کی گئی - ایک چھوٹی فوج عراق عرب پر حملہ کے لیے بھیجی گئی - یہ صوبہ جسمین کلدیہ یعنی بابلستان شامل ہی - یون محدود ہی یورپ اسکے ملک ساسانیان (اہواز) اور کردستان ہی - اور سیریا (عراق عجم) اور میدیہ کے پہاڑ بھی پچھم اسکے شام اور عرب کا ریگستان ہی - یہ ایک ملک تھا جو ایران کا خراج گذار تھا - اس سبب سے ایک حصہ اوس ملک کا کہلاتا ہی - اس علاقہ مین المثنی تھے - لیکن حضرت ابوبکر کو خالد بن ولید کی دلیری پر بہت بھروسا تھا - وہ اسوقت تک ایک مختصر فوج کے ساتھ کسی باغی صوبہ یعنی جنوبی عربستان کے بھیجے جسکو اُنھون نے سر کیا تھا حضرت ابوبکر نے اس مضمون کا خط اُنکے نام سے روانہ کیا -

اب تم عراق عرب کی جاؤ - علاقہ ہیرا اور کوفہ کا تمھارے سپرد کیا گیا - بعد کامیابی ان سب جگہون کے ایلا کی طرف رخ کرنا - اور اللہ تعالی کی مدد سے اُسکو بھی سر کرنا - ہیرا ایک چھوٹا سا ملک بابلستان سے پچھم شام کے ریگستان کے کنارے پر ہی - اسکی بنیاد کسی قحطان کے قوم عرب نے ڈالی تھی اور چھ سو برس کے پہلے سے قائم تھا - یہ ایک عرصہ سے خاندان منذر کے شہزادون کے علاقہ مین تھا - جو کسرائے فارس کے باج گذار تھے - اور اُنکی بنا بتا

عراق عرب پر متصرف تھے۔

تیسرے عیسائی صدی مین اکثر یعقوبی نصرانی بسبب شدت اور بدانتظامی کے مشرقی گرجون سے نکالدیے گئے تھے۔ وہ سب درمیان عرب کی قوم کے ہیرا مین پناہ گزین ہوئے اُنکی تعداد امابعد مین دوسرے حصہ کے مفروریون سے بہت بڑھ گئی۔ یہان تک کہ حضرت صلعم پیدا ہوئے کے تھوڑے ہی زمانے پہلے ملک ہیرا کا بادشاہ اور اُسکی کل رعایا عیسائی ہوگئی۔

بہت کچھ تعریف اس ملک کے دارالسلطنت کی جو اس ملک کے ہمنام تھا لکھی ہے یہان دو جگہ نہایت مرصع تھین اور انمین سے ایک کی خوبصورتی معمار کے ہلاکت کی باعث ہوئی۔ کیونکہ بادشاہ نے یہ خیال کرکے کہ کوئی ایسی ہی عمارت دوسرے ملک مین بھی نہ بناوے معمار کو مینار سے گرادیا۔ خالد بن الولید نے اپنی معمولی طاقت اور کامیابی سے اس ملک پر بھی حملہ کیا۔ دس ہزار آدمیون سے شہر ہیرا کا محاصرہ کیا۔ اُسکی شہر پناہ پر دھاوا کیا۔ اور بادشاہ کو عین لڑائی مین قتل کیا۔ ملک کو سر کیا۔ اور ننانوے ہزار اشرفیون کا سالانہ خراج مقرر کرایا۔ یہ پہلا خراج ہے۔ جو مسلمانون نے غیر ملک سے لیا۔ اور اوسکو معہ بادشاہ کے بیٹے کے مدینہ روانہ کیا۔

دوسرا حملہ خالد بن الولید کا ایلاریہ ہوا۔ اوسکے پارسی حاکم ہرمز کو شکست دی اور اوسکا تاج معہ پانچوین حصے اسباب لوٹ کے۔ پاس خلیفہ کے بھیجا۔ وہ ٹوپی نہایت قیمتی تھی۔ چونکہ اول درجے کے تاج سے تھی جسکو صرف ساسانی شاہنشاہ کے نائبون سے پارس کے پہنتے تھے۔ درمیان لڑائی کی غنیمتون کے ایک ہاتھی بھی تھا کہ مدینہ کو روانہ کیا گیا۔ تین اور بھی فارس کے سردارون نے کئی کوششین قوی لشکرون کے ساتھ خالد بن الولید کی کامیابی روکنے کے لیے کی لیکن سبھون نے شکست اٹھائی کل شہر یکے بعد دیگرے خالد کے قبضہ مین در آئے۔ کوئی چیز اُنکے ہتھیارون کو روکنے والی

نہ تھی - اپنے کامیاب جھنڈے کو دریائے فرات پر نصب کرکے انھون نے کسرائے فارس کو لکھا - کہ اسلام قبول کرے یا جزیہ دے اور اگر دونون سے انکار کریگا تو مین ایسے لشکر سے آپڑونگا - جو زندگی سے موت کو زیادہ عزیز رکھتے ہین -

خالد بن الولید کا بار بار اسباب غنیمت کامیابی کے بعد مدینہ کو بھیجنا - اور قیمتی تحفے اور شاہزادۂ مقید کا ملاحظہ کرنا - اور پہلا جزیہ روانہ کرنا - اہل مدینہ کی نہایت گرمجوشی اور مسرت کا باعث ہوا حضرت ابوبکرؓ کو خصوصاً ان کارروائیون سے زیادہ خوشی تھی کیونکہ خالد بن الولید کے انتقام کے لیے حضرت عمرؓ نے رائے دی تھی - اور صرف حضرت ابوبکر کی رائے سے وہ بری رہے - چونکہ برابر فتوحات خالد بن الولید کے ہاتھ پر ظہور مین آئے - اور گاڑیون پر اسباب غنیمت برابر یکے بعد دیگرے مدینہ کے دروازے مین داخل ہوا کیا - آپؓ نے اپنی دور اندیشی پر نہایت خوشی کی اور بوش مین فرمایا کہ ایسی کوئی عورت اور بھی ہے کہ دوسرا خالد پیدا کرے -

فصل چوتھی

ملک شام کی خبرون سے لوگون کے جوش مسرت مین کمی آگئی حضرت ابوعبیدہؓ مین جنکو ملک شام کی عام حکومت سپرد تھی مبالغہ کی حد آوردن تک پہنچی تھی شکست ہونے سے انکا دل تنگ ہوجاتا - اور انکو یہ سننے سے کہ قیصر ہرقل نے ایک بہت بڑی فوج مقابلہ کے لیے فراہم کرنا شروع کی ہے نہایت اضطراب تھا انکی پراگندگی اس خط سے جو حضرت ابوبکر کو لکھا ظاہر تھی - حضرت ابوبکر کو کہ جنکا دل خالد بن الولید کے فتوحات سے جوش مار رہا تھا حضرت ابوعبیدہ کی نہین حمایت آوری سے تنگی ہوئی - ہرگاہ خالدؓ اپنی کامیابیون مین پیشرو تھے حضرت ابوعبیدہ صرف حفاظت خود اختیاری مین مصروف تھے - ایسی حالت مین حضرت ابوعبیدہ پر حضرت ابوبکر نے تاسف کیا - اور خالدؓ کے پاس قاصد روانہ کیا

کردہ اپنے عراق عرب کی کارروائیونکو کسی اپنے ماتحت سردار کے سپرد کرین - اور خود بہت جلد شام کی حکومت عام کی طرف مدد کے لیے روانہ ہون - خالد بن ولید اپنی عراق کی فوج مثنی ابن حارث کے تحت مین چھوڑکر خود پندرہ سو سوارون کے ساتھ شام کے مسلمانون کی فوج سے ملنے کو روانہ ہوے جسکی خبر عیسائی شہر بصری کے قریب آتے ہوئی سنی -

اس کتاب کے پڑھنے والے کو یاد ہوگا - کہ یہ شہر بصری شام کی حد پر بڑا تجارتگاہ تھا - جہان سالانہ عرب کے قافلے آیا کرتے تھے - اور حضرت صلعم نے اپنی جوانی مین سرجیس نصرانی (نسطورا راہب) سے یہین ملاقات کی تھی - یہ ایک جگہ تھی کہ تجارت کے اسباب سے بھری ہوئی تھی - اور یہان غنیمت کے اسباب ہاتھ آنے کی زیادہ امید کیجاتی تھی - لیکن بڑی مضبوط دیوارون سے گھرا ہوا تھا اور اسکے رہنے والے بارہ ہزار جنگی آدمی ضرورت کے وقت لاسکتے تھے - شام کی زبان مین اسکے نام ہی سے اسکی مضبوطی معلوم ہوتی ہے - جسکے معنی محفوظ برج کے ہین اس شہر کے حملہ کے لیے حضرت ابو عبیدہ نے سرجیل بن حسنہ کو دس ہزار سوارون کے ساتھ روانہ کیا - انکے پہونچنے پر رومنس شہر کا حاکم بلا لحاظ جگہ کی مضبوطی اور سپاہیون کی دلیری کے خراج گذاری قبول کرنا - کیونکہ مسلمانون کے واقعات اور دلیری سنکے اسکی ہمت ٹوٹ گئی تھی لیکن اسکے آدمیون نے جو نہایت قوی دل تھے لڑنے پر آمادہ کیا -

حضرت سرجیل نے جب شہر کے قریب پہونچے اللہ تعالی سے فتحیابی کی دعا کی کہ توحید قائم ہو اور مخالفین منتشر ہون - انکی دعا دیر مین قبول ہوتی نظر آئی - کیونکہ لشکر کے بعد لشکر شہر بصری کے دروازے سے نکلے اور مسلمانون پر ہر طرف سے حملہ آور ہوئے - اور انکو منتشر کر ڈالا - اور بڑی خونریزی کی - بہت بڑی جماعت سے

گھر جانیکے باعث قریب تھا کہ سرجیل کو واپسی کا حکم دین - کہ ایک بڑے غبار کے ظاہر ہونے سے معلوم ہوا کہ دوسرا لشکر آتا ہی -

فریقین کچھ عرصہ تک متامل رہے - لیکن اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی اور خالد بن الولید کا چیل والا جھنڈا غبار مین دکھائی دیا - خالد بن الولید معہ اپنے سواروں کے میدان جنگ مین غبار مین لپٹے ہوئے آپہونچے - اپنی معمولی بہادری کے ساتھ دشمنون پر حملہ کیا اور انکو شہر کے اندر ہٹا دیا - اور اپنا جھنڈا زیر دیوار شہر نصب کیا لڑائی ختم ہونے سے سرجیل نے اپنے قدیم دوست خالد کے تبدیل گیر ہونا چاہا لیکن انھون نے ملامت کی - کہ تمکو کیا تخبط ہوا تھا کہ اتنے قلیل آدمیون سے ایسے مضبوط قلعہ پر دھاوا کیا تھا جو اسقدر اسباب جنگ اور فوج سے مہیا ہی سرجیل نے کہا کہ مین نے یہ کام اپنی راے سے نہین کیا - بلکہ ابو عبیدہ کے حکم سے کیا - خالد نے کہا کہ ابو عبیدہ لائق آدمی ہین لیکن لڑائی کا حال بہت کم جانتے ہین - شام کی فوج نے فرق دونون سردارون مین دریافت کرلیا - خالد کی سیاہ بسبب ماندگی راہ کے اور لڑائی کے سویرے کھانا کھا کر زمین پر سو رہی - لیکن خالد نہ سوئے - بلکہ نئے دوسرے گھوڑے پر سوار ہوکر رات بھر شہر اور خیمہ کے گرد پھرے - اس خیال سے کہ مبادا دشمن شب خون نہ مارین صبح ہوتے ہی انھون نے لشکر کو نماز کے واسطے اٹھایا - بعضون نے وضو کیا اور بعض نے تیمم - خالد بن الولید نے صبح کی نماز پڑھائی تب ہر شخص نے ہتھیار لیا اور گھوڑے کی طرف بڑھے - کیونکہ بصری کے دروازے سے دشمن نکلتے ہوئے نظر آئے خالد کی آنکھین انکو میدان جنگ مین کودتے دیکھکر چمکین اور انھون نے کہا کہ کفار ہمکو سفر زدہ اور تھکا ہوا سمجھتے ہین لیکن انشاء اللہ وہ گھبرا جاوینگے لڑائی کے واسطے آگے بڑھو - کیونکہ اللہ کی رحمت میرے ساتھ ہی -

جب فوج ایک دوسرے کے قریب پہونچ گئی - رومنس سوار ہو کر آگے بڑھا اور مسلمان سردار سے اکیلے لڑائی چاہی - خالد مقابلے کے لیے آگے بڑھے رومنس نے بجائے سیدھا کرنے اپنے نیزے کے صلح کی گفتگو شروع کی - اُنہوں نے اظہار کیا کہ ہم دل سے مسلمان ہین - اور اپنے آدمیون کو خراج گذاری کی ترغیب دیتے ہین - اُسنے اسلام قبول کرنے کا وعدہ کیا - اور واپس جاکر شہر کو بشرط حفاظت جان و مال اور آزادی کے مطیع کرانیکا عہد کیا -

خالد نے شرائط قبول کیے لیکن کہا کہ ہلکے زخم لگالو - تاکہ اہل شہر کو آمیزش کا گمان نہ ہو رومنس راضی ہوا اور کچھ نشان ہتھیار سے بنا لینا چاہا - لیکن خالد نے اپنے سخت ہاتھون سے ایسا مارا کہ اگر ضرب دھار کی جانب سے ہوتا تو دو آدھے کر دیتا - رومنس نے کہا آہستہ سے - اسی کو تم خنگ زرگری کہتے ہو - یا تم ہمکو مار ڈالنا چاہتے ہو -

خالد نے کہا نہین نہین لیکن زخم ایسا تو ہو کہ سچا معلوم ہو -

رومنس گرکر - کچلا کر - اور زخمی ہو کر خوشی سے اپنی جان لیکر اپنی فوج مین واپس آیا اُسنے خالد کی طاقت کی نہایت تعریف کی اور اہل شہر کو اطاعت اور صلح کا مشورہ دیا - لیکن اُنھون نے اُسکی بزدلی پر ملامت کی اور سرداری سے معطل کر کے اُسکو گھر مین قید کیا - اور اُس سردار کو اپنا افسر بنایا جو رومی تائیدی فوج ہرقل کے ساتھ آیا تھا -

یہ نیا حاکم اپنے لشکر کے آگے بڑھا - اور خالد کو لڑائی کے واسطے آواز دی - عبدالرحمان خلیفہ وقت کے بیٹے جو ہونہار جوان تھے - خالد سے دشمن کے مقابلے کے لیے اجازت چاہی - اُنکی التجا قبول ہوئی - وہ خوب ہتھیار بند ہو کر مقابلے کے واسطے سوار ہوئے - لڑائی تھوڑی دیر رہی - رومی حاکم نے اُس جوان کی صورت

اُنکی گفتگو۔ اور ہتھیار بندی دیکھکر خوف کھایا۔ پہلے ہی زخم مین اُسکے ہوش جاتے رہے۔ اور گھوڑے کی باگ موڑا اور بھاگنا چاہا۔ اُسکا گھوڑا نہایت تیز تھا۔ وہ بھاگنے مین کامیاب ہوکر اپنے لشکر مین آپہونچا۔ لیکن تیز جوان (عبدالرحمن) نے اُسکا پیچھا کیا۔ اور دہنے بائین تلوار سے کاٹتے ہوئے گھس پڑے۔

خالد اُنکی بہادری سے خوش ہوئے لیکن اس خطرناک حالت مین عام حملہ کا حکم دیا لڑو۔ لڑو بہشت ہے۔ یہ صدا بلند ہوئی۔ گھوڑے پر گھوڑا آدمی پر آدمی گرا۔ اس سخت لڑائی کو شہر پناہ کی دیوار کی اوپر سے اہل شہر نے دیکھا اور شہر مین خوف پھیل گیا۔ عیسائی گرجون مین گھنٹیان بجنے لگین۔ عورتون اور لڑکون کے رونے اور عابدون کے دعا کی آواز ہر گلی مین شہر کے بلند ہوئی۔ مسلمان بھی لڑائی کے ساتھ دعا کرتے جاتے تھے۔ آخرش بُصریٰ کا لشکر بھاگا۔ اور شہر کے دروازے مین شکست خوردہ اور تباہ لوگ واپس گئے۔ ہرگاہ وہ تھکے ہوئے اور خوف زدہ اپنے قلعون مین داخل ہوئے۔ قلعہ کی دیوار پر جھنڈا اُڑایا گیا۔ اور بادشاہ ہرقل قیصر روم کے پاس مدد کے واسطے قاصد بھیجے گئے۔

رات ہوجانے سے لڑائی کا تماشا بند ہوگیا۔ زخمیون کی کراہ عورتون اور لڑکون کی فریاد شہر بُصریٰ کے ہر گلی مین سُنی جاتی تھی۔ اور سنتری عرب کے خیمون کے گرد پہرا دیتے تھے۔

شہر پناہ کے دروازے کے محاذی مین عبدالرحمن بھی خیمہ زن تھے رات کو شہر کی دیوار کے سایہ مین گھومتے وقت اُنھون نے ایک شخص کو نکلتے ہوئے دیکھا۔ جو لباس فاخرہ پہنے تھا۔ جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ کوئی معزز آدمی ہے۔

عبدالرحمن نے اپنا نیزہ اُسکے سینہ کی طرف بڑھایا۔ لیکن اُسنے اظہار کیا کہ ہم

رومنس ہین اور خالد بن الولید کے پاس جانا چاہتے ہین۔ خالد کے خیمہ مین داخل ہوکر اُسنے بیان کیا۔ کہ اہل شہر نے اُسکے ساتھ بدسلوکی کی۔ اور اسکا بدلا اُنکو ملا۔ اہل شہر نے رومنس کو اُسکے گھر مین قید کیا تھا۔ لیکن وہ گھر شہر پناہ سے ملا ہوا تھا۔ اُسنے اپنے بیٹون اور نوکرون سے شہر پناہ مین سوراخ کرایا جسمین سے ہوکر وہ نکل آیا۔ اور جسکے ذریعہ سے چند مسلمان سپاہیون کو داخل کرانا چاہا۔ کہ شہر کا دروازہ کھول سکین۔

رومنس کی التجا قبول ہوئی۔ اور عبدالرحمن کو اس خوفناک کارروائی کا تعلق دیا گیا۔ اُنھون نے ایک سو چنے ہوئے آدمی کو اپنے ساتھ لیے۔ اور رومنس کے ساتھ رات ہی کو اُس دیوار کے سوراخ سے رومنس کے مکان مین داخل ہوے یہان اُنھون نے کچھ غذا کی۔ اور اپنا لباس بدل کر قلعہ کے سپاہیون کا لباس پہنا عبدالرحمن نے پچیس پچیس آدمیون کا چار گروہ بنایا۔ تین گروہون کو متفرق سمت مین روانہ کیا۔ کہ خموش چھپے رہین۔ یہان تک کہ اللہ اکبر کی آواز سنین۔ تب اُنھون نے رومنس سے اُس حاکم کے رہنے کی جگہ دریافت کی جو اُنکے مقابلہ سے لڑائی کے وقت بھاگا تھا تب وہ اپنے پچیس ہمراہیون کے ساتھ رومنس کی رہنمائی سے ایک کوچہ مین داخل ہوے۔ اکثر بدنصیب باشندے بیخبر کے سو رہے تھے۔ لیکن کبھی کبھی زخمیون کی کراہ اور عورتون کی رونے کی آواز سُنی جاتی تھی۔ محلہ کے دروازے پر پہنچ کر اُنھون نے دروازے کے محافظ کو تعجب مین ڈالا کہ اُسنے سمجھا کہ وہ ہمت ہین اور رومی حاکم کے دروازے تک پہنچ گئے۔ رومنس پہلے داخل ہوا۔ اور اُسنے آواز دی کہ تمھارا دوست آیا ہے۔ رومی حاکم نے پوچھا کہ ایسی رات مین اسوقت کون دوست آیا ہے۔ رومنس نے خوشی سے جواب دیا کہ تمھارا دوست عبدالرحمن آیا ہے کہ تمکو جسم و صل کرے

وہ رومی حاکم بھاگ چلا کہ عبدالرحمن نے کہا کہ دوبارہ ہم سے کہان بھاگتا ہی اور ایک ہاتھ مین دو ٹکڑے کر ڈالا۔ تب انھون نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی اُنکے ساتھیون نے بھی دروازے پر یہی صدا پکاری۔ اور دوسرے لوگ جو متفرق سمت مین تھے اُنھون نے بھی یہی پکارا اور شہر پناہ کے دروازے کھول دیے گئے خالد بن الولید اور سر جبیل کا لشکر گھس پڑا۔ اور تمام شہر مین اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی۔ شہر کے باشندے نیند سے چونک پڑے اور دوڑے کہ اس صدا کے معنی دریافت کرین۔ لیکن اپنے دروازے ہی پر قتل کیے گئے۔ سخت خونریزی ہوئی۔ یہان تک کہ امن کی صدا بلند ہوئی۔ تب خالد بن الولید نے اسلام کے قاعدے کے موافق پناہ دی۔ بعد دور ہونے انتشار کے شہر کے باشندون نے شہر مین داخل ہونے کا حال دریافت کیا۔

خالد بن الولید نے رومنس کا حال اظہار کرنے مین تامل کیا لیکن اُسنے خود ہی بیان کیا کہ مین نے تُمسے بدلا لیا ہی۔ اور مین نے تمکو اس دنیا مین اور اس جہان مین چھوڑا مین نے اُس سے انکار کیا جو صلیب پر چڑھایا گیا۔ اور جو اُسکے پوجنے والے ہین اُس سے بھی۔ مین اسلام کو از روے مذہب کے پسند کرتا ہون۔ کعبہ کو قبلہ اور مسلمانون کو بھائی مانتا ہون اور محمد صلعم کو رسول۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ اسطرح سے پہلے مذہب کو چھوڑکر اور نئے مذہب مین در آکر اُسنے بصری کو چھوڑا۔ اور خالد نے اُسکو غنیمت کا محافظ مقرر کیا۔

فصل پانچوین

بصری کے قبضہ ہوجانے سے مسلمانون کی جرأت اور بھی بڑھ گئی اور خالد بن الولید نے دمشق کی فتحیابی کا ارادہ کیا۔ یہ مشہور اور خوبصورت جگہ کہ مشرقی طرف کا نہایت مرصع اور بڑا شہر تھا۔ اور قدیم زمانہ مین بھی شہرت رکھتا تھا نہایت

شاداب اور زرخیز زمین مین واقع تھا جسمین اشجار اور باغات بہت تھے اور اسکے
مین کوہ لبنان کے پہاڑون سے گھرا ہوا تھا - ایک دریا جسکا نام کرائی
سورد اہی یعنی سونے کا دریا اس میدان مین جاری ہے - اور نہرون اور چشمون
اور چشمون کو اس شہر کے شاداب کرتا ہے -

اس جگہ کی تجارت سے یہان کی زرخیزی ظاہر ہوتی ہے - اور تجارت کا کاروبار
شراب اور ریشم اور اون اور سوکھے میوے اور شمش اور انجیر اور بے نظیر گلاب اور
خوشبو چیزون مین ہوتا تھا - باغات خوشبو پھولون سے بھرے ہوئے تھے اور
دمشق کا گلاب اب بھی دنیا مین مشہور ہے - یہ ایک ایسا شہر تھا کہ نایاب شہرون مین
شمار کیا جاتا تھا جسمین قدیم عیش کے سامان موجود تھے - ایک مسافر کا بیان ہے کہ
یہان کے ترنج کوسون تک شہر کے گرد ہوا کو معطر کرتے ہین - اور یہان انجیر کے
درخت بہت بڑے مقدار کے ہوتے ہین - یہان انار اور نارنگی بھی بہت کثرت سے
ہوتی ہین - اور پانی کے دھارے ہر طرف بہتے ہین - جہان جائیے وہان پانی کا پرشور
چشمہ یا پرجوش دھارا ہے - اور جسطرف جائیے وہان ایک سبزہ زار سے دوسرے سبزہ زار
مین کشتی یا چھوٹے چھوٹے پل سے عبور کرنا ہوتا ہے -

اسی شہر مین اس ریشمی چیز کی ایجاد ہوئی جسکو دمشق کہتے ہین - اور وہ اسی نام
سے مشہور ہے - اور تلوار اور تیغ یہان کی لاثانی صفت کی وجہ سے ضرب المثل ہے -

جب خالد نے اس بڑے معرکہ کا قصد کیا تو انکے پاس پندرہ سو گھوڑ سوار جو
عراق سے ساتھ آئے موجود تھے - علاوہ اسکے وہ لشکر بھی تھا جو سرجیل کے تحت
مین تھا - چونکہ اب خالد بن الولید کو شام کے لشکرون کی حکومت عام ملی تھی -
اسلیے انھون نے ابو عبیدہ کو لکھا کہ اپنے سینتیس ہزار آدمیون کے ساتھ دمشق
کی طرف آئیے - چنانچہ وہ آئے -

اہل عرب جو بیابان کے عادی تھے نہایت تعجب سے دمشق کی زرخیز زمین کو دیکھتے تھے وہ دریا کے کناروں سے درمیان باغات اور خوشبو میدانوں کے گذرے انکو ایسا معلوم ہوا کہ گویا وہ بہشت موعود مین پہونچ گئے۔ اور جسوقت انھون نے دمشق کے میدانون اور مینارون اور برجون کو دیکھا۔ خوشی کی آواز بلند کی۔

اسوقت قیصر ہرقل انطاکیہ مین جو شام کا دار السلطنت تھا موجود تھا جب اسکو عربون کی دمشق پر حملہ آوری کا حال معلوم ہوا۔ اسنے خالد کے لشکر کو صرف معمولی لوٹیرون کی جماعت سمجھا۔ اور شہر کی حفاظت کا چندان خیال نہین کیا۔ کہ یہ شہر اپنی مضبوطی اور لشکر کی کثرت کے واسطے مشہور تھا۔ اسنے اسلیے ایک افسر کو جسکا نام کیلوس تھا پانچہزار آدمیون کے ساتھ شہر کی مدد کے واسطے روانہ کیا راہ سے گذرنے مین کیلوس نے آدمیون کو قلعون اور برجون مین بھاگتے دیکھا جب وہ بعلبک پہونچا کچھ عورتین جنکے بال پریشان تھے باتین کرتی ہوئی آگے آئین۔ انھون نے کہا افسوس عربون نے ملک کو لے لیا۔ اور کوئی انکا مقابلہ نہ کرسکا۔ عراقہ۔ سکنہ۔ تدمر۔ اور بصریٰ انکے قبضہ مین در آیا۔ اب دمشق کو کون بچائیگا۔ کیلوس حملہ آور کے لشکر کی تعداد دریافت کی۔ وہ صرف خالد بن الولید کے لشکر کی تعداد جانتے تھے۔ اور کہا کہ پندرہ سو گھوڑسوار ہین۔ کیلوس نے خوش ہوکر کہا کہ بہت بہتر۔ ہم چند روز مین خالد کے سر کو واپس لاوینگے۔ وہ قبل پہونچنے مسلمانون کے لشکر کے دمشق پہنچ گیا۔ اسنے اپنی حکومت کا فخر کرکے عزرائیل کو کہ پہلا حاکم قابل سپاہی اور مردِ عزیز تھا نکال دیا۔ اسپر مین اختلاف ہونے لگا۔ اور دمشق مین مقابلے کی تیاری ہونے کے بدلے خانہ جنگی شروع ہوئی اس اختلاف مین خالد بن الولید کا لشکر تعدادی چالیس ہزار آدمیون کا میدان مین دکھائی دیا۔ اس خطرناک حالت مین اُن لوگون نے نزاع کو دور کیا۔ اور دونون

حاکم قلعہ کے لشکر کے ساتھ حملہ آورون کے مقابلے کے واسطے آمادہ ہوئے۔ فریقین کے لشکر صف آرا ہوے۔ خالدؓ بن الولید مسلمانون کے لشکر کے آگے تھے۔ اور اُنکے بھائی ضرار بن الازور اُنکے نبل بن تھے۔ یہ عمدہ عربی گھوڑے پر سوار تھے۔ اور ہاتھ مین برچھا لیے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اچھے سپاہی ہین۔ خالدؓ نے اُنکے کام کو نمایان کرنا چاہا۔ اسلیے کچھ گھوڑسوارون کے ساتھ دشمن کی قوت دریافت کرنے کو روانہ کیا۔ اور کہلا بھیجا کہ ضرار یہ وقت مردانگی دکھانے کا ہے اور اپنے باپ اور دوسرے شجاعان اسلام کی مثال ظاہر کرنے کا حق بات مین سبقت کرنا اور اللہ تعالیٰ تمھاری مدد کریگا۔

ضرارؓ بن الازور نے اپنا نیزہ سیدھا کیا اور اپنی تھوڑی جماعت کے ساتھ دشمنون کی بھیڑ مین گھس پڑے۔ پہلے ہی حملے مین چار سوارون کو گرایا تب پیادون پر آپڑے اور چھ آدمی کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالا۔ اور بہتون کو پامال کیا۔ اور دشمنون مین بڑی اُمنگ ڈالی۔ عیسائیون نے بہت بڑی تعداد سے رومی قواعد کے ساتھ مقابلہ کیا۔ ضرارؓ نے تعداد کی زیادتی دیکھکر قاعدہ کے ساتھ واپس آنے مین عرب کی شہامت ظاہر کردی۔ مسلمانون کے لشکر مین اُنکے بخیریت واپس آنے مین بڑی خوشی پیدا ہوئی عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے بھی بڑی بہادری ظاہر کی لیکن اُنکے رسالہ کے مقابلہ کو ایک پیادون کا لشکر آیا۔ جنکے پاس بڑے بڑے بھالے تھے اور تھیر اور ڈھیلون نے دور سے سوار اور گھوڑون کو زخمی کیا۔ وہ بھی حملہ آور خونریزی کرکے واپس آئے۔ خالدؓ نے بھی اپنے دوستون کی طرح بہادری دکھانا چاہی۔ اور دشمنون کے مقابلہ مین پہونچکر فراہ الرائی کا آوازہ دیا۔ دونون عیسائی حکام کے درمیان حد کی کارروائی جاری تھی۔ عزرائیل نے کیلوس کو کہا کہ تم شہر کی حفاظت کے واسطے بھیجے گئے ہو۔ جاؤ اور لڑو

کیلوس کا فخر کرنا ختم ہو چکا تھا۔ اور اُسکا قصد ایسے دشمن سے لڑنے کا نہ تھا لیکن غرور کے باعث انکار بھی نہ کر سکا۔ وہ شکستہ خاطر مقابلے کو آیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے لشکر کو بھاگ چلا۔ لیکن خالدؓ اُسکے لشکر اور اُسکے درمیان میں آگئے۔ تب وہ ناامیدی کے ساتھ لڑا۔ اور لڑائی سخت ہوئی۔ یہاں تک کہ کیلوس نے اپنی زرہ سے خون بہتا دیکھا۔ یہ دیکھکر اُسکا دل چھوٹ گیا۔ اور ضعیف آگیا۔ تب وہ صرف حملہ کو روکتا رہا۔ خالدؓ بن الولید یہ دیکھکر اُسکے قریب پہونچ گئے۔ اُسکا نیزہ بائیں ہاتھ میں لیا۔ اور داہنے ہاتھ سے پکڑ کر زین سے کھینچ لیا۔ اور اُسکو مقید کر کے اسلام کے لشکر میں لائے۔ مسلمانوں نے خوشی کی شادیانہ بجائی۔

پھر دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر خالدؓ بن الولید نے لڑائی کی تیاری کی ضرارؓ نے کہا اے دوست کھڑے رہو۔ کسی قدر آرام کرلو۔ اور اب تمھاری جگہ پر میں جاتا ہوں۔ خالدؓ نے کہا اے ضرارؓ جو آج محنت کریگا کل آرام پاویگا بہشت میں بہت آرام ملیگا۔

جب میدان جنگ میں جاتے تھے کیلوس نے کہا کہ کچھ سُن لو اور روئیس متراجم ہوا اُسنے کہا کہ عزرائیل حاکم سابق کے مطیع کرنے کی خوب کوشش کیجیے۔ جسکے مرنے سے فتحیابی حاصل ہوگی۔

خالدؓ بن الولید اپنے دشمن سے بھی مشورہ لیتے تھے۔ خاص کر جب وہ خود مشورہ دے تب وہ سامنے آئے۔ اور عزرائیل کا نام لیکر مقابلے کے واسطے طلب کیا۔ وہ فوراً حاضر ہوا۔ خوب مرصع اور ہتھیار بند تھا۔ خالدؓ نے پوچھا کیا تمھارا نام عزرائیل ہے۔ اُسنے کہا ہمارا نام عزرائیل ہے۔ خالدؓ نے کہا قسم اللہ کی تمھارا ہمنام تمھاری روح قبض کرنے کو کھڑا ہے۔ انھوں نے لڑائی شروع کی عزرائیل

نہایت تیز گھوڑے پر سوار تھا۔ مجبور ہو کر اُسنے عرب کے طریق پر مکر کرنا چاہا۔ اور باگ گھوڑے کی چھوڑ دی جس سے معلوم ہو کہ بھاگا جاتا ہے۔ اپنے دشمن سے دور آگرا اور گھوڑے کو تھکا کر وہ پھر پھرا اور خالدؓ پر حملہ آور ہوا۔ خالدؓ اس مکر کو سمجھ گئے۔ اور وہ جب نزدیک آیا گھوڑے سے آہستہ اُتر پڑے اور دشمن کے گھوڑے کے پاؤں غین ایسا مارا کہ وہ گر پڑا اور سوار کو قید کر لیا۔ خالدؓ بن الولید میں بوجہ سخت بہادری کے کافروں پر رحم نہ تھا۔ اُنھوں نے عزرائیل کی بہادری کی تعریف کی لیکن اُسکے کفر سے متنفر تھے۔ اُنھوں نے دونوں کیلوس اور عزرائیل کو مقابل کیا۔ اور اسلام قبول کرنے کو کہا۔ انکار کرنے پر دونوں کا سر کاٹ لیا گیا۔ اور شہر کی دیوار پر اہل شہر کے ڈرانے کو پھینکا گیا۔

فصل چھٹی

دمشق کا محاصرہ بڑی کوشش کے ساتھ جاری رہا۔ شہر کے باشندے اپنے دونوں حکام کے ضائع ہونے سے بڑی مشکل میں تھے اور گھبرا گئے تھے۔ اور قلعہ کا لشکر روز بروز کم ہوتا گیا۔ کیونکہ بڑے بڑے دلیر اس لڑائی میں مارے گئے۔ آخر شہ سپاہیوں نے حملہ کرنا چھوڑ دیا۔ خالدؓ بن الولید مع آدھے لشکر کے پورب طرف شہر پناہ کی دیوار کے قریب آ گئے۔ ہرگاہ دوسرے آدھے لشکر کے ساتھ ابو عبیدہ پچھم کی جانب رہے۔ باشندوں نے خالدؓ کو ہزار اشرفی اور دو سو دمشق کی عبا کی لالچ دی کہ وہ اپنا محاصرہ اُٹھا لیویں۔ لیکن اُنھوں نے جواب دیا کہ اسلام لاؤ یا جزیہ دو۔ جب کہ عرب اس طرح شہر کے گرد محاصرہ کیے پڑے تھے ایک نہایت خوشی کی آواز شہر کے اندر سے سُنی گئی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ اُنکو خبر ملی ہے۔ کہ بہت بڑا لشکر اُنکی خلاصی کے لیے آ رہا ہے۔ فی الحقیقت محصورین نے ایک رات کو ایک شخص کو دیوار سے اُتار دیا تھا اور اپنی خطرناک حالت کی خبر قیصر ہرقل کو جو انطاکیہ میں تھا کہلا بھیجی تھی اور مدد کی

التجا کی تھی - ہرقل اس مرتبہ اصلی حالت سے مطلع ہوا - اور ایک لاکھ آدمی وردان کے تحت مین کہ حمص کا سردار اور نہایت تجربہ کار جرنیل تھا روانہ کیا -

خالد بن الولید دشمن کے مقابلہ کے واسطے فوراً ہی روانہ ہوئے - کیونکہ یہ خیال ہوا کہ اتنا بڑا لشکر اکھٹا نہین آتا ہوگا - اور جدا جدا شکست کھا سکیگا لیکن یرموک ابو عبیدہ نے مشورہ دیا - کہ محاصرہ جاری رہے - اور کوئی لائق افسر کسی قدر لشکر کے ساتھ روانہ کیا جاے - کہ بڑھتے ہوے لشکر کو روکے - اُنکا مشورہ اختیار کیا گیا - اور ضرار اس کام کے واسطے چنے گئے وہ دلیر افسر کتنے ہی مختصر لشکر کے ساتھ دشمن پر حملہ آوری کے لیے آمادہ تھے - لیکن خالد نے اُنکو نصیحت کی کہ ہم لوگ اسلام کے واسطے لڑتے ہین نہ یہ کہ اپنے کو ہلاکت مین ڈالین - اُنھون نے اسلیے ایک ہزار گھوڑے سوار چنے کہ دشمن کے بازو کو بڑھنے سے روکین - ضرار کے جلد باز ساتھی بہت جلد وردان کے لشکر عظیم کے مقابل مین آگئے - جو آہستہ آہستہ آتا تھا - وہ فقط دشمن کے ڈرانے کے لیے بھیجے گئے تھے - لیکن ضرار کی بہادری نے جوش مارا - اور اُنھون نے قسم کھائی کہ بغیر سخت لڑائی کے ایک قدم پیچھے نہ ہٹینگے - اُنکی مدد مین رفیع ابن عمیرہ بھی تھے جنھون نے کہا کہ تھوڑے مسلمان کافرون کے بڑے لشکر کو شکست دینے کو کافی ہین لڑائی کی آواز دی گئی - ضرار نے چنے ہوے آدمیون کے دشمن کے وسط پر حملہ کیا - اور تلاش مین تھے کہ افسر لشکر کو گرفتار کرین جسکو محافظین سے گھرا ہوا دیکھا - ایک حملہ مین اُنھون نے اُس افسر کے دہنے بازو کے آدمی کو مار ڈالا - اور تب نشان والے کو کسی شخص ضرار کے پیروان سے جھنڈا لینے کو بڑھے - یہ ایک صلیب تھا کہ جواہرات سے مرصع تھا - اُسکے لینے کو جو بڑھتا مارا جاتا - آخر ش مسلمانون نے کامیابی کے ساتھ اُسکو لے لیا لیکن ضرار کو ایک زخم وردان کے بیٹے کے نیزے کا لگا - اسپر اُنھون نے پھر کر اپنا نیزہ اُس جوان کے بدن پر مارا لیکن کھینچنے مین نیزے کا

لوہا ٹوٹ گیا۔ اور وہ اسطرح سے بے ہتھیار ہوگئے کچھ عرصہ تک ضرار نے صرف نیزہ سے روکا لیکن جب بہت دشمن اُنپر ٹوٹ پڑے تو گرفتار ہوگئے۔ مسلمان اُنکے خلاصی کے واسطے نہایت دلیری سے لڑے۔ لیکن بیکار تھا۔ کفار اُنکو میدان جنگ سے لے بھاگے مسلمانون کے پانون اُکھڑ جانے لیکن رفیع نے پکارا کہ جو بھاگیگا وہ اللہ اور اسکے رسول سے بھاگتا ہے۔ اگرچہ تمھارا سردار تم مین نہ ہا لیکن اللہ زندہ ہے اور تمھارے کامون کو دیکھتا ہے۔

رفیع نے دشمن پر پھر بھی حملہ کیا۔ اور اپنی جگہ پر قائم تھے۔ لیکن وہ دن اُنکے خلاف تھا۔ اُنپر دس گونہ آدمی حملہ آور تھے۔ اور شاید سب مارے جاتے۔ اگر ایسی مشکل وقت مین خالد اپنے اکثر لشکر کے ساتھ نہ آپہونچتے۔ جنکے پاس ایک تیز گھوڑے سوار ضرار کی گرفتاری کی خبر لیکر گیا تھا۔

اس خبر کے سُننے سے بھی خالد صلح کی گفتگو مین مصروف نہوئے بلکہ دشمن کے جھنڈ مین گھس پڑے۔ جہان پر بہت جھنڈے دیکھے سمجھے کہ شاید ضرار قید مین وہین ہون۔ لیکن جسطرف گئے اُس طرف راہ کی مگر ضرار کو نہ پایا۔ آخرش ایک قیدی نے خبر دی کہ وہ حمص بھیجے گئے۔ خالد نے فوراً رفیع ابن عمیرہ کو ایکسو سوارون کے ساتھ روانہ کیا۔ اُنھون نے فوراً مخاطین کو پالیا۔ اُنپر حملہ کیا۔ اور اکثر کو مار ڈالا۔ اور بقیہ ضرار کو چھوڑ کر بھاگے۔

اُسوقت تک کہ رفیع اور ضرار اسلام کے لشکر سے آملے۔ خالد نے کل رومان کے لشکر کو شکست دی۔ اس طرح ایک لاکھ آدمیون نے اپنے تیسرے حصے سے کم سے شکست اُٹھائی۔ ہزارون مفروری مارے گئے۔ اور بیحساب غنیمت اور خزانہ اور ہتھیار اور اسباب اور گھوڑے فتحیاب مسلمانون کے ہاتھ آئے۔ خالد مع لشکر دمشق کے محاصرہ کو پھر واپس آئے۔

فصل ساتوین

وردان اور اُسکے قوی لشکر کی شکست کی خبر سُنکر قیصر ہرقل اپنے انطاکیہ کے محل مین ملک شام کے استحفاظ کی نسبت کانپ گیا۔ فوراً ہی ایک دوسرا لشکر ستر ہزار آدمی کا قائم کیا۔ اور پھر وردان کے تحت مین اجنادائن کی طرف واسطے خلاصی دمشق کے روانہ کیا۔ کہ عربون پر حملہ آور ہون کہ اُنکی تعداد ان لڑائیون مین کم ہوئی ہوگی۔

خالد نے ابوعبیدہ سے مشورہ کیا کہ اس طوفان سے بچنے کے لیے کیا کرنا چاہیے یہ راے قرار پائی کہ دمشق کا محاصرہ اُٹھا لیا جاے اور دشمنون سے اجنادائن مین مقابلہ کیا جاے۔ خالد کو اپنا لشکر ناکامی معلوم ہوا۔ اسلیے اپنے ماتحت جرنیلون کے پاس خطوط لکھے کہ فوراً چلے آوین۔ خط کا مضمون درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم من جانب خالد بن الولید بنام عمرو بن العاص۔ اما بعد برادران اسلام ہم ستر ہزار یونانی و رومی کے مقابلے کو جاتے ہین کہ وہ اجنادائن مین ہین۔ تم بھی مع اپنے لشکر کے وہین آؤ۔ اور ہمکو وہان پاوگے۔ یہ پیغام بھیجکر اُنھون نے اپنا خیمہ اُکھاڑا اور دمشق کا محاصرہ اٹھا کر اجنادائن کو روانہ ہوئے۔ خالد ابوعبیدہ کو آگے روانہ کرتے لیکن انھون نے یہ کہکر کہ آپ سردار ہین۔ یہ جگہ آپ کو زیبا ہے۔ انکار کیا۔ اور لشکر کے پیچھے جہان آپ اور عورتین تھین رہنا قبول کیا۔

جب دمشق کے قلعہ کے لشکر نے دیکھا کہ اُنکے دشمن واپس جاتے ہین۔ اُنھون نے زیر حکومت دونون بھائی اور رئیس پیٹر اور پال کے حملہ کیا۔ پیٹر کے ساتھ دس ہزار پیادہ تھے اور پال کے ساتھ چھ ہزار سوار۔ پال مسلمانون کے پچھلے لشکر پر آپڑا۔ اور درمیان مین گھس کر اکثر کو مارا اور مال لوٹ ڈالا

ہرگا پیٹیر نے اپنے پیادون کے ساتھ خیمے اور اسباب کو لوٹا - اور عورتون کو قید کر لیا
اور دمشق کو واپس آیا - جب یہ خبر خالد کو آگے ملی - انھون نے ضرار
و عبدالرحمن و ربیع ابن عمیرہ کو دو دو سو سوارون کے ساتھ روانہ کیا - اور خود
اصل لشکر کے ساتھ آئے - ضرار اور انکے ساتھیون کے آنے سے لڑائی کی حالت
بدل گئی - پال اور اسکے ساتھی قتل کے ساتھ شکست دیے گئے - ایسا کہ چھ ہزار
سوار دشمن سے بہت کم دمشق کو واپس پہونچے اور پال گھوڑے سے گر کر بھاگنا
چاہتا تھا کہ گرفتار ہوگیا - لیکن کامیاب مسلمانون کی خوشی یہ سنکر کہ انکی عورتین
انکے ہاتھ مین گرفتار ہین جاتی رہی اور ضرار یہ سنکر اور بھی مغموم ہوے کہ انکی بن
قائلہ بھی گرفتار ہوگئین ہین - اس عرصہ مین پیٹر اور اسکا لشکر بہ سباب غنیمت
دمشق کے واپس جانے مین درخت کے سایہ مین ٹھہر گئے - اور تازگی لینے لگے
قائلہ غنیمہ کے پیٹر کے حصے مین بیٹین تقسیم کر دیا کہ وہ لوگ اپنے اپنے خیمون مین
پہونچے اور عورتون کو اسباب کے پاس چھوڑ دیا -

قائلہ نہایت لائق اور دلیر شکل اپنے بھائی کے تحسین - بجاے رونے کے انھون نے
اپنے ساتھیون کو ملامت کی - انھون نے کہا ہم شجاعان عرب کی بیٹی اور محمد صلعم
کی امت ہوکر ان جنگلی بت پرستون کی اطاعت کیون کرین ہمکو بہت جلد مرنا چاہیے
انکے ساتھیون مین حمضہ قوم کی اور حمیاز قوم کی عورتین بھی تھین جو بچپن سے
گھوڑے پر چڑھنے اور نیزہ لگانے کی عادی ہوتی ہین - انکو قائلہ کے اس کلام سے
جرأت ہوئی - انھون نے کہا ہم کیا کر سکتے ہین ہمارے پاس نہ نیزہ ہے نہ تلوار -
قائلہ نے کہا ہم لوگ خیمہ کے بانس سے ہتھیار بند ہون اور اپنی حفاظت کرین -
یہان تک کہ ہلاک ہوجاوین - اللہ ہمکو بچاوے - ورنہ مرجانا بہتر ہے کہ آرام سے رہنگے
اور کوئی دھبا ہمارے ملک پر نہ آویگا - انکی تائید ایک قوی عورت نے بھی جسکا نام

عفیفہ تھا کی - اس امر کی آخرش سبھون نے تعمیل کی اور خیمہ کے بانس سے ہتھیار بند ہوئین - اور قبائلہ نے سبکو ایک دوسرے سے بغلگیر کرکے دائرے کی شکل مین قائم کیا انھون نے کہا مضبوطی سے کھڑی رہو اور جب یکہ اپنے درمیان مین مست آنے دو اپنے حملہ آور کا وار روکو اور اُنکے سر پر مارو - اس درمیان مین ایک یونانی سپاہی جو قریب آیا اُسکو قبائلہ نے ایسا مارا کہ اُسکا سر پھٹ گیا - اور گر پڑا - مشورہ ہونے سے خیمہ والے نکل پڑے اور اُنھون نے عورتون کو گھیر لیا اور اُنپر نرمی سے غالب آنا چاہا - لیکن جو شخص اُنکی ضرب کے اندر پہونچتا وہ مارا اٹھاتا - کفارون نے بہت سمجھایا لیکن عورتون نے ایک نہ سُنا - تب پیٹر نے اپنے سپاہیون کو تلوار لینے کا حکم دیا - اور عورتون کی جماعت فوراً قتل ہو جاتی لیکن خالد اور ضرار کو اپنے رسالے کی پشت پر آتے دیکھتے ہی پیٹر کے ہوش جاتے رہے - اُسنے عورتون پر حملہ کرنے سے سپاہیون کو باز رکھا اور کہا ہمارے بھی جورو اور عورتین ہین اور ہم تمھاری بہادری کی عزت کرتے ہین - تم اپنے ملک کو جاؤ -

اُسنے اپنے گھوڑے کو پھیرا لیکن قبائلہ نے گھوڑے کا پاؤن توڑ ڈالا - اور اُسکو زمین پر گرایا - اور ضرار نے جون ہی وہ زمین پر گرا اپھنچکر ایسا بھالا مارا کہ اُٹھ نہ سکا - اور اُسکا سر کاٹ کر نیزے پر بلند کیا - اسپر ایک سخت لڑائی ہوئی جسمین دشمنون کو شکست ہوئی - اور اُنکا تعاقب دمشق کے دروازے تک کیا گیا - اور بہت غنیمت گھوڑون اور ہتھیار کا ہاتھ آیا -

لڑائی ختم ہو جانے پر پال قیدی خالد کے سامنے لایا گیا اور اُسکو اُسکے بھائی کا سر دکھایا گیا اور کہا گیا کہ تم اسلام قبول کرو گے یا تمھارا بھی یہی حال کیا جاوے وہ بہت رویا اور کہا کہ اپنے بھائی کے مرنے کے بعد جینا ناگوار ہے

چنانچہ خالد کے حکم سے اُسکا بھی سر کاٹا گیا۔
اب مسلمانوں کا لشکر اپنے قدیم مقام میں جہاں ابو عبیدہ نے سفر وریون کو فراہم اور اپنے کو مہ رجہ بند کیا تھا واپس آیا۔ یہاں مسلمانوں نے کسی قدر آرام کیا

فصل آٹھوین

وردان کا یہ لشکر اگرچہ شش ہزار آدمیوں کا تھا لیکن اکثر انمیں کے ناتجربہ کار تھے۔ وہ اجنادین میں مقیم تھے۔ اور اکثر لوگ شاہی خیمہ کے مرصع ہونے کی بڑی تعریف لکھتے ہیں۔ اور چمکیلے سپاہی اور چمکتے ہوئے ہتھیار اور تلوار اور نیزے بھی ہرگاہ کفار کا لشکر اس طرح مقیم تھا۔ ایک روز وردان ہر طرف سے غبار اٹھتے ہوئے دیکھکر نہایت متعجب ہوا جسمیں ہتھیارون کی چمک اور باجے کی آواز معلوم ہوئی یہ وہی لشکر تھا جسکو خالد نے خط لکھکر طلب کیا تھا اور سب کا ایک وقت معلوم پہنچنا کرامت سمجھا گیا۔
مسلمانون کو پہلے دشمنون کی تعداد دیکھکر کسی قدر خوف ہوا لیکن خالد نے اُنکو جرأت دی اور کہا کہ یہ آخری مرتبہ ہے کہ دشمن اسقدر جمع ہوئے ہیں اس لشکر کے شکست کھانے پر پھر کوئی لشکر نہ آویگا۔ اور کل شام کا ملک ہمارا ہوجائیگا فریقین تمام رات ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے اور صبح ہوتے ہی لشکر صفون میں آراستہ ہوا۔ خالد نے پوچھا کہ کون آدمی دشمن کے قریب جائیگا اور اُسکی تعداد کا اصل حال لائیگا۔ ضرار آگے بڑھکر اس کام کے واسطے آئے خالد نے کہا جاؤ۔ اللہ تمھارے ساتھ ہے۔ لیکن ہم تمکو نصیحت کرتے ہیں کہ بغیر اشتعال کے وار نکرنا۔ اور اپنے کو خطرے میں نہ ڈالنا۔
جب وردان نے ایک تنہا سوار کو اپنے لشکر کے پاس دیکھا۔ اُسنے تیس سوار بھیجکر اُنکی گرفتاری کو بھیجا۔

ضرارؓ انکے آگے سے بھاگے یہان تک کہ وہ پیچھا کرنے مین لشکر سے بہت دور ہو گئے
تب ضرارؓ نے منھ موڑا اور یکے بعد دیگرے سب سے مقابلہ کیا۔ اور نیزہ چلایا یہان
تک کہ انھون نے سترہ آدمیون کو مار ڈالا اور گھوڑے سے اُتار دیا۔ اور
اسی طرح اورون کو ڈراتے محافظت تمام اپنے لشکر مین واپس آئے۔ خالدؓ نے
ضرارؓ کو حکم کی نافرمانی پر ملامت کی۔ ضرارؓ نے جواب دیا کہ ہم نے لڑائی نہین
چاہی تھی لیکن دشمن ہم پر آپڑے اور ہم ڈرے کہ اگر اللہ ہمکو مٹھ پھیرے
دیکھے گا تو ناراض ہوگا۔ اللہ نے بیشک ہماری مدد کی اور اگر آپ کا حکم
نہوتا تو ہم لڑائی سے باز نہ آتے۔ دشمن کی تعداد اور جگہ کا حال ضرارؓ سے
دریافت کرکے خالدؓ نے اپنا لشکر اُسکے موافق درست کیا۔ انھون نے
داہنے بازو کی حکومت نعمانؓ معاذ کو دی۔ اور بائین بازو کی حکومت
سعد ابن ابی وقاص اور شرحبیل کو۔ اور وسط لشکر کو اپنے تحت مین رکھا
اور عمروؓ اور عبدالرحمنؓ اور ضرارؓ اور قیسؓ اور قعقاعؓ وغیرہ مشہور لوگون کو اپنے
ساتھ لیا۔ چار ہزار آدمیون کا رسالہ عورتون اور اسباب کی حفاظت کے لیے یزید بن
ابی سفیان کے ساتھ تھا۔

لیکن اس لڑائی مین صرف مرد ہی آمادہ نہ تھے بلکہ عورتین بھی۔ قائلہ اور عفیرہ نے
حال کی کامیابی پر خوشدل ہوکر اپنے کو ہتھیار بند کیا اور لڑائی مین شریک ہونا چاہا
خالدؓ نے انکی بہادری کی تعریف کی اور انکو دو گروہ مین تقسیم کیا۔ ایک کا سردار
قائلہ کو بنایا اور دوسرے کا عفیرہ کو۔ اور کہا کہ علاوہ اسکے کہ اپنی حفاظت کرو
جو تمھارے مردون مین سے منھ موڑے اور بھاگنا چاہے اُسکو مار ڈالو تاکہ تنبیہ
رہے۔ آخرش خالدؓ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور سب کو دیکھتے اور جرأت دیتے
اور کہتے کہ آخری وقت تک لڑنا آگے گئے لڑائی کی صدا فریقین سے بلند ہوئی

عیسائیون نے کہا مسیح اور اُسکا دین - اور مسلمانون نے کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ -

قبل اسکے کہ لشکر کارزار مین مصروف ہو - ایک ضعیف آدمی عیسائیون مین سے آگے آیا اور خالدؓ کے پاس آکر پوچھا - کہ کیا تم ہی سردار ہو - خالدؓ نے جواب دیا کہ ہان - اُسنے کہا کہ تم بلا اشتعال عیسائیون کے ملک پر حملہ کرنے کو آئے ہو - دوسرون نے تمھارے پہلے جو ایسا کیا ہو - اُنکو بجاے فتح کے اس زمین مین قبر میسر ہوئی - اس غنیم کی طرف دیکھو کہ کتنے ہین اور کس طرح آراستہ ہین تم سے بہت زیادہ ہین اور بہتر قاعدہ دان ہین کیون انسے لڑتے ہو جبمین تمھاری شکست اور خونریزی ہو - بہتر ہو صلح کے ساتھ واپس جاؤ - اگر تم ایسا کرو گے تو ہمکو اختیار حاصل ہو - کہ تمھاری ہر سپاہی کو ایک جوڑا کپڑا ایک پگڑی اور ایک اشرفی دین اور تمھارے لیے سو جوڑے اور دس ریشمی عبا اور سو اشرفی اور تمھارے خلیفہ کے لیے ہزار اشرفی اور ایک ریشمی عبا -

خالدؓ نے جواب دیا کہ ایک حصہ اُس چیز کا جسکو ہم پورا لینا چاہتے ہین دینے ہو تمھارے لیے تین شرطین ہین - اسلام قبول کرو - خواجزیہ دو - خواہ لڑو - اس جواب سے وہ ضعیف عیسائی اپنے لشکر مین واپس گیا -

خالدؓ بن الولید کو حملہ آوری مین کسی قدر تامل تھا - اُنھون نے کہا ہماری تعداد سے دشمن کی تعداد دوگنی ہو - ہم لوگ خموش رہین یہان تک کہ رات آجاے - کیونکہ وہی وقت پیغمبر برحق کی کامیابی کا تھا - دشمنون نے اپنے ارمنی تیراندازون کو آگے کیا جس سے کئی مسلمان زخمی ہوئے اور شہید ہوئے - تب بھی خالدؓ نے اپنے لشکر کو جگہ سے ہلنے نہ دیا - آخر شرحبیلؓ نے حملہ کی اجازت چاہی - اور اپنے لشکر سے نکلکر تیزی کے ساتھ اُنپر آپڑے غنیم کانپنے لگے لیکن اُنکو پھر مدد پہونچ گئی

اور ضرار کی مدد کو بھی لشکر آیا - فریقین کے بہت آدمی مارے گئے لیکن فتح مسلمانون کو نمایان ہوئی - قریب تھا کہ لڑائی عام ہو جاے - کہ ایک آدمی سوار ان مین سے آگے بڑھا - اور دریافت کیا کہ مسلمانون کا کون سردار ہے - خالدؓ نے یہ خیال کر کے کہ مقابلہ کو آیا ہے نیزہ سیدھا کیا - وہ چلایا کہ ہم پر نیزہ نہ چلائیے ہم ایلچی ہین اور صلح کا پیغام لائے ہین -

خالدؓ نے ہر بات سے اپنا گھوڑا پھیرا اور اپنا نیزہ گرا دیا اور کہا کہ کہو لیکن جھوٹ مت بولو - اُسنے کہا ہم سچ کہینگے لیکن سچ کہنے مین ہمارے لیے خطرہ ہے - پہلے ہماری اور ہمارے خاندان کی حفاظت کا وعدہ کیجیے یہ وعدہ لیکر قاصد جسکا نام داؤد (ڈیوڈ) تھا آگے آیا - اور بولا کہ وردان نے ہمکو بھیجا ہے - کہ لڑائی موقوف رہے اور دلیرون کی خونریزی بند کیجاے - اور یہ کہ تم وردان سے سویرے ملاقات کرو یہی میرا پیغام ہے لیکن اے خالدؓ اسمین کچھ فریب ہے - دس چنے ہوئے آدمی خوب ہتھیار بند رات کو ملاقات کی جگہ مین چھپے رہینگے - کہ تمکو مار ڈالین یا گرفتار کر لین - تب اُسنے پھرنے کی جگہ وغیرہ بیان کی - خالدؓ نے کہا سب کرو - وردان کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہمکو ملاقات کرنا منظور ہے - مسلمانون کو واپسی کا حکم سُنکر تعجب ہوا کیونکہ قریب تھا کہ اُنکو فتح حاصل ہو وہ جبراً میدان جنگ سے واپس آئے - اور ابو عبیدہؓ اور ضرار نے پوچھا کہ اسمین کیا بھید تھا - خالدؓ نے کل حالات اُنسے کہے اور کہا کہ مین اکیلے کل جاؤنگا اور سب کا سر لاؤنگا - ابو عبیدہؓ نے اس خطرہ مین ڈالنے سے اُنھین روکا اور کہا کہ دس آدمیون کے لیے دس آدمی ساتھ لینا چاہیے ضرار نے کہا کہ ان مکارون کی سزا کل کیون ہو آج ہی ہونا چاہیے - دس آدمی ہمکو دو ہم اُنکے مکر کو اُلٹ دیتے ہین - اجازت لیکر اُنھون نے دس آدمی متحمل اور دلیر چنے اور مقررہ جگہ پر چلے

جب نزدیک پہونچے - ضرار نے اپنے ساتھیون کو ٹھہرایا اور اپنا کپڑا اُتار ڈالا کہ کپڑے کی کھڑکھڑاہٹ نہو - اور تکبیر نہ کہی تمہارے لیے اُس جگہ کو چلے - یہان پر اُنھون نے آدمیون کو سوتے ہوئے دیکھا - کہ اپنی اپنی تلوار سرہانے رکھے سوتے ہین ضرار اپنے آدمیون کے پاس واپس آئے - اور ایک ایک آدمی پر ایک ایک کو تعینات کیا - یہان تک کہ ایک ہی وار مین سب مارے گئے - تب اُنھون نے مُردون کو گھسیٹ کر پھینکوا دیا - اور خود اُنکا لباس پہن لیا - اور وقت معینہ کے منتظر رہے -

صبح ہوتے ہی دونون طرف کے لشکر صفون مین آراستہ ہوئے - اور اپنے افسرون کی گفتگو کے منتظر رہے - وردان ایک سفید خچر پر سوار ہوا اور مرصع کپڑے پہنے تھا سونے کی زنجیر اور جواہرات لگائے - خالد زرد ریشمی عبا اور سبز عمامہ باندھے تھے - وہ وردان کی مکر کی جگہ مین گئے تب فرش پر بیٹھ گئے اور صلح کی گفتگو ہونے لگی - دونون کے کلام مختصر اور فخر آمیز تھے - کیونکہ ہر شخص اپنے کو دوسرے پر قابض سمجھتا تھا - وردان نے کہا کہ مسلمان لوٹیرے ہین اور مال کے واسطے اس زرخیز زمین پر حملہ کرتے ہین - اور ہم لوگ مالدار ہین اور صلح چاہتے ہین - تم کہو کیا چاہتے ہو -

خالد نے جواب دیا کہ ای کافرہم لوگون کو غریب اور بھیک منگا سمجھتا ہی اللہ تعالے ہمکو دیتا ہی - تو ایک حصہ اس چیز کا ہمکو دیتا ہی جو کل ہمارا ہی اگر تم صلح چاہتے ہو تو ہماری تین شرط ہین - ایمان لاؤ - خواہ جزیہ دو - خواہ لڑو - کیا تم اس سے انکار کرتے ہو - کیون ہمکو بُلایا - کل تمکو معلوم ہو چکا تھا - کیا تم یہان تنہا لڑنا چاہتے ہو تو آؤ ہمارے تمھیارا سکا فیصلہ کر دینگے - یہ کہکر وہ کھڑے ہو گئے - وردان بھی کھڑا ہوا اور مدد کے منتظر رہکر تلوار ہنوز نہ نکالی تھی -

کامیابی پر ہمسے ملنے کے خواہشمند ہین - اور سابق ہین جب ہم قلیل اور ضعیف تھے ہمکو تباہ کرنا چاہتے تھے -

اسلام کا چنداں پرواہ نہین کرتے بلکہ شام کے زرخیز ملک کو لوٹنا چاہتے ہین اور دمشق کی غنیمت کا حصہ لینا چاہتے ہین - اِنکو لشکر مین مت بھیجو کہ فتنہ اور فساد ڈالینگے جنھون نے کام شروع کیا ہی وہی لوگ انجام کے لیے کافی ہین - جنھون نے کامیابی حاصل کی ہی اُنھین کو غنیمت سے بہرہ ور ہونا چاہیے اس مشورہ پر حضرت **ابوبکر** نے سائلون کی استدعا منظور کی - اسیر مکہ کے باشندون نے خاص کر اہل **قریش** نے **ابوسفیان** کو سردار کرکے خلیفہ وقت کے پاس التجا کے لیے بھیجا - اُنھون نے کہا کہ میری التجا کیون نہین قبول کیجاتی ہی - یہ درست ہی کہ ایام جہالت مین ہمنے اصحاب رسول اللہ صلعم کے ساتھ لڑائی کی - اس خیال سے کہ ہم راستی پر ہین - اللہ تعالی نے ہم پر ایمان کی روشنی پھیلائی - ہمنے اپنے غلطیون پر آگاہی پائی - ہم از روے اسلام کے تمھارے بھائی ہین - اور ایک خون ہین اور اسی سبب سے تمھارے حال کے شریک ہوکر دشمن سے لڑا چاہتے ہین ہمارے دل مین حسد اور عداوت نہین ہونی چاہیے - اِن باتون سے خلیفہ وقت کے دل مین رحم آیا - اُنھون نے حضرت **علیؓ** اور **عمرؓ** سے مشورہ لیا اور یہ بات طے پائی - کہ قوم **قریش** کو لشکر مین شریک ہونے کی اجازت دی جاے - **ابوبکرؓ** نے اسلیے **خالدؓ** کو اُنکی کامیابی پر مبارکباد دی - اور لکھا کہ ایک بڑا امدادی لشکر **ابوسفیان** کے تحت مین جاتا ہی - اس خط پر اُنھون نے رسول اللہ صلعم کی مہر ثبت کی - اور اپنے بیٹے **عبدالرحمن** کی معرفت روانہ کیا -

فصل نوین

اجنادین کے مفروریون نے **دمشق** مین شاہی لشکر کی شکست کی خبر پہونچائی

کہ خالدؓ نے اُسکا گلا پکڑ لیا۔ اسپر اُسنے اپنے آدمیون کو پکارا مسلمان یونانی لباس پہنے نکل رہے۔ وردان نے کچھ عرصہ تک سمجھا۔ کہ ہم محفوظ ہین جب وہ نزدیک پہونچا تو اُسنے اپنی غلطی دریافت کی۔ اضرار کو دیکھکر ڈرا اور پکارا کہ رحم کرو رحم کرو خالدؓ نے جواب دیا کہ اُسکے لیے رحم نہین جسکو ایمان نہین۔ تمھاری زبان پر صلح اور دلمین منسا وتھا۔ تمھارا قصور تمھارے سر پر ہوگا۔ جون ہی حکم دیا کہ ضرار نے فوراً سر کاٹ ڈالا۔ اور نیزہ پر بلند کرکے اُن آدمیون کے جنھون نے یونانی لباس پہنا تھا دشمن کے لشکر کی طرف پھینکا۔ جنھون نے خالدؓ کا سر سمجھکر خوشی کی صدا بلند کی۔ جب اُنھون نے اچھی طرح دیکھا کہ وردان کا سر ہے اُنمین انتشار آگیا۔ خالدؓ نے اُنکو انتشار سے نکلنے نہ دیا۔ بلکہ عام حملہ کا حکم دیا۔ قیصر کے لشکر کو شکست ہوئی۔ اور اُنکے سپاہی ہر سمت سے فرار ہوئے۔ کچھ قیصریہ کی جانب کچھ دمشق کی طرف اور کچھ لوگ انطاکیہ مین پہونچے۔ بہت غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آئی۔ سونے اور چاندی کی صلیب جواہرات سے مرصع سونے کی زنجیر قیمتی گلوبند۔ زیور۔ ریشمی عبا تنجیار اور ہر قسم کے اوزار اور بہت جھنڈے۔ لیکن خالدؓ نے قبضۂ دمشق تقسیم ہونے سے باز رکھا۔

اس بڑی فتحیابی کی خبر عرینہ کو خلیفۂ وقت کے پاس اُنکے عزیز اور بہادر بیٹے عبدالرحمن کے ذریعہ سے روانہ کی گئی۔ یہ سُنکر حضرت ابوبکرؓ نے سجدہ کیا اور اللہ کا شکر بجا لائے۔ یہ خبر تمام عرب مین شائع ہوئی۔ تمام کی سپاہ جمع ہونی خاص کر مکہ کی۔ چونکہ اب فتح نمایان ہوئی اور بہت غنیمت ہاتھ آئی سب اسلام کے کام مین جانفشانی کے واسطے حاضر ہوئے۔

حضرت ابوبکرؓ نے لوگون کی استدعا قبول کرنا چاہا۔ لیکن حضرت عمرؓ سے مشورہ لینے پر اُنھون نے عذر کیا۔ آپ نے فرمایا اکثر اُنمین کے وہ ہین جواب ہماری

اور یہ کہ آخری مدد کی امید قطع ہوئی۔ شہر کے باشندون مین بڑی گھبراہٹ ہوئی تاہم وہ بہادری اور مایوسی کے ساتھ استحفاظ کی کارروائی مین مصروف رہے۔ مقوقس اور یون نے قلعہ کے لشکر کو کئی ہزار سے مدد دی۔ نیوا استحکام جلدی سے تیار کی گئی۔ دیوارون پر انجن ڈھیلے اور پتھر پھینکنے کے لیے قائم کیے گیے۔ اس کام کو سیو دیون نے جو سمین ہشیار تھے انجام دیا۔ اپنی تیاری کے درمیان مین انھون نے دیکھا کہ دو کے درختون سے رسالے کے بعد رسالے مسلمان سوارون کے چلے آتے ہین۔ ہرگاہ بڑی قطار پیدل باغی سپاہیون کی نمودار ہوئی مسلمانون کے لشکر کا یہ انتظام تھا پیشرو محافظین نو ہزار آدمیون کے ساتھ عمرو بن العاص کے تحت مین تھے۔ تب دو ہزار قریشی سوار ابوسفیان کے تحت مین آئے تب اسی قدر آدمی شرجیل کی تحت مین پہونچے۔ تب عمیر ابن ربیعہ اسیقدر آدمیون کے ساتھ آئے۔ تب اصل لشکر حضرت ابوعبیدہ کے تحت مین پہونچا۔ اور آخر مین خالد کا لشکر اپنے قسمتور حیل والے جھنڈے کے ساتھ آیا۔

خالد بن الولید نے اپنے متفرق سردارون کو اب جمع کیا۔ اور انکا متفرق جگہ دی ابوسفیان کو جنوبی دروازے کے مقابل مین قائم کیا۔ اور شرجیل سنٹ ماس کے دروازے کے مقابل مین رہے۔ عمرو بن العاص بہشت کے دروازے کے سامنے تھے۔ اور قیس ابن ہبیرہ تمازان کے دروازے کے مقابل تھے اور حضرت ابوعبیدہ جابیہ کے دروازے کے مقابل فاصلہ پر تھے۔ اور خالد نے اپنے واسطے پورب کا دروازہ تجویز کیا۔

ایک دروازہ جنوب مین تھا جسکا نام سینٹ مارک تھا۔ یہ ایسے موقع پر تھا جہان سے کوئی لڑائی نہین ہو سکتی تھی۔ اسلیے اسکا نام صلح کا دروازہ ہوا۔ حضار کے نسبت یہ تجویز ہوا۔ کہ وہ دیوار کے گرد دو ہزار سوارون کے ساتھ

گرد آوری کرین اور اسکی حفاظت کرین کہ خیمہ پر اچانک حملہ نہونے پاوے۔ اور شہر کے اندر کسی قسم کی مدد نہ جانے دین۔ خالدؓ نے کہا کہ اے ضرارؓ اگر تم پر حملہ ہو۔ ہمکو فوراً خبر دینا کہ ہم تمھاری مدد کرینگے۔ ضرارؓ نے کہا کہ اے خالدؓ تا آنے تمھارے ہم نہ لڑینگے۔ اپنی حفاظت مین رہینگے۔ خالدؓ نے کہا کہ لڑنا لیکن حفاظت کے ساتھ اور ہم ضرور آوینگے۔

اب مسلمانون کے پاس ایسے ہتھیار تھے کہ ویسے سابق مین نہ تھے۔ اور اب وہ لڑائی کے واسطے اور سب لڑائیون کی بہ نسبت زیادہ تیار تھے۔ کیونکہ غنیمت کا اسباب اُنکے ہاتھ خوب آیا۔ لیکن تاہم وہ اپنے عرب کے سادے لباس مین تھے اور ذائقہ دار کھانے اور فاخرہ لباس مین جنکے عادی اُنکے فریق تھے مشغول نہوے حضرت ابو عبیدہؓ اپنے قدیم اونٹ کے چمڑے کے خیمہ مین سادگی کے ساتھ آرام کرتے رہے۔ باوجودیکہ عمدہ عمدہ خیمے عیسائی افسرون کے اُنکے ہاتھ آئے تھے۔

پہلے حملے مین مسلمان بہادری کے ساتھ پتھر وغیرہ کے ذریعہ سے ہٹا دیے گئے اور قلعہ کے لشکر نے نکل کر حملہ کی جرأت کی۔ لیکن بڑی خونریزی کے ساتھ ہٹا دیے گئے۔ محاصرہ بڑی تیزی کے ساتھ کیا گیا۔ یہان تک کہ سکہ اپنی دیوار سے باہر آنے کی جرأت نہوئی۔

اکثر باشندون نے اس سبب سے کہ مہیدوار تھے کہ اور بھی عمدہ شرائط ہاتھ آوے صلح قبول نہ کی۔ اسوقت دمشق مین ایک شریف یونانی جسکا نام ٹامس تھا جسکی شادی قیصر ہرقل کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ موجود تھا۔ اُسکا کوئی عہدہ نہ تھا۔ لیکن شہر مین بسبب لیاقت اور دلیری کے بڑی منزلت تھی۔ اُسنے لوگون کو یہ کہکر جرأت دی کہ حملہ اور لوگ جنگلی ہینگے۔ بھوکے ننگے بے قاعدہ وان ہین۔ اپنے جوش مین بہادری سے لڑتے ہین۔ جو چند روزہ

اور صرف اُنکا ڈر تمام پھیل گیا ہے۔
کل باتون کو بیکار پاکر اُسنے لشکر کی سرداری خود قبول کی۔ اس غرض سے
کہ وہ حملہ کرین اُسکا وعدہ قبول کیا گیا۔ اور دوسرا روز مقابلہ کے واسطے قرار پایا
خالد نے رات کی تیارون کو دریافت کر لیا۔ اور اپنے آدمیون سے کہا کہ ہشیار
رہنا۔ کیونکہ مایوس دشمن کے حملہ کی امید کیجاتی ہے۔ ہلوگ رات کو نہ سوئین مرنے
کے بعد برابر نیند ہی نیند ہے۔
عیسائی غم کے ساتھ تیاری مین رہے۔ یہان تک کہ صبح ہوگئی۔ اور پادری اُس
دروازے کے پاس جہان سے حملہ ہونے والا تھا۔ انجیل اور صلیب لیے ہوئے آیا۔
جب ٹامس گذرنے لگا اُسنے انجیل پر ہاتھ رکھا۔ اور کہا کہ اے اللہ اے اللہ
اگر ہمارا عیسائی مذہب سچا ہے ہمکو مدد دے۔ اور ہمکو دشمنون کے قبضے مین مت
ڈال۔ اہل اسلام جو اپنے فریق کی حرکت کے نگران تھے دروازہ سے نکلتے ہی دشمن
پر حملہ آور ہوئے۔
لیکن تیر اور ڈھیلے سے جو انجن کے ذریعہ سے اُنپر پھینکے گئے وہ ہٹ آئے
ٹامس اپنے لشکر کے ساتھ اُنکے مقابلے کو آیا۔ لیکن لڑائی سخت اور خونریز تھی
ٹامس نہایت تیرانداز تھا اُسنے چن چنکر اچھے اچھے مسلمانون کو مارا۔ اور اچھے اچھے لوگ
شہید ہوئے۔ اُنمین ابان ابن زید بھی تھے۔ جنکو زہر آلود تیر لگے تھے اُنھون
نے ہر چند اپنے زخم کو کپڑے سے باندھا۔ لیکن جب زہر نے اثر کیا اور گرنے لگے
لوگ اُنکو خیمہ مین لے آئے۔ اُنھون نے حال مین ایک عورت سے جو قوم حمیار سے
تھی شادی کی تھی۔ قوم حمیار کی عورتین بھی تیراندازی جانتی تھین۔
اُس عورت نے یہ سنکر کہ اُسکا شوہر زخمی ہوا۔ دوڑی لیکن قبل پہونچنے اُسکے
انتقال ہو چکا تھا۔ اُسنے شوہر کو مردہ پاکر نہ غم کیا نہ روئی۔ اُسنے کہا کہ اچھی سپر

پیارے تم اللہ کے پاس ہو اچھے ہو لیکن میں تمہارے خون کا بدلا لونگی - اور تب مجھے بہشت میں آملونگی - کیونکہ میں اب اپنے کو اللہ کے واسطے وقف کرتی ہوں - تب وہ اپنے شوہر کے تیر و کمان کو لیکر ٹامس کی تلاش میں میدان جنگ میں گئی اُس جگہ پہونچکر جہاں وہ لڑ رہا تھا اُسنے ایک تیر مارا کہ نشان والے کے ہاتھ میں لگا - نشان گر پڑا اور مسلمانوں کے ہاتھ آیا - ٹامس نے اُس نشان کا تعاقب کیا اور اپنے آدمیوں سے کہا کہ چھین لو - وہ ہاتھوں ہاتھ شرجیل تک پہونچا - ٹامس نے اُنپر تلوار سے حملہ کیا - اُنھوں نے نشان کو اپنے لشکر میں پھینک دیا - اور خود اُس سے مقابلہ کرنے لگے - لیکن دونوں برابر رہے بلکہ ٹامس کسی قدر دور رہنا چاہتا تھا کہ زوجۂ ابان نے ایک تیر مارا - کہ ٹامس کی آنکھ میں لگا - وہ زخم کے باعث سے گرنے لگا کہ اُسکے آدمی نشان کا تعاقب چھوڑ کر اُسکی مدد کو دوڑے اور اُسکو شہر میں لیگئے اُسکے زخم کی اصلاح فوراً کی گئی - اور وہ چاہتا تھا کہ لڑائی میں پھر شریک ہوں کہ اُسکے آدمیوں نے روکا - اُسنے اپنی جگہ شہر کے دروازے پر قرار دی جہاں سے وہ جنگی کارروائی دیکھ سکے اور حکم کر سکے -

لڑائی برابر جاری رہی اور آخر کے ذریعہ سے ڈھیلے اور پتھر ہیودیوں نے پھینکے جسکے باعث سے مسلمان دیوار سے دور رہے - اور نزدیک نہ آسکے -

رات آجانے سے لڑائی ملتوی رہی - اہل اسلام تمام دن کی لڑائی سے تھک گئے تھے اور فوراً زمین پر سو رہے - ٹامس نے دیکھا کہ قافلہ کی لشکر میں کسی قدر جرأت آگئی - اُسنے بڑے حملہ کی تیاریاں کیں اور شہر کے ہر دروازے سے حملہ کا حکم دیا - صبح ہوتے ہی سب دروازے کھول دیے گئے - اور ایک آواز میں سبھوں نے حملہ کیا - ایسی آہستگی سے حملہ کی تیاری کی کہ مسلمان غافل رہے - باجے کی آواز سُنکر مسلمان جاگے - اور اپنے ہتھیار کو اُٹھایا - لیکن اچانک میں اُنپر آپڑے

اور کچھ عرصہ تک لڑائی کے بدلے خونریزی رہی۔ خالدؓ یہ دیکھکر روئے اور کہا کہ اے اللہ مسلمان بندوں کی مدد کر۔ اور چار ہزار سواروں سے جہان مدد کی ضرورت دیکھی دوڑے۔ اُس دروازے کے سامنے جہان سے ٹامس نے حملہ کیا سخت لڑائی ہوئی۔ یہان شرجیل تھے اور اپنی بے نظیر دلیری سے لڑے۔ اُنکے قریب زوجۂ ابان بھی تھی۔ اُسنے اپنے کل تیروں کو صرف کیا۔ صرف ایک تیر باقی تھا۔ کہ ایک یونانی سپاہی نے اُسکو پکڑنا چاہا۔ لیکن اُس تیر کو بھی اُس نے صرف کیا اور اُسکو مار ڈالا۔ لیکن اسنے ہتھیار ہوجانے سے گرفتار ہوگئی۔ اسوقت شرجیل اور ٹامس پھر سینہ بسینہ لڑے لیکن شرجیل کی بلوار ٹامس کی ڈھال پر ٹوٹ گئی۔ اور گرفتار ہونے کے قریب تھے کہ خالدؓ اور عبدالرحمن سواروں کے ساتھ آپڑے اور ٹامس کو شہر میں واپس جانے پر مجبور کیا۔ اور شرجیل اور زوجۂ ابان کو چھڑا لیا۔

وہ لشکر جو جابیہ کے دروازے سے نکلا سب سے زیادہ تباہ ہوا۔ متحمل ابوعبیدہؓ اس دروازے کے سامنے تھے۔ جسوقت غنیم نے حملہ کیا وہ سو رہے تھے۔ انھوں نے پہلے صبح کی نماز پڑھی۔ اور ایک چنا ہوا مختصر رسالہ دشمن کی روک کے واسطے روانہ کیا۔ تب وہ لڑائی میں مصروف تھے انھوں نے آہستہ ایک رسالہ بھیجا کہ درمیان غنیم اور درمیان شہر کے دروازے کے حائل ہوجائے۔ یونانی مسلمانوں کو آگے اور پیچھے دیکھکر نہایت منتشر ہوئے۔ اور مایوسی کے ساتھ لڑے لیکن یہ کارروائی ایسی کامیابی کی ہوئی۔ کہ کوئی آدمی جو دروازے سے نکلا تھا واپس جانے کو نہ بچا۔ رات کو بھی ویسی ہی لڑائی رہی جیسی دنکو تھی۔ عیسائیون کو ہر جگہ شکست ہوئی اور اپنے شہر کے دیوارون میں پھر پناہ گزین ہوئے۔ اور ہزارون مرے

جنگ کے میدان مین چھوڑ گئے۔ مسلمانون نے دروازے تک پیچھا کیا۔ لیکن یہودیون کے ڈھیلے اور پتھر دیوارون سے پھینکنے کی وجہ سے واپس آئے

فصل دوسری

ستر روز تک دمشق کا محاصرہ مسلمانون نے کیا اور باشندون کو حملہ کی تاب نہ رہی۔ اور پھر صلح کی گفتگو ہونے لگی۔ طامس کا سمجھانا بیکار تھا اور اُسکا یہ کہنا بھی کہ قیصر کو مدد کے واسطے لکھا ہے۔

اہل شہر کو بہت خوف ہوا اور انھون نے خالد سے صلح کے لیے مہلت چاہی۔ لیکن اُنھون نے کچھ نہ سُنا۔ اُنکی خواہش تھی کہ شہر کو تلوار کے زور سے سر کرین۔ کہ مسلمانون کو غنیمت ہاتھ آوے

اس تنگ حالت مین شہر کے باشندے حضرت ابوعبیدہ کے پاس گئے جنکو لوگ متحمل اور بردبار جانتے تھے۔ پہلے قاصد بھیجکر اُنکا استمزاج لیا۔ پھر ایک رات ایک سو آدمی جنمین پادری بھی تھے۔ خانگی طور پر جابیہ کے دروازے سے اُنکے پاس گئے۔ اُنھون نے اس افسر کو چمڑے کے خیمہ مین نہایت سادہ لباس مین دیکھا۔ اُنھون نے باشندون کی رائے کو اچھی طرح سُنا۔ کیونکہ اِنکی رائے یہ تھی کہ سب ایمان لاوین اور غنیمت اور جزیہ کا چندان خیال نہ تھا۔

ایک معاہدہ ان شرائط کے ساتھ لکھا گیا۔ کہ شہر کا قبضہ مسلمانون کو دیدیا جائے اور مخالفت موقوف کیجاے۔ اور وہ باشندے اگر چاہین شہر کو بحفاظت تمام چھوڑ سکتے ہین۔ اور اپنا اسباب بھی لیجا سکتے ہین۔ اور سات گرجے اُنکے واسطے چھوڑ دیے جاوین۔ یہ طے ہوکر ابوعبیدہ نے معاہدہ پر اس خیال سے دستخط نہین کیا۔ کہ عام سالار لشکر نہ تھے۔ لیکن یہ اقرار کیا کہ کل مسلمان اسکو مانینگے

شرائط منظور ہوئے اور ضمانت دیکر جابیہ کا دروازہ کھولا گیا۔ اور ابو عبیدہؓ ایک سو آدمیوں سے شہر پر قبضہ کرنے کو داخل ہوئے۔
جب یہ جابیہ کے دروازے پر ہو رہا تھا۔ ایک دوسرا اریوب کے دروازے پر واقع ہوا۔
خالدؓ کو عمروؓ کے بھائی کے مرنے سے نہایت صدمہ ہوا۔ اسی حالت میں ایک پادری جسکا نام یسوع تھا آیا۔ اور اپنے خاندان کی امان چاہی۔ تاکہ وہ شہر میں داخل ہونے کی راہ بتاوے۔ اس شخص کے ذریعہ سے ایکسو عرب شہر پناہ کی دیوار میں داخل ہوئے۔ اور یوب کے دروازے کی کلی اور کنواڑ کھول دیئے اور اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ خالدؓ اپنے لشکر کے ساتھ دروازے میں داخل ہوئے۔ اور سب کو قتل کیا اور خون کا پرنالا گلی میں بہایا۔ رحم کرو رحم کرو خالدؓ نے کہا کافروں کے لیے رحم نہیں۔ اور یوں کہتے ہوئے جہاں تک خونریزی کرتے چلے گئے۔ یہاں پر انھوں نے متعجب ہوکر ابو عبیدہ اور انکے ساتھیوں کو دیکھا کہ انکی تلوار میان میں ہے۔ اور عورتیں اور لڑکے گھیرے ہوئے ہیں۔
ابو عبیدہؓ نے خالدؓ کو غضبناک دیکھا اور انکو نرم کرنے کے لیے دوڑے انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے یہ شہر ہمکو صلح سے دلوایا ہے بغیر خونریزی اور آگے خالدؓ نے غصہ میں آکر فرمایا ایسا نہیں ہے ہمنے اسکو تلوار کے زور سے حاصل کیا۔ اور ہم انکو جیا نہیں دیتے ہیں۔ ابو عبیدہؓ نے کہا لیکن ہمنے باشندوں کو ایک عہد نامہ اپنے ہاتھ سے لکھکر دیا ہے۔ خالدؓ نے کہا آپ کو کیا حق تھا۔ کہ بلا مرضی ہماری عہد نامہ کیا۔ کیا ہم اسکے تھے قسم اللہ کی یہ ثابت کرنے کو ہم ہر باشندے کو قتل کرینگے۔
ابو عبیدہؓ نادم ہوئے کہ ہمنے غلطی کی لیکن انھوں نے خالدؓ کے راضی کرنے

مین بڑی کوشش کی - اور یہ کہا کہ ہمنے یہ سب بہ نظر بھلائی کے کیا تھا - اور یہ کہ جو عہدنامہ ہمنے کیا ہی وہ قبول کیا جاے - اور یہ سب مسلمان جو حاضر ہین انکی راے سے کیا گیا ہی -

اکثر مسلمان افسرون نے ابوعبیدہؓ کی تائید کی - اور خالدؓ کا بھیجا کیا کہ عہدنامہ کو منظور کرین - جبتک خالدؓ کو تامل تھا کہ انکی فوج کو بے صبری ہوئی اور انھون نے قتل پھر شروع کر دیا - ابوعبیدہؓ یہ دیکھکر بیقرار ہوئے - اور کہا قسم اللہ کی میری باتین کچھ وزن نہین کیجاتی ہین - اور میرا عہدنامہ جوتے کے نیچے ڈالا جاتا ہی - اسنے گھوڑے کو مہمیز دیکر قاتلون کے پاس پہونچے - اور انکو پیغمبر خدا صلعم کا واسطہ دیکر کہا کہ جب تک ہمارے اور خالدؓ کے درمیان مین کوئی امر طے نہ پاوے قتل ملتوی رکھو - رسول صلعم کے نام کا اثر ہوا اور سپاہیون نے قتل موقوف کیا - اور دونون دار مریم کے گرجے مین داخل ہوئے -

یہان خالدؓ اور ابوعبیدہؓ سے بحث رہی - اور خالدؓ صلح کے خلاف رہے جب اُنسے کہا گیا - کہ یہ امر مصلحت کے خلاف ہی - کیونکہ ابھی بہت شہر فتح کرنے کو اس اطراف مین باقی ہین - اپنے ماتحت افسر کی بات نہ رکھنے سے مسلمانون کی بے اعتباری اور شہر والون کو ہو جائیگی - اور اسی شہر دمشق کی نظیر دینگے اور اخیر وقت تک لڑنے کو آمادہ ہو جاینگے - اور معاہدہ کے قریب نہ جاوینگے - بڑی مشکل سے ابوعبیدہؓ نے خالدؓ کو راضی کیا - کہ کل امر خلیفہ وقت کے پاس تصفیہ کے لیے بھیجا جاے - ہرشرط پر اُنکو اعتراض تھا - اکثر لوگون نے شہر مین رہنا قبول کیا لیکن کچھ لوگون نے تامس کا ساتھ انطاکیہ تک دینا چاہا - تامس نے مسلمانون کے ملک سے گذرنے کے واسطے پاسپورٹ چاہا - بڑی مشکل سے خالدؓ نے تین روز کی مہلت دی - کہ اتنے عرصہ تک اُنکا تعاقب نہین کیا جاے

اس شرط پر کہ وہ اپنے ساتھ سواے کھانے کے کچھ نہ لیجاوین۔
یہان پر ابو عبیدہ نے کہا کہ ہمنے شرط کی ہے کہ وہ اپنے اسباب کے ساتھ جاوین تب اُنھون نے کہا کہ بے ہتھیار جاوین۔ پھر ابو عبیدہ نے رد کیا۔ اور خالد آخر خوش راضی ہوئے۔ کہ اتنے ہتھیار لیجاوین۔ کہ اپنے کو ڈاکون سے بچا سکین جسکے پاس تیر ہو اُسکو بھالے کی ضرورت ہین ٹامس اور ہربس نے کہ اس قافلہ کے رہنما تھے۔ اپنا خیمہ جیرہ اگادین شہر کے قریب نصب کیا۔ جہان پر سب جلاوطن ہونے والے جمع تھے۔ سب چیزون مین قیصر ہرقل کی ایک عبا تھی۔ کہ نہایت قیمتی تھی سب نے جمع ہوکر اپنی راہ اختیار کی۔
جن لوگون نے بسبب غرور یا بہادری یا اختلاف مذہب کے جلاوطنی اختیار کی وہ لوگ بڑے عالیخاندان اور آسایش کے پلے ہوئے تھے۔ اور محلون کے رہنے والے تھے۔ انھین مین سے ٹامس کی زوجہ قیصر ہرقل کی بیٹی بھی تھی۔ اُنکی طرف دیکھنے سے افسوس آتا تھا کہ بوڑھے آدمی اور روتی ہوئی عورتین اور بایوس لڑکے یون اپنے گھر سے نکلے جاتے ہین اور جنگلون اور میدان اور پہاڑ کو طے کر رہے ہین اکثرون نے پھر پھر کر میناروں اور برجون اور محلون اور شہر کے باغون کو دیکھا۔ کہ ایک وقت انھین کس عزت سے اور آسایش کے ساتھ بسر کرتے تھے اور بعض روتے تھے اور سینہ پیٹتے تھے۔

اس طرح سے سخت محاصرہ دمشق کا جسکو ایک نامی شاعر والٹر نے بہ اعتبار مضبوطی اور چھوٹی چھوٹی لڑائی اور فراوانی کے ٹرائی کے محاصرہ سے تشبیہ دی ہے ختم ہوئی۔

جب سے مسلمانون نے پہلا خیمہ نصب کیا تھا اور تاریخ کا سیاق تک ایک برس سے زیادہ گذر گیا۔

فصل گیارھویں

ضرار کو ناگوار تھا کہ اسقدر غنیمت ہاتھ سے نکل جاے - خالد کو بھی اسکا خیال ہوتا لیکن اُنکے دل مین یہ بات تھی کہ سب اسباب دشمن سے دلوا لینگے اسلیے اُنھون نے اپنے آدمیون کو آرام و تازگی لینے کے واسطے فرمایا - اور مستعد رہے کہ تین روز گذر جانے پر کچھ اُنکا تعاقب کرینگے -

کسی قدر اختلاف جو غلہ کی بہ نسبت حضرت ابو عبیدہؓ سے ہوا - وہ کہتے تھے کہ غلہ شہر والون کا ہی - خالدؓ کو اُسکے تصفیہ مین ایک روز کا اور بھی وقفہ ہوا اور خالدؓ تعاقب کے قصد سے گذر چکے تھے کہ ایک شخص رہنما ہونے کو آگے آیا - اور کہنے لگا کہ ہم نہایت مختصر پہاڑون کی راہ سے پہنچائین گے - اس رہنما کا عجیب قصہ ہی - وقت محاصرہ کے ضرار دو ہزار آدمیون سے گرد شہر کے گرد آوری کر رہے تھے جب یہ لوگ ایک رات قریب دیوار کے گھومتے تھے - کہ اُنھون نے دور سے گھوڑے کا ہنہنانا سُنا اور چارون طرف دیوار کے دیکھا - قازان کے دروازے سے ایک سوار کو آتے دیکھا - وہ ایک غار مین چھپ رہے - اور جب نزدیک آیا اُسکو گرفتار کر لیا - وہ نوجوان شامی تھا - اور بہت عمدہ اور فاخرہ لباس پہنے تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ معزز آدمی ہی - جون ہی اُنھون نے اُسکو گرفتار کیا - ایک دوسرا سوار اُسی دروازے سے آتے دیکھا جس نے اُس قیدی کو آہستہ یونس کے نام سے پکارا اُنھون نے یونس سے کہا - کہ اپنے ساتھی کو بلاؤ - اسپر اُسنے کچھ یونانی زبان مین کہا اور وہ سوار دروازے مین واپس گیا - عربون نے یونانی زبان نہ سمجھ کر یہ سمجھا کہ قیدی نے اُسکو آنے سے باز رکھا - عرب یونس کو دہن مارڈالنے اور خیال سے اُسکو خالدؓ کے پاس لاے - اُس نوجوان نے کہا کہ مین دمشق کے عالیخاندانون سے ہون اور میری نسبت ایک خوبصورت عورت سے جسکا نام

یوڈوشیا ہی ہوئی تھی لیکن اُسکے والدین نے کسی لالچ سے میری نسبت کو قطع کیا اسلیے ہم لوگون نے خفیہ مشورہ کیا - کہ دمشق سے نکل جاوین - اور محافظ کو ایک اشرفی دی کہ رات کو میرا منتظر رہے - وہ عورت مرد کے لباس مین اور دو آدمیون کے ساتھ بھیجے آتی تھی - لیکن میرا حواب تھا کہ چڑیا پکڑ گئی - اسپر وہ واپس گئی خالد نے کہا کہ تمھارے لیے یہ شرط ہے کہ ایمان لاؤ - اور نہین تو تمھارا سر کاٹا جائیگا - اور دمشق ہمارے قبضے مین آنے سے تمھاری منسوب تمکو ملیگی - اُسنے فوراً اسلام قبول کیا - اور دمشق کے قبضے کے لیے خوب لڑا -

جب دمشق قبضے مین آگیا - اُسنے یوڈوشیا کا مکان تلاش کیا اور اُسکی محبت کا فسانہ سُنا - سنے یہ سمجھکر کہ یونس عربون کے ہاتھ سے ایمان کے لیے مارا گیا دنیا کو چھوڑکر سعید مین رہنا قبول کیا - بڑے عیش کے ساتھ یونس معبد کی طرف گیا لیکن جب اُس عورت نے دیکھا کہ یونس نے اپنا مذہب بدل دیا - اُسنے نفرت کی اور واپس گئی - اور اُسکو پھر دیکھنا نہین چاہا - اُسنے بھی تماس اور ہرمس کے ساتھ جلاوطنی اختیار کی - یونس نے خالد سے کہا کہ وہ عورت دلوا دیجاے لیکن خالد نے معاہدہ کی حالت بیان کی -

جب یونس کو معلوم ہوا کہ خالد کا ارادہ تعاقب کا ہے لیکن زیادہ وقفہ ہونے سے متامل ہین - اُسنے وعدہ کیا کہ ہم مخفی مختصر پہاڑون کی راہ سے پہنچلینگے - اور یقینی جلاوطنون کو پالینگے - اُسکا وعدہ قبول کیا گیا - چوتھے دن اُس وقت سے کہ جلاوطن روانہ ہوئے تھے خالد نے چار ہزار سوارون سے تعاقب شروع کیا - جو یونانیون کے لباس مین یونس کے مشورے سے تھے - کچھ عرصہ تک جلاوطنون کے گھوڑے وغیرہ کے پاؤن کے نشان سے پتہ لگاتے چلے آئے - آخرش کوہ لبنان کے پہاڑون کے قریب وہ نشان گم ہوگیا

مسلمان سراسیمہ ہوئے۔ لیکن یونس نے کہا ان پہاڑون مین وہ راہ بھی ہونگے اور جسسے اب وہ بچ سکینگے۔ مسلمان برابر چلتے رہے صرف نماز کے وقت ٹھہر جاتے۔ اب یہ لوگ بلندی پر پہاڑون کی چوٹی کے قریب گئے۔ اور ناہموار چٹانون کی تکلیف اٹھانے لگے۔ گھوڑون کی نعلون سے آگ نکلنے لگی۔ اُنکے نعل نکالدیے گئے بعض گھوڑے چٹانون کی ٹھوکر سے لنگڑے ہوگئے سوار اُترپڑے اور پیدل چلنے لگے۔ اُنکے کپڑے جھاڑیون مین پھنس کر پھٹنے لگے۔ اب شکایت ہونے لگی۔ ایسی مشکل انکو کہین پیش نہ آئی تھی۔ اُن لوگون نے آرام کرنے کے لیے اور گھوڑون کے آرام پر اصرار کیا۔ بلکہ خالد بھی یونس سے ناراض ہوئے۔ کہ کس تکلیف مین ڈالا۔

یونس نے کہا کہ آگے آیئے۔ تازے پانون کے نشان دکھلایئے اور گھوڑون کے سُم کی علامت بھی بتلایئے۔ کئی گھنٹون کی آسایش کے بعد اُنھون نے پھر تعاقب شروع کردیا۔ مقام جبلہ اور یوڈوشیا کے سامنے سے گذرنے مین اُنکو ایک دہقانی سے معلوم ہوا۔ کہ قیصر ہرقل نے جلاوطنون کو انطاکیہ مین آنے سے باز رکھا ہے۔ کہ شاید وہان کے باشندون مین انتشار نہ آجاوے۔ اور کنارے کنارے ہوکر قسطنطنیہ جانے کو کہا بھیجا۔ اس سے تعاقب کرنے والون کو اور بھی توقع ان تک پہونچنے کا ملا۔ لیکن خالد رضہ کو معلوم ہوا۔ کہ ایک اور لشکر اُنکے مقابلے کے واسطے تیار کیا جاتا ہے اور اُنکے درمیان مین صرف ایک پہاڑ حد فاصل ہے اُنکو خوف ہوا کہ مبادا یہ لشکر پیچھے مین دمشق پر نہ آپڑے یا بیٹھ پر نہ آجاوے اور ایک پریشان خواب بھی دیکھا تھا۔ لیکن عبدالرحمن نے بہت عمدہ تعبیر کہی۔ اور تعاقب جاری رہا۔ ایک طوفان رات کو آیا۔ اور پانی برسا اور آدمی اور جانور پریشان ہوگئے۔ لیکن تب بھی یہ لوگ نہ ٹھہرے۔ اور آگے بڑھتے گئے۔ یہان تک

سفر ضروری قریب تھے۔ اور قصد ایسا تھا کہ انکو غارت کیجیے اور واپس آئیے صبح ہوگئی
ہر صاف ہوا اور آفتاب چمکا۔ بہرکیف وہ آگے بڑھے یہاں سے ایک سبزہ زار
پہاڑوں سے معمور نظر آیا۔ اور ایک چشمہ دکھائی دیا۔ اس چشمہ کے کنارے پر
جلا وطنوں کا قافلہ تھا۔ رات کے طوفان سے تھک کر آرام لے رہے تھے۔
بعض لوگ گھاس پر سوئے تھے بعض کھا رہے تھے۔ ہر گاہ چراگاہ پھیلی ہوئی
بھیگے کپڑوں سے رنگین تھی۔ تھکے ہوئے مسلمان پہاڑ کی تکلیف سے نکل آئے
تھے۔ ان نازنینوں کو دیکھکر خوش ہوئے۔ لیکن خالدؓ قافلہ کی تلاش میں تھے۔
اور وہ نومسلم (یونس) اپنی منسوبہ کی جستجو میں تھا۔ اور ان عورتوں کی طرف دیکھتا تھا
جو خیمہ کے کنارے پر پڑی تھیں۔ خالدؓ نے ہوشیاری سے قافلہ کو دیکھکر اپنے
لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک کی حکومت ضرار کو دی دوسرے کی ربیع
ابن عمیرہ کو اور تیسرے کی عبدالرحمن کو اور چوتھے کے خود حاکم ہوئے۔ اور
انھوں نے حکم دیا کہ ہر حصہ کو یکے بعد دیگرے آنا چاہیے۔ کہ دشمن کو تعداد کا اصل
حال معلوم نہو۔

نماز پڑھکر خالدؓ نے اپنے لشکر کو حکم دیا۔ عیسائی اپنے آرام سے چونکے جب دیکھا
کہ ایک قافلہ انکی طرف پہاڑ سے آتا ہے۔ انکو یونانی لباس سے کچھ دھوکھا ہوا۔
لیکن فوراً ہی اصلیت دریافت کر لی۔ ٹامس نے پانچہزار آدمیوں کو جمع کر لیا
اور جو ہتھیار انکے پاس تھے۔ انسے لڑنے کو آمادہ ہوگیا۔ دوسرا حصہ جلد
آتے ہوئے دیکھا۔ پھر تیسرا حصہ۔ تب سخت لڑائی ہوئی۔ ٹامس اور خالدؓ سینہ
بسینہ لڑے۔ لیکن ٹامس گرا اور عبدالرحمن بن ابی بکر نے اسکا سر کاٹ لیا
اور اسکو صلیب کے نیزے پر بلند کر کے عیسائیوں کو دکھلایا۔

ربیع بن عمیرہ عورتوں کی جماعت کی طرف گئے۔ کہ انکو گرفتار کریں۔ لیکن

وہ دلیری سے مقابلہ کرنے لگیں۔ اور پتھر اور ڈھیلے اپنے دشمن کی طرف پھینکے۔ اُنمین ایک نہایت خوبصورت عورت۔ عمدہ کپڑا اور زیور پہنے تھی۔ یہ قیصر ہرقل کی مشہور بیٹی تھی۔ اور طامس کی زوجہ تھی۔ رفیع نے اُسکی گرفتاری مین کوشش کی۔ لیکن اُسنے ایک پتھر پھینکا کہ گھوڑے کے سر مین لگا۔ اور وہ مر گیا عربی سوار نے تلوار نکالی اور اُسکو مار ڈالتا۔ لیکن وہ چلائی کہ رحم کرو۔ اسلیے وہ گرفتار کر لی گئی۔ اور ایک معتمد شخص کے سپرد کی گئی۔

اُس کارزار کے درمیان مین یونس اپنے منسوبہ کی تلاش مین دوڑا وہ پہلے یونس کو کافر سمجھتی تھی اب اُس سے خوف کرنے لگی کہ یہی شخص تباہی ڈالنے والا ہے کل کوشش مین اُسکی کہ اُسکی خطا معاف کیجاے بیکار تھی۔ اُسنے قسم کھائی کہ قسطنطنیہ جاکر کسی معبد مین رہینگے۔ یونس نے التجا بیکار دیکھکر اُسکو گرفتار کر لیا۔ اُسنے زیادہ انکار نہ کیا۔ اور گھاس پر خموش بیٹھ رہی اور موقع وقت کی منتظر رہی۔ ایک تلوار نکالکر اپنے سینہ پر ماری اور مر گئی۔ ہرگاہ یہ ہو رہا تھا کہ خالد کو ہربس کی تلاش تھی۔ ایک جماعت مین وہ بھی تھا اور پیچھے سے آکر خالد کو ایک ایسی تلوار ماری کہ اُنکا خود ٹوٹ گیا۔ اور اگر پگڑی سر پر نہوتی خالد کا سر پھٹ جاتا۔ ہربس کے ہاتھ سے تلوار اُس ضرب مین گر پڑی۔ اور خالد کے پیرو ان نے اُسکو پکڑ کے کڑا لا۔ عیسائیون کی لڑائی ختم ہو گئی۔

سب مارے گئے یا قید ہوئے سوائے ایک شخص کے کہ اس قتل عام کی خبر قسطنطنیہ لے گیا۔ یونس اپنی منسوبہ کے مرنے پر زار زار روتا تھا۔ لیکن مسلمانون نے اُسکی تشفی کی۔ کہ اللہ تعالے نے مقدر مین یہی لکھا تھا۔ اور رفیع ابن عمیرہ نے اُس شاہزادی کو بدلے مین دینے کے لیے فرمایا اور خالد نے اس شرط پر کہ قیصر زر مخلصی دیکر اُسکو منگوائے منظور کیا۔

اب وقت ضائع کرنے کا موقع نہ تھا۔ ڈیڑھ سو میل اس تعاقب مین دشمن کے ملک کو طے کیا تھا۔ اور خوف تھا کہ دشمن پیچھے سے آکر ٹکڑے نہ کر ڈالے۔ سوار ہوا اور چلا۔ یہی کلام تھا غنیمت خچرون پر بار کیا گیا۔ اور قیدی محفوظ کیے گئے۔ اور سب دمشق کو روانہ ہوئے۔

جب راستے ہی مین تھے کہ ایک غبار دیکھکر ڈرے جسمین کچھ صلیب نظر آئے۔ اُنھون نے مقابلے کی تیاری کی۔ لیکن صلح کا پیغام معلوم ہوا۔ ایک بوڑھے پادری کے مصاحبون کے ساتھ خالد کے پاس قیصر کی طرف سے اُسکی بیٹی کی رہائی کے لیے آیا۔ مسلمانون نے اُسکو بلا زر فدیہ رہا کیا۔ اور کہا کہ اسکے بدلے ہم تمسے گرفتار کرینگے۔ ہم یہ لڑائی موقوف نہ کرینگے۔ جب تک ہم اُسکا ملک نہ لے لینگے۔

اُس نومسلم مریس کو اسکے بدلے مین بہت اشرفی دیگئی۔ کہ قیدیون مین سے جس عورت کو پسند کرے خرید لے۔ لیکن اب اُس نے دنیا کی نعمتون سے مُنھ موڑا اور انکا منتظر رہا۔ کہ اسکے بدلے اُسکو بہشت کی نعمتین ملینگی اور اسلام کے کامون مین بڑی جانفشانی کی۔ یہان تک کہ یرموک کی لڑائی مین اُسکے سینے مین تیر لگا۔ اور شہید ہوگیا۔ عیسائیون کی تواریخ مین اس نومسلم کا حال اسی قدر لکھا ہے۔ لیکن واقدی رحمہ اللہ قاضی بغداد اور بھی لکھتے ہین کہ اُسکے مرنے کے بعد رفیع ابن عمیرہ نے اُسکو خواب مین دیکھا۔ کہ نومسلم ایک نہایت عمدہ کپڑا پہنے ایک چمن مین ٹہلتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ستر حورین بہشت مین خدمت کو دی ہین جو آفتاب اور ماہتاب سے بھی زیادہ روشن ہین۔ رفیع نے اس خواب کو خالد سے کہا۔ اُنھون نے فرمایا کہ اسلام کی شہادت مین بھی فائدہ ہے۔ زہے نصیب اُسکے جسکو یہ دولت ملے

خالدؓ سے اپنے لشکر کے کامیابی کے ساتھ واپس آئے۔ اور اپنے ساتھیوں سے ملے۔ جنھوں نے نہایت خوشی کی اور اُنکے جانے پر اندیشناک تھے اُنھوں نے اب غنیمت تقسیم کی۔ غنیمت کے چار حصے سپاہیوں اور افسروں میں تقسیم ہوگئے پانچوان حصہ بیت المال کے واسطے رکھا گیا اور خلیفۂ وقت کے پاس بھیجا گیا۔ اور خط بھی لکھا جسمیں دمشق کے فتح ہونیکا حال درج تھا۔ اسمیں جو اختلاف ابوعبیدہؓ سے ہوا وہ بھی اور جلا وطنوں کا تعاقب کرنا۔ اور غنیمت ہاتھ آنا۔ یہ سب لکھا تھا۔

یہ بھی مقدر تھا کہ اس کامیابی کی خبر خلیفہ وقت اپنے کانوں سے نہ سُنیں۔ کیونکہ جس روز دمشق فتح ہوا اُسی روز حضرت ابوبکرؓ نے انتقال فرمایا۔ مؤرخین آپؓ کے انتقال کے سبب میں اختلاف کرتے ہیں۔ ابوالفدا کا قیاس ہے کہ آپؓ کے کھانے میں ایک یہودی نے زہر دیا۔ لیکن آپؓ کی بیٹی حضرت عائشہؓ کا قول زیادہ معتبر ہے۔ جنکا بیان ہے کہ آپؓ نے ایک سرد روز میں غسل کیا جس سے بخار ہوگیا۔ جب آپؓ بیمار ہوئے آپ نے اپنی جگہ حضرت عمرؓ بن الخطاب کو کام کے لیے فرمایا۔ کہ خلافت کے امورات کو انجام دیں۔

آپؓ نے یہ سمجھا کہ موت قریب ہے شیخی اپنے کاتب حضرت عثمانؓ کو بلایا۔ اور چند مسلمانوں کے مقابل میں ذیل کا مضمون فرمایا۔

میں ابوبکر ابن ابوقحافہ مرنے کے قریب ہونے سے اور ایسے وقت میں کہ کافر ایمان لائے اور متشکک یقین پر آئے۔ اور جھوٹے سچے ہوگئے کل مسلمانوں کے سامنے یہ اظہار کرتا ہوں۔ بلا جبر۔ اپنے دل سے کہ میں اپنا جانشین نامزد کرتا ہوں یہ کہکر آپؓ کو غش آگیا۔ اور خموش ہوگئے۔ حضرت عثمانؓ نے جو آپؓ کے ارادوں سے واقف تھے عمرؓ بن الخطاب کا نام لکھا۔ جب آپؓ کو ہوش آیا اور دیکھا کہ عثمانؓ نے

کیا لکھا ہی آپؓ نے فرمایا تمھاری دور اندیشی پر آفرین ہی - اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے - تب آپؓ نے فرمایا کہ عمرؓ کا کہنا سُننا - اور اطاعت کرنا کیونکہ جہان تک مین جانتا ہون وہ براے خود عقیل ہین - وہ جو کرتے ہین اُسکے سزاوار ہین - وہ انصاف کے ساتھ حکومت کرینگے - اور اللہ جو سب جانتا ہی جزا دیگا - ہم بہتری چاہتے ہین ظاہر کو دیکھتے ہین دل کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہی - بس رخصت راست بازی سے کام کرو اور اللہ کی رحمت تم پر ہو - آپؓ نے اس وصیت نامہ پر مہر جبکائی - اور اُسکی نقل سب حکام کے پاس بھیجنے کے لیے کہا -

تب آپؓ نے حضرت عمرؓ کو بُلوایا اور کہا کہ تم جانشین نامزد کیے گئے - حضرت عمرؓ شدید اور سادے آدمی تھے اور کسی عہدے یا مرتبے کے خواستگار نہ تھے - آپؓ نے فرمایا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلعم ہمکو اس بوجھ سے معاف رکھیے - ہمکو خلافت کی ضرورت نہین - حضرت ابوبکرؓ نے کہا لیکن خلافت کو تمھاری ضرورت ہی - تمھارا قبول کرنا اس عہدے کو اسوقت بنظر رفاہ عام اور اُنکی شفقت کے ہی - کیونکہ ہم تمکو اسکے لائق سمجھتے ہین - اور آپ نے حضرت عمرؓ سے قبول کرایا - اور اُنکے جانے کے بعد اُنکی کامیابی کے لیے اور اسلام کی سلطنت کے استحکام کے لیے بہت دعا کی - یہ سب خلافت کا انتظام فرماکر آپؓ نے حضرت عائشہؓ کی آغوش مین انتقال فرمایا - اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اسوقت سن شریف آپ کا ترسٹھ برس کا ہوچکا تھا - اور چوسٹھوان سال تھا آپؓ نے خلافت دو برس تین مہینے نو روز فرمائی - جسوقت آپ کا انتقال ہوا آپؓ کے والدین زندہ تھے - آپؓ کے والد کا سن ستانوے برس کا تھا - جب آپؓ کے والد نے انتقال کا حال سُنا اُنھون نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے دیا اور لیا - لیکن اُنکا بھی انتقال اُسی زمانے مین ہوا -

حضرت

حضرت ابوبکرؓ کی چار بیبیاں تھیں۔ آخری بی بی حضرت جعفر طیارؓ کی منکوحہ تھیں جو موتہ میں شہید ہوئے۔ اُنسے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام محمد بن ابی بکر تھا حضرت ابوبکرؓ فرماتے تھے کہ عورتیں برائی کی جڑ ہیں لیکن سب سے زیادہ خرابی یہ ہے کہ اُنکی ضرورت ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کے انتقال سے عائشہ خلائق کو نہایت افسوس اور صدمہ ہوا۔ اور واقعی آپ اس افسوس کے سزاوار تھے کیونکہ آپ نہایت ہی عمدہ حاکم تھے منصف مزاج متحمل۔ اور سادہ دل اور اپنے نفع سے بیغرض تھے۔ آپ کی خلافت کا زمانہ اتنا قلیل تھا کہ سلطنت اسلام کی وسعت خوب نہو سکی لیکن آپ کی لیاقت اور سرگرمی رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد باغیوں کے سر کرنے سے ظاہر ہو گئی۔ آپ نے اپنے پیچھے ایسا نام چھوڑا کہ ضرب المثل تھا اور حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ اُنکے جانشین کو اُنکے قدم بقدم ہونا دشوار ہے۔

باب چوتھا

خلافت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

فصل پہلی

حضرت عمرؓ کے نام زد ہونے میں حضرت عائشہؓ نے تائید کی اور حضرت علیؓ بھی راضی تھے۔ جس روز حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہوا اُسی روز عمرؓ بن الخطاب منتخب کیے گئے۔ خلیفۂ جدید کی اچال چلن سے اس کتاب کے پڑھنے والے کسیقدر واقف ہو چکے ہیں۔ تاہم اُنکا بیان کرنا قابل قبول ہوگا۔ اسوقت اُنکا سن تریپن برس کا تھا آپ کشیدہ قد اور تاریکی مائل تھے۔ چہرہ بھاری اور سر بڑا تھا۔ آپ اس قدر لمبے تھے کہ ایک مورخ نے لکھا ہے کہ جسوقت آپ بیٹھے رہتے تھے اُسوقت بھی اُن لوگوں سے جو کھڑے رہتے اونچے معلوم ہوتے۔ آپ کی قوت غیر معمولی تھی اور آپ جیسا داہنے ہاتھ سے کرتے ویسا ہی بائیں ہاتھ سے بھی۔ اگرچہ ابتدا میں

اسلام کے ایسے مخالف تھے۔ کہ رسول اللہ صلعم کی ہلاکت کا قصد کیا تھا لیکن اسلام لانیکے بعد اسلام کے بڑے حامی اور بہادرون مین تھے۔ آپؓ نے رسول اللہ صلعم کا ساتھ بڑے بھاری کامون اور واقعات مین دیا۔ آپؓ کا نام بدر۔ اُحد۔ حنین۔ خیبر۔ اور تبوک۔ کے سپاہیون کے افسرون مین اور مدینہ کے حملے اور مکہ کی فتح مین دیکھا جاتا ہی۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اکثر اسلامی ابتدائی کارروائی کی آپؓ روح تھے۔ آپؓ کا جوش ہر وقت آمادہ اور کامون مین مستعد تھے۔ آپؓ اسلام کے احکام مثل ایک سپاہی کے نافذ فرماتے۔ جب کوئی منطقی گروہ پیش کیجاتی آپؓ اسکو تلوار کے زور سے کاٹ ڈالتے اور جو بیہودہ بحث اور بد اعتقادی ظاہر کرتا اُسکا سر بھی قطع کرتے۔

خلافت کے امورات کے انتظام مین آپ کی دیانت داری راست بازی اور عدل ضرب المثل ہی۔ خانگی امورات مین بھی آپ کی پرہیزگاری۔ سادگی۔ اور جھوٹی نمایش سے احتراز مشہور تھا۔ سادہ پانی آپ کا شربت تھا۔ آپ کی غذا چند کھجور یا چند ٹکڑے جو کی روٹی کے اور نمک تھی۔ بلکہ نفس کشی کے واسطے نمک بھی غذا کے لئے نہ سمجھا جاتا تھا۔ آپ کی سخت پرہیزگاری۔ نفس کشی اور سادگی اور اظہار غربت کی وقعت ابتدای اسلام مین بھی کیجاتی تھی۔ آپؓ کے قواعد کے اصول نہایت درجہ کے تھے جسپر آپ کی چال چلن کا مدار تھا۔ منجملہ اُسکے ذیل کے جملے ہین۔ آپ فرماتے تھے۔ چار چیزون واسطے نہین آتی ہین۔ بات بولی ہوئی۔ تیر پھینکا ہوا۔ عمر گذری ہوئی۔ اور موقع ہاتھ سے نکلا ہوا۔

آپؓ کی خلافت کے زمانے مین بیحساب مسجدین عبادت کے لیے بنین اور اسیقدر قید خانے بھی مجرمون کی سزا کے لیے تعمیر پائے۔

آپ چھوٹے اور خفیف جرمون کے لیے کوڑے مع بٹے ہوے تسمون کے

رکھتے اور ایسے جرنون مین جیسی ہمت تھی - اُسی سے سزا دیتے - اور اسکا
اس کثرت سے استعمال ہوا - کہ یہ بات مشہور ہوئی کہ حضرت عمرؓ کا درہ تلوار سے
زیادہ قابل خوف ہی -

عہدۂ خلافت کے اختیار کرنے پر آپؓ کو لوگون نے خلیفۂ خلیفۂ رسول اللہ
کے نام سے سبارکباد دی - آپؓ نے اسپر عذر کیا - کہ اسقدر لمبا خطاب ہر خلیفہ
کے وقت مین بڑھتا جاویگا - یہان تک کہ نامحدود ہو جائیگا - اسپر یہ بات قرار پائی
کہ آپؓ کو امیر المومنین کا خطاب ہونا چاہیے -

پہلا کام آپ کا شام کے لشکر کی بہ نسبت تھا - آپکا بردبار عدل خالد کی
چمکیلی شجاعتون سے بچا چند ہی مہینے ہوا تھا - اور آپؓ کو اُنکی عام حکومت کی قابلیت
مین شک آیا - آپؓ کو خالدؓ کی بہادری اور جنگی ہنر کا اقرار تھا لیکن اُنکو
جلد باز تند اور فضول خرچ اور زیادہ خطرے مین ڈالنے والے اور طرفدار
سمجھتے تھے - اور سرداری کے قابل نہین جانتے تھے آپؓ نے اسلیے ایسے
آدمی سے لشکر کی حکومت لے لینی چاہی - اور حضرت ابو عبیدہؓ کو واپس
دینی چاہی - جنکی بہ نسبت آپؓ نے فرمایا کہ ابو عبیدہؓ نے اپنی پرہیزگاری
اور حلم اور عدل اور ایمانداری کے سبب سے اپنے کو اسکے لائق ثابت کیا -
اسلیے آپؓ نے ایک ٹکڑے چمڑے پر ایک خط حضرت ابو عبیدہؓ کے نام لکھا -
اور اسمین حضرت ابو بکرؓ کے انتقال کا حال اور اپنے خلیفہ مقرر ہونیکی کیفیت
اور ابو عبیدہؓ کے شام کے لشکر پر سالار ہونے کا احوال درج تھا -

یہ خط حضرت ابو عبیدہؓ کو اسوقت ملا کہ جب خالدؓ جلاوطنون کے قافلے کے
تعاقب مین غیر حاضر تھے - حضرت ابو عبیدہؓ کو تعجب ہوا اور خط کے مضمون
سے سراسیمہ تھے - اُنکی بردباری اعلیٰ حکومت کی خواستگار نہ تھی - اور آپ

یہ سمجھتے تھے کہ جب خلیفہ وقت کو خالدؓ کی کامیابیون کا حال جو بالفعل فتح دمشق کے باعث ظہور مین آیا معلوم ہوگا تو ہمکو اس عہدے پر رہنے نہ دینگے۔ اسلیے آپنے نے خط کے مضمون کو مخفی رکھا۔ اور اسی لیے جب خالدؓ دمشق کو واپس آئے انھون نے خالدؓ کو سالار لشکر مانا اور انکو دوسرا خط ابوبکرؓ کے نام سے لکھنے دیا جسمین قافلہ کے تعاقب اور اسکے لوٹ کا حال تھا۔

حضرت عمرؓ کو خلیفہ ہوئے کچھ عرصہ نہین گذرا تھا۔ کہ پہلا خط خالدؓ کا جسمین دمشق کی فتح درج تھی ملا۔ اس کامیابی پر اہل مدینہ کو نہایت خوشی ہوئی اور خالدؓ کی بہادری کی بہت لوگون نے بڑی تعریف کی اسی خوشی مین جب عمرؓ نے خالدؓ کی برخاستگی کا حال معلوم ہوا۔ تعریف کرنے والے شاکی ہوئے۔ کہ خالدؓ اپنی کامیابیون کی حالت مین کیون برطرف کیے گئے حضرت ابوبکرؓ کا جواب یاد کرو۔ کہ ہم سیف اللہ کو کیون میان مین ڈالین جب وہ تلوار اسلام کی وسعت کے لیے نکالی گئی ہے۔

حضرت عمرؓ نے انکی شکایتون کو سن لیا۔ لیکن آپ کا قصد ویسا ہی رہا۔ آپنے نے فرمایا کہ حضرت ابوعبیدہؓ ایک نرم اور رحم دل آدمی ہین۔ تاہم وہ لڑائین مین اپنے آدمیون کو خطرے مین ڈالنے سے باز رکھینگے۔ اور مکار لوٹ وغیرہ مین مصروف نہونے دینگے اور لڑائی کے وقت حلم کے سبب سے کم قدر بھی ہونگے اسی وقت خالدؓ کا دوسرا خط حضرت ابوبکرؓ کے نام سے آیا جسمین قافلے کے تعاقب اور کامیابی کا حال درج تھا۔ اور جو اختلاف حضرت ابوعبیدہؓ سے ہوا اسکا تصفیہ چاہا تھا۔ خلیفہ وقت اس خط سے متحیر ہوئے جس سے ظاہر تھا۔ کہ فوج کو ہنوز آپ کی جانشینی کا حال نہین معلوم ہوا۔ اور نہ حضرت ابوعبیدہؓ نے ہنوز سالاری اختیار کی۔ آپنے پھر خط ابوعبیدہؓ کو لکھا جسمین آپنی

تقرری درج تھی - اور امر متنازعہ کا فیصلہ تھا - اور آپؓ نے لکھا کہ دمشق صلح سے فتح ہوا نہ تلوار سے اور یہ کہ معاہدہ کے شرائط کو ماننا چاہیے اور آپؓ نے قافلہ کا تعاقب کرنا نا عاقبت اندیشی پر محمول کیا اور یہ کہ اگر نتیجہ خلاف ہوتا تو ہلاکت کا باعث ہوتا - اور قیصر کی مٹی کو بلا زر مخلصانہ کے چھوڑنا فضول ٹھہرایا کیونکہ اس سے ایک زر کثیر ہاتھ آتا آپؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو کسی قدر شدید ہونے کا مشورہ دیا - کیونکہ آپؓ کے حلم سے بخوبی واقف تھے لیکن نہ ایسا کہ مسلمانوں کو لوٹ کی لالچ میں خطرہ میں ڈالیں - اور اس اشارہ سے خالدؓ کو ملامت کرنا تھا -

شاید کہ یہ خط بھی حضرت ابو عبیدہؓ کے حلم سے دیا دیا جاے - آپؓ نے خط کا ایک ممتاز آدمی شداد ابن عاص کے معرفت روانہ کیا گویا کہ انکو اپنا نائب بنا کر شام کو بھیجا - کہ مسلمانوں کے سامنے یہ خط پڑھیں اور دمشق میں آپؓ کی جانشینی کا اظہار کریں -

شداد نے خالدؓ کو لشکر کا سالار پایا - اور آدمیوں کو حضرت ابوبکرؓ کے انتقال سے ناواقف دیکھا - اس خبر سے ہر ایک شخص کو تعجب تھا - حضرت ابوبکرؓ کے انتقال سے جنکو لوگ بجاے باپ کے سمجھتے تھے نہایت صدمہ ہوا - اور خالدؓ کی معزولی سے متعجب ہوئے - کہ ایسی کامیابیوں میں کیوں معزول ہوئے - اور بہت سے سپاہی اور افسر اس امر سے سراسیمہ تھے -

اگرچہ خالدؓ ابن الولید اپنی فتوحات میں سخت تھے لیکن اس موقع پر اپنکو بہت با شخص ثابت کیا - آپؓ نے فرمایا ہم جانتے ہیں حضرت عمرؓ ہمکو عزیز نہیں رکھتے ہیں لیکن چونکہ حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہو گیا اور عمرؓ کو جانشین مقرر کیا - ہم انکی اطاعت کرتے ہیں - اسلیے انھوں نے عمرؓ کی خلافت کا اعلان کیا - اور اپنی سالاری ابو عبیدہؓ کو سپرد کی - ابو عبیدہؓ نے جبراً قبول کیا - اور خوف تھا کہ

شاید خالدؓ کے بدل ہوکر جانے سے اسلام کی ترقی مین فتور نہ آجاے۔ خالدؓ نے فوراً ہی ثابت کردیا کہ اسلام کے واسطے دونون حالت مین یکساں متعد تھے۔ خواہ مثل سپاہی کے ہون۔ یا سردار ہوکر رہین۔ خالدؓ کا اطاعت کرنا لوگون کے استعجاب کا باعث ہوا۔ اور اُنکے دشمنون نے بھی تعریف کی۔ اور اسپر اُنکی وقعت اور عزت اور ابوعبیدہؓ کا اعتبار اور بھی زیادہ بڑھا۔

اسوقت ایک عیسائی قوم کے شیخ نے حضرت ابوعبیدہؓ سے رسوخیت پیدا کرنی چاہی اور ایک میلے کا حال آکر بیان کیا۔ کہ اسمین غنیمت خوب ہاتھ آویگی اور کہنے بیان کیا کہ ایک جگہ درمیان طرابلس اور ہاران کے ہی جو یہان سے دو منزل ہی۔ وہان پر دیر ابی القدوس ہی جو عیسائی پرہیزگارون سے آباد ہی اور اسکا پادری اپنی عقلمندی۔ پرہیزگاری اور گوشت کے احتراز کے لیے مشہور ہی پس ہر جوان اور بوڈھا اُسکی دعا اور مشورہ لینے کو جاتا ہی۔ اور کوئی ایسی شادی نہین ہوتی ہی جسمین وہ شریک نہین ہوتا ہی۔

اس دیہ کے مقابل مین ایک میلہ ہوتا ہی جسکا نام ابیلا ہی جہان اطراف کی دولت اور عمدہ قیمتی اسباب اور ریشمی کپڑے اور زیورات سونے چاندی کے اور دوسری قیمتی چیزین جمع ہوتی ہین۔ اور چونکہ میلہ ہتھیار بند آدمی کا نہین ہی تھوڑی کوشش مین بہت غنیمت ہاتھ آویگی۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے یہ خبر لشکر مین سُنادی اُنھون نے فرمایا کہ اس کام کو کون کریگا۔ وہ خالدؓ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کہ شاید یہ قبول کرین لیکن آپ (خالدؓ) خموش رہے حضرت ابوعبیدہؓ اس لحاظ سے کہ خالدؓ ابھی سالار لشکر تھے پوچھ نہ سکے جسوقت ابوعبیدہؓ کو تامل تھا۔ عبداللہ بن جعفر طیار آگے آئے۔ اور ایک جھنڈا لیکر پانسو عمدہ سوار آزمودہ کار اُنکو دیے گئے جنھون نے بہت سی لڑائیان دیکھی تھین

یہ سب دمشق کے دروازے سے نکلے اور اُنکے ساتھ نشان دینے والا وہی عیسائی ساتھ ہوا۔ قبل پہونچنے ابیلا کے اُنھوں نے کچھ آرام لیا۔ اور اُس عیسائی کو مثل جاسوسی کے آگے بھیجا۔ جیسے ہی وہ وہان پہونچا۔ کیا سنتے ہیں وہان یونانیون ارمنیون قبطیون اور یہودیون کا مجمع دیکھا۔ مختلف لباس پہنے ہیں علاوہ اسکے وہان بڑا جلسہ امیرون اور رئیسون اور پادریون کا تھا۔ نہایت عمدہ لباس پہنے تھے۔ اور پانچہزار سوار حفاظت کے لیے تھے۔ اُسکو ایسا معلوم ہوا کہ حاکم طرابلس کی بیٹی کی شادی تھی جو اپنے شوہر کے ساتھ اُس پرہیزگار کی دعا لینے آئی تھی۔ عیسائی جاسوسی مسلمانون کے لشکر میں واپس گیا اور اُنکو واپسی کے لیے کہا عبداللہ بن جعفر طیار نے کہا ہم ایسا نہیں کر سکتے ہمکو ڈر ہے کہ اگر ہم پیٹھ پھیرین۔ ہم پر قہر الٰہی نہ آجاے۔ ہم ان کافرون سے لڑینگے۔ وہ جو ہماری مدد کرینگے اللہ تعالیٰ اُنکو جزا دیگا۔ جن لوگون کا دل نہین چاہتا۔ وہ چلے جاوین۔ لیکن کوئی مسلمان نہ پھرا عبداللہ نے اُس عیسائی سے کہا کہ آگے بڑھو۔ اور دیکھو کہ شجاعان اسلام کیا کرتے ہین۔ جاسوس کو تامل تھا اور اُسنے نہایت دشواری سے اس خطرناک راہ کی رہنمائی کی عبداللہ اپنے ساتھیون کو ابیلا کے قریب لاے۔ جہان صبح تک پڑے رہے جیسے صبح ہوتے ہی اُنھون نے معمولی نماز ادا کی۔ اپنے لشکر کو پانچ حصون مین تقسیم کیا۔ ہر حصے مین سو آدمی تھے۔ اور اُنکو کہا گیا کہ فوراً ہی پانچ موقع پر حملہ کرین اور بلند پکارین اور بلالحاظ غنیمت کے قتل شروع کردین جہان تک کہ فتح حاصل ہو۔ تب اُنھون نے اُس جگہ کو بلاحظہ فرمایا اُس پرہیزگار کو اپنے معبد کے سامنے وعظ کہتے دیکھا اور ایک مکان تھا کہ بہت سوارون اور عمدہ کپڑا پہنے ہوئے آدمیون سے گھرا ہوا تھا اسی مکان مین شاید وہ دلھن تھی۔

عبداللہ بن جعفر نے اپنے پیروان کو جرأت دی۔ کہ انھین دشمنون سے لڑو۔ اور کہا یاد کرو کہ رسول اللہ صلعم کا قول ہی۔ کہ بہشت تلوار کے سایہ تلے ہی۔ اگر ہمکو فتح ہوئی تو غنیمت ہمارے لیے ہی اور اگر ہم مارے گئے یہ بہشت ہمارے انتظار مین ہی۔

لشکر کے پانچون حصون نے جسطرح کہا گیا تھا اللہ اکبر کی صدا کے ساتھ حملہ کیا۔ عیسائی گھبرا گئے۔ کہ کل اسلام کا لشکر ہم پر آگیا۔ نہایت سخت اشتعال پڑا۔ گروہ کے گروہ مختلف سمت مین بھاگے۔ عورتین اور لڑکے رونے لگے خیمے اور خرگاہ چھوڑ دیے گئے۔ اور قیمتی تجارت کے اسباب گلیون مین منتشر تھے دشمن کے لشکر کے حملآورون کی تعداد کم دیکھکر دل کو ڈھارس دی۔ اور اُنپر حملہ کیا۔ تاجرون نے بھی یہ دیکھکر ہتھیار بند ہوکر حملے کی شرکت کا قصد کیا۔ اور مسلمانون کی جماعت ایسے بڑے لشکر سے گھر گئی کہ عرب بی مورخ سفید داغ سے جو اونٹ کے چمڑے پر ہوتا ہی مثال دیتے ہین۔ ایک مسلمان سپاہی نے اس خطرے کو دیکھا اور اس جماعت سے نکل کر دمشق کی طرف مدد کی طلب مین گیا۔ ایسی حالت مین حضرت ابوعبیدہ اپنا لحاظ بھول گئے۔ اور خالد بن الولید کی طرف گئے۔ اور کہا کہ ایسے خطرناک وقت مین آپ عاری نہ رہیے۔ اور فوراً جاکر اپنے بھائیون کو تباہی سے بچائیے۔ خالد نے کہا کہ اگر عمر ایک لڑکے کو بھی حکومت دیتے تو ہم اسکے حکم کو بے عذر بجالاتے اور آپ تو ایمان مین ہمارے سابقون مین ہین۔

انھون نے اپنے کو اس زدوسے جو مسیلمہ کذاب کی لڑائی مین ہاتھ لگی تھی مسلح کیا۔ انھون نے سر پر خود رکھا اور اسپر سے ایک ٹوپی پہنی جسمین

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موے مبارک تھا۔ تب گھوڑے پر سوار ہو کر
چنے ہوئے آدمیوں کے ساتھ جسمین خود بھی تھے ابیلا کی طرف چلے۔ ہرگاہ
وہ لشکر جو عبداللہ بن جعفر کے تحت مین تھا تمام روز یوسی کے ساتھ لڑتا رہا
مُردون کے ڈھیر سے اُنکی قوت معلوم ہوتی تھی لیکن مسلمانون کی جماعت مگنتی کی تھی
کوئی ایسا باقیون مین نہ تھا جسکو کوئی زخم نہ لگین ہون۔ قریب غروب کے ایک
غبار دکھلائی دیا یہ دشمنون کا امدادی لشکر تھا۔ ایک لشکر سوارون کا بھیجا
اُنکے ہاتھ مین خالد بن الولید کا سیاہ جیل: الاجھنڈا تھا۔ اور ہوا سے اللہ اکبر
کی صدا آئی۔ عیسائیون پر دونون طرف سے حملہ ہوا بعض بھاگے اور اُنکا تعاقب دریا
کے کنارے تک کیا بعض مسلمان عیسائی معبد کے گرد حملہ کر رہے تھے فضہ اور
سینہ بسینہ طرابلس شام کے حاکم سے لڑے۔ ایک نے دوسرے کو پکڑ لیا لپٹے
زمین پر دونون گرے فضہ آزاد ہو رہے تھے۔ کمانڈر کا کرنے مخالف کے سینہ مین باری
وہ کھڑے ہو گئے حاکم مقتول کا گھوڑا پکڑ کر اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرے نئے
مخالفین کے مقابلے کو آئے۔ لڑائی ختم ہو گئی عیسائی لوٹا گیا۔ گھوڑے
خچر اور گدھے ریشمی کپڑون سے بار کیے گئے تھے چاندی سونے کے
زیورات قیمتی جواہرات خوشبو مصالح اور دوسرے قیمتی تجارت کے اسباب تھے
لیکن نہایت قیمتی حصہ غنیمت کا وہ دھن مع چالیس خواصون کے تھی۔
وہ معبد بھی بالکل خالی ہو گیا اور سوائے اُس مقدس باد ری کے کوئی نہ رہا۔ خالد
نے اُس ضعیف کو پکارا لیکن کچھ جواب نہ دیا۔ آپ نے پھر پکارا لیکن جواب کچھ نہ تھا
مگر کو سنا۔ خالد نے کہا۔ جو کچھ اللہ کا حکم ہے بجا لاتے ہین۔ اور اگر رسول اللہ
صلعم کا حکم تمھارے ایسے لوگون کو چھوڑ دینے کا نہوتا۔ تو ہم تمکو بھی قتل کرتے
وہ ضعیف آدمی اپنے خطرے کو دریافت کر کے خموش رہا۔ کامیاب لوگ اپنی غنیمت

اور قیدیون کو دمشق تک لائے غنیمت کا پانچوان حصہ بیت المال کے واسطے رکھا گیا۔ اور بقیہ سپاہیون مین تقسیم پایا۔ ضرار کو حاکم ابیلا کا گھوڑا حصے مین ملا۔ لیکن اُسکو اُنھون نے اپنی بہن فاطمہ کو دیا۔ ساز اور زین جواہرات سے مرصع تھے۔ اُنکو اُنھون نے چُن لیا اور اپنے ساتھ کی عورتون کو تقسیم کیا۔ درمیان غنیمت کے اسباب کے ایک کپڑا تھا جسپر عیسیٰؑ کی تصویر تھی۔ جو سبب متبرک ہونے کے وہ گروہ بیت المقدس سے لایا۔

عبداللہ بن جعفر کی درخواست ابیلا کے حاکم کی بیٹی کے لیے تھی جو دلھن ہوکر آئی تھی۔ اس بارہ مین خلیفہ وقت سے دریافت کیا گیا اور حسب منظوری اُنکے وہ دلھن عبداللہ کو دی گئی۔ حضرت ابوعبیدہ نے اپنے اس خط مین خالد کی عظمت اور تعریف لکھی اور اُسکے صلہ مین اُنکو مبارکباد دینے کے لیے لکھا۔ کہ جس سے اُنکی شکستگی رفع ہوجاے۔ خلیفہ وقت نے اگرچہ کل مدون کا جواب حضرت ابوعبیدہ کو دیا۔ لیکن نسبت خالد کے جو لکھا تھا۔ نہ اُسکا جواب دیا اور نہ لحاظ کیا۔ آپ کا لحاظ سیف اللہ کی طرف کم تھا۔

فصل دوسری

انگریزی مورخین کی راے ہے۔ کہ مسلمانون کی کامیابی اُنکی سادگی اور پرہیزگاری کے باعث تھی۔ اُنکو عیش و نشاط کی کچھ خبر بھی نہ تھی۔ اور شراب نہین پیتے تھے اُنکا شربت سادہ پانی تھا۔ اُنکی اصل غذا دودھ چاول اور میوہ جات ارضی تھی اور اُنکا لباس موٹا کپڑا تھا۔ ایک لشکر اسیاے آسیون کا آسانی سے پردخت ہوسکتا تھا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ بہت جلد جاسکتا اور لڑ سکتا تھا۔ شام کے پرعیش ملک مین آرام کرنے سے مسلمانون پر بھی کچھ اثر آنے لگا۔ اور حضرت ابوعبیدہ نے خود ملاحظہ کیا۔ کہ شراب جسکی ممانعت رسول اللہ صلعم نے کی ہے

مسلمان استعمال کرنے لگے۔ اسکی اطلاع خط کے ذریعہ سے حضرت عمرؓ کو دی اور آپؓ نے اُسکو مسجد کے جلسۂ عام مین سنایا۔ اور فرمایا کہ یہ لوگ صرف غربت اور سخت محنت مین رہنے کے عادی ہین انکا کیا کیا جاے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو شراب پیئے اُسکے پانون مین بیڑیان لگائے جائین۔ حضرت عمرؓ نے اسکو پسند کیا۔ اور آپؓ نے ابوعبیدہؓ کو یہی لکھا۔ اسپر آپؓ نے مجرمون کو بلایا اور انکو بارعام سزا دی اور آپؓ نے فرمایا جسنے اس جرم کو مخفی کیا ہی۔ وہ بھی آپ سے آکے۔ اقرار کرے اور باز آوے وہ سزا سے محفوظ رہیگا۔ چنانچہ اکثرون نے ایسا ہی کیا۔ اور آپ نے معاف فرمایا۔

لائق سردار ابوعبیدہؓ نے اب دمشق مین پانچہزار سوار چھوڑے اور کل لشکر کے ساتھ شام کی فتح کے واسطے روانہ ہوئے۔ یہ ملک بسبب شادابی اور مناسبت آب وہوا کے شہر اور قلعون سے معمور تھا اور اس لیے فتحیابون کے واسطے میدان کارزار نہایت عمدہ تھا۔ انمین سے دو جگہ نہایت مرتفع اور فخر کے قابل تھین حمص کہ دارالسلطنت تھا اور بعلبک کہ مشہور شہر آفتاب کا تھا کوہ لبنان کے درمیان مین واقع ہی۔ یہی میدان حضرت ابوعبیدہؓ کے کارزار کی جگہ تھی۔ اور آپؓ نے خالدؓ کو سعد ضرارؓ اور رفیعؓ ابن عمیرہ کے آگے بھیجا۔ اور سوم حصہ لشکر کا اس ملک کو جو حمص کے اطراف مین ہی روانہ کیا۔ اور آپ اصل لشکر کے ساتھ آہستہ آہستہ جاتے تھے۔ اور جب جابیشہ مین پہونچے۔ اُسکے حاکم سے مقابلہ ہوا۔ لیکن اُسنے چار سو اشرفی اور پچاس ریشمی عبا دیکر ایک برس کے واسطے صلح کرلی۔ اور یہ شرط کی کہ اگر حمص اور بعلبک مسلمانون کے قبضے مین آجائیگا۔ تو سال کے آخر مین اطاعت کرلینگے۔ جب ابوعبیدہؓ شہر حمص کے سامنے پہونچے۔ آپؓ نے خالدؓ کو کام مین نہایت چست پایا۔ اُس جگہ کا حاکم اُسی روز جب کہ مسلمان آئے

مرگیا۔ اور شہر مین کافی سامان روزینہ کا محاصرے کے قابل نہ تھا۔ اور باشندون نے ایک برس کے واسطے دس ہزار اشرفی اور دو سو جوڑے دیکر صلح کرلی۔ اور یہ شرط کی کہ اگر حلب۔ الحضر اور کناسرن مسلمانون کے قبضہ مین آجائیگا۔ اور قیصر کے لشکر کو شکست ہوگی تو سال کے آخر مین ہم اطاعت قبول کرلینگے۔ خالدؓ کی رائے محاصرہ کرنے کی تھی۔ لیکن ابوعبیدہؓ نے یہ سمجھکر کہ اسوقت روپیہ ملتا ہے اس سے مسلمان اپنی حالت درست کرلینگے اور آیندہ کی کارروائی مین کام آئیگا صلح قبول کی۔

جیسے ہی صلح ہوئی کہ حمص کے رہنے والون نے شہر کا دروازہ کھولا۔ اور شہر کے زیر دیوار بازار قائم کیا۔ اور تجارت ہونے لگی۔ کیونکہ مسلمانون کے خیمے مین لوٹ کا اسباب بھرا ہوا تھا۔ ہر قسم کی چیزین تھین۔ اور انکو انکی قیمت کی خبر نہ تھی۔ اسی عرصہ مین وہ لوگ کہ اطراف کے ملک صاف کرنے کے واسطے بھیجے گئے تھے۔ اسباب غنیمت اور قیدیون کے ساتھ پہونچے۔ اسباب مین بھیڑ۔ مویشی۔ اور گھوڑے اور اونٹ خانہ داری کے مال سے لدے ہوئے تھے۔ ان آدمیون کے رونے سے جو اپنے گھر سے بے خانمان ہوکر غلامی مین فروخت ہونے کے واسطے آئے۔ حضرت ابوعبیدہؓ کو نہایت ترس آیا۔ آپؓ نے فرمایا جو اسلام قبول کریگا اسکے لیے اسکا گھر اور اسکا اسباب ہے۔ اور جو کافر رہا چاہتا ہو وہ پانچ اشرفی فی کس سالانہ جزیہ دے۔ انکا نام آپؓ نے ایک کتاب مین درج کیا۔ اور تب انکا اسباب۔ انکے جورو لڑکے اس شرط پر واپس دیے۔ کہ وہ ضرورت کے وقت رہنما اور مسلمانون کے مترحم ہون۔ ابوعبیدہؓ کی اس مترحم تدبیر سے اسلام کی کامیابی مین بڑی ترقی ہوئی بلکہ تلوار کے زور سے بھی زیادہ شام کے اکثر یونانی باشندون نے اپنا نام جزیہ دیکر درج رجسٹر کرایا۔ اور دوسرے شہرون نے بھی ایک برس کی صلح مثل

حمص کے قبول کی خالدؓ نے جو صلح سے راضی نہ تھے شکایت کی کہ ہم ان شہرون کو بزور تلوار اس سے بھی کم عرصے مین قبضہ کرلیتے - لیکن ابوعبیدہ اپنی بردباری کی راہ سے نہ گذرے اس طرح سے عرصۂ قلیل مین کل ملک حمص - الخضر اور کناسرن کا خونریزی سے بچا - لڑنے والے مسلمان حدبندی اور رہنے کے جانے کے باعث سے کسی قدر مکدر تھے - بلکہ ایک موقع ایسا آگیا تھا کہ قریب تھا کہ صلح ٹوٹ جاتی مسلمانون کا کچھ لشکر کناسرن کی سرحد پر ایسی جگہ پہونچ گیا تھا - جہان قیصر ہرقل کی مورت بنا کر سوار بندی کا نشان دیا تھا مسلمان بتکوبت سے نہایت احتراز اور نفرت ہوتی ہے - اُس سے کھیل اور مضحکہ کرنے لگے - یہان تک کہ اُس بت کی آنکھ نیزے کی نوک سے اتفاقاً یا قصداً ضایع ہوئی - یونانیون کو اس تشدد پر نہایت مخالفت ہوئی - اور ابوعبیدہؓ کے پاس ایلچی بھیجا - کہ یہ امر صلح کے خلاف ہوا - اور بادشاہ کی توہین کی گئی - ابوعبیدہؓ نے نرمی سے یقین دلایا - کہ میری دلی خواہش ہے - کہ ہم صلح قائم رکھین - اور یہ کہ جو ضرر بت کو پہونچا وہ اتفاقیہ تھا - اور اس سے بادشاہ کی توہین منظور نہ تھی - آپؓ کی رحم دلی سے ایلچی کو جرأت ہوئی - اور اُس نے کہا کہ بادشاہ کی بیشک اہانت ہوئی - یہ خلیفۂ وقت کا کام ہے کہ اُسکا بدلہ دے - یعنی آنکھ کے بدلے آنکھ - اسپر بعض شدید مسلمان بول اُٹھے - کیا اس کا ذکر غرض یہ ہے کہ بت کی آنکھ کے بدلے خلیفہ کی آنکھ لیجائے - اور اپنے غصے مین اُسکو دہن مارڈالتے لیکن ابوعبیدہؓ نے اُنکا غصہ ٹھنڈا کیا - اور کہا کہ یہ استعارتاً بولتا ہے - اور قاصد کو ایک طرف لیجاکر سمجھایا - کہ اگر تم صلح رکھنا چاہتے ہو - اور بدلا لینا چاہتے ہو تو اسیقدر کافی ہے - کہ خلیفہ وقت کی مورت شیشے کی بناکر اُسکی ایک آنکھ توڑ دو - ہرگاہ ابوعبیدہؓ سہل طریقون سے بلا لڑے جھگڑے ملک کو قبضے مین لا رہے تھے خلیفہ وقت کا مکتوب آیا جس سے ظاہر تھا کہ ابوعبیدہؓ سستی کرتے ہین - کیونکہ اس درمیان مین کسی لڑائی کی خبر نہین پہونچی تھی - سپاہیون نے جب خط کا مضمون سنا [illegible]

اور ابو عبیدہؓ کو صلح کا افسوس ہوا - اسی جوش مین آپؓ نے ایک مشورہ کا جلسہ قائم کیا - اور یہ بات قرار پائی کہ وقت نہین ضایع کرنا چاہیے - اگرچہ صلح کی میعاد مین ایک مہینا باقی تھا - تاہم آپؓ نے خالدؓ کو ایک قوی لشکر کے ساتھ حمص مین چھوڑا - اور خود اصل لشکر کے ساتھ بعلبک روانہ ہوئے -

فصل تیسری

بعلبک کا نام مرکب ہے بعل سے جسکے معنی شامی زبان مین آفتاب کے ہین اور بک سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ جگہ آفتاب کے سکونت کی ہے - اسلیے وہان اسکی پرستش ہوتی تھی - اور یہ شہر شام کے عمدہ سے عمدہ شہرون مین تھا - سرزمین بکہ کی تجارت گاہ کا یہ شہر مرکز تھا - جو درمیان کوہ لبنان اور قدیم لبنان کے واقع ہے یونانی سلطنت کے زمانے مین اسکو ہیلی اوپولس کہتے تھے جسکے معنے آفتاب کے شہر کے ہین - یہ شہر آفتاب کے مندر کے واسطے مشہور ہے - جسکی تعمیر سلیمانؑ نے اپنی کسی زوجہ کے خوش کرنے کے لیے جو آفتاب پرست اور سائدون کی رہنے والی تھی کی تھی - ایسا مشہور ہے کہ بعبیا بہ پتھر وہ سب جن پر سلیمانؑ کے تابع تھے لاتے تھے - اسوقت بھی وہ پتھر دیکھنے والون کو تعجب مین ڈالتے ہین - اور انجنیرون کو حیرانی ہوتی ہے - بعلبک کی راہ مین ابو عبیدہؓ نے چار سو اونٹون کا قافلہ گرفتار کیا - اور جزیہ لیکر اپنی معمولی رحم دلی سے رہا کیا - جنھون نے آپؓ کے پہونچنے کی خبر شہر والون کو دی ہرمس حاکم شہر مسلمانون کو لوٹیر آیا جھکر چھ ہزار سوار اور بیقاعدہ پیادون کے ساتھ غنیمت واپس لینے کے لیے مسلمانون پر حملہ آور ہوا لیکن مقابلہ کے وقت اُسنے اپنے کو ناقابل پایا - اور سات زخم کھاکر بڑے نقصان کے ساتھ شہر مین واپس گیا - ابو عبیدہؓ نے اپنے کو شہر کے سامنے قائم کیا - اور ایک خط [illegible] ون کے نام لکھا کہ تم لڑائی مین مسلمانون پر غالب آؤگے اور تم خواہ اسلام

قبول کرو خواہ جزیہ دو - یہ خط آپؓ نے ایک دہقانی کے ہاتھ مین دیا - اور اُسکو بیس روپیہ اِس اُجرت مین دیے - اور فرمایا کہ بلا مزد کام نہین لینا چاہیے - اللہ تعالےٰ منع فرماتا ہی -

شہر پناہ کی دیوار سے رسّی لٹکائی گئی اور اُسکو پکڑ کر شہر مین قاصد داخل ہوا اور خط دیا - اور اکثر باشندے اطاعت کیطرف رجوع ہوئے - لیکن ہرمس کہ ہنوز زخم مین مبتلا تھا - خط کو پھاڑ ڈالا اور قاصد کو بلا جواب جانے کو کہا -

حضرت ابو عبیدہؓ نے حملے کا حکم دیا لیکن قلعہ کے لشکر نے بہادرانہ مقابلہ کیا - اور انجن وغیرہ سے دیوار کے اوپر سے اسقدر ڈھیلہ بازی کی کہ مسلمانون کو نقصان کے ساتھ دیوار کے پاس سے ہٹنا پڑا - ہوا سرد تھی - اور ابو عبیدہؓ نے جو اپنے لوگون کے بڑے خیرخواہ تھے - اپنے لشکر مین منادی کردی کہ کوئی آدمی کل صبح کو لڑائی مین نہ جائے کل سب کی دعوت ہی - سب لوگ پکانے مین مصروف تھے - کہ شہر کا دروازہ کھلا - اور یونانیون نے حملے کیے - اور مسلمانون مین بڑی خونریزی کی - لیکن یونانی وقت کے ساتھ پسپا کیے گئے - تاہم کچھ قیدی اور غنیمت لے گئے - حضرت ابو عبیدہؓ نے اپنا خیمہ اور ہٹالیا - جہان انجن کا اثر نہ پہونچ سکے - اور سوارون کو اور وسعت ملے - آپؓ نے چھوٹے چھوٹے لشکر مختلف سمت مین بھیجے کہ کئی جگہ دشمن کو مخاطب کرین سعد بن زیدؓ پانسو سوار اور تین سو پیادون کے ساتھ اُس دروازے کے مقابل تھے جو دمشق کیطرف تھا - اور ضرار تین سو سوار اور دو سو پیادون کے ساتھ اُس دروازے کی جانب تھے جو پہاڑ کی طرف تھا - ہرمس مسلمانون کا خیمہ ہٹا دیکھکر یہ سمجھا - کہ وہ حال کے نقصان سے ڈر گئے - اور کہا کہ یہ عرب ننگے ریگستان کے رہنے والے بیکار لڑتے ہین - اور ہمارا لڑنا اپنے جورو لڑکے اور مال اور زندگی کے واسطے ہی - اسلیے اُسنے اپنے لشکر کو ایک اور حملے کا مشورہ دیا - اور سخت لڑائی ہوئی -

ایک شخص مسلمان افسرون مین جنکا نام سہیل ابن صبا تھا وہ بسبب دہنے بازو مین زخم لگنے کے لڑ نہین سکتے تھے۔ گھوڑے سے اُترکر مشکلاً قریب کی پہاڑی پر جا بیٹھے جہان سے میدان جنگ اور شہر اور اُسکا اطراف معلوم ہوتا تھا۔ یہان سے وہ لوگ لڑائی کو دیکھتے تھے۔ اُس دروازے کے مقابل مین جہان ابو عبیدہؓ تھے حملہ ہوا۔ بلکہ کل حملہ اُسی طرف آپڑا۔ لڑائی سخت ہوئی۔ اور سہیلؓ کو ایسا معلوم ہوا کہ مسلمان اسطرف کے دبے ہوئے ہین۔ اور سالار لشکر خطرناک حالت مین ہین۔ ہرگاہ ضرارؓ اور سعدؓ دوسری جانب بیکار تھے۔

چونکہ اُس طرف سے حملہ نہین ہوا تھا۔ پس سہیلؓ نے کچھ لکڑی فراہم کی اور آگ جلائی جس سے دھوان ظاہر ہوا۔ اور یہ ایک علامت عربون کے درمیان مین مدد کی طلب کی تھی۔ پس ضرارؓ اور سعدؓ نے اس علامت کو دیکھا۔ اور ابو عبیدہؓ کے لشکر کیطرف رجوع ہوئے۔ اُنکے آنے ہی سے لڑائی کی حالت بدل گئی۔ ہرقل نے جو سمجھا تھا کہ اُسکو عنقریب مین فتح ہوگی اپنے کو ہر طرف مغلوب دیکھا۔ اور اپنے اور شہر کے درمیان مین مسلمانون کو حائل پایا یونانیون کی قاعدہ دانی نے اُنکی جانین بچائین۔ اُسکے آدمیون نے سینہ بسینہ مقابلہ کیا۔ اور آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے گئے۔ اور مسلمان اُنپر حملہ آور تھے۔ ابو عبیدہ کو ضرارؓ اور سعدؓ کے آنے کا حال معلوم نہوا۔ اور عیسائیون کے ہٹنے کو حیلہ سمجھا۔ اس سبب سے اپنے آدمیون کو واپس بلایا سعدؓ جنھون نے افسر کے حکم کو نہ مانا تعاقب مین رہے یہان تک کہ اُنھون نے دشمنون کو پہاڑ کے سرے تک پہونچایا۔ اور وہ لوگ ایک معبد مین پناہ گزین ہوئے۔ جب ابو عبیدہؓ نے اس موقع پر امدادی لشکر کے آنے کا حال سنا۔ آپ نے اقرار کیا کہ دہوان ہونے سے میرا خیمہ بچا۔ لیکن آپ نے منع فرمایا کہ کوئی اسکا اظہار نہ کرے۔

اسی اثنا مین کہ ہرقل نے اپنے کو مختصر لشکر سے معبد مین گھرا پایا اُسنے اپنے

لشکر سے حملہ کیا۔ تاکہ اپنی راہ کرکے شہر مین داخل ہو۔ اور ایسی دلیری سے کوئی نہین لڑا جیسا وہ لڑا تھا۔ لیکن کچھ اور اسلامی لشکر آنے سے وہ پھر اُسی مین محصور رہا۔ جہان اُنکی ایسی سخت نگرانی کیگئی کہ جسنے روزن سے جھانکا تو اُسکی آنکھون کو مسلمانون کے تیر نے لیا ابو عبیدہؓ نے اب شہر کا محاصرہ نہایت قریب سے کیا۔ اور سعدؓ کو معبد کے محاصرے مین چھوڑا۔ ہربس نے یہ سمجھا کہ اس شکستہ معبد مین روزینہ کا انتظام ہونا۔ اور اپنی حفاظت دشوار ہوگی۔ وہ نہایت دل شکستہ ہوا اپنی ریشمی عبا اور عمدہ کپڑا اُتار کر کھٹا کپڑا پہنکر سعدؓ سے صلح کی گفتگو کرنے آیا۔ سعدؓ نے کہا کہ ہم صرف اُنھین لوگون کی بہ نسبت صلح کی گفتگو کرسکتے ہین جو اس معبد مین محصور ہین اور شہر والون کی بہ نسبت میرا اختیار نہین۔ اُسکو ابو عبیدہؓ جانین۔ اگر یہ لوگ ایمان لائین تو میرے بھائی ہین۔ یا یہ شرط کرلین کہ مسلمانون پر ہتیار نہ اُٹھائین تو آزاد ہین۔ اُنھون نے ہربس کو ابو عبیدہؓ کے پاس لیجانے کا وعدہ کیا۔ اور کہا کہ اگر تصفیہ نہوا تو تمکو اور ہمارے آدمیون کو اسی معبد مین آنا پڑیگا۔ یہان تک کہ اسی جگہ ہمارا تمھارا فیصلہ تلوار کرے۔ ہربس اس سبب سے ابو عبیدہؓ کے خیمے مین لایا گیا۔ اور مسلمانون کی تعداد دیکھکر دانتون سے اُنگلی کاٹنے لگا۔ اسنے شہر کی جانب سے ایکہزار اشرفی اور دو ہزار روپیہ اور ایک ہزار ریشمی عبا دینے کا وعدہ کیا لیکن ابو عبیدہؓ نے دونی جمع کردی اور ایکہزار تلوار اور کل ہتیار اُن لوگون کے کہ معبد مین تھے مانگے۔ اور سالانہ جزیہ چاہا۔ اور یہ کہ نئے عیسائی گرجے نہ بنائے جاوین۔ اور مسلمانون سے نہ لڑین۔ ان سخت شرایط کے قبول کرنے کے بعد ہربس کو شہر کے اندر جانے کی اجازت دیگئی۔ اور یہ کہ یہ شرایط باشندے بھی قبول کرین۔ اور اُسکے کل ساتھی مسلمانون کے خیمے مین بطور ضمانت کے کفیل رکھے گئے۔ باشندون نے پہلے اطاعت کرنے سے انکار کیا وہ کہنے لگے کہ ہمارا شہر شام کے تمام شہرون سے مستحکم ہی۔ لیکن ہربس نے سالانہ جزیے کی چوتھائی خود دینے کہا۔ تب وہ راضی ہوئے۔ ایک امر اُنکے حسب دلخواہ تھا کہ

رفیع ابن عبد اللہ کہ ابو عبیدہ کے نائب تھے اپنے پانسو آدمیون کے ساتھ شہر بعلبک کے باہر خیمہ زن رہین۔ اور شہر مین نہ داخل ہون۔ ان سب امورات کا انتظام کرکے ابو عبیدہ دوسری طرف مخاطب ہوئے۔ رفیع کے اسلامی لشکر نے فوراً ہی بعلبک کے باشندون کے دل مین جگہ کی۔ اور اُنھون نے اطراف کے ملک کو لوٹا۔ اور بعلبک کے باشندون نے لوٹ کے اسباب ارزان لئے۔ اور اس سبب سے اہل شہر بہت جلد مالدار ہوگئے۔ ہربس حاکم نے اس نفع مین شرکت چاہی۔ اُسنے یاد دلایا کہ ہمنے مسلمانون سے کیسے اچھے شرائط کئے۔ اور اُنکے واسطے کہ قدر زر خلاصی صرف کیا۔ ایسی حالت مین دسوان حصہ اپنے نفع کا اُسکو بھی دیوین۔ اُنھون نے جبراً قبول کیا۔ تھوڑے ہی دن بعد اُسنے چوتھائی طلب کیا۔ باشندون کو اسپر نہایت غصہ آیا اور اُسکو مار ڈالا۔ ہنگامے کی صدا رفیع کے خیمے تک پہونچی۔ اور کچھ باشندے شہر کے آئے کہ آپ شہر مین چلیے اور حکومت قبول کیجیے۔ رفیع کو معاہدہ کے خلاف کرنے مین تامل ہوا۔ اور حضرت ابو عبیدہ سے اجازت لیکر شہر مین داخل ہوئے۔ اسطرح آفتاب کا مشہور شہر بعلبک یعنی قدیم ہلی پولس مسلمانون کے قبضے مین ۲۰ جنوری سنہ ۶۳۶ع مین آیا مطابق سنہ ۱۵ ہجری کے۔

فصل چوتھی

شہر حمص کا معاہدہ ایک سال کا ختم ہونے پر ابو عبیدہ اُسکے مقابل مین آئے اور حسب ذیل خط لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم منجانب ابو عبیدہ بن الجراح سالار لشکر امیر المومنین عمر بن الخطاب بنام باشندگان شہر حمص۔ تم اپنی دیوارون کی بلندی اور شہر کے استحکام اور اپنی جسامت پر نہ بھولو۔ اللہ تعالے نے اپنے بندون کے ہاتھ پر اس سے بھی زیادہ مستحکم شہر فتح کرایا ہے۔ تمھاری مثال ہمارے لشکر کے آگے مثل شوربے کی دیگ کے ہوگی۔ مین تمکو اپنے متبرک اسلام کی دعوت کرتا ہون اور اُن مسائل کو کہ

محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہتا ہون۔ اور ہم پرہیزگارون کو تمھاری رہنمائی کیلیے بھیجین گے۔ اگر تم انکار کروگے تب بھی تمھارا اسباب تمھارے قبضے مین چھوڑا جائیگا۔ بشرطیکہ سالانہ جزیہ تم دوگے۔ اگر تم ان دونون شرایط سے انکار کرتے ہو تو اپنی دیوارون سے نکل آؤ اور اللہ ہمارا تمھارا فیصلہ کردیگا۔

اس گفتگو کو باشندون نے حقارت سے سُنا۔ اور قلعہ کے لشکر نے دلیرانہ حملہ کیا۔ اور اپنے معاصرین سے ایسے لڑے کہ جب رات کی بعث لڑائی ختم ہوئی تو وہ خوش تھے۔ شام کو ایک پُرفریب عرب نے ابو عبیدہؓ کا خیمہ تلاش کیا۔ اُسنے جگہ کی مضبوطی سپاہیون کی بہادری اور غلہ کی کثرت کا حال بیان کیا۔ کہ جس سے معلوم ہوا کہ معاصرہ بیکار دیرپا ہوگا آپ رضؓ نے ایک قاصد شہر والون کے پاس بھیجا کہ ہم یہان سے دوسرے شہر والون سے لڑنے کو جائینگے بشرطیکہ خیمہ اُکھاڑنے مین اور پانچ روز کے روزینہ سے مدد کرین۔ آپ کا پیام قبول کیا گیا۔ اور روزینہ مہیا ہوا۔ پھر آپ رضؓ نے ظاہر کیا کہ چونکہ ہمکو دوجانبی اس سے زیادہ غلہ قیمتاً چاہیے اسلیے عیسائی جسقدر غلہ بیچ سکے وہ سب آپ نے خرید لیا اور چونکہ اہل شہر والون نے حمص کا دروازہ کھلا دیکھا۔ اور باشندون کو کاروبار مین مصروف اسلیے مشہور ہوا کہ حمص نے اطاعت قبول کرلی۔

اسلیے ابو عبیدہؓ وعدہ کے موافق دوسری جگہون کیطرف مخاطب ہوئے پہلی جگہ ارستا تھی کہ مضبوط اور شاداب تھی اور وہان سب سامان مہیا تھا آپ کی استدعا پیش ہونے اور نامنظور کیے جانے پر آپ نے اُس جگہ کے حاکم سے کہا کہ ہمین صندوق اسباب سے بھرے ہوے ہمکو بنجالیجانا اسوقت ہمکو دشوار ہی۔ ہم تمھارے پاس چھوڑے جاتے ہین یہ استدعا نہایت خوشی کے ساتھ منظور کیگئی۔ یہ بیسون صندوق تالے لگے ہوے شہر کے اندر لائے گئے لیکن ہر صندوق مین ایک مسلح بند سپاہی تھا۔ ان چیدہ سپاہیون مین کہ چھپے ہوے ضرارؓ اور عبداللہؓ بن جعفر اور عبدالرحمن بن ابی بکر تھے ہرگاہ خالدؓ کچھ لشکر کے

ساتھ اُنکی مدد کے لیے کمین گاہ مین تھے۔

ابو عبیدہ اپنی فوج کے ساتھ روانہ ہوے۔عیسائی اپنے گرجون مین اداے شکر کے واسطے گئے۔ہرگاہ عبداللہ چودہ آدمیون کے ساتھ گرجے کیطرف گئے اور اُسکا دروازہ بند کردیا۔اور ضرار نے چار آدمیون کے ساتھ شہر پناہ کے دروازے کا قصد کیا۔اور اللہ اکبر کہتے ہوے۔اُسکو کھول ڈالا۔اسپر خالد فوج کے ساتھ شہر مین داخل ہوے اور وہ شہر بلاخونریزی کے قبضے مین آگیا۔اسکے بعد شہر شہزار پر حملہ کیا گیا۔اور وہ بھی مناسب شرائط پر اطاعت مین در آیا۔اب ابو عبیدہ حمص مین پھر آئے۔شہر کے حاکم نے معاہدے کے خلاف ہونا بیان کیا۔اور کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ ہم جاتے ہین۔اور دوسرے شہر سے لڑینگے ابو عبیدہ نے کہا کہ مین نے کہا تھا کہ جاتا ہون لیکن آنے سے انکار نہین کیا تھا مین دوسری جگہ سے لڑا اور ارستان اور شہزار کو قبضہ مین لایا۔حمص کے رہنے والون نے اپنی غلطی دریافت کرلی۔اُنکے میگزین مین غلہ سڑا اور اُنکو محاصرہ مین رہنا دشوار تھا۔حاکم شہر نے اُنکو لڑائی کی ترغیب دی اُنھون نے لڑائی کی تیاری کی اور گرجون مین فتحیابی کی دعا کرنے لگے۔اور حاکم شہر نے گرجہ سینٹ جرجیس مین دعا کرائی۔لیکن اُسنے رات کو خوب کھایا پیا۔اور صبح تک شراب پی۔صبح ہوتے ہی اُسنے عمدہ لباس پہنکر پانچ ہزار سوارون کے ساتھ جو نہایت مضبوط دلیر اور ہتیار بند تھے حملہ کیا۔اُنھون نے مسلمانون پر ایسا زور ڈالا کہ قریب تھا کہ اُنکے پاؤن اُکھڑ جاتے۔لیکن خالد بن الولید نے اب اپنے کو آگے کیا۔اور اپنے سپاہیون کو جرأت دلائی۔ایک یونانی کے ساتھ سینہ بسینہ لڑنے مین اُنکی تلوار ٹوٹ گئی۔اور وہ بے ہتیار ہوگئے لیکن اُنھون نے دشمن سے لپٹ کر اُسکو بغل مین دبا کر اُسکی پسلی توڑ دی۔اور اُسکو زمین سے کھینچکر زمین پر مُردہ گرا یا۔اِس خطرناک لڑائی مین مسلمانون نے بڑے جوش دکھائے۔

عین لڑائی مین عکرمہ خالد کے چچیرے بھائی بڑے جوش مین گھس پڑے اور ہر مسلمان کو

جو لڑتا تھا بہشت کی خوشخبری سنائی - اُنھون نے کہا مین بہشت کی حورون کو دیکھتا ہون - ایک بھی اُن مین کی اگر دنیا مین دکھائی دیتی تو سب اُسکی محبت مین مرتے - وہ ہم پر ہنس رہی ہین ایک اُنمین سے سبز ریشم کا رومال ہلا رہی ہے اور ایک ہاتھ مین جواہرات کا پیالہ لیے ہے - وہ ہماری طرف اشارہ کرتی ہے - وہ پکارتی ہے کہ یہان جلد آؤ - اسی حالت مین وہ الجنان الجنان کہتے اُس جگہ گھس پڑے جہان حاکم شہر تھا جسنے اُنکو ایسا نیزہ مارا کہ وہ شہید ہوگئے -

رات آجانے سے لڑائی موقوف ہوئی اور مسلمانون نے آرام کیا - خالدؓ نے بھی ابو عبیدہؓ سے مشورہ کیا کہ کونسی تدبیر کرنا چاہیے - اور کل لڑائی شروع کیجائے - اور غنیم کو منتشر کرکے اپنی جگہہ سے دور بُلایا جاے کیونکہ جب تک وہ اکٹھے رہتے ہین ہمارے سوارون کا بہت نقصان ہوتا ہے اسلیے صبح ہوتے ہی مسلمان اُٹھے - پہلے باقاعدہ طور پر اور بعد اُسکے منتشر ہوکر - کیونکہ عرب کا دستور تھا کہ پیچھے ہٹتے تھے - پھر دفعتاً اکٹھے ہوکر حملہ کر بیٹھتے تھے عیسائیون نے یہ سمجھکر کہ مسلمان بیدل ہوکر بھاگے بعضون نے تعاقب کیا - اور بعض لوٹ کے فکر مین ہوئے -

فوراً عربون نے منتشر یونانیون پر حملہ کیا - اور اُن پر آگرے خالدؓ اور ضرارؓ نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی اور اپنے لشکر کو جرأت دی اور نہایت خونریزی کی - عیسائی مُردون کی تعداد ستر ہزار سے زیادہ تھی اور حاکم شہر اُسی زمرے مین تھا - وہ بڑی جسامت اور بھاری چہرہ اور خوشبو لگانے کے باعث سے پہچانا گیا -

اس لڑائی کے بعد شہر حمص نے اطاعت قبول کی - لیکن مسلمان نہ قبضہ کرنے کے لیے نہ قلعہ کے لیے فوج چھوڑنے کو ٹھہر سکے - اُنکو خبر ملی کہ بہت بڑا لشکر یونانیون اور عربون کا بڑی تعداد مین آرہا ہے - کہ اُنسے مقابلہ کرے اور اُنکو دبوچ لے - اس موقع پر لوگون کی راے مختلف ہوئی - بعضون نے کہا کہ ملک عرب کو واپس چلیے جہان کے ریگستان مین غنیم کو کچھ غذا نہ ملیگی - لیکن ابو عبیدہؓ نے راے دی کہ اس قسم کی واپسی بزدلی سمجھی جائیگی - اور بعضون کی راے ہوئی کہ ہم لوگون نے یہ زرخیز ملک تلوار سے حاصل

کیا ہی۔ اب چھوڑ کر جانا مناسب نہین جو ہونا ہو یہین ہو۔ لیکن خالدؓ نے فیصلہ کر دیا۔ آپؓ نے فرمایا یہان پڑے رہنا مناسب نہین کیونکہ قیصر ہرقل کے بیٹے قسطنطین کے پاس کہ یہان سے قریب ہی چالیس ہزار آدمی ہین۔ اسلیے آپؓ نے مشورہ دیا کہ یرموک کو چلا دین۔ جو بیت المقدس اور عرب کی سرحد پر ہی جہان پر خلیفہ وقت کی مدد آنے مین آسانی ہوگی اور قیصر کے لشکر پر حملہ ہو سکے گا خالد بن الولید کا مشورہ قبول کیا گیا۔

فصل پانچوین

مسلمانون کی اس تیز کامیابی سے قیصر ہرقل کو اپنے ملک شام کے استحفاظ کا نہایت خوف ہوا۔ اقلیم یورپ اور ایشیا سے لشکر فراہم کیے گئے۔ اور خشکی اور تری سے جہان جہان ضرورت دیکھی گئی بھیجے گئے۔ انکا اصل لشکر ۲۸۰۰۰۰ دو لاکھ اسی ہزار آدمیون کا مسلمانون کی تلاش مین مشہور افسر ماہان کے تحت مین روانہ کیا گیا۔ عرب اسکو ماہان کہتے ہین اور یونانی مینول۔ راہ مین اس لشکر کو جبلہ بن الایام ملا جو عیسائی عرب کی قوم غسان کا بادشاہ تھا۔ اس جبلہ نے اسلام قبول کیا تھا۔ لیکن ذیل کے واقعات کے باعث وہ اسلام سے پھر گیا۔ وہ خلیفہ عمرؓ کے ساتھ حج کے لیے مکہ معظمہ گیا۔ اور کعبہ کے گرد طواف کر رہا تھا۔ کہ ایک عرب قوم فزارہ سے اُسکے دامن پر چڑھ گیا اور وہ احرام گلے کے پاس سے ایسا پھٹ گیا۔ کہ گلا کھل گیا۔ وہ غضب ناک ہو کر اُس عرب کیطرف پھرا۔ اور چلایا کہ تجھ پر اللہ کا قہر نازل ہو کہ تو نے میری پیٹھ اس متبرک گھر مین کھولی۔ اُس عرب نے عاجزی کی کہ یہ ایک امر مجھسے بلا قصد اور اتفاقیہ ہوا۔ لیکن جبلہ نے اسکو طمانچہ مارا اور خوب کچلا یہان تک کہ اُسکے چار دانت ٹوٹ گئے۔ اُس حاجی عرب نے حضرت عمرؓ کے پاس نالش کی۔ لیکن جبلہ نے کہا کہ مجھے بہت ٹھیک کیا ہی۔ کیونکہ مجھکو اس سے صدمہ پہونچا ہی۔ اگر ہم حرم کے اندر نہوتے۔ اور خونریزی منع نہوتی تو ہم اسکو مار ڈالتے۔ حضرت

عمرؓ نے کہا کہ تنے اپنے قصور کا اقرار کیا اور تاوقتیکہ تمھارا فریق معاف نکرے تمکو سزا دیجائیگی۔ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت جبلہ نے غرور کے ساتھ جواب دیا کہ ہم بادشاہ ہین اور یہ شخص دہقانی ہی۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ تم دونون اللہ کی نظرون مین مسلمان ہو۔ دونون برابر ہو۔ اور اُسکے یہان کسیکی عزت نہین۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمکو سزا کل دیجائیگی۔ یہ سنکر رات ہی کو یہ شخص بھاگا۔ اور قسطنطنیہ پہونچا۔ اور اسلام ترک کرکے پھر عیسائی ہوگیا۔ اور قیصر ہرقل کی خدمت مین تھا۔ اب یہ شخص مینوں (ماہان) کی مدد کے واسطے ساٹھ ہزار عرب لایا۔ اتنے بڑے لشکر کے پہونچنے کی خبر مسلمانون کو معلوم ہوئی جسکے باعث سے مسلمانون نے حمص کو چھوڑا۔ اگرچہ وہ شہر اطاعت مین در آیا تھا۔

مسلمان لوگ اب یرموک پہونچے۔ یہ ایک جگہ ہی کہ اچھے درخت اور اچھی آب وہوا کے واسطے مشہور ہی۔ اور ایک چشمے کے کنارے کہ وہ بھی اسی نام سے مشہور ہی خیمہ زن ہوئے اُسوقت تک یہ جگہ کچھ ایسی مشہور نہ تھی۔ لیکن بعد لڑائی اور فتح شام کے مشہور ہوئی۔

ماہان اپنے بڑے لشکر کے ساتھ آہستہ آہستہ آتا تھا لیکن اُسنے جبلہ کو ساٹھ ہزار عربون کے ساتھ میدان صاف کرنے کے لیئے آگے روانہ کیا۔ کہ وہ جلد مسلمان عربون سے مقابلہ کرین کہ ہیرے کو ہیرا کاٹتا ہی۔ ان متفق لشکرون سے لوگون کو بڑی تکلیف پہونچی۔ جہان گئے اُسکو ویران کرڈالا۔ اور جن عیسائیون نے مسلمانون کی اطاعت کرلی تھی اُنکو بھی لوٹا۔

ہرگاہ ماہان فاصلہ پر تھا حسب منشاے حکم قیصر ہرقل اُسنے صلح کا پیغام ابوعبیدہؓ کے پاس بھیجا۔ اور اُسکے پھرجانے پر ملامت کی۔ اور یہ کہ وہ اپنے ملک والون پر اسقدر ظلم وتشدد کیون کرتا ہی۔ جبلہ نے جواب دیا کہ میرا مذہب قیصر کا مذہب ہی اور ہم اُسی کے واسطے لڑینگے۔ اسپر خالدؓ آگے آئے اور کہا کہ اس کافر کو ہمارے حوالے کیجئے۔ آپ نے کہا کہ اصل لشکر سے وہ بہت آگے ہی۔ ہمکو تھوڑے سے چنے ہوئے آدمی دیجئے کہ اُسپر اور اُسکے عربون کے لشکر پر جا پڑین۔ قبل اسکے کہ ماہان اُسکی مدد کرسکے اُنکی راے کو اکثرون نے

ناپسند کیا۔ لیکن خالدؓ اپنے جوش مین چلائے کہ کسیطرح ان شیطانون کا لشکر اللہ کے لشکر کو نہین پہونچ سکتا۔ اللہ مدد کریگا۔ اسکا جواب کسی کے پاس نہ تھا خالدؓ کو چن لینے کی اجازت دیگئی۔ چنے ہوون مین سب شجاع اور آزمودہ کار تھے۔ ان لوگون سے خالدؓ جبلہ پر آپڑے کہ بالکل غیر آمادہ تھا۔ اور اُسکے لشکر کو انتشار مین ڈالا۔ اور بڑی خونریزی کے ساتھ اُسکو اصل لشکر پر پلٹنے کے لئے مجبور کیا خالدؓ کی اس کامیابی پر بسبب قید ہوجانے یزیدؓ اور رفیعؓ اور ضرارؓ کے دھبا آگیا۔ عیسائی مفروریون نے واپسی کے وقت اُنکو گرفتار کرلیا اور ماہان کے لشکر مین لیگئے۔

اسی اثنا مین ایک خاص قاصد جسکا نام عبداللہؓ ابن قرظ تھا مدینہ مین پہونچا اور ابوعبیدہؓ کا خط حضرت عمرؓ کے نام لایا جسمین خطرناک حالت درج تھی۔ اور مدد کی استدعا تھی۔ خلیفۂ وقت ممبر پر چڑھ گئے۔ اور جہاد کا وعظ فرمایا۔ کہ اسلام کے واسطے اور اللہ و رسول کے لیے لڑنا کیسا ہی۔ تب آپؓ نے ایک خط ابوعبیدہؓ کے نام کا جو قرآن کی آیت سے بھرا تھا عبداللہؓ کو دیا اور اُسمین لکھا تھا۔ کہ ہم دعا کرتے ہین اور امدادی لشکر بھی بھیجتے ہین۔ یہ لکھکر آپ نے عبداللہؓ کو دعا دی اور اُنکو رخصت کیا کہ جلد جاوین۔

عبداللہ کو واپس جانے مین یاد آیا کہ ہمنے رسول اللہ صلعم کے روضہ کی زیارت نہین کی۔ یہ یاد آنے سے وہ واپس آئے۔ اور حضرت عائشہؓ کے حجرے مین جہان آپ کا مزار تھا گئے۔ اُنھون نے مزار کی نعل مین عائشہ صدیقہ کو دیکھا کہ حضرت علیؓ اور عباسؓ کا قرآن پڑھنا سُن رہی تھین ہرگاہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ آپ کے صاحبزادگان اور رسول اللہ صلعم کے نواسے دوزانو بیٹھے تھے۔ بعد ادائے تعظیم روضۂ اطہر کے عبداللہؓ نے اپنا مطلب اظہار کیا۔ کہ ہم چاہتے ہین کہ قبل یرموک کی لڑائی اور دشمن کے مقابلہ کے ہم لشکر مین پہونچین۔ اسپر سب متبرک لوگون نے ہاتھ اُٹھایا اور حضرت علیؓ نے جلد پہونچنے کی دعا کی۔ تب وہ روانہ ہوئے۔ اور اسقدر جلد لشکر مین پہونچے کہ اُنکا پہونچنا حضرت عمرؓ

اور حضرت علیؓ کی کرامت اور دعا کے باعث سے بھی گئی۔ موعودہ مدد بھی فوراً ہی روانہ کیگئی۔ یہ آٹھ ہزار آدمیون کا لشکر تھا۔ اور سعیدؓ بن عمرو کے تحت مین بھیجا گیا۔ انکو خلیفۂ وقت نے ریشمی سُرخ جھنڈا دیا۔ اور چلتے وقت نصیحت کی کہ اپنے پر اور اپنے لشکر پر جابر رہو اور خودغرضی کی باتین نہ کرو۔

سعیدؓ نے بھی دینداری کی راہ سے بیان کیا۔ کہ اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ آدمی سے نہین۔ اور کل مسلمانون کو خواہ قرابت مند ہون یا غیر عزیز رکھنا چاہیے۔ اور حاضر اور غائب کی یکسان پرورش چاہیے۔ اور جو حق ہو اُسکو امر کرنا اور جو ناحق ہو اُس سے باز رکھنا خلیفۂ وقت سر کو عصا پر رکھکر اور نظر زمین پر گرائے سُنتے رہے۔ جب سعیدؓ کہہ چکے آپ نے سر اُٹھایا اور آنسو آپ کے گالون پر دوڑ رہے تھے۔ اور کہا کہ حیف ہی کون آدمی بلا اللہ کی مشیت کے یہ سب کر سکتا ہی۔

سعیدؓ ابن عمرو رگیستان کی مختصر راہ سے چلے اور راہ بھول گئے۔ ہرگاہ ایک رات وہ آرام کر رہے تھے۔ کہ ایک چشمہ کے اطراف مین اُنکو معلوم ہوا کہ ماہان کا حاکم پانچ ہزار آدمیون سے قریب ہی۔ وہ اُسپر آپڑے اور اُسکے پیادون کو قتل عام کیا۔ وہ حاکم کچھ پیادون کے ساتھ مفرور ہو گیا۔ لیکن مسلمانون کے اُس لشکر کے پاس کہ حضرت زبیرؓ کے تحت مین میدان صاف کر رہا تھا آپہونچا۔ زبیرؓ نے اُسکو ایک نیزے مین مار گرایا۔ اور اُسکے لشکر مین سے دونون طرف کے مسلمانون کے ضرب سے ایک بھی نہ بچا۔ مسلمان اُنکا سر اپنے نیزے پر اپنے خیمہ گاہ مین لے آئے۔ اور اُنکے لشکر کو اُس سے بڑی جرأت ہوئی۔

قیصر کا لشکر اب قریب پہونچا اور ماہان نے پھر صلح کا پیغام بھیجا۔ خالدؓ نے کہا کہ ہم جاکر گفتگو کرینگے۔ لیکن آپؓ کا اصل ارادہ تھا کہ ضرارؓ اور یزیدؓ اور رفیعؓ وغیرہ کو چھڑا لاوین جو جبلہ کی لڑائی مین گرفتار ہو گئے تھے۔

جب خالدؓ عیسائی خیمہ گاہ کے مقابل پہونچے۔ اُن سے کہا کہ اپنے ایک سو ساتھیون کو

چھوڑ دیجئے۔ اور تنہا ماہان کے خیمے مین جائیے لیکن آپؓ نے انکار کیا۔ آپؓ نے اس سے بھی انکار کیا کہ آپؓ اور آپؓ کے ساتھی بے تلوار آوین۔ کچھ گفتگو کے بعد آپؓ کو اپنے طور پر آنے کی اجازت ملی۔

ماہان ایک قسم کے تخت پر بیٹھا تھا۔ جسکے گرد اُسکے ماتحت افسر تھے ہرگاہ خالدؓ اپنے ایک سو آزمودہ کار سوارون کے ساتھ سادے لباس مین داخل ہوئے۔ کرسیان اُنکے اور اُنکے ساتھیون کے واسطے لائی گئین۔ لیکن اُنھون نے ہٹا دیا۔ اور چار زانو فرش پر بیٹھ گئے۔ جب ماہان نے اسکی وجہ دریافت کی آپؓ نے قرآن کے بیسوین پارہ سے آیت پڑھی جسکے معنی یہ ہین کہ تم مٹی سے بنائے گیے ہو اور مٹی ہی مین ملوگے اور مٹی سے پھر نکالے جاؤگے۔ (منہا خلقنا کم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃ اخری) آپؓ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے زمین کو پیدا کیا ہی۔ اور جسکو اللہ نے بنایا تمھارے ریشمی پردون سے زیادہ قیمتی ہی۔

ماہان نے گفتگو شروع کی۔ اُسنے شکایت کی کہ مسلمان بے انصاف ہین۔ بلا تعامل کے اپنے ہمسایے سے لڑنے آئے ہین۔ اور اُنکے مذہبی امور مین دخل دیتے ہین۔ اور اُنکے جوروں لڑکے کو لوٹتے ہین۔ اور اُنکو غلام بناتے ہین۔ خالدؓ نے کہا کہ یہ صرف اُنکے ہٹ کا باعث ہی کہ اللہ تعالےٰ کو ایک نہین کہتے اور محمد صلعم کو رسول نہین مانتے۔ اُنکے آپس کی باتین تند ہونے لگین اور خالدؓ نے اپنے جوش مین کہا کہ ہم تمھین ایک روز حضرت عمرؓ کے سامنے گلے مین پٹا ڈالکر کھینچین گے۔ اور تمھارا سر کاٹ لینگے۔ کہ جس سے تمام کافرون کو ڈر ہو۔

ماہان نے بھی غصہ ہوکر جواب دیا کہ چونکہ آپؓ اسوقت ہمارے قبضے مین اسلیے محفوظ ہین۔ لیکن آپؓ کی گستاخی کی سزا یہ ہی کہ آپؓ کے پانچون قیدی دوستون کو آپ کے سامنے قتل کراتا ہون۔ خالدؓ نے جواب دیا کہ اگر اس دھمکی کا وزن ابھی اجرا ہوا اور اگر مال

بھی نقصان ہوا تو ہم تمکو اللہ اور اُسکے رسول صلعم اور کعبہ کی قسم اپنے ہاتھ سے قتل کرینگے اور ہر شخص اِن مسلمانون سے تمھارے آدمیون کو مار ڈالین گے۔ یہ کہکر آپ نے اپنی تلوار نکالی۔ اور آپؓ کے ساتھیون نے بھی ایسا ہی کیا۔ عیسائی سردار اِس بہادری کو دیکھکر متعجب ہوا۔ اُسنے کہا کہ جو کچھ ہمنے کہا صرف دھمکی تھی۔ مسلمان ٹھنڈے کیے گیے۔ اور تلوارسیان مین کیگئی۔ اور پھر گفتگو سہولیت سے ہونے لگی۔

آخرش ماہان نے پانچون قیدیون کو رہا کیا۔ اور اُسکے بدلے مین خالدؓ نے اپنا قرمضی خیمہ ماہان کو دیا جو عیسائی خیمے کے مقابل گاڑا گیا تھا۔ اور جسکی نسبت اُسنے اپنی خواہش ظاہر کی تھی۔ اسطرح یہ گفتگو طے ہوئی اور فریقین اپنے اپنے خیمہ مین سپاہانہ اعزاز کے ساتھ واپس گئے۔

فصل چھٹوین

وہ بڑی لڑائی جس سے ملک شام کا فیصلہ ہوا عنقریب ہی کہ پیش ہو کیونکہ قیصر نے اِس ملک کی قسمت کو ایک ہی بہت بڑی لڑائی پر منحصر کیا تھا حضرت ابو عبیدہؓ نے وقت کے اُسکال کو دریافت کرکے اور اپنی ناقابلیت میدان کارزار مین سمجھکر لشکر کی حکومت عام خالدؓ کو سپرد کی۔ اور خود لشکر کے پیچھے عورتون اور لڑکون کی حفاظت کے لیے رہنا قبول کیا۔ کہ جو مسلمان پیچھے بھاگنے کا قصد کرے گا۔ اُسکو پھر آگے بھیجین گے۔ یہان پر آپؓ نے زرد جھنڈا جو آپؓ کو حضرت ابو بکرؓ نے دیا تھا۔ اور جسکو حضرت صلعم نے خیبر مین لیا تھا نصب کیا قبل شروع ہونے لڑائی کے خالدؓ گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے لشکر کے آگے گئے۔ اور ایک مختصر تقریر کی کہ بہشت تمھارے آگے ہی اور شیطان اور جہنم تمھارے پیچھے ہی۔ بہادری سے لڑو تمکو بہشت ملیگی اور اگر بھاگے تو جہنم مین گروگے دونون لشکر قریب پہنچے لیکن عیسائیون کی کثرت اور یونانیون کے تاخت و تاز نے مسلمانون کے دہنے بازو کو ہٹا دیا۔ جو لوگ بھاگے

اُنپر پیچھے کی عورتین حملہ آور ہوئین - اور سخت ملامت کرنے لگین - یہان تک کہ اُنکو لڑائی مین مرنا اس ملامت سے پسندیدہ معلوم ہوا - ابوسفیانؓ بھی بھاگے اُنکو خیمہ کے بانس کا زخم چہرہ پر لگا -

جب تین مرتبہ مسلمان پس پا ہوئے اور تین مرتبہ اُنکو عورتون نے جرات دیکر میدان جنگ مین پھیرا - آخرش رات آجانے سے لڑائی ملتوی رہی - ہرگاہ ابوعبیدہؓ زخمیون کے پاس گئے - اُنکے زخمون کو دھویا - اور مرہم لگایا اور عورتون نے خبرگیری کی دوسری صبح کو پھر لڑائی شروع ہوئی - اور مسلمان سخت دبائے گئے عیسائی تیراندازون نے بہت تنگ کیا - بہت سے مسلمان جنکو تیراندازون سے صدمہ پہونچا - اُن مین سات سو ایسے آدمی تھے کہ جنکی ایک آنکھ یا دونون آنکھ ضائع ہوئی - اور اسی وجہ سے عربون نے اس دن کا نام یوم العمی رکھا - اور جنکی آنکھ اس لڑائی مین ضائع ہوئی مابعد مین اس نشانی کا فخر کرتے تھے - کئی فراوالڈائیان بھی قابل لحاظ کے ہوئین - اُن مین سے ایک شہر جبیلؓ کا ایک مضبوط عیسائی سے لڑنا تھا - شہر جبیلؓ بسبب کثرت روزے اور پرہیزگاری کے نہایت ضعیف تھے - اور قریب تھا کہ مضبوط عیسائی غالب آجاتا لیکن پیچھے سے ضرارؓ نے ایک ہاتھ مارا اور وہ مرگیا - دونون شخصون نے اُسکے اسباب کا دعوی کیا - لیکن آخرش اُسی کو ملا جسنے مارا تھا - اس دن بھی مسلمان ایک مرتبہ سے زیادہ پس پا ہوئے - اور عورتون کے غیرت دلانے سے پھر بڑھے - قبیلہ ضرارؓ کی بہن اس لڑائی مین خوب لڑین اور زخمی ہوکر گر پڑین لیکن عقیدہ سے اُنکے مخالف کو مار ڈالا - اور اُنکو چھوڑ آیا - لڑائی اُسوقت تک رہی جب تک رات نہ چھنی رہی - رات ہونے سے مسلمانونکو خوشی ہوئی - اور سمجھے کہ باوجود قلیل ہونے کے اسقدر بھاری لشکر پر صرف اللہ اور اُسکے رسول کی مدد سے تھا اور آخر مین بیشک کامیاب ہونگے - اس رات مین ابوعبیدہؓ نے دونون وقت کی نماز اکٹھے پڑھی - کہ آپ کے ساتھی بعافیت تمام سوئین - کئی روز

تک یہ لڑائی ہوتی رہی۔ آخر مین مسلمان کامیاب ہوئے۔ اور عیسائی لشکر کو پوری شکست ہوئی۔ اور وہ سب پریشانی کے ساتھ بھاگے۔ اکثر پہاڑون کے درون مین مارے گئے اور اکثر دریا کے گہرے حصون مین ڈوب گئے۔ اُنھین کے آدمیون نے جنکو تکلیف پہونچی دھوکا دیکر ایسے موقع پر لیگئے۔ ماہان لشکر کا سردار ایک شخص نعمان بن علقمہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ ابو عبیدہؓ میدان کارزار مین خود گئے۔ اور ملاحظہ کیا کہ زخمیون کی حفاظت کسطرح کیجاتی ہی۔ اور مردے گاڑے جاتے ہین۔ آپ نے کچھ لاشون کو بے سر پاکر تحیر تھے کہ مسلمان ہی یا کافر لیکن آخر ش اُسکو مسلمانون کیطرح گاڑ دیا۔ غنیمت کی تقسیم مین ابو عبیدہؓ نے پانچوان حصہ خلیفہ وقت اور بیت المال کیواسطے نکالدیا۔ اور ہر پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو تین حصے دو حصے اپنے اور ایک حصہ گھوڑے کا۔ لیکن عربی گھوڑون کیواسطے دو حصے نکالے۔ اسمین کسیقدر اختلاف بھی ہوا۔ لیکن یہ بات خلیفہ وقت کی منظوری سے طے ہوگئی۔ بہ سبب قیمتی ہونے عربی گھوڑون کے ایسا کیا گیا۔ یہی بڑی لڑائی یرموک کی تھی کہ کنارے پر دریاے یرموک کے ماہ نومبر ۶۳۵ء مین مطابق ۱۵ھ ہجری کے واقع ہوئی

فصل ساتوین

حملہ آور مسلمانون نے ایک مہینے تک دمشق مین اُس محبت کے باعث سے کہ فتحیابی کے سبب سے ہوئی۔ آرام کیا۔ اس عرصہ مین حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت عمرؓ سے دریافت کیا کہ اب وہ کس سمت کو رخ کرین۔ قیصریہ یا یروشلم (بیت المقدس) کیطرف؟ حضرت علیؓ اُسوقت حضرت عمرؓ کے قریب تھے۔ آپ نے راے دی کہ پہلے یروشلم کا محاصرہ ہونا چاہیے کیونکہ وہ قدیم جگہ پیغمبرون کی ہی۔ اور وہان موسیٰؑ و عیسیٰؑ و محمد صلعم کے واقعات گذرے ہین اور پیغمبرون کے مقابر کیوجہ سے متبرک بھی ہی۔ خلیفہ وقت نے حضرت علیؓ کی راے کو پسند کیا۔ اور ابو عبیدہؓ کو لکھا کہ بیت المقدس کیطرف جاؤ اور یروشلم کا محاصرہ کرو۔

اس خبر کو پاکر ابو عبیدہؓ نے یزیدؓ بن ابی سفیان کو پانچ ہزار آدمیون سے آگے روانہ کیا کہ محاصرہ شروع کرین۔ اور اُسکے بعد پانچ روز تک برابر مدد کثیر بھیجتے رہے۔ یروشلم کے باشندون نے مسلمان حملہ آورون کو آتے دیکھا۔ جنھون نے مشرق مین اسقدر حیرانی پھیلائی تھی اور اُنھون نے حملہ یا صلح کی گفتگو نہین کی بلکہ انجن وغیرہ کو شہر پناہ کی دیوارون پر واسطے مقابلے کے مستحکم کیا۔

یزیدؓ شہر کے سامنے آئے۔ اور اُنھون نے اپنے شرایط پیش کیے۔ یعنی اسلام لاؤ یا جزیہ دو۔ لیکن اُنھون نے دونون باتین نامنظور کین۔ اہل اسلام حملہ کرتے لیکن حضرت ابو عبیدہؓ نے اس بارے مین کچھ ہدایت نہین کی تھی۔ اسلیے تا آنے آپؓ کے وہ بیٹھے رہے۔ آپؓ کے آنے پر یزیدؓ نے حملے کی تیاری کی۔ صبح کو مرغ کے بانگ دیتے ہی مسلمانون کے لشکر نے نماز پڑھی۔ اور سبھون نے ایک شامل قرآن کی آیت پانچوین پارے کی پڑھی جہان موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا ہے کہ اے لوگو تم اس متبرک زمین مین کہ تمھارے لیے مقرر کی گئی ہے داخل ہو۔

دس دن تک مسلمان بیکار حملے کرتے رہے۔ گیارھوین روز حضرت ابو عبیدہؓ اپنا کل لشکر مدد کے لیے لائے۔ آپؓ نے ایک تحریری پیغام باشندون کے نام بھیجا۔ کہ تم اللہ تعالے کی توحید مانو۔ اور محمد صلعم کو اُسکا رسول سمجھو۔ یا ہماری موافقت مین دین قبول کرو اور ہمکو جزیہ دو۔ اور نہین تو ہم تمھارے مقابلے کے واسطے ایسے آدمی لاوینگے جنکو موت اُس سے بھی زیادہ عزیز ہے جیسا تمکو سور کا گوشت اور شراب عزیز ہے۔

اور ہم تمکو انشاء اللہ تعالے نہ چھوڑینگے۔ یہان تک کہ تمھارے لڑنے والون کو ہلاک کرینگے۔ اور تمھارے لڑکون کو غلام بنا دینگے۔

یہ تحریر ایلیا (یروشلم) کے حاکم شہر اور باشندون کے نام تھی۔ یروشلم کی تعمیر قیصر ایلیاس ادرین نے بھی کی تھی۔ اُسی تاریخ سے یہ شہر اُسکے نام سے ایلیا بھی مشہور ہوا

یروشلم کے عیسائی امام سفرونیس نے جواب دیا کہ یہ مقدس شہر ہی اور پاکیزہ جگہ ہی جو شخص اسکی مخالفت کی نظر سے آیا۔ وہ اللہ کا دشمن ہی۔ اُسکو اس پر بھروسا تھا۔ کہ چونکہ شہر اور برجون کا استحکام خوب کیا گیا ہی۔ اور اندر کا لشکر بھی یرموک کے سفوریون سے کچھ کم نہ تھا مقابلہ خوب ہوگا۔ یہ شہر بھی نہایت مستحکم جگہ مین واقع تھا۔ چونکہ ہر طرف چشمون سے گھرا تھا۔ اور علاوہ اسکے اُسی مین پرہیزگار لوگ تھے۔ جو حضرت عیسیٰ کی قبر کے استحفاظ کے لیے جرأت دینے کو کافی تھے۔

سردی کے چار مہینے گذر گئے روزانہ ایک مختصر لڑائی ہوتی رہی۔ اگرچہ مخاصمہ کرنیوالون پر حملہ ہوتا تھا اور انجن وغیرہ سے سخت صدمہ اُٹھایا۔ اور آب و ہوا بھی ناموافق تھی لیکن تاہم محاصرہ نہ اُٹھایا۔ یہان تک کہ ایک عیسائی امام نے جسکا نام سمپرونیس تھا۔ دیوار کے اوپر سے حضرت ابو عبیدہؓ سے صلح کی گفتگو شروع کی۔ اُسنے کہا کہ تم نہین جانتے کہ یہ مقدس جگہ ہی اور جو اسکو صدمہ پہونچاتا ہی وہ قہر الٰہی مین مبتلا ہوتا ہی۔

ابو عبیدہؓ نے جواب دیا کہ ہمکو معلوم ہی کہ یہ پیغمبرون کی جگہ ہی۔ یہان وہ دفن ہین ہمارے نبی محمد صلعم بھی یہین سے معراج مین آسمان پر گئے۔ اور ہم جانتے ہین کہ ہم اسپر قبضہ کرنے کے مستحق تمسے زیادہ ہین۔ اور ہم اسکا محاصرہ اُٹھا دینگے جبتک اللہ تعالےٰ یہ جگہ اور جگہون کیطرح ہمکو نہ دیدے۔ عیسائی امام نے ناامید ہوکر کہا کہ ہم تمکو اس شرط پر قبضہ دیتے ہین کہ خود تمھارے خلیفہ آوین اور شرائط پر خود دستخط کرین۔ اور قبضہ کرین۔

جب یہ شرط خلیفۂ وقت کے پاس پیش کیگئی۔ حضرت عثمانؓ اسلیے برخلاف ہوئے لیکن حضرت علیؓ نے رائے دی کہ نہین یہ جگہ عیسائیون کی نظرون مین متبرک ہی اگر انکو مدد پہونچ گئی۔ اور اخیر وقت تک لڑے تو مشکل ہوگا۔ علاوہ اسکے خلیفۂ وقت کے جانے سے سپاہیون کو ہمت اور مسرت ہوگی۔

حضرت علیؓ کی باتون کا وزن خلیفۂ وقت کے دل مین ہوا۔ اور بعض مؤرخون نے

یہ بھی لکھا ہی۔ کہ یروشلم مین یہ بات پیشین گوئی کے طور پر لکھی تھی۔ کہ ایک شخص اس نام اور مذہب اور صورت کا خود آکر اس متبرک جگہ کو فتح کریگا۔ بہر نوع حضرت عمرؓ نے خود جاکر اس شہر کو اطاعت مین در لانا پسند کیا آپؓ نے اپنی غیر حاضری مین حضرت علیؓ کو قائم مقام کیا اور مسجد نبوی مین نماز پڑھکر اور حضرت رسول صلعم کے روضہ کی زیارت کرکے روانہ ہوئے اس بڑے بادشاہ کی ترقی جسکے ہاتھ مین ان بڑی سلطنتون کی عنان تھی اور جیسا سب غنیمت اُسکے قبضۂ اقتدار مین تھی۔ اسلام کی سادگی کے قاعدہ پر منحصر معلوم ہوتی تھی۔ آپؓ سُرخ رنگ کے اونٹ پر سوار ہوئے۔ جسکے دونون جانب جھولی لٹک رہی تھی ایک مین کھجور اور سوکھے میوے تھے اور دوسرے مین بھونی ہوئی جنس مثل گیہون جو وغیرہ کے تھے۔ آپؓ کے آگے کی جانب کو ایک مشکیزہ پانی کا لٹکتا تھا اور پیچھے کو ایک لکڑی کا کٹورا تھا۔ آپؓ کے ساتھی بلا امتیاز درجے کے ایک ہی رکابی مین کھاتے تھے۔ اور آپ رات کو درخت کے نیچے چٹائی بچھاکر سوتے۔ یا معمولی بدوون کے خیمے مین رہتے۔ اور صبح کی نماز پڑھتے روانہ نہین ہوتے۔

جب آپؓ اس سادگی سے عرب کے درمیان جا رہے تھے۔ آپؓ نے کئی آدمیون کی نالش سُنی۔ اُنکا درمان کیا۔ اور ٹھیک انصاف کیا۔ اسکی خبر پہونچی کہ ایک عرب ہی کہ دو بہنون کو نکاح مین ایک ساتھ رکھتا ہی۔ یہ اسلام کے مسائل کے خلاف تھا۔ اگرچہ کافرون مین رائج تھا۔ یہ شخص مسلمان تھا۔ آپؓ نے اُسکو اور اُسکی بی بی کو بُلایا۔ اور اُسکو اُسکی غلطی پر مطلع کیا اُسنے کہا کہ ہم اس قاعدے سے اسلام کے نہین واقف تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ تو جھوٹا ہی ابھی ایک کو انمین سے چھوڑ دے۔ نہین تو تیرا سر کاٹا جائیگا۔ اُسنے کہا کہ کیا خراب وہ دن تھا کہ ہمنے اس مذہب کو اختیار کیا۔ یہ ہمارے کون کام آویگا۔ آپؓ نے فرمایا میرے پاس آ اور دو چھڑیان اُسکے سر پر مارین اور کہا کہ تو اپنا اور اپنے اللہ کا دشمن ہی۔ اری تادیب سے اپنا چال چلن درست کر اور اس دین کی تعظیم کر جسکو اللہ نے اُتارا ہی۔ اور اُسکے

عمدہ بندون نے قبول کیا ہی۔ تب آپؓ نے اُس سے کہا کہ دونون مین ایک کو جسے پسند کرتا ہی رکھ۔ اور جو آدمی اسلام لاتا ہی اور اُسکو چھوڑ دیتا ہی اُسکے واسطے موت کی سزا ہی اور اب اگر اپنی زوجہ کی بہن کو ہاتھ لگائیگا تو سنگسار کیا جائیگا۔

دوسری جگہ آپؓ نے کچھ آدمیون کو دھوپ مین کھڑے دیکھا۔ اِس سبب سے کہ اُنھون نے مسلمانون کو جزیہ حسب وعدہ نہین دیا۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ وہ بالکل بے سروسامان ہین۔ آپؓ نے اُنکو رہائی کا حکم دیا۔ اور ایذا دینے والون کو ملامت کی کہ اُس سے زیادہ کسی پر شدت نہ کرو کہ تم نہ سہہ سکو۔ کیونکہ مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہی کہ جو شخص کسی اپنے ساتھی کو دنیا مین تکلیف دیتا ہی اُسکو قیامت کی آگ سے تکلیف پہونچے گی۔

جب آپ رضؓ یروشلم سے ایک روز کے حاصلہ پر تھے۔ ابو عبیدہؓ آپؓ کی پیشوائی کیواسطے آئے۔ کہ اپنے خیمہ تک لیجاوین۔ آپ کچھ غور کے ساتھ جاتے تھے۔ اور آپؓ نے اپنے فرائض پیشوائی اور نصیحت کو فراموش نہین کیا۔ صبح کی نماز کے بعد آپؓ نے وعظ فرمایا جسمین آپ نے فرمایا کہ اللہ جسکو رہنمائی کرے اُسکو کوئی ڈگا نہین سکتا اور جسکو اللہ ضلالت مین ڈالے اُسکی مدد کون کرسکتا ہی۔ اِسپر ایک عیسائی پادری بول اُٹھا کہ اللہ کا نام ضلالت مین ڈالنے کا نہین ہی اِسپر آپؓ نے فرمایا کہ اگر پھر بولے تو اِسکا سر کاٹ ڈالو۔ وہ شخص چپ رہا۔ اسلام کی تلوار کے آگے کسکی مجال تھی کہ بولے۔ آپؓ نے اپنی راہ مین کچھ عربون کو اپنا لباس چھوڑ کر شام کا فاخرہ لباس پہنے دیکھا۔ اُسیوقت اُنکا کپڑا پھاڑ دیا گیا۔ جب یروشلم کے سامنے آئے۔ آپؓ نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ اور کہا کہ اللہ تعالے نہایت قوی ہی اور اللہ ہمکو فتح آسانی سے حاصل کراتا ہی۔ تب خیمہ گاڑنے کا حکم دیا۔ اور اُسمین اُترے اور فرش پر بیٹھ گئے۔ عیسائیون نے اس قوی لشکر کے بادشاہ کو کہ تمام دنیا کو فتح کیا چاہتا تھا دیکھنا چاہا۔ مسلمان اس خوف سے کہ شاید قتل کا قصد کرین۔ روکنا چاہتے تھے

لیکن آپؓ نے فرمایا۔ کہ جبتک اللہ کا حکم نہو ہمکو کچھ نہوگا۔ اُسی پر بھروسا رکھو۔ اتنے وقت کے آتے ہی شہر نے اطاعت قبول کرلی۔ جو لوگ کہ شہر کیطرف سے صلح کا پیغام لے آئے تھے آپؓ کو اِس سادہ لباس مین دیکھکر متعجب تھے۔ صلح کے شرائط کو آپؓ نے خود لکھا۔ اور وہ مابعد کے فتوحات مین نظیر ہوگئے۔ شرائط یہ تھے کہ عیسائی نئے گرجے اس ملک مین نہ بناوین اور گرجون کے دروازے برابر مسافرون کے لیے کھلے رہین۔ اور مسلمان اُنمین دن رات جب چاہین جاسکین۔ گھنٹیان نہ بجائی جاوین اور بجائی نہ جاوین۔ اور گرجون پر صلیب نہ بلند کیجاوین۔ اور نہ گلیون مین دکھائی جاوین۔ عیسائی اپنے لڑکون کو قرآن نہ تعلیم کرین اور نہ اپنے مذہب کی باتین علانیہ بولین۔ اور نہ کسی کو شاگرد کرین۔ اور نہ اپنے ہمسائے کو عیسائی ہونے کی ترغیب دین۔ اور مسلمانون کا لباس نہ اختیار کرین۔ خواہ جوتا پگڑی یا ٹوپی جو کچھ ہو۔ اور نہ اپنے بالون کو مسلمانون کیطرح چیرین۔ وہ مسلمانون کی زبان تحریر مین نہ استعمال کرین اور مسلمانون کیطرح سلام بھی نہ کرین۔ اور نہ اُنکے نام رکھین جب کوئی مسلمان آوے تو اُنکو کھڑا ہوجانا چاہیے۔ یہان تک کہ اُن سبکو ہر مسلمان مسافر کی تین روز تک خاطر داشت کرنا ہوگی۔ اُنکو شراب نہ بیچنا چاہیے اور ہتھیار بند نہ چلے۔ اور گھوڑے پر زین نہ رکھتے۔ اور جو خدمتگار مسلمانون کی خدمت مین ہو اُسکو اپنے یہان جگہ نہ دے

یہ سب ذلیل شرائط یروشلم کے رہنے والون کو قبول کرنا پڑے۔ عیسائیون کے ان شرائط قبول کرنے پر حضرت عمرؓ نے اُنکے جان و مال کی حفاظت اپنے اوپر اختیار کی۔

حضرت عمرؓ اُس سلیمان کے شہر مین پیادہ پا گئے۔ اور آپؓ کے ہاتھ مین عصا تھا۔ اور اُنکے ساتھ پادری سفرونیس تھا۔ جس سے آپؓ نے سہولیت سے گفتگو کی۔ اور آپؓ نے قدیم عمارتون کا حال اُس سے پوچھا اور اُس عیسائی پادری نے مسلمانون کی ظاہری تعظیم بخوبی کی ہرگاہ عیسائی حشر کے معبد مین آپؓ تھے۔ کہ نماز کا وقت آیا۔ اور آپؓ نے نماز کے لیے جگہ تلاش کی۔ اُس پادری نے اُسی گرجے مین پڑھنے کے لیے کہا۔ لیکن آپؓ نے نامنظور

گیا۔ تب وہ گرجہ قسطنطین مین لے آیا۔ وہان بھی آپؓ نے
گرجے کے شرقی دروازے مین جو سیڑھی تھی اُسپر نماز ادا کی۔
فرمایا۔ کہ اگر ہم گرجے کے اندر نماز پڑھتے۔ تو میرے بعد مسلمان اُسکو
آپؓ نے فرمایا اس سیڑھی پر مسلمانون مین سے ایک سے زیادہ آدمی نماز
آپؓ کے بعد آدھی اُس سیڑھی کی توڑکر مسجد بنائی گئی۔ اور آپؓ نے تلاش
مسجد کہان ہی۔ چنانچہ وہان آپؓ نے ایک مسجد بنائی لیکن مابعد مین وہ اسقد
مرصع ہوئی کہ قرطبیہ (کرڈوا) جو اسپانیہ مین ہی اُسکی مسجد کی ثانی ہوئی۔ یرو
مین آنا سنہ ہجری مین تھا مطابق سنہ ۳۳ھ کے سنہ ۶۳۷ء

فصل آٹھوین

خلیفہ عمرؓ دس روز تک شہر یروشلم مین رہے۔ اور اسلام کے کامیابیون کا بندوبست کیا
شام کے فتوحات پورے کرنے کے لیے۔ آپؓ نے اُسکو دو حصّون مین تقسیم کیا۔ شمالی اور
جنوبی۔ جنوبی شام جسمین بیت المقدس اور بحری اطراف داخل ہین۔ یزید بن ابی سفیان
کے حوالہ کیا گیا کہ اُسکو قبضے مین در لاوین۔ ہرگاہ ابو عبیدہؓ بہت بڑے لشکر کے ساتھ شمالی
شام کی فتح کے لیے تعینات ہوئے۔ اسمین وہ ملک داخل تھا جو درمیان حوران اور حلب
کے ہی۔ اور عمرو بن العاص کو مصر پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ہرگاہ اس اطراف مین اسلام کے
فتوحات ایسی حالت مین تھے۔ سعد بن ابی وقاص دوسرے سالار لشکر حضرت عمرؓ کے اسیوقت
فارس مین اپنے فتوحات کی پیروی کر رہے تھے۔

حضرت عمرؓ کے مدینہ واپس آنے سے لوگون کو خوشی ہوئی کیونکہ آپؓ کے یروشلم جانے سے
اُنکو انتشار تھا۔ چونکہ وہ جانتے تھے کہ وہان کی آب و ہوا۔ نہایت مناسب ہی۔ اور زمین
زرخیز ہی۔ اور بہ سبب پیمبرون کی مزارات کے یہ جگہ مقدس تھی۔ اور موافق عقیدۂ اسلام کے
حشر کی یہی جگہ ہی۔ اسلیے اُنکو خوف تھا کہ کہین آپؓ اپنی بقیہ عمر وہین بسر نہ کرین۔ اور وہین سکونت

وُل خلیفۂ وقت کو پھر اپنے شہر کے دروازے مین اُسی عرب کے
داخل ہوتے دیکھکر اور اونٹ پر وہی تھیلی سوکھے میووں کی اور بھونے غلے
ور مشک اور تگار لٹکے ہوئے۔ ملاحظہ کرکے نہایت خوشنود ہوئے۔
بیدہ تھوڑے ہی عرصہ بعد روانگی خلیفۂ وقت کے یروشلم سے اپنے فتوحات کی ترقی
روانہ ہوئے۔ اور اپنی راہ مین شہر کنسرین اور الحضر سے اطاعت قبول کرائی جسکے
باشندون نے پانچ ہزار اشرفی اور اسیقدر روپئے اور دوسو جوڑے ریشمی کپڑے اور
اسیقدر انجیر اور مصر دیے۔ کہ پانسو خچر پر لادے گئے۔ تب آپ شہر حلب کیطرف
یلے محاصرے کا حکم خلیفۂ وقت نے دیا تھا۔ اس شہر کے باشندون تجار
سے جمع کی تھی۔ اسلیے وہ مسلمانون کو دیکھکر کانپے۔ کہ ہمارے شہر کو بھی مثل اور شہرون کے
تاراج کرینگے۔ شہر حلب مضبوط شہر پناہ سے گھرا ہوا تھا۔ لیکن اُسکا پورا بھروسا قلعہ کے استحکام
پر تھا۔ کہ شہر پناہ سے باہر ایک مصنوعی پہاڑی سے تین کونہ صورت مین بنا ہوا تھا۔ اور اُسکے
رُخ پر پتھر تھا۔ یہ بہت بڑا قلعہ تھا اور اطراف کے میدانون پر کوسون تک حاوی تھا۔ اور
چارون طرف کے غار سے گھرا ہوا تھا جسمین چشمون کا پانی آسکتا تھا۔ اور یہ قلعہ شام کے
تمام قلعون سے مستحکم سمجھا جاتا تھا۔ وہ حاکم جسکو قیصر ہرقل نے مقرر کیا تھا۔ اور جسکی حکومت
مین حلب سے فرات تک تھا۔ عنقریب مین مرگیا تھا۔ اور اُسکے دو بیٹے تھے۔ یوقنا اور
یوحنا کہ اُس قلعہ مین رہتے تھے اور اپنے باپ کی جگہ پر حکومت کرتے تھے۔ دونون کے
چال چلن ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھے۔ یوقنا جو بڑا تھا جنگجو تھا اور حکومت کا انتظام
کرتا تھا اور یوحنا اپنی زندگی فقیری مین بسر کرتا تھا۔ یعنی مذہبی تعلیم اور عبادت مین۔
یوحنا مسلمانون کو دیکھکر ڈرا اور رائے دی کہ اُنکو جزیہ دیکر صلح کرلو۔ کہ مالدار تاجرون کو
پناہ ہو۔ تب یوقنا نے جواب دیا کہ تم مجرد فقیرون کی سی گفتگو کرتے ہو تم نہین جانتے ہو کہ
سپاہی کی عزت کیا ہو۔ کیا ہمارا قلعہ مضبوط اور سپاہی کثیر اور جنس وافر ہماری پناہ کیلیے

نہین ہی۔ کہ ہم بلا لڑے صلح کرین۔ تم اپنی کتابین دیکھو اور عہد
ذمہ چھوڑ دو۔ دوسرے روز اُنسے سپاہیون کو رہے ہانکے۔ اور اسپر
اور کہا کہ عربون نے اپنے لشکر کے کئی حصے کیے ہین۔ ایک حصہ بیت المقدس
اور دوسرا مصر کو روانہ کیا ہے۔ جو حصہ ہماری طرف آیا ہی۔ صرف ایک جزو ہی کچھ بڑا لشکر
نہین ہی۔ ہم چاہتے ہین کہ اُنکے یہان پہونچنے سے پہلے اُنسے راہ مین مقابلہ کرین۔ اُنکے لشکر
نے خوشی سے قبول کیا۔ پس اُنسے بارہ ہزار آدمیون کو لیا اور مقابلہ کو گیا۔

دوسری یہ شخص لڑنے کو گیا کہ بزرگان اہل تجارت نے تیس آدمیون کو ابو عبیدہ کے
پاس ۔ کے لیے روانہ کیا۔ اور اُسکی غیر حاضری سے اُنکو یہ موقع ہاتھ آیا۔ یہ لوگ جب
مسلمانون کے خیمہ مین داخل ہونے۔ اُنکی سہولیت اور آرام عمدہ سردار کے باعث سے
دیکھکر متحیر ہوئے۔ اُنسے ابو عبیدہؓ اخلاق سے ملے اور اُنھون نے کہا کہ ہم بلا اطلاع اپنے
حاکم یوقنا کے آئے ہین۔ جو حملہ آور ہوا ہی اور اُسکا ظلم ہم پر بہت ہی بہت گفتگو کے بعد
ابو عبیدہؓ نے شہر حلب کو پناہ دی۔ اس شرط پر کہ زر مقررہ ادا کرین۔ اور لشکر کو اُنکی
غذا پہونچاوین۔ اور جو مسلمانون کے نفع کی بات ہو اُسکو ظاہر کرین۔ اور یوقنا کو قلعہ مین
جانے سے روکین۔ اُن لوگون نے سب شرائط قبول کیے سوائے قلعہ والے کے جسکا دینا
اُنسے غیر ممکن تھا۔ ابو عبیدہؓ نے اُس شرط کو نکالدیا۔ اور بقیہ شرائط کے پورا کرنے کی
قسم لی اور یہ کہ ایفاے وعدہ پر ہم تمھارے جان و مال کی حفاظت کرینگے۔ اور خلاف ہونے پر
پھر پناہ نہ دینگے۔ تب آپنے کچھ آدمی حفاظت کے لیے ساتھ دینا چاہے لیکن اُنھون نے انکار
کیا کہ ہم جسطرح چپ چاپ آئے ہین اُسی راہ سے چلے جاوینگے۔

اسی اثنا مین دوسرے روز مسلمانون کے آگے کے لشکر پر یوقنا نے حملہ کیا۔ اور یہ
مسلمانون کا لشکر کعب بن ضمرہ کے تحت مین ایک ہزار آدمیون کا تھا۔ یہ لوگ جب اپنے
گھوڑون کو پانی پلا رہے تھے۔ اور گھاس پر بلا پروا پڑے تھے۔ کہ اچانک مین وہ آپڑے

ید سی کے ساتھ ہوئی۔ مسلمانون کو پہلے فتح ہوئی۔ لیکن آخرش اُنپر بیحساب
پڑے ایک سو ستر آدمی شہید ہوئے اور اُنکے یا محمد صلعم کی صدا سے اُنکی مایوسی ظاہر ہوتی
تھی۔ رات نے تمام آدمیون کو ہلاکت سے بچایا۔ اور یوقنا نے سوچا کہ صبح ہوتے ہی اُنکو
شہید کرینگے۔ رات ہی کو ایک شخص خبر لایا کہ حلب کے باشندون نے یوقنا کے پیچھے مین
مسلمانون سے صلح کرلی۔

اس خبر کو سُنکر اُسنے کعبؓ اور اُنکے ساتھیون کا خیال دل سے اُٹھا دیا
اور حلب کو واپس جا کر اپنی فوج کو آراستہ کیا۔ اور سب چیز جلا دینے اور سب کو
قتل کرنے کی دھمکی دی۔ تا وقتیکہ باشندے مسلمانون کی صلح سے درگذرین۔ اور
اُنکی مخالفت مین کوئی کارروائی نکرین۔ اُنکے متامل ہونے سے اُسنے حملے کا حکم
دیا۔ اور تین سو آدمیون کو تہ تیغ کیا۔ آدمیون کا شور و غل یوحنا کے کان تک
اُسکے گوشۂ عافیت مین پہونچا۔ وہ قتلگاہ تک آیا۔ اور اُسکو نصیحت اور
دعا اور التجا کرکے ٹھنڈا کرنا چاہتا تھا۔ یوقنا نے کہا کیا ہم اُن باغیون کو
چھوڑدین کہ ہمارے دشمن سے ملجائین۔ اور ہمکو اپنے مال کیواسطے بیچتے ہین۔ یوحنا نے
جواب دیا کہ وہ چونکہ لڑا کو آدمی نہین ہین۔ اسلیے اپنی حفاظت کی تدبیر کی ہے۔ یوقنا نے
غصہ ہوکر کہا۔ اے تبہ کار تو بھی اس فریب کا شریک ہے۔ ننگی تلوار اُسکے ہاتھ مین تھی۔
اُسکا کام اُسکی زبان سے بھی زیادہ سخت تھا۔ ایک ہی ہاتھ مین یوحنا کا سر زمین پر گر پڑا۔
حلب کے آدمی قریب تھے کہ اپنے ہی آدمی کے ہاتھ سے زیادہ ترصدمہ اُٹھاتے۔ بہ نسبت
اسکے کہ وہ مسلمانون کی ایذا سے ڈرتے تھے۔ کہ اسی اثنا مین مسلمانون کا لشکر جسکے سردار خالد
تھے دکھائی دیا۔ ایک سخت خونریز لڑائی شہر کی دیوار کے نیچے ہوئی۔ تین ہزار آدمی یوقنا کے
مارے گئے۔ اور وہ بہت آدمیون کے ساتھ قلعہ مین محصور رہنے کے لیے مجبور کیا گیا جسکی
دیوارون پر اُسنے انجن قائم کیا۔ اور اخیر تک لڑنے کی تیاریان کرنے لگا۔

مسلمانون

مسلمانون کے لشکر مین شور ہوا۔ حضرت ابو عبیدہؓ کی راے ہوئی کہ محاصرہ کیا جاے یہانتک کہ شہر والے بھوکون مر کر صلح کرین۔ لیکن خالدؓ کی راے ہوئی کہ حملہ کیا جاے قبل اسکے کہ قیصر آنکو مدد پہونچا سکے۔ خالدؓ کی راے قائم رکھی گئی۔ قلعہ پر حملہ ہوا۔ اور حملہ آورون کے سرگروہ آپ ہی ہوئے۔ لڑائی نہایت سخت تھی۔ بہت لوگ پتھرون سے زخمی ہوئے۔ اور مارے گئے۔ آخرش خالدؓ اس قصد سے در گذرے۔

اُسی رات کو کہ لوگ سو رہے تھے۔ یوقنا نے شب خون مارا۔ ساٹھ آدمیون کو قتل کیا۔ اور پچاس کو گرفتار کر کے لیگیا۔ خالدؓ نے سخت تر مقابلہ کیا اور اُسکے سو آدمیون کو مار ڈالا۔ قبل اسکے کہ اپنے قلعہ مین پناہ گزین ہون دوسرے روز یوقنا نے اُن پچاس قیدیون کو قتل کیا۔ اور اُنکے سر محاصرین کے بیچ مین پھینکے۔ یہ سنکر کہ مسلمانون کا کچھ لشکر اطراف کے میدان کو صاف کر رہا ہے۔ اُسنے رات کو کچھ لشکر بھیجا۔ کہ جنھون نے ستر آدمیون کو قتل کیا۔ اور پہاڑ کے درون مین اُنکے گھوڑے اور خچر لیکر چھپ رہے۔ اور منتظر رہے۔ کہ رات آدے تو شہر کو واپس جاوین بعض مفروریون نے اس خبر کو مسلمانون کے خیمہ گاہ مین پہونچایا۔ اور خالدؓ اور ضرارؓ کچھ سوارون کے ساتھ اُس جگہ کے تماشے کو پہونچے۔ اُنھون نے اُس جگہ کے آدمی اور جانورون کی لاشون سے پہچانا۔ اور دہقانیون سے معلوم ہوا کہ مخالفین کدھر گئے۔ اور کس درے سے واپس جائین گے۔ خالدؓ اور ضرارؓ نے اپنے لشکرون کو اُس درے کی کمین گاہ مین چھپایا۔ اور رات کے وقت اُنھون نے غنیم کو آتے دیکھا۔ اُنھون نے اُنکو پوری طرح درے مین آنے دیا۔ اور تب اُنسے نزدیک ہوکر اور ہر طرف سے گھیر کر اکثرون کو قتل کیا۔ اور تین سو آدمیون کو گرفتار کر لیا۔ یہ لوگ کامیابی کے ساتھ معہ قیدیون کے اپنے خیمون مین آئے۔ اور قیدیون کے بدلے اُنکو بہت کچھ زر مخلصانہ ملتا لیکن اُنھون نے قلعہ کے سامنے تنبیہاً سب کو قتل کیا۔

پانچ مہینے تک اس شہر کا محاصرہ ہوتا رہا۔ سب مسلمانون نے حیلے بیکار کیے۔ اور اُنکا کوئی مکر نہ تھا۔ سب حیلے غنیم پر ظاہر ہوگئے۔ اور اُنکا جواب ملتا گیا۔ کیونکہ یوقنا کا جاسوسی اُنکے عین لشکر مین تھا۔ ابو عبیدہؓ نے مایوس ہوکر حضرت عمرؓ کو لکھا۔ کہ اسکا محاصرہ ہم اُٹھا لیتے ہین۔ اور انطاکیہ کا قصد کرتے ہین۔ لیکن حضرت عمرؓ نے راے دی کہ مخالفین کو اس سے دلیری ہوجائیگی۔ مناسب ہے کہ اور بھی زیادہ مستعدی سے محاصرہ کیا جاے۔ اور اللہ تعالے پر بھروسا رکھنا چاہیے۔ اور آپؓ نے کچھ لشکر سوار اور پیادون کا مدد کے واسطے بھیجا جسمین بیس اونٹ بھی تھے۔ اس مدد کے بعد بھی پھر محاصرہ سینتالیس روز رہا۔

جب ابو عبیدہؓ اسوقت اور پریشانی مین تھے۔ کہ اس نئے آئے ہوئے لشکر مین سے ایک شخص نے کہا کہ اگر ہمکو تیس آدمی ملین۔ تو ہم اس قلعہ پر شرطیہ قبضہ کرتے ہین۔ اس شخص کا نام دامس ابی الحول تھا۔ اسکی صورت نہایت مہیب اور بڑا قوی ہیکل اور غیر معمولی طاقت کا آدمی تھا۔ لیکن بوجہ غلامی کے ناخواندہ تھا۔ اُسکی عرب کی کارگذاریون کو سُنکر خالدؓ نے اُسکی استدعا مین تائید کی۔ ابو عبیدہؓ ایسے گھبرا گئے تھے کہ اُنکو کیسکی استدعا قبول کرنے مین کیسطرح قبضہ اُس قلعہ پر کرسکے باک نہ تھا۔ اور آپؓ نے تیس آدمی نہایت قوی اور تجربہ کار چنکر اُسکو دیے۔ اور کہا کہ اگرچہ یہ شخص قوم اسفل سے ہے اسکی اطاعت سے مُنہ نہ موڑنا۔ اُسی وقت اُسکی ہدایت کے موافق ابو عبیدہؓ نے اپنے لشکر کو تین میل کے فاصلہ پر ہٹایا۔ کہ معلوم ہوکر محاصرہ اُٹھا لیا گیا۔ اب رات ہوگئی اور دامس تیسون آدمیون کو لیکر نہایت آہستہ آہستہ قلعہ کے نزدیک پہونچا۔ اور اُنکو ایک جگہ چھپایا۔ اور منع کیا کہ نہ کھنکھارین اور نہ کسی قسم کا شور کرین۔ وہ اکیلے نکلا اور چھ آدمیون کو قید کرلایا۔ اور عربی مین اُنسے پوچھا۔ لیکن وہ نہ سمجھے۔ اور اپنی زبان مین جواب دیا۔ یہ کہکر کہ اللہ کا قہر ان عیسائی کتون پر

اور اُنکی زبان پر جسکو کوئی نہین سمجھتا - اُسنے چھون کو مار ڈالا -
پھر وہ آگے گیا - اور دیکھا کہ آدمی دیوار سے اُترا آتا ہی - جون ہی وہ زمین پر آیا کہ دامس نے اُسکو پکڑ لیا - وہ ایک عیسائی عرب تھا - اور یوقنا کے ظلم سے بھاگا جاتا تھا - یوقنا کا حال اُس سے معلوم ہوا - اُسنے دو آدمیون کو ابو عبیدہؓ کے پاس بھیجے - کہ صبح ہوتے ہی - کچھ سوار بھیجدین - اُسنے بکری کا چمڑہ نکالا - اور اُسکو اوڑھکر اور سوکھی روٹی ہاتھ مین لیکر چارون ہاتھ پاؤن سے چلنے لگا - اور اُسکے ساتھی بھی اسیطرح آہستہ آہستہ پیچھے چلنے لگے - جب وہ کوئی آواز سنتا کتون کیطرح بھونکنے لگتا - اور اُسکے ساتھی بھیس ہوجاتے - اسیطرح وہ قلعہ کی دیوار تک آگیا - جہان عبور کرنا آسان تھا - تب وہ زمین پر بیٹھ گیا - اور اپنے کندھون پر دوسرے کو چڑھاکر - اُسکے کندھے پر تیسرا شخص سوار ہوا - اسیطرح سات آدمی ایک دوسرے کے کندھے پر سوار ہوئے - پہلے سب سے اوپر والا کھڑا ہوا تب دوسرا تب تیسرا - یہانتک کہ دامس جو سب سے نیچے تھا کھڑا ہوا - اب اوپر والا آدمی دیوار کے سرے پر چڑھگیا - اور سنتری کو نشہ مین پاکر گرا دیا - جسکو نیچے کے لوگون نے مار ڈالا - تب اُسنے اپنی پگڑی لٹکائی - جسکو پکڑکر دوسرا چڑھ آیا - تب تیسرا اسیطرح دامس بھی چڑھ آیا - دامس نے اُنکو چپ رکھا - اور اُنکو چھوڑکر اُسنے دو دو سنتریون کو کہ سوتے تھے قتل کیا - اور تب وہ ایک مکان کیطرف گیا - جسکے روزن سے اُسنے دیکھا کہ یوقنا ایک نفیس کمرے مین نہایت عمدہ قیمتی کپڑے پہنے ریشمی فرش پر بیٹھا ہی اور بڑی جماعت کے ساتھ شراب خواری اور عیش کر رہا ہی - اُس روزن سے تیر مارنا چاہتا تھا - لیکن یہ سوچکر کہ تنہا ہی کافی نہوگا - اپنے ساتھیون کے پاس گیا - اور اُنسے قلعہ کا حال کہا - دفعتہً قلعہ کے پھاٹک پر آکر اُنھون نے محافظین کو قتل کر ڈالا - اور دروازہ کھولدیا - اور کاٹھ کا پل لگایا - کہ اُس سے اُنکے ساتھی جو باہر تھے - آگئے - اتنے مین ہنگامہ ہوا اور قلعہ کا لشکر آگیا - مسلمانون نے اپنے کو پل اور دروازے پر سنبھالا یہانتک

کہ صبح ہوگئی - اور خالدؓ اللہ اکبر کہتے ہوئے اپنے سواروں کے ساتھ داخل ہوئے - عیسائیون نے ہتھیار رکھدیا اور رحم چاہی - خالدؓ نے اُنسے کہا کہ قتل ہونا قبول کرو یا اسلام لاؤ - یوقنا اُنمین پہلا شخص تھا کہ ایمان لایا - اُسکی اقتدا اکثرون نے کی - اُنکو اُنکے اسباب اور لڑکے ملے - اور بقیون کا اسباب لوٹا گیا - اور پانچوان حصّہ خلیفہ کے لیے نکالکر غنیمت تقسیم ہوئی دامس اور اُنکے ساتھیون کی کہ اکثر اُنمین کے مارے گئے - آسمان تک تعریف کی گئی - اور ابو عبیدہؓ اپنے لشکر سے نہ ہٹے جبتک بقیہ لوگ اپنے زخم کے خطرے سے چنگے نہوئے -

فصل نوین

انگریزی مورخ لکھتے ہین کہ حضرت صلعم اور اُنکے اصحاب دونون کی تواریخ مین یہ امر نہایت تعجب خیز ہے کہ اسلام کے بہت بڑے مخالف نے بھی جہان ایک مرتبہ تبدیل مذہب کیا - اور اسلام مین در آیا - اگرچہ اُسکا ایمان بزور تلوار کیون نہو لیکن اسلام کے لاتے ہی اُسکے بڑے حامی ہوگئے - یہ سبب حقیت دین اسلام کا ہے - یوقنا کا بھی یہی حال ہوا کہ اسلام بزور تلوار لاتے ہی - اسلام کے بڑے حامیون مین ہوا - اس لیے شل حامیون کے ثابت کرنا چاہا - اپنے قدیم مذہب کی حمایت مین اُسنے حقیقی بھائی یوحنا کو قتل کیا - اب اُسنے اس نئے مذہب کی تائید مین اپنے چچیرے بھائی کو پکڑوانا چاہا - یہ شخص جسکا نام تھیوڈرس تھا ایک مستحکم شہر اور قلعہ کا جسکا نام اعزاز تھا حاکم تھا - اور یہ جگہ حلب سے کچھ دور نہ تھی مسلمانون کو ضرور تھا کہ اسکو قبضہ کرکے دوسرے اطراف مین جاوین - یہ قلعہ بڑی مضبوطی کے ساتھ تھا - اور اُسمین قلعہ کا لشکر بھی بہت تھا - لیکن یوقنا نے ابو عبیدہؓ کو اُسکا قبضہ حیلہ سے کرانا چاہا - اس لیے راے دی کہ ایک سو آدمی عیسائی سپاہیون کا لباس پہن لین - اور ہمارے ساتھ چلین - اور کچھ لشکر عرب کی لباس مین ہمارا تعاقب کرے - اور جب ہم اعزاز کے سامنے جاوین تو پیچھا کرنے والے واپس آوین

اور اُسکے اطراف مین چھپ رہین۔ یوقنا کو اُسکا چچیرا بھائی جو اُسکی مسلمانی سے ناواقف رہکر جگہ دیگا۔ تب رات کو ساتھ کا لشکر جو عیسائیون کے لباس مین ہونگے۔ قلعہ کے لشکر پر اچانک مین حملہ آور ہونگے۔ اور دروازہ کھولدینگے۔ اور باہر والے چھپے ہوئے آدمی گھس پڑینگے۔ اور اسیطرح سے شہر بلا تردد قبضے مین آجاے گا۔ ابو عبیدہؓ نے خالدؓ سے مشورہ کیا جنھون نے اس حیلہ کو پسند کیا۔ اس شرط پر کہ یوقنا اپنی صداقت اور اعتماد ثابت کرے اُسنے کسیطرح یقین دلایا اور ایک سو آدمی دس قومون مین سے دس دس کر چنے گئے۔ جب وہ روانہ ہوئے تو ایک ہزار آدمی مالک الاشتر کی تحت مین جنکو پورے اس حیلے سے خبر دیگئی تھی۔ اُنکے تعاقب مین بھیجے گئے۔

جیسے ہی اس حیلہ کا ارادہ کیا گیا۔ کہ اسکی خبر اعزاز کے حاکم کو معلوم ہوگئی کیونکہ اُسکا ایک جاسوسی مسلمانون کے لشکر مین تھا۔ اور وہ قوم غصان سے تھا۔ اُسنے ایک خط کبوتر کے پیر مین باندھا جسمین یوقنا کا فریب درج تھا۔ لیکن اُسکو مالک الاشتر کے آدمیون کا حال معلوم نہ تھا۔ تھیوڈرس نے اس خبر کو پاکر اپنے قلعہ کا استحکام کیا۔ اور اطراف کے عیسائی عربون کو طلب کیا جو ہتھیار بند ہوسکتے تھے اور ایک قاصد جسکا نام طارق الغصانی تھا لوقاس حاکم اراوندان کے پاس لشکر کی تائید کی طلب مین روانہ کیا۔

قبل پہونچنے لوقاس کی تائید کے یوقنا اپنے آدمیون کے ساتھ اعزاز کے دروازے کے مقابل مین پہونچا۔ اور ظاہر کیا کہ مسلمانون نے ہمارا قلعہ لے لیا اور ہمارے لشکر کا تعاقب کرتے یہان تک آئے۔ اور ہم اس مختصر آدمی کے ساتھ گویا کہ اپنے بھائی کے آدمی کی پناہ لینے کو آئے ہین۔ اُسنے یوقنا کو تعظیم کے ساتھ اوتارا اور بوسہ دیا۔ لیکن فوراً ہی زین کو کاٹ ڈالا اور اُسکو گھوڑے سے کھینچ لیا۔ اور اسیطرح جتنے اُسکے ایک سو ساتھی تھے۔ اُتارے گئے۔ اور قید کئے گئے۔ تھیوڈرس نے اُسکو غبار آلودہ کیا۔ اور سخت ملامت کی اور کہا کہ ہم تمکو قیصر ہرقل کے پاس اسکا جوابدہ ہونے کو روانہ کرینگے۔ اور تمھارے

سب ساتھیون کو قتل کرینگے۔

اس درمیان مین طارق الغصانی اپنا پیغام پہونچاکر واپس آتا تھا۔ کہ مالک کے قبضے مین پڑگیا۔ جو کمین گاہ مین چھپے تھے۔ طارق سے معلوم ہوا کہ یوقنا کا حیلہ ظاہر ہوگیا اور وہ خود لوقاس حاکم اراوندان کے پاس مدد کا پیغام لایا تھا۔ جو پانسو سوارون کے ساتھ آتا ہے۔ یہ خبر پاکر مالکؓ نے اپنے لشکر کو اسطرح قائم کیا۔ کہ جسوقت لوقاس اپنے آدمیون کے ساتھ گرفتار ہوگیا۔ تب اُنھون نے حاکم اعزاز کے ساتھ دوسرا حیلہ کرنا چاہا تب اُنسے اسلام قبول کیا۔ تب اُنھون نے کہا کہ اپنے ایقان کا ثبوت دکھاؤ۔ اور تھیوڈرس حاکم اعزاز سے کہو۔ کہ حاکم اراوندان پانسو آدمیون کے ساتھ مدد کیواسطے آتا ہے تب سب روانہ ہوئے۔ اور اُسکے ساتھ ایک معتمد مسلمان روانہ کیا گیا۔ کہ اگر یہ شخص کچھ خلاف کرے تو اسکا سر کاٹ لو۔

جیسے ہی طارق اور اُسکے ساتھی اعزاز کے قریب پہونچے۔ انھون نے خوشی اور باجے کی آواز سُنی۔ اور یہ بسبب ایک انقلاب کے تھا۔ تھیوڈرس نے یوقنا اور اُسکے آدمیون کو اپنے بیٹے لیون کے سپرد کیا تھا۔ ایسا اتفاق ہوا کہ یہ نوجوان اپنے ہمسایہ کی ملاقات کو اکثر جایا کرتا تھا۔ اور یوقنا کی بیٹی پر فریفتہ ہوگیا تھا لیکن لوگ اُسکے مخالف تھے۔ جب اُسکے باپ اور یوقنا سے اس موقع پر خلاف ہوا۔ اُسکو قبول کرانے کا موقع ملا۔ اُس نوجوان نے کہا کہ اگر اپنی بیٹی میرے نکاح مین دو۔ تو مین اسلام قبول کرونگا۔ اور تمکو اور تمھارے ساتھیون کو رہا کرون گا۔ اُسکی استدعا قبول کیگئی ٹھیک رات کے وقت جب قیدی ہتھیار بند اور رہا کئے گئے۔ وہ قلعہ کی فوج پر آپڑے ایک پُرشور لڑائی ہوئی جسمین تھیوڈرس اپنے بیٹے کے ہاتھ سے مارا گیا۔

اسی حالت مین طارق اور اُسکے ساتھی پہونچے۔ اور یہ خبر سُنکر مالکؓ الاشتر کے پاس لوٹ گئے۔ مالکؓ بہت جلد اپنے لشکر کے ساتھ آپہونچا۔ اور شہر پر قبضہ کرلیا۔

مالکؓ نے یوقنا کی بڑی تعریف کی لیکن اُسنے اُس نوجوان کا ہاتھ پکڑکر کہا کہ اللہ تعالے کی اور اس جوان کی شکر گذاری کرو۔ اور سب قصہ کہہ سُنایا۔ مالکؓ نے آسمان کیطرف نظر اُٹھائی۔ اور کہا کہ جب اللہ کی مرضی ہوتی ہے۔ تو وہ سامان بھی پیدا کرتا ہے۔

سعدؓ ابن عمرو اور یوقنا کے آدمیون کے حوالہ کرکے مالک الاشتر معہ اسباب غنیمت اور قیدیون کے واپس آئے۔ یوقنا نے ساتھ جانے سے انکار کیا۔ یوقنا کو اُسکے ارادون مین کامیابی نہونے سے دلتنگی تھی۔ کیونکہ یہ قلعہ اور ذریعون سے ہاتھ آیا تھا۔ اسلیے اُسکو یہ فکر تھی۔ کہ کوئی ایسی کارروائی اسلام کی بہتری کی کرین۔ کہ اُسکا ایقان ظاہر ہو۔ اسوقت مسلمانون کا ایک لشکر ہزار آدمیون کا جو اعزاز کے اطراف کو صاف کر رہا تھا۔ اعزاز مین پہونچا۔ اُنمین دو سو نو مسلم حلب کے تھے۔ جنکے لڑکے بالے حلب کے قلعہ مین تھے۔ وہ اُسکے کام کے آدمی تھے۔ اور یوقنا اُنکو ساتھ لیکر انطاکیہ کیطرف حیلہ کی نظر سے روانہ ہوا۔

فصل دسوین

انطاکیہ کا شہر اُسوقت رومی شام کا دارالسلطنت تھا۔ اور رومیون کی حکومت کی جگہ تھی۔ اُسکی بڑی وسعت تھی۔ اور پتھر کی دیوارون سے گھرا تھا۔ اور اُسکے اطراف وجوانب مین بہت قلعہ تھے۔ اور کنون اور چشمون سے نہایت شاداب تھا۔ یہان قیصر ہرقل دربار کرتا تھا اور یونانیون اور رومیون نے یہین کی آسایش مین اپنی جنگی تواعد اور بہادری کو بُھلادیا۔

دو سو آدمیون کے ساتھ یوقنا اس شہر کیطرف چلا۔ لیکن ایک رات قریب آکر اُسنے ساتھیون کو چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ پہاڑون پر قافلہ کے نگران رہو۔ اور جب شہر مین داخل ہو اپنے کو حلب کے مفروریون مین ظاہر کرو۔ اور خود اپنے دو نزدیکی رشتہ دارون کو لیکر دوسرے راستے سے چلا۔ اور قیصر ہرقل کے پولس والون کے ہاتھ گرفتار ہو گیا لیکن یہ ظاہر کرنے پر کہ وہ یوقنا تھا کہ حال مین حلب کا حاکم تھا۔ وہ محافظین کے ساتھ انطاکیہ

کو روانہ کیا گیا۔ قیصر ہرقل بوجہ دلشکستگی کے جو اُسکو ان لڑائیون مین ہوئی۔ یوقنا کو دیکھکر رو دیا۔ اور آہستہ سے فریب کے باعث سے ملامت کی۔ لیکن اُسنے کہا کہ جو کچھ ہمنے کیا۔ اپنی جان بچانے کو کیا۔ اور کسطرح حلب کے محاصرے کا مقابلہ کیا۔ اور اُسکا انطاکیہ مین خود آنا۔ اُسکا اعتماد ظاہر کرتا ہی۔ قیصر ہرقل اس فقرے مین آگیا۔ کیونکہ اُسکو اپنے بہادر افسرون مین شمار کرتا تھا۔ اور قیصر کا تھوڑا مخاطب ہونا اُسکے جلیسونکی آمیزش کا باعث ہوا۔ جیسے ہی اُسکے دو سو مفروری ساتھی انطاکیہ مین آئے۔ وہ تشفی کیواسطے اُنکا سردار بنایا گیا۔ اب اُسکے ساتھ دو سو ساتھی ہموطن ملگئے۔ جنکے ذریعہ سے وہ کوئی کارروائی پوشیدہ کرسکتا تھا۔ علاوہ اسکے قیصر ہرقل نے دو ہزار آدمیون کے ساتھ اپنی چھوٹی بیٹی کو لانے کے لیے جو کسی فریب جگہ مین تھی بھیجا اور اُسکو اُسنے دیانت داری سے انجام دیا جب وہ اپنے ساتھیون کے ساتھ واپس آرہا تھا۔ اُسکو گھوڑون کے ہنہنانے سے معلوم ہوا۔ کہ ایک ہزار عیسائی عرب جبلہ بن الایام کے تحت مین ہین۔ جنھون نے دو سو مسلمانون کو معہ ضرار بن الازور کے گرفتار کیا ہے۔ سب ایک ساتھ انطاکیہ کو گئے۔ جہان قیصر ہرقل اپنی بیٹی سے نہایت مسرت کے ساتھ ملا۔ اور یوقنا کو اپنا مشیر بنایا۔

ضرار اور اُنکے ساتھی قیصر ہرقل کے پاس لائے گیے اور اُنکو سجدہ کے لیے حکم دیا۔ لیکن وہ سیدھے کھڑے رہے اور حکم نہین بجالائے۔ ضرار نے کہا کہ ہم مخلوق کو سجدہ نہین کرتے رسول اللہ صلعم کا حکم ہی کہ صرف اللہ کی بندگی کرو۔ اس جواب سے متعجب ہو کر کچھ سوال بہ نسبت حضرت محمد صلعم اور اُنکے احکام کے کیا۔ لیکن ضرار کی جنگی تقریر مین اُسقدر قوت نہ تھی جتنی دل مین تھی قیس ابن عامر کیطرف جواب کے لیے اشارہ کیا۔ ایک بڑی گفتگو رہی جسکے جواب مین آن حضرت صلعم کے تواریخی حالات عرض کیے

اور مختلف طریقے وحی کے نزول کے بیان کیے کبھی مثل صدا کے کبھی جبرئیل کے واسطہ سے بصورت آدمی کے اور کبھی خواب مین - اور کبھی صبح کی شکل مین اور یہ کہ جب وحی آتی پسینہ آپ صلعم کی پیشانی سے چلتا - اور بدن کو لرزہ ہوتا - اُنھون نے آپ صلعم کے معجزے بیان کیے - اور آپ صلعم کا معراج مین جانا اور اللہ سے باتین کرنا - قیصر نے ان باتون کو تعظیم سے سُنا لیکن ایک پادری کو غصہ آیا - اور حضرت صلعم کو مکار کہ بیٹھا - ضرارؓ کو اُسی وقت جرأت آگئی - اور اُس پادری کو علانیہ جھوٹا کہا - اور اُسپر حملے کے آثار ظاہر کیے - عیسائیون کی تلوار فوراً ہی کھنچ گئی - اور ہر طرف سے قریب تھا کہ ضرب پڑے - مسلمانون کا بیان ہی کہ اُس جگہ کرامت سے بچگئے - لیکن عیسائیون کا بیان ہی کہ آپس کے حملے کے ہنگامے سے محفوظ رہے اور بہ سبب بہت اندرونی یوقنا کے ہلاک نہوے - اِس جگہ قیصر نے چاہا - کہ اُنکو قتل کرادین - لیکن پھر یوقنا نے سمجھا کر باز رکھا - اسی درمیان مین کہ ابو عبیدہؓ کامیابی کے ساتھ آگے بڑھتے تھے - اور کل شام اُنکے قبضۂ اقتدار مین آرہا تھا قیصر نے اپنا پورا اعتماد یوقنا پر رکھ کر اُسکو تمام شہر اور اپنے لشکر کی حکومت دیدی - وہ ضرارؓ اور اُنکے ساتھیون کو مروا ڈالتا - لیکن یوقنا نے راے دی کہ انکو عیسائیون سے مبادلہ کے لیے رہنے دیجیے - تب اُنکو عیسائی گرجون مین لیگئے اور اُنسے کہا گیا کہ عیسائی مذہب قبول کرو لیکن اُنھون نے انکار کیا - پادری نے سوال کیا کہ تمکو عیسائی ہونے سے کیا چیز روکتی ہی -

جواب - میرے اسلام کی حقیت -

سوال - قیصر نے حضرت عمرؓ کے موٹے لباس کا حال سُنا تھا - پوچھا کہ کیون نہین مثل اور بادشاہون کے پہنتے ہین -

جواب ۔ انکو اس دنیا کا مطلق خیال نہین ہی ۔ بلکہ اُنکو عقبیٰ کا خیال ہی ۔
سوال ۔ کس قسم کے محل مین وہ رہتے ہین ۔
جواب ۔ کچے مکان مین ۔
سوال ۔ اُنکے مصاحبین کون ہین ۔
جواب ۔ محتاج اور غریب ۔
سوال ۔ وہ کیسے فرش پر بیٹھتے ہین ۔
جواب ۔ انصاف اور عدل کے فرش پر ۔
سوال ۔ اُنکا تخت کیا ہی ۔
جواب ۔ پرہیزگاری اور ایقان ۔
سوال ۔ اُنکا خزانہ کیا ہی ۔
جواب ۔ اللہ پر توکل ۔
سوال ۔ اُنکے محافظین کون ہین ۔
جواب ۔ بڑے شجاع موحدین ۔

سب مسلمانون قیدیون مین سے ایک شخص نے تبدیل مذہب کرنا چاہا ۔ اور یہ شخص نوجوان تھا ۔ اور ایک یونانی لڑکی پر فریفتہ ہوگیا تھا ۔ اُسکے عیسائی ہونے کی بڑی خوشی ہوئی ۔ اور اُسکی بڑی عزت کی گئی ۔ اور قیصر نے اُسکو ایک گھوڑا اور خوبصورت عورت اُسکے نکاح مین دی ۔ اور اُسکا نام عیسائی عربون کے لشکر مین درج کیا گیا ۔ جسکا سردار جبلہ تھا ۔ لیکن اُس جوان کے باپ نے اُسکو بہت ملامت کی ۔ جو قیدیون مین تھا ۔ اور اسلام کے واسطے جان دینے کو حاضر تھا قیصر نے اب اپنا لشکر جو دیوار کے باہر قائم کیا گیا تھا ملاحظہ کیا ۔

لشکر کے ہر حصہ کے ساتھ لکڑی کا ایک صلیب تھا۔ ہرگاہ ایک قیمتی مرصع صلیب کہ گرجے کے باہر رہتا تھا یوقنا کے آگے جاتا تھا۔

ہرقل کو انطاکیہ کی حفاظت کے لیے بھروسا آہنی پل پر بہت تھا۔ اس پل کا اس نام سے پکارا جانا بہ سبب مضبوطی کے تھا۔ یہ ایک پل دریائے اورنٹس پر تھا۔ کہ پتھر سے بنایا گیا تھا۔ اور اسکے دونون طرف دو مستحکم محفوظ برج بنے ہوے تھے۔ اور اسمین بہت بڑا لشکر تھا جسکے تین سو نقط افسر تھے اسی کی بدقسمتی سے یونانی قاعدہ دانی کا ادبار اور انکی نشہ بازی کی حالت معلوم ہوتی ہے۔ جس سے مسلمانون کی کامیابی کا موقع اور بھی ملا۔ ایک افسر کو انتظام دیا گیا تھا کہ روزانہ ان قلعون کا ملاحظہ کرے۔ ایک موقع پر اسنے قلعہ کے لشکر کو شراب پیتے دیکھا۔ اسپر انکو پچاس کوڑا مارا۔ انھون نے اس ذلت کو دل مین رکھا۔ اور جب مسلمانون کے لشکر نے اس بڑے قلعہ کے محاصرے کا قصد کیا۔ اور قیصر کو امید قوی تھی کہ اسکا محاصرہ دیرپا ہوگا۔ وہ اس خبر کو سنکر نہایت متعجب ہوا۔ کہ وہ پل بلا مزاحمت مسلمانون کے قبضے مین آگیا۔

ہرقل کا دل چھوٹ گیا۔ اور بچاے فراہم کرنے سردارون کے مشورہ کے لیے اسنے پادریون اور شہر کے مالدارون کو جمع کیا۔ اور شام کے امورات پر رویا یہ مشورہ کا وقت تھا۔ جبلہ نے خلیفہ عمرؓ کے قتل کا مشورہ دیا۔ کہ جس سے اسلام کے احکام برہم ہوجاوینگے۔ اور قیصر نے اسکو قبول کیا اور واثق ابن مسافر ایک شجاع نوجوان عرب قوم جبلہ کا اس کام کے واسطے تعینات کیا گیا۔ اور مدینہ روانہ کیا گیا۔ جب وہ مدینہ پہونچا۔ اسنے اپنے کو ایک درخت پر چھپایا۔ جہان خلیفۂ وقت کے ٹہلنے کا معمول تھا۔ کچھ عرصے بعد خلیفہ عمرؓ وہان آئے۔ اور درخت کے نیچے لیٹ گئے۔ اس نوجوان نے تلوار نکالی اور انکو جگایا

کہ ایک شیر کو آپ کے گرد گھومتے دیکھا۔ اور آپ کا تلوا چاٹتے ہوے۔ اور جبتک آپ سوئے رہے حفاظت کرتا رہا۔ جب آپ اُٹھے شیر چلا گیا۔ اسپر واثق کو یقین ہو گیا کہ حضرت عمرؓ اللہ کی پناہ مین ہین۔ درخت سے اُتر آیا آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور اپنا فریب ظاہر کیا۔ اور مسلمان ہو گیا۔ یوہے کے پُل پر قبضہ ہونے سے انطاکیہ مین ابو عبیدہؓ کا داخل ہونا آسان ہو گیا اور اُسکے شہر پناہ کے قریب آپہونچے۔ جہان عیسائیون کا لشکر صفون مین قائم تھا۔ ایک عیسائی حاکم جسکا نام نسٹور لیس تھا اپنے لشکر کے آگے بڑھا۔ اور مسلمانون کو فراد امقابلہ کے واسطے طلب کیا۔ اسکے مقابلے کو دامس گیا۔ جسنے حلب کا قلعہ فتح کیا تھا۔ لیکن اُسکے گھوڑے نے ناخہ لیا اور وہ گر پڑا۔ اور قید ہو گیا۔ اور اُسکے خیمہ مین روانہ کیا گیا۔ جہان اُسکے ہاتھ اور پانوُن باندھے گئے اُسکی جگہ دوسرے مسلمان نے جسکا نام ضحاک تھا لی۔ اور ایک بڑی لڑائی درمیان اُسکے اور نسٹور لیس کے ہوئی۔ بہت دیر تک لڑائی ہوتی رہی اور دونون تھک گئے۔ تب دونون آپس کی رضامندی سے جدا ہو گئے۔ جسوقت یہ لڑائی ہو رہی تھی فریقین کے پیادے اور سوار اسکو دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے تھے۔ اور اسی ہنگامے کے باعث سے نسٹور لیس کا خیمہ گر گیا۔ تین شخص اس خیمے کی حفاظت مین تھے۔ اپنے مالک کے خوف سے اُسکو فوراً اُٹھانے لگے اور دامس کی رسّی کھولدی کہ اُنکی مدد کرے دامس نے دو آدمیون کا سر دونون ہاتھ سے پکڑا اور تیسرے سے ٹکرا دیا۔ اور تینون کو مار ڈالا اُسنے صندوق کھولکر نسٹور لیس کا کپڑا نکالکر پہنا۔ اور تلوار لیکر ایک گھوڑے پر سوار ہوا جو ساز دیا تیار رکھا تھا۔ اور اپنی راہ عیسائی قوم حیلہ مین ہو کر مسلمانون کی طرف لیے۔

جب یہ سب واقعات شہر پناہ کے باہر گذر رہے تھے۔ شہر کے اندر حیلے ہو رہے تھے

یوقنا نے ضرارؓ اور اُنکے ساتھیون کو رہا کردیا - اُنکو ہتھیار دیا - اور اپنے بہت سے سپاہیونکو بھی اُنکے ساتھ کیا - اس فریب کی خبر اور اپنے لشکر کے خوف بغاوت نے ہرقل کا دل توڑ دیا - اور اُسنے خواب بھی دیکھا تھا - کہ وہ تخت سے گر گیا - اور اُسکی ٹوپی گر پڑی - اسکی تعبیر آگے آئی - اُسنے چند گھر کے آدمیون کو فراہم کیا - اور لب سمندر پہونچا - اور وہان سے قسطنطنیہ روانہ ہوا ہرقل کے سالار فوج جو اُس سے زیادہ دلیر تھے شہر کے زیر دیوار سخت لڑائی لڑے - لیکن یوقنا کے مکر اور ضرارؓ کی بہادری نے جو اُنپر اچانک مین پیچھے سے آپہونچے اُنکے دیدان مقابلہ کو بیکار کردیا - انطاکیہ کے باشندون نے اپنے کو لڑائی مین مغلوب پاکر اطاعت کرلی - اور تین لاکھ اشرفی دینا قبول کیا - اور ابو عبیدہؓ کا سپاہ کے ساتھ شام کی دارالسلطنت مین داخل ہوے - یہ واقعہ ۲۱ - اگست ۳۳۸ء مین ہوا

فصل گیارھوین

ابو عبیدہؓ اس خوف سے کہ اُنکا لشکر انطاکیہ کی آسایشون مین اور عورتون کے حسن مین مبتلا نہو جاے - تین روز رہکر روانہ ہوے - آپ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ وقت کو خط لکھا - جسمین اس بھاری کامیابی کا حال اور قیصر ہرقل کے بھاگنے کی کیفیت درج تھی - اور اُسمین یہ بھی لکھا تھا کہ یہ بات لشکر مین اب عام ہوگئی کہ یونانی عورتون سے نکاح کیا چاہتے ہین - اور مینے اُنکو اس سے باز رکھا ہے - یہ خط حضرت عمرؓ کے ہاتھ مین اُسوقت پہونچا - کہ مکہ کو حج کے واسطے مع ازواج رسول اللہ صلعم کے روانہ ہوتے تھے - آپ رضی اللہ عنہ نے اُسکو پڑھکر شکر کیا - اور نماز ادا کی - اور ابو عبیدہؓ کے سپاہیون کو نکاح سے روکنے پر بہت روئے - زمین پر بیٹھ گئے - اور اُسکا جواب فوراً دیا - جسمین کامیابیون پر خوشی کا اظہار تھا - لیکن اُسمین اجازت تھی کہ لشکر پر اسقدر

سخت نہو جیسے - جنھون نے اسلام کے لیے اسقدر تکلیف اٹھائی ہو انکو آرام و راحت لینے - اور جو حاصل کیا ہو اس سے منتفع ہونے دیجیے -

آپ نے یہ بھی لکھا کہ جنکی بیبیان نہین ہین وہ وہان نکاح کر سکتے ہین اور جنکی خواہش لونڈیون کی ہو وہ جسقدر چاہین خرید کر لین - ہرگاہ اصل لشکر بعد لینے انطاکیہ کے آرام مین تھا - خالدؓ نے تھوڑے لشکر کے ساتھ دریاے فرات کے کنارے تک صاف کیا - منبج (قدیم ہیراپولس) اور بیرہ اور بلیس کو اور بھی دوسری جگہون کو لیلیا - اور یہ سب معاہدے کی رو سے دخل مین دیئے اور ایک لاکھ اشرفی سالانہ خراج مقرر کیا -

ابو عبیدہؓ نے شام کے پہاڑون کے فتح کرنے کا قصد کیا - اور اپنے لشکر کے افسرون سے شورہ لیا - لیکن کسی نے جرأت نہین کی - یہ پہاڑ رکھڑے اور اکثر برف سے ڈھکے رہتے تھے - اور لشکر پر سرد آب و ہوا اور شام کے عیش کا اثر ہونے لگا - آخر ش ایک امیدوار اس کام کے لیے جسکا نام میسرہؓ ابن مسروق تھا حاضر آیا - بہت چیدہ آدمی انکو دیے گئے - اور ایک سیاہ جھنڈا جسپر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تھا حوالہ کیا گیا - وہ اس بھی ایک ہزار حبشی غلامون کے ساتھ اسی کے ساتھ چلا - ان لشکرون کو پہاڑ کی سرد آب و ہوا سے جسکے وہ عادی نہ تھے نہایت ایذا پہونچی - اور پہاڑی باشندے بھی تھوڑے ہونے کے باعث مسلمانون کی جماعت دیکھکر بھاگے ایک انمین سے قید ہوگیا جسنے خبر دی کہ بہت بڑا قیصر کا لشکر فلان درے مین تین میل کے فاصلہ پر تمھارا منتظر ہو - ایک جاسوسی بھیجنے سے اسکی تصدیق ہوئی اسپر انھونے اپنے کو مورچہ بند کیا - اور ایک تیز قاصد ابو عبیدہؓ کے پاس واسطے اطلاع اپنی خطرناک حالت کے روانہ کیا -

قاصد ایسا تیز آیا کہ پہونچتے ہی بیہوش ہوگیا۔ خالد جو ابھی اپنے لب فرات کے فتوحات سے پھر آئے تھے۔ فوراً ہی میسرہ کی مدد کو تین ہزار آدمیون سے دوڑے۔ عیاض ابن غنم بھی اُنکے پیچھے روانہ ہوے۔

خالد نے میسرہ کو مانوسی کے ساتھ مقابلہ کرتے دیکھا کیونکہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ مسلمانون کا امدادی لشکر خالد کے تحت مین دیکھکر یوتانی اپنے خیمہ گاہ کو واپس گئے اور وہان سے خیمہ چھوڑکر رات ہی کو فرار ہوئے اور عبد اللہ بن حذیفہ کو کہ نزدیکی قرابت مندون سے حضرت صلعم کے تھے یعنی ابن عم تھے اور حضرت عمرؓ کے بڑے دوست تھے۔ قید کرکے لیگئے۔ اور فوراً قیصر ہرقل کے پاس قسطنطنیہ روانہ کیا۔ مسلمان دشمن کا تعاقب ان پہاڑون مین نہ کرسکے۔ اور اُنکا خیمہ لوٹکر اپنے خیمہ گاہ مین واپس آئے۔

جب خلیفہ عمر کو عبد اللہ کی گرفتاری کا حال معلوم ہوا۔ نہایت صدمہ ہوا۔ اور فوراً ایک قاصد قیصر ہرقل کے پاس قسطنطنیہ روانہ کیا۔ اور اس مضمون کا خط لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم سب تعریف اللہ کو ہی جو اس جہان کا مالک ہوا اور اس جہان کا کہ آویگا جسکا نہ بیٹا ہی نہ جورو اور درود ہو محمد پر کہ پیغمبر ہین۔ منجانب عبد اللہ عمرؓ بن الخطاب بنام ہرقل قیصر یونانیان جیسے ہی یہ خط پاؤ مسلمان قیدی عبد اللہ ابن حذیفہ کو میرے پاس بھیجنے مین باز نہ آؤ۔ اگر تم ایسا کروگے ہم دعا کرتے ہین اللہ تمکو راہ راست پر رکھے۔ اگر اسکی تعمیل نہ کروگے۔ ہم تمھارے پاس آدمی بھیجینگے کہ مثل تاجرون کے ہین اور اللہ کے ڈر سے پیٹھ نہین پھیرتے۔ جو لوگ راہ راست پر چلین اُنکو عافیت ہو۔

اِسی اثنا مین قیصر نے اس قیدی کی بڑی تعظیم کی تھی اور چونکہ عبد اللہ آپ صلعم کے چچا کے بیٹے تھے۔ اسلیے قسطنطنیہ کے لوگون کو نہایت تعجب ہوا قیصر کی بڑی تعظیم

کہ وہ صلیب کی طرف کچھ پرستش کریں۔ اگر مذہب عیسائی قبول کریں تو انکو بہت انعام دیا جائیگا۔ لیکن انھوں نے دونوں سے انکار کیا۔ ہرقل نے تب ایسا سلوک کرنا ترک کیا۔ اور تین روز تک ایک مکان مین جسمین سُور کا گوشت اور شراب تھا بند کیا۔ اور کچھ کھانے کو ندیا۔ لیکن چوتھے روز وہ سب چیز اسی طرح پایا۔ اس سے زیادہ عبداللہ کی آزمایش نہ کی گئی۔ چونکہ خلیفۂ وقت کا خط پہونچا اور اُسکا اثر بھی ہوا عبداللہ بن حذیفہؓ بہت انعام کے ساتھ رہا کیے گئے۔ اور قیصر نے ایک بڑے مقدار کا ہیرا حضرت عمرؓ کو تحفہ بھیجا۔ جسکی قیمت مدینہ کے جوہری نہ لگا سکے متقی عمرؓ نے اسکے استعمال سے انکار کیا۔ اگرچہ اوروں کو اجازت دی۔ وہ بیت المال مین رہا اور کچھ دن بعد بہت دام سے بکا۔ ایک قصہ مسلمانون کی تواریخ مین درج ہی لیکن کسی عیسائی تواریخ مین اسکا نشان نہین ہی۔ ایسا کہا جاتا ہی کہ قیصر ہرقل اگرچہ اسلام نہین لایا۔ لیکن اُسکو اسلام سے عقیدہ تھا۔ کیونکہ اُسکو دردسر رہتا تھا۔ اور کسی دوا سے اچھا نہ ہوا۔ لیکن خلیفہ عمرؓ نے اُسکے پاس ایک ٹوپی بھیجی جسکے پہننے سے اُسکو درد نہین ہوتا تھا۔ اور جب اُسنے اُس ٹوپی کو اوڑھوایا۔ تو اُسمین ایک کاغذ پایا جسپر لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم وہ ٹوپی عیسائیون مین برابر رہی۔ لیکن ۱۲۳۳ء مین جبکہ خلیفہ معتصم نے کسی عیسائی قلعہ کا محاصرہ کیا تو اُس ٹوپی دینے کی شرط پر محاصرہ اُٹھا لیا گیا۔ اور اُسمین وہ اثر منجور باقی تھا۔

فصل بارھوین

اس تواریخ کی مخاطبت اب دوسری طرف پھرتی ہی۔ اور عمرو بن العاص کی کامیابیون کا حال درج کیا جاتا ہی۔ جنکے علاقہ بعد قبضۂ یروشلم کے خلیفۂ عمرؓ نے ملک مصر کی فتوحات سپرد کی تھی۔ عمرو عاص فوراً ہی روانہ ہوے۔ بلکہ بیت المقدس کی بعض جگہون کے قبضہ مین مصروف رہے۔ جو ابھی تک قیصر ہرقل کا

علاقہ شمار کیا جاتا تھا - ذاتی مذہبی سادگی پر مسلمانون کے کسی قدر شام کی آسایشون کا ضرر پہونچا - بعض مسلمان افسرون نے بوجہ سردی ہو جانے کے کچے انگور کھانے سے ایک پرفریب عیسائی کے مشورے سے علانیہ شراب پی - اسنے دوا کے بہانے سے پلایا - یہانتک کہ وہ نشہ مین ہنگامہ کرتے ہوے عمرو بن العاص کے پاس پہونچے - جو سزا حضرت علیؓ نے شراب کے لیے تجویز کی تھی اور حضرت عمرؓ نے جاری کی سبکو دیگئی - اس سے شراب خواری موقوف ہوئی - لیکن مسلمان اس عیسائی سے اسقدر ناخوش ہوے کہ اسکو مار ڈالتے - اگر وہ معاہدے کی رو سے مسلمانون کی پناہ مین نہوتا

عمرو بن العاص اب شہر قیساریہ کی طرف بڑھے - جہان **قسطنطین** قیصر کا بیٹا بڑے لشکر کے ساتھ تھا - مسلمانون کے خیمون مین عیسائی حکام نے جاسوسی بھیجے - یہ عیسائی عرب تھے جنھین کوئی تمیز نہین کر سکتا تھا - انمین سے ایک شخص آگ کے پاس بیٹھا تھا - جب اٹھنے لگا اسکا دامن پیر کے نیچے پڑ گیا - اور وہ گر گیا جب گرنے لگا تب اسنے کہا کہ قسم مسیح کی - قریب والے نے یہ سنکر سمجھا کہ یہ عیسائی جاسوسی ہی - اور اسکو مار ڈالا - جب امیر **عمرو بن العاص** کو یہ خبر معلوم ہوئی - انھون نے ملامت کی کہ کیون مارا اس سے دشمن کے لشکر کا حال معلوم ہوتا - اور سمجھایا کہ آیندہ جو ایسا شخص پکڑا جاے میرے پاس لاؤ **قسطنطین** کا خوف مسلمانون کے لشکر کے قریب آنے سے بڑھتا گیا - اور اب اسنے ایک عیسائی پادری **عمرو بن العاص** کے پاس بھیجا کہ کوئی شخص مسلمانون سے آکر ہمسے گفتگو کرے - ایک حبشی نے جسکا نام **بلال ابن رباح** تھا ایلچی ہونا چاہا - یہ ایک شخص قوی ہیکل اور بھاری آواز کے آدمی تھے - اور آنحضرت صلعم نے انکو موذن مقرر کیا تھا - چونکہ آپ صلعم کے ساتھ زندگی مین یہ کام کیا تھا بعد وفات آپ صلعم کے اس کام کو ترک کیا صرف ایک مرتبہ جب عمر یروشلم مین تھے تو انھون نے نماز کے وقت اذان کہی تھی

جسکو سنکر یہود متعجب ہوے عمرو بن العاص نے انکار کرنا چاہا تھا لیکن بلالؓ کے اللہ اور رسول کا واسطہ دینے سے اُنھون نے جبراً منظور کیا۔ جب بلالؓ اُس پادری کے ساتھ چلے اُسنے نفرت سے دیکھا اور کہا کہ قسطنطین نے گفتگو کے لیے کسی افسر کو طلب کیا ہے نہ کہ غلام حبشی کو لیکن بلالؓ نے اصرار کیا۔ اور جب قسطنطین نے اپنے دربار مین اُنکو داخل ہونے نہ دیا۔ اسلیے مایوس ہوکر پھرے عمرو عاص کا قصد ہوا کہ خود جاوین۔ عیسائی خیمہ گاہ کی طرف جانے سے اُنکو قسطنطین کی بارگاہ مین لیگئے عمرو نے اُسکو تخت پر بیٹھا پایا۔ اُنکے واسطے کرسی منگوائی گئی۔ لیکن اُسکو کنارے کرکے فرش پر چار زانو بیٹھ گئے۔ اور تلوار کو زانو پر اور نیزے کو گھٹنے کے نیچے رکھا۔ جو گفتگو ہوئی اُسکو امام اور قاضی بغداد الواقدی نے اپنی تواریخ فتوح الشام مین مفصل لکھا ہے۔ قسطنطین نے عربون کی حملہ آوری پر ملامت کی۔ اور عمرو عاص سے کہا کہ رومی یونانی اور اہل عرب بھائی ہین کہ سب نوح کی اولاد سے ہین۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ عرب بیٹے ہین کہ اسمعیلؑ بن ہاجرہ کی اولاد سے ہین کہ لونڈی تھین۔ تاہم بھائی ہین۔ اور آپسمین لڑنا بڑا گناہ ہے۔ عمرو عاص نے جواب دیا کہ جو کچھ قسطنطین نے کہا سچ ہے۔ اور عرب اسمعیلؑ کے اولاد ہونے کا خوشی سے اقرار کرتے ہین۔ اور یونانیون کے مورث اعلی یسوع سے عداوت نہین کرتے جنسے اپنے حق اولاد کو حلوا کے بدلے بیچا۔ اور یہ بھی ہے کہ اُنسے تفرقہ مذہب کا ہے جسکے باعث سے اپنے بھائی مین لڑائی ہوسکتی ہے۔

عمرو عاص نے کہا کہ نوح نے بعد طوفان کے ملک کو اپنے تین بیٹون کے درمیان تقسیم کیا۔ شام و حام و یافث اور ملک شام سام کو دیا۔ کہ اُنکی اولاد مین قحطان تک آیا اور اُنسے جو دیا تک آیا اور اُنسے املک جو ملکی عرب کے مورث تھے۔ لیکن عربون کو اُنکے موروثی ترکہ سے شام کے باہر کرکے ریگستان مین عرب کے

نکالدیا۔ عمرو نے کہا کہ اب ہم سابق موروثی دعوے کی رو سے آئے ہین۔ اب تم عرب کا ریگستان کانٹا اور سنگستان لو اور ہمکو شام کا زرخیز ملک دو۔ اسپر قسطنطین نے کہا کہ تقسیم تو ہو چکی۔ اور عرصہ گذرنے سے اور قبضہ رہنے سے ہمکا استحکام ہو گیا۔ اور حال کے باشندون نے کتنے درخت اور شہر آباد کیے۔ پس جسکے حصہ مین جو پڑ گیا۔ اُسپر شاکر رہنا چاہیے۔ عمرو عاص نے کہا کہ دو شرطین ہین جس سے حال کی حالت قائم رہ سکتی ہی۔ ایمان لاؤ یا جزیہ دو۔ جیسا سب کافرون سے مشروط ہی۔ قسطنطین نے کہا ایسا نہو گا۔ عمرو عاص اپر کھڑے ہو گئے۔ اور کہا کہ ایک شرط اور ہی۔ چونکہ تم ہمارے شرائط سے انکار کرتے ہو۔ جیسا تمھارے مورث یسوع نے اپنی ماں سے انکار کیا تو اللہ تعالی اور تلوار کو ہمارا فیصلہ کرنے دو۔ اور جیسے ہی وہ واپس چلنے لگے۔ اُنھون نے یہ بھی کہا۔ کہ جب تک تم کافر ہو تمکو ہم مہایہ نہین سمجھتے۔ تم یسوع کی اولاد ہو اور ہم اسمٰعیل کی جنکی صلب مین مورث اعلی آدم سے پیغمبری برابر چلی آئی۔ یہانتک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی اسمٰعیل اپنے باپ کی اولاد مین سب سے بہتر تھے اُنسے قوم کنانہ ہوے جو عرب کی قومون مین سب سے بہتر ہین۔ اور خاندان قریش قوم کنانہ مین سب سے بہتر ہی۔ اور بنی ہاشم خاندان قریش مین سب سے بہتر ہین اور عبد المطلب ہاشم کی اولاد مین سب سے برگزیدہ ہین اور اُنکے تیرہ بیٹون مین خواجہ عبد اللہ سب سے منتخب تھے۔ جنکے اکلوتے بیٹے محمد صلعم تھے۔ اور جنکو پیغمبری جبرئیل نے پہونچائی۔

یہ گفتگو اسطرح ختم ہوئی۔ اور عمرو عاص اپنے لشکر مین آئے۔ فریقین کے لشکر مقابل ہوے۔ لیکن کسی نے جنگ شروع نہین کی۔ ایک روز ایک افسر نہایت عمدہ لباس پہنے عیسائی لشکر سے آگے آیا۔ اور فرادا لڑائی چاہی۔ اکثرون نے مقابلہ کرنا چاہا۔ لیکن عمرو عاص نے کہا کہ جسکو غنیمت کا لالچ ہی۔ وہ قصد کرے بلکہ صدق دل سے

لڑے جو شخص اللہ کی محبت مین مارا جائیگا اُسکے لیے بہشت ہی۔ لیکن جو اور کسی ارادے سے لڑیگا وہ مارا جائیگا۔ اور وہ چیز بھی اُسکو نہ ملیگی۔ ایک شخص یمین کا آگے بڑھا۔ جسنے کہا کہ ہم یہ لڑائی شام کی دولت یا آسایش دنیا کے واسطے نہین کرتے بلکہ اللہ اور رسول صلعم کے واسطے کرتے ہین اُسکی ماں اور بہن نے اُسکو اس خطرہ ارادہ سے گھر ہی پر رکھا تھا لیکن اُسنے کہا کہ اگر ہم اللہ کی راہ مین مارے جائینگے تو شہید ہونگے۔ اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ شہید ہمیشہ کے واسطے زندہ ہین لیکن سمجھانا بیکار سمجھکر اُسکی ماں اور بہن میدان جنگ تک ساتھ آئی تھین۔ جب وہ عیسائی افسر کے قابلے کو چلا تب بھی وہ روکتی تھین لیکن وہ رخصت ہوکر مقابل ہوا۔

وہ دشمن مین گھس پڑا لیکن فوراً ہی شہید ہوگیا۔ اُسکے پیچھے کے آدمی آئے اور شہید ہوتے گئے۔ تب شرجیل بن حسنہ بڑھے۔ سابق کی طرح انکا جسم بہ سبب کثرت روزہ رکھنے اور تقوی کے لاغر ہوگیا تھا۔ اور ضعیف تھے۔ تھوڑی لڑائی کے بعد وہ عیسائی اُنپر غالب آیا۔ اور جیسے ہی اُنکا سینہ چاک کرنا چاہتا تھا۔ کہ اُسکا ہاتھ کٹ گیا شرجیل کو اپنے رہا کرنے والے پر نہایت تعجب ہوا۔ کیونکہ وہ یونانی لباس مین تھا۔ اور یونانیون کے زمرے سے آیا تھا۔ اُسنے اپنے کو طلیعہ ابن خوالد بتایا۔ جو سابق مین کاذب دعویدار تھا اور مسیلمہ کا بڑا دوست تھا۔ اُسکے مرنے کے بعد جھوٹے دعوی کا اُسکو افسوس ہوا۔ اور دل سے مسلمان ہوگیا۔ اور اسلام مین کارنمایان کرنا چاہا۔

شرجیل نے کہا اے بھائی اللہ کی رحمت نہایت وسیع ہی۔ اور ندامت تمام گناہون کو دھو دیتی ہی شرجیل نے اُسکو مسلمانون مین لیجانا چاہا۔ لیکن طلیعہ کو تامل ہوا۔ اور آخر کش اقرار کیا۔ کہ اسکے پہلے ہی لشکر اسلام مین جا ملتا لیکن

خالدؓ سے ڈرتا تھا جنھون نے مسیلمہ کو مارا کہ اسکو بھی کہین نہ مار ڈالین شرحبیل نے کہا کہ خالد یہان نہین ہین - اور اسکو عمرو کے پاس لیگئے جنھون نے اسکے ساتھ محبت کی - اور ایک خط خلیفۂ وقت کے نام سے دیا جسمین اسکی کارگذاریون کا بیان تھا - وہ اسکے بعد مسلمانون کے لشکر مین فارس والون کے مقابلے کو بھیجا گیا ہوا سرد اور پرشور ہونے سے اور عیسائیون کو برابر شکست ہونے سے انکے دل چھوٹ گئے - اور روزانہ لشکر سے بھاگنا شروع کیا قسطنطین کو اپنے ایسے دلشکستہ لشکر کے ساتھ جسکی تعداد روزانہ گھٹتی گئی - ایسے دشمن سے مقابلہ کرنا جنکی تعداد روزانہ بڑھتی جاوے نہایت دشوار ہوا - اسلیئے اسنے ایک طوفان کی شب مین اپنے خیمے کو چھوڑ کر جسکو مسلمانون نے لوٹا - اپنے لشکر کے ساتھ قیساریہ مین بھاگا - اور شہر کے اندر اپنے کو مقید کیا عمرو عاص نے تعاقب کیا اور قیساریہ کا محاصرہ قریب سے شروع کیا لیکن شہر پناہ نہایت مستحکم اور قلعہ کا لشکر بہت تھا - اور قسطنطین کو امید تھی کہ وقت پر امدادی لشکر بھی آجائیگا لیکن مابعد کے شکست کی خبر ون نے اسکا دل توڑ دیا - اور یہ شکست بھی یوقنا کے کہ کے باعث سے ظہور مین آئی - بعد قبضۂ انطاکیہ کے یوقنا اپنے دوسو نو مسلمون کے ساتھ طرابلس شام کے بندرگاہ مین آیا جو بحر روم (میڈی ٹرنین) کے کنارے پر ہے - لیکن عیسائی لباس مین تھا - عیسائیون نے اپنا ہی خواہ سمجھکر جگہ دی اسنے شہر پر دھوکے مین قبضہ کرلیا - اور عیسائی جھنڈا اتار دیا اور ابو عبیدہ کو خفیہ خبر دی اسوقت ایک بڑا جہازون کا حربۂ جنگ سے لدا ہوا جزیرۂ قبرس اور کریٹ سے قسطنطین کے لیے آیا تھا - قبل اسکے کہ انکو اس حال سے خبر ہو - یوقنا نے پھر قبضہ کرلیا - اور مسلمانون کے لشکر کے حوالہ کیا -

یوقنا اب جہاز پر سوار ہوکر نوسو آدمیون کے ساتھ طائر کی بندرگاہ مین پہونچا

اور عیسائی جھنڈا دکھا کر ظاہر کیا کہ اُسکو قسطنطین کی مدد کے واسطے قیصر نے بھیجا ہی
وہان کے حاکم نے اُسکو عزت کے ساتھ اُتارا۔ اور یوقنا چاہتا تھا کہ رات کو قلعہ کے
لشکر پر شبخون مارے۔ لیکن اُسی کے ایک شخص نے اس مکر کو ظاہر کر دیا۔ اور یوقنا
اور اُسکے ساتھی گرفتار ہو گئے۔

اسی درمیان مین یزید بن ابی سفیان جو دو ہزار آدمیون سے قیساریہ کی طرف
گئے تھے۔ لیکن عمرو عاص کو قبضہ مین لانے کے واسطے چھوڑا تھا طائر کے اطراف
مین بہ امید قبضۂ یوقنا کے آئے حاکم طائر نے اُنکی مختصر جماعت دیکھکر قلعہ کے لشکر سے
حملہ کیا۔ شہر والے تماشا دیکھنے کو شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئے۔
یوقنا نے قسمتون سے عیسائی افسر کو جو اسلام کی طرف رجوع تھا اور اُسکی
حفاظت کے لیے تعینات تھا ملا لیا۔ اُسکا نام باصل تھا۔ اور اس خبر کو کسی حیلہ
کے ذریعہ سے یزید بن ابی سفیان کو کہلا بھیجا۔ ہر گاہ مقابلہ والا لشکر ابھی
نہین لڑا تھا۔

ہنوز لڑائی شروع نہین ہوئی تھی۔ کہ یوقنا اور اُنکے ساتھیون کو باصل نے مسلمانون نے
رہا کر دیا۔ اور صلح خانہ کی طرف لیگیا۔ جہان سبکے سب ہتھیار بند ہو گئے۔ اور
متفرق سمت مین چلے گئے۔ بعضون نے گلی کو روکا اور لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر
کی صدا بلند کی۔ اور دوسرون نے اُس راستے پر دیوار کے جگہ کی جہان سے
اکیلے لوگ اُترتے تھے اور کچھ لوگ بندرگاہ کی طرف گئے۔ جہان لوگ جہاز سے
اُتر کر اُنکے ساتھ چلے۔ اور دوسرون نے دروازہ کھولدیا۔ اور یزید بن ابی سفیان
کے لشکر کو شہر مین داخل ہونے دیا۔ یہ سب کام دفعۃً ہوئے۔ اور بہت جگھو نہین
پیش آئے۔ اور ایسے موقع سے کیے گئے کہ قبل اُتمام شہر مسلمانون کے قبضے مین
آگیا۔ اکثر شہر والون نے اسلام قبول کیا۔ اور بقیہ تہ تیغ ہوے اور غلامی مین دیے

طرابلس شام اور طائر کے ضائع ہونے کی خبر سے اور جہاز کے قبضے مین آجانے سے شہزادۂ قسطنطین کا دل ٹوٹ گیا۔ اور ڈر سے کانپنے لگا۔ اُسکو ایسا معلوم ہوا کہ گویا عمرو عاص اور اُنکا لشکر شہر مین داخل ہو گیا۔ اور اپنے باپ کی اقتدا کی یعنی قیصر یہ (قیساریہ) سے مع عیال و اطفال اور خزانہ کے قسطنطنیہ (روم جدید) کو روانہ ہوا۔ قیساریہ کے آدمیون نے ایک صبح یہ دریافت کرکے کہ اُنکا شہزادہ رات کو فرار ہو گیا۔ مسلمانون کی اطاعت کر لی۔ اور قیصر کا کل خزانہ حوالہ کر دیا۔ اور دو لاکھ روپیہ سالانہ اپنی جائداد کی حفاظت کے لیے دینا قبول کیا۔ اُنکے شرائط کو عمرو عاص نے بہ سبب مصر کی روانگی کے قبول کر لیا۔ قیساریہ کی اطاعت سے اور شہرون نے بھی اطاعت کر لی۔ اور اسطرح چھ برس کی لڑائی کے بعد مسلمانون نے شام کے فتوحات کو پورا کیا یعنی حضرت عمرؓ کی خلافت کے شہ مین اور قیصر ہرقل کے ۲۹ جلوس مین اور ۱۸ ہجری مین اور ۶۳۹ء مین۔

اس فتحیابی کی تکمیل کے بعد دیار شام مین طاعون یعنی وبا آئی اور شام کے بہت لوگ ہلاک ہوئے۔ اور اُنکے ساتھ پچیس ہزار مسلمان عرب اُنکے فاتح بھی ہلاک ہوئے جنمین ابو عبیدہؓ سالار لشکر اپنی عمر کے اٹھاون برس مین اور یزید بن ابی سفیان اور شرجیل و ضرار اور یوقنا اور دامس ابو الحول بھی تھے اس سبب سے یہ سن سنۃ الفوت کہلایا۔

یزید بن ابی سفیان اس زمانے مین حاکم دمشق تھے۔ اور اُنکے ساتھ اُنکے بھائی امیر معاویہ بن ابی سفیان بھی تھے۔ یزید بن ابی سفیان کے انتقال سے امیر معاویہ حاکم دمشق ہوئے۔ اور اُسکے بعد تمام شام کے حاکم تھے۔ شام کے فتوحات کے ختم کرنے مین اُسکے سبب سے اعلیٰ فاتح خالد بن الولید کا خاتمہ بھی قابل تحریر ہے۔ وہ حضرت عمرؓ کے کبھی عزیز نہوے۔ بلکہ آپؓ ہمیشہ فضول خرچ

فیور غنیمت کے شائق۔ اور سالاری کے ناقابل سمجھا کیے۔ خالد بن الولید کا عراق اور شام مین ایسے چمکیلے فتوحات حاصل کرنا۔ اور اس بزرگی سے حضرت ابو عبیدہؓ کی اطاعت کرنا۔ اور اُسکے بعد بھی خلوص اور جوش کے ساتھ لڑنا اور جہاد کرنا حضرت عمرؓ کو نرم کرنے کا ذریعہ نہوا۔

حمص کی فتح کے بعد ہر طرف سے حضرت خالدؓ بن الولید کو مثل فاتح کے مبارکباد پہونچنے لگی۔ کیونکہ وہ شہر فقط آپؓ ہی کی کوشش سے فتح ہوا۔

ایک عربی شاعر (اسکوس) نے اُنکی شان مین قصیدہ لکھا اور شام کے کل فتوحات کا بانی آپؓ کو ٹھہرایا۔ خالد بن الولید نے اس صلہ مین اُسکو بیس ہزار روپے انعام دیے۔ جب حضرت عمرؓ کو اس بات کی خبر ملی۔ آپؓ بہت ناخوش ہوئے۔ اور شک کیا کہ خالد نے مال غنیمت کو خفیہ تصرف کیا۔ اور اگر تصرف بھی نہ کیا ہو اور واقعی اُنکا خاص حصہ ہوتا ہم اسقدر خرچ بیوجہ کرنا اصراف ہوا۔ جسکی ممانعت قرآن مین ہو اور یہ کام اللہ کے حکم کے خلاف ہوا۔

حضرت عمر نے ایک مجمع اسکی تحقیقات کے واسطے متعین کیا۔ اور اُنکو لشکر سے بالکل معطل کیا۔ بعد تحقیقات کامل کے تصرف کرنا بالکل بے بنیاد ٹھہرا۔

اور اس سے اہل لشکر کو نہایت صدمہ ہوا۔ لیکن خلیفہ عمرؓ نے لکھا کہ تمنے خالد کی سزا بہ سبب فریب اور جھوٹ کے نہین کی ہو۔ بلکہ فضول خرچی کے باعث سے کی کہ اُنھون نے شاعر کے صلے مین کی۔ نیک و بد اللہ کی طرف سے ہوتا ہو۔ خالدؓ کے کیے نہین ہوتا۔ اس بیخبری سے خالد کا دل بالکل شکستہ ہو گیا۔ اور حال کی لڑائی کی مصیبتون اور زخم سے کمزور ہو گئے تھے۔ اور آپؓ نے رفتہ رفتہ اسی مین انتقال کیا۔ لیکن انتقال کے وقت نہایت افسوس کرتے تھے۔ کہ میدان جنگ مین کیون نہ مرے۔ لیکن اُنھون نے ایسا نیک نام چھوڑا کہ ہمسایہ مین ہر دلعزیز تھا

اور سپاہیون مین اُسکی ایسی عظمت تھی کہ جیسے دیوتاؤن کی ہوتی ہی۔ اُنکی قبر پر اُنکی قوم کی عورتون نے بال ترشوائے جس سے اُنکا غم ظاہر ہوتا ہی جب حضرت عمرؓ کو خالدؓ کے انتقال کے بعد معلوم ہوا کہ اُنھون نے سواے ایک گھوڑے اور حربۂ جنگ اور ایک غلام کے کچھ نہ چھوڑا۔ آپؓ نے اپنی غلطی پر تاسف کیا۔ اور خالدؓ کی قبر پر بہت روئے جب خالدؓ یمن کی طرف لڑائی مین گئے تھے۔ کفار نے زہر کی بوتل بھیجی کہ شہد ہی اور آپ نے شہد کہکر نوش فرمایا۔ اور واقعی شہد ہوگیا۔ لانے والا یہ تصرف دیکھکر مسلمان ہوگیا

فصل تیرھوین

مسلمانون کے مذہبی جوش اور تقدیر پر بھروسا کرنے کی دلیل یہ بھی ہی۔ کہ اُنھون نے فرعون کے کیسے وسیع ملک یعنی مصر پر پہلے پہل صرف پانچہزار آدمیون سے حملہ کیا خلیفۂ وقت جنھون نے اس حملہ کی تجویز کی تھی۔ خود ہی اپنی غلطی پر نفضل تھے یا یہ حضرت عثمانؓ کا مشورہ ہو۔ لیکن آپ نے عمرو عاص کو خط لکھا کہ اگر تم ملک مصر مین نہ داخل ہوئے ہو۔ تو پھر آؤ اور اگر داخل ہوگئے۔ تو اللہ پر بھروسا رکھو ہم مدد روانہ کرتے ہین۔

جب اس خط کا لیجانے والا اُنکے لشکر مین پہونچا۔ تو ملک شام ہی کی حد مین تھے لیکن کسی طرح اس خبر کے معلوم ہونے سے یہ جنگجو سالار نہ ٹھہرے۔ بلکہ روانہ ہوکر ملک مصر کے موضع ارش مین پہونچے۔ اور دریافت کیا کہ یہ کس حد مین ہی اور جواب ملنے سے کہ ملک مصر مین ہی آپ وہان ٹھہر گئے اور خلیفۂ وقت کے اُس خط کو پڑھا آپ نے کہا اب خلیفۂ وقت کے حکم کی تعمیل کرینگے۔ پہلی جگہ جسکو آپ نے عاصرہ کیا فراوق (پلوسیم) تھی جو بحر روم کے کنارے پر اُس گردن زمین مین واقع ہی جو بحر روم کو خلیج عرب سے جداکرتا ہی اور مصر کو عرب اور شام سے ملاتا ہی۔ اسلیے وہ جگہ مصر کی کلید سمجھی جاتی تھی

ایک مہینے کے محاصرے کے بعد امیر عمرو عاص اُسپر قابض ہوگئے۔ آپ نے اطراف کے ملک کو پیش بینی کے ساتھ دیکھا۔ اور ایک نہر درمیان بحر دوم (میڈیٹیرنین) اور بحر احمر (رڈسی) کے بنانے کی تجویز کی تھی جہان اب نہر سویز ہی۔ لیکن خلیفہ عمرؓ نے اس وجہ سے ناپسند کیا کہ شاید عیسائی قومین بحری حملے ملک عرب پر اسکے ذریعہ سے نہ کرین۔

عمرو عاص اب مصر کی طرف جسکو قدیم ممفس کہتے تھے اور قدیم مصر کے بادشاہون کی جگہ تھی۔ روانہ ہوئے۔ یہ شہر اُسوقت سواے اسکندریہ کے سب سے مستحکم قلعہ تھا۔ اور اپنی قدیم خوبصورتی پر ہنوز حاوی تھا۔ یہ شہر دریاے نیل کے مغربی جانب ایک شلثی جزیرے پر مینارہ سے کسی قدر پورت کو واقع تھا۔ اسکا قلعہ نہایت قوی تھا اور اُسمین بڑا لشکر رہتا تھا۔ اور اُسی کے چارون طرف کھائی تھی جسمین کانٹے اور آہنین حملہ آورون کو روکنے کے لیے پھینکی گئی تھین۔ عرب کے لشکرون مین انجن وغیرہ جو مستحکم جگہون پر حملہ کرنے کے واسطے درکار ہی نہ تھا اسلیے وہ صرف گھیر لیتے تھے اور جنس کی آمد و رفت موقوف کردیتے اور قلعہ کا لشکر جب گھیر لیتا اُسکو تباہ کردیتے۔ اور اسطرح سے قلعہ کے لشکر کی تعداد گھٹاتے۔ اور بھوکے مارتے۔ یہانتک کہ وہ اطاعت مین در آتے۔ اور یہی وجہ ہی کہ اُنکو محاصرہ کرنے مین عرصہ گذر جاتا۔ اس مصر کا محاصرہ سات مہینے تک رہا جسمین درمیان مین عمرو کا لشکر چھوٹی چھوٹی لڑائیون مین بہت گھٹ گیا۔ اس محاصرہ کی انتہا مین اُنکے پاس لکھنے پر چار ہزار آدمیون کی مدد خلیفہ وقت کے پاس سے آئی تاہم اُنکا لشکر قبضہ کرنے کے واسطے ناکافی تھا۔ اگر مقوقس حاکم شہر مسلمانون سے نہ ملجاتا۔

یہ شخص جو اصل مین قبطی خاندان سے تھا عیسائی منافق تھا۔ اور قبطیون کی طرح وہ یعقوبی نصرانی تھا۔ جو حضرت عیسیٰ کی الوہیت کے قائل نہین ہین۔ آسنے قیصر ہرقل کا اعتماد پیدا کرنے کے لیے اپنے مذہب سے علیحدگی اختیار کی۔ اور اسی

باعث سے وہان کا حاکم ہوا وہان کے اکثر باشندے یعقوبی عیسائی تھے اور اپنی یونانی ہمسایہ سے کہ تھولک تھے بڑی مخالفت رکھتے تھے۔ مقوقس نے اپنی حکومت کے زمانے مین ٹکس اور جزیہ کے ذریعہ سے بہت خزانے فراہم کیے۔ اور اب قیصر کا اختیار زنزول مین دیکھکر اُسکو نصرف کا موقع ملا۔ اُسنے مسلمانون کے سردار سے خفیہ خط وکتابت کی اور عہد لیا کہ ہمارا خزانہ ہمکو ملے تو ہم اس ملک کو تمھارے اختیار مین دیدیتے ہین۔ اسلیے وہ اپنا بہت خزانہ شہر سے دریاے نیل کے ایک جزیرہ مین لیگیا عمرو نے نئے لشکر کے ساتھ اس قلعہ پر حملہ کیا۔ اور قبضہ کرلیا۔ کیونکہ قبطیون نے مدد نہ کی۔ عیسائی مسلمانون کا جھنڈا قلعہ کی دیوار پر دیکھکر گھبرائے۔ اور سمجھے کہ سب ہاتھ سے نکلگیا اور جہاز پر فرار ہوئے۔ اسپر حاکم نے شرط کرکے اطاعت کرلی۔ سالانہ جزیہ بیس دورویہ کل باشندون پر مقرر ہوا۔ اور بڈھے اور سولہ برس کے اندر کے لڑکے اور عورتین مستثنیٰ کی گئین۔ اور یہ بھی مشروط ہوا کہ مسلمانون کی رسد کا بندوبست بقیمت رہے۔ اور یہ کہ اسکندریہ کی راہ پر تمام پل بناوین۔ اور یہ بھی مشروط کیا گیا۔ کہ کوئی مسلمان مسافر جو آوے اُسکی تواضع تین روز تک بلا مزد رہے۔

مقوقس کو اُسکا خزانہ دیا گیا۔ اُسنے التجا کی کہ قبطیون کو ساتھ رکھا جاے اور یونانیون سے نفرت اور اُنپر تشدد کیا جاے۔ اُسنے مرنے کے وقت بھی وصیت کی کہ اُسکی قبر پیغمبر یحییٰ کے گرجے مین اسکندریہ مین بنائی جاوے۔

عمرو عاص نے کہ مصلحت مین اور شجاع دونون تھے۔ یعقوبی عیسائیون کی عداوت یہودیون کی طرف سے دیکھکر یعقوبی پر مہربانی کی۔ کہ اُنسے اس ملک کی فتح مین کام لیوین۔ یہانتک کہ اُنھون نے اُنکے پیشوا بنجامن سے رمگیستان طوکر ملاقات کی۔ اور کہا کہ عیسائیون مین ہمنے ایسا متبرک اور وجیہ آدمی نہین دیکھا۔ اسکا بہت بڑا اثر ہوا۔ جتنے قبطی تھے سبھون نے خلیفۂ وقت کی سی اطاعت ظاہر کی

اب عمرو نے اسکندریہ کی طیاری کی کہ سوا اسمیل کے فاصلہ پر تھا۔ اور موافق عہد نامے کے ٹرک درست کیا تھا۔ کہ مسلمانون کے جانے مین آسانی ہوئی۔ یونانی جو مختلف اطراف سے جمع ہوئے تھے دریاے نیل کے ایک مثلثی جزیرے مین فراہم ہوے۔ کہ مسلمانون کی ترقی کو روکین۔ لیکن بیکار تھا۔ ایک بڑی رکاوٹ کرام الشوارق مین کی گئی۔ جہان حال کے یونانی مفروری جمع تھے۔ تین روز تک وہ مسلمانون کو روکے رہے۔ لیکن آخرش انتظام کے ساتھ پیچھے ہٹتے ہوے اسکندریہ پہونچے باوجود اسکے کہ راہ مین اسقدر آسانی کی گئی۔ تاہم بائیس روز مین مسلمان اس بڑے شہر تک پہونچے۔ اب اسکندریہ اُنکے سامنے تھا۔ یہ زرخیز مصر کا مرکز اور مشرق کا تجارتگاہ تھا۔ نہایت مضبوط جگہ تھی۔ اسباب حرب کا ذخیرہ تھا۔ جہان سمندر کے ذریعہ سے ہر قسم کے سامان اور مدد پہونچ سکتی تھی اور جسکے قلعہ مین یونانی مفروری ہر طرف سے فراہم تھے۔ جنکو اس آخری جنگ کے ملک مصر کی آرزو تھی۔ اس قوی شہر پر عمرو عاص کا حملہ آور ہونا صرف مذہبی جوش تھا۔ ظاہری عقل کے خلاف تھا مسلمانون کے سالار عمرو عاص نے اپنا جھنڈا دیوار کے سامنے نصب کرکے معمولی شرائط پر اطاعت چاہی جسکے انکار کرنے سے اُنھون نے محاصرہ شروع کیا جنھون نے مسلمانون کو زیادہ ایذا دی وہ مصر کے مفروری یونانیون کا لشکر تھا۔ اسے عمرو عاص نے یہ دیکھکر کہ اصل پناہ اُنکا مینار ہے اُسپر دلیرانہ حملہ کیا۔ اور اُسکو تلوار کے زور سے لے لیا ہر طرف کے یونانی اُسپر دوڑے ایک سخت لڑائی ہوئی۔ اور کچھ مسلمان نکل گئے۔ عمرو عاص مع اپنے غلام وردان اور ایک سردار مسلمہ ابن المقلد کے گرفتار ہوگئے۔ لیکن ان قیدیون کی قدر کوئی نہین جانتا تھا۔ اور اُنکو حاکم شہر کے پاس لیگئے۔ اُسنے اسقدر حملہ آوری کی وجہ دریافت کی۔ عمرو عاص نے جواب دیا کہ اسلام پھیلاتے ہین۔ اور قبل لڑائی کے مصریون سے کہا گیا ہو کہ اسلام لاؤ یا جزیہ دو

اُنکے دلیرانہ جواب اور چہرے کی عظمت سے حاکم کو شک ہوا کہ کوئی افسر ہو۔ اور حکم دیا کہ انکا سر کاٹ لو۔ اسپر وردان غلام نے جو یونانی زبان سمجھتا تھا۔ اپنے آقا کا گلا پکڑا اور گلے پر طمانچے مارے اور ناپاک کتا کہا۔ اور کہا کہ اپنے افسر کو بولنے دے اسپر مسلمہ نے اُسکے ارادون کو سمجھ لیا۔ اور دخل در معقول کرکے چرب زبانی سے بولنا شروع کیا۔ کہ عمرو عاص کا ارادہ محاصرہ اُٹھا لینے کا ہو۔ چونکہ خلیفہ وقت کے پاس سے اِس مضمون کا خط آیا ہو۔ اور اگر ہماری مخلصی ہو تو ہم بھی اِس بارہ مین کوشش کرین۔

اسپر حاکم نے اُنکو رہا کر دیا۔ اور جب وہ شہر کے باہر اپنے لشکر مین جا ملے بڑی خوشی کی آواز بلند ہوئی۔ جس سے شہر والے سمجھے کہ کوئی افسر تھا لیکن اِس محاصرے کا احوال مفصل کسی تواریخ مین درج نہین ہو۔ تاہم یہ محاصرہ بہت عرصہ تک رہا اسمین چودہ مہینے گذر گئے اور کئی مرتبہ مسلمانون کا امدادی لشکر آیا۔ اور بیس ہزار آدمی اسمین مسلمانون کے ضائع ہوے۔ یہانتک کہ کامیاب ہوئے۔ اور یونانی باشندے مختلف سمت مین بھاگے۔ اور مصر کا دارالسلطنت مسلمانون کے قبضے مین آگیا۔ بعض ملک کے اندر بھاگے اور قلعہ بند ہو گئے۔ اور بعضون نے جہازون پر سوار ہو کر سمندر کی راہ لی۔

عمرو عاص نے اُسکو قبضہ کرتے وقت قریب القریب ویران پایا۔ اور اپنے لشکر کو لوٹ سے باز رکھا۔ اور کسی قدر لشکر بطور قلعہ کے لشکر کے چھوڑ کر فوراً ہی مفروریون کے تعاقب مین روانہ ہوے۔ جب یہ خبر اُن مفروریون کو کہ جہاز پر روانہ ہوے تھے معلوم ہوئی کہ سالار لشکر نے اِس شہر کو بلا لشکر کے چھوڑا ہو۔ وہ پھرے اور ایک رات کو شہر اسکندریہ مین داخل ہوئے۔ اور اُسپر قبضہ کیا۔ اور اکثر مسلمانون کو مار ڈالا امیر عمرو عاص کو جبکہ پورے تعاقب مین یونانیون کے تھے۔ یہ خبر معلوم ہوئی

اپنی غلطی پر نہایت تاسف کرنے لگے اور وہان سے جلد پھرے - اور اُسپر پھر حملے کا قصد کیا - اسوقت تک یونانیون نے اپنے کو مستحکم کر لیا تھا - اور مقابلہ کیا اسلیے آپ نے پھر محاصرہ کیا - لیکن محاصرہ بہت تھوڑے عرصہ تک رہا - قلعہ حملے کے ساتھ لے لیا گیا - اکثر یونانی تہ تیغ ہوئے - اور بقیہ پھر جہاز پر سوار ہو کر مفرور ہوئے - سبب سنہ ۱۹ ہجری مین واقع ہوا مطابق سنہ ۶۴۰ء دوبارہ اس شہر پر قبضہ ہونے سے لشکر نے سنہ ۲۱ و سنہ ۶۴۲ء غارتگری چاہی - عمرو عاص نے پھر بار رکھا اور کہا کہ اس بارہ مین خلیفۂ وقت کے پاس لکھا گیا ہی - جیسا حکم ہوگا کیا جائیگا - ایسی کامل حکومت آپکی اپنے لشکر پر تھی کہ کسی نے ادنی چیز بھی - نہ چھوئی - اس شہر مین کسقدر دولت - آبادی اور کیسی آسایش تھی - عمرو عاص کے خط سے کہ خلیفۂ وقت کو لکھا ظاہر ہوتی ہی - اُسمین درج تھا - کہ چار ہزار محل پانچہزار حمام - چار سو تماشا گاہ - اور کھیل کی جگہ - بارہ ہزار باغ اور چالیس ہزار یہود ہین - اسکے مال و دولت کا حساب کرنا غیر ممکن تھا - چونکہ لشکر نے بزور تلوار اسکو فتح کیا ہی - اسلیے لوٹ کی استدعا کرتا ہی - ہمنے ابھی تک انکو رد کا ہی - حضرت عمرؓ نے اُنکے فتوحات کی کمال تعریف کی - لیکن غارتگری کے مضمون پر ملامت کی کہ اس ذکر کو گرنا بھی مناسب نہ تھا - اسلیے آپؓ نے لکھا کہ چیزون کی نہایت خبرگیری رکھنا اور کسی کو ضائع نہونے دینا - آپؓ نے جزیہ کے فراہمی کا حکم بھی دیا - کہ جس سے مسلمانون کے لشکر کا سامان درست کیا جاے - ملک مصر کے دارالسلطنت کے قبضے مین آجانے سے اور دوسرے شہر بھی قبضے مین آگئے - اور بارہ کرور روپیہ کا سالانہ جزیہ اس ملک سے فراہم ہوا - آگے دیانت مین یہ بات آچکی ہی کہ عمرو عاص شاعر بھی تھے - اور بہ نسبت اور حملہ آور مسلمانون کے اُنھون نے اپنے فتوحات مین نرمی دکھائی - وہ اپنی فرصت کے وقت ذی علم لوگون سے ملاقات کرتے - اور وہ باتین سیکھتے کہ جنکا علم اُنکو نہ تھا - منجملہ ایسے شخصون کے ایک شخص تھا کہ جسکا نام یحیی [illegible]

لیکن بہ سبب فلسفہ دانی کے فیلسوف (فیلوپونس) کہلاتا تھا۔ یہ یعقوبی عیسائی تھا اور اُسی کی تصانیف سے فلسفۂ ارسطو اور موسیٰ ہی۔ اِس شخص سے اور عمرو عاص سے بڑی موافقت تھی۔ اِسنے اسکندریہ کے کتب خانہ کا حال عمرو عاص سے کہا۔ اور اُسکی استدعا ہوئی کہ یہ کتابین ہمکو دیدیجائین۔ لیکن اُنھون نے کہا کہ بلا اجازت خلیفۂ وقت کے ہم نہین دیسکتے۔ اِسلیے آپؓ نے اس بارے مین حضرت عمرؓ کو لکھا لیکن آپ کا جواب یہ تھا کہ اگر وہ کتابین قرآن کے موافق ہین۔ تب بھی اُنکا رہنا ضرور نہین کیونکہ قرآن ہمارے لیے کافی ہی۔ اور اگر قرآن کے خلاف ہین۔ تب بھی اُنکا رہنا ضرور نہین۔ اُنکو ضائع کر دینا چاہیے۔ کتابین مثل ردی کے ضائع کی گئین۔ یہانتک کہ چھ مہینے اُنکے ضائع ہونے مین صرف ہوئے۔ اِس واقعہ سے مؤرخ گبن نے انکار کیا ہی۔ اُسنے لکھا ہی کہ دو قدیم مورخون نے المالکن اور پادری اتی چیس نے کہ اسکندریہ کا پیشوا تھا اور محاصرہ کا حال لکھا ہی۔ کہین اس امر کا ذکر نہین کیا۔ اور عمرو عاص سے جنکو علمی ذائقہ بہ سبب شاعری کے تھا ایسا واقعہ ہونا اور تعجب خیز معلوم ہوتا ہی اگرچہ کہا جاسکتا ہی کہ اُنھون نے اپنے حاکم اعلیٰ کے حکم کی بجاآوری مین ایسا کام جبراً کیا ہو۔

اسکندریہ کی فتح سے کل ملک مصر قبضۂ اسلام مین در آیا اور قیصر ہرقل کی بدنصیبی ظاہر ہوگئی۔ اُسکو استسقا ہوگیا۔ اور ملک شام اور اب ملک مصر کے ضائع ہونے سے اُسکو اسقدر غم ہوا کہ آخر شب وہ سات ہفتے بعد فتح اسکندریہ کے مرگیا۔ اور اُسکی جگہ پر قسطنطین اُسکا بیٹا جانشین ہوا۔ ہرگاہ عمرو عاص ملک مصر کو فتح کر رہے تھے تمام عربستان مین سخت قحط آیا یہانتک کہ خلیفہ عمرؓ نے عمرو عاص کو غلہ کے ارسال کے واسطے لکھا۔ اِسپر عمرو عاص نے اسقدر غلہ روانہ کیا۔ کہ لکھا ہی کہ اونٹون کے قطار کا اگلا اونٹ جب مدینہ طیبہ پہونچا تو اُسکا پچھلا اونٹ سرزمین مصر مین تھا۔ لیکن

پہنچنے کا یہ طریق نہایت پر مصیبت معلوم ہونے سے عمرو عاص نے ایک نہر اسّی میل کی لمبی دریائے نیل سے بحر احمر تک کھدوائی جسکے ذریعہ سے غلّہ آسانی سے جا سکے۔ اس نہر کو قیصر رومی تریجان نے آغاز کیا تھا اور اُسی کو اب فرانسیسیوں کے تجارتے وسعت دیکر خدیو مصر (اسمٰعیل پاشا) کی اجازت سے سلطان عبد العزیز (پادشاہ روم) کے عہد میں جاری کیا۔ کہ نہر سویز کہلاتی ہو کہ جہازات بخوبی جاتے ہیں۔ الغرض لائق عمرو عاص نے اس حزم و ہوشیاری سے خلیفہ وقت کے احکام کو انجام دیا۔ اور اس عدل و انصاف سے ملک پر حکومت کی۔ کہ اسلام کے عمدہ سرداروں میں شمار کیے گئے۔

فصل چودھویں

بنظر صفائی کے وہ واقعات جو ملک فارس میں اُسی وقت پیش آرہے تھے جبکہ ملک شام اور مصر میں فتوحات ہو رہی تھیں۔ وہاں درج کتاب ہذا نہیں کیے گئے۔ اب کئی برس آگے کے واقعات اُسوقت سے جبکہ خالد نے سنہ ہجری میں موافق حکم حضرت ابوبکر کے اپنے کامیاب لشکر کو دریائے فرات کے کنارے چھوڑا لکھے جاتے ہیں۔ خالد بن الولید کی کامیابی بوجہ نا اتفاقی فارسیوں کے اور بھی تھی۔ خسرو پرویز سنہ ۶۲۸ء میں شکست قیصر ہرقل سے اُٹھا کر اپنے اراکین سے جنکا سرگروہ اُسکا بیٹا شیرویہ تھا تخت سے اُتارا گیا۔ اور اُسکے بیٹے شیرویہ نے اپنے محل کے زیر و بالا اُسکو مار ڈالا جہان اُسنے خزانہ فراہم کیا تھا۔ اپنا قبضہ مسلم رکھنے کے لیے شیرویہ نے اپنے سترہ بھائیوں کو قتل کیا۔ یہ فعل اُسنے صرف بادشاہی کی طمع سے نہیں کیا بلکہ بسبب عاشق ہو جانیکے اپنی سوتیلی ماں پر جسکا نام شیرین تھا کیا۔ وہ بہت ڈری اور جب نہایت مجبور کی گئی۔ تو اپنے کو ہلاک کر ڈالا۔ اس افسردگی کے باعث اور بسبب ملامت کرنے اُسکی بہن کے باعث قتل کر ڈالنے اپنے باپ اور بھائی کے اور بدنیتی کرنے اپنی ماں پر اُسکو

خفقان ہوگیا۔ اور آٹھ مہینے کے اندر مرگیا۔ اُسکا بیٹا آردشیر ۶۳۰ء کے آخر مین تخت پر بٹھایا گیا۔ لیکن وہ بھی مارا گیا۔ اور ایک فارسی رئیس نے تخت چھین لیا۔ اور وہ بھی عرصۂ قلیل مین مارا گیا تو ران دخت خسرو پرویز کی بیٹی اب تخت پر بٹھائی گئی۔ اور اٹھارہ مہینے سلطنت کی۔ اُسکو بھی اُسکے چچیرے بھائی شاہ سنائی دہ نے برطرف کیا۔ لیکن یہ بھی کچھ عرصہ کے بعد تخت سے اُتارا گیا۔ اور دوسری بیٹی خسرو پرویز کی جسکا نام ارزمی دخت یا ازرمیہ تھا ۶۳۱ء مین تخت پر بٹھائی گئی۔ اسوقت فارس کا دارالسلطنت مدائن تھا کہ دریاے دجلہ کے کنارے پر واقع تھا۔

ارزمیہ اپنی قوت جسمانی اور حسن کے واسطے مشہور تھی۔ اُسکے باپ خسرو نے اُسکی تعلیم عمدہ طور سے کرائی تھی اور اِس چار برس کی بدانتظامی مین اُسکو تجربہ بھی خوب ہاتھ آیا تھا۔ جنھون نے اُسکو تخت نشین کیا تھا اُسنے اُنکا مشورہ بھی نہین کیا۔ اور اچھے اچھے رئیسون کو سزا دی۔ اُسکو خود اُسی اپنی بہادری مسلمانون کے حملے مین دکھلانی پڑی اِس کتاب کے پڑھنے والے کو یاد ہوگا۔ کہ خالد بن الولید نے اپنے کامیاب لشکر کو مثنیٰ ابن حارث کے تحت مین دریاے فرات کے کنارے چھوڑا تھا۔ جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے آپ نے مثنیٰ بن حارث کو سواد کا حاکم مقرر کیا۔ یہ وہی ملک ہے جسکو خالد بن الولید نے حال مین فتح کیا تھا۔ اور فرات اور دجلہ کے پھیلے حصون کے درمیان مین واقع تھا۔ اور اسکو اہل فارس عراق عربی کہتے تھے۔ یہ مرت حضرت ابوبکرؓ کے حکم کی تعمیل تھی کہ حضرت عمرؓ نے اُنکو حاکم مقرر کیا۔ ورنہ آپ کا کچھ ایسا اعتماد آپہ نہ تھا۔ چونکہ بہجانے خالد کے کوئی فتوح اُنکے ہاتھ پر نایان نہوئی۔ اسلیے حضرت عمر نے ابوعبیدہ ثقفی کو ایکہزار آدمی سے مثنیٰ کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ اور اُنکو سردار لشکر قرار دیا۔ اور اُنکے ساتھ ثابت ابن قیس کہ اہل بدر سے تھے وہ بھی آئے۔ ملکہ فارس نے مسلمانون کی اِس حملے سے مدد پائی ہوئی فوج کے بڑھنے کی خبر سُنکر ایک لائق سردار رستم بن فرخ زاد کو

تیس ہزار آدمیون سے روانہ کیا۔ رستم عراق کی سرحد پر ٹھہر گیا۔ اور ایک سردار جسکا نام وہمیان تھا اور فارسی شہزادہ نرسی کے ساتھ کچھ لشکر آگے روانہ کیا۔ ان لوگون کو مسلمانون سے ایسی شکست ہوئی۔ کہ رستم کو اصل لشکر کے ساتھ مدد کے لیے آنا پڑا لیکن وہ دیر مین آیا۔ اُنکو پوری شکست ہو چکی تھی۔ اور بھاگے۔ اور کل ملک سواد مسلمانون کے قبضے مین آگیا۔ لکہ ارزمیہ نے اور بھی ڈر کر ایک امدادی لشکر بہمن شہدیو کے تحت مین جسکو برقع پوش بھی کہتے تھے اس سبب سے کہ اُسکی بھون بہت بڑی تھی۔ کہ آنکھون کو چھپائے تھی۔ روانہ کیا۔ اسمین تین ہزار آدمی اور بتیس ہاتھی تھے۔ یہ بڑے جانور لڑائی کے مصرف کے نہین ہوتے۔ یہ صرف اس نظر سے لائے گئے تھے۔ کہ وہ لوگ جنھون نے کبھی نہ دیکھا ہو ڈر رین۔ یعنی اہل عرب کہ وہان ہاتھی نہین ہوتا۔ اُنمین ایک سفید ہاتھی بھی تھا جسکا نام محمود تھا۔ کہ اُسکو حبشی بادشاہ ابرہہ نے کعبہ پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ وہ فتح کا فال خیر سمجھا جاتا تھا۔ چونکہ وہ جس لڑائی مین بھیجا گیا وہ فتح ہوئی تھی۔

بہمن کے ساتھ کاوہ آہنگر کا جھنڈا بھی آیا تھا۔ کہ نہایت متبرک سمجھا جاتا تھا۔ وہ اصل مین کاوہ آہنگر کی جاٹھی چمڑے کی تھی جسکو اُسنے جھنڈا بنایا تھا۔ جبکہ ضحاک کے خلاف مین لوگ باغی ہوئے سو وہ وقتاً فوقتاً بڑھتا گیا۔ اور اُسمین قیمتی ریشمی کپڑے اور جاٹھی چڑھائی گئی یہانتک کہ وہ ۲۳ فٹ لمبا اور پندرہ فٹ چوڑا تھا۔ اور جواہرات سے مرصع کیا گیا تھا اسی جھنڈے کے ساتھ اس ملک کی قسمت سمجھی جاتی تھی۔

مسلمانون کا لشکر ابو عبیدہ ثقفی کا امدادی لشکر ملاکر اسوقت لوہزار سے زیادہ نہ تھا اہل فارس جو بابلستان کے قریب فراہم ہوے تعداد مین بہت زیادہ تھے۔ مثنی اور ثابت کی یہ راے ہوئی۔ کہ ہم لوگ ریگستان مین واپس آوین جہان خلیفہ وقت کی مدد آنے مین آسانی ہوگی ابو عبیدہ کی راے بالکل اسکے خلاف تھی اُنھون نے فارسیون کی قوت کو کم سمجھا۔ اُنھون نے مثنی کو بدنام اور خالد کو نکنام بہ سبب

حملہ آوری کے سمجھا۔ اُنکا قصد ہوا۔ کہ غنیم پر حملہ کرین۔ دریائے فرات پر پُل باندھین اور اُسپر عبور کرکے دشمنون کے عین خیمہ گاہ پر حملہ کرین۔ مثنیٰ اور ثابت کا سمجھانا بیکار تھا اُنھون نے کشتیون کا پل دریائے فرات پر باندھا۔ اور اُسکو عبور کیا لیکن لشکر نے بیدلی سے اُنکی اقتدا کی کیونکہ اُنکو اسکا حال معلوم تھا ہر گاہ یہ لوگ پُل سے عبور کر رہے تھے کہ غنیم کے تیر اندازون سے روکے گئے۔ جو پل کے دوسرے سرے پر تھے۔ لڑائی سخت ہوئی۔ اسلام کا جھنڈا سات مختلف ہاتھون مین منتقل ہوا کیسا جیسے جیسے لوگ شہید ہوتے گئے اہل فارس پس پا لیے گئے لیکن انکا اصل لشکر مع تیس ہاتھیون کے آپہنچا ابو عبیدہ نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا اُنھون نے اپنے آدمیون سے کہا کہ ہاتھی سے نہ ڈرو بلکہ اُنکی سونڈ مین مارو۔ اُنھون نے خود ایک ضرب مین اُس سفید ہاتھی کا سونڈ کاٹ ڈالا لیکن وار کرنے مین پانون پھسل گیا اور گر پڑے۔ اُسپر اُس ہاتھی نے غصہ مین پانون سے دبا دیا اور وہ مر گئے مسلمانون نے اپنے سردار کو مُردہ پاکر اور غنیم کو تعداد مین بہت زیادہ دیکھکر پُل پر واپس جانا چاہا۔ غنیم نے پُل کی کشتیون پر آگ لگانے والی چیز پھینکی۔ اور اُنمین آگ لگ گئی کچھ لشکر پانی مین جا پڑا اور ہلاک ہوا۔ اور اصل لشکر دریا کے کنارے کنارے چلا۔ اور مثنیٰ پیچھے سے اُسکی حفاظت کرتے رہے۔ جنھون نے اسوقت لشکر کے لائق سردار کی ہنرمندی ظاہر کی۔ اور دشمنون کو دور رکھے رہے۔ یہانتک کہ ایک دوسرا مختصر پل تیار کیا گیا۔ اور مسلمان اُسپر سے عبور کر گئے۔ انھون نے خود سب سے پیچھے عبور کیا۔ اور پل کو توڑ ڈالا۔ مسلمانون کے چار ہزار آدمی اس واقعہ مین کام آئے۔ اور ڈوب گئے دو ہزار آدمی مدینہ کو واپس گئے۔ اور تین ہزار مورچہ بند رہے۔ اور ایک تیز پیغمبر خلیفہ وقت کے پاس مدد کے لیے بھیجا۔ لیکن فارسی سردارون مین خود اختلاف پڑا۔ اور اُنھون نے تعاقب نہین کیا۔ بلکہ مدائن چلے گئے کہ وہی دار السلطنت تھا یہی ایک شکست مسلمانون کو ہوئی کہ قابل یاد ہے۔ اور ایسی شکست ابتدا سے کبھی نہ ہوئی تھی یہ لڑائی

سنہ ۱۳ ہجری مین مطابق سنہ ۶۳۴ء کے ہوئی۔ اسکا نام عربی مین غزوۃ الجسر ہے

فصل پندرھوین

کچھ تھوڑے سے امدادی لشکر کے آنے سے مثنی نے عربون کے طریق پر حملہ آوری پھر شروع کر دی۔ اور بابلستان الکلدانیہ کی سرحد پر دریاے فرات کے کنارے میدان صاف کرتے اور غارتگری کرتے لگے۔ یہ انقلاب زمانہ اور اہل دنیا کی بے ثباتی کے باعث تھا کہ ایسی مشہور جگہ کہ ایک وقت مین تمام دنیا کا دار السلطنت ہو اور اسوقت تھوڑے سے عربون کے ہاتھ سے لوٹا جاوے۔

اُنکو روکنے کے واسطے ملکۂ ارزمیہ نے ایک افسر کو جسکا نام ماہران تھا بارہ ہزار سوارونکے ساتھ روانہ کیا۔ مثنی نے اس خبر کو سُنکر اُن لشکرون کو جو غارتگری مین مصروف تھے طلب کیا۔ اور مقابلے کی تیاری کی۔ فریقین ہیرا کی سرحد پر مقابل ہوئے۔ مثنی جو غزوۃ الجسر مین پچھلے واپس آنے والون مین تھے۔ اب اگلے حملہ آورون مین ہوئے عین لڑائی کے ہنگامے مین اُنھون نے تنہا دشمن کے لشکر مین راہ کی۔ اور بڑی مشکل سے اپنے لشکر مین واپس آئے۔ مسلمانون کے بعض طرف کے لشکر پس پا ہونے لگے۔ مثنی نے اُنکو فراہم کیا۔ اُنکے آگے ہونے لگے۔ اُنکو ملامت کی۔ اُنکو ڈرایا۔ اپنی ڈاڑھی کو غصہ مین دو آدھی کی۔ اور وہ پھر اُنکو مقابل لانے مین کامیاب ہوئے۔ اسی مین صبح سے شام ہوگئی اور نتیجہ پھر بھی مشتبہ تھا۔ شام کے وقت مثنیؓ ماہران سے سینہ بسینہ لڑے۔ اور اپنے محافظین کے درمیان مین سے ماہران نے ایک ضرب ایسی ماری۔ کہ شاید مثنی کا کام تمام ہوجاتا۔ لیکن صرف زرہ نقصان ہوگئی۔ اُنھون نے اُسکے عوض مین ماہران کو مار ڈالا۔ اور وہ زمین پر گر گیا۔ فارسیون نے اپنے سردار کو مردہ دیکھکر فرار کی راہ اختیار کی اور نہ ٹھہرے جبتک مدائن نہ پہونچے۔ مسلمانون نے دوسرا حملہ بغداد پر کیا۔ جو اسوقت صرف ایک دیہات تھا۔ لیکن میلے کے واسطے مشہور تھا۔ عربون کے لشکر کا ایک حصہ لے

اُسکو لوٹا اور خوب غنیمت اور قیدی لائے - ماہران کی شکست کی اور بغداد کے میلہ کی غارتگری کی خبر سے فارسیون کی دارالسلطنت مین تھا شا پڑا - رئیس و پادری جو اب تک ملکہ ارزمیہ سے خوف کرتے تھے کہنے لگے کہ غوری کے شاہ کا یہی نتیجہ ہو - بلکہ ارزمیہ پر ایک آفت پہونچی فرخ زاد ایک قوی رئیس اور حاکم خراسان کا اُسپر عاشق ہو گیا - پہلے ارزمیہ نے اُسکے ساتھ مخاطبت کی پھر عدم التفاتی کی اسپر وہ ایک رات کو اُسکے محل مین گھُسنا چاہا تھا اور گرفتار کرنا لیکن اسمین ناکامیاب ہوا اور محافظین نے اُسکو مار ڈالا - اُسکا بیٹا رستم جسکو اُسنے خراسان کی حکومت پر چھوڑا تھا اپنے باپ کے مرنے کا حال سُنکر بدلا لینے کو لشکر کے ساتھ آیا - وہ ایسے وقت آیا کہ جسوقت عامۂ خلائق اُس سے ناراض تھی اسلیے بلا مزاحمت محل مین داخل ہو گیا - اور ملکہ ارزمیہ کو قید کر کے مار ڈالا ایک باقی اولاد خسرو پرویز کی اور تخت پر بٹھائی گئی - لیکن چالیس روز کے عرصے مین اُسکو بھی زہر دیا گیا خواہ غلام نے دیا ہو یا اراکین نے اب اراکین نے ایک نوجوان کو جو پندرہ برس کا تھا تخت پر بٹھلایا - یہ خسرو پرویز کا پوتا تھا اور اس فتنہ و فساد مین شہراستکار (اصطخر) مین جسکو یونانی پرسپولس کہتے ہین اور جو قدیم دارالسلطنت تھا چھپا ہوا تھا اُسکو یزدجرد سوم کہتے ہین - اگرچہ بعض مورخ اُسکو ہرمس و اس چہارم بھی کہتے ہین - کہ اُسکا خاندانی لقب تھا - اُسکا مزاج خوب تھا - لیکن کسی قدر ضعیف دل تھا اور اپنے اراکین کے ہاتھ مین جنھون نے تخت پر بٹھایا تھا آگیا - پہلا کام اس سلطنت کا یہ ہوا کہ ایک بہت بڑا لشکر فراہم کیا گیا - اور رستم ابن فرخ زاد کے تحت مین کہ حاکم خراسان کا تھا جسنے ملکہ ارزمیہ سے بدلا لیا تھا روانہ کیا - اور یہ قصد کیا کہ کل عرب کو سرحد سے نکالدیا جاے حضرت عمرؓ نے تبدل اور لڑائی کی تیاریان ایران کے دارالسلطنت مین سُنکر لشکر تیار کیا - اور خود ایران کی لڑائی مین جانے والے تھے - لیکن حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے ہمشکل آپ کو باز رکھا اور راے دی کہ سعد بن

ابی وقاص کو بھیجے جاوین - یہ سابق ایمان والون مین تھے - اور مسلمانون مین انھون نے پہلے کافر کو مارا اور جب رسول اللہ صلعم جہاد مین جانے لگے تو آپ کو اپنا قائم مقام گھر مین خبر گیری کے واسطے بنا گئے تھے اور فرمایا تھا کہ اے سعد تم بجاے ہمارے ماں اور باپ کے ہو اسلیے مین تمکو اپنا گھر سپرد کرتا ہون -

سعد بن ابی وقاص کو ایران کے لشکر کی حکومت عام سپرد کی گئی اور مثنیٰ کو اگرچہ اُنکا اعزاز اُنکی کامیابیون کے باعث سے بہت تھا - ماتحتی مین رہنے کا حکم دیا - اس لشکر مین اکیہزار ایسے آدمی تھے کہ نہایت آزمودہ کار تھے - اور رسول اللہ صلعم کے ساتھ لڑائیون مین رہے تھے - اور ایک سو اہل بدر سے بھی تھے اُنکے ساتھ اور بھی اسلام کے مشہور سالار تھے - اور بھی آدمی اطراف سے آکر اس لشکر مین ملے جب یہ لشکر مثنیٰ کے لشکر سے آملا تو اُسکا تعداد تیس ہزار آدمیون کا تھا مثنیٰ نے سعد کے آنے کے تین روز بعد انتقال کیا - اُنکے انتقال کی وجہ کہین مذکور نہین ہی - اُنکا نام اُنکے بعد روشن رہا - اور اُنکی بی بی نہایت جمیلہ تھین سعد نے اُنسے نکاح کیا -

فارسیون کا لشکر رستم کی تحت مین سواد (عراق عرب) کی سرحد پر قدسیہ مین مقیم تھا - اور مسلمانون کی تعداد بہت زیادہ تھی - سعد نے اور مدد خفیہ طلب کی - اُسکا وعدہ آیا - لیکن یہ بھی لکھا کہ دل مین شک نہ کرو - اور بلا لحاظ دشمن کی تعداد کے یہ سمجھو کہ ہم خلیفہ وقت کے سامنے یہ کام کرتے ہین - اور یہ بھی کہا گیا - کہ قبل لڑائی شروع کرنے کے یزدجرد سے ایمان کے واسطے کہلا بھیجو -

اس پیغام کو لیکر سعد نے کئی پرانے تجربہ کار آدمیون کو روانہ کیا وہ لوگ مدائن کے مرصع شہر مین داخل ہوے - اور کسریٰ کے ایوان شاہی مین گذر کیا - جہان لباس فاخرہ اور عمدہ پہنے ہوے ارکین موجود تھے - اور بادشاہ کو نوجوان پایا اور مرصع تخت پر بیٹھا دیکھا مسلمان ایلچیون کو عرب کے سادے لباس مین دیکھکر اپنے مرصع لباسون پر

ارکین کے درمیان مین نوجوان بادشاہ کو کہ ناز و نعمت مین پرورده ہوا تھا اُنکی قدر نہ معلوم ہوئی - اسمین شک نہین کہ اُسکے ارکین نے بھی ایسا ہی مشورہ دیا ہوگا بذریعہ مترجم کے اس پیغام کا حال دریافت کیا گیا - اسپر ایک شخص نے جنکا نام نعمان ابن مسکری تھا کہا کہ اللہ کی وحی اُسکے رسول اللہ صلعم پر آئی اور اُنکی وصیت ہو کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا جاوے - اور وہی شرط سے صلح ہوتی ہو - خواہ اسلام لاوے یا جزیہ دے - اور اُنھون نے بادشاہ سے کہا کہ خواہ تم ایمان لاؤ یا جزیہ دو - اور اگر دونون سے انکار ہی تو لڑنے کے لیے تیار ہی کرو یزدجرد نے اپنے غصہ کو ضبط کیا - اور جواب دیا کہ تم عرب لوگ ریگستان کے رہنیوالے تمھاری غذا چوہا چھپکلی اور سانپ ہی - تم کھارا پانی پیتے ہو - اور میلا کپڑا لومڑی کے چمڑے کا پہنتے ہو - تمھارے ملک کے بعضون نے ہمارے ملک مین سفر کیا - شیرین پانی پیا لذیذ غذا کھائی - اور نرم نفیس لباس پہنا - اور اپنے ساتھیون سے جاکر کہا - اسپر تم اٹھے ہو کر آتے ہو کہ ہمارا ملک مال لوٹو اور ہمکو ملک سے نکالدو تمھاری نقل اُس بھوکھی لومڑی کی ایسی ہوگی کہ جسکو باغبان نے انگور کھلایا - اور جب وہ کھاکر توانا ہوئی - تو بہت سے ساتھیون کو بلالائی - اور آخری نتیجہ یہ ہوا کہ باغبان کے ہاتھ سے وہ لومڑی ماری گئی جو تمکو درکار ہو ہمسے کہو - تمھارے اونٹ نر مادہ - چھوہارے لادے جاوین - اور صلح کے ساتھ اپنے ملک کو چلے جاو لیکن اگر تم ہمارے فارس مین ٹھہرنا چاہوگے - تو یاد رکھو کہ جو باغبان نے لومڑی کا حال کیا - وہی تمھارا بھی حال ہوگا - ایک نہایت ضعیف ایلچی نے جنکا نام شیخ مکیہ ابن ضرارہ تھا بڑے تحمل سے اور بے رعب ہو کر جواب دیا - کہ اے بادشاہ جو کچھ آپ نے عربون کی بہ نسبت فرمایا نہایت سچ ہو - ریگستان کی سبز چھپکلی کسی وقت [illegible] اور کنوے کا کھارا پانی وہ پیتے تھے - اُنکا لباس چمڑہ تھا اور لڑکیون کو وہ [illegible]

گالی دیتے تھے۔ یہ سب ایام جہالت مین تھا۔ اُنکو اچھے بُرے کی تمیز نہ تھی۔ وہ مجرم تھے۔ اُسکی جزا پائی۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اُنپر رحم کیا اور اپنے رسول صلعم اور قرآن مجید کو اُنکے درمیان مین بھیجا۔ اور اُنکو عقلمند اور شجاع بنایا۔ اُسنے اُنکو حکم دیا کہ سب کافرون سے لڑو۔ یہانتک کہ سب سچے مذہب کو قبول کرین۔ اُسکے حکم کے موافق ہم یہان آئے ہین۔ اور ہم فقط تمسے اتنا چاہتے ہین۔ کہ تم کہو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اپنے خزانے سے معمولی زکوۃ دیا کرو۔ جو سب مسلمانو پر فرض ہی۔ کہ غریبون کو دین یہ کرو اور کوئی مسلمان بلا اجازت تمھارے ملک مین نہ داخل ہوگا۔ لیکن اگر تم اس سے اور جزیہ سے انکار کرتے ہو تو لڑنے کے واسطے تیار رہو۔

یہ سُنکر یزدجرد کو تحمل نہ رہا۔ اور کہا کہ اگر ایلچی کا مارنا بُرے بادشاہون کو ناسزا نہوتا تو ہم تمھین اس گستاخی کے بدلے تہ تیغ کرتے۔ اہو دوسرے کے ملک کو لوٹنے والے چلے جاؤ۔ اور فارس کی مٹی جسکو تم چاہتے ہو لو۔ یہ کہکر اُسنے مٹی کا بورا کندھے پر رکھوایا۔ کہ اپنے افسر کو دیا۔ اور اس سے مراد یہ لیا کہ تمھارے لیے قبر اس جگہ ہوگی جب وہ شہر سے باہر ہوئے۔ اُنھون نے مٹی کے بورون کو کندھون پر رکھا اور سعد بن ابی وقاص کے پاس واپس آئے۔ اور کہا اے سعدؓ مٹی علامت ملک کی ہی۔ جسطرح ہم یہ مٹی تمکو دیتے ہین اللہ تعالی ملک فارس مسلمانون کے قبضے مین دیگا۔

فصل سولھوین

فریقین کا لشکر ایک دوسرے کے مقابل مین قدسیہ کے میدان مین اُس نہر کے قریب جو فرات سے نکلا ہی۔ حاضر ہوا۔ انگریزی مورخ کی راے ہی کہ فارسیونکی جسقدر تعداد تھی اگر وہ رومی یا یونانی قاعدے سے واقف ہوتے تو مسلمانون کے

مختصر لشکر پر غالب آجاتے لیکن انمین بڑا ہنگامہ بدانتظامی اور نشو و نما تھی۔ برخلاف اسکے عرب کٹھن مشق جفاکش سادے اور مختصر سوار تھے اور گھس کر واپس جاتے اور پھر حملہ آور ہوتے کئی فرادا لڑائیان ہوئین۔ اگر عرب کامیاب ہوئے تو انکو نہایت قیمتی غنیمت ہاتھ آئی۔ اور اگر فارسی غالب رہے تو انکو سوائے پرانے کپڑون کے کچھ نہ ملا۔ پہلے روز سعدؓ مشکلاً اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے کیونکہ انکی رانون مین پھوڑے تھے۔ تاہم آپ لشکر مین حاضر رہے اور اللہ اکبر کی صدا سے مدد دی فارسیون کا لشکر بڑے زور کے ساتھ ہاتھیون سے حملہ آور ہوا۔ مسلمانون کے گھوڑے انکو دیکھکر بھڑکے۔ اکثر سوار اُتر پڑے اور ہاتھیون کو تلوار سے مارنا شروع کیا۔ اور انکو لشکر کی طرف ہٹا دیا۔ تب بھی وہ دن مسلمانون پر دشوار تھا کیونکہ لشکر مختصر تھا اور سالار لشکر زخم سے مجبور تھا۔ ملک شام سے نیا امداد لشکر آجانے سے انکی جرأت بڑھگئی۔ اور وہ برابر لڑے یہان تک کہ رات آگئی۔ اور اپنے اپنے خیمہ گاہ کو واپس آئے۔ اہل فارس اس پہلے روز کی لڑائی کو جنگ ارماث کہتے ہین۔ لیکن مسلمان اسکو یوم النصر کہتے ہین۔

دوسرے روز بھی لشکر صف آرا ہوئے۔ لیکن لڑائی نہ ہوئی۔ سعدؓ زخم کے باعث گھوڑے پر سوار نہ ہو سکے۔ اور نہ لشکر مین جا سکے۔ اور فارسی ڈرے کہ مدد آگئی ہے۔ تمام دن فرادا لڑائی مین گذر گیا۔ اور دونون طرف کے کچھ آدمی نقصان ہوئے۔ سعدؓ اپنے خیمہ سے میدان جنگ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اور اپنی نئی منکوحہ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ کہ اُس عورت کے خیال مین گذرا کہ کس طرح اسوقت مسلمان شہید ہوتے ہین۔ اور اپنے سابق شوہر مثنیٰ کا خیال کیا۔ اور بیساختہ پکار اُٹھی کہ افسوس اے مثنیٰ ابن حارثہ تم کہان ہو۔ سعدؓ کو یہ سنکر ملال ہوا۔ کہ اسنے ہمکو نامرد سمجھا۔ اور فرمایا کہ کل ہم گھوڑے پر سوار ہونگے۔ کچھ حصہ

لشکر کا آپؓ نے دمشق کی طرف رات ہی کو خفیہ روانہ کیا۔ کہ وہ لوگ وہان چھپے رہین۔ اور جب لڑائی شروع ہو تو آپہونچین کہ معلوم ہو کہ تائید ہی لشکر آتا ہی۔

صبح ہوئی پھر بھی سعد رضؓ گھوڑے پر سوار نہو سکے۔ تب آپؓ نے اپنے لشکر کی حکومت کسی افسر ماتحت کو دیکر روانہ کیا۔ یہ سخت لڑائی کا دن تھا۔ اور دشمنون کے سخت ہنگامے سے اسکا نام بھی اہل عرب نے **یوم الحرکت** رکھا۔

امدادی لشکر کے آنے سے مسلمانون کا جوش اور بھی بڑھا۔ رستم نے ہاتھیون سے حملہ کرایا۔ لیکن اہل عرب اسکے عادی ہو چکے تھے۔ اور اُن پر اس شدت سے حملہ کیا کہ وہ بھاگے۔ اور اپنے لشکر کو پامال کیا۔

لڑائی برابر جاری رہی تمام دن اور رات ہونے پر بھی موقوف نہ ہوئی۔ رات نہایت تاریک اور خطرناک تھی۔ اکثرون نے ایک دوسرے کی داڑھی پکڑی۔ رات بھر لڑائی رہی۔ اور صبح کو بھی موقوف نہ ہوئی۔ دن کو سخت آندھی چلی کہ ایک کو دوسرے سے چھپا لیا لیکن یہ آندھی مسلمانون کی تائید مین تھی۔ اور فارسیون کے خلاف مین۔ اس ٹھہراو مین رستم نے دھوپ سے اپنے خیمے مین کہ پانی کے کنارے پر تھا آرام لیا۔ اور اُس کے چارون طرف اونٹ تھے کہ خزانے اور اسباب عیش سے لدے ہوے تھے۔ آندھی نے خیمے کو گرا دیا۔ تب اُسنے اپنے کو ایک اونٹ کے سایے مین پہونچایا۔ لیکن ایک جماعت عربون کی اُسپر اچانک مین آپڑی۔ ایک نے اُن مین سے جسکا نام **ہلال ابن علقمہ** تھا۔ اونٹ کی رسّی کاٹ ڈالی اور ایک بوجھا چاندی کا اُسپر گر پڑا۔ اور اُسکی رسّی کو توڑ ڈالا۔ اپنی اینڈا مین وہ لڑھکتا ہوا پانی مین جا رہا لیکن لوگون نے اُسکا پانوں پکڑ کر نکالا اور ہلالؓ نے اُسکا سر کاٹ کر اپنے نیزے پر بلند کیا۔ فارسیون نے اپنے سردار کا سر خون آلودہ دیکھ کر فرار اختیار کی۔ اور اپنا خیمہ اور اسباب اور خزانہ اپنی کامیابیون کے واسطے چھوڑا۔ بیحساب غنیمت ہاتھ آئی۔ فارسیون کا متبرک

جھنڈا ابھی غنیمت کے زمرے مین تھا۔ جس سپاہی نے اسکو قبضہ کیا تیس ہزار اشرفی اُسکو سعدؓ کے کہنے سے دی گئی۔ اور وہ جواہرات جس سے وہ مرصع تھا اسباب غنیمت مین تقسیم کے واسطے رکھا گیا۔ ہلال جو رستم کا سر لائے اُنکو اُسکے جسم کے اُوڑھنے کی اجازت دی گئی۔ عربون کو ایسی غنیمت اُسکے پہلے کبھی ہاتھ نہ آئی تھی۔ رستم کی پوشاک نہایت مرصع تھی۔ اور اُن مین جواہرات ٹکے تھے۔ اور وہ دو کمربند باندھے تھا ایک کی قیمت ایک ہزار اشرفی تھی اور دوسرے کی ستر ہزار درم۔

اس لڑائی مین تیس ہزار فارسی مارے گئے۔ اور سات ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ فارسیون کو اپنے متبرک جھنڈے کے ضائع ہونے کا نہایت صدمہ تھا جسکے ساتھ اُنکے ملک کی قسمت وابستہ سمجھی جاتی تھی۔ یہ لڑائی ۱۵ھ ہجری مین مطابق ۶۳۶ء کے ۱۵ھ و ۶۳۶ء ہوئی۔ یہ لڑائی قدیسیہ کی عربون مین ویسا ہی مشہور ہے جیسا اربیلا کی لڑائی یونانیون مین کہ سکندر اور دارا سے ہوئی۔ اسکی شکایت ہونے پر کہ سعدؓ اس جنگ مین کیون شریک نہ ہوئے۔ آپ نے اکثرون کو اپنا جسم کھول کر زخم دکھایا۔ جسکے باعث گھوڑے پر چڑھنے سے مجبور تھے اسپر لوگ رضامند ہوئے۔

فصل سترھوین

قدیسیہ کی پوری کامیابی کے بعد سعدؓ ابن ابی وقاص خلیفۂ وقت کے حکم سے کئی مہینے تک اُسکے اطراف مین رہے۔ اور ملک مفتوحہ کی کامیابی کو پورا کیا۔ جزیہ فراہم کیا اور مسجدین تعمیر کین۔ کہ جس سے ہر طرف اسلام پھیلے۔

اسی وقت حضرت عمرؓ نے عراق عرب کے پچھلے حصے مین جہان فرات اور دجلہ ملتا ہے۔ شہر بصرہ بسانے کا حکم دیا۔ اس شہر کی بنیاد سے مقصود یہ تھا کہ جو تجارت درمیان فارس اور ہند کے ہے اُسکو منقطع کرے اور ملک اہواز پر نگران رہے۔ جسکے شہزادے ہرمزان نے قدیسیہ کی لڑائی مین فارسیون کا ساتھ دیا۔ شہر بصرہ کی بنیاد ۱۴ھ مین

عروہ بن عتبہ نے ڈالی۔ اسنے فوراً ہی اطراف کے بہت آدمیون کو فراہم کرلیا۔ اور بہت جلد شہرت پکڑی۔ اور ہندوستان کی تجارت کا مرکز ہوگیا۔

قدیسیہ کے اطراف کے ملکون کو قبضہ مین لاکر سعدؓ خلیفہ وقت کے حکم سے فتح فارس کے واسطے روانہ ہوئے۔ مسلمانون کی حال کی کامیابی سے اور اپنے متبرک جھنڈے کے ضائع ہونے سے اہل فارس نہایت خوف زدہ تھے۔ اُنھون نے سمجھا کہ اب اُنکے ملک اور مذہب کے زوال کا وقت آگیا۔ اور اسلیے کچھ عرصہ تک اُنھون نے مقابلہ نہین کیا۔ اکثر شہر اور قلعے بلا مزاحمت مسلمانون کے قبضے مین آگئے۔ بابلستان کا بھی یہی حال رہا۔ بابلستان اگرچہ کسی زمانے مین فخر کے قابل تھا۔ لیکن اسوقت کچھ نہ تھا۔ سعدؓ نے دجلہ کو عبور کیا۔ اور مدائن کی طرف کہ فارس کا دارالسلطنت تھا بڑھے۔ آپکا لشکر جسوقت قدیسیہ سے چلا تو بیس ہزار سے زیادہ نہ تھا۔ کیونکہ بہت لوگ لڑائی مین اور بیماری سے مرگئے تھے لیکن بہت لوگ ملک مقبوضہ کے انکے ساتھ ہوئے جس سے اب اُنکی تعداد ساٹھ ہزار تک پہونچی یہان تک کہ شہر مدائن مین داخل ہوئے۔

مدائن مین ہنوز شکست یافتہ لشکر کے آدمی بہت تھے۔ اور مقابلہ کرسکتے تھے لیکن کوئی شخص حکومت کے قابل نہ ٹھہرا۔ سب پر خوف غالب تھا۔ بادشاہ نے مشیرون کو طلب کیا۔ لیکن سب کا مشورہ بھاگنے کا ہوا۔ اِنھون نے کہا خراسان اور کرمان ہنوز ہمارا ہی ہے۔ ہم یہان قیدی ہونے کے واسطے کیون رہین۔ یزدجرد کو اس طرح بھاگنے مین تامل تھا۔ اور ٹھہرا رہا یہان تک کہ جب حملہ آورون کو ایک روز کی راہ رہی۔ اُسنے اپنی قیمتی چیزون کو لدوایا۔ اور اپنے مصاحبین اور اہل خانہ کے ساتھ حلوان کو روانہ ہوا جو میدیہ کے پہاڑون کے دامن مین ہے۔ اُسکی اقتدا تمام اہل شہر نے کی جسکے پاس اونٹ یا گھوڑا تھا نہایت خوش نصیب سمجھا گیا۔ کہ اپنے اسباب کو لادلیا۔ اور

جنکے پاس بار برداری نہ تھی اُنھون نے اپنے کندھون پر جو لے سکے لیا۔ لیکن کہانتک اسباب لے جا سکتے تھے۔ بہت اسباب شہر مین چھوڑ گیا۔ اس طرح یہ شہر مدائن جسکو رومی ٹسیفون کہتے ہین اور جسنے رومیون کے معاصرے کو توڑا جنکے ساتھ اسباب محاصرہ مثل انجن وغیرہ کے رہتا تھا بلا لڑے جھگڑے مسلمانون کے قبضے کے واسطے چھوڑا گیا۔

سعدؓ اس خالی شہر مین داخل ہوئے اور اُسکی عمارات اور باغات اپنے تصرف مین دیکھکر متعجب ہوئے۔ اور اپنے جوش مین قرآن کی اُس آیت کو پڑھا جسمین فرعون کا اور اُسکے لشکر کا اپنے مکانون کو چھوڑنا اور بنی اسرائیل کا تعاقب کرنا مذکور ہے۔

آیت کا مضمون یہ ہے۔ کتنے باغات اور چشمے اور غلّے کے کھلیان اور عمدہ مکانات اُنھون نے اپنے پیچھے چھوڑے۔ اسطرح سے ہمنے اُنکو بے قبضہ کیا۔ اور اُسکا وارث دوسرون کو بنایا۔ نہ تو آسمان نہ زمین اُنکے واسطے روئے۔ اور نہ اُنپر کسی نے تاسف کیا اس شہر کو لشکر نے لوٹا۔ شہر کے گھومنے مین انھون نے کسریٰ کے مشہور محل مین گذر کیا جسکی تعمیر قباد ابن فیروز نے شروع کی تھی۔ اور اُسکے بیٹے نوشیروان نے پورا کیا۔ یہ سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا۔ اسلیے سفید محل کہلاتا تھا۔ جب انھون نے اُسکی طرف دیکھا حضرت صلعم کی پیشینگوئی کو یاد کیا۔ جبکہ آپ نے کسراے فارس کا حال سُنا کہ اُسنے آپ کا نامہ چاک کر ڈالا۔ آپ صلعم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ اُسکی سلطنت کو پارہ پارہ کریگا۔ مسلمانون نے کہا کہ سفید محل دیکھو رسول اللہ صلعم کی پیشینگوئی پوری ہوئی۔

سعدؓ سفید محل کے بلند دروازے مین شکر الٰہی بجا لاتے ہوئے داخل ہوئے۔ آپ کا پہلا کام یہ تھا کہ آپ نے اُسمین شکرانہ کی نماز پڑھی۔ اور ہر کمرے مین کلمہ پڑھا۔ تب آپؓ نے اُسکی باریکیون کو ملاحظہ کیا۔ اور سپاہیون کو غارتگری سے باز رکھا۔ اور اُسکو اپنا صدر (ہڈ کوارٹر) بنایا۔ وہ مشرقی مینا کاریون سے مرصع تھا۔ اُسکا توشہ خانہ نفیس کپڑون سے معمور تھا۔ سلح خانے مین اسباب حرب جڑاؤ بھرے تھے۔ ایک زرہ

اور تلوار ایوان شاہی مین تھی جسپر بے بہا جواہرات ٹکے تھے۔ ایک چاندی کا سوار سونے کے گھوڑے پر تھا اور ایک سونے کا سوار چاندی کے اونٹ پر اور اسپر بھی جواہرات جڑے تھے۔

گنبدون مین چاندی اور سونے اور جواہرات کے خزانے چھپا رکھے تھے۔ بعض کمرون مین سونے چاندی کے برتن عطریات سے بھرے ہوئے تھے۔ میگزین مین مصالح اور خوشبو مصالح اور ہر قسم کے ادویات فراہم تھے۔ اور کاغذ بھی تھا جسکو بعض ہندوستانیون نے غلطی سے نمک سمجھا۔ ایک کمرے مین ایک بڑا شیشہ لگا ہوا تھا جسکو جاڑے کے دنون مین بادشاہ مصرف مین لاتے تھے۔ اسمین ہنرمندی اور روپیہ دونون کا صرف معلوم ہوتا تھا۔ وہ باغ کی شبیہ مین بنایا گیا تھا۔ پتیون کی جگہ زمرد تھا۔ اور اپنے اپنے رنگ کے موافق موتی اور جواہرات سے بنائے گئے تھے اور پانی کے چشمے ہیرے اور نیلم کے بنائے گئے تھے۔ کہ جس سے پانی کی چمک ظاہر ہو۔ اسکی قیمت کا اندازہ قیاس سے باہر تھا۔ اور عدالت دیوانی کی جگہ اور سب کمرون سے بہت زیادہ مرصع تھی۔ مؤرخ **ڈی ہربلوٹ** کا بیان ہے۔ کہ اسکی چھت برجون کے مانند تھی جسمین سونے کے کرّے گھومتے تھے۔ ٹھیک اسی طرح جسطرح ستارے اور منطق البروج کی نشانیان ہون۔ تخت نہایت مرصع چاندی کے پائے پر تھا اور اسپر **خسرو نوشیروان** کا تاج سونے کی زنجیر مین لٹکا ہوا تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جب اسپر بیٹھتے تھے تو پہنتے تھے۔

ایک خچر پر ایک شخص پکڑا گیا کہ وہ کچھ جواہرات **یزدجرد** کے تاج کے معہ کمربند اور تلوار اور گلوبند کے لیے جاتا تھا۔ **سعدؓ** نے **عمر بن مسکی** کو غنیمت کا ذمہ دار کیا۔ کہ ماضابطہ طور پر تقسیم کیا جائیگا۔ اور لوگ شہر کی گلیون مین پکارنے کے واسطے بھیجے گئے۔ کہ غنیمت کو **عمر بن مسکی** کے پاس لاوین۔ اسقدر غنیمت تھی کہ بعد

بھیجنے پانچوین حصہ غنیمت پاس خلیفہ وقت کے ساٹھ ہزار آدمیون مین فی کس بارہ سو درہم چاندی حصہ پڑا۔

پانچوان حصہ غنیمت کا خلیفہ وقت کے پاس لیجانے مین نوسو اونٹ انبار کیے گئے انھین مین وہ قالین اور تاج شاہی بھی تھا۔ اہل مدینہ اسقدر خزانہ دیکھکر متعجب ہوئے حضرت عمرؓ نے کہا مال غنیمت سے ایک مسجد بنا کرنی چاہیے۔ اسکا مشورہ ہوا۔ کہ قالین خلیفہ وقت کے مصرف مین عدالت کے وقت بچھایا جاے۔ یا بیت المال مین رکھا جاے۔ یا غنیمت کے ساتھ تقسیم کیا جاے۔ حضرت عمرؓ نے اُس قالین کی تقسیم کا قصد اپنے سردار دین کیا۔ آپؓ نے اُسکا ٹھیک برابر حصہ کیا بلا لحاظ اُسکی ایکجائی قیمت و حُسن کے۔ یہ ایسی قیمتی چیز تھی کہ حضرت علیؓ نے اپنا حصہ آٹھ ہزار درہم چاندی مین فروخت کیا۔

اس شہر کا پورا قبضہ ماہ صفر ۱۶ھ ہجری مین ہوا۔ مطابق ۶۳۷ء کے اُسی سال جس سال یروشلم (بیت المقدس) فتح ہوا۔ اس غنیمت کی خبر سُنکر مغرب لوگ یمن اور مصر کی ان قیمتی چیزون کی خریداری کے واسطے آئے۔

فصل اٹھارھوین

سعدؓ نے یزدجرد کا تعاقب حلوان تک میدیہ کے پہاڑون مین کرتے۔ جہانتک پناہ گزین ہوا تھا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے اُنکو باز رکھا۔ جو کہ مدینہ ہی سے اپنے سردار دین نگران رہتے تھے۔ اس خوف سے کہ اپنی کامیابی کی حالت مین ہمارے احاطۂ تائید سے باہر نہ ہوجاوین اصل لشکر کے ساتھ وہ خود مدائن مین رہے۔ اور اپنے بھائی ہاشم کو بارہ ہزار آدمیون سے مفروریون کے تعاقب مین روانہ کیا۔ ہاشم نے ایک بڑا لشکر فارسی مفروریون کا جیلولہ مین پایا۔ کہ حلوان سے بہت دور نہین ہے۔ اور وہ لوگ مقابلہ کو تیار ہوگئے۔ اُنھون نے اُسکا محاصرہ کیا۔ لیکن وہ نہایت مستحکم جگہ تھی۔ اور چھ مہینے تک محاصرہ کیے رہے۔ اس درمیان مین اُنپر حملے ہوئے۔

آخر مین قلعہ کا لشکر گھٹ جانے سے اور سردارون کے مارے جانے کے باعث یہ جگہ بھی مسلمانون کے قبضے مین آگئی۔

یزدجرد نے جیلولہ کا حال سُنکر **حلوان** کو چھوڑا۔ اور کچھ لشکر بھی اپنے سردار حبش کے تحت مین مسلمانون کے روکنے کے واسطے اُس جگہ چھوڑا۔ اب جس جگہ یزدجرد نے پناہ لی وہ رے تھی۔ جسکو ایرانی **رگھیس** اور یونانی **رگھیا** کہتے ہین۔ یہ نہایت قدیم شہر ہی مقابل مین **نینوا** اور **اکبٹانا** کے جسکا ذکر مؤرخ **ثابت** نے لکھا ہی۔ کہ ہم نینوا سے رگھیا کو گئے یہ جگہ قدیم زمانے مین فارس کے بادشاہون کو مرغوب تھی۔ اس سفر مین یزدجرد پالکی پر جاتا تھا جسکو خچر لیے جاتے تھے۔ حبش کو یہان شکست ہوئی۔ اور وہ پیچھے ہٹا۔

سعدؓ نے خلیفہ وقت کو پھر لکھا کہ اُنکو فارسی بادشاہ کے تعاقب کی اجازت ملے۔ قبل اسکے کہ وہ لشکر پہاڑون مین فراہم کرسکے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے پھر باز رکھا۔ اور منع کیا کہ تم نے اس سال سواد اور عراق کی فتوحات پوری کی کیونکہ حلوان عراق کے کنارے پر ہی۔ تمھارے واسطے اسقدر کافی ہی۔ مسلمانون کی خیریت چاہیے کہ زیادہ قیمتی ہی۔ اسطرح ۱۶ھ ختم ہوئی۔

مدائن کی آب وہوا خلاف مزاج سعدؓ اور اُنکے لشکر کے ہونے سے حضرت عمرؓ نے اجازت دی۔ کہ کوئی ایسی مناسب جگہ ہو جہان کی آب وہوا بہتر ہو۔ اور وہ دریاے فرات کے پچھم ہو۔ اور جسمین اونٹون کے لیے خوب گھاس دستیاب ہو اُسکو اپنا معدر مقرر کرو۔

سعدؓ نے اس قسم کی جگہ **کوفہ** کو تجویز کیا۔ جہان سے موافق بیان مورخین کے حضرت نوحؑ اپنی کشتی پر سوار ہوے۔ اور اہل عرب یہ بھی کہتے ہین کہ سانپ بعد وسوسہ دینے حوا کے یہین اُتارا گیا تھا۔ اس لیے وہ کہتے ہین کہ کوفیون مین دغابازی اسی کے

اثر سے ہے۔ یہ شہر بعد مین ایسا مشہور ہوا کہ دریاے فرات اسی نام سے نہر کوفہ کہلانے لگا خط کوفی عربون مین یہین سے جاری ہوا۔ کوفہ کے تعمیر کرنے مین تیجر اور سنگ مرمر اور لکڑیان اچھی عمارتون کے واسطے مدائن کے شکستہ مکانون سے لائی گئی تھین۔ کیونکہ بابلستان کے اطراف مین ان چیزون کی ایسی گرانی ہے۔ کہ وہان عمارتین پکی اینٹون کی بنائی جاتی ہین سعدؓ نے کہ جنکو کچھ ذائقہ فارس کے آرائشون کا تھا ایک محل گرمی کے واسطے بنوایا۔ اور اُسمین بہت بڑا پھاٹک مدائن کے خسرو فارس کے محل کا لگایا۔ جب اُس محل کی خبر حضرت عمرؓ کو معلوم ہوئی۔ آپؓ بہت ناخوش ہوئے۔ کیونکہ آپؓ ڈرتے تھے کہ آپؓ کے سرداران کہین عرب کی سادگی چھوڑ کر غیر ملکون کی آرائشون مین مبتلا نہو جاوین۔

حضرت عمرؓ نے اسلیے ایک معتمد ایلچی جنکا نام محمد بن مسلمہ تھا بھیجا۔ کہ سعدؓ کو سخت ملامت کرین۔ کوفہ پہونچکر محمد بن مسلمہ نے اُس محل کے دروازے کے پاس بہت لکڑیان فراہم کین۔ اور اُسمین آگ لگا دی۔ جب حضرت سعدؓ نکلے اور اس حرکت پر شکایت کی محمد بن مسلمہ نے خلیفہ وقت کا اس مضمون کا خط دکھلایا۔

ہمکو معلوم ہوا ہے کہ تنے بہت بلند محلسرا تعمیر کیا ہے۔ جیسا کسراے فارس کا تھا اور اُسمین بہت بڑا پھاٹک اُسکے محل کا لگا کر مرصع کیا ہے۔ اس نظر سے کہ اُسپر محافظ تعنات کرو گے۔ کہ جو تمھارے پاس انصاف اور مدد کے واسطے آنا چاہے وہ تمھارے پاس نہ جا سکے۔ جیسا کہ تنے کسراے فارس کی اقتدا کی یاد رکھو کہ کسراے فارس مرکر قبر مین گئے اور رسول اللہ صلعم اپنے متبذل مٹی کے مکان سے اعلےٰ سے اعلےٰ آسمان پر گئے۔ ہمنے محمد بن مسلمہ کو تمھارا محل جلانے کو بھیجا ہے۔ اس دُنیا مین دو مکان تمھارے لیے بس ہین۔ ایک رہنے کو اور دوسرا بیت المال کے واسطے۔

حضرت سعدؓ نے حضرت عمرؓ کے حکم مین کچھ عذر نہ کیا۔ اور محل کو جلتے ہوئے دیکھتے رہے۔ بلکہ اُنھون نے محمد بن مسلمہ کے سامنے کچھ تحفے پیش کیے۔ لیکن اُنھون نے انکار کیا اور مدینہ

کو واپس آئے۔ سعدؓ نے رہنے کے واسطے اور بیت المال کے لئے دو مکان بنائے۔ کہ وہ دوسری سمت مین کوفہ کے تھے۔

جس سال کوفہ کی بنیاد پڑی اُسی سال حضرت عمرؓ نے ام کلثوم بنت حضرت علیؓ و فاطمہ رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا کہ نواسی حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہوئین۔ اس رشتہ داری سے آپ کی محبت اور اعتماد حضرت علی کے ساتھ اور بھی زیادہ ہوا۔ کہ آپ کے مشیر تھے اور دوسرے مشیر آپؓ کے حضرت عثمانؓ تھے۔ اور یہ دونون بزرگ خلیفۂ وقت کو انتظام مملکت مین بڑی مدد دیتے تھے۔ اگرچہ حضرت عمرؓ کے احکام کیسے ہی سخت معلوم ہوتے ہون لیکن اسمین شک نہین کہ بے جانب دار اور پُرانصاف تھے۔ اور ایک موقع پر جب آپؓ کے بیٹے پر نشہ خواری ثابت ہوئی تو اپنے ضابطے کے موافق اُسپر بھی پچیس درے لگائے۔

فصل اُنیسوین[19]

بصرہ کی بنا سے ساسانیون کے حاکم (اہواز) کو جسکا نام ہرمزان تھا نہایت تکلیف ہوئی۔ اُسکا علاقہ درمیان فارستان اور بابلستان کے تھا۔ اُسنے سمجھا کہ اس شہر کی ترقی سے ہماری روکاوٹ ہی۔ یہ صوبہ فارس کے زرخیز صوبون مین تھا جہان روئی۔ چاول۔ چینی اور گیہون ہوتے تھے۔ اسقدر شہرون سے معمور تھا کہ مورخ طبری نے ستارون کے غنچہ سے تشبیہ دی ہی اسکے وسط مین سوسا بڑی تجارت کی جگہ تھی بادشاہ فارس کے سیر و سیاحت کی جگہ تھی۔ اور ایسا کہا جاتا ہی کہ پیغمبر دانیال کی قبر یہین ہی۔ یہ شہر ایک وقت محل اور ایوان شاہی سے معمور تھا۔ اگرچہ اب بالکل جنگل اور شیر کے رہنے کی جگہ ہی۔

یہان ہرمزان نے بادشاہی دولت فراہم کیا اور ایوان بنایا۔ وہ خاندان عالی سے تھا۔ اور اُسکے مورث اعلےٰ نے ایک وقت تخت فارس پر جلوس کیا تھا۔

اسلیے اُسکے خاندان کے لوگ شاہی تاج پہنتے تھے - چونکہ خاندان شاہی سے تھے اور اُنکے خاندان کی عزت اہل فارس بادشاہون کیطرح کرتے تھے -

اس دلیر شخص نے جسنے مسلمانون کی قوت جنگ قدسیہ مین دیکھی تھی بصرہ کی ترقی بخش قوت پر حملہ کرنا چاہا - اُسکے بانیون نے مدینہ مین خلیفۂ وقت کے پاس حفاظت کیواسطے التجا کی اور خلیفہ نے کچھ لشکر مدد کیواسطے مدینہ سے اور سعدؓ نے کوفہ سے روانہ کیا - ہرمزان کو اس لڑائی کے برپا کرنے سے تاسف ہوا - اُسکو برابر شکست ہوتی گئی - اور آخرش اپنا نصف ملک دیکر اُسنے صلح کی - اور اُسمین صرف چار شہر رہگئے - اُسکو اسپر بھی آرام کرنے کا موقع نہ ملا - یزدجرد نے رے سے ہرمزان اور اُسکے ہمسایہ کے حاکم فارستان کو ملامت لکھی - کہ کیون نہین اکٹھے ہوکر مسلمانون سے مقابلہ کیا - اُسکے حکم سے ہرمزان نے بدعہدی کی - ہرمزان کا اپنے مفروری بادشاہ کا اطاعت کرنا اُسکے زوال کا باعث ہوا - خلیفۂ وقت نے مختلف اطراف سے فوج کی فراہمی کا حکم دیا - اور اہواز کے فتوحات کو پورا کرنے کے لیے چھ مہینے تک اُسکا محاصرہ رہا - جس درمیان مین بہت حملے ہوئے سلو سخت لڑائی فریقین سے ہوئی - آخرش بارا ابن مالک کو اس مسلمانون کے لشکر کی سرداری ملی - یہ رسول اللہ صلعم کے مرغوب تھے - اور اُنکے بہ نسبت لوگون کو حسن ظن تھا - اُنکو ہر وقت موت و حیات یکسان معلوم ہوتی تھی - خطرناک جگہون مین وہ سبکے آگے ہوتے تھے - اور جس لڑائی مین وہ گئے فتح ہوئی - اُنکے سردار لشکر ہونے پر لشکر نے خوشی سے اُنکو گھیر لیا - اور کہا کہ ای بارا قسم کیجیے - کہ ان کافرون کو شکست ہو - بارا نے قسم کیا - کہ جگہ قبضہ مین آجائیگی اور دشمن بھاگین گے - لیکن ہم شہید ہونگے -

دوسرے ہی حملہ مین وہ ہرمزان کے ہاتھ سے شہید ہوئے - لشکر نے اُنکی شہادت کو فال خیر سمجھا - اُنھون نے کہا کہ آدھی قسم اُنکی پوری ہوئی - لیکن آدھی باقی ہی - وہ بھی پوری ہوجائیگی -

تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ایک پارسی باغی۔ ابوشہرا کے پاس کہ بارُا کی جگہ پر سردار ہوئے تھے آیا۔ اور اُنپر قلعہ کی ایک راہ ظاہر کی جسکے ذریعہ سے پانی اُس قلعہ مین جاتا تھا۔ ایک شب مسلمان اس راہ سے چلے۔ اور پھاٹک کھولدیا۔ کہ مسلمانون کا لشکر قلعہ کے اندر چلا آیا۔ ہرمزان ایک مضبوط برج مین تھا۔ اُسکی دیوار سے اُسنے صلح کی گفتگو شروع کی۔ میرے ساتھ ایک ہزار تیر انداز ہین اور تمھاری جان لینے کو کافی ہین لیکن بہرکیف اس بیکار خونریزی کا کیا فائدہ۔ ہمکو عزت کے ساتھ جانے دو۔ اور ہمکو حفاظت کے ساتھ خلیفۂ وقت کے پاس لے چلو۔ اگر وہ ہمکو تخت سے اُتارین گے تو ہم راضی ہین۔

اسپر لوگ راضی ہوئے۔ ہرمزان جب قلعہ سے نکلا تو اُسکی لوگون نے تعظیم کی۔ اور محافظین کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا۔ وہ اسطرح جاتا تھا کہ جسطرح سردار محافظین کے ساتھ جاتے ہین قیدیون کیطرح نہین۔ جیسے ہی وہ اُس شہر مین پہونچا۔ اُسنے کچھ آرام کیا اور کپڑا نہایت مرصع پہنا اور تاج شاہی سر پر رکھا اور مدینہ کے دروازے مین داخل ہوا۔ مدینہ کے باشندے اس پرتکلف لباس مین اُسکو دیکھکر متعجب ہوئے۔

حضرت عمرؓ اپنے مکان مین نہ تھے۔ مسجد مین تھے۔ اسلیے ہرمزان کو مسجد کیطرف لیگئے۔ جب مسجد کے قریب پہونچے۔ تو دیکھا کہ خلیفۂ وقت کا لبادا الٹکا ہی۔ ہرگاہ آپ پیوند لگا ہوا کپڑا پہنے ہین۔ اور اپنا عصا سر کے نیچے رکھکر سوتے ہین۔ ساتھ کے آدمی تعظیم کے ساتھ کچھ فاصلہ پر بیٹھ گئے۔ اور آپؓ کے جاگنے کے منتظر رہے۔ اُنھون نے ہرمزان سے آہستہ کہا کہ مسلمانون کے بادشاہ یہی ہین۔ اور یہ اسیطرح بلا محافظین کے سوتے ہین؟ جواب ملا ہان۔ آپؓ اکیلے آتے جاتے ہین اور جہان خوش آیا سو رہتے ہین۔ اور آپؓ کیا عدل و انصاف کی کارروائی بلا افسر اور ایلچی اور اراکین کے کرتے ہین۔ جواب ملا کہ ایسا ہی کرتے ہین۔ آخرش ہرمزان نے کہا کہ یہ حالت پیغمبرون کی ہی بادشاہون کی

نہین ہی۔ جواب ملا کہ یہ پیغمبر نہین ہین بجاے پیغمبر صلعم کے ہین۔ جب خلیفہؓ وقت اُٹھے آپؓ نے ساتھیون کو پہچانا۔ اور فرمایا کہ تم خبر لائے ہو۔ لیکن یہ شخص جو فضولی کے ساتھ آراستہ لباس پہنے ہی کون ہی۔ لوگون نے جواب دیا کہ یہ ہرمزان اہواز کا بادشاہ ہی۔ آپؓ نے اپنا منھ پھیر کر فرمایا کہ اس کافر کو یہان سے لیجاؤ۔ اور اسکا مرصع کپڑا اُتار کر اسلام کے سادے لباس مین لاؤ۔

حسب الحکم آپؓ کے ہرمزان کو لیگئے۔ اور مین کا سادہ لباس پہناکر تھوڑے ہی عرصے مین اُسکو لے آئے۔ ہرمزان نے اپنی جان بچانے کے واسطے اُس خون کے بدلے مین کہ اُسنے بارؓ ابن مالک کو مارا تھا۔ بہت طرح کے حیلے کئے اُسنے اپنی پیاس بجھانے کیواسطے پانی مانگا۔ اور ایک طرف پانی کا پیالہ لایا گیا۔ اُسنے قبل پینے کے خلیفہ وقت سے اجازت چاہی۔ کہ جب تک مین پانی نہ پی لون محفوظ رہون۔ خلیفہ وقت نے اسکو منظور کیا جب پانی آیا اُسنے اُسکو زمین پر پھینکا۔ اور کہا کہ جب تک ہم پانی نہ پینلینگے۔ آپؓ کے قول کے موافق محفوظ رہین گے۔

حضرت عمرؓ اس فقرے مین کب آنے والے تھے۔ آپؓ نے فرمایا کوئی چیز تمکو نہ بچائیگی لیکن اسلام قبول کرنا۔ اُسنے اطاعت کی اور اسلام قبول کیا۔ اور سچے مسلمانون مین شمار ہونے لگا۔

وہ اسکے بعد مامانیہ مین رہنے لگا۔ اور خلیفہؓ وقت نے اُسکو تحفے دئے۔ اور بالجملہ مین بڑی کام کی خبرین فارس کے بہ نسبت اُسنے حضرت عمرؓ کو دین۔ اہواز کے فتوحات ۱۹ سنہ ہجری مین پورے ہوئے۔

فصل بیسوین

حضرت عمرؓ اپنے دور کے ماتحت افسرون پر بھی نہایت تیز نظر رکھتے تھے کہ مبادا غیر ملک کی آرائشون مین جسکے وہ فاتح تھے مبتلا نہوجاوین۔ اور اپنے عرب کی سادگی کو کہ

کامیابی کا ذریعہ ہی بھول نہ جائین - باوجود اس بات کے کہ آپؓ نے سعدؓ کا کوفہ کا محل جلوادیا - اور اُنکو سخت تنبیہ کی - لیکن تاہم اُنکی شکایت متواتر پہونچی کہ آپؓ آرایش پسند ہین اور یہ کہ انصاف نہین کرتے اور ظلم کرتے ہین - اور غنیمت کی تقسیم مین عدل نہین رکھتے اور لڑائی کے کامون مین سُست ہین - اکثر الزامون مین سے بے بنیاد ٹھہرے لیکن تاتحقیقات کامل آپؓ معطل کئے گئے -

جب یہ خبر رے مین یزدجرد کو پہونچی کہ مسلمانون کے سردار جنھون نے قادسیہ مین فتح حاصل کی - رستم کو مار ڈالا - اور مدائن پر قبضہ کرلیا - اور اُسکو پہاڑون مین نکالا - حکومت سے معزول کئے گئے - اُسکی امید تازہ ہوئی اور خطوط اُن صوبون کے نام لکھے کہ ابتک فتح نہوئے تھے اور بڑی کوشش واسطے حصول اپنی سلطنت کے کی - اس فراہمی کیواسطے نہاوند تجویز ہوا - یہ بہت قدیم جگہ تھی - بعضون کا بیان ہی کہ اسکے بانی حضرت نوحؑ تھے - اور اُنھین کے نام سے یہ جگہ اسلیے مشہور ہوئی - اور ہمدان سے یہ مقام تیس کوس کے فاصلہ پر تھا - جسکو قدیم یونانی اکٹانا کہتے تھے - یہان پر ڈیڑھ لاکھ آدمی جمع ہوئے - حضرت عمرؓ نے اپنے مشیرون کو مدینہ کی مسجد مین جمع کیا - اور اس خبر کو کہ اُسی وقت ملی تھی سُنایا - آپؓ نے فرمایا کہ شاید یہ آخری بڑی کوشش فارسیون کی ہی - اگر ہم لوگ اس دفعہ اُنکو شکست دینگے - تو پھر وہ اسقدر فراہم کبھی نہو سکینگے - اسلیے آپؓ نے اپنی راے ظاہر کی کہ ہم خود اس دفعہ کے لشکر کی سالاری مین جایا چاہتے ہین - اسپر بڑے قوی عذر ہوئے اور عثمانؓ نے کہا کہ اطراف سے لشکر فراہم کیجئے - لیکن آپؓ خود خواہ کوفہ خواہ حلوان مین رہئے - اور وہان سے مدد بھیجا کیجئے - کہ اگر مسلمانون کو شکست بھی ہو - تو پھر فراہم کرکے اُنسے پھر حملہ کرائے - اور دوسرون نے مختلف مشورے دئے - آخرش یہ امر حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلب کے پاس کہ اُسوقت کے بڑے دانشمندون مین قوم قریش کے شمار کئے جاتے تھے - پیش کیا گیا - اُنکی راے ہوئی کہ خلیفہ وقت کو مدینہ مین رہنا چاہئیے - اور لشکر کی سالاری

نعمانؓ ابن مکری کو کہ اسوقت ارمینیہ اسوقت سے تھے جسے سعدؓ نے انکو وہان غراق سے تعینات کیا تھا۔ حضرت عباسؓ کا انتقال ۳۲ھ ہجری مین ہوا۔ انگریزی مورخ کا بیان ہے کہ ایسی ایسی بڑی سلطنتون کے مثل جیسے شام خالدیہ بابلستان اور مدیہ (کردستان) کے امورات کا تجویز ہونا تھوڑے سے ریش سفید عربون سے کہ چند برس اسکے پیشتر بے خانمان مفروری تھے تعجب خیز معلوم ہوتا ہے۔ نعمانؓ کے پاس نہاوند جانے کا حکم بھیجا گیا۔ اور انکو مدینہ۔ بصرہ اور کوفہ سے مدد آپہونچی۔ انکا لشکر اس مدد کے پہونچنے پر بھی تھوڑا تھا۔ لیکن سب تجربہ کار معتمد اور فتوحات حاصل کئے ہوئے تھا۔ انکے پاس دس ہزار آدمی اور بھی سواد۔ حلوان اور دوسری جگہون سے آپہونچا۔ فارسیون کا لشکر جو نہاوند مین جمع ہوا فیروزان کی تحت مین تھا۔ یہ شخص ضعیف اور کمزور تھا لیکن پر دلیر اور آزمودہ کار تھا۔ اور صرف یہی ایک سردار باقی رہگیا تھا کہ اس کام کے لایق تجویز پایا۔ اور سب پہلی لڑائیون مین ہلاک ہوچکے تھے۔ یہ پرانا شخص عربون کے میدان کے بہادرانہ حملہ سے پوری طرح واقف تھا۔ اسلیے اسنے ایک مستحکم جگہہ مین مورچہ بندی کی۔ اور اسکے گرداگرد کھائی کھدائی۔ اور اسکو پانی سے بھرا۔ یہان اسکا قصد ہوا کہ پہلے مسلمانون پر حملہ نکرے بلکہ ٹھہرا رہے۔ یہان تک کہ انکو بے صبری ہو اور تب انپر دفعتہً آپڑے۔

نعمانؓ فارسی لشکر کے آگے آئے۔ اور انپر بارہا آوازہ لڑائی کا دیا لیکن وہ پرانا آدمی مورچہ سے نہ نکلا۔ دو مہینے بیکار گذر گئے اور مسلمانون مین فیروزان کی تجویز کے موافق ناراضی اور شکایت افسر کی ہونے لگی۔ نعمانؓ نے ایک حیلے کی تجویز کی کہ غنیم کو مورچہ سے نکالین۔ انھون نے جلد جلد خیمہ اکھاڑا اور پیچھے ہٹے۔ اور کم قیمت چیزون کو پیچھے چھوڑ دیا۔ یہ چال لہ گئی۔ فارسیون نے حملہ کیا۔ اگرچہ بہت ہوشیاری سے تعاقب کرتے تھے۔ نعمانؓ دوسرے دن بھی پیچھے ہٹے۔ اور انکا مخالف پیچھا کرتا رہا۔ جب اپنے مورچہ سے اہل فارس دور پڑگئے۔ تب انھون نے ایک جگہہ رات کو قیام کیا۔ اور انھون نے اپنے لشکر سے کہا کہ

کل صبح سے لڑائی کیواسطے آمادہ رہو۔ ہم رسول اللہ صلعم کے ساتھ اکثر لڑائیون مین رہے ہین۔ آپ کا معمول تھا کہ جمعہ کی نماز کے بعد لڑائی شروع کرتے تھے۔ دوسرے روز جب لشکر جنگ کی صفون مین قائم کیا گیا۔ نعمانؓ نے اُنکے سامنے نماز پڑھی۔ اور دعا کی کہ ای اللہ اسلام کی مدد کر۔ ہمکو کافرون پر فتح دے۔ تب مانحت کے افسرون کیطرف مخاطب ہوئے۔ اور کہا کہ اگر ہم شہید ہون تو فلان کس میری جگہ پر سالار رہو۔

آپؓ نے ایک نشانی لڑائی کے شروع کرنے کی بتائی۔ آپؓ نے فرمایا کہ ہم تکبیر پکارینگے اور اپنا جھنڈا ہلا دینگے۔ تیسری دفعہ جسطرح ہم حملہ آور ہون اُسیطرح سب ہون۔ آپؓ نے تکبیر اللہ اکبر کہکر پکاری۔ تیسری مرتبہ جھنڈا ہلا کر تکبیر پکاری اور تمام ہوا تکبیر سے گونج گئی۔ دونون لشکر کی حرکت مہیب تھی۔ وہ سب فوراً ہی ایسے گرد سے لپٹ گئے جسمین صرف تلوار کی ایسی آواز معلوم ہوتی تھی۔ کہ کیا ہوتا ہی۔ ہر گاہ اللہ اکبر کی صدا اور فارسیون کا گُو سنا اور زخمیون کی چلاہٹ سُنی جاتی تھی۔ ایک ہی گھنٹے مین فارسیون کو پوری شکست ہوئی۔ اور نعمانؓ نے کہا ای اللہ میری دعا بہ نسبت فتحیابی کے قبول ہوئی۔ اب میری شہادت کی بھی دعا قبول ہو۔ آپؓ اپنے جھنڈے کے ساتھ ایک دشمن کے تعاقب مین ہوئے۔ لیکن اسیوقت ایک مفروری فارسی کا تیر آپ کو لگا۔ اور انتقال کیا۔ اُنکی لاش خون اور گرد آلودہ اُنکے بھائی کے پاس لائی گئی۔ اور اُنکا جھنڈا حذیفہؓ کو جنکو اپنا قائمقام نامزد کیا تھا۔ دیا گیا۔

فارسیون کا تعاقب بڑی خونریزی کے ساتھ کیا گیا۔ فیروزان۔ ہمدان کیطرف بھاگا۔ لیکن رات کے وقت جب پہاڑ پر چڑھتا تھا پکڑا گیا۔ اور اُسکے ساتھ بہت خچر اور اونٹ آسایش کے اسباب سے لدے ہوئے تھے۔ یہان وہ معہ کئی ہزار آدمیون کے مارا گیا۔ بہت غنیمت ہاتھ آئی چالیس خچرون پر شہد تھے۔ اور اسی سے اہل عرب ہنسی سے کہتے ہین کہ فیروزان اپنے شہد مین پھنس گیا۔ کل فارسی جو اس جنگ مین مارے گئے

ایک لاکھ آدمی تھے۔ یہ واقعہ ۲۱ھ ہجری مین موافق ۶۴۱ء کے پیش آیا اور اہل اسلام اسکو فتح الفتوح کہتے ہین۔

لڑائی کے دوسرے روز ایک شخص گدھے پر حذیفہؓ کے سامنے خیمہ گاہ مین آیا یہ وہی شخص تھا جسنے آتش پرستون کے آتشکدہ مین خدمت کیا تھا۔ اور ڈرتا تھا کہ کہین مسلمان اُسے نہ مار ڈالین۔ اُسنے کہا کہ ہماری اور ہمارے ساتھی کی جان بخشی دیدے تو ہم آپؓ کو خزانہ بتا دیتے ہین۔ جسکو یزدجرد نے رے جاتے وقت میرے سپرد کیا ہے۔ اُسکے شرائط منظور ہونے پر اُسنے ایک مہر کیا ہوا صندوق دیا۔ اور اُسکو کھولنے پر حذیفہؓ نے دیکھا کہ وہ لعل اور قیمتی جواہر اب سے بھرا ہوا تھا۔ آپؓ نے اُسکو بیشمار دولت تصور کیا اور کہا کہ یہ جواہرات نہ لڑائی مین ہاتھ آئے۔ نہ تلوار کے زور سے۔ اسلئے انکے تقسیم کا حق ہمکو نہین ہے۔ اپنے ماتحت افسرون کی راے سے اُنھون نے اس صندوق کو خلیفہ وقت کے پاس مع خمس حصّے غنیمت کے روانہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے ان بادشاہی جواہرات کو حقارت سے دیکھا۔ اور لینے سے انکار کیا۔ اور فرمایا کہ ہم بھی اسکے مستحق نہین جنھون نے اسکے ملک کو حاصل کیا ہے وہی لوگ اسکے تقسیم کے سزاوار ہین۔ اسلئے جو آدمی لیگیا تھا اُسی کے معرفت فوراً واپس دیا۔ حذیفہؓ نے اِن جواہرات اور زیورات کو فروخت کیا اور جب اُنکی قیمت لشکر مین تقسیم کیگئی۔ ہر سوار کو چار ہزار اشرفی ملی۔ جب حضرت عمرؓ نے فتح نہاوند کی خبر سُنی آپؓ نے پہلے اپنے ساتھی نعمانؓ کی خیریت پوچھی۔ جواب سُنکر آپ نے فرمایا کہ اللہ اُنپر رحمت کرے وہ شہید ہوئے۔ اور خوب روئے۔ اور آپ نے پوچھا کہ اور کون شہید ہوا۔ جنسے آپؓ واقف تھے اُنکے نام لئے گئے اور جنسے واقف نہ تھے اُنکی بہ نسبت آپؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالے اُنکو جانتا ہے اور اسی مضمون کی آیت پڑھی۔

فصل اکیسوین ۲۱

فارسی لشکر کہ فیروزان کی بخت مین شکست اُٹھا چکا تھا۔ ہمدان کے قریب جمع ہوا

لیکن حذیفہؓ نے کچھ لشکر بھیجکر اُسکو بھی شکست دی۔ اور اپنا صدر نہاوند مین مقرر کیا۔ تب شکست یافتون نے ہمدان مین پناہ لی۔ اور ایک مضبوط قلعہ مین اپنے کو مستحکم کیا۔

ہمدان ملک فارس مین دویم شہر تصور کیا جاتا تھا۔ اسکے باشندون مین بہادری بہ نسبت اور شہر کے زیادہ تھے۔ یہ ایک بلندی پر واقع تھا جسکے بغل سے ہوکر دھارے کوہ الوند سے جاری تھے۔ اس جگہ کی حکومت اُسی حبش کو ملی تھی جو حلوان مین شکست اُٹھا چکا تھا۔ حبش نے نہاوند مین آکر حذیفہؓ سے ملاقات کی۔ اور صلح کرلی۔ لیکن صلح سازشی تھی۔ اور واپس جاکر ہمدان کو مستحکم کیا۔ اور اس درمیان مین آذربایجان سے اُسکے پاس امدادی لشکر بھی آگیا۔ خلیفہ عمرؓ نے حاکم ہمدان کی اس بدعہدی کا حال سُنکر ایک قوی لشکر ایک لایق افسر کے ساتھ جنکا نام نعیم ابن مقرم تھا روانہ کیا۔ حبش شجاع اور ہوشیار آدمی تھا۔ اپنے لشکر کی بڑی تعداد پر بھروسا کرکے وہ اپنے قلعہ سے نکل آیا اور مسلمانون سے میدان مین آلڑا۔ لڑائی تین روز تک رہی۔ اور نہاوند سے بھی سخت تر تھی۔ لیکن آخر مین مسلمان کامیاب ہوئے۔ اور اُس شہر پر قابض ہوگئے۔

نعیمؓ اب رے کیطرف چلے۔ جہان یزدجرد نے پناہ لی تھی۔ اُنے اس شہر کو اس خطرہ کی حالت مین چھوڑا۔ اور اُسکو ایک رئیس کے سپرد کیا۔ جسکا نام سیاوش بن برہام تھا۔ یہان فارسی صوبون نے کہ ابھی تک مفتوح نہوئے تھے امدادی لشکر بھیجے۔ کیونکہ سیاوش نے اخیر تک لڑنے کا عہد کیا تھا۔ اُسکی حمایت بیکار تھی۔ دغابازی اور فریب فارسیون مین رائج تھا۔ زین نے کہ ایک قوی رئیس شہر رے کا تھا۔ اور سیاوش کا دشمن تھا۔ مسلمانون سے سازش کی۔ اور جب سیاوش ایک دروازے سے حملہ آور ہوا۔ تو زین نے مسلمانون کے دو ہزار آدمیون کو دوسرے دروازے شہر مین داخل کیا۔ شہر کی گلیون مین سخت خونریزی ہوئی۔ اور دونون لشکر خوب لڑے۔ سیاوش اپنے بہت لشکر کے ساتھ مارا گیا۔ اور وہ شہر قبضہ مین آگیا۔ اور لوٹا گیا۔ اور اُسکا قلعہ توڑدیا گیا۔

اور زین اپنے خیر خواہی کے صلہ مین وہان کا حاکم مقرر ہوا۔
نعیم نے اب اپنا لشکر متفرق سمت مین روانہ کیا۔ یعنی قومس اور دامغان اور جرجان (قدیم ہرکانیہ) اور طبرستان کیطرف۔ یہان خفیف مزاحمت ہوئی۔ لیکن قومی جرأت زائل ہوگئی تھی۔ بلکہ مذہبی جوش بھی جاتا رہا تھا۔ فرخام ایک جنگجو عاقل نے جب اس سے لوگون نے مشورہ لیا کہا کہ فارسیون کا مذہب کہنہ ہوگیا نئے مذہب نے سب کو برطرف کیا میری راے ہی کہ صلح کرلین اور جزیہ دین۔ اُسکی راے قبول کیگئی۔ کل طبرستان نے جزیہ دینا قبول کیا۔ پانچ لاکھ درہم دینا منظور کیا۔ اور شرط کی کہ مسلمان اس اطراف مین لشکر نہ رکھین۔ پھر آذربایجان پر حملہ ہوا۔ یہین سے ہمدان کو مدد گئی تھی۔ یہ صوبہ بیے اور ہمدان سے اُتری ہی۔ اور کوہ قاف کے سلسلے تک پہونچا ہوا ہی۔ یہ آتش پرستون کا قلعہ تھا جہان اُنکا آتشکدہ تھا۔ اور برابر آگ جلا کرتی تھی۔ اسی سے اسکا نام آذربایجان تھا۔ آذر کے معنی آگ کے ہین۔ اُسکے حکام نے مقابلہ کیا۔ لیکن شکست اُٹھائی۔ آتشکدے توڑے گئے۔ اور آذربایجان قبضہ مین در آیا۔ اسلام کے فتوحات اب کوہ قاف کے سلسلے تک پہونچ گئے۔ لیکن یہ پہاڑ اطاعت مین در آنے کو ہنوز باقی تھے۔ کوہ قاف کے سلسلے پورب کیطرف آذربایجان کو ہارزز اور کنارہ بحر اخضر (کیسپین) سے جدا کرتے ہین۔ اور شمال کی جانب آذربایجان کو وسیع ملک سے سرماشیہ کے (یعنے جواب روس کہلاتا ہی اور سابق مین تاتاریون کے قبضے مین بادشاہ استراخان اور قازان اور کاسک کے تھا) جدا کرتا ہی۔ اس پہاڑ کے درون کی حفاظت قدیم زمانے مین بذریعہ قلعے اور دیوار اور لوہون کے دروازون کے واسطے روکنے جنگلی آدمیون کے حملے سے کہ پرسایہ زمین سے یاجوج اور ماجوج کے (گوگ و میگوگ) کہ قدیم زمانے کے خوفناک تھے کیجاتی تھی۔ کیونکہ انھین راہون سے شمالی جنگلی اشخاص آئے تھے۔ کہ نہایت قوی گھوڑے سوار تھے اور خیمون مین رہتے تھے اور اپنی ننگی تلوارون کی پرستش کرتے تھے

اور اپنے دشمنون کے سرون کے چمڑے سے جسکو لڑائی مین مارتے تھے۔ اپنے گھوڑونکو آراستہ کرتے تھے۔

مسلمانون کے لشکرون نے متفرق سردارون کے تحت مین ان درون مین پہاڑون کے گذر کیا۔ اور دربند پر قبضہ کرلیا۔

انمین سے ایک شہر یا قلعہ تھا جسکے لئے بڑی سخت لڑائی مسلمانون کو کرنی پڑی اسکو اہل فارس دربند کہتے ہین۔ اور ترک ضمیر کاپی جسکے معنی لوہے کے دروازے کے ہین۔ پکارتے ہین۔ اور اہل عرب اسکو باب الابواب کہتے ہین۔ یہ اُس درے کی حفاظت کرتا ہی۔ کہ درمیان کوہ قاف کی بلندی کے اور بحر اخضر کے ہی۔ اسمین تین دروازے تھے۔ ایک انمین سے تہ زمین ہوگیا۔ اور اب صرف دو باقی ہی۔ انکے بہ نسبت لوگون کا عقیدہ ہی۔ کہ جب یہ بھی تہ زمین ہوجائینگے تو قیامت آجائیگی۔

عبد الرحمن بن ربیعہ ایک اُن افسرون سے تھے جنھون نے کوہ قاف پر قبضہ کیا تھا اُنکو حضرت عمرؓ نے دربند کی حکومت سپرد کی تھی اور فرمایا کہ اپنے خوب نگران رہو۔ کیونکہ آپ کو مسلمانون کی حفاظت کا ان دور کی فتوحات مین بڑا خیال تھا۔ اور اسکا خدشہ تھا کہ شمالی حملون مین کہین مسلمانون کا لشکر تباہ نہو جاوے۔ عبد الرحمن نے حضرت عمرؓ کی مرضی سے ایک سردار سے اُس ملک کے جسکا نام شہرزاد تھا اقرار نامہ کیا۔ کہ اُس سے اس

واضح رہو کہ ملک فارس کے اُتر ایک نہایت بلند پہاڑ ہی جو ایشیا کو یورپ (فرنگستان) سے جُدا کرتا ہی اور اُسکے دونون طرف دو بڑے سمندر بحر اخضر اور بحر اسود ہین۔ اسکو کوہ قاف کہتے تھے قدیم زمانہ مین جب علم جغرافیہ کم تھا۔ لوگ سمجھتے تھے کہ اس پہاڑ کے بعد دنیا نہین ہی۔ اور ایسی جگہ ہی کہ دیوؤن سے آباد ہی۔ حالانکہ وہ لوگ جنگلی آدمی بھی تھے۔ کہ آدمیون کو مار ڈالنا اور اُنکو کھا جانا اُنکے نزدیک کوئی بات نہ تھی۔ یہ لوگ آتے اور اہل فارس کو بہت تباہ کرتے۔ اسلیے سکندر ذوالقرنین نے ایسے آدمیون کی حفاظت کے لیے

شرط پر جزیہ نہ لیا جائے گا۔ کہ وہ در بند کی حفاظت بقابلے جنگلی شمالی آدمیون کے کرے۔ عبدالرحمٰن سے اور شہرزاد سے اِن پہاڑون کے بہ نسبت گفتگو رہی۔ کہ فارسی حکایت اور قصص کی جڑ معلوم ہوتے ہین۔ جب عبدالرحمن نے شہرزاد سے بہ نسبت قوم علانی اور روس کے کہ اِن درون سے پرے تھے اور نسبت دیوار یاجوج ماجوج کے کہ اُنکے روکنے کیواسطے بنائی گئی تھی سُنا۔ اُنکے خیالات روشن ہوگئے۔

ایک قصہ کہ شہرزاد نے کہا اُس سے الف لیلیٰ کے سندھ باد جہازی کے قصہ کی اصلیت معلوم ہوتی ہی۔ طبری مورخ نے یون لکھا ہی کہ ایک روز عبدالرحمٰن شہرزاد کے پاس بیٹھے تھے۔ اور اُس سے گفتگو کر رہے تھے۔ کہ اُسکے ہاتھ مین انگوٹھی دیکھی جسمین لعل جڑا ہوا تھا۔ جو دن کے وقت مثل آگ کے روشن تھا۔ اور رات کو اور بھی زیادہ چمکتا تھا۔ شہرزاد نے کہا کہ یہ لعل یاجوج اور ماجوج کی دیوار سے آیا ہی۔ ایک بادشاہ نے جسکے ملک مین یہ دیوار واقع ہی بھیجا ہی ہمنے اُسکے پاس تحفے بھیجے تھے۔ اور اُس سے صرف ایک لعل چاہا تھا۔ اسپر عبدالرحمٰن کو متعجب پاکر اُسنے اُس آدمی کو بلایا کہ انگوٹھی لایا تھا اور اُس سے اُس قصہ کو کہنے کے لیے حکم دیا۔ اُس آدمی نے کہا کہ جب ہمنے تحفہ اور خط شہرزاد کا اُس بادشاہ کو دیا۔ اُسنے اپنے شکاری سردار کو بلایا اور اُس جواہر کے مہیا کرنے کا حکم دیا۔ اِس شکاری نے ایک چیل کو تین روز تک بھوکا رکھا اور کچھ کھانے کو ندیا۔ تب وہ اُس چیل کو پہاڑون مین اُس دیوار کے پاس لیگیا۔ اور ہم بھی اُسکے ساتھ ہوئے۔ اِن پہاڑون کی بلندی سے ہم لوگون نے ایک غار تیرہ وتار کیطرف نیچے کو دیکھا

اُن پہاڑون کے درون مین دیوار بنانی چاہی۔ اور وہ دیوار پتھر اور لوہے اور سیسے سے بنائی گئی اور بعض جگہ اِن درون مین مستحکم لوہے کے دروازے لگائے گئے۔ انکی کنجی اہل فارس کے ہاتھ مین رہی۔ انھین جنگلی قومون کو قوم یاجوج اور قوم ماجوج کہتے تھے کہ انھین ترکون اور تاتاریون کے مورث تھے۔ اِس دیوار کا ذکر قرآن مجید مین آیا ہی۔ جسکا

اُس شکاری نے کچھ رنگین گوشت نکالا اور اُسکو اُس غار کیطرف پھینکا اور چیل کو کھولدیا۔ وہ اُسپر جھپٹا اور زمین پر گرتے ہی اُسکو جنگل مین اُٹھالایا۔ اور میر شکار کے ہاتھ پر پھر آکر بیٹھ گیا۔ اور یہ لعل جو چمکتا ہی اُسی گوشت مین سٹا ہوا پایا گیا۔

عبد الرحمنؓ نے اس دیوار کا حال پوچھا۔ اُسنے جواب دیا کہ وہ لوہے اور پتھر اور پیتل سے بنی ہوئی ہی۔ اور ایک پہاڑ کی بلندی سے۔ دوسرے پہاڑ تک ہی۔

عبد الرحمنؓ نے کہا یہ شاید وہی دیوار ہی جسکا ذکر قرآن مین اللہ تعالے نے فرمایا ہی آپؓ نے شہزادے سے اُس لعل کی قیمت پوچھی۔ اُسنے کہا کہ یہ بے بہا ہی اسکی قیمت نہین۔ اور اُسنے انگوٹھی ہاتھ سے نکالکر دینا چاہا۔ لیکن آپؓ نے انکار کیا۔ کہ اِس قیمتی جواہرات کے ہم سزاوار نہین۔ شہزادے نے کہا کہ اگر فارس کے بادشاہ اسکو دیکھتے تو زبردستی لیتے لیکن تمھارے ایسے چال چلن کے لوگ تمام دنیا کو فتح کرینگے۔

اِن قصون کا اسقدر اثر ہوا کہ عبد الرحمنؓ نے دربند کے پار جاکر ان پر اسرار ملکون پر حملہ کرنا چاہا۔ لیکن پوری طرح حملہ نہین کیا کیونکہ حضرت عمرؓ کی اس بارے مین سخت ممانعت ہی۔ آپ نے فرمایا اگر ہمکو خلیفۂ وقت کی ناخوشی کا ڈر نہوتا۔ تو ہم یاجوج اور ماجوج تک جاتے اور اِن کافرون کو مسلمان کرتے۔ عبد الرحمنؓ اُس میدان مین پہونچے۔ جو دریاے بحر اخضر اور بحر اسود کے ہی کہ حال کے ترکون کے وحشی مورث اعلے سے آباد تھا۔ ایک شخص نے کہ اِس معرکہ مین عبد الرحمنؓ کے ساتھ تھا۔ ذیل کے واقعات حضرت عمرؓ سے کہا۔ اُسنے کہا کہ اُنھون نے ہم لوگون کو اپنے قدیم دشمن فارسیون سے مختلف پاکر پوچھا کہ تم فرشتہ ہو یا بنی آدم جسکے جواب مین ہمنے کہا کہ ہلوگ بنی آدم ہین لیکن آسمان کے فرشتے ہمارے ساتھ ہین۔ اُن لوگون نے ہمپر حملہ کرنے مین تامل کیا۔ کہ فرشتے اسکے محافظ ہین لیکن ایک

مضمون یہ ہی۔ اور اُنھون نے کہا ای ذوالقرنین یاجوج و ماجوج ملک کو تباہ کرتے ہین۔ اُنھون نے فرمایا مین ایک دیوار تمھارے اور اُنکے درمیان مین حائل کرونگا۔ لوہے کے بڑے بڑے ٹکڑے لاؤ کہ

شخص کہ کسیقدر زیادہ ہوشیار تھا۔اُسنے ایک درخت کی آڈ سے ایک مسلمان کو تیر مارے اور وہ مرگیا۔تب یہ عقیدہ اُنکا زائل ہوگیا۔اور سمجھے کہ یہ بھی اہل موت سے ہین یعنی فانی ہین۔اور اُسوقت سے سخت لڑائی ہونے لگی عبدالرحمنؓ نے ایک جگہ کا کہ جسکا نام بلنجر شہر تھا محاصرہ کیا۔اور یہ شہر بلغاریون کا تھا کہ ترکون کے ہمسایہ تھے۔جو ترکون کیطرح اتبک نیا ہین غیر مشہور تھے۔ترک اپنے ہمسایہ کی مدد کو آئے۔ایک سخت لڑائی مسلمانون سے ہوئی جسمین مسلمانون کو شکست ہوئی اور عبدالرحمنؓ شہید ہوئے۔تاہم ترک اپنے نئے حملہ آور کے ساتھ حسن ظن رکھتے تھے کیونکہ اُنکی لاش کو گاڑدیا۔اور اُسپر ایک یادگار بنایا۔اور قحط سالی اور خشکی مین وہان جاکر دعا کرتے۔

عبدالرحمن کا لشکر دربند کے اندر واپس آیا۔اور اُنکے بھائی مسلمانؓ ابن ربیعہ کو اُنکا جانشین حاکم کوہ قاف کے درون کا بنایا۔اور اسطرح سے یاجوج اور ماجوج کے ملک کی حملہ آوری ختم ہوئی۔

فصل بائیسوین

حضرت عمرؓ کی خلافت کہ بڑے بڑے اور مشہور واقعات کے باعث سے ممتاز تھی آخر ش دفعۃً ختم ہوئی۔فارسی قیدیون کے درمیان مین ایک شخص تھا جسکا نام فیروز تھا۔کہ مدینہ مین تھا۔اور آتش پرست کا مذہب رکھتا تھا۔اُسکا آقا دو روپیہ روز بوجہ غلامی کے اُسکی کمائی سے لیا کرتا تھا۔اسکی نالش اُسنے خلیفہ عمرؓ کے پاس کی۔کہ ہمپر جبر ہے۔آپؓ نے اُسکے حالات دریافت کیے۔

اس امر کے معلوم ہونے سے کہ وہ بڑھئی کا کام اور پن چکی بنانے مین ہوشیار ہے۔

اُن پہاڑون کے درون کو بند کرسکین۔اور اُنھون نے معمارون سے کہا کہ دھونکنی سے دھونک کر لوہے کو سُرخ کرو اور پگھلا ہوا تانبا اور سیسا لاؤ کہ ہم اُنپر بہا دیوین۔اسلیے جب یہ دیوار تیار ہوئی تو یاجوج اور ماجوج آنے سے عاجز رہے نہ اُسکو کھود سکے اور نہ

آپؓ نے فرمایا کہ تجھکو دو درہم روزانہ دینا آسان ہی۔ فیروز نے کہا کہ ہم آپؓ کے واسطے پن چکی بنا دینگے کہ آپؓ کو قیامت تک پیسیگی۔ اُسکے اِس کہنے پر آپؓ کو تعجب آیا۔ اور حلم کے ساتھ فرمایا کہ یہ غلام مجھے دھمکی دیتا ہی اگر مجرد شک پر کسی کو سزا دیجانے کی اجازت ہوتی تو ہم اسکو قتل کرتے۔ اور اُسکو جانے دیا۔ اسکے تین روز بعد جب آپؓ مسجد مین نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ فیروز نے اچانک مین تین چھُرا مارا۔ اُنکے ساتھی قاتل پر دوڑے اُسنے سخت مقابلہ کیا۔ کئی کو مار ڈالا اور زخمی کیا۔ ایک نے اُسپر اپنی چادر ڈالدی۔ اور اسکو پکڑ لیا۔ اسپر اُسنے خودکشی کی اور جہنم واصل ہوا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جسکے ہاتھ سے میرا قتل ہوا۔ اللہ کا شکر ہی کہ وہ مسلمان نہ تھا۔ آپؓ نے اپنے کو سنبھالکر نماز تمام کی جسمین آپؓ مشغول تھے۔ اور فرمایا کہ جو شخص قصداً نماز ترک کرتا ہی۔ وہ اسلام مین نہین ہی۔

آپؓ تین روز تک مکان مین زندہ رہے لیکن کوئی شخص آپؓ کو جانشین نامزد کرنے پر مجبور نہ کر سکا۔ آپؓ نے فرمایا کہ مین وہ نہین کر سکتا جو رسول اللہ صلعم نے نہ کیا۔ بعضون نے کہا اپنے بیٹے عبد اللہ ابن عمر کو نامزد فرمائیے۔ آپؓ نے فرمایا کہ عمرؓ کے خاندان مین صرف عمرؓ ہی اِس کام کے لیے بس ہی۔

آپؓ نے چھ آدمیون کا مجمع قرار دیا۔ جنکی بہ نسبت آپؓ نے فرمایا کہ یہ سب خلافت کے سزاوار ہین۔ لیکن اِنمین سے شاید حضرت علیؓ عثمانؓ چُنے جاوین۔ شاید کہ خلافت کے واسطے آپؓ کے بعد تجویز کیے جاوین اسلیے آپؓ نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔ کہ اگر تم خلیفہ ہو تو اپنے خاندان کی پالایش نہ کرنا اور بنی ہاشم کو بنکی گردن پر سوار نہ کرنا۔ اور یہی باتین آپؓ نے حضرت عثمانؓ سے بہ نسبت بنی امیہ کے کہین قلم دوات طلب کرکے ایک خط جانشین کے نام لکھا۔ کہ جو شخص جانشین ہو۔ اُسکو لازم ہی۔ کہ انجام مین امورات کے راستباز رہے

اور اسلام

اُسپر چڑھ سکے۔ کلام الٰہی کا مضمون صرف اسقدر رہی پیٹر اعظم نے اپنے فتوحات کے حالات مین اِن دیواروں کے نشانات کا حال لکھا ہی۔ اور ابھی تک کچھ نشانات باقی ہین گو مٹی سے اکثر اُنمین کے نشانات چھپ گئے ہین۔

اور اسلام کی ترقی مین کوشان ہو۔

آپؓ نے اپنے بیٹے عبد اللہ ابن عمرؓ سے کہ بڑے عالم۔ فقیہ صحابہ اور پرہیزگار شخص تھے اور ہر طرح لائق تھے کہا۔ کہ اسلام کے کامون سے یہ نہایت ضروری کام ہی۔ کہ اٹھارہ ہزار درہم جو ہمنے بیت المال سے قرض لیا ہی اُسکو ادا کرو سبھون نے اس بارہ مین التجا کی۔ کہ اسکی ضرورت نہین کیونکہ آپؓ نے اُس مال کو کار خیر مین صرف کیا ہی۔ لیکن آپؓ نے فرمایا کہ یہ میری آخری مرضی ہی۔ تب آپؓ نے حضرت عائشہؓ کے پاس آدمی بھیجا۔ کہ اجازت دیجیے کہ ہم آپؓ کے باپ ابو بکرؓ کے بغل مین دفن کیے جاوین۔ ابن عباسؓ اور حضرت علیؓ نے آپؓ کی بڑی تشفی کی۔ کہ آپؓ نے اللہ کی عنایت سے اسلام کے انتظام کو اس حسن سے انجام دیا ہے کہ کوئی شخص آپ کے بعد بے انصافی کا الزام نہین دیسکتا۔ آپؓ نے فرمایا۔ کہ اسکی گواہی آپؓ قیامت مین دیجیے گا۔ اُنھون نے اپنا ہاتھ دیا۔ اور وعدہ کیا۔ لیکن آپؓ نے نوشتہ طلب کیا۔ کہ قبر مین ساتھ رکھا جاوے۔ کل امورات کا بندوبست کرکے اور اپنی قبر کے بہ نسبت تجویز فرماکر آپؓ نے ساتوین روز قتل کے دن سے اپنی عمر کے ترسٹھوین برس مین بعد دس برس چھ مہینے کامیابی کے ساتھ خلافت کرنے کے انتقال فرمایا۔

آپؓ کے قتل کا بدلہ بمشورہ محمد بن ابی بکرؓ کے عبید اللہ [illegible] لیا۔ اُنسے کہا گیا کہ یہ قتل حضرت عمرؓ کا بہ صلاح چند شخصون [illegible] صلاح ہین اُسکی بیٹی لولوا اور ایک عیسائی جسکا نام صوفین [illegible] ہرمزان حاکم ساسانیان شامل تھا۔ اپنے غصہ کی حالت مین عبید اللہ ابن عمرؓ نے تینون کو قتل کیا۔

انگریزی مورخ کی راے ہی کہ حضرت عمرؓ کے تمام تواریخی واقعات سے معلوم ہوتا ہی

کہ آپ رض بڑے قوی دماغ اور سلجھی ہوئی عقل اور سخت انصاف کے آدمی تھے آپ رض ہی اصل اسلام کی سلطنت کے بانی تھے - اور آپ کے بعد آپ رض کے ایسا کوئی نہین ہوا - آپ رض نے حضرت صلعم کی وحیون کا انجام دیا - حضرت ابوبکر رض کی مختصر خلافت مین مشورے سے مدد دی - اور دانشمندی کے قواعد و اسطے انتظام سلطنت اسلام کے جو بہت جلد پھیل گئی - قائم کیے -

وہ سخت دسترس جو آپ نے اپنے دور کے بالشکر سردارون پر انکی کامیابیون کے درمیان مین رکھا آپ رض کی غیر معمولی حکومت کی لیاقت کو ظاہر کرتی ہی - آپ رض نے اپنی سادگی کے قائم رکھنے مین اور نشو و نما اور آرائش سے پرہیز کرنے مین اپنے پیغمبر برحق صلعم اور حضرت ابوبکر رض کی پوری اقتدا کی - آپ رض نے اس بات کو اپنے خطوط مین جو اپنے سالار لشکر کے نام لکھے اکثر ظاہر کیا ہی -

فارسی آرائشون سے غذا اور پوشاک مین بہت لحاظ رکھنا - اپنے ملک کی سادگی کی وضع رکھو اور اللہ تعالی تمکو کامیاب کریگا - اور اقبال دیگا - آپ کا اس سادگی پر اس قدر یقین تھا کہ آپ رض نے آرائشون اور فضولی کے واسطے اپنے ماتحت کے افسرون کی سزا کی -

آپ کے بعض قاعدون سے آپ کے دل و دماغ کی قوت معلوم ہوتی ہی - آپ رض نے نڈیون کے بیع و شرا کی ممانعت کی جو ذمی اولاد ہون - آپ ہر ہفتہ مین اپنے خزانہ بہت خیرات کرتے - اور موافق حاجت کے دیتے نہ موافق اسکی طلب کے - آپ رض نے کہ اللہ تعالے نے بڑائی کو دوسرون کی رفع حاجت کے واسطے دیا ہی - اور اسکے اوصاف کا بدلہ اللہ تعالے آخرت مین دیگا -

آپ رض نے اپنی ابتداے خلافت سے اکثر صحابہ کو پنشن دیا - جنھون نے اسلام کی ترقی مین کوشش کی تھی - حضرت عباس رض عم رسول اللہ صلعم کا سالانہ دو لاکھ درہم تھا

اور آپ رض سے دوسرے قرابت داروں کا بھی اُنکے درجہ کے موافق تھا۔ جو لوگ جنگ بدر مین لڑے تھے۔ اُنکا سالانہ پانچہزار درہم تھا۔ اور اسی طرح جنھون نے جنگ شام اور فارس اور مصر مین کارگزاری کی تھی اُنکی پنشن کچھ کم تھی حضرت صلعم کے ہر ازواج کا سالانہ دس ہزار درہم تھا۔ لیکن حضرت عائشہ رض کا بارہ ہزار تھا حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام ابن علی و نواسہ رسول اللہ صلعم کا سالانہ پانچ پانچہزار درہم تھا۔ آپ رض ہی پہلے شخص ہین جنھون نے حساب و کتاب خزانہ کا قائم کیا۔ آپ رض ہی نے پہلے سنہ ہجری جاری کیا۔ اور آپ رض ہی پہلے شخص ہین جنھون نے سکہ جاری کیا۔ جسپر لکھا رہتا تھا لا الٰہ الا اللہ اور اُس خلیفہ کا نام جسکا زمانہ ہوتا تھا۔

آپ کی خلافت مین چھتیس ہزار شہر اور قلعے فتح ہوے۔ اکثر نئے شہر آباد کیے بہت سے تجارتگاہ قائم کیے۔ بیحساب مسجدین بنا کین۔ اور جتنے ملک فتح ہوئے اُنکی ایک بہت بڑی سلطنت قائم کردی۔ آپ رض کے زمانہ خلافت مین تین بڑی سلطنتین فتح ہوئین۔ شام و فارس و مصر جو مسلمانون کی تواریخ مین یادگار رہی۔ یہ بڑی قوت سلطنت اسلام کی صرف دس برس کے عرصہ مین حاصل ہوئی۔

یہ بات اور بھی قابل یاد ہے کہ یہ بڑے فاتح یہ بڑے بانی قانون شاہ اعظم صرف ایک نیم تعلیم یافتہ مکہ کے عرب تھے۔ اُسی عیسائی مؤرخ کا قول حامیان اسلام کے بارے مین ہم کہہ سکتے ہین کہ یہ آدمی نہ

آپ کے نکاح مین چھ بیبیان آئین تھین۔ زینب بنت مظعون۔ ملیکہ بنت جرول۔ و ام حکیم بنت حارث۔ و جمیلہ بنت عاصم۔ و ام کلثوم بنت علی رض

---

۵۱ والدہ عبداللہ و عبدالرحمن و حفصہ ۱۲ ۵۲ والدہ عبیداللہ کہ شہید در صفین شد ۱۲ ۵۳ والدہ فاطمہ ۱۲

۵۴ والدہ عاصم کہ جد عمر عبدالعزیز بود ۱۲ ۵۵ والدہ زید در قیہ ۱۲

وغیرہ[1] نبت زید۔ اور عبدالرحمن اوسط اور عبدالرحمن اصغر بھی آپؓ کے بیٹے تھے۔ لیکن لونڈی سے تھے۔ اور آپؓ کے عمال۔ عبداللہ بن اعی یمن اور نافع بن عبداللہ طائف مین اور ابوموسیٰ اشعری بصرہ مین۔ اور مغیرہؓ بن شعبہ کوفہ مین۔ اور عمروؓ بن العاص مصر مین۔ اور عمرو بن سعد حمص مین اور معاویہ بن ابی سفیان دمشق مین۔ اور عمرو بن عتبہ اردن مین اور علی بن امیہ یمن مین اور عثمان ابی العاص بحرین مین تھے اور عثمان عفان قاضی تھے اور زید اور ربیعہ کاتب تھے۔

بعد وفات حضرت عمرؓ کے یہ چھ آدمی جانشین تجویز کرنے کے لیے جمع ہوئے وہ لوگ یہ تھے۔ حضرت علیؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ طلحہؓ۔ وزبیرؓ۔ وعبدالرحمنؓ و سعدؓ ابی وقاص۔ یہ لوگ عشرۂ مبشرہ سے تھے۔ اور حضرت صلعم کے نزدیکی قرابتمندون سے ہین۔

بعد بڑی گفتگو کے خلافت حضرت علیؓ کے پاس پیش کی گئی۔ اور آپؓ سے کہا گیا کہ بشرطیکہ آپؓ موافق قرآن اور حدیث اور اقوال شیخین کے عمل ہون۔ آپؓ نے فرمایا کہ ہم مطابق قرآن اور حدیث کے کرینگے۔ اور شیخین کی متابعت ا۔ نہ ہر لازم نہ پکڑینگے بلکہ جو ہمارے انصاف مین آئیگا کرینگے۔ چونکہ یہ جواب حضرت عثمانؓ راجح کی راے کے خلاف تھا۔ اسلیے لوگون نے حضرت عثمانؓ سے یہی بات کہی۔ اور اُنھون نے قبول فرمایا۔ اور تین روز بعد وفات حضرت عمرؓ کے جانشین ہوئے۔ آپ کشیدہ قد تھے۔ رنگ سانولا تھا۔ اور آپؓ کی داڑھی حنا سے رنگین رہتی تھی۔ آپؓ اپنے مذہبی امورات مین سخت تھے روزہ اور مراقبہ اور قرآن بہت تلاوت کرتے تھے۔ اور آپؓ ویسا سادگی کو

[1] والدہ عیاض ۱۲

نہین پسند کرتے تھے جیسا حضرت عمرؓ بلکہ مال بہت خرچ کرتے تھے۔

آپؓ سخاوت کے باعث ہر دل عزیز تھے۔ ایک سال قحط سالی مین آپؓ نے مدینہ کے تمام محتاجون کو غلّہ دیا تھا۔ آپؓ نے خرچ کثیر کے ساتھ کچھ زمین مسجد نبوی کی بغل مین حضرت صلعم کے ازواج طیبات کے لیے خرید کی۔ آپؓ نے تبوک کی لڑائی کے واسطے ساڑھے چھ سو اونٹ اور پچاس گھوڑے دیے تھے۔

اصحاب آپ کی بڑی منزلت کرتے تھے۔ اس باعث سے کہ حضرت صلعم کی دو بیٹیان آپ کے نکاح مین آئین تھین۔ اور آپ دونون ہجرتون مین شریک تھے حبش اور مدینہ کی ہجرت حضرت صلعم فرماتے تھے کہ رفیقی فی الجنۃ عثمان۔

جیسے ہی آپؓ خلیفہ وقت ہوئے۔ کہ عبداللہ ابنؓ عمر کے قتل کرنے کا مقدمہ پیش ہوا۔ کہ صرف شبہہ پر قتل کیا۔ آپ کو تامل ہوا کہ اس معاملہ مین کیا کیا جاے لیکن آپؓ نے غور کرکے فرمایا کہ یہ واقعہ نہ میری خلافت مین ہوا۔ اور نہ عمرؓ کی۔ اسلیے دونون کی خلافت اسکی تجویز کے الزام سے پاک ہی۔ اور اسلیے عبداللہ ابن عمر پر قصاص کا حکم نہ آیا۔

باب پانچوان

فصل پہلی

ذکر خلافت عثمان بن عفان رض

کسراے فارس کی سلطنت حضرت عمرؓ کی خلافت مین تباہ ہو چکی تھی۔ لیکن اب بھی جو کچھ رہی سہی تھی وہ بھی آپؓ کے زمانۂ خلافت مین طی ہو گئی مسلمانون کے لشکر نے اپنے لائق افسرون کی ماتحتی مین متفرق سمت مین رُخ کیا بعض پچھم کو چلے۔ اور قدیم اسپریہ (عراق عجم) مین گذر کیا۔ موصل کے پل کو جو

دریائے دجلہ پر ہو عبور کرکے شہر نینیوہ مین بلا مزاحمت مثل بابلستان کے داخل ہوئے۔ اور الجزیرہ (مسوٹپوٹمیہ) کے فتوحات کو پورا کرکے اپنے شام کے ساتھیون سے جا ملے۔ اور بعضون نے پورب اور دکھن کی راہ لی اور یزدجرد کا تعاقب کیا۔ ایک فرمان خلیفہ وقت کا جاری تھا کہ اس مفروری کا تعاقب کرو۔ یہان تک کہ وہ صفحۂ زمین پر باقی نہ رہے۔

یزدجرد بعد ترک کرنے رے کے ایک شہر سے دوسرے شہر مین اور ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ مین مارا پھرا۔ کبھی اُسکا قیام شہر اصفہان مین سُنا گیا۔ پھر فارستان کے پہاڑون مین۔ کچھ زمانے وہ استکار یعنے اصطخر (پرسپولس) مین بھی تھا۔ جہان وہ بچپن مین پرورش پایا تھا۔ فارستان سے وہ کرمان مین بھاگا۔ اور وہان سے خراسان مین آیا۔ جسکے شمالی حصون مین شہر مرو ہی۔ وہان کچھ آرام لیا۔ یہ شہر بلخ کی سرحد مین فاصلہ پر واقع ہی۔ تمام سفر مین وہ مدائن کے باشندون کو جو مفرور ہوئے ساتھ لیے پھرا اور اُنکے پاس کھانے تک کو نہ رہا۔ مرو مین بھی اُسکے ساتھ چار ہزار آدمی تھے۔ اس اثنا مین اُسنے ایک آتشکدہ بنایا۔ اور جو شہر اب تک فتح ہونے کو باقی تھے اُنکو لکھا کہ جہان تک ہو سکے مسلمانون سے خوب لڑو۔

شہر اصفہان جو اُسکے ملک کے عمدہ شہرون مین تھا۔ اور جہان نہاوند کے شکست یافتہ لشکر جمع ہوئے تھے۔ وہ شاید کچھ عرصہ تک ٹھہرے۔ حاکم شہر کی نادانی سے ایک ہی لڑائی مین یہ شہر طے ہو گیا۔ اور اطاعت مین در آیا۔ اُسوقت سے اس شہر نے پھر سر نہ اُٹھایا۔

(اصطخر) استکار مین اطراف کے بہت لوگ فراہم ہوئے۔ چونکہ یہ قدیم دارالسلطنت تھا۔ اور فارسیون کا مذہبی تعلق رکھتا تھا۔ یہان کے حاکم شاہ رگ نے

ایک لاکھ بیس ہزار آدمی فراہم کیے تھے۔ لیکن سب بیکار تھا۔ فارسیون کو شکست ہوئی اور اُنکا حاکم شاہ رگ مارا گیا۔ اور استکار قدیم (پرسپولس) جو ایک وقت مین ممالک شرقی کا دار السلطنت تھا جزیہ دینے پر مجبور کیا گیا۔

اب مسلمانون کی کامیابی خراسان کی طرف رجوع ہوتی ہی۔ ایک حصے کے بعد دوسرا حصہ فتح کرتے ہوئے اُس جگہ پہونچے جہان یزدجرد تھا یعنے مرو۔ یزدجرد اب اپنی حد سے گذر کر دریاے جیحون کو عبور کرکے رگستان مین جا پڑا اور درمیان توران (ترکستان) کے وحشیون کے پناہ گزین ہوا۔ اُسکا سفر چین تک تھا جہان کے خاقان سے مدد لینے مین وہ کامیاب ہوا۔ اور ایسا لکھا ہی کہ وہ جیحون عبور کرکے مع لشکر بلخ مین پہونچا۔ جہان کے لشکر نے اُسکی مدد کی۔ ان لشکرون سے اُسنے مسلمانون کا مقابلہ کرنا چاہا۔ لیکن اپنے ہی لوگون مین دغا پھیل گئی۔ خاقان تاتاری اپنے لشکر کے ساتھ واپس گیا۔ یزدجرد کے ساتھیون نے اس پریشانی مین تنگ آکر اُسکو مسلمانون مین پکڑوا دینا چاہا۔ اُسوقت یہ مرو مین تھا کہ دریاے جیحون کے کنارے پر واقع ہی۔ اسلیے اسکو مرو الرود بھی کہتے ہین۔ اور یہ اُس مرو سے ممتاز کرنے کے واسطے ہی کہ خراسان مین واقع ہی۔ جب اُسکو اس دغا کا حال معلوم ہوا اُسنے ایک رات اپنے غلام کو حکم دیا کہ بذریعۂ کھڑکی کے اُسکو اُتار دے۔ اور وہ پیادہ پا اکیلا رات کو چلا۔ جب صبح ہوئی تو اُسنے ایک پن چکی والے کے پاس اپنے کو پایا۔ جو دریا کے کنارے تھا۔ اور پن چکی والے کو انگوٹھی اور گلوبند دیے۔ کہ دریا کے پار اُتار دے۔ اُس پن چکی والے نے کہ اُن زیورات کی قدر نہ جانتا تھا چار درہم مانگے۔

ہرگاہ یہ لوگ اس بحث مین تھے کہ ایک گروہ سوارون کا یزدجرد کی تلاش مین آپہنچا اور اُسکو اپنی تلوار سے ہلاک کیا۔ اور دوسری روایت یہ ہی کہ وہ

اپنی پوشاک کے بوجھ سے تھک گیا تھا۔ اور اُسنے پناہ پن چکی والے کے گھر مین لی۔ جسنے اُسکے واسطے چٹائی بچھادی۔ اور اُسپر سو رہا۔ اُسکے سونے کے کمربند جسپر جواہرات جڑے تھے۔ اُسکی انگوٹھی اور گلوبند کے لالچ سے پن چکی والے نے سوتے مین مار ڈالا۔ اور اُسکے بدن کو ننگا کرکے پانی مین ڈالدیا۔

صبح کے وقت جب سوار تعاقب مین پہونچے۔ اُسکے کمربند وغیرہ سے پہچانا۔ کہ پن چکی والے نے مار ڈالا۔ اُنھون نے اُس پن چکی والے کو قتل کیا۔

یہ عجیب پُر درد واقعہ ۲۳۔ اگست ۶۵۱ء مین واقع ہوا مطابق ۳۱ھ ہجری کے یزدجرد اپنی چونتیس برس کی عمر مین تھا اور نو برس قبل جنگ نہاوند کے سلطنت کرچکا تھا۔ اور دس برس تک مفرور ہی رہا۔ بعد مرنے یزدجرد کے کل سلطنت مسلمانون کی ہوگئی۔ حضرت عبدالرحمن رض بن عوف کہ اصحاب عشرہ مبشرہ سے تھے پچاسی برس کی عمر مین انتقال فرمایا ۳۲ھ ہجری مین۔ اور بہت مال چھوڑا اور بہت اولاد تھی۔

فصل دوسری

بعض فریق حضرت عثمان رض پر اس امر کا الزام دیتے ہین کہ آپ رض مقرر کرنے مین اپنے ماتحتون کے منصف نہ تھے۔ اور اپنے قرابتدارون کے جانب دار تھے بمقابلہ عامہ خلائق کے۔ اسی وجہ سے ایک بہت بڑی غلطی یہ ہوئی کہ آپ رض نے عمرو عاص کو حکومت مصر سے برطرف کرکے اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن سعد کو اُنکی جگہ پر مقرر کیا۔ یہ وہی عبداللہ بن سعد ہین کہ حضرت صلعم کے کاتب وحی تھے اور عکس وحی پڑنے سے یہ سمجھے کہ جو ہم کہتے ہین وہی محمد صلعم بھی مانتے ہین۔ شاید جی سے بنا کر کہتے ہین۔ اس سبب سے مرتد ہوگئے۔ اور مابعد مین حضرت عثمان رض کی سفارش سے اُنکا قصور معاف ہوا۔ اور پھر مسلمان ہوئے۔ اور

اسکے بعد اسلام کے امورات کو دلی خواہش کے ساتھ بجالائے۔
یہ نہایت شجاع اور عمدہ سوارون مین عرب کے تھے لیکن ملک کی حکومت کا کام اچھی طرح نہین جانتے تھے۔ اور موافق حالات موجودہ کے وہ ناتجربہ کار تھے۔ بمقابلہ عمرو عاص کے کہ جنگجو اور آئین دان دنون تھے۔ اور اہل مصر کے دلون مین اُنکا اعزاز تھا۔ عمرو عاص کی برخاستگی کا غم سب اہل مصر کو تھا۔ اور اسی سبب سے نئے حاکم سے گویا باغی ہو گئے۔ قیصر قسطنطین نے کہ اپنے باپ ہرقل کی جگہہ پر جانشین ہوا تھا اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیا۔ جہاز مع لشکر ایک افسر کے تحت مین جسکا نام مینیول تھا اسکندریہ کو روانہ کیا۔ شہر کے یونانی باشندے خفیہ جاملے اور یہ شہر کچھ فریب سے اور کچھ تلوار کے زور سے تھوڑی خونریزی کے بعد اُنکے قبضے مین آگیا۔

حضرت عثمانؓ اپنی غلطی سے آگاہ ہوئے۔ اور عمرو عاص کو پھر اُس حکومت پر مقرر کیا۔ یہ لائق سردار فوراً ہی مصر کو روانہ ہوئے۔ اور لشکر کے زمرے مین بہت قبطی تھے اور مقوقس خود بھی تھا۔ اور اُسی کے باعث سے اہل شہر مین دسترس پایا اور رسد کا سامان خوب مہیا ہوا۔

یونانیون نے دلیرانہ مقابلہ کیا۔ عمرو عاص کا چونکہ اس شہر پر تیسرا محاصرہ تھا اُنھون نے قسم کھایا کہ اس تیسری مرتبہ اگر اُسپر کامیاب ہوئے تو اُسکو ایسا کرینگے کہ اُسمین آنا جانا آسان ہو جائے۔

آپؓ نے اپنی بات قائم رکھی۔ جب آپ کے قبضے مین آگیا آپ نے اُسکا شہر پناہ اور قلعہ گروا دیا۔ آپ اہل شہر پر مترحم رہے اور لشکر کو خونریزی سے باز رکھا۔ اور اُسی جگہہ جہان خونریزی موقوف کرائی ایک مسجد بنا کی۔ اور اُسکا نام مسجد رحمت رکھا۔

مینویل یونانی افسر اپنے بقیہ لشکر کے ساتھ قسطنطنیہ کو روانہ ہوا۔
جیسے ہی عمرو عاص نے کل بغاوت کو رفع کیا۔ اور اسلام کی مصر کی
حکومت مین استحکام کیا۔ کہ حضرت عثمانؓ نے پھر آپ کو برطرف کیا۔ اور پھر عبد اللہ
بن سعد کو اُنکی جگہہ دوبارہ مقرر کیا۔

عبد اللہ کو اسکندریہ کے نکل جانے کا نہایت صدمہ ہوا کیونکہ اُنکی مالیاتی
محصول کیا جاتا تھا۔ اُنکو عمرو عاص کی شہرت اور ہر دلعزیز ہونے کی خواستگاری
تھی۔ اور اسلیے چاہتے تھے کہ کوئی ویسا ہی کارنمایان کرین۔ شمالی افریقہ اس
کام کے لیے ٹھہرائی گئی۔ یعنے وہ ملک مغرب جو لیبیا کے ریگستان یا بارقہ سے
راس نن تک پھیلا ہوا ہی کہ طوالت مین سمندر کے کنارے کنارے دو ہزار
میل سے زیادہ ہی۔ جسمین سابق کے ممالک مماریکا۔ وسرنیشیا وکارتھیج
ونومیڈیہ ومورٹیانیہ شامل تھے۔ اور حال کے جغرافیہ کے موافق انھین
ملکون کو بارقہ وطرابلس (ٹریپولی) وتیونس والجیرس ومورا کو کہتے ہین
یہان پر ان ملکون کا حال جو سابق مین گذر اذکر کرنا بے موقع نہوگا۔ اصلی باشندے
ان ملکون کے اقلیم ایشیا سے آئے تھے اور ایسا کہا جاتا ہی کہ اہل عرب کے گروہ
نے اُنکو سمندر کے کنارے سے پہاڑون مین اور اندرونی ریگستانون مین
نکالا۔ اور خود بحر روم کے کنارے گھوما کرتے تھے۔ نو سو برس قبل پیدائش حضرت
عیسیٰ کے شہر طائر کی قوم فونشین نے (ایک قدیم قوم ہی کہ بیت المقدس کے
لب سمندر آباد تھی) انکے کنارون پر نو آبادیان بسائین جنمین ملک کارتھیج
(تونس) ممتاز تھا۔ رفتہ رفتہ اس کارتھیج نے اپنے اقتدار کو افریقہ کے کنارے پر
اور اپنے مقابل کے کنارے پر ملک اسپانیہ مین جسکا ایک حصہ اندلس
کہلاتا ہی پھیلایا۔ یہان تک کہ وہ رومۂ کبریٰ کا (کہ ملک اطالیہ کا دارالسلطنت ہی)

رشک افزا ہوا۔ اسی شہر روم سے رومیون کی جمہوری سلطنت اول ہوئی۔ اور قریب زمانہ پیدائش حضرت عیسیٰؑ کے وہان سلطنت قیصر شخصی قائم ہوئی اور مابعد مین دو حصون مین تقسیم پاکر رومۂ مغرب و رومۂ مشرق کہلانے لگی اور رومۂ مشرق کا دارالسلطنت قسطنطنیہ قرار پایا۔

جولڑائیان درمیان کارتھیج اور روم کی جمہوری سلطنتون کے ہوئین اُنکا لکھنا یہان کچھ ضرور نہین۔ رومیون کا سپہ سالار سیپیو تھا اور کارتھیج کا ہینبل تھا۔ آخرش بربادی سے کارتھیج کی وہ جمہوری سلطنت ختم ہوئی۔ اور رومۂ کبریٰ شمالی افریقہ پر حاوی ہوگیا۔ رومیون کی سلطنت ان ملکون مین چار سو برس رہی۔ یہان تک کہ ایک رومی سردار نے جسکا نام بونیفیشس تھا اسپانیہ کی قوم ونڈال سے خانہ جنگی مین مدد لی۔ اور اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ قوم ونڈال اس ملک پر قابض ہوگئی۔ جنسرک قوم ونڈال کے ایک سردار نے کارتھیج کو لوٹا۔ اور تمامی شمالی افریقہ پر قابض ہوکر جہازی تیاری کی اور ملک اطالیہ پر حملہ کرکے روم کو لوٹا۔ اس قوم کا یہ زور شور پچاس برس تک رہا۔ ۵۳۳ء و ۵۳۴ء مین بلیساریس شمالی افریقہ کو تحت مین سلطنت روم کے پھر لایا۔ اور قوم ونڈال کو نکالدیا۔ اسکے بعد شمالی افریقہ کے باشندون نے جنکو مُوُر کہتے تھے اکثر بغاوت کی۔ لیکن رومیون نے اُسکو دفع کی اور رومی سلطنت پھر قائم ہوگئی۔

ان سب انقلاب کا اثر شمالی افریقہ پر بہت سخت ہوا۔ قوم ونڈال بالکل نابود ہوگئی۔ اور خاندان مُوُر ختم ہوگئی۔ اور مالدارون نے جلاوطن ہوکر جزیرۂ صقالیہ (سسلی) جسکو صقلاب بھی کہتے ہین اور قسطنطنیہ مین جگہ کی اور برسون تک یہ ایسا ویران رہا کہ اگر کوئی سیاح جاتا تو کسی شخص سے ملاقات نہوتی

اگرچہ کسی زمانے مین شہرون اور قصبون اور آدمیون سے معمور تھا۔ ایک سو برس تک ان ملکون سے کسی کو تعلق نہ رہا۔ یہان تک کہ اہل اسلام کا حملہ وہان ہوا۔

فوراً ہی بعد تقرر عبداللہ ابن سعد کے حکومت مصر پر وہ چالیس ہزار آدمیون سے اس ملک پر حملہ آور ہوئے۔ بعد طے کرنے مغربی سرحد مصر کے عبداللہ نے لیبیا کے ریگستان کو قطع کیا۔ اگرچہ اُنکے لشکر مین اونٹ وغیرہ جو ریگستان کے لیے درکار ہی مہیا تھے۔ تاہم بڑی محنت کے بعد طرابلس کی دیوار کے نیچے آپہونچے کہ بربرہ (مغرب) کے ملکون سے ایک مستحکم ملک اُسوقت بھی تھا۔ یہ بڑی مستحکم جگہہ تھی اور خوب مقابلہ رہا۔ ایک یونانی لشکر مدد کے واسطے آیا اور تعجب کے ساتھ سمندر کے کنارے پر انتشار مین ڈالا گیا۔ اور بڑی خونریزی ہوئی۔

ایک رومی افسر جسکا نام گریگوریس (جرجیس) تھا ایک لاکھ بیس ہزار آدمی سے جسمین اکثر بیقاعدہ وان تھے۔ مقابلہ کو اس ملک مین آیا۔ اُسکی بیٹی قوم امیزون کی کہ نہایت جمیلہ تھی اُسکے ساتھ تھی۔ اور فن سپہگری بھی خوب جانتی تھی۔ اور ہمیشہ اپنے باپ کے بغلگیر رہتی تھی۔

اس لشکر کے قریب آنے کی خبر سُنکر عبداللہ نے محاصرہ ملتوی رکھا۔ اور اُسکے مقابلہ کو گئے۔ کسی قدر صلح کی گفتگو درمیان مین فریقین کے سردارون کے پیش ہوئی۔ عبداللہ نے دونون شرط پیش کیے ایمان لانا یا جزیہ دینا۔

دونون سے انکار کیا گیا۔ شہر طرابلس کے زیر دیوار لڑائی شروع ہوئی۔ عبداللہ نے بہ سبب اسکے کہ اُنکی نیکنامی اور بدنامی کا مدار اسی لڑائی کے فیصلہ پر تھا۔ اپنے قول اور فعل کی تمثیل سے لشکر کو ہمت دلائی۔ جس طرف وہ مخاطب ہوئے کامیابی اُدھر رجوع ہوئی۔ اور علی ہذا گریگوریس بھی مایوسی کے ساتھ لڑا۔

کہ اُسکے ملک کی قسمت کا مدار اسی پر تھا۔ اور جہان جہان وہ گیا اُسکی بیٹی ساتھ رہی۔ اور اُسنے بڑی بہادری دکھائی۔ لڑائی طویل اور بے نتیجہ تھی۔ اور صبح سے دوپہر تک کئی مہینے متواتر رہی۔ بہ سبب دوپہر کی دھوپ کے لوگ اپنے اپنے خیمہ کو واپس آتے تھے سردار گریگوریس اپنے لشکر کی تعداد سے بہت کم تعداد پر کامیاب ہونے سے سخت حیرت مین اور پریشان تھا۔ چونکہ سمجھتا تھا کہ مسلمانون کی چھوٹی تعداد کو دبوچ لین گے۔ اُسنے دریافت کرکے کہ عبدالملک اس لشکر کی روح تھی اشتہار دیا۔ کہ جو شخص اُنکا سر لاوے اُسکو ایک ہزار اشرفی انعام دیونگے۔ اور اپنی بیٹی سے اُسکی شادی کردینگے۔ اس اشتہار کی خبر سُنکر عبدالملک کے ماتحت افسرون کو تردد ہوا۔ اور اُنسے کہا کہ وقت جنگ کے میدان جنگ مین نہ جائیے۔ لیکن اُنکی غیر حاضری کا اثر لشکر پر پڑا اور لشکر کی ویسی ہمت نہ رہی۔

انھین لڑائیون کے درمیان مین ایک عرب قوم قریش کے جنکا نام حضرت زبیرؓ تھا کسی قدر امداد لشکر کے ساتھ عین لڑائی کے وقت پہونچے۔ اُنھون نے دیکھا کہ لشکر بیدلی سے لڑتا ہے اور سالار لشکر کو جب تلاش کیا نہ پایا۔ یہ سُنکر کہ عبدالملک اپنے خیمہ گاہ مین ہین۔ حضرت زبیرؓ اُنکی طرف دوڑے اور اُنکو سخت ملامت کی۔ عبدالملک شرمندہ ہوئے اور اپنی غیر حاضری کی وجہ بیان کی۔ زبیرؓ نے کہا کہ تم بھی اشتہار دو کہ جو شخص گریگوریس کا سر لاوے اُسکو ایک ہزار اشرفی انعام اور اُسکی بیٹی اُسکے نکاح مین دیجائیگی۔ یہ مشورہ قبول کیا گیا۔ اور اسکے ساتھ ایک چال بھی کی گئی۔

دوسری صبح کو عبدالملک نے کچھ آدمی صرف دشمن کا حملہ اُٹھانے کو اور روکنے کو بھیجا۔ لیکن جب دوپہر ہوگئی۔ اور فریقین اپنے اپنے خیمہ کو واپس آئے۔ عبدالملک اور حضرت زبیرؓ بقیہ لشکر کے ساتھ عین دوپہر مین دشمن پر سخت حملہ آور ہوئے۔

حضرت زبیرؓ نے سردار گریگوریس کو تنہا لڑائی مین مخاطب کیا۔ اور بعد سخت لڑائی کے اُسکو مار ڈالا۔ اُسکی بیٹی بدلا لینے کو دوڑی۔ لیکن گرفتار ہوگئی یوناینون کے لشکر کو پوری شکست ہوئی۔ اور صیفتولہ کے قصبہ مین بھاگے۔ جسکو مابعد مین مسلمانون نے قبضہ کرلیا۔ اور غارت کرڈالا۔

لڑائی ختم ہوئی اور گریگوریس مردہ پایا گیا۔ لیکن کوئی شخص انعام کا دعویدار کھڑا نہ ہوا۔ اُسکی بیٹی زبیرؓ کو دیکھکر چھوٹ کر روئی۔ اسپر جب لوگون نے سبب دریافت کیا تو اُسنے کہا کہ اسی شخص نے میرے باپ کو مارا۔ حضرت زبیرؓ نے اُس لڑکی کو اور اشرفی کے لینے سے انکار کیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ ہم نے اللہ اور اسلام کے واسطے یہ لڑائی کی۔ دنیا و دنی انعام کے واسطے نہین کی۔ اور اسکی جزا اسکو بہشت مین ملیگی۔ اس کامیابی کے صلہ مین آپؓ مثل ایلچی کے اس کامیابی کی خبر لیکر خلیفۂ وقت کے پاس بھیجے گئے۔ لیکن جب آپ نے اس کامیابی کی خبر مدینہ کی مسجد مین سُنائی آپؓ نے اپنی کارگزاری کا احوال کسی سے ذکر نہین کیا اس اخفا کے باعث جب لوگون کو آپؓ کی کارگزاری کا احوال معلوم ہوا۔ لوگون کے دلون مین آپ کے اعزاز نے گھر کیا۔ اور آپؓ کا نام خالد بن الولیدؓ وعمر وعاص کے بعد حامی اسلام مین شمار کیا گیا عبداللہ نے بہ سبب اپنے لشکر کی تعداد گھٹ جانے کے اُس ملک پر قابض رہنا نامناسب سمجھا۔ اور پندرہ مہینے کی بیکار لڑائی کے بعد۔ ملک مصر مین اسباب غنیمت کے ساتھ مع قیدیون کے واپس آئے۔

انھون نے مابعد مین کچھ لشکر اسوان (اپر ایجپٹ) مین خلیفہ وقت کے حکم سے فراہم کی اور کئی کامیاب حملے سوڈان پر کیے۔ جسکے ذریعہ سے بہت حبشی غلام مصر مین بھیجے۔

فصل تیسری

اسلام کے ممتاز حاکموں مین جنکی حکومت مدینہ سے فاصلہ پر تھی امیر معاویہ بن ابی سفیان تھے جیساکہ اُنکے نام سے ظاہر ہے وہ ابی سفیان کے بیٹے تھے جو ابتدا مین حضرت صلعم کے جانی دشمن تھے اور آخر مین اصحاب مین شمار کیے گئے۔ اپنے باپ کے مرنے پر وہ بنی اُمیہ کے سردار مقرر ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے چار برس قبل اپنی وفات کے اُنکو شام کا امیر مقرر کیا تھا اور وہ اسی عہدے پر حضرت عثمانؓ کی خلافت مین برابر بحال رہے۔ آپ اُسوقت تیس اور چالیس برس کی عمر کے درمیان مین تھے۔ آپ دلیر اور تیز تھے اور عالی خیال اور بلند حوصلہ تھے۔ قدیم بندرگاہ اور سمندر کا کنارہ اُنکے علاقہ مین ہونے سے اُنکا حوصلہ ہوا۔ کہ بری اور بحری ذریعون سے ملک کو وسعت دین حضرت عمرؓ کے وقت مین بھی اُنھون نے استدعا کی تھی کہ بحری ذریعہ سے حملہ آوری کی اجازت ملے لیکن حضرت عمرؓ نے انکار کیا تھا کہ ملک کی وسعت بہت بڑھ گئی تھی۔ اور بلا استحکام اسکے آگے بڑھنا پرخطر تھا۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت مین اپنی استدعا مین کامیاب ہوئے۔ اور ۲۷ھ ہجری مین جہازی تیاریان ہوئین اور بحر تارشش (بحر فونشین) سے بیڑہ جہازون کا روانہ ہوا۔ اسی نام سے یہ مشرقی حصہ بحر روم کا (مڈیٹرینین) اُسوقت پکارا جاتا تھا۔

انکا پہلا حملہ جزیرۂ قبرس پر ہوا۔ جو قیصر قسطنطنیہ کی موافقت مین تھا۔ عیسائی قلعہ کی فوج ضعیف تھی۔ اسلیے جزیرے کے باشندون نے فوراً ہی اطاعت قبول کرلی۔ اور جزیہ دینا قبول کیا۔ انکا دوسرا حملہ جزیرۂ اراوس پر ہوا۔ یہان اُنکا لشکر اُترا اور قلعہ کا محاصرہ شروع کیا۔ اور انجن وغیرہ قلعہ شکن چیز استعمال مین لائی گئی۔ شہر کے باشندون نے سخت مقابلہ کیا۔ اور

حملہ آوروں کو جزیرہ سے نکالدیا جب دوبارہ زیادہ لشکر کے ساتھ حملہ ہوا۔ وہ سب مطیع ہوئے۔ اکثر باشندے نکالدیے گئے۔ اور اُنکا قلعہ توڑدیا گیا۔

انکی بڑی کامیابی اُس بیڑۂ جہازات کے ساتھ تھی جسپر قیصر خود بحر نوئشین کے کنارے پھر رہا تھا۔ اس لڑائی کو اہل عرب **مستول کی لڑائی** کہتے ہین۔ عیسائی صلیب لیے بھجن گاتے تھے۔ اور مسلمان اسلام کے جھنڈون کے ساتھ **اللہ اکبر** پکارتے تھے۔ لڑائی سخت تھی اور قیصر کے جہازات کے بیڑے کو منتشر کر دیا۔ اور قیصر ملاحی نہر مندی سے محفوظ رہا۔

امیر معاویہ اب کامیابی کے ساتھ جزیرۂ **کنڈیہ** (خندقہ) اور مالطہ مین اُترے۔ جزیرۂ رودس پر قبضہ کیا۔ اور اُسکی مشہور تانبے کی مورت کو توڑ ڈالا اور اُسکے ٹکڑے اسکندریہ کو بھیجے گئے۔ جہان وہ سب ایک یہودی تاجر کے ہاتھ کہ **ادسہ** کا رہنے والا تھا بکے۔ ایک دوسری لڑائی عیسائی جہازات کے بیڑے سے خلیج **فنک** مین کیسٹیل رولوے ہوئی۔ جسمین فریقین کو کامیابی کا دعوی تھا۔ یہ اپنی بحری کامیابی کو **ایشیاے کوچک** کے کنارے کنارے بلکہ خاص بندر **قسطنطینہ** تک لے گئے۔ اس نئی قسم کی کامیابیون سے کہ اہل عرب مین نئی تھی امیر معاویہ کی شہرت بہت ہوئی۔ اور اہل شام کے لوگون مین وہ ایسے عزیز ہوئے کہ اُنکے آئندہ کے بڑے اقتدار کا باعث ہوا۔

انگریزی مؤرخ کی راے ہی کہ یہ کیسی تعجب کی بات ہی کہ ایک جاہل قوم جنکا ذکر کسی تواریخ مین اب تک نہ تھا کتنا جلد دُنیا کے تواریخی اور شاعرانہ قدیم ملکون پر قبضہ کرلیا۔ اور قدیم مذہبی بندرگاہون سے طائر اور سائدون کے جہاز پر سوار ہوکر جزیرون کو فتح کرکے اپنے کو مشہور اور اہل یورپ کا فسانہ بنایا۔

ان فتوحات کے درمیان مین حضرت عثمانؓ کے ساتھ نیا واقعہ پیش آیا۔

اُنکے ہاتھ سے مہر نبوت ایک چشمہ مین گرگئی جسمین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تھا اور جو بعد وفات حضرت صلعم کے حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو انپے انپے زمانۂ خلافت مین پہونچی تھی۔ اسلیے وہ حکومت کی مُہر سمجھی جاتی تھی۔ یہ چشمہ بہت تلاش کیا گیا لیکن وہ انگوٹھی نہ ملی۔

اسی درمیان مین حضرت عثمانؓ نے مختلف اصحاب اور سردارون کو فراہم کیا۔ اور حکم دیا کہ جو قرآن حضرت حفصہؓ کے قرآن سے نہ ملے اُسکو شکست کردیا جاے۔ چنانچہ سات جلدین قرآن کی نقل کی گئین اور چھ جلدین مکہ۔ یمن۔ کوفہ۔ شام۔ بحرین۔ بصرہ کو روانہ کی گئین۔ اور ایک جلد مدینہ مین رکھی گئی اور سب جلدین جو مخالفت تھین آگ لگادی گئین۔ اسی باعث سے آپؓ کو جامع القرآن کہتے ہین۔ اُسوقت سے آجتک قرآن مین فرق نہ آیا۔ علاوہ اس متبرک کام کے حضرت عثمانؓ نے کعبہ کے گرد دیوار بنائی جسکو حطیم کہتے ہین۔ اور مدینہ کی مسجد کو وسعت دی۔

بلالحاظ ان سب امورات کے خلیفۂ وقت کے خلاف مین سازشین ہونے لگین۔ آپ صاف دل۔ دلیر اور نیک طینت تھے۔ لیکن اہل قرابت کے طرفدار تھے۔ اور اپنے سبوق کے مثل تیز فہم نہ تھے۔ اور دھوکے مین جلد آجاتے تھے۔

اب آپ کی شکایت ہونے لگی۔ اور روزانہ بڑھتی گئی۔ اور آپؓ کے چال چلن پر عام خلائق سخت نگران ہوئی۔ اور جو خفیف الزام تھے اُنکو بھاری جُرم کی صورت مین ظاہر کیا۔

لوگون نے اسکو بھی جُرم ٹھہرایا کہ جب حضرت ابو بکرؓ خلیفہ ہوئے آپؓ نے منبر کے اعلے زینہ پر جسپر رسول اللہ صلعم کھڑے ہوتے تھے۔ چھوڑ دیا۔ اور دوسرے زینہ پر کھڑے ہونے لگے۔ اور حضرت عمرؓ نے تیسرے زینہ کو اختیار کیا۔ لیکن جب عثمانؓ خلیفہ ہوئے۔ آپؓ نے اعلے زینہ پر جسپر رسول اللہ صلعم کھڑے ہوتے تھے

قدم رکھا۔ اسکو عوام عرب نے بے ادبی ٹھہرائی۔ اس سے بھی زیادہ یہ الزام دیا گیا کہ آپؓ نے سرداروں کو مثل عمرو عاص کے بیوجہ معزول کیا۔ اور اُنکی جگہ پر عبداللہ بن سعد کو کہ آپؓ کے بھائی تھے مقرر کیا۔ جنکو حضرت صلعم نے ایک وقت مردود کیا تھا۔ اور تیسرا الزام یہ تھا کہ آپؓ نے بہت روپیہ بیت المال کا بیکار صرف کیا۔ ایک لاکھ روپیہ ایک رکابیہ مذہب کو دیا۔ اور چار لاکھ دوسرے کو اور اپنے کاتب مروان بن الحکم کو پانچ لاکھ روپیہ سے زیادہ دیا۔ اور یہ شخص بہ سبب ذہن و ذکا اور فراست ظاہری کے اُسوقت اسلام کی حکومت پر سخت حاوی تھا۔ اور حضرت عثمانؓ اسکو بہت مانتے تھے۔ حضرت عثمانؓ کو اس الزام پر کہ آپؓ کی سخاوت کو لوگون نے اسراف پر محمول کیا سخت غصہ آیا۔ آپؓ نے منبر پر چڑھکر فرمایا کہ بیت المال کا روپیہ اللہ کا ہی۔ اور خلیفہ وقت اُسکو خرچ کرنے کا مستحق ہی۔ اور جو شخص جھوٹ بہتان کرے اُسپر اللہ کا قہر ہو۔

اسپر حضرت عمار یاسر کہ اسلام کے پہلے ایمان لانے والون مین سے تھے۔ اور حضرت صلعم نے اُنکے بارے مین فرمایا تھا۔ کہ یہ شخص سر سے پاؤن تک ایمان سے معمور ہی۔ اور ہمیشہ حق کا جانب دار ہوگا۔ اُٹھے اور حضرت عثمانؓ کی باتون پر اعتراض کیا اسپر حضرت عثمانؓ کے اقران نے اُنکو اسقدر مارا کہ وہ بیہوش ہوگئے۔

اس بے اعتنائی کی خبر سے کہ حضرت صلعم کے ایسے معزز صحابہ کے ساتھ ایسا واقعہ ہوا۔ دور دور تک ناراضی بڑھتی گئی۔ یہان تک کہ بغاوت کی صورت ہوگئی۔ اس بغاوت کا سرگروہ ایک منافق یہود تھا جسکا نام ابن کعبہ تھا۔ اس شخص نے ایک سفر یمن سے حضرموت تک اور وہان سے بصرہ و کوفہ و شام و مصر تک کیا۔ اور خلیفہ وقت اور اُنکے امیرون کی تعیناتی کی شکایت کی۔ اور بیان کیا کہ خلافت اصل مین حضرت علیؓ کی تھی اُسکو حضرت عثمانؓ نے غصب کیا۔ اور سازشی خطوط بھی لکھے۔ کہ

آپس مین نا اتفاقی پھیلے - اور حاجیون کا احرام سہنکر حج کے لیے مکہ مین آیا - اس سازش مین وہ یہود کامیاب ہوا - اور ڈیڑھ سو آدمی بصرہ سے اور دو سو آدمی کوفہ سے مالک اشتر کے ساتھ اور چھ سو آدمی مصر سے محمد بن ابوبکر کے ساتھ علاوہ بہت سے خارجیون کے کہ سرگروہ ہوکر آئے - یہ لوگ مثل لشکر کے مدینہ سے کئی کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے اور خلیفۂ وقت کے پاس التجا ایلچی کے ذریعہ سے پیش کی - کہ اُنکی التجا قبول کرین - یا خلافت سے باز آوین -

حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کی درمیانگی چاہی - آپؓ نے راے دی کہ ہم اس شرط پر درمیانگی قبول کرتے ہین کہ آپؓ منبر پر کھڑے ہوکر اپنی غلطیون کی اصلاح کرین - چنانچہ آپؓ منبر پر کھڑے ہوئے اور رو کر فرمایا کہ اے اللہ مین تیری عفو چاہتا ہون - اور تیری طرف رجوع لاتا ہون - تمام جماعت پر اسکا اثر ہوا - اور خلیفہ وقت کے ساتھ رو دیے - اور دھیمے ہوگئے -

اس درمیان مین پُر فریب اور دغا باز مروان بن الحکم غیر حاضر تھا - جب آیا خلیفہ وقت کے اس فعل پر سخت ملامت کی - اور اُنکو بزدل کہا - اور اُنکی اجازت سے اُسنے جماعت کو ایسی باتین سُنائین کہ وہ دوگونہ برانگیختہ ہوگئی - اسپر حضرت علیؓ کو ملال ہوا اور آپؓ نے زیادہ دست اندازی سے انکار کیا - آپؓ کی بی بی نائلہ نے کہ مروان کی باتین سُن رہی تھین حضرت عثمانؓ کو بہت سمجھایا - کہ مروان کی باتون سے درگذر کر حضرت علیؓ کی درمیانگی اختیار کیجیے - اسپر حضرت علیؓ باغیون کے درمیان مین گئے - اور اُنکو سمجھایا - کسی کو کچھ دیکر اور کسی کو از روے تحریر کے راضی کیا - یہان تک کہ سب راضی ہوگئے سواے اہل مصر کے جنھون نے خلیفۂ وقت کے بھائی عبداللہ کی شکایت کی - کہ اُنھون نے ہم پر بہت ظلم کیا ہے - اور ہمارے خون کو افریقہ کی لڑائی مین بیکار ضائع کیا ہے - صرف اپنی نام آوری کے واسطے ایسا کیا تھا - اور

اُسپر قبضہ نہ رکھا۔ اس الزام کے رفع کرنے کے واسطے حضرت عثمانؓ نے اُنکو معطل کیا۔ اور باغیون کو حاکم نامزد کرنے کا اختیار دیا۔ اُنھون نے محمد بن ابی بکر کو نامزد کیا۔ باغیون نے اپنا خیمہ اُٹھایا۔ اور محمد بن ابی بکر اپنے عہدے پر چلے۔ اور حضرت عثمانؓ نے بھی سمجھا کہ بغاوت رفع ہوگئی۔

تین روز کی راہ محمد بن ابی بکر نے اپنے ساتھیون کے ساتھ طی کی۔ کہ ایک غلام حبشی اُنکو ملا۔ اُنھون نے پوچھا کہ تم اسقدر تیز کہان جاتے ہو۔ اُسنے کہا کہ ہم مروان کے غلام ہین۔ اور خلیفہ وقت کا خط حاکم مصر کے نام لیے جاتے ہین۔ محمد بن ابی بکر نے کہا کہ ہم امیر مصر ہین۔ اُسنے کہا کہ ہمارا مراد امیر عبد اللہ سے ہے۔ اُس سے خط طلب کیا گیا۔ اُسنے چھپایا۔ آخرش اُسکی تلاشی لی گئی۔ اور وہ خط پیالہ مین ملا۔ اُس مین لکھا تھا کہ محمد بن ابی بکر کو حکومت نہ دینا اور اُنکو سازش کرکے مروا ڈالنا۔ یا قید کرلینا۔ اور اُنکی سند ضائع کردینا۔ اور یہ خط خلیفہ وقت کی طرف سے لکھا ہوا تھا۔ محمد بن ابی بکر غضبناک مدینہ کو واپس آئے اور اُس پُر فریب خط کو حضرت علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ کو دکھلایا۔ اور وہ خلیفہ وقت کے پاس آئے۔ آپؓ نے اُس خط کے علم سے انکار کیا۔ تب اُنھون نے کہا کہ مروان کا یہ فریب ہوگا اُسکو طلب کیجیے۔ اسپر آپؓ نے فرمایا کہ یہ مروان کا فعل ہرگز نہین۔ ہمارے کسی دشمن نے یہ جعل کیا ہے۔ تمام مدینہ مین ہنگامہ ہوا۔ اور سبھون نے کہا کہ اگر یہ بدعہدی خلیفہ وقت کی جانب سے ہے۔ اُنکو خلافت سے کنارہ کشی چاہیے۔ اور اگر مروان کی جانب سے ہے تو اُسکی سزا ہونی چاہیے۔ لیکن اسکا کچھ اثر نہ ہوا۔

باغی محمد بن ابی بکر کے ساتھ پھر آئے تھے اور خلیفہ وقتؓ کا گھر محاصرہ کیا گیا۔ اور دو شرطین پیش کی گئین۔ خواہ خلع خلافت کیجیے۔ یا مروان کو دیجیے۔ آپؓ نے دونون سے انکار کیا۔ آپؓ نے اپنے کو خانہ نشین کیا

آپ رضؓ پر پانی بند کیا گیا۔ اگر آپ برآمدہ مین آتے تو آپ پر پتھر پھینکے جاتے۔ حضرت علیؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ نے باغیون کو نرم کرنا چاہا لیکن انھون نے نہ سُنا۔ سعد بن العاص نے خلیفۂ وقت کو مشورہ دیا۔ کہ آپ حج کے لیے مکہ جائیے۔ کہ احرام کی تقدیس کے باعث باغی قریب نہ آوینگے۔ آپ نے فرمایا کہ جب وہ میری زندگی کے خواہان ہین۔ احرام کا اعزاز نہ کرینگے۔

حضرت علیؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ نے اس خطرناک حالت کو دیکھکر اپنے اپنے بیٹون امام حسنؓ اور عبداللہ ابن زبیر اور محمدؓ بن طلحہ کو گھر کی حفاظت کے واسطے بھیجا وہ دروازے پر رہے اور باغیون کو ہٹاتے تھے۔ لیکن اُنکے غصّے کی انتہا نہ تھی اُنھون نے مکان پر سنگ باری کی یہان تک کہ حضرت امام حسنؓ زخمی ہوئے۔ اور باغی گھس پڑے۔ محمد بن ابی بکر اور عمار یاسرؓ سب کے آگے تھے۔ اُنھون نے دیکھا کہ آپ مسند پر بیٹھے تھے۔ اور آپ رضؓ کی داڑھی آپ کے سینہ مبارک پر ہل رہی تھی۔ اور قرآن کھلا ہوا آپ رضؓ کے سامنے تھا۔ اور آپکی بی بی نائلہ آپ کے پاس تھین باغیون مین سے ایک نے آپ کے سر مبارک مین مارا اور دوسرے نے کئی تلوارین بدن پر ماریں۔ بعض کا بیان ہی کہ محمد بن ابی بکر نے بعد وفات کے آپ رضؓ کے بدن پر نیزہ مارا۔ یہ بالکل غلط ہی صرف اسقدر صحیح ہی کہ ریش مبارک پکڑا تھا اور بے ادبی کیا چاہتے تھے کہ حضرت ابی بکرؓ کی صورت مثالی دیکھی کہ منع کرتے ہین اور پس پا ہوئے۔ آپ کی بی بی نائلہ آپ کی حفاظت مین زخمی ہوئین اور اُنکی جان صرف نمک حلالی سے ایک غلام کے بچی۔

جیسے ہی حضرت عائشہ نے یہ سُنا۔ آپ رضؓ نے انتقام کی صدا بلند کی۔ اور اس امر مین خاندان بنی اُمیہ کا ساتھ آپ رضؓ نے دیا۔

حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے امام حسنؓ کو اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے بیٹون کو ملامت کی

کہ خلیفہ وقت کی حفاظت مین اپنی جان کیون نہ فدا کی۔ اسپر حضرت طلحہؓ نے کہا کہ اے ابو الحسنؓ اگر حضرت عثمانؓ مروان کو حوالہ کر دیتے تو یہ نوبت نہ آتی۔

اسمین شک نہین کہ خط لکھا ہوا مروان کا بلا علم حضرت عثمانؓ کے تھا۔ اور ایسا کہا جاتا ہی کہ اُسنے یہ سمجھکر لکھا تھا کہ اُس سے وہ نتیجہ پیدا ہوگا جو ہوا۔ مروان اس بغاوت مین آخر مین باغیون کے ساتھ ہوگیا۔

حضرت عثمانؓ کی لاش تین روز تک کھلی پڑی رہی۔ تیسرے روز اُنھین کپڑون مین مثل شہدا کے دفن کیے گئے۔ آپؓ اپنی عمر کے بیاسی برس مین شہید ہوئے۔ اور یہ واقعہ ۳۵ھ ہجری مین مطابق ۶۵۵ء کے ہوا۔ بلا لحاظ اُس خرچ زر کثیر کے کہ آپؓ نے اپنے قرابت مندکے ساتھ کیا۔ بہت مال آپؓ کے گھر مین ملا۔

حضرت عثمانؓ نے ۲۷ھ ہجری مین کچھ لوگون کو اپنے خرچ سے جہاز کے ذریعہ ہندوستان کی طرف بہ سرداری مغیرہ بن شعبہ روانہ کیا۔ اور وہ مابار مین پہونچے یہ جگہ صوبہ دکن کے پورب طرف ہی۔ یہان کے شہرون مین سے ایک شہر کالیکٹ ہی جہان اُس زمانہ مین راجہ تھا جسکو زمورن کہتے تھے۔ اُسنے مسلمانون سے حضرت صلعم کے واقعات سُنے اور شق قمر کا بھی حال سُنا۔ اسپر اُنسے وقت اور تاریخ دریافت کی۔ کیونکہ اس واقعہ کو خود اُسنے اور اہل شہر نے دیکھا تھا۔ اور ٹھیک پایا۔ اہل شہر اور خود زمورن مسلمان ہوگیا۔

آپ کے نکاح مین آٹھ بیبیان در آئین رقیہؓ۔ وام کلثومؓ بنتان رسول اللہ صلعم۔ انسے کوئی اولاد نہی۔ ناجیہ بنت مروان ام عمرو بنت جندب و فاطمہ بنت ولید و ام البنین بنت عتبہ و رملہ بنت سعید و نائلہ بنت عبد الغزی۔ آپ کے گیارہ بیٹے تھے۔ عمرو و عبد اللہ اکبر و عبد اللہ اصغر و ابان و خالد و سعید و عتبہ و ولید و شعبہ و مغیرہ و عبد الملک۔ اور چھ لڑکیان تھین۔ اور عمال آپکے

عبداللہ حضرمی مکہ مین اور قاسم بن ربیعہ طائف مین - اور معلی ابن اُمیہ یمن مین اور عبداللہ عامر بصرہ مین اور ابوموسیٰ اشعری کوفہ مین - اور امیر معاویہ بن ابی سفیان دمشق مین - اور عبدالرحمن بن خالد بن الولید حمص مین اور علقمہ بن الحکم فلسطین مین - اور اشعب بن قیس آذربایجان مین اور صائب بن اقرع اصفہان مین اور بشیر بن اُمیہ ہمدان مین اور سعد بن قیس رے مین اور احنف خراسان مین اور مدینہ کے قاضی زید بن ثابت اور مکہ کے قاضی حضرت ابوہریرہؓ تھے - اور شام کے قاضی حضرت ابوذرؓ تھے - اور مروان کاتب تھا -

چھٹوان باب

فصل پہلی

خلافت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

جو وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جانشین نامزد ہونے مین پیش آئی تھی - وہی پھر پیش ہوئی - سب سے زیادہ سزاوار خلافت کے حضرت علیؓ تھے آپ اہل قریش کی عمدہ شاخ سے تھے - اور آپ مین تینون صفتین جنکی قدر اہل عرب کرتے ہین - موجود تھین - سخاوت - فصاحت - اور شجاعت - آپؓ اپنی دلیری کے باعث سے اسداللہ کہلاتے تھے - یہ لقب حضرت صلعم نے دیا تھا - آپ کی فصاحت آپ کے آثار اور اشعار سے کہ عربون مین ضرب المثل ہین ظاہر ہے - اور آپ کی سخاوت ہر جمعہ کو ظاہر ہوتی تھی - آپؓ مین ہر طرح کی بزرگی موجود تھی - آپ کا نفرت کرنا جھوٹ اور جھوٹی باتون سے - اور خود غرضی کی باتون سے ہمیشہ دور رہنا -

آپ کی خلافت کے بارے مین اہل کوفہ - اہل مصر اور اکثر اہل عرب کہ خاندان نبی کے خواستگار تھے - متفق ہوئے - لیکن حضرت عائشہؓ کو اختلاف تھا دوسرے شخص سزاوار خلافت حضرت زبیر بن العوام سمجھے جاتے تھے -

یہ وہی ہین جنھون نے شمالی افریقہ مین کامیابی حاصل کی تھی۔ اور اپنا نام ظاہر نہین کیا۔ اور نہ عورت قبول کی نہ روپیہ لیا۔ آپؓ کی خلافت کے واسطے اہل بصرہ نے استدعا کی۔

تیسرے شخص خلافت کے لائق حضرت طلحہؓ تھے کہ حضرت عثمانؓ کے جنبے مین شریک تھے اور عشرۂ مبشرہ سے تھے اور حضرت عائشہؓ انکی جانب دار تھین۔

چوتھے اُمیدوار امیر معاویہ تھے کہ ملک شام کے حاکم تھے۔ اور بہ سبب اپنی بحری اور بری کامیابی کے وہان ہر دلعزیز تھے۔ علاوہ اسکے اُنکے پاس بڑی دولت بھی تھی۔ اور قوی قوم بنی اُمیہ کے سردار تھے۔ لیکن بہ سبب فاصلہ پر ہونے کے اُنکے جانب دارون نے ہنگامہ کرنا شروع کیا۔ کہ جانشینی مین توقف ہو۔ یہان تک کہ وہ ملک شام سے آجاوین۔ آدمیون نے نااتفاقی کے خیال سے خلیفہ نامزد کرنے کی جلدی کی۔ وہ لوگ کہ حضرت عثمانؓ کی شکایت لیکر آئے تھے۔ بیصبر ہوئے۔ بابلستان۔ الجزیرہ۔ تمام حصۂ فارس۔ مصر۔ اور تینون حصون عرب کے رہنے والے جمع تھے۔ اور حضرت علیؓ طلحہؓ اور زبیرؓ کو ڈرایا کہ اگر ۲۴ گھنٹے کے اندر کوئی خلیفہ نامزد نہوا تو آپ لوگون کو ہلاک کرینگے۔

اس خلفشار مین چند معزز مسلمان حضرت کے پاس گئے اور خلافت قبول کرنے کے واسطے عرض کیا۔ آپ راضی ہوئے۔ لیکن آپؓ نے اُسوقت ہاتھ پکڑکر بیعت لینے سے انکار کیا۔ اور فرمایا کہ یہ فعل مسجد مین جلسۂ عام مین ہونا چاہیے۔ کہ کسی کو اعتراض کی جگہ نہ رہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ اگر تمکو خلیفہ مقرر کیا چاہتے ہو تو ہم اپنے اجتہاد کے موافق کام کرینگے۔ اور انصاف سے کرینگے۔ اگر تم کسی اور خلیفہ کو نامزد کرتے ہو۔ ہم اُسکی اطاعت کرنے کو حاضر ہین۔ سبھون نے منظور کیا۔ اور اسلام کے واسطے خلافت قبول کرنے کے لیے پھر عرض کی۔ دوسری صبح کو بہت لوگ مسجد

وی مین جمع ہوئے۔ اور حضرت علیؓ دروازے پر آئے اور آپؓ عرب کے
ادہ لباس مین تھے۔ اور ایک موٹا عمامہ باندھے تھے۔ اور کمان کو بجاے
ٹھی کے لیے تھے۔ مسجد کی عظمت کے باعث سے آپؓ نے جوتا اُتار دیا۔ اور
نے بائین ہاتھ مین لیے آئے۔

آپؓ نے حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کو نہین دیکھ کر اُنکو بلا بھیجا۔ وہ لوگ آئے اور
نھون نے اپنا ہاتھ بیعت کے واسطے بڑھایا۔ حضرت علیؓ کو تامل تھا۔ اور آپؓ نے
ایا کہ اگر آپؓ لوگون کو میری تقرری منظور نہ ہو تو مین آپ لوگون مین سے ایک
ہاتھ دینے کو راضی ہون۔ لیکن اُن لوگون نے اپنی پوری خوشی ظاہر کی اور ہاتھ
ھایا۔ حضرت طلحہؓ کا دہنا ہاتھ جنگ اُحد مین زخمی ہوگیا تھا جسکے باعث لُولا رہگیا
نھون نے اُسکو مشکل سے آگے بڑھایا۔ اس سبب سے اہل عرب نے بد فالی لی
چونکہ لولے ہاتھ سے بیعت شروع ہوئی۔ خلافت بھی لُولی ہوگی۔ جیسا کہ پیش آیا
یر معاویہ جو تھے اُمیدوار اپنی شام کی حکومت مین اُسوقت غیر حاضر تھے۔
سلیے کل خاندان بنی اُمیہ اس جلسہ مین شریک نہ ہوئے اس سبب سے آئندہ
لے مشکلات اور بھی زیادہ بڑھے۔

بعد استقرار خلافت کے حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ نے حضرت عثمانؓ کے قاتل کی
حقیقات اور تدارک کے لیے راے دی حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ یہ وقت
سکی تحقیقات کا نہین ہے۔ اگر آپؓ کی راے مین اُنکا کوئی قاتل ٹھہرے تو ہم
سکو تدارک کرنے کے لیے حاضر ہین۔ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کی اب استدعا ہوئی کہ
ہمکو امارت دیجاے۔ طلحہؓ نے کوفہ کی امارت اور زبیرؓ نے بصرہ کی چاہی۔ حضرت
لیؓ نے اس سے بھی انکار کیا۔ اور فرمایا کہ آپ لوگون کا ہمارے پاس
ہنا زیادہ ضروری ہے۔

کچھ عرصہ بعد اُن لوگون نے مکّہ جانے کی اجازت حج کے لیے چاہی۔ اور روانہ ہوئے حضرت عائشہ پہلے سے جا چکی تھین۔

حضرت علیؓ نے دیکھا کہ آپؓ کے سبوق کی خلافت مین بہت سی بُرائیان ہوگئی تھین اور اکثر صوبجات ایسے امیرون کے تصرف مین تھے جنکا اعتبار نہ تھا۔ اس لیے آپ نے اکابر گی انقلاب چاہا۔ کہ جتنے امیر حضرت عثمانؓ کے مقرر کیے ہوئے ہین کنارے کیے جاوین۔ آپؓ کی اس راے کو اکثر مشیرون نے نالپسند کیا۔ اُن لوگون نے کہا کہ ابھی آپ کے اختیارات مستقر نہین ہوئے ہین۔ اور آپؓ کے اس فعل سے وہ لوگ بھی آپ کے مخالف ہوجاوینگے کہ اطاعت کرنیکو آمادہ ہین۔ حضرت علیؓ نے اس بات کو نہ مانا۔ آپؓ نے فرمایا کہ بغاوت مثل آگ کے ہے ابتدا مین جلد فرو ہوجاتی ہے۔ لیکن زیادہ عرصہ تک رہنے سے وہ زیادہ قوت کے ساتھ جلاتی ہے۔ لوگون نے یہ بھی مشورہ دیا کہ آپ اپنے بڑے فریق امیر معاویہ کو ضرور اُنکی شام کی حکومت مین رہنے دیجیے۔ چونکہ اُنکے پاس بڑی دولت اور اختیار ہے اور ایک قوی لشکر اُنکے ساتھ ہے کل شام کو آپؓ کی طرف سے باغی کر دینگے۔ اور ایسی حالت مین حضرت طلحہ و زبیرؓ بھی کہ آپؓ سے افسردہ ہین۔ اُنکے ساتھ ہوجائین گے۔ امیر معاویہ نے فی الحال اپنا اختیار اہل شام کے دلون پر دکھلایا۔ جبکہ خون آلودہ کپڑا حضرت عثمانؓ کا دمشق لایا گیا۔ اُنھون نے منبر پر چڑھکر مسجد مین دکھلایا۔ مسجد غم کی آواز اور انتقام کی صدا سے گونج گئی کیونکہ اہل شام مین حضرت عثمانؓ سخاوت کے باعث نہایت ہر دلعزیز تھے۔ اکثر دمشق کے شریف باشندون نے قسم کھائی کہ اپنی بی بی سے الگ رہینگے اور تکیہ سر تلے نہ رکھین گے جبتک حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلا نہ لینگے آخرش حضرت عثمانؓ کا کپڑا بجاے نشان کے بلند کیا گیا۔ اور شام کے لشکر مین انتقام کا شور تھا۔

حضرت علیؓ کے مشیرون نے ان سب باتون کو پیش کیا۔ اور کہا کہ امیر معاویہ کو امیر شام رہنے دیجیے۔ یہان تک کہ آپؓ کی خلافت کو مان لین۔ اور تب وہ اپنے عہدے سے معزول کیے جاوین۔ اور ہم حلف کرتے ہین کہ ہاتھ اور پانوٗن اُنکا باندھکر آپؓ کے سامنے لاوینگے۔

آپؓ نے ان مشورون سے انکار کیا۔ اور فرمایا کہ ہم فریب نہین چاہتے۔ ہم امیر معاویہ کو صرف تلوار سے سیدھا کرینگے۔ آپؓ نے انتظام شروع کیا۔ اور نئے نئے امیر نامزد کیے۔ کہ آپؓ کی محبت مین سرگرم تھے۔

عبداللہ ابن عباس حجاز کے حاکم مقرر ہوئے۔ اور عمار ابن سہیل کوفہ کے اور عثمانؓ ابن حنیف بصرہ کے۔ اور سہیلؓ ابن حنیف شام کے اور سعدؓ ابن قیس مصر کے۔ یہ لوگ فوراً ہی اپنی حکومت کی طرف روانہ ہوئے۔ لیکن چونکہ پیش آیا اُس سے ثابت ہوا کہ آپؓ جلد باز تھے۔

جعلی حاکم حجاز نے اپنا علاقہ جلد ہی سے حضرت عبداللہ ابن عباس کے حوالہ کیا۔ لیکن کل خزانہ لیکر مکہ کو آیا۔ اور حضرت عائشہ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کو برانگیختہ کیا۔ اور بغاوت کی تیاریان ہونے لگین۔

عثمانؓ بن حنیف جب بصرہ آئے۔ سبکو ناراض اور باغی پایا۔ اسلیے اپنی حفاظت اسی مین سمجھی کہ خلیفہ وقت کے پاس واپس آوین۔

جب عمار بن سہیل کوفہ کی سرحد پر پہونچے۔ اُنھون نے لوگون کو ابو موسیٰؓ اشعری کی محبت مین کہ وہان کے حاکم تھے سرگرم پایا۔ اور اُنکو آمادہ دیکھا کہ جس طرح ہو دغا۔ فریب۔ یا جبر سے اُنکی مدد کرین۔ عمار نے جبر دنیا نا پسند کیا۔ کیونکہ اہل کوفہ کی بیوفائی کا حال جانتے تھے۔ اسلیے اُنھون نے گھوڑا پھیرا۔ اور حضرت علیؓ کے پاس واپس آئے۔

سعد بن قیس جب مصر پہونچے۔ اُنھون نے لوگون کو قتل عثمانؓ کا شاکی پایا اور حضرت علیؓ کی خلافت سے اُسوقت تک کہ قتل کا انتقام نہ لیا جاے انکار کیا۔ اسلیے وہ بھی مدینہ کو واپس آئے۔

سہیل ابن حنیف بھی شام سے ایسے ہی ناکام رہے۔ جب وہ تبوک مین پہونچے۔ اُنھون نے کچھ سوارون کو دیکھا جنھون نے پوچھا کہ تمھارا نام اور کام کیا ہے۔ اُنھون نے کہا میرا نام سہیل ابن حنیف ہے اور مین امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کی جانب سے اس صوبہ کا حاکم ہوکر آیا ہون اُنھون نے کہا کہ اس صوبہ مین ایک لائق افسر موجود ہین دوسرے کی حاجت نہین۔ یہ کہکر اُنھون نے تلوار نکالی اسلیے یہ بھی واپس آئے۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے پانچ امیرون مین سے صرف ابن عباسؓ کامیاب ہوئے۔ اور باقی ناکام واپس آئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ملک شام کی ناراضی کی خبر معلوم ہوئی۔ آپؓ نے ایک خط امیر معاویہ کے نام لکھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اُنکو خلیفہ وقت کی اطاعت کرنا چاہیے۔ اور اس خط کو ایک خاص ایلچی کی معرفت روانہ کیا آپ کا قاصد کئی روز تک ٹھہرایا گیا۔ اور اُسکے بعد واپس کیا گیا۔ اور اُسکے ساتھ ایک اپنا ایلچی بھیجا اور اُسکو ایک خط دیا جسپر لکھا تھا منجانب معاویہ بن ابی سفیان بنام علیؓ اور اُسپر مہر کیا ہوا تھا۔ دونون قاصد شام کے وقت مدینہ مین پہونچے اور اُس خط کو ایک جھڑی مین آویزان کیے مجمع سے آدمیون کے گذرے اس نظر سے کہ سب اُسکو دیکھین۔ تمام آدمی حضرت علیؓ کے پاس خط کا مضمون سُننے کو حاضر آئے۔ جب خط کھولا گیا بالکل سادہ کاغذ تھا اُسپر کچھ لکھا نہ تھا۔ جس سے اشارہ آپ کی حقارت کی طرف تھا۔

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو اپنے قاصد سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف

سادہ کاغذ ہی نہین بھیجا گیا ہی بلکہ ساٹھ ہزار آدمیون کا لشکر شام مین موجود ہی۔ اور یہ خون آلودہ کپڑہ حضرت عثمانؓ کا بجاے علم کے قائم کیا گیا ہی۔ آپؓ نے فرمایا اللہ اور رسول اسکو خوب جانتا ہی کہ ہم حضرت عثمان کے قاتل نہین ہین۔ لیکن آپؓ نے اس بغاوت کے فرو کرنے کے واسطے تیاریان شروع کین۔ سب صوبون مین قاصد بھیجے اور مسلمانون کی مدد طلب کی۔

اب حجاز مین مسلمانون کے دو گروہ ہو گئے کچھ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے جانب دار ہوئے۔ اور کچھ لوگ حضرت عائشہؓ کے طرفدار ہوئے۔ جنکے ساتھ طلحہؓ اور زبیرؓ تھے اور مکہ اُنکا صدر ہوا۔ اور وہان کے بنی اُمیہ کُل ساتھ ہو لیے۔ اور حضرت عثمانؓ کا خون آلودہ کپڑہ انتقام کے واسطے بلند کیا گیا۔ اور امیر مغرول جعلی کا خزانہ جنگ کے ہتھیار اور سامان مین کام آیا۔ کل باغیون کا مشورہ ہوا کہ شام کے باغیون سے جا ملین۔ لیکن پھر کہا گیا کہ شام مین خود امیر معاویہ بغاوت کیواسطے کافی ہین۔ پھر یہ کہا گیا کہ خاص مدینہ پر کہ دار السلطنت ہی حملہ آور ہون لیکن پھر یہ خیال کیا گیا کہ اہل مدینہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا ساتھ دینگے لیکن بصرہ مین بہت اپنی موافقت کے ہین وہین چلنا چاہیے۔ اور اس مضمون کا اشتہار مکہ مین منادی کیا گیا۔ کہ حضرت عائشہؓ ام المومنین مع طلحہؓ اور زبیرؓ کے بصرہ کو جاتی ہین جنکو انتقام عثمانؓ کی خواہش ہو وہ آپ کا ساتھ دین۔

باغی لوگ حضرت عائشہؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کو لیکر مکہ کے ایک دروازہ سے روانہ ہوئے۔ اور حضرت عائشہؓ ایک اونٹ پر جسکا العسکر نام تھا محمل مین سوار تھین۔ طلحہؓ اور زبیرؓ دونون جانب تھے۔ اور چھ سو مشاہیر لوگون سے اونٹ پر سوار تھے اور چھ ہزار پیادہ تھے۔

جب یہ لوگ ایک موضع کے قریب پہونچے۔ اُس موضع کے سبب کتے فراہم کیے

حضرت عائشہؓ کے اونٹ پر بھونکے۔ اس سے کسی قدر آپؓ کو تردد ہوا۔ اور موضع کا نام دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اسکو حوّاب کہتے ہین یہ سُنکر آپؓ بہت گھبرائین اور فرمایا کہ حضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ میری ایک بی بی پر حوّاب کے کتّے بھونکین گے جبکہ وہ برسرناحق ہوگی۔ اسلیے اب آگے نہ جاؤنگی۔ اس پر باغیون نے تشفی کی اور چند آدمیون کو فراہم کرکے کہلایا کہ یہ موضع حوّاب نہین ہے دوسرا موضع ہے۔ اور چند سوار بھی دور سے دکھلائے گئے۔ اور کہا گیا کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ مع لشکر آپہونچے۔ اس سبب سے حضرت عائشہ کو باغی بجبر بصرہ تک لے گئے اور طلحہؓ و زبیرؓ انکی متابعت مین تھے۔ جب بصرہ پہونچے تو اُسکا دروازہ بند دیکھا عثمان ابن حنیف کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی طرف سے امیر مقرر ہوئے تھے اور اُنکو اہل کوفہ نے قبول نہین کیا تھا۔ اب یہان کے امیر تھے اور باشندون نے برضامندی خود چاہا تھا۔ باغیون نے حضرت عائشہ کی طرف سے امیر بصرہ کے پاس پیغام بھیجا کہ شہر کا دروازہ کھولدے۔ اور باغیون کے ساتھ ہو۔ لیکن امیر نے انکار کیا اور اپنے سالار لشکر عمار کو مقابلہ کا حکم دیا۔ عمار نے اہل شہر مین منادی کردی کہ سب لوگ مسجد مین جمع ہون اور جب فراہم ہوئے۔ اُنسے حالت کہی۔ اور ہتھیار اُٹھانے کا حکم دیا۔ لیکن وہان بھی دو فریق ہوگئے۔ کچھ لوگون نے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی اطاعت چاہی۔ اور کچھ لوگون نے باغیون کا ساتھ دینا چاہا۔ اس پر آپس مین نزاع ہونے لگی۔ اور ایک فریق نے دوسرے کے مُنہ پر خاک ڈالی اس درمیان مین باغی لوگ حضرت عائشہؓ کو زیر دیوار لے آئے۔ اور اہل شہر سے اکثر لوگ آپؓ کی زیارت کو گئے۔ وہان بھی دو فریق ہوگئے۔ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ اور نزاع کی یہان تک کہ ایک نے دوسرے پر خاک ڈالی۔ آخرش تلوار کھنچ گئی۔ اور لڑائی ہونے لگی۔ یہان تک کہ نماز کا وقت

آگیا۔ اور لوگ لڑائی سے الگ ہوئے۔ باغی لوگ شہر کے باہر کئی روز پڑے رہے اور خفیف لڑائی اور صلح کے پیغام ہوتے رہے۔ یہان تک کہ چند روز کے واسطے صلح ہوئی کہ ایلچی مدینہ مین جاکر دریافت کرے کہ حضرت علیؓ کی خلافت کو طلحہؓ و زبیرؓ نے برضا و رغبت قبول کی یا بجبر

اسی درمیان مین باغیون کو ایک موقع ملا۔ ایک اندہیری رات مین سخت طوفان آیا۔ اسی طوفان مین یہ لوگ شہر کا دروازہ کھلا پاکر اُسمین داخل ہوگئے اور امیر شہر کو گرفتار کرلیا اور چالیس محافظین کو مار ڈالا۔ اور امیر عثمان کی سزا اور بھی کی یعنے اُنکی داڑھی کے اور بھون کے بال ایک ایک کرکے چُن ڈالے۔

باغی لوگ حضرت عائشہؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کو لیکر بصرہ مین داخل ہوئے۔ اور اہل شہر پر رحم کیا۔ اور اُنکی تالیف کرنے لگے۔ اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی مخالفت مین کوشش کی۔ اور آپکو غاصب کہا۔

فصل دوسری

جب حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے اہل مکہ کی بغاوت کا حال اور بصرہ پر لشکر کشی کی خبر سُنی۔ آپؓ نے جلسہ عام مسجد نبوی مین مدینہ کے کیا۔ اور لوگون سے کہا کہ ہتھیار بند ہون۔ اور ہمارا ساتھ باغیون کے تعاقب مین دین۔ ہرچند آپؓ بڑے فصیح اور ہر دلعزیز مدینہ مین تھے۔ لیکن جماعت مین سردمہری پائی گئی۔ بعضون نے خانہ جنگی کا خوف کیا۔ اور بعض ڈرے کہ جسپر فوجکشی کی جاتی ہی وہ حضرت عائشہؓ محبوبۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین ہین۔ اور بعضون نے یہ اندیشہ کیا کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ بھی کہین خون عثمانؓ مین نہ لپیٹے جاوین۔ آخرش ایک مغز مسلمان جنکا نام زیاد بن حنظلہ تھا اُٹھے اور سرگرمی سے حضرتؓ کی طرف بڑھے۔ اور کہا جسکا جی چاہے وہ پیچھے رہے ہم آگے بڑھتے ہین۔

اُسوقت دو انصار کہ نہایت معزز تھے بڑی فصاحت سے بولے کہ امام عثمانؓ کے قاتل امام علیؓ کرم اللہ وجہہ نہین ہین زیاد کی تمثیل اور انصار کی تقریر سے اہل عرب مین جوش پیدا ہوا۔ ابو قتادہؓ ایک معزز انصار نے تلوار نکالی اور کہا کہ اللہ کے رسول نے ہمین یہ تلوار دی تھی۔ بہت عرصہ سے یہ میان مین تھی۔ اب ہم اسکو منافقین کی زیادتی مین کام مین لاتے ہین۔

ایک عورت نے کہا اے امیر المومنین اگر عورت کے جانے کی آئین اسلام مین اجازت ہوتی تو ہم خود آپؓ کے ساتھ جاتے۔ لیکن میرا چچیرا بھائی کہ میری جان سے زیادہ عزیز ہی آپؓ کے ساتھ جاویگا۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے نوسو آدمی جلدی سے فراہم کیے اور مدینہ سے روانہ ہوئے۔ اور آپؓ چاہتے تھے کہ قبل اسکے کہ باغی لوگ بصرہ پہونچین اُنکو پالیوین۔ لیکن جب راہ مین یہ خبر معلوم ہوئی کہ باغی بصرہ پر قابض ہوگئے۔ آپؓ نے ایک جگہ جسکا نام اعراب وہ تھا قیام کیا۔ اور اسکے منتظر رہے کہ کچھ امدادی لشکر آجاے تو روانہ ہون۔ اور آپؓ نے خطوط بنام ابو موسی اشعریؓ حاکم کوفہ اور دوسرے سرداروں کے لکھا کہ مدد جلد بھیجین۔ آپؓ کے ساتھ آپؓ کے بڑے صاحبزادے حضرت امام حسنؑ بھی آملے اور آپؓ سے فرمایا کہ ہم نے آپ سے جب حضرت عثمانؓ کا محاصرہ ہوا تھا کہا تھا کہ آپؓ شہر کے باہر جائیے کیونکہ اُنکے قاتلون مین آپؓ بھی نہ لپیٹے جاوین ہم نے آپؓ سے کہا تھا کہ خلافت نہ قبول کیجیے جب تک تمام قومون کے آدمی نہ فراہم ہون۔ اور جب حضرت عائشہؓ اور اُنکے آدمیون نے میدان جنگ اختیار کیا۔ ہم نے کہا تھا کہ آپؓ مکان پر رہیے یہان تک کہ وہ نرم ہوجائین آپؓ نے میری بات نہ سُنی۔ اور اُسکا یہ نتیجہ ہی۔ کہ اب آپ قتل کیے جاوینگے اور کوئی آدمی آپؓ پر تاسف نہ کریگا۔

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا کہ اگر مین شہر کے باہر حضرت عثمانؓ کے قتل کے وقت چلا جاتا تب بھی لوگ مجھکو گھیرتے - اگر مین وقت خلافت کے سب قومون کا انتظار کرتا تو انصار جو میرے طرفدار تھے ناراض ہوجاتے - اگر مین بعد دشمن کے آجانے کے میدان جنگ مین گھر مین مثل جانورون کے چھپا رہتا - تو مثل جانورون کے اپنے گھر مین دشمنون کا شکار ہوتا - اگر مین اپنے کام کو نہ دیکھون تو کون میری حفاظت کریگا - انھین وجہون سے جو مین نے کیا کیا - اب اے میرے بیٹے تم خاموش رہو

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو ابو موسیٰؓ اشعری کے امدادی لشکر کی بڑی اُمید تھی لیکن وہ ضعیف دل تھے - اور حضرت علیؓ سے بہ سبب اسکے کہ اُنکی جگہ پر عثمان ابن حنیف کو امیر مقرر کیا تھا کبیدہ تھے - اسلیے آپ کے خطوط کو سرد مہری سے دیکھا اور جواب مین حیلہ وحوالہ لکھدیا - اس جواب سے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو غصہ آیا - اور عثمانؓ ابن حنیف کے آنے سے جنکی داڑھی چُن لی گئی تھی اور بصرہ سے نکالدیے گئے تھے اور بھی زیادہ رنج ہوا - اُنھون نے کہا کہ اے امیر المومنین جب آپؓ نے مجھے بصرہ روانہ کیا تھا مجھکو داڑھی تھی - افسوس ہے کہ ایک بال میرے چہرہ پر نہین رہا حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے اُنکی تشفی کی کہ یہ نشانی تمھاری کارگزاری کی ہے - اور تب آپؓ نے اپنا حال کہا کہ میرے سابقین خلفا نے بلا فراحمت خلافت کی لیکن میری خلافت مین جنھون نے ہمین پہلے چُنا اور نامزد کیا وہی ہم سے پہلے باغی ہوئے طلحہؓ اور زبیرؓ نے حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کی اطاعت کی - ہم سے کیون باغی ہوئے - قسم اللہ کی ہم ثابت کر دینگے کہ ہم اپنے سابقین سے کسی طرح کم نہین ہین -

اب حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے ابو موسیٰؓ کے پاس اور بھی تاکیدی خطوط لکھے اور اپنے بیٹے امام حسنؓ اور عمار یاسرؓ کے معرفت روانہ کیا عمار یاسرؓ حضرت علیؓ

کرم اللہ وجہہ کے سواروں کے سردار تھے۔ اور اسوقت اُنکا سن نوّے برس کا تھا اُنکے ساتھ الشتر رضؓ بھی آئے تھے کہ سابق مین بھی آئے تھے اور ابو موسیٰؓ کے حیلہ وحوالہ سے بہت رنج مین تھے۔

حضرت امام حسنؓ اور عمارؓ کی تعظیم ابو موسیٰؓ نے کی اور انکا پیغام حسب معمول مسجد مین سُنایا گیا۔ اور الشتر محافظین کے ساتھ کہ ہمراہ آئے تھے باہر رہے۔ دونون صاحبون نے خلیفۂ وقت کی مدد کے واسطے تاکید کی۔ ابو موسیٰؓ نے حیلہ وحوالہ کا جواب دیا۔ اور اس کارروائی مین شک کیا۔ اور مشورہ دیا کہ لشکر کو مدینہ واپس جانا چاہیے۔ اور کُل امورات کی تحقیقات ہونی چاہیے۔ اور حق خلافت پھر سے تجویز کیجائے۔ اور اُنھون نے کہا کہ یہ خراب کام ہی جو شخص اس مین شریک ہوتا ہی وہ قصوروار ہی۔ کیونکہ حضرت صلعم بُرائی کے بارے مین فرماتے ہین۔ کہ وہ جو سوتا ہی بہتر ہی اُس سے جو جاگتا ہی۔ اور وہ جو لیٹا ہی بہتر ہی بیٹھے سے۔ اور جو بیٹھا ہی وہ بہتر ہی کھڑے سے اور وہ جو کھڑا ہی بہتر ہی پھرنے والے سے اور جو پھرتا ہی بہتر ہی سوار سے۔ اسلیے اپنی تلوار میان کے اندر کرو۔ اور اپنے تیرون کی سنان نکالدو اور اپنی کمان کے تار توڑ ڈالو۔ اور جسکو ضرر پہونچا ہی اپنے گھر مین رہو یہان تک کہ کُل امر طے اور تصفیہ ہوجائے۔

پُرانے عمار یاسرؓ نے اُنکو کلمۂ تسکین جوابدیا کہ تمنے حضرت صلعم کی حدیث کے معنے اُلٹا بیان کیا۔ کہ آپؐ نے تمھارے ایسے آدمیون کو ملامت کی ہی کہ جنکا بیٹھنا کھڑے ہونے سے بہتر ہی اور سونا جاگنے سے۔

ابو موسیٰؓ نہین جانے کی تائید مین اور بھی کچھ کہتے لیکن اس درمیان مین اُنکی سپاہ آپڑی جنھون نے مار کی شکایت کی۔ کہ ہمکو الشترؓ نے بیرحمی سے مارا ہی۔ ہرگاہ ابو موسیٰؓ مسجد مین بحث کررہے تھے کہ الشتر نے کہ تند سردار تھے اور محافظین کے

ساتھ باہر تھے قلعہ کوفہ کے لشکر کو گرفتار کیا۔ اور سزا دی اور اُن کو مسجد مین بھیجا کہ بحث ختم کراوین۔ اس کارروائی سے الشتر کی ابوموسیٰؓ کی سرد مہری پر بڑا اضحکہ ہوا اور ایسا ہوا کہ سب لوگ خلاف ہو گئے۔ حضرت امام حسن بن علیؓ نے اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اور جماعت کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ہمارے باپ نے حضرت عثمانؓ کا خون نہین کیا۔ ہمارے باپ نے اگر قصور کیا یا صدمہ اُٹھایا اسکی جزا اللہ اُنکو دیگا۔ اللہ اسکو خوب جانتا ہی طلحہؓ اور زبیرؓ جنھون نے اُنکی خلافت مین سبقت کی۔ اُنسے پہلے خلاف ہو گئے۔ میرے باپ نے کیا کیا ہی کہ اس طرح لوگ اُن سے باغی ہین۔ کیا خودغرضی یا نفسانیت اُنھون نے دکھلائی۔ مین اپنے باپ کے پاس واپس جاتا ہون جسکو مدد دینا ہی ساتھ ہو۔

آپؑ کی فصاحت کا اثر سب پر پڑا اور اہل کوفہ سے نو ہزار آدمی ساتھ ہوئے اس درمیان مین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو اور اطراف سے بھی مدد پہونچی۔ اور اب آپ کا لشکر جسمین آزمودہ کار لوگ تھے۔ تیس ہزار کی تعداد تک پہونچا۔ جب آپؓ اپنے لشکر کے ساتھ بصرہ کے سامنے پہونچے۔ باغیون نے رضامندی کا پیغام شروع کیا۔ اور حضرت علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ سے بالمشافہ گفتگو ہونے لگی۔ اس سے لوگون کو اُمید بندھی کہ صلح ہو جائیگی۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے بڑی فصاحت سے تقریر کی جسکا اثر مخالفین پر ظاہر ہوا۔ آپؓ نے زبیرؓ سے کہا تمکو یاد نہین کہ کس طرح تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ پوچھا تھا کہ کیا تم میرے فرزند علیؓ کو عزیز نہین رکھتے۔ اور جب تم نے جواب دیا کہ ہان عزیز رکھتا ہون۔ اسپر حضرت صلعم نے فرمایا کہ بہرکیف ایک دن آویگا کہ تم علیؓ اور کل مسلمانون پر تباہی لاؤ گے۔ زبیرؓ نے کہا مجھے خوب یاد دلایا اگر مجھے یہ پہلے یاد آتا تو مین کبھی آپؓ کے خلاف نہ ہوتا۔ زبیرؓ اپنے خیمہ مین واپس آئے۔ اور عہد کیا کہ کبھی مخالفت نہ کرینگے۔

چنانچہ طلحہؓ اور زبیرؓ نے باغیون کو بہت سمجھایا۔ لیکن وہ نہ سمجھے۔ اور لڑائی شروع کردی اور حضرت عائشہؓ کا اونٹ جسپر آپ خود سوار تھین عین جنگ کے میدان مین لایا گیا کہ لڑنے والون کو جرات ہو۔ اور اسی سبب سے یہ لڑائی جنگ جمل کہلاتی ہے۔ اور جنگ فریبہ بھی اسکو کہتے ہین۔ عین لڑائی مین مروان بن الحکم نے کہ حضرت علیؓ کے لشکر مین تھا ایک تیر طلحہؓ کو مارا جب آپؓ میدان جنگ سے جدا ہو رہے تھے اور آپؓ کے گھوڑے نے بھی علف لیا۔ اور آپؓ گرے۔ آپ نے اپنا جوتا خون سے بھرا دیکھا۔ آپؓ نے کہا کہ مجھکو بصرہ لے چلو۔ اور وہان پہونچکر حضرت علیؓ کے جانب دارون سے ایک کا ہاتھ پکڑا اور آپ کی نیابتہ تجدید بیعت کی۔ اور وفات فرمایا۔ جسوقت حضرت زبیرؓ ہنوز میدان جنگ مین تھے۔ کہ آپ نے عمار یاسرؓ کو دیکھا اور آپؓ کو حضرت صلعم کی حدیث یاد آئی۔ کہ آپ نے فرمایا تھا کہ عمار یاسر سر سے پانون تک ایمان مین۔ اور ہمیشہ حق کی جانب ہونگے۔ اس خیال سے آپؓ نے اور بھی کنارہ کشی کی اور مکہ کی راہ لی۔ جب ایک حشیہ کے قریب پہونچے تو حنیف ابن قیس کو کچھ لشکر کے ساتھ خیمہ زن دیکھا کہ لڑائی کے نتیجہ کا منتظر ہے۔ اُسنے آپؓ کو دیکھ کر کہا کہ کوئی زبیرؓ کی خبر لاسکتا ہے۔ اسپر ایک شخص جسکا نام عمرو بن یرموز تھا سمجھ گیا۔ اور حضرت زبیرؓ کی طرف چلا۔ آپ نے اُس سے کہا کہ علیحدہ رہ۔ لیکن کچھ گفتگو کے بعد دونون ساتھ چلے۔ یہان تک کہ نماز کا وقت آیا۔ اور دونون نماز مین مصروف ہوئے۔ جب زبیرؓ سجدہ مین گئے۔ عمرو ابن یرموز نے تلوار نکالکر آپ کا سر کاٹ ڈالا۔ اور اُسکو لیے ہوئے حضرت علیؓ کے پاس بڑی مسرت سے آیا کہ انعام پاوینگے آپؓ زبیرؓ کے سر کو دیکھکر روئے۔ اور تب قاتل کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا۔ اے منافق اسکی خبر بن سفیہ کے پاس جہنم مین لیجا اس جواب سے وہ قاتل کہ بجاے ملامت کے انعام کا امیدوار تھا۔ ایسا افسردہ

اور بہ غضب ہوا کہ حضرت علیؓ کو سخت و درشت کہہ کر اپنی تلوار اپنے سینہ مین ماری اور جہنم واصل ہوا۔

حضرت عائشہؓ کو برابر باغی لوگ میدان جنگ مین ساتھ لیے رہے۔ طبری کا بیان ہے کہ ستر آدمی جو یکے بعد دیگرے آپ کے اونٹ کا مہار تھامے تھے مارے گئے۔ اور یہ کہ وہ محمل تیروں سے چھا گیا۔ یہان تک کہ وہ اونٹ زخمی ہوکر گرا اور حضرت عائشہؓ اسمین اخیر لڑائی تک رہین۔

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے اپنی کامیابی پر حضرت عائشہؓ کی توقیر کی آپ مین کچھ باتین ملامت آمیز ہوئین۔ لیکن آخر رنجش صفائی ہوگئی۔ اور حضرت عائشہؓ کے ساتھ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے چالیس عورتین اور ساتھ کردین۔ اور امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو ایک روز کی راہ ساتھ جانے دیا۔ اور وہ مدینہ روانہ ہوئین۔ اور اُس تاریخ سے آپ نے اُمورات سلطنت مین دست اندازی نہ کی۔ حضرت علیؓ نے غنیمت کو اُن سپاہیون کے وارثون پر تقسیم کی کہ شہید ہوئے۔ اور ابن عباس کو بصرہ کا امیر مقرر کیا۔

ان سب کامون کو انجام کرکے آپؓ کوفہ کو اہل کوفہ کے ساتھ جنھون نے آپ کی بڑی مدد کی روانہ ہوئے۔ اور اپنی خلافت کا دارالسلطنت بھی اسکو مقرر کیا۔ یہ واقعات ۳۶ھ ہجری مین پیش آئے۔

فصل تیسری

جنگ جمل کی کامیابی سے حضرت علیؓ کی خلافت مصر عرب اور فارس مسلم ہوگئی۔ تاہم آپؓ کے بڑے مخالف امیر معاویہ بن ابی سفیان ہنوز اطاعت مین نہ آئے۔ امیر معاویہ بن ابی سفیان کا پورا اختیار زرخیز اور مالدار ملک پر شام کے تھا۔ اُنکے پاس بہت خزانہ اور بڑا لشکر تھا۔ انھون نے

اہل شام کو تعلیم کی تھی۔ کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو حضرت عثمانؓ کے قتل مین شریک کرین۔ اور اسطرح انکو حق خلافت سے دور رکھین۔ اور خلیفہ وقت نہ مانین۔ اسلیے انھون نے عمرو بن العاص سے کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے حکم سے حکومت مصر سے برطرف ہوئے موافقت کی۔ وہ اسوقت ناراض ہوکر بیت المقدس مین تھے امیر معاویہ نے اُنسے عہد کیا۔ کہ اگر علیؓ کرم اللہ وجہہ خلافت سے معزول ہوئے۔ اور ہم مقرر ہوئے تو مصر کی حکومت تمکو واپس دینگے۔ اسلیے عمرو بن العاص کچھ لشکر کے ساتھ انکی مدد کے لیے دمشق پہونچے۔ اور اُنکے ہاتھ پر بیعت لشکر کی جماعت مین کی اور اُنکو خلیفہ قرار دیا۔

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی کوشش امیر معاویہ بن ابی سفیان کی مخالفت رفع کرنے مین بیکار گئی۔ آپؓ نے جب عمرو بن العاص کی موافقت کی خبر سُنی۔ نوّے ہزار آدمیون سے ملک شام پر فوج کشی کی۔ آپؓ نے راہ مین ایک جگہ قیام کیا۔ جہان پانی کی قلت ہوئی۔ آپؓ نے ایک عیسائی پرہیزگار کو بُلایا۔ اور اُس سے کہا کہ کنوان بتاؤ۔ اُسنے کہا کہ یہان ایک حوض ہی کہ جسمین تین مشک سے زیادہ پانی نہین اٹتا ہی۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ قدیم زمانہ مین کوئی پیغمبر پانی اسرائیل سے یہان رہتا تھا۔ اور اُسنے یہان کنوان کھُدوایا تھا۔ اُسنے جواب دیا کہ ایک کنوان تھا لیکن بہت عرصہ سے وہ مفقود ہی۔ اور اُسکا کوئی نشان نہین۔ اور وہ ایک پیشینگوئی کے موافق بولا۔ کہ ایک شخص سے ظاہر ہوگا۔ اور اسپر اُس نے ایک پرچہ نکالا۔ جسکو شمعون بن صفا نے کہ حضرت عیسیٰ کے حوارین سے تھا لکھا تھا اور اُسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی پیشینگوئی تھی۔ اور یہ کہ وہ کنوان آپ صلعم کے خلیفۂ برحق سے ظاہر ہوگا۔

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے اِس پیشینگوئی کو سُنا۔ تب ایک جگہ آپ گئے

اور اپنے ساتھیون سے کہا کہ یہان کھودو۔ وہان پر کھودا گیا۔ کچھ عرصے بعد ایک بڑا پتھر دکھائی دیا۔ اور جب وہ اُٹھایا گیا تو کنوان ظاہر ہوگیا۔ جس سے لشکر کے سب خواہ پانی مہیا ہو سکا۔ اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے استحقاق خلافت کا ثبوت بھی ہوا۔ وہ پرہیزگار حضرت علیؓ کا معتقد ہوگیا۔ آپؓ کے پانوں پر گرا۔ اور آپؓ کا ساتھ نہ چھوڑا۔ سنہ ۳۷ ہجری کا پہلا روز تھا یعنے ۱۸۔ جون سنہ ۶۵۷ء کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا لشکر امیر معاویہ بن ابی سفیان کے لشکر کے مقابل مین صفین کے میدان مین دریاے فرات کے کنارے آیا۔ یعنی ملک شام اور بابلستان کی سرحد پر۔

امیر معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھ عمرو بن العاص بھی تھے۔ کہ جنگ کے شریک تھے اور اُنکے مشورے سے کام ہوتا تھا۔ امیر معاویہ کے ساتھ اسّی ہزار آدمی تھے۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا لشکر تعداد مین زیادہ تھا۔ اور اُسمین اکثر صحابہ تھے۔ کہ حضرت صلعم کے ساتھ بدر مین لڑے تھے۔ سب سے ممتاز اُن مین عمار یاسر تھے۔ کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے سواروں کے سردار تھے۔ کہ حضرت صلعم کے ساتھ برابر لڑائیون مین تھے۔ وہ اسوقت بانوے برس کے تھے۔ تاہم بڑے شجاع اور تیز تھے اور مسلمان سپاہی مثل دیوتاؤن کے اُنکی عظمت کرتے تھے۔

دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے۔ لیکن ماہ حرام کے باعث سے لڑائی نہ ہوی۔ صلح کی گفتگو مین مہینون گذر گئے۔ کیونکہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ خواہان تھے کہ صلح ہوجائے۔ اور ہمسایہ کا خون نہ بہے۔ آپؓ کی کوشش بیکار تھی۔ اور دوسرے مہینے سے مخالفت شروع ہوئی۔ تاہم حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے اپنی تلوار بجبر نکالی۔ آپؓ نے اپنے لشکر سے کہا کہ پہلے تم وار نکرو۔ اور جو لوگ بھاگین اُنکو مت مارو۔ اور عورتون اور لڑکون پر تشدد نہ کرو۔ امیر معاویہ اور عمرو بن العاص اس لڑائی کے عنوان سے خوب واقف تھے۔ اسلیے وہ بھی عام حملہ سے ڈرے۔ اور صرف چھوٹی چھوٹی

لڑائیون مین کئی مہینے گذر گئے - آخرش رفتہ رفتہ سخت خونریزی ہوئی اور چار مہینے کے عرصہ مین امیر معاویہ کے پینتالیس ہزار آدمی مارے گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اسکے نصف سے کچھ زیادہ - حضرت اویس قرنی بھی اسی معرکہ مین شہید ہوئے انکے واسطے حضرت رسول اللہ صلعم نے ایک خرقہ حضرت عمر اور علی رضی اللہ عنہما کو عنایت کیا تھا کہ اسکو اویس قرنی کو پہونچانا - اور فرمایا کہ اگرچہ اُنسے میری دیدار نہین دیکھی لیکن وہ برگزیدہ ہے میری اُمت کے واسطے اُس سے دعا طلب کرنا - چنانچہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت مین حضرت عمرؓ اور علیؓ رضی اللہ عنہما گئے اور وہ خرقہ حضرت صلعم کا اُنکو پہنایا - حضرت اویس کو روحی تعلیم حضرت صلعم سے تھی لیکن ظاہری بیعت حضرت عمر اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے تھی یہ بڑے مقبول خدا ہوئے اور عاشق رسول صلعم تھے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی جانب کے مقتولین مین پچیس صحابہ اہل بدر سے تھے اُنکی موت کا افسوس دشمن کو بھی ہوا - اور سب سے زیادہ افسوس عمار یاسرؓ کا ہوا کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے سوارون کے سالار تھے - معاویہ اور عمرو عاص نے اُنکو دیکھا معاویہ نے کہا دیکھو کیسی جانین ہماری نزاع مین ضائع ہوتی ہین - عمرو عاص نے کہا اے اللہ کاش ہم بیس برس اسکے پیشتر مرے ہوتے -

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ اپنے پرانے سالار عمار یاسرؓ کا حال دیکھکر بے اختیار ہو گئے اور بارہ ہزار سوارون کے ساتھ سخت حملہ دشمنون پر کیا - دشمنون کی صفین ٹوٹ گئین لیکن حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا دل اس خونریزی سے بھر آیا - اور معاویہ کو پکار کر کہا کہ کب تک مسلمانون کا خون ہماری نزاع مین ضائع ہوگا تم خود مقابلہ مین آجاؤ اور ہمارا تمھارا فیصلہ اللہ تعالے کردیگا - جو کامیاب ہوگا وہی حاکم رہیگا - عمرو بن العاص اس آواز سے متعجب ہوئے - اور امیر معاویہ سے کہا کہ مقابلہ کو جاؤ لیکن وہ ایسے شخص کے مقابلہ سے ڈرے جنکا لقب اسد اللہ تھا - اور جن سے فرار ا

لڑائی مین دو بار ہا مغلوب ہو چکے تھے۔ عمرو بن العاص نے کہا کہ مقابلہ نکرنا خفت ہوگی۔ لیکن معاویہ نے منہ کر ٹالدیا۔ کہ شاید تم خود امیر شام ہونے کی خواہش رکھتے ہو آخرش ایک سخت مایوسی کے ساتھ لڑائی رہی۔ کہ رات کو بھی قائم رہی۔ بہت سے آدمی فریقین کے مارے گئے۔ لیکن اہل شام کے بہت زیادہ مارے گئے۔ اس لڑائی کے بانی الشتر تھے۔ وہ ابلق گھوڑے پر سوار تھے۔ اور اُنکے ہاتھ مین ذوالفقار تھی۔ اُسکے ہر وار مین ایک آدمی مارا گیا۔ اور اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ اُنکی آواز اللہ اکبر کی چار سو مرتبہ سُنی گئی۔

اہل شام پر بدقسمتی کی صبح نمود ہوئی۔ الشتر دشمنون کو اپنے خیمہ تک دبالے گئے اور امیر معاویہ مایوس ہوئے۔ اسپر عمرو بن العاص نے ایک مکر تجویز کیا۔ اور اُسکے موافق سب اہل شام نے اپنے نیزون پر قرآن بلند کیا جس سے معلوم ہو کہ صلح چاہتے ہین۔ اور اُنھون نے کہا کہ یہی ہمارا فیصلہ کردیگا۔ اسپر حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے لشکر نے تیغ میان مین کی۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے کہا بھی کہ یہ اُنکا مکر ہے۔ اُنھون نے کہا کیا آپ قرآن کا فیصلہ پسند نہین کرتے۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے سمجھا کہ اس امر کے انکار کرنے سے اہل لشکر ناراض ہو جائینگے۔ آپؓ نے جبراً واپسی کا حکم دیا۔ لیکن الشتر بڑے تقاضے سے واپس آئے۔ اور انھون نے کہا کہ عین فتح مین ہم واپس بلائے گئے۔ اسلیے قرآن کے موافق ثالث مقرر کیے گئے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے اپنی جانب سے عبداللہ ابن عباس کو ثالث مقرر کیا لیکن فریق ثانی سے عذر ہوا۔ کہ وہ اہل قرابت سے ہین۔ تب آپؓ نے الشتر کا نام لیا۔ اسپر بھی عذر ہوا۔ تب ابوموسیٰ نے کہا کہ ہم آپؓ کی جانب سے ثالث ہوتے ہین۔ آپؓ نے جبراً قبول کیا۔ اور معاویہ نے اپنی طرف سے عمرو بن العاص کو ثالث نامزد کیا کہ اُسوقت تمام عرب مین چالاک سمجھے جاتے تھے۔ اور ابوموسیٰ سادے سیدھے

آدمی تھے - اور کج و پیچ سے لوگون کے بے بہرہ تھے - اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ دونون صاحب یعنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ اپنے اپنے شہر کوفہ اور دمشق کو واپس جاوین -

کئی مہینے بعد جمعۃ الجدول مین دونون لشکر کے مقابل مین ثالث حاضر ہوئے عمرو بن العاص نے ابو موسیٰ کی بڑی تعظیم کی - اور اس طرح اپنا اعتماد اُنکے جی مین کیا - جب اُنکو دیکھا کہ میری باتون پر اعتبار کرتے ہین - اُنسے کہا - کہ ہم لوگ دونون کو یعنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ کو خلافت سے برطرف کرین کہ سیکڑون مسلمانون کا ناحق خون کیا - اور ایک شخص ثالث کو خلیفہ مقرر کرین - ابو موسیٰ اس فقرے مین آگئے - اور دونون آدمی اپنی راے ظاہر کرنے کے لیے آئے - اور عمرو بن العاص نے ابو موسیٰ سے تعظیم کے ساتھ کہا کہ آپ بڑے ہین پہلے آپ اپنا فیصلہ سُنائیے - وہ اس فقرے کو بھی نہ سمجھے اور عمرو بن العاص پر اعتماد کرکے منبر پر چڑھکر فیصلہ سُنایا - کہ ہمنے دونون کو یعنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ کو خلافت سے برطرف کیا - جس طرح اس انگوٹھی کو مین نے ہاتھ سے نکالا اسکے بعد عمرو عاص منبر پر چڑھے اور اُنھون نے کہا کہ تم سُن چکے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ثالث نے اُنکو خلافت سے برطرف کیا مین نے بھی اُنکو برطرف کیا - اور امیر معاویہ کو خلافت پر قائم رکھتا ہون - اسپر ابو موسیٰ نے عمرو بن العاص کو فریبیہ اور مکار کہا کہ اُنھون نے ہمسے دھوکھا کیا - لیکن اہل شام کے لشکر مین بڑی خوشی ہوئی کہ امیر معاویہ خلیفۂ برحق ہوئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر کے لوگ ابو موسیٰ کی سادگی پر شکایت کرنے لگے - اور قریب تھا کہ پھر لڑائی ہو کہ اہل شام نے مہلت لی - اور ایک دوسرے سے جدا ہوئے - ایک قسم کا مذہبی تعصب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھیون مین اور امیر معاویہ کے لوگون مین

پیدا ہو گیا۔ کہ ایک دوسرے کو بُرا کہنے لگے۔ اس فیصلہ سے خود حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے لشکر کے بعض لوگ خلاف ہو گئے۔ اور آپؓ کو بُرا کہنے لگے۔ کہ آپؓ نے ابو موسیٰ کو ثالث مقرر کرنے مین غلطی کی۔ اور یہ کہ جب آپ کے اور اللہ کے دشمنون کو ہلاک کر رہے تھے۔ آپؓ نے کیون باز رکھا۔ اسلیے اُنھون نے عبد اللہ ابن وہاب کو اپنا سردار مقرر کر کے اپنی جگہ نہروان مین بغداد کے قریب قائم کی۔ اور اُنکی تعداد پچیس ہزار آدمیون کی ہو گئی۔ یہی خارجی کہلاتے ہین۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اپنے لشکر کے ساتھ مقابلہ کو گئے آپؓ نے ایک نیزہ گڑوا دیا۔ اور منادی کر دی کہ جو اسکے گرد آئے گا اور عفو چاہیگا ہم اُسکو معاف کرینگے۔ چنانچہ اکثر لوگ اُس نیزے کے گرد آئے۔ اور عفو قصور چاہی۔ اب عبد اللہ کے ساتھ صرف چار ہزار آدمی رہے۔ ان لوگون نے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے مقابلہ کیا اور ایسا لڑے کہ صرف نو آدمی انمین کے بچے۔ جنھون نے آئندہ کے لئے اس فرقہ کی بنیاد ڈالی۔

ہر گاہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ خارجیون کے دفع کرنے مین مصروف تھے۔ کہ امیر معاویہ نے دوسرا فریب کیا حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے بعد جنگ جمل کے سعد بن قیس کو مصر کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اور وہ اسکے لائق بھی تھے۔ امیر معاویہ نے ایک جعلی خط اُنکی طرف سے اپنے نام لکھکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نگاہ مین گذرانا کہ جب اُنکی طرف سے آپؓ کو سازش کا شک آجاے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ یعنے آپؓ نے سعد بن قیس کو اپنے پاس طلب کر لیا۔ اور اُنکی جگہ محمد بن ابی بکر کو مقرر کیا محمد بن ابی بکر نے اہل مصر پر سختی کی۔ اور قاتل عثمان کے رہنماؤن کو تنبیہ کرنے لگے۔ اس سے مصر مین بغاوت پھیلی۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے اُسکا انسداد کرنا چاہا اور مالک اشتر کو محمد بن ابی بکرؓ کی جگہ روانہ کیا ہنوز وہ نہ پہونچے تھے اور ایک جگہ ٹھہر گئے تھے کہ

امیر معاویہ کے لوگون نے اُنکو زہر دیا - تب امیر معاویہ نے اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیا اور چھ ہزار آدمی عمرو عاص کے تحت مین روانہ کیا - اُنھون نے باغیون کو اپنا جانب دار کرلیا - اور محمد بن ابی بکرؓ کو یہ الزام دیکر کہ قاتل عثمانؓ ہین زندہ بوریے مین لپیٹکر جلادیا اور مصر پر قابض ہوگئے - اور اپنے کو امیر مصر اور امیر معاویہ کا نائب قرار دیا - مؤرخ کی راے ہی کہ اگرچہ عمرو بن العاص اسلام کے بڑے حامیون مین شمار کیے گئے لیکن حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی طرف سے جو بغاوت کی اور ثالثی مین انصاف کو ترک کرکے دھوکے کو راہ دیا - اس کا الزام اور وبال اُنکی کارروائی پر ہمیشہ کے لیے رہا اور اللہ تعالی کے نزدیک اُنکا اور امیر معاویہ کا کیا معاملہ ہوگا اسکو اللہ ہی جانتا ہی - حضرت عائشہ نے جب اپنے بھائی محمد بن ابی بکر کا حال سُنا - بہت روئین - اور امیر معاویہ اور عمرو بن العاص کو بہت کوسا - اور بد دعا کی - اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر بھی محمد بن ابی بکر کے قتل کا بڑا اثر ہوا - اور آپؓ نے فرمایا کہ قاتلان محمد اسکا جواب اللہ کے نزدیک کیا دینگے - جو خونریزی امیر معاویہ کی بغاوت سے اہل اسلام کی ہوئی - اسکا تصفیہ اللہ پر چھوڑنا چاہیے - اور انکی شان مین بُرا بھلا کہنا اہل سُنت والجماعت کا عقیدہ نہین - لیکن اُنکی بغاوت مین شک نہین - اور بہ سبب لحاظ صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے ادبی نہین چاہیے -

فصل چوتھی

حضرت معاویہ نے صرف مصر ہی پر قبضہ نہین کیا بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زندگی ہی مین حجاز کو اپنے تصرف مین لے لئے - اس سے آپؓ کو نہایت صدمہ ہوا - اور جب آپ نے سُنا کہ عقیل بن ابی طالب آپؓ کے اپنے بھائی امیر معاویہ کے پاس گئے - اور اُنسے آپؓ کی شکایت کے ساتھ روزینہ چاہا - آپؓ اور بھی رنج ہوا - تاہم آپؓ نے مقابلہ کی پھر تیاری شروع کی - اور ساٹھ ہزار

آدمیون کا لشکر آپ نے فراہم کیا۔ جنھون نے بیعت رضوان کی کہ آپ کا ساتھ کسی حال مین نہ چھوڑینگے۔ اسی تیاری مین تھے کہ روانہ ہون کہ ایسا اتفاق ہوا کہ تین خارجیون نے کہ حج کے لیے مکہ آئے تھے۔ مشورہ کیا۔ کہ اسلام کی کامیابیون مین مزاحمت صرف تین شخصون کے باعث سے ہے۔ کہ آپس مین لڑتے ہین حضرت علی کرم اللہ وجہہ امیر معاویہ اور عمرو بن العاص ان تینون کو قتل کر ڈالین تو سلطنت اسلام پھر بیتوڑ ہو جائیگی۔ اور یہ کہ تینون شخص ایک ہی روز جمعہ کے دن ۱۷ رمضان کو قتل کیے جاوین۔ ان خارجیون کا نام بارک ابن عبداللہ و عمرو ابن عاصی اور عبدالرحمن بن ملجم تھا بارک ابن عبداللہ دمشق کو اور عمرو بن العاصی مصر کی جانب اور عبدالرحمن کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ بارک ابن عبداللہ دمشق پہونچا۔ اور امیر معاویہ کے مصاحبین مین داخل ہوا۔ اور جب امیر معاویہ دمشق کی مسجد مین امامت کرتے تھے۔ بارک نے ایک تلوار ماری اور سمجھا کہ اُنکا کام تمام کیا۔ اُنکو اس زخم سے مایوسی تھی۔ لیکن بڑے علاج سے وہ زخم چنگا ہو گیا۔ قاتل گرفتار ہوا اور اُسکے ہاتھ پانُون باندھے گئے۔ اور اُسکو طرح طرح کی ایذا دیگئی۔ اور کئی برس بعد وہ قتل کیا گیا۔

عمرو ابن العاصی اُسی روز مصر کی مسجد مین داخل ہوا۔ اور امام قاریجاہ کو عمرو بن العاص سمجھکر مار ڈالا۔ کیونکہ عمرو عاص اُس روز بیمار تھے اور مسجد مین نہ آئے جب قاتل کو عمرو بن العاص کے سامنے لائے۔ اُسنے کہا میرا ارادہ عمرو عاص کے قتل کا تھا لیکن اللہ نے قاریجاہ کا قتل چاہا۔

عبدالرحمن ابن ملجم جب کوفہ پہونچا۔ ایک خارجی کی عورت کے مکان مین ٹھہرا کہ اُسکا شوہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے نہروان مین مارا گیا تھا۔ وہ اُس عورت پر فریفتہ ہو گیا۔ لیکن اُس عورت نے کہا کہ ہم اُس شخص سے نکاح کرینگے جو تین ہزار درہم اور ایک غلام اور ایک لونڈی دیوے اور حضرت علی کا سر لاوے

اُسنے شرائط منظور کی - اور دربان اور شبیب خارجیون کو ساتھ لیا- اُنھون نے مسجد مین خلیفۂ وقت کے آنے کا انتظار دیکھا-

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے ایسی باتین فرمائین جس سے مایوسی ظاہر ہوتی تھی آپؓ نے فرمایا افسوس امید ل بیصبری کیون ہی- موت کا علاج نہین- جب آپؓ مکان سے چلے گھر کے مرغون نے ہنگامہ کرتے ہوئے آپ کو گھیر لیا- اسکو بھی پیچھے لوگون نے فال بد سمجھا- جب آپؓ مسجد مین داخل ہوئے- قاتلون نے ایک دوسرے پر سازشی وار کیا- دربان نے ایک وار خلیفۂ وقت پر کیا- لیکن وہ مسجد کے دروازے پر لگا- لیکن عبدالرحمن نے جو وار کیا وہ کاری تھا- اور آپؓ کے سر مبارک پر زخم لگا- تب قاتلان وہان سے الگ ہوئے اور بھاگے- اور شبیب اپنے تعاقب کرنے والون سے بہت دور رہا اور بچ گیا- دربان کا تعاقب کیا گیا اور وہ اپنے گھر کے سامنے مارا گیا- عبدالرحمن بن ملجم جستجو کے بعد مسجد کے گوشہ مین پکڑا گیا- اور اُسکے ہاتھ مین ہنوز تلوار موجود تھی- اُسکو خلیفہ وقت کے سامنے لائے- آپؓ نے اُسکو اپنے بیٹے حضرت امام حسنؓ کے حوالہ کیا- اور فرمایا کہ اُسکو کچھ نہ کہو اگر ہم ہلاک ہو جاوین تو اسکو اذیت نہ دینا- اسکو بھی ایک ہی ضرب مین ہلاک کرنا- چنانچہ اُسکے ساتھ ایسا ہی کیا گیا-

حضرت علیؓ کا انتقال آپ کے زخمی ہونے سے تین روز کے اندر واقع ہوا- یہ واقعہ سنہ ۴۰ ہجری مین پیش آیا- مطابق سنہ ۶۶۰ء کے آپ کا سن شریف ترسٹھ برس کا تھا اور آپ نے ہنوز پانچ برس پورے خلافت نہ کی تھی- آپ کی لاش مبارک کوفہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر دفن کی گئی- مابعد کے زمانہ مین اُسپر روضہ اور مکانات بنائے گئے- اور اہل فارس کے بادشاہون نے اُسکو مرصع کیا- بعضون نے لکھا ہی کہ کچھ عرصہ بعد آپؓ کے مزار کا نشان نہ رہا- لیکن

ہارون الرشید کی خلافت مین جب وہ شکار کے واسطے اُسجگہ پہونچا۔ جہان آپ کا مزار ہی شکارنے وہان پناہ لی اور شکاری جانور اُس تک نہ پہونچ سکے۔ اُسکو بہت تعجب آیا پُرانے لوگون سے دریافت کیا تو پتہ لگا کہ یہین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا مزار ہی۔ چنانچہ اُسنے وہان روضہ بنوایا۔

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے تمام واقعات سے ظاہر ہوتا ہی کہ آپ بڑے لائق سابق الایمان والون مین سے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بچپن سے تعلیم پائی۔ اور اخیر وقت تک عرب کی سادگی اختیار کیے رہے۔ آپ خلفا مین پہلے شخص سمجھے جاتے ہین۔ جنھون نے خوشنویسی کی طرف التفات کیا۔ آپ کے خیال شاعرانہ بھی تھے اور آپ کے اشعار اور اصول کی باتین اہل عرب مین ضرب المثل ہین۔ جنکا ترجمہ اکثر زبانون مین ہوا ہی۔ آپ کی مُہر مین کندہ تھا کہ ملک اللہ کا ہی۔ آپؓ کے مقولے سے ظاہر ہی کہ آپ کو اِس دنیا کی نعمتون کی خوشی نہ تھی۔ آپ فرماتے تھے زندگانی ابر کا سایہ ہی۔ یا سونے والے کی نیند۔

آپ کی اپنی پہلی بی بی حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم سے دو صاحبزادے تھے۔ حضرت امام حسنؓ و امام حسینؓ۔ اور تین بیٹیان تھین زینبؓ زوجۂ عبد اللہ جعفر طیار و ام کلثومؓ زوجۂ عمر بن الخطاب و رقیہؓ۔ علاوہ اِنکے آپ کے تیرہ بیٹے اور تھے اور پندرہ بیٹیان کہ دوسری بیبیون سے تھین۔ لیکن جن سے آپ کی نسل اجرا پائی۔ وہ حسنؓ و حسینؓ و محمدؒ بن حنفیہ و عباسؓ و عمرؓ و ہین۔ آپ اپنے زمانہ مین علم عرفان یعنے فیوضات صرف باطنی کے لیے مشہور تھے۔ اور آپ کے فیضیابون مین آپ کے صاحبزادگان اور حسنؒ بصری بھی ہین۔

خلافت و امامت امام حسن رض

باب ساتوان

انتقال کے وقت حضرت علی رض کرم اللہ وجہہ نے جانشین نامزد کرنے سے انکار کیا۔ لیکن بعد وفات آپ کے حضرت امام حسن رض بن علی کرم اللہ وجہہ بلا مزاحمت جانشین ہوئے۔ اُسوقت آپ کا سن شریف ۳۷ برس کا تھا۔ آپ رض کو اسوجہ سے لوگون نے اور بھی زیادہ پسند کیا تھا کہ آپ رض اپنے نانا کے ہشبیہ تھے۔ اور حلم و اخلاق مین بھی اُنکے مثل تھے۔ آپ رض مین وہ بات جو خانہ جنگی کے دفع کرنے کے لیے اور غالب آجانے کے واسطے ضرور ہی نہ تھی۔ آپ رض کو مسلمانون کے خون ناحق کا بڑا خیال تھا۔ آپ رض نے اپنے والد کے انتقال کے بارے مین فرمایا۔ کہ جس رات کو قرآن نازل ہوا جس رات کو حضرت عیسیٰ آسمان پر اُٹھائے گئے۔ اور جس رات کو یوشوع قتل کیے گئے اُسی رات کو میرے والد بھی قتل کیے گئے۔ قسم اللہ کی کوئی سابق کے خلیفہ ایسے نہ تھے اور نہ اُنکے جانشین ایسے ہونگے۔ قیس رض نے کہ خاندان علی رض کے بہی خواہ تھے جانشینی کے رسوم شروع کر دیے۔ اور کہا کہ اپنا ہاتھ بڑھائیے۔ اور عہد کیجیے کہ موافق کتاب اللہ اور حدیث کے کیجیے گا اور کل مخالفین سے جنگ فرمائیے گا۔ حضرت امام حسن رض نے عہد کیا۔ اور خلیفۂ وقت شمار کیے گئے۔ اور لوگ طلب کیے گئے کہ آپ رض کی موافقت کا اقرار کرین۔ اور جو مخالف ہون اُنسے لڑنے کے واسطے آمادہ رہین۔ اسپر بعض بالبستان کے ضعیف دلون نے کن پھُسکی کی کہ اب ہم لڑنے والا خلیفہ نہین چاہتے۔

اگر امام حسن رض کے دل سے کوئی پوچھتا تو آپ پہلے ہی خلافت سے درگذرتے اور معاویہ کو کہ اُسکے بڑے آرزومند تھے حوالہ کر دیتے۔ لیکن آپ رض کے ساتھ بڑے بہادر سردار لوگ تھے۔ اور آپ رض کے بھائی حضرت امام حسین رض تھے

جنمین اپنے والد کی بہادری موجود تھی۔ ان لوگون نے آپؑ کو گھیرا۔ علاوہ اسکے آپؑ کے ساتھ ساٹھ ہزار لڑنے والے سپاہ میدان جنگ کے واسطے شام کی طرف جانے کو آمادہ تھے۔ بلکہ دیر ہونے سے کچھ آپس مین اختلاف ہوا اور امام حسنؑ اُسکے رفع کرنے مین زخمی ہوئے۔

حضرت امام حسنؑ نے اسلیے جبراً سالار لشکر ہوکر جانا قبول کیا۔ یہ خبر سُنکر کہ امیر معاویہ میدان جنگ مین آگئے۔ حضرت امام حسنؑ نے بارہ ہزار آدمیون سے قیسؓ بن سعد بن عبادہ کو روانہ کیا۔ کہ روکین اور خود اصل لشکر کے ساتھ چلے۔ قیسؓ نے پہونچکر خفیف لڑائی کی اور دشمن کو روکا۔ اور ایسی جگہ قیام کیا جہان سے خلیفہ وقت کی مدد کے منتظر رہے۔ جب آپؑ امیر معاویہ کے لشکر کے مقابل مین پہونچے۔ تصفیہ کا پیغام کیا گیا۔ آپؑ نے امیر معاویہ سے کہا کہ تین شرط پر ہم خلع خلافت کرتے ہین۔ ایک تو یہ کہ کوفہ کی آمدنی میرے صرف کے واسطے رہے۔ دوسرے یہ کہ آپ اپنے بعد کسی کو جانشین نامزد نہ کیجیے۔ جسکو عامہ خلائق پسند کرین وہی ہو۔ تیسرے یہ کہ حضرت علیؓ کی شان مین تبرا نہ کہلایا جاے امیر معاویہ نے سابق کے دونون شروط کو قبول کیا۔ اور تیسرے سے انکار کیا کہ اختیار سے باہر ہے ہم کس کس کو روکینگے۔ اسپر لوگون نے حضرت امام حسنؑ کو سمجھایا کہ پس پشت کسی کے کہنے کا کیا خیال ہے۔ چنانچہ انھین شرطون پر تصفیہ ہوا۔ لیکن حضرت امام حسینؑ کے خلاف تھا۔ اور آپؑ نے فرمایا کہ ہمارے باپ اور بنی ہاشم کی اس سے بے عزتی ہوئی۔ لیکن امام حسنؑ نے نہ سُنا اور اپنے بھائی کو لیے ہوئے مدینہ آئے۔ حضرت علیؓ کے نام سے ہر جمعہ کو دمشق مین تبرا ہوتا تھا کہ اسکو عمر و ابن عبد العزیز نے اپنے عہد مین ترک کرایا۔ حضرت امام حسنؑ عزلت پسند تھے۔ اسلیے عزلت اختیار کی۔

قیس بن سعد بن عبادہ

امیر معاویہ سے ایک مرتبہ خاندان بنی ہاشم کی ایک بوڑھی عورت نے کہا کہ تم نے اپنے چچیرے بھائی بنی ہاشم کا حق غصب کرکے اپنے خاندان کو قائم کیا ہے۔ جیسا فرعون نے بنی اسرائیل کے ساتھ کیا۔ انھوں نے جواب دیا اللہ اسکو معاف کریگا۔ اور تم کہو تو کہ تمکو کچھ چاہیے۔ اُسنے کہا کہ دو ہزار اشرفی میرے اہل قرابت کے واسطے اور دو ہزار میرے لڑکون کی شادی کے لیے چاہیے اُسکو وہ دیے گئے اور پھر اُس تاریخ سے اُسکی زبان سے شکایت نہ سُنی گئی۔

حضرت امام حسنؓ کے بہت اولاد ہوئی لیکن جن سے نسل کا اجرا ہوا۔ وہ حسنؓ مثنی اور زید ہین۔ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کہ اپنے عہد مین امام زمانہ تھے آپ ہی کی اولاد مین تھے۔

محققین کا قول ہے کہ خلافت دو قسم کی ہے ظاہری و باطنی۔ حضرت امام حسنؓ تک دونون مجتمع تھی۔ لیکن یہین سے جدا ہوئی۔ اسلیے خلافت باطنیہ کا نام امامت ہوا اور خلافت ظاہری کا نام حکومت ہے۔ یہین سے اہل شیعہ کے بارہ امام ہوئے حضرت حسن بصری اور حسن مثنیؓ آپ کے صاحبزادے فیض باطنی سے آپؓ کے مستفید ہوئے تھے۔

باب آٹھوان

حکومت امیر معاویہ بن ابی سفیان ۴۱ھ

خلافت بنی اُمیہ

فصل پہلی

حضرت امیر معاویہ سنہ ۶۶۱ء مین بے خرخشہ اسلام کی سلطنت کے حاکم ہوئے اگرچہ یہ بھی اور مابعد کے بادشاہ بھی آخری بادشاہ تک عباسیون کے سب خلفا

کہلاتے رہے۔ لیکن خلافت راشدہ ختم ہو چکی۔ اب صرف سلطنت ہی سلطنت رہی خارجیون نے امیر معاویہ کی حکومت کو ناپسند کیا۔ اور ملک شام مین بغاوت پھیلائی لیکن اُنھون نے اُنکی سخت تدارک کی۔ اور جب دیکھا کہ اہل شام اُنسے مقابلہ نہین کر سکتے تو اہل بابل سے کہ زیادہ قوی تھے مدد لی اور اُنکی بنیاد اُکھاڑ دی امیر معاویہ ہی سے مشہور خاندان بنی اُمیہ کا شروع ہوا۔ یہ خاندان کئی کرسی تک رہا۔ اور عربون کی تواریخ اسی کے بعض واقعات سے یورپ مین (فرنگستان مین) مشہور ہوئی۔ امیر معاویہ نے علم کی قدردانی کی۔ اکثر اہل علم و ہنر انکو گھیرے تھے۔ اور یونانی علوم بھی عربون مین اُن جزیرون سے لائے گئے جن کو انھون نے فتح کیے تھے۔

حضرت امیر معاویہ نے ایک اور امر قابل الزام اپنی سلطنت کے استحکام کے واسطے کیا۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت اختیار کی۔ امیر معاویہ کے باپ ابوسفیان نے آپ کا تعاقب کیا۔ لیکن جب نہ پا سکے طائف مین ٹھہر گئے۔ یہان اُسنے شراب پی اور ایک یونانی لونڈی سے اُسی حالت مین مباشرت کی جسکا نام صومعہ تھا۔ لیکن وہ حاملہ ہو گئی اور اُسکو بیٹا پیدا ہوا۔ ولد الزنا ہونے کے باعث سے ابوسفیان نے اُسکو اپنا بیٹا قرار نہ دیا۔ اسلیے اُسکا نام زیاد ابن ابیہ (یعنے زیاد اپنے باپ کا بیٹا) پڑا۔

یہ لڑکا نہایت ذہین اور فتین نکلا۔ ہنوز پورا جوان بھی نہین ہوا تھا کہ ایک موقع پر امیر عمرو بن العاص اُسکی فصاحت اور دلیری سے متحیر ہوئے عمرو عاص خود بھی صحیح النسب نہ تھے۔ وہ کہنے لگے کہ اگر یہ لڑکا قریش کے خاندان صحیح سے ہوتا تو عرب کی تمام قومون کو اپنی لاٹھی سے نکال دیتا۔ حضرت عمرؓ کی خلافت مین یہ زیاد قاضی مقرر ہوا۔ اور اپنے فیصلہ کے واسطے مشہور تھا۔ ایک موقع پر

کچھ لوگون نے مغیرہ ابن سعید کو جھوٹی تہمت ایک امر کی دی اور چند لوگون نے جھوٹی گواہی دی۔ اسپر زیاد نے مغیرہ کو رہا کیا اور انکا اعزاز کیا اور گواہون پر تہمت کے لیے دُرّے لگائے۔ یہ بات مغیرہؓ کو یاد رہی جب حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی خلافت کا زمانہ آیا۔ اور مغیرہؓ آپؓ کے مشیر ہوئے مغیرہؓ نے زیاد کو فارس کا حاکم مقرر کرانے مین سفارش کی۔ اور آپؓ نے امیر فارس اُسکو مقرر کیا۔ اور اُسکو لائق شخص پایا۔

بعد وفات حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے اور خلع خلافت حضرت امام حسنؑ کے زیاد نے امیر معاویہ کی اطاعت نہ کرنا چاہا۔ اسلیے وہ ڈرے کہ مبادا بنی ہاشم کے ساتھ ہوکر کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو خلیفۂ وقت بنایا چاہتے تھے اُنکو خلیفہ مان لے اور ہم سے لڑے۔

اسلیے مغیرہؓ کو کہ زیاد کے محسن تھے امیر معاویہ نے بُلا بھیجا۔ اُنکی خاطر کی اور اُنکو خط دیا۔ جسمین اپنی مہربانیون کا اظہار تھا۔ اور مغیرہ سے کہا کہ زیاد کو اپنے ساتھ کوفہ مین لاؤ۔ جہان ملاقات ہم سے ہوگی۔ جب وہ دونون آدمی کوفہ مین پہونچے۔ امیر معاویہ زیاد کو بھائی کہکر بغلگیر ہوئے۔ کہ ہم تم اپنے بھائی ہین۔ ایک باپ کے بیٹے۔ یعنی ابی سفیان کے۔ اور اُس روز مجمع عام مین بھائی چارہ قائم ہوگیا۔

بنی اُمیہ نے شکایت بھی کی۔ کہ ولد الحرام کو خاندان قریش مین کیون داخل کیا لیکن امیر معاویہ نے کچھ اسکا خیال نہ کیا۔ اور زیاد کی تالیف مین برابر رہے امیر معاویہ نے اپنے بھائی زیاد کے خدمات کو نہایت عالی پایا۔ بصرہ خراب حاکمون کے باعث سے چور اور ڈکیت کا مرکز ہوگیا تھا۔ زیاد کو یہان کے خدمات سپرد کیے گئے۔ وہ اس جگہ پر قبضہ کرنے کو چلا۔ اور جب بصرہ پہونچا

تو اُسکو قاتلون کا مسکن پایا۔ کوئی ایسی رات نہین گذری کہ خون نہ ہوا۔ اسلیے رات کو گلیون مین پھرنا پُرخطر تھا۔ زیاد ایک فصیح البیان شخص تھا۔ اور بارعام لوگون کو دھمکایا اُسنے اشتہار دیا۔ کہ ہم تلوار سے حکومت کرینگے۔ اور جو مجرم ہوگا اُسکو سخت سزا دینگے۔ جو ایسے لوگ ہین اُنکو مناسب ہی کہ شہر چھوڑ دین۔ اُسنے یہ بھی اشتہار دیا کہ جو آدمی شام کے بعد گلیون مین دکھائی دیگا۔ قتل کیا جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ پہلی شب کو دو سو آدمی مارے گئے۔ اور اُسکے بعد پھر کبھی خون نہ ہوا۔

امیر معاویہ نے اسکے بعد زیاد کو خراسان پر تعینات کیا۔ وہان بھی اُسنے ویسا ہی کیا۔ جسقدر اُس سے کام لیا گیا۔ اُسی قدر اُسکی لیاقت ظاہر ہوتی گئی۔

یہان تک کہ اُسکے نام سے فساد فرو ہوتا۔ باوجود اسکے وہ ظالم نہ تھا۔ لیکن اپنے کام اور انصاف مین سخت تھا۔ جہان زیاد نے حکومت کی وہان اُسکا حکم تھا کہ رعایا اپنا دروازہ رات کو کھلا رہنے دین۔ اور اس سے غرض یہ تھی کہ چوری کی چیز کوئی چھپا نہ سکے اور اُسکی پولس ایسی نگران تھی کہ غارتگری اور لُوٹ اُسکے علاقہ مین کبھی نہ ہوئی۔

ہرگاہ زیاد ان حکومتون مین مصروف تھا۔ اُسنے امیر معاویہ کو خط لکھا کہ ہرگاہ میرا دہنا ہاتھ بابلستان وغیرہ کی حکومت مین مصروف ہی۔ میرا بایان ہاتھ بیکار ہی۔ اسلیے مناسب ہی کہ عربستان کی حکومت بھی ہمکو ملے۔ چنانچہ امیر معاویہ نے قبول کیا۔ جب وہ اپنی نئی حکومت پر جانے کو تھا کہ اُسکو بیماری لاحق ہوئی۔ بہت علاج کیا گیا لیکن اچھا نہ ہوا۔ وہ ۵۳ھ مین اور اپنی عمر کے بھی ۵۳ مین فوت ہوا۔ لیکن جسپر اُسنے حکومت کی تھی وہ اُسکے مرنے سے خوش ہوئے۔ کہ ہم سختیون سے رہا ہوئے۔ اُسکا بیٹا عبداللہ ابن زیاد اگرچہ پچیس برس کی عمر کا تھا لیکن امیر معاویہ نے اُسکو خراسان کا امیر مقرر کیا۔ اور اُسنے بھی اپنے مین اپنے باپ کی دلیری

ثابت کی۔ اُسنے اپنے خراسان کی راہ مین ترکون کے بڑے لشکر کو شکست دی اور ترک اس طرح بھاگے کہ اُنکے شاہزادے کا جوتا چھوٹ گیا۔ کہ دو ہزار اشرفی کو فروخت ہوا۔

زیاد کا ایک اور بیٹا جسکا نام سلیم تھا کئی برس بعد خراسان کا حاکم ہوا۔ اور اُسنے ملک پر اس شایستگی سے حکومت کی کہ بتیس ہزار لڑکون کے نام اُسکے نام پر رکھے گئے۔

زیاد کا ایک تیسرا لڑکا بھی تھا جسکا نام کمیل تھا کہ حجاز کا حاکم مقرر ہوا اور اُسکی کئی پشت مین یہ حکومت رہی۔ اور وہ آل زیاد کے نام سے پکارے گئے۔

اب امیر معاویہ کی تمام سلطنت مین پورا تسلط آگیا۔ انھون نے عمرو عاص کو مصر کی حکومت پر مقرر کیا۔ اور اُسکی آمدنی تصرف کرنے پر مجاز کیا۔ یہ اُس عوض مین تھا کہ انھون نے وقت نزاع حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے امیر معاویہ کو خلیفہ وقت مانا اور یہ شرط کی کہ لشکر قائم رکھین۔ یہ پرانے افسر اس ملک کی حکومت پر زیادہ نہ رہے انھون نے ۴۳ھ ہجری مین انتقال فرمایا۔ موافق ۶۶۴ء کے۔ یہ اسلام کے مشہور اور عقلمند فاتحون سے تھے۔ ایک موقع پر حضرت عمرؓ نے انسے پوچھا کہ ہمکو وہ تلوار دکھاؤ جس سے تمنے اتنی لڑائیان فتح کین اور اس قدر کفار کو قتل کیا۔ خلیفہ وقتؓ نے جب اوس تلوار کو معمولی تلوار پایا سخت متعجب ہوئے۔ اسپر عمرو عاص نے کہا کہ تلوار بغیر قوت بازو کے فرزدق شاعر کی تلوار سے زیادہ تیز اور بھاری نہین ہوسکتی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ عمرو عاص کے تیس برس پیشتر وفات فرما چکے تھے فرماتے تھے کہ کوئی مسلمان عمرو سے زیادہ سچا اپنے کو ثابت نہ کریگا اور نہ انسے زیادہ اسلام مین مستحکم رہیگا۔ اگرچہ عمرو عاص کے اکثر اوقات لڑائی مین صرف ہوئے۔ لیکن انھون نے تسلط کے قوانین بنائے۔ وہ فصیح البیان اور شاعر

بھی تھے۔ اُنھون نے ایام جہالت مین حضرت صلعم کی ہجو لکھی تھی۔ اُسکا بہت افسوس کرتے تھے۔ اُنکی تلاش اہل علم کے لیے رہتی تھی۔ اور فلسفہ کی گفتگو سے خوش ہوتے تھے۔ انکی چند ضرب المثل مشہور ہین۔ جنسے اُنکی عقلمندی ظاہر ہوتی ہی اور اُنکی وصیت کہ انتقال کے وقت اپنے لڑکون کو کی وہ بھی مشہور ہی۔

فصل دوسری

محاصرہ قسطنطنیہ

امیر معاویہ اپنے کو اب اپنی حکومت مین مستحکم سمجھکر بیرونی کامیابی کے خواستگار ہوئے۔ جس سے خانہ جنگی کا الزام اُنکے سر سے رفع ہو۔ اور اُنکی یہ بھی خواہش تھی کہ اُنکا بیٹا یزید نام آوری حاصل کرے۔ اور لوگ اُسکو عزیز سمجھین۔ کیونکہ اُنکی دلی آرزو تھی کہ اُنکے بعد اُنکا بیٹا جانشین ہو۔ اسلیے اُنکا قصد ہوا کہ یزید بن معاویہ کو بڑے لشکر کے ساتھ واسطے فتح قسطنطنیہ دار السلطنت رومیون کے روانہ کرین یہ ایک طرح کا جہاد تھا کیونکہ اس شہر کے بارے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی بھی تھی۔

اس لشکر کی سالاری ایک پُرانے سردار کو جنکا نام سفیان تھا (امیر معاویہ کے بڑے بھائی) تھا دی گئی۔ اور اُنکے ساتھ اسلام کے پُرانے لوگون مین سے تھے کہ بدر اور اُحد مین حضرت صلی اللہ وسلم کے ساتھ لڑے تھے۔ اور اپنی ضعیفی مین بھی جوانونکی بہادری دکھاتے تھے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام بھی کہ جن مین اپنے باپ کی شجاعت تھی اس لشکر مین شریک تھے اور خوب کارنمایان کیے۔ اور بھی اسلام کے عمدہ عمدہ سواارون مین سے تھے۔ بری اور بحری دونون تیاریان ہوئین۔ مسلمانون کا لشکر بہت تھا۔ اور سب آزمودہ کار اور مصیبت اُٹھائے ہوئے تھے۔ علاوہ اسکے بہشت کی آرزو بھی تھی۔ بخلاف اسکے رومی اور یونانی حالت زوال مین تھے۔ اور اُنکا قیصر قسطنطین کہ ہرقل کا پوتا تھا۔ نالائقی کے باعث سے بدنام تھا۔

افسوس کی بات ہی کہ اس محاربہ کا حال تواریخون مین بہت کم درج ہی۔ غالباً واقعات بہت ہونگے کیونکہ یہ محاربہ عرصہ تک رہا۔ لیکن کسی کتاب مین مفصل پایا نہین جاتا۔ اسی قدر لکھا ہی کہ مسلمانون کے جہازات آبناے ڈارڈنلس (بحر فرنگ) مین بلا مزاحمت داخل ہو گئے۔ اور قسطنطنیہ سے سات میل کے فاصلہ پر فرود ہوئے۔ کئی روز تک مسلمانون نے زور و شور سے محاصرہ کیا۔ لیکن شہر مین تمام مقدوری سپاہ جمع تھی۔ اور آزمودہ کار بھی تھے۔ اور شہر پناہ کی دیوار بلند اور مستحکم تھی۔ علاوہ اسکے یونانیون نے قلعہ کی دیوار سے آگ برسانا شروع کیا یہ ایک قسم کی تیزاب کہ نو ایجاد تھی بارود کا کام دیتی ہی۔ اور ابتک بارود کا وجود نہوا تھا۔ اس آگ سے مسلمان بہت ضائع ہوئے۔ مسلمانون نے اپنی کوششون کو بیکار دیکھکر قسطنطنیہ کے یورپ اور ایشیائی اطراف کو غارت کیا۔ اور جب زمانہ سرما کا پہونچا تو جزیرۂ سائیزکس مین جسکو صدر مقرر کیا تھا اور قسطنطنیہ سے اسّی میل کے فاصلہ پر تھا واپس آئے۔ کیونکہ وہان سردی شدت سے پڑتی ہی جسکے وہ عادی نہ تھے۔

اس محاربہ مین چھ برس گذر گئے اور زر کثیر خرچ کیا۔ ہزارون جانین بیماری سے اور طوفان سے سمندر مین تلف ہوئین۔ اور ہزارون آدمی قسطنطنیہ کے زیر دیوار شہید ہوئے۔ ان مین سب سے مشہور آدمی حضرت ابو ایوب انصاری تھے جنکے گھر مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت ٹھہرے تھے۔ لیکن آپ نے مرنے کے بعد بھی عزت کی قبر پائی۔ اگرچہ زمانہ دراز تک اُنکی قبر کا نشان نہ رہا تاہم آٹھ سو برس بعد جب محمد ثانی ترک سلطان روم نے ۱۴۵۳ء مین قسطنطنیہ کو فتح کیا اور اپنا دار الخلافت مقرر کیا۔ اُسکو خواب مین بشارت ہوئی اور اُسنے اُس مقبرہ اور مسجد بنوائی۔ اور اب تک ترکون مین رواج ہی کہ

جب تخت پر نیا بادشاہ بیٹھتا ہی۔ اُسکی کمر بندی وہین ہوتی ہی۔
مسلمانون کی واپسی سے یونانیون کی ہمت بڑھگئی۔ اور اُنھون نے اب مسلمانون پر حملہ کیا۔ امیر معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے کو خطرناک حالت مین پایا اور غور سے دیکھا کہ اپنے مین اب وہ قوت نہین رہی۔ ہر طرح کے دشمن گھیرے آتے ہین۔ اور عمر بھی بہت ہوئی۔ آخرش اُنھون نے قیصر روم سے تیس برس کی صلح کرلی اور تین ہزار اشرفی اور پچاس غلام اور پچاس عربی گھوڑے سالانہ دینا قبول کیا۔

مورخین افسوس کرتے ہین کہ امیر معاویہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اطاعت کرنے مین خانہ جنگی کی۔ اور قیصر روم کی کہ کافر تھا اُسکی اطاعت قبول کی۔

قسطنطنیہ کے معرکہ مین بھی یزید ابن معاویہ نے کچھ کارگزاری نہ کی اور نہ شہرت حاصل کی۔ بلکہ اُسنے نفسانیت کی۔ اُسنے حضرت امام حسن علیہ السلام کے قتل کی ترغیب دی۔ جنھون نے امیر معاویہ کو خلافت سپرد کی تھی۔ ایسا کہا جاتا ہی کہ یزید بن معاویہ نے آپؓ کی بیبیون مین سے ایک کو لالچ دی۔ کہ ہم تم سے نکاح کرینگے اگر امام حسن علیہ السلام کو زہر دو۔ آپ کی شہادت ۴۹ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ مطابق ۶۶۹ء کے۔ اُسوقت سن شریف آپؓ کا ۴۷ برس کا تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے آپؓ کو تکلیف کی شدت مین دیکھکر پوچھا کہ آپ کا شُبہ کس پر ہی جسپر ہو ہم اُس سے انتقام لین۔ آپؓ نے نام بتانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ یہ دُنیا مثل ایک شب دراز کے ہی۔ اُسکو چھوڑ دو یہان تک کہ ہم اور وہ اللہ کے سامنے ہون۔

یزید بن معاویہ نے اپنے وعدہ کو ایفا نہ کیا۔ اُسنے کہا کہ ایسی عورت پر

کون تکیہ کرسکتا ہی۔ جو اپنے شوہر کو مار ڈالے۔ لیکن اُسنے کچھ زیور اور مال مبادلہ مین دیا۔ امیر معاویہ بن ابی سفیان پر بھی لوگون نے تہمت دی ہی کہ وہ اس خبر کو سُنکر خوش ہوئے۔ اور سجدۂ شکر کیا۔ کیونکہ وہ سمجھے کہ یزید کی جانشینی مین اب کسی قسم کا روک نہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔ حضرت امام حسن علیہ السلام کی بہت سی بیبیان تھین۔ اور یکے بعد دیگرے اکثر کو طلاق دیا اور دوسرے سے نکاح کیا۔ اس سے مطلب شائد کثرت اولاد وسادات ہو۔ آپ نے انتقال کے وقت وصیت کی تھی کہ اگر حضرت عائشہؓ اجازت دین تو حضرت صلعم کے روضہ مین دفن کرنا۔ لیکن چونکہ آپؓ راضی نہوئین اسلیے جنت البقیع مین دفن کیے گئے۔ اور حضرت عائشہؓ کا راضی نہ ہونا اس سبب سے ہو سکتا ہی کہ روضہ مبارک مین جگہ نہ تھی۔ صرف ایک قبر کی جگہ ہی جسکی بہ نسبت پیشینگوئی حضرت عیسیٰ کی قبر کی ہی۔ اور حضرت عائشہ نے اپنا گڑنا بھی اُسمین نہ پسند کیا۔

حضرت عائشہؓ کا بھی انتقال کچھ عرصہ بعد ۵۸ھ مین ہوا۔ اور حضرت صلعم کے بعد ۴۸ برس زندہ رہین۔ جسقدر آپؓ کی عزت حضرت صلعم کی بیبیون مین تھی اُتنی کسی دوسری بی بی کی نہ تھی۔ جتنی بیبیان آپ کی تھین سبھون نے رانڈپن مین عمر گذرانی۔

حضرت سعید بن زید کہ اصحاب عشرۂ مبشرہ سے تھے اور ابن عم عمرؓ فاروق کے اور اُنکے بہنوئی تھے۔ ۵۱ھ مین انتقال فرمایا۔ اور ایمان لانا اُنکا بیس برس کی عمر مین تھا۔ اور اسّی برس کی عمر ہوئی۔

سعد ابن ابی وقاص نے کہ ابن عم سے رسول اللہ صلعم کے اور عشرۂ مبشرہ سے تھے ۵۵ھ ہجری مین انتقال فرمایا۔ اُنیس برس کی عمر مین ایمان لائے۔ اور نوّے برس کی عمر مین انتقال کیا۔

فصل تسیری

شمالی افریقہ کے فتوحات جنکو عبداللہ بن سعد نے شروع کیا تھا عرصہ دراز سے دوسرے کامون کے باعث سے خصوصاً قسطنطنیہ کے محاصرہ سے ملتوی تھے کہ وہان مسلمانون کا بڑا لشکر فراہم تھا۔ اسی عرصہ مین سارین (طرابلس) سے بغاوت اُٹھی۔ اور اسکا خدشہ ہوا کہ جو فتوحات اہل اسلام کے اس ملک مین تھے ہاتھ سے نکل جاوے۔

فتوحات مغرب

امیر معاویہ کو تلاش ہوئی کہ ایک لایق افسر ہوتا تو شمالی افریقہ کی فتوحات پھر شروع کی جاتی۔ ایسا آدمی اُنھون نے عقبہ بن نافتہ الفہری کو پایا۔ جنکو امیر معاویہ نے دس ہزار آدمیون کے ساتھ دمشق سے روانہ کیا۔ اُنکی تعداد راہ مین بڑھتی گئی۔ وہ طرابلس کے کنارے کنارے چلے۔ اور شہر سارین کا محاصرہ کیا اور اُسپر قبضہ کرلیا۔ اگرچہ اُسکا شہر پناہ نہایت مستحکم تھا۔ محاصرے کے درمیان مین اُنھون نے قدیم عمارتون کو مسمار کیا۔ عقبہؓ اپنی کامیابی کی راہ مین مغرب کی طرف بڑھتے رہے۔ اور جنگل اور ریگستان کو طے کیا۔ یہان تک کہ وہ قدیم ملک مین کارتھیج کے حسکو اب تونس کہتے ہین پہونچے۔ یہان پر اُنھون نے ایک شہر کی بنیاد ڈالنی چاہی۔ کہ ملک مفتوحہ کے بیچ مین قلعہ اور پناہ کی جگہ ہو۔ جو جگہ اسکے واسطے تجویز ہوئی وہ جنگل تھا۔ اور شیر اور چیتے اور سانپ سے بسا ہوا تھا۔ اہل عرب اس شہر کی بنیاد ڈالنے مین تعجب خیز واقعہ بیان کرتے ہین۔ اُنکا بیان ہے کہ عقبہؓ جنگل مین گئے۔ اور جنگلی جانورون کی طرف مخاطب ہوکر کہا۔ اے درندے اور سانپ یہان سے جاؤ۔ اب اسکو چھوڑ دو۔ اسی مضمون کو تین روز متواتر جاکر انھون نے کہا۔ اور چوتھے روز جانور اُسمین نہ تھے۔

دوسرے مورخین کا بیان ہے کہ عقبہ نے اُسکو صاف کیا اور وہ درندون کی

جگہ نہ تھی۔ بلکہ ڈاکوؤن کی پناہ کی جگہ اور جنگل تھا۔ اور اُس جنگل کی لکڑی شہر کی تعمیر مین صرف کی۔ اور جب شہر پناہ تیار ہوگیا۔ اُنھون نے جڑ مین نیزے نصب کیے اور کہا کہ یہ تمھارا قیروان ہی۔ اُس تاریخ سے اُس شہر کا نام قیروان ہوا۔ یہی شہر قیروان کی اصل ہی کہ ۳۳ میل پورب اور دکھن کے گوشہ پر شہر کار تھیج سے اور بارہ میل سمندر کے کنارے سے لب ریگستان واقع ہی۔ یہان عقبہؓ نے اپنی حکومت کی جگہ قائم کی۔ اور مسجدین اور دوسری تعمیرات عامہ کی بنیا ڈالی۔ اور اطراف کے ملکون کو قبضہ مین ورلائے۔

ہرگاہ عقبہؓ نے یہ فتوحات حاصل کیے۔ امیر معاویہ نے کہ ان ملکون کی وسعت سے واقف نہ تھے ان ملکون کو مصر کی حکومت مین داخل کیا۔ اور ایک انصار کو جنکا نام مہاجر بن ام دینار تھا امیر مقرر کیا۔ مہاجر کسی قدر متعصب آدمی تھے۔ جیسے ہی وہ اپنی حکومت پر مستقر ہوئے۔ انھون نے عقبہؓ کا نام سُنا اور اُنسے رشک کرنے لگے۔ اور اُنکی جھوٹی جھوٹی شکایت امیر معاویہ کو لکھی۔ یہان تک کہ امیر معاویہ نے عقبہؓ کو معزول کیا۔ اور اپنے پاس طلب کیا۔

مہاجر نے اُس حکمنامہ کو اپنے ایک افسر کی معرفت جنکا نام مسلمہ بن مقلد تھا بھیجا۔ اور اپنی طرف سے ایک خط دیا۔ اور اُسمین لکھا کہ اگر عقبہؓ کو خلیفہ کے اس حکم کی تعمیل مین عذر ہو۔ تو مسلمہ اور دوسرے افسران لشکر کو اختیار ہوگا کہ اُنکو گرفتار کرین۔

عقبہؓ اسوقت شہر سارین مین تھے اور اُنکو اُسکی تعمیل مین کچھ عذر نہ ہوا۔ وہ سمجھ گئے کہ یہ کسی کی کارستانی ہی۔ اُنھون نے کہا کہ اے اللہ میری زندگی برقرار رکھ۔ یہان تک کہ ہم اپنے کو مہاجر کے فریب سے نکالین۔ وہ فوراً ہی بغیر اپنے گھر گئے ہوئے روانہ ہوئے۔ اور جتنا جلد ہوسکا دمشق مین پہونچے

اور امیر معاویہ کے سامنے اُنکے دربار عام مین جس وقت سب افسر اور ارکین جمع تھے حاضر ہوئے۔ امیر معاویہ کی طرف مخاطب ہوکر اُنھون نے کہا۔ کہ ہمنے ریگستان کو طے کیا۔ جنگلیون سے مقابلہ کیا۔ ہمنے ملک اور شہر فتح کیے۔ اُنکے کافر باشندون کو اللہ کے حکم سے مطلع کیا۔ ہمنے مسجد اور مجلسرا بنوائی۔ اور اپنے ملک کی استحکام کی۔ اُسکے صلہ مین ہم عہدے سے معزول کیے گئے۔ ہم آپ سے انصاف چاہتے ہین کہ ہم اسی کے سزوار تھے۔ امیر معاویہ اپنے فعل پر نادم ہوئے اور کہا کہ ہمکو اصل حال معلوم ہوا کہ مہاجر کون اور عقبہؓ کون ہے۔ اپنے لشکر مین واپس جاؤ اور اپنے فتوحات پر حاوی رہو۔

اگرچہ عقبہؓ اپنی حکومت پر مابعد کی خلافت مین پہونچے۔ لیکن اُنکے واقعات مسلسل درج نہین کیے جاتے ہین۔ کہ اسکے سمجھنے مین آسانی ہو۔ اپنی راہ مین اُنھون نے مصر پہونچکر مسلمہ کو حکومت سے برطرف کیا۔ اور مہاجر کو قید بند کیا۔ افریقیہ پہونچکر اُنکو صدمہ ہوا کہ مہاجر نے اُنکی کل عمارتون کو اور تعمیرات کو گروادیا۔ قیروان کی آبادی پھر سے قائم کی گئی۔ تب عقبہؓ نے ظہیر ابن قیس کو اس شہر کی حکومت پر چھوڑکر مغرب کے فتوحات کی راہ لی۔ اور مہاجر کو اپنے ساتھ بازبخیر لیے پھرے۔ اُنھون نے ملک نیومیڈیا کو جسکو اب الجیرس کہتے ہین طے کیا۔ اُسکے بعد وسیع ملک کو موریٹانیہ کے جسکو مورا کو کہتے ہین اطاعت مین لاکر افریقیہ کے مغربی کنارے تک پہونچے۔ اُنھون نے اپنے ساتھیون کو بحر اطلانتک مین جانے کا حکم دیا۔ اور جب تا بزانو پانی مین گئے۔ کہا کہ اے اللہ اگر یہ پانی ہمکو آگے بڑھنے سے نہ روکتا تو ہم تیرے پاک حکم اور مقدس نام کو آگے بھی پھیلاتے۔

ہرگاہ عقبہؓ ان کامیابیون کے ساتھ مغربی حد تک پہونچے۔ اُنکو خبر ملی کہ یونانی اور جنگلیون نے اُنکے پیچھے مین بغاوت کی۔ اور یہ کہ شہر قیروان بڑی

خطرناک حالت مین ہی۔ یعنے اُنھون نے اپنے تئین اُسی خطرہ مین ڈالا جس سے حضرت عمر فاروقؓ ڈرتے تھے عقبہؓ وہان سے پھرے اور نہایت تیزی سے واپس آنے لگے۔ جب وہ زاب کے ملک سے گذرے یعنے نیومیڈیا (الجیریس) سے ہوکر گذرے۔ قوم بربرہ (مُوَر) نے بہ سرداری ابن کاہنہ کہ پہاڑ سے اُتر آئے تھے پسِ پشت حملہ کیا۔ لیکن مقابلہ کی لڑائی مین وہ نہ ٹھہرے۔ جب اہل اسلام نیومیڈیا سے نکل آئے۔ تو تعاقب کرنے والے نہ بڑھے۔

عقبہؓ نے قیروان پہونچکر کل خزینون کو محفوظ پایا۔ چونکہ بغاوت کو ظہیر بن قیس نے عمر و ابن علیؓ کی مدد سے کہ اہل قریش سے تھے فرو کر لیا تھا۔ اسلیے عقبہؓ نے ایک حصہ اپنے لشکر کا اطراف مین تقسیم کیا۔ اور بقیون کو سوارون کے رسالے کی شکل مین قائم کرکے اور ظہیر اور عمرو ابن علی کو حکومت پر چھوڑکر زاب کے ملک کی طرف جنھون نے وقت واپسی کے گستاخی کی تھی چلے۔ کہ اُنسے بدلا لین۔

وہ بلا فراحمت ایک جگہ تک جسکو تہودا کہتے تھے پہونچے۔ کہ کسی درے مین پہاڑ کے اُنھون نے اپنے کو یونانیون اور قوم بربرہ سے گھرا ہوا پایا۔ جسکا سردار ابن کاہنہ تھا۔ فی الواقع قوم عیسائی اور بربرہ آپس مین جانی دشمن تھے تاہم اس اجنبی کے نکالنے کو متفق ہوگئے۔

عقبہؓ نے اپنی تعداد اور دشمنون کی تعداد کو وزن کیا۔ اور دیکھا کہ واپسی کی راہ نہین ہی۔ اور تباہی کا قرینہ زیادہ ہی۔ اُنھون نے بڑی بردباری سے اپنے مختصر رسالے کو آراستہ کیا۔ اور معمولی دعا کی اور اپنے آدمیون کو بہادری سے لڑنے کی ترغیب دی۔ انھون نے مہاجر کو سامنے طلب کیا۔ اور کہا کہ آج تمھاری رہائی ہی اور شہادت کا روز ہی۔ ہم تمکو اس بڑی نعمت اور بہشت سے محروم نہ رکھین گے۔ مہاجر نے اس احسان کا شکریہ ادا کیا۔ اور اپنا قصد اسلام کے لیے لڑنے کا ظاہر کیا۔

عقبہؓ نے اُنکے لیے ہتھیار اور گھوڑا مہیا کیا۔ اور دونون نے تلوار سے میان کو نکالکر توڑ ڈالا۔ اس نظر سے کہ ہم اُسوقت تک لڑینگے کہ فتح ہو یا شہادت ہو۔ لڑائی سخت تھی اور نہایت خونریزی ہوئی۔ جتنے مسلمان تھے اخیر وقت تک لڑے اور پناہ نہ چاہی۔ عقبہؓ اپنی جماعت کا آخری شخص تھا۔ اور اُنکی لاش تلوار ہاتھ مین لیے دشمنون کے ڈھیر پر پائی گئی۔ اس لشکر کی بربادی کی خبر سُنکر مروان بن الحکم نے اپنے بیٹے عبد الملک کو قیروان مین مدد کے لیے بھیجا۔

فصل چوتھی

امیر معاویہ کی عمر اب بہت ہوئی۔ اور اپنی زندگی سے مایوس ہونے لگے۔ اسلیے انھون نے وہ کام کرنا چاہا۔ کہ حکومت اُنکے خاندان مین موروثی ہو جاے انھون نے کھلکر اسلیے اپنے بیٹے یزید بن معاویہ کو اپنا جانشین کیا۔ اور صوبجات مین لکھا کہ وہان سے اسکی بیعت کے لیئے نائب آوین۔ جانشین نامزد کرنے سے خود آنحضرت صلعم اور ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ نے انکار کیا تھا۔ اور اس سے معاویہ کی یہ غرض تھی کہ اولاد علیؓ کو خلافت سے محروم کرین۔ یزید سے لوگ متنفر تھے لیکن تاہم معاویہ نے لوگون پر یہ زور ڈالا کہ ہر حصّہ سے ملک کے لوگ آئے اور یزید سے بیعت کی۔ بنی امیہ کی سلطنت اس طرح پر قائم ہوئی کہ ایک سو برس تک رہی۔ اس خاندان مین چودہ بادشاہ ہوئے۔ کہ بنی امیہ کے فرعون کہلائے۔ سوا عمر ابن عبد العزیز کے۔ جو حوصلہ کہ امیر معاویہ نے ظاہر کیا۔ وہ اُنکے خاندان مین نرہا۔ بلکہ مروان کے خاندان مین عرصہ تک رہا۔ یعنے قریب سنہ چار سو ہجری کے۔ اس خاندان کے بادشاہ کی ملک اسپانیہ مین ڈھائی سو برس سلطنت بعد غلبۂ عباسیون کے بھی رہی۔ انھین بادشاہون مین سے ایک نے کہا کہ آج ہمکو بادشاہ ہونے دو۔ کل مار ڈالنا۔ خلافت کی سادگی امیر معاویہ کی حکومت مین نرہی۔ دمشق کی

زرخیزی نے اثر دکھایا۔ نمایش ظاہری کا رواج ہوگیا۔ شام کی آسایشون مین عرب کی سادگی ہوا ہوگئی۔ امیر معاویہ نے مکہ اور مدینہ کی بزرگی و شوق دینی چاہی۔ اسلیے انھون نے چاہا کہ حضرت صلعم کا عصا اور منبر نبوی مدینہ سے اٹھالاوین۔ انھون نے یہ ظاہر کیا کہ یہ چیزین قاتلان عثمانؓ کے درمیان مین نہ رہنی چاہیے۔

بڑی تلاش کے بعد عصا ملا۔ لیکن جب منبر کو ہٹانے لگے۔ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ یعنی سورج گرہن لگا۔ تمام تاریک ہوگیا۔ اور روشن ستارے نمایان ہوئے۔ اس سے لوگون نے منبر کا لیجانا خلاف مشیت الٰہی سمجھا۔ اور چھوڑ دیا گیا۔

جب امیر معاویہ کا انتقال ہونے لگا۔ انھون نے یزید کو طلب کیا۔ اور اسکو عقل اور تجربہ کی نصیحت کی۔ اہل عرب پر کہ تمھاری قوت کی بنیاد ہے بھروسا رکھو۔ شامیون کی قدر کرو کہ وہ نمک حلال ہین۔ اگرچہ اپنے کو اپنے ملک سے باہر ہوکر ذلیل کرتے ہین۔ اہل عراق جسکے خواستگار ہون وہ کر گذرنا کیونکہ وہ بیچین اور تکلیف دہ قوم ہے۔ اور تھوڑے سے اشتعال مین لاکھون تلوارین فراہم کرلیتے ہین۔

انھون نے کہا اے میرے بیٹے تیرے چار مخالف ہین۔ اول حسینؑ ابن علیؓ انکا اختیار اہل عراق پر بہت ہے۔ لیکن بےاستبار اور حق شناس ہین۔ اور تمھارے چچیرے بھائی ہین۔ اسلیے اگر وہ تمھارے قبضے مین آجاوین تو انکے ساتھ سلوک کرنا۔ دوسرے مخالف عبداللہ ابن عمرؓ۔ لیکن وہ عابد اور عالم ہین اور آخرش تمھاری موافقت مین درآوینگے۔ تیسرے شخص عبدالرحمن بن ابی بکر ہین لیکن انمین قوت دماغی نہین اور دوسرے کے کہنے سے بولتے ہین۔ لیکن

وہ بھی قابل خوف نہین ہین - چوتھے شخص عبد اللہ ابن زبیر ہین اُنہین لومڑی کے مکر اور شیر کی شجاعت ہی - اگر وہ تمھارے خلاف ہون اُنسے بہادری سے لڑو - اگر وہ صلح چاہین قبول کرلو - اور ہمسایہ کے خون سے بچو - اگر تمھارے قبضے مین آجاوین اُنکو ہلاک کرو - امیر معاویہ نے پھر اسّی برس کی عمر مین انتقال کیا - سنہ ۶۰ ہجری مین موافق ۶۷۹ء - اُنھون نے بیس برس سلطنت کی - وہ دمشق مین گاڑے گئے جسکو اُنھون نے اپنا دار السلطنت بنایا - اور بنی امیہ کے خاندان مین دار السلطنت وہی رہا - انگریزی مؤرخ کی راے ہی کہ اگرچہ امیر معاویہ کی حکومت مین بعض امورات پر فریب اور دغابازی کے تھے - لیکن تاہم اُنکا نام اسلام کی فتوحات مین بلند ہی - اُنکی دلیری مین شک نہین لیکن اسکے ساتھ رحمدل بھی تھے - کیونکہ اگرچہ لڑائیون مین تُند تھے لیکن فتوحات کے وقت نرم تھے - اُنکو خاندان قریش مین ہونے کا نہایت غرور تھا - تاہم مردم آمیز تھے اور آدمیون کے دلون مین جگہہ کی تھی - اُنکا حوصلہ انصاف سے دب جاتا تھا - اسمین شک نہین کہ اُنھون نے سلطنت تلوار کے زور سے حاصل کی - لوگون نے اُنکو بدل مقرر نہین کیا لیکن آخرش امام حسن علیہ السلام نے بھی سلطنت اُنکے حوالہ کیا - اور اُنھون نے اپنے خدمات سے آپؑ کو راضی رکھا - ایک مرتبہ اُنھون نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو چالیس ہزار اشرفی بھیجی تھی - امیر معاویہ کی دہش بہت تھی چنانچہ اُنھون نے ایک موقع پر حضرت عائشہؓ کو ایک پہونچی بھیجی تھی جسکی قیمت ایک لاکھ اشرفی تھی -

امیر معاویہ کو شاعری کا بھی ذائقہ تھا - جیساکہ ذیل کے واقعات سے معلوم ہوتا ہی - ایک ڈاکو پر قاضی نے قصاص کا حکم دیا - اُسنے امیر معاویہ کے پاس دو شعرون مین اپیل کی اور اُسمین اپنی فلاکت اور افلاس کا ذکر تھا - امیر معاویہ پر اُن اشعار کا اثر پڑا - کہ امیر معاویہ نے حکم کو بدل دیا - اور اُس شاعر کو ایک تھیلی

اشرفی کی دی۔ کہ پھر ایسا کام نکرے۔

دوسرا واقعہ ایسا بیان کرتے ہین کہ ایک نوجوان عرب نے ایک خوبصورت کے عشق مین اپنی کل دولت برباد کی۔ کوفہ کے حاکم نے جب اُس عورت کو دیکھا۔ تو اُس سے چھین لیا۔ اُسنے اپنے حالات اور محبت کو نظم کرکے امیر معاویہ کے پاس پیش کیا۔ امیر معاویہ پر اس نظم کا بھی اثر ہوا۔ اور حاکم کوفہ کو حکم بھیجا کہ اُسکی عورت واپس دیجاے۔ حاکم کوفہ نے جواب دیا کہ ہم ایک برس بعد اُسکو واپس دیونگے۔ اسپر امیر معاویہ نے حکم بھیجا کہ اُس عورت کو میرے پاس بھیجدو۔ جب وہ امیر معاویہ کے پاس آئی۔ امیر معاویہ بھی اُسکے حسن سے متعجب ہوئے۔ اور اُس سے پوچھا کہ تو کسکو پسند کرتی ہو۔ اس غریب کو یا حاکم کوفہ کو اُسنے اپنے غریب شوہر کے ساتھ رہنا پسند کیا۔ اسپر امیر معاویہ بہت خوش ہوئے۔ اور اُسکو اپنی سخاوت سے مالدار کردیا۔

باب نوان

فصل پہلی

یزید ابن معاویہ اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ اُسکی تخت نشینی ماہ ربیع سنہ ۶۰ھ مین ہوئی۔ موافق ۷۔ اپریل سنہ ۶۸۰ع کے۔ وہ چونتیس برس کا تھا۔ اور بیان کیا جاتا ہو کہ وہ لنبا اور دبلا تھا۔ اور اُسکے چہرے پر وحشت تھی اور چیچک کا داغ تھا۔ آنکھین سیاہ اور بال گھونگر والے۔ اور ڈاڑھی سیدھی تھی۔ اُسمین سمجھ کی قوت تھی اور شاعر بھی تھا۔ بسبب پرورش پانے درمیان اہل شام کے۔ اُسکو ریشمی کپڑے اور باجے کا شوق تھا۔ لیکن اُسکی بہ نسبت کہا جاتا ہو۔ کہ وہ پست حوصلہ۔ کمینہ۔ نشہ خوار اور بدمزاج تھا۔

یزید ابن معاویہ ابن ابی سفیان خلیفہ ششم بنی امیہ

باوجود ان باتون کے اُسکو اکثر اسلام کے ملکون نے خلیفۂ وقت مانا۔ سوائے مکّہ اور مدینہ اور بعض شہر بابلستان کے۔ اُسکی پہلی خواہش ہوئی کہ سلطنت سے خدشہ کرین۔ وہ لوگ جنکا اُسکو خدشہ تھا حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ تھے۔ دونون آدمی شہر مدینہ مین تھے۔ اسلیے اُسنے ولید بن عتبہ حاکم شہر کے پاس حکم بھیجا کہ اُنسے بیعت طلب کرے۔ ولید نے مروان بن الحکم سے جسنے خلیفہ وقت حضرت عثمانؓ کی طرف سے جعلی خط لکھا تھا کہ اُنکی شہادت کا باعث ہوا۔ مشورہ لیا۔ مروان بڑا چالاک اور قابل آدمی شمار کیا جاتا تھا۔ اُسنے حاکم شہر کو مشورہ دیا کہ قبل اسکے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ ابن زبیرؓ کو معاویہ کے انتقال کا حال معلوم ہو۔ اُنکو اپنے پاس طلب کرلو۔ اور جب وہ آوین تو یزید کے لیے بیعت اُنسے طلب کرو۔ اگر انکار کرین قتل کرڈالو۔

حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ ابنؓ زبیر کو اسکی خبر ملی۔ اور وہ لوگ فوراً ہی معہ اہل وعیال مکّہ کو آئے۔ اور صاف طور سے یزید کی مخالفت ظاہر کی۔ اسی عرصہ مین حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس کوفہ سے آدمی آئے کہ وہان آوین۔ اور اپنے والد کی خلافت پر جانشین ہون۔ اُنھون نے بیان کیا کہ وہان جانے ہی سے تمام اہل بابل آپکا ساتھ دینگے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے چچیرے بھائی مسلمؓ ابن عقیل کو اسکی صداقت دریافت کرنے کو بھیجا۔ اور یہ کہ اگر اہل کوفہ واقعی ہمارے جانبدار ہین۔ تو اُنکی تعداد کو بڑھاوین۔ مسلمؓ بڑے مشکل سے عراق کے ریگستان کو طے کرکے پہونچے۔ وہان پہونچکر اُنھون نے دیکھا کہ جانب داران حسینؑ نے اُنکی بڑی خاطرداری کی۔ اُنھون نے اطمینان دی کہ اٹھارہ ہزار آدمی آپ پر جان ومال

نثار کرنے کو آمادہ ہین - اُنکی تعداد روزانہ بڑھیگی - یہان تک کہ ایک لاکھ چالیس ہزار آدمی تک تعداد پہونچی - ان سب باتون کی متواتر خبر مسلم نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس بھیجی - اور یہ لکھا کہ آپ چلے آیئے - اور یہ امر اس پوشیدگی کے ساتھ کیا گیا کہ نعمان ابن بشیر حاکم کوفہ کو اسکا شک بھی نہین ہی - اگرچہ اسکی خبر نعمان کو نہ تھی - لیکن یہ سب یزید ابن معاویہ کو معلوم ہوگیا - اور اُسنے عبد اللہ ابن زیاد حاکم بصرہ کو لکھا - کہ کوفہ کے غافل حاکم سے علاقہ لے لو - اور اُسکی حکومت اپنے تصرف مین رکھو - عبد اللہ زیاد کا بیٹا تھا اور اُسمین اپنے باپ کی چالاکی تھی - اُسنے اس نازک حالت کو دریافت کیا اور صرف بیس سوارون کے ساتھ روانہ ہوا - اہل کوفہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے انتظار مین تھے - اور اُنکے آنے کے روزانہ منتظر رہتے تھے - کہ عبد اللہ ابن زیاد شب باش مین اپنے لشکر کے ساتھ آیا - لوگون نے اُسکو نواسۂ رسول اللہ صلعم سمجھکر گھیر لیا - سوارون نے کہا کہ دور رہو یہ امیر عبد اللہ ہین - مجمع افسردہ ہوگیا - پیچھے ہٹا - اور عبد اللہ ابن زیاد قلعہ مین داخل ہوا - جب یہ معلوم ہوا کہ وہ حاکم ہو کر آیا ہی - عام ناخوشی پھیل گئی - کیونکہ وہ ہوشیاری اور فیصلہ مین زیاد ثانی کہلاتا تھا - اُسنے جانب داران حسینؑ کو دریافت کرلیا - اُنکی جماعت کو پراگندہ کیا - اور مسلم کو قید کرلیا - وہ قید ہوجانے پر بہت روئے - لیکن کچھ اپنے حال پر نہ روئے بلکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے حال پر روئے - کہ ہمارے خطوط کے باعث وہ بھی کوفہ مین آوینگے - اور تباہی مین پڑینگے مسلم کا سر کاٹا گیا - اور یزید بن معاویہ کے پاس بھیجا گیا -

ان خطوط کا اثر حضرت امام حسین علیہ السلام پر واقعی مہیب پڑا - انکو پاکر حضرت امام حسین علیہ السلام نے اہل کوفہ کی طلب کی تعمیل کی تیاریان شروع کین -

آپؑ کے دوستون نے اگرچہ اہل کوفہ کے ضرب المثل بیوفائی کو بیان کیا اسکا کچھ اثر نہوا - لوگون نے یہ بھی سمجھایا کہ آپ منتظر رہیے - یہانتک کہ اہل کوفہ آپؑ کے جانب دار ہوکر یزید کے علانیہ خلاف ہون - حضرت عبد اللہؓ ابن عباسؓ نے یہ کہا کہ اگر آپ جاتے ہی ہین تو عیال و اطفال کو مکہ چھوڑے جائیے - شاید حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایسا حال نہو -

آپؑ نے فرمایا ہم اللہ پر بھروسا رکھتے ہین - اور آپ وہان سے مع چند رشتہ دارون کے روانہ ہوئے - جب کوفہ کی سرحد پر پہونچے - آپؑ کو ایکہزار سوار کا رسالہ ملا - جسکا سردار حُر تھا اور وہ قوم تمیم سے تھا - آپؑ نے سمجھا یہ جانب دار لوگ ہین میرے لینے کو آئے ہین - لیکن حُر نے مطلع کیا کہ ہم امیر عبد اللہ کے بھیجے ہوئے ہین - اور آپؑ کو کوفہ لیجانے کو آئے ہین -

حضرت امام حسین علیہ السلام نے عبد اللہ کے حکم کی تعمیل سے انکار کیا - اور آپؑ نے فرمایا کہ ہم صلح کے ساتھ آئے ہین - چونکہ ہمکو اہل کوفہ نے خلیفۂ وقت مقرر کیا ہے - اور آپؑ نے اپنے استحقاق کی کیفیت بیان کی اور کوشش کی کہ آپؑ کو اپنی طرف لے لیوین - لیکن اگرچہ حُر آپؑ کے خلاف مین تھے - ایسا ظاہر کرنے سے پرہیز کیا اور کہا کہ آپ میرے ساتھ کوفہ چلیے -

ہرگاہ آپؑ بات کر رہے تھے - چار سوار چلے اور انکے ساتھ ایک نہتا تھا انمین سے ایک شخص شمر تھا جسکو حضرت امام حسین علیہ السلام جانتے تھے اُسنے حُر سے اجازت لیکر علیحدہ بات کی - حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُس سے کوفہ کا حال دریافت کیا - اُسنے جواب دیا اب شرفاے شہر آپؑ کے خلاف ہین - کچھ عوام ابھی تک آپؑ کے جانب دار ہین - لیکن کل صبح تک کوئی آپکا ساتھ نہ دیگا - حضرت امام حسین علیہ السلام نے قیسؓ بن سعد عبادہ کا حال پوچھا

خبکو پیش خیمہ کرکے روانہ کیا تھا۔ کہ آپؑ کے جانب دارون کو مطلع کرین۔ اُسنے کہا کہ شبہ پر عبداللہ نے اُنکو گرفتار کیا۔ اور آپؑ پر اور آپؑ کے والد علیؑ پر لعنت کرنے کے لیے کہا جب اُنھون نے انکار کیا۔ اُنکو ایک برج سے گرادیا۔

آپؑ نے اپنے قاصد کا حال سنکر گریہ کیا۔ اور آپؑ نے قرآن کی آیت پڑھی۔ جسکا مضمون یہ ہے بعض ایسے لوگ ہین کہ مرچکے ہین۔ اور بعض جو زندہ ہین موت کے امیدوار ہین۔ اے اللہ اُنکا مکان بلغ جنان مین ہو اور ہمکو بھی اُنھین کے ساتھ اپنی رحمت مین بُلا۔

ثمرہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے یہ بھی کہا کہ یہ آپکا مختصر لشکر کوفہ کے لشکر کے مقابل مین کام نہ آئیگا۔ اور کہا کہ آپؑ کو غری کے پہاڑون مین کہ صوبہ نجف مین ہے لیے چلتے ہین۔ جہان دس ہزار قوم طی کی آپ کی پناہ کیواسطے آمادہ ہوجائیگی۔ آپؑ نے اُسکا مشورہ نہ قبول کیا۔ اور قدیسیہ کی طرف جہان مسلمانون نے فتح پائی تھی چلے۔ حر اور اُسکے ساتھی آپ کی حرکت کے نگران رہے حضرت امام حسین علیہ السلام کے خیال مین پیشین گوئی کا گذر ہوا۔ جب آپؑ چلے توراہ بھول گئے۔ جب آپؑ نیند سے اُٹھے آپؑ نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون (ہم اللہ کے واسطے ہین اور اُسی کی طرف جاوینگے) آپؑ نے دیکھا کہ ایک سوار کہتا ہے کہ آدھی رات کو چلتے ہین لیکن یہ نہین جانتے کہ اُنکے ساتھ اُنکی موت بھی ملنے کو جاتی ہے۔ آپؑ نے اسکو قاصد اجل سمجھا۔

اسی پریشانی کی حالت مین آپؑ نے ایک جگہ لب فرات قیام کیا۔ اور یہ قیام بسبب آجانے دشمن کے چار ہزار سوارون کے تھا۔ جنکا افسر عمرو ابن سعد تھا۔ یہ بھیجے ہوئے عبداللہ ابن زیاد کے تھے۔ جسکو گمان تھا کہ کہین عامۂ خلائق حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ نہو جائین۔ بار بار مخالفون

آنے سے اور اہل کوفہ کی مدد نہ پہونچنے سے آپؑ پر اہل کوفہ کی بیوفائی ثابت ہوئی - آپؑ نے عمرو بن سعد سے گفتگو کی جو جبراً اہلبیت کے خلاف مین آیا تھا - اور فرمایا کہ ہم اہل کوفہ کے فریب مین پڑکر یہان آئے - اور اب مکہ جایا چاہتے ہین عمرو بن سعد نے اس پیغام کو تیز قاصد کی معرفت ابن زیاد کے پاس روانہ کیا - کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ سختی نہ کیجاے - اسکے جواب مین ابن زیاد نے کہا کہ درمیان دریاے فرات اور آپؑ کے خیمہ کے پانی بند کردو - جیسا اُنھون نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا - یہان تک وہ یزید کی متابعت ظاہر کرین -

عمرو سعد نے اس حکم کی بجاآوری جبراً کی - اور اُنکے خیمہ مین پیاس کی شدت ہوئی - تاہم آپ نے یزید کی بیعت نہ کی - آپؑ نے تین شرطین کین ایک یہ کہ یزید کے پاس ہمکو جانے دو - کہ اُس سے دوبدو باتین طے کرلیجائین - یا ہمکو عرب مین واپس جانے دو - یا خراسان جانے دو کہ کافرتکون سے لڑین - عمرو سعد نے ان شرائط کو عبداللہ ابن زیاد کے پاس بھیجا - ابن زیاد دیر ہونے سے گھبرایا - کہ ان باتون مین آپؑ کو مہلت ملجائیگی - اور عامۂ خلائق کو اپنی طرف رجوع کرلینگے - اسلیے اُسنے ایک مختصر جواب لکھا - اگر امام حسین بن علی علیہما السلام اور اُنکے آدمی یزید کی متابعت کرلین اُنپر مہربانی کرو - اگر انکار کرین قتل کرو - اُنکی لاشون کو گھوڑے کے پاؤن سے پامال کرو - اس خط کو شمر لایا - کہ سخت اور تنومند آدمی تھا اور اُسکو خانگی طور پر ہدایت کی گئی تھی - اگر عمرو سعد میرے حکم کے موافق نہ کرے تو اُسکا سر کاٹ لو - اور تم لشکر کی حکومت اختیار کرو - اُسکو ایک حکم واسطے پناہ حضرت علی کے چارون بیٹون کے دیا گیا تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ رہے -

عمر وسعد نے یہ خط ابن زیاد کا پاکر پھر حضرت امام حسین علیہ السلام سے گفتگو کی - اُسنے آپؑ کو اپنے خیمہ کے سامنے اپنے بھائی عباسؓ ابن علی سے گفتگو کرتے دیکھا - اور آپؑ کو ابن زیاد کا پیغام سُنایا - اُسنے اُس خط کو کہ اُنکے بھائیون کے پناہ کا تھا دکھایا - لیکن اُنھون نے انکار کیا - حضرت امام حسین علیہ السلام نے صبح تک کی مہلت لی کہ سمجھکر جواب دینگے - لیکن آپ آمادہ ہوچکے تھے آپ نے دیکھا کہ کل عزت کے شرائط مفقود تھے - اور آپ شہادت کے واسطے تیار ہوئے -

بعد جانے عمر وسعد کے آپ اپنے خیمہ کے دروازے کے سامنے تنہا بیٹھے رہے - اور تلوار عصا کی جگہ ہاتھ مین لیے رہے - ایکبار پھر آپ کے سامنے وہی سوار کی صورت نمودار ہوئی جسنے کہا تھا کہ آدمی رات کو پھرتے ہین اور اُنکے ساتھ اُنکی موت پھرتی ہے - اسکے بعد آپؑ کو کچھ غنودگی سی آگئی -

آپؑ کی بہن زینبؑ کے آنے سے آپ کی آنکھین کھل گئین - آپؑ نے اپنے غم کا اظہار کیا - اور فرمایا ہمنے ابھی خواب مین اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہتے ہین کہ تم میرے ساتھ بہت جلد بہشت مین ہوگے - زینبؑ نے اسکی تعبیر سمجھی اور چھاتی پیٹ کر کہا کہ ہمپر اور ہمارے خاندان پر افسوس ہے - ہماری مان مرچکین ہمارے باپ علیؓ کرم اللہ وجہہ اور بھائی حسنؓ علیہ السلام بھی گذر گئے -

ہماری گذشتہ بربادی اور پیش آنے والی پر افسوس ہے - یہ کہکر وہ گر پڑین - اور غش آگیا - حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے آپ کو اُٹھا لیا - آپ کے چہرہ پر پانی چھڑکا اور ہوش مین لائے -

آپؑ نے اُنکو سمجھایا کہ اللہ پر بھروسا رکھنا چاہیے - اور کل چیزین کہ پیدا ہوئین ایک روز ہلاک ہونگی - سواے اللہ کے جسنے سبکو پیدا کیا - اور سب اُسکی ذات مین فنا ہونگے - آپؑ نے فرمایا میرے باپ میرے بھائی میری مان ہمسے اچھے تھے

تا ہم وہ فنا ہوئے۔ اور ہر مسلمان فنا کی راہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کریگا۔ آپؑ اُنکا ہاتھ پکڑکر خیمہ کے اندر لے گئے۔ اور فرمایا کاش میری موت آوے تو حد سے زیادہ غم نکرنا۔ اُنکے بعد آپؑ اپنے دوست اور پیروان کیطرف مخاطب ہوئے۔ آپؑ نے فرمایا یہ لشکر جس سے ہم گھرے ہوئے ہین۔ سوائے ہمارے کسیکی زندگی کے خواہان نہین۔ اور یہ ہماری موت سے رضامند ہو جائینگے۔ میرے ساتھ مت ٹھہرو کہ تمپر تباہی آوے۔ اور مجھکو میری قسمت کا لکھا بھگتنے دو۔

آپ کے بھائی عباس بن علی نے جواب دیا اللہ وہ دن نہ دکھاوے کہ ہم آپؑ کے بعد جیتے رہین۔ اور اُنکی باتون کی سبھون نے تائید کی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ دیکھکر کہ سب ہمارے ساتھ مرنے کو تیار ہین۔ لڑائی کی تیاریان کی۔ آپؑ کے حکم سے سب خیمے قطار سے نصب کیے گئے اور اُنکی رسّیان دور تک پھیلائی گئین۔ کہ مخالفین کے واسطے روک ہون۔ ہرگاہ پیچھے کی طرف گہری کھائی کھودی گئی۔ اور اُسمین لکڑی بھر دیگئی۔ کہ اگر پیچھے سے حملہ ہو تو اُسمین آگ لگا دیجاوے۔ تاکہ حملہ صرف آگے ہی سے ہو سکے۔ یہ سمجھکر کہ روز آیندہ اُنکے لیے آخری روز ہی۔ رات بھر آپؑ نے اور آپؑ کے ساتھیون نے نماز اور دعا مین گذرانی۔ ہرگاہ دشمن کا لشکر خیمہ کے گرد پہرا دیتا رہا۔ کہ کہین سفر در نہو جائین۔

جب صبح ہوئی حضرت امام حسین علیہ السلام نے لڑائی کی تیاریان کی آپ کا کل لشکر چالیس پیادے اور بتیس سوار دن کا تھا۔ لیکن سب کو شہادت کی آرزو تھی۔ آپ کے اکثر ساتھیون نے غسل کیا اور خوشبو لگائی۔ آپ کی لڑکیان اور بہنون کی آہ و بکا سے آپ کا استقلال ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور خیال آیا ہمارے بعد انپر کیسی تباہی آویگی۔ اُسوقت آپ کو افسوس آیا۔ کہ ہمنے

عبداللہ ابن عباس کا مشورہ کیون نہ قبول کیا۔ اور عیال و اطفال کو مکہ کیون نہ چھوڑ آئے۔ اور فرمایا کہ ای اللہ عبداللہ ابن عباس کو جزاے خیر دے۔

تیس آدمیون کا رسالہ بسرداری حر آپ کی طرف مخاطب ہوا۔ لیکن وہ ساتھ دینے کو آئے۔ مخالف نہ تھے۔ حر کو نہایت افسوس ہوا کہ ہمنے پہلے آپ کو کیون روکا۔ اور اسکے بدلے مین اب آپ کے ساتھ شہید ہونے کو آئے۔ جب عمر و سعد اور اسکا لشکر قریب آیا۔ حر نے کہا کہ ای اہل کوفہ تم پر حیف ہی۔ تمنے خاندان نبوی کو اپنے شہر مین طلب کیا۔ اور اب تم اُنسے لڑنے کو آئے ہو۔ تمنے اُنپر فرات کا پانی بند کیا۔ کہ عام خلائق کے واسطے بلکہ کافرون اور جانورون پر مباح ہی۔ تمنے درندون کی طرح اُنکو قید بند کیا ہی۔ عمر و سعد نے معذرت کرنی شروع کی۔ کہ ابن زیاد کا حکم ہی۔ لیکن تند شمر لعین نے نرمی کے وسیلون کو موقوف کرکے ایک تیر آپ کے خیمہ کیطرف پھینکا۔ اور لڑائی شروع کردی۔ اور اپنی تعمیل پیش کی کہ ہم حملہ کرنے والون مین اول ہین۔ خفیف لڑائی ہوئی۔ لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام کے آدمی خیمہ کے قریب رہے۔ کہ جہان صرف تیر پہونچ سکتا تھا۔ اسکے بعد وقتاً فوقتاً فرادا لڑائی رہی۔ جیساکہ آگے زمانے مین رواج تھا۔ اسمین زیادہ نقصان فریق ثانی کا ہوا۔ کیونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھی بڑی بہادری سے لڑے۔

عمر و سعد نے اب حملہ عام کیا۔ لیکن چونکہ حملہ صرف آگے سے تھا۔ لوگون نے کامیابی کے ساتھ روکا۔ شمر لعین اور اُسکے ساتھیون نے خیمہ گرادینا چاہا۔ لیکن سخت مقابلہ ہوا۔ شمر لعین نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے خیمہ پر نیزہ مارا اور آگ مانگی کہ آگ لگا دین۔ عورتین روتی ہوئی نکل پڑین۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ تمھارے حصہ مین جہنم کی آگ ہو۔ تم ہمارے خاندان کو برباد کرنا چاہتے ہو۔ اور شمر لعین بھی عورتون کی آواز سے نرم ہوا۔ اور کچھ نقصان کے

ساتھ پسپا ہوا - فریقین ظہر کی نماز کے وقت علیحدہ ہو گئے - اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے صلوٰۃ الخول پڑھی - جب نماز ہو چکی - دشمن نے تیر چلایا - لیکن دور ہی سے حضرت امام حسینؑ کے ایماندار ساتھی ایک ایک کر چن لیے گئے - یہانتک کہ آپ تنہا رہے - لیکن تاہم کسیکی جرأت نہوئی کہ آپ کے پاس آوے - ایک تیر آپ کے چھوٹے لڑکے کو (علی اصغر) لگا - جنکو آپؑ گود مین لیے تھے - آپؑ نے انکا خون چلو مین لیا اور آسمان کی طرف پھینکا - اور فرمایا ای اللہ اگر تو میری مدد نہین کرتا ہے تو ظالمون سے اس بیچارے معصوم کے خون کا بدلا لے - آپؑ کے بھتیجے قاسم کو بھی بازو مین زخم آیا - آپؑ نے فرمایا ای لڑکے اللہ تعالیٰ تمکو بلاتا ہے اور تم بہت جلد اپنے مورث اعلیٰ کے ساتھ بہشت مین ہوگے - ایک مرتبہ آپ نے غصہ ہو کر انگلی سے اشارہ ایک صف کی طرف کیا انکے سر اُتر گئے - لیکن فوراً ہی آپ کو الہام ہوا کہ آپ کی قسمت مین شہادت عظمیٰ ہے - صبر کیجیے - اسلیے آپ نے صبر فرمایا -

اُسوقت زینب گھس پڑین اور کہا کہ خاندان نبوی کے قاتلون پر قہر الٰہی نازل ہو لیکن شمر لعین نے گرجکر اُنکی آواز سننے نہ دیا - اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے قریب آ گیا - آپؑ بڑی بہادری سے لڑے اور اکثرون کو اپنے گرد مُردہ کیا - یہانتک کہ آپؑ تھک گئے - اور آپ کو لوگون نے قتل کیا - آپؑ کے جسم مبارک پر تیس زخم لگے گئے - اور چونتیس خراش تھے - آپ کا سر مبارک بدن سے جدا کیا گیا - کہ ابن زیاد کے پاس بھیجا جاے - اور شمر لعین اپنے لشکر کے ساتھ آپ کی لاش مبارک پر آگے اور پیچھے گیا - اور اُسکو دھانگا - اور اُسکو حکم تھا کہ ایسا پامال کرو کہ خاک مین ملجاے - حضرت امام حسین علیہ السلام کے بہتر ون ساتھی اس معرکہ مین شہید ہوئے - جنمین بتیس آدمی بنی فاطمہ تھے - اٹھاسی آدمی فریق ثانی کے مارے گئے - اور بہت لوگ زخمی ہوئے -

ہر چند عمر و سعد نے منع بھی کیا لیکن آپکا کل اسباب مال غنیمت کی طرح لوٹا گیا۔ شمر لعین نے آپ کا سر مبارک ابن زیاد کے پاس بھیجا۔ وہ سوار ہوکر کوفہ کو چلا۔ لیکن قلعہ کا دروازہ بند ہوچکا تھا۔ اسلیے اُسنے رات بھر سر مبارک کو گھر رکھا۔ اور صبح کو لایا۔ اُسنے رات کو جب سر مبارک گھر رکھا تھا۔ اپنی جورو کو کامیابی کی نشانی دکھائی لیکن وہ بہت ڈری کہ خاندان نبوی پر تونے یہ ظلم کیا۔ اور اُسوقت سے وہ عورت اپنے شوہر سے نہ ملی۔ جب سر مبارک ابن زیاد کے سامنے لایا گیا۔ اُسنے سر مبارک پر لکڑی ماری۔ لیکن ایک بوڑھے عرب سے نہ رہا گیا اور بول اُٹھا قسم اللہ کی ہنے ان ہونٹھون کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہونٹھ سے سٹا دیکھا تھا۔ جب ابن زیاد اپنے محل سے نکلا اُسنے چند عورتین میلے کپڑے پہنے زمین پر شکستہ دل بیٹھے دیکھا۔ اُسنے تین مرتبہ پوچھا کہ یہ لوگ کون ہین جواب ملا کہ حضرت زینب حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی بہن ہین۔ وہ نہایت خوش ہوکر بولا کہ کسی نے اس مغرور عورت کو شرمندہ کیا۔ اور اُسکے خاندان کو برباد کیا۔ حضرت زینب نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے جسنے اپنے مقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے خاندان کو مفتخر کیا۔ بہ نسبت ہمارے ہمسایہ کے جنپر موت کا حکم ہوا وہ اپنی آرام کی جگہ گئے۔ لیکن اللہ تعالےٰ اُنکو اور تمکو اکٹھا کریگا۔ اور تمھارے درمیان مین منصف ہوگا۔

ابن زیاد اِس جواب سے غضبناک ہوا۔ اور اُسکے دوست ڈرے کہ اس غصہ مین کچھ اور حکم نہ دیوے۔ لیکن اُن لوگون نے سمجھایا کہ یہ عورتین ہین انکی باتین قابل لحاظ نہین۔ اُسنے کہا کہ اُسکو طعن کرنے دو۔ یہ کافی ہے کہ اللہ نے ہمکو خوشنود کیا۔ اور اُنکے خاندان باغی کو تباہ کیا۔ حضرت زینب نے کہا کہ یہ سچ ہے کہ تمنے جڑ اور شاخ ہماری کاٹی ہے۔ اور اگر اسمین تمھاری خوشی ہے تو خوش رہو۔

ابن زیاد نے متعجب ہوکر دیکھا۔ اور کہا کہ تم حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی

لایق اور شجاع بیٹی ہو کہ شاعر تھے - حضرت زینب نے کہا کہ عورت کے واسطے شجاعت ضرور نہین - لیکن جب میرا دل جلتا ہی میری زبان پر بات آتی ہی - ابن زیاد نے علی ابن حسین (یعنے امام زین العابدین) کی طرف دیکھا - کہ قریب شباب کے تھے اور قتل کا حکم دیا - زینب کا دل اختیار سے جاتا رہا - وہ رو دین اور اپنے بھتیجے کو ڈھانپ لیا - اور ابن زیاد سے کہا کہ تجھے ابھی میرے خاندان کا خون کافی نہین کیا ہی - کہ اس لڑکے کے خون کا خواہان ہی - اسکے ساتھ میری بھی جان لیلے -

اُسنے تعجب سے دیکھا اور کچھ عرصہ تک خموش رہا - لیکن اُس لڑکے کے خون کا خواہان تھا - آخرش زینب کی باتون سے نرم ہوا - اور علی ابن حسین علیہما السلام کی جان بچی -

حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک شمر کے معرفت دمشق روانہ کیا گیا - اور اُسکے ساتھ زینب اور علیؑ ابن حسینؑ اور اُنکے ساتھی روانہ ہوئے - علیؑ ابن حسینؑ کی گردن مین زنجیر ڈالی گئی - لیکن آپ اُسکو پہنے رہے اور کبھی شاکی نہ ہوئے -

جب شمر لعین نے ابن زیاد کے مبارکباد کے ساتھ حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک یزید کے آگے پیش کیا - وہ رو دیا - اور بولا کہ ای حسین اگر تم میرے ہاتھ پڑتے تو تمھارا یہ حال نہوتا - تب اُسنے کہا کہ فقہ آلی ابن تومیہ یعنی ابن زیاد پر کہ تومیہ لونڈی کا جنا ولد الحرام تھا -

یزید بن معاویہ کے حواشی سے ایک نے کہا کہ علی ابن حسین علیہما السلام کو قتل کر ڈالیے کہ خاندان حسین علیہ السلام مٹ جاوے - لیکن مترحم لوگون نے منع کیا -

جب آپؑ کے عیال و اطفال کثیف لباس پہنے شرفاے شام کے مقابل مین لائے گئے یزید کا دل ہل گیا - اور اُسنے ابن زیاد پر لعنت کی - آپ کے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور بھائی حسینؑ علیہ السلام کا نام یزید نے بیقدری سے لیا -

لیکن حضرت زینب سے نہ رہا گیا۔ اور آپ نے اُسکو روکا۔ یہانتک کہ وہ خموش ہوگیا۔ اب یزید نے حضرت زینب اور اُنکے ساتھیون کی عزت کی۔ اور اُنکے واسطے حمام مہیا کیا۔ اور اپنی مجلس مین جانے کی اجازت دی۔ یزید کی ماں میسر معاویہ کی بی بی نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے غم مین اُنکا ساتھ دیا۔ یزید نے اب علی ابن حسینؑ اور عمر و ابن حسینؑ کی قدر کی۔ اور اُنکو اپنے ساتھ سیر و سیاحت مین لیجاتا۔ عمر و ابن حسینؑ ہنوز بہت لڑکے تھے کہ یزید نے ہنسی سے اُنسے کہا کہ تم میرے بیٹے خالد سے لڑوگے۔ اسکے جواب مین اُنھون نے کہا کہ ایک چھری اُسکو دو اور ایک چھری ہمکو دو۔ یزید کے ایک حواشی نے کہ خاندان علی کرم اللہ وجہہ کا دشمن تھا کہا۔ کہ اِس لڑکے سے ہوشیار رہو۔ اور اسبات کو باور کرو کہ سانپ ہی سے سانپ کا پوا ہوتا ہے۔

کچھ عرصہ بعد جب خاندان حسین علیہ السلام نے مدینہ آنا چاہا۔ یزید نے ہر طرح اُنکا سامان سفر مہیا کیا۔ جب سفر تمام ہو چکا۔ زینب اور فاطمہ بنت حسینؑ نے اپنا زیور رہنما کو اُسکے صلہ مین دینا چاہا۔ لیکن اُس لایق شامی نے انکار کیا۔ اور کہا کہ اگر ہم لالچ سے یہ کام کرتے تو اِس سے کم ہی میرے لیے کافی ہوتا۔ لیکن جو کچھ ہمنے کیا اللہ کی محبت مین کیا۔ اور اس سبب سے کہ آپ حضرت صلعم کی دربات طیبات ہین۔

اہل اسلام حضرت امام حسین علیہ السلام کی یادگاری بڑی قدر سے کرتے ہین اور آپ کو شہید کہتے ہین۔ آپؑ اور آپ کی نو اولاد پشت در پشت دوازدہ امام مین شمار کی جاتی ہین۔ کہ اہل شیعہ کے مذہب کے مدار ہین۔ یہ لوگ اہل باطن سے تھے اور ایک دوسرے کے سجادہ نشین ہوئے۔ کہ اب بھی درویشون مین یہ رواج جاری ہے۔ حضرت امامؑ کے شہادت کے دن کو روز حسین کہتے ہین۔ اور اسکی بڑی

تقدیس کیجاتی ہے۔ آپؑ کے شہادت کے عرصہ کے بعد وہان جہان آپ شہید ہوئے روضہ بنایا گیا اور اُسکو مشہد حسین کہتے ہین۔ اہل شیعہ کہتے ہین کہ جس روز آپؑ شہید ہوئے۔ آفتاب سیاہ ہوگیا۔ اور ستارے دوپہر دن کو روشن ہوگئے اور ابر سے خون برسا اور ایک غیر معمولی روشنی آپ کے سر مبارک سے نکلی اور اُسکو سفید چڑیون نے گھیر لیا۔ آپ کی اولاد مین صرف امام زین العابدین سے جنکو علی ابن حسینؑ کہتے ہین اجراے نسل ہوا۔ اور اُنکے دو بیٹیان بھی تھین۔ فاطمہ اور سکینہ۔

فصل دوسری

اتفاق کرنا خلافت مین ابن زبیر کے

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے یزید کے ایک مخالف برطرف ہوئے لیکن دوسرے مخالف کے حق مین تقویت ہوگئی کہ جو حضرت امام حسین علیہ السلام سے کم ہر دلعزیز نہ تھے۔ ایسے شخص حضرت عبداللہ ابن زبیر تھے جنکی منزلت بسبب عبادت اور پرہیزگاری کے اہل اسلام مین بہت تھی۔ اور اس علم و اخلاق کے آدمی تھے۔ کہ بنی ہاشم نے فوراً ہی اُنکو خلیفہ وقت مان لیا۔ اور اکثرون نے اہل مکہ اور مدینہ سے ایسا ہی کیا۔ اُنھون نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی وفات کو شہادت کہا۔ اور اسی سبب سے اور بھی اُنکے تخت نشینی کے بعد اُنکی طرف لوگ رجوع ہوئے۔ آپؓ نے نواسۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کو یاد کیا اُنکی پرہیزگاری اور نمازگزاری اور اہل کوفہ کا فریب اور بیوفائی۔ اُنکی عالی شجاعت اور وہ ظلم جو آپؑ کے ساتھ شہادت کے وقت اہل وغا نے کیا۔ بیان کیا۔ عام کے خیالات اس گفتگو سے جوش کر آئے۔ اور حسینؑ ابن علی علیہما السلام کی یادگار تازہ ہوگئی۔

ایک منجم نے کہ دانیالؑ کی کتاب مین پڑھا ہوا تھا اظہار کیا۔ کہ ابن زبیرؓ

بادشاہت کرینگے - اور بادشاہی حالت مین انتقال کرینگے - اسکا ظہور ہوا - اور عربون کی تعداد اُنکی جانب داری مین بہت جلد بڑھتی گئی - اُنکا سن شریف وقت وفات حضرت صلعم کے دس برس کا تھا - اسلیے صحابہ مین شمار کیے گئے اور بعد ہجرت کے وہ اول مولود اہل اسلام کے تھے اور اُنکے منہ مین اپنا چابا ہوا خرمہ بعد ولادت کے حضرت صلعم نے دیا تھا - اور اہل حدیث سے ہین - اکثر حدیث کے راوی ہین -

یزید نے اس نئے خلیفہ وقت کی خبر سنکر بہت خوف کیا - اُسنے آپ کی طرف حقارت سے دیکھا - اور ایک چاندی کا حلقہ مروان بن الحکم کے پاس کہ مدینہ کا حاکم تھا بھیجا کہ خلیفۂ وقت کے گلے مین دیکر اور آپ کو پابزنجیر کرکے بھیجدے - مروان نے کہ ایک چالاک آدمی تھا اور ابن زبیر کی شجاعت اور انکی ترقی پذیر اعزاز سے واقف تھا - حکم کی بجا آوری سے احتیاط کی -

یزید کی کوشش حضرت عبد اللہ ابن زبیر کے اختیارات کے فرو کرنے مین مکہ مین بھی کچھ نہ چلی - اُسنے اکثر مکہ کے حکام کو بدلا - لیکن عبد اللہ ابن بیر کی علو عقلمندی کے آگے کچھ نہ بن پڑی - اور خلایق کی ناراضی سے یزید ڈرا -

اکثر شرائط ان ناراض شہرون کے ساتھ یزید نے پیش کیے - اور یہان سے بھی قاصد گئے - لیکن اس سے یزید اور بھی خوف زدہ ہوا - اور قاصدون نے اُسکی بدچلنی بیان کی - نماز سے غافل - عیاش - شراب خوار - رقص باز - گانے بجانے مین اوقات صرف کرنے والا - اور کتے اور بجڑون کا مصاحب تھا - اہل شہر کو کہ نفرت یزید کی جانب سے ہوئی اُسکی ترقی عبد اللہ ابن زبیر کے لوگون نے دی - یہانتک کہ کل خاندان بنی امیہ بھی اُس سے باغی ہوگئے - اور علانیہ اُسکی جانب سے خلاف اہل عرب ہوئے - مدینہ کی مسجد مین کہ اجماع لوگون کا تھا - ایک شخص نے پگڑی اُتار دی اور کہا کہ مین یزید کو اسی طرح تخت سے اُتارتا ہون - دوسرے نے بھی

اسی طرح اُسکی تائید کی اور جوتا نکال ڈالا - پگڑی اور جوتون کا انبار ہوگیا - جس سے ثابت ہوا کہ لوگ خلاف مین ہین - دوسری حرکت یہ ہوئی کہ اشتہار ہوا کہ خاندان بنی امیہ اور اُنکے ساتھی جلاوطن کیے جاوین - انمین سے قریب ایکہزار آدمی کے مفرور ہوکر مروان بن الحکم کے قلعہ مین پناہ لی - اور وہ وہان کا حاکم تھا - یہان اُن لوگون کا محاصرہ ہوا - اور کچھ لوگ یزید کے پاس مدد کے لیے بھیجے گئے - یزید کو بڑی دقت ہوئی کہ اُسنے اپنے افسر لشکر کو ایسی جگہ جانے پر راضی کیا -

مسلم ابن عقبہ ایک سخت دل اور پرانے آدمی نے اس کارروائی کو نفرت کے ساتھ اختیار کیا - اور کہا کہ ایکہزار آدمی ہوکر اور مرغیون کی طرح باہم لڑے جھگڑے بھاگ گئے - ہرگز قابل مدد کے نہین -

جب لشکر قریب وادی کے تھا - یزید نے اپنی تلوار ہاتھ مین لی - اور کمان کندھے پر رکھکر لشکر کے سامنے گیا - اور اُنسے کہا کہ نمک حلالی کرنا اور دلیری دکھانا - اُسنے یہ بھی ہدایت کی کہ تین روز متواتر اہل شہر سے اطاعت چاہنا - قبل اسکے کہ اُنپر حملہ ہو - اور جب اہل شہر انکار کرین تو لڑکر اطاعت مین لاکر تین روز تک لوٹنا - اور اُسنے کہا کہ لڑکے علی ابن حسین علیہما السلام سے ہشیار رہنا - اور اُنکو کچھ نہ کہنا - کہ انھون نے اس بغاوت مین کنارہ کشی کی ہے -

مسلم شہر کے اندر ہاتھ مین تلوار لیے داخل ہوا - اور علی ابن حسین یعنی حضرت امام زین العابدین کو بلا بھیجا - اور اُنکو اپنے اونٹ پر بٹھاکر اور اُن ہزار آدمیون کو کہ محاصرہ مین تھے رہاکرکے شہر کے باہر گیا - اور تین روز تک شہر مدینہ کو غارت کرایا - اُسنے اسقدر زیادتی کی کہ اہل اسلام نے اُسکا لقب مسرف (زیادتی کرنے والا) رکھا - یہ واقعہ ۶۳ھ ہجری مین مطابق ۶۸۲ء کے پیش آیا -

اس ظالم نے مکہ کا بھی حال وہی کرنا چاہا - اور روانہ ہوا - لیکن راہ ہی مین

جہنم واصل ہوا۔ اور اُسکی جگہ شام کے ایک افسر نے جسکا نام حزین بن ثمر تھا لی۔ اسنے اپنا لشکر مکّہ کے شہر پناہ تک پہونچایا۔ جہان ابن زبیرؓ خود سالار لشکر تھے۔ چالیس روز تک اُسنے شہر کا محاصرہ کیا اور انجن وغیرہ سے کہ شام سے لایا تھا گرانا چاہا۔ محاصرے کے درمیان مین کسی قدر کعبہ کی دیوار گر گئی۔ اور اُسمین آگ بھی لگی۔ بعض کہتے ہین کہ انجن کے اثر سے ایسا ہوا اور بعض کہتے ہین کہ ابن زبیرؓ آواز سنکر مشعل کے ساتھ آئے جس سے پردے مین آگ لگی۔ اور تمام مکان جلگیا۔

شہر مکّہ نہایت تنگ آگیا۔ اور خوف ہوا کہ مدینہ کا حال یہان بھی نہو۔ کہ دفعتہً ایک تیز قاصد نے عبد اللہ ابن زبیرؓ کو خبر دی کہ یزید مرگیا۔ ابن زبیرؓ دیوار پر چڑھ گئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ تم محاصرہ کیون کیے ہو۔ تمھارا آقا یزید مرگیا۔ اُنھون نے اسکو باور نکیا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد جب یہ خبر شایع ہوئی۔ تو محاصرین کے دل چھوٹ گئے۔

حزین نے عبد اللہ ابن زبیرؓ سے صلح کی گفتگو کی۔ اور اپنی موافقت ظاہر کی جسمین کئی سردار اہل شام سے بھی تھے۔ اور کہا کہ آیندہ سے خونریزی موقوف رہے۔ ابن زبیرؓ نہایت ہوشیار آدمی تھے۔ اُسکی باتون کو یقین نہ کیا لیکن کعبہ کے گرد طواف کے بغیر ہتھیار اجازت دی۔ اسکے بعد حزین شام کو واپس گیا۔ اور بنی امیہ کے محصورین بھی اُسکے ساتھ گئے۔ یزید حوارین مین ۶۴ھ مین مطابق ۶۸۳ء کے۔ اپنی عمر کے اُنچالیسوین برس مین بعد تین برس چھ مہینے کے سلطنت کے مرگیا۔ اہل اسلام کہتے ہین کہ یزید کا مزاعین شباب مین اُسکی بے ادبی کے باعث سے تھا کہ اُسنے مدینہ کے ساتھ کی۔ کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مدینہ کو ضرر دیگا۔ وہ ایسا گھلجائیگا جیسے پانی مین نمک۔

خلع خلافت معاویہ بن یزید و خلافت ابن زبیر

باب دسوان

فصل پہلی

یزید کے مرنے کے بعد اُسکا بیٹا معاویہ ثانی دمشق مین جانشین کیا گیا۔ وہ اپنی عمر کے اکیسوین برس مین تھا۔ وہ ضعیف دماغ اور ضعیف جسم تھا۔ اور اُسکے امورات مین اُسکے اُستاد عمر المخصوص جو قدری مذہب کے تھے معین تھے۔ معاویہ ثانی نے حکومت جبراً اختیار کی۔ کیونکہ اپنے کو اسکے قابل نہین سمجھتا تھا۔ اور دن کی روشنی اُسکو برداشت نہ تھی۔ رات کو کام کرتا تھا اور اسلیے اہل عرب اُسکو ابو اللیل کہتے ہین۔ چھ مہینے حکومت کرکے اُسنے تخت سے کنارہ کشی کی۔ اور اپنی ناقابلیت بیان کی۔ بنی امیہ اسبات سے نہایت ناراض اور مضطرب ہوئے۔ اور عمر المخصوص پر گمان کرکے کہ اُنھین کی رائے سے ایسا ہوا۔ اُنکو زندہ گاڑ دیا۔ معاویہ ثانی نے اپنا جانشین نامزد کرنے سے اِنکار کیا۔ اُسنے کہا کہ ہمارے دادا معاویہ بن ابی سفیان نے اس سلطنت کو اپنے سے بہتر آدمی کے ہاتھ سے لیا اور ہمارے باپ یزید بن معاویہ اسکے لایق نہ تھے۔ اور ہم بھی اسکے ناقابل ہین اور ہم جانشین نامزد نہین کرینگے۔ اسلیے اُسنے یہ بات قوم کے سردارون پر چھوڑی جیسے ہی اُسنے تخت کو ترک کیا۔ کہ اپنے کو ایک مکان مین بند کیا۔ اور اُس سے نہ نکلا جبتک نہ مرا۔ اور اُسکی موت بھی بہت جلد آئی۔ بعض کہتے ہین وبا سے اور بعض کہتے ہین زہر سے۔ دمشق کے لوگون نے وہان کے تخت کے لیے مروان بن الحکم کو تجویز کیا۔ اب اُسکا سن زیادہ تھا۔ لنبا اور دبلا آدمی تھا۔ اور چہرہ زرد اور ڈاڑھی رنگین تھی۔ جنھون نے اُسکو تخت پہ بٹھایا۔ اُس سے شرط کی کہ اپنی اولاد کو جانشین نامزد نکرے۔ بلکہ اُسکی جگہ خالد بن یزید جانشین کیا جائیگا۔ جو کہ نابالغ تھا مروان نے

بلا لحاظ کسی بات کے فوراً حلف کیا۔ اور کسقدر وہ اپنے حلف کا پابند رہا معلوم ہوگا۔

خلافت عبداللہ ابن زبیر وبغاوت مروان وغیرہ

جبکہ **مروان** دمشق کا حاکم ہوا۔ **ابن زبیر** مکہ اور مدینہ اور تمام عربستان اور خراسان اور بابلستان اور مصر مین خلیفۂ وقت مانے گئے۔ ایک دوسرا شخص بھی خلافت کا دعویدار ہوا۔ **ابن زیاد** جسنے حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کو شہید کرایا۔ اُسنے اہل بصرہ سے بیان کیا کہ ابھی اہل عرب اور اہل شام مین لڑائی ہے۔ کہ کون خلیفۂ وقت ہو۔ اسلیے ہم اپنے ملک کو آزاد رکھتے ہین یہانتک کہ کوئی آدمی بلانزاع خلیفۂ وقت مقرر ہو۔ اُسنے بظاہر انکار کیا۔ لیکن لوگون نے اُسکا ہاتھ تھاما اور اُسکو خلیفہ کیا۔ لیکن خلافت تھوڑی دیر کے لیے تھی۔ کوفیون نے ظلم دیکھکر اُسکی خلافت سے انکار کیا۔ اور جب بصریون نے یہ سُنا۔ اُنھون نے بھی اُس سے انکار کیا۔ اور بغاوت کی۔ یہانتک کہ **ابن زیاد** عورت کے لباس مین ہوکر اپنے ایک ہمجلیس کے مکان تک پہونچا۔ اُسنے اپنی حکومت کے زمانہ مین بہت خزانہ جمع کیا تھا۔ اُس خزانے سے قریب دو لاکھ اشرفی کے اُسنے تقسیم کیا۔ اور کچھ لوگون کو اپنا جانب دار کیا۔ لیکن تاہم وہ بھاگنے پر مجبور ہوا۔ اور اُسکا اسباب باغیون نے لوٹا۔ وہ رات کو ایک سو آدمی کے ساتھ بھاگا۔ کچھ عرصہ کے بعد بعض وجہ سے اُسنے اونٹ چھوڑ کر گدھے پر سواری کی۔ اسطرح **ابن زیاد** کہ کل بابلستان اور بصرہ کا بادشاہ تھا اور وہان کا خلیفہ مانا گیا تھا بھاگا۔ اُسکے ساتھیون مین سے ایک نے سمجھا کہ قتل حسین علیہ السلام کے باعث کچھ زیر لب افسوس کرتا ہے۔ اور اُسکی تشفی کرنے لگا۔ لیکن اُسنے جواب دیا کہ یہ سبب نہین ہے۔ ہمنے اپنے کو آپ مصیبت مین ڈالا ہے۔ جیسی اہل بصرہ نے بغاوت کی تھی ہمکو مناسب تھا کہ ہم اُنکی خوب خونریزی کرتے۔ **ابن زیاد** آخرش دمشق مین اُسوقت پہونچا۔ کہ مروان کی تخت نشینی ہوتی تھی اس عرصہ مین اہل بصرہ نے اپنی موافقت **ابن زبیر** سے کرلی۔

مروان صرف شام مین بادشاہ مانا گیا۔ لیکن ملک شام کی اسقدر وسعت اور آمدنی تھی کہ برائے خاص وہ بادشاہت تھی۔ اور مروان بھی ابن زبیرؓ کی اطاعت مین آنا چاہتا تھا لیکن ابن زیاد مانع ہوا۔ کچھ آدمی بزیر سالاری ضحاک ابن قیس کے کہ ایک وقت حاکم کوفہ تھے ابن زبیر کی طرف سے دمشق مین داعی تھے۔ وہ لوگ ہتھیار بند ہوکر دمشق کے میدان مین آئے۔ مروان اُنکے مقابلہ کو خود گیا۔ ایک سخت لڑائی ہوئی۔ ضحاک اور اُسی آدمی شرفاے دمشق سے ہلاک ہوئے۔ اور اُنکے علاوہ اُنکے ساتھی بھی۔ فتح مروان کی ہوئی۔ اُسنے سپاہیون کو واپس بلایا اور کہا کہ مفروری تمھارے بھائی ہین تعاقب نکرو۔ ضحاک کا سر جب اُسکے سامنے لایا گیا۔ وہ غمگین ہوا۔ اور کہا کہ افسوس ہو کہ ایک بڈھے کے ہاتھ سے جوان مارا جاے۔

اُسکے لشکر نے اُسکو خلیفۂ وقت قرار دیا۔ اور اُسکو دمشق لے گئے۔ اُسنے اپنی جگہ یزید اور معاویہ اول کی محلسرا مین کی۔ لیکن اُسکے واسطے ایک مشکل پیش آئی۔ یعنی اُس سے شرط کی گئی۔ کہ خالد بن یزید اُسکا جانشین ہو۔ اور اُسکی ماں یعنی یزید کی جورو سے مروان کا نکاح ہو۔

مروان نے اس شرط سے گریز چاہی۔ لیکن اُسپر جبر کیا گیا۔ جیسے ہی مروان کا نکاح ہوا۔ کہ اُسنے شہر کو ترک کیا۔ اور لشکر کے ساتھ مصر کو روانہ ہوا۔ کیونکہ وہان ابن زبیرؓ کے جانب دار فراہم تھے اور اُنکو خلیفۂ وقت مانا تھا اسلیے مروان نے اپنے بھتیجے عمرو بن سعد کو آگے روانہ کیا تھا۔ ہنوز مروان شام ہی کی راہ مین تھا۔ کہ اُسکو خبر ملی کہ ابن زبیرؓ کے نائب کو عمرو بن سعد نے شکست دی۔ اور مصر اُسکے تحت تصرف مین در آیا۔ اسلیے مروان دمشق کو واپس آیا۔ اُسکو پھر خبر ملی کہ ابن زبیرؓ کا لشکر بزیر سالاری اُنکے بھائی حضرت مصعب کے مصر کی طرف آتا ہی۔

وہ پھر روانہ ہوا۔ لیکن پھر معلوم ہوا کہ عمر بن سعد نے حضرت مصعب کو پوری شکست دی۔ اور اُسکی حکومت مصر پر قائم ہوگئی۔ مروان نے اپنے بیٹے عبد العزیز کو مصر کا حاکم مقرر کیا۔ اور دمشق کو مع عمرو واپس آیا۔

فصل دوسری

اس خراسان کی موجودہ حالت مین کہ بڑے خاص خود بادشاہت تھی وہان کے لوگون نے دونون کو خلیفۂ وقت ماننے سے انکار کیا۔ اُن لوگون نے سلیم بن زیاد کو اپنا حاکم مقرر کیا۔ اور جبتک ایک آدمی خلیفہ وقت نہوا اُنھون نے اسی حال سے رہنا پسند کیا۔ وہ برابر کئی برس تک بادشاہ رہا۔ اور ملک کو انصاف اور عدل سے بھر دیا۔ اسوقت بابلستان مین شیعان علی مین انتقام حسینؑ کا جوش ہوا۔ اور اہل کوفہ نے افسوس کیا۔ کہ اصل مین قتل حسینؑ کے باعث ہملوگ ہین کہ اُنکو بُلایا اور وقت پر اُنکا ساتھ نہ دیا۔ اب اُنکے خون کا انتقام لینا چاہیے کہ شاید ذریعہ نجات ہو۔ جنھون نے آپؑ کی شہادت کے وقت مدد نہین کی تھی۔ انتقام لینے مین مدد دینا چاہا۔ ایکسو سے زیادہ سردار فراہم ہوئے۔ اُنھون نے اپنا نام منتقم رکھا۔ اور اپنا سردار ایک بڈھے صحابہ کو جنکا نام سلیمانؓ بن صرد تھا مقرر کیا۔ گرمجوشی دور دور تک پھیل گئی۔ تھوڑے ہی عرصہ مین ساٹھ ہزار آدمی فراہم ہوگئے اور سب ہتھیار باندھنے پر تیار ہوگئے۔ اور سلیمانؓ نے ان لوگون سے کہا۔ کہ سب لوگ نقیلہ مین وقت معینہ پر جمع ہون لیکن قبل وقت معینہ کے آنے کے اہل کوفہ کی گرمجوشی جاتی رہی۔ اور انتقام حسینؑ کی وہ صدا نرہی۔ اور اکثر لوگ سلیمانؓ کے عہدے کے حسد کرنے والے پیدا ہوگئے۔ اور جب سلیمانؓ وہان پہونچے اُنھون نے بہت کم لوگون کو وقت معینہ پر آمادہ پایا۔

انتقام

سلیمانؓ نے دو سوار کوفہ کو بھیجے کہ مغرب کی نماز کے وقت وہان پہونچے۔ گلی گلی

انتقام حسینؓ پکارتے ہوئے کوفہ کی مسجد مین داخل ہوئے - اس صدا سے پھر لوگون کے دلون مین جوش پیدا ہوا - اور اُس قاصد کے پاس جمع ہوگئے - ایک شخص اپنی جورو کے بستر سے اُٹھ آیا - اور ہتھیار باندھنے لگا - اُسکی بی بی نے کہا کیا تم پاگل ہوگئے ہو - اُسنے کہا - نہین - ہم انتقام حسینؓ کی صدا سُنتے ہین اور ہم اُنکا انتقام لینے جاتے ہین - اُسنے کہا ہمکو کسکی حفاظت مین چھوڑے جاتے ہو - اُسنے کہا اللہ کی حفاظت مین - یہ کہکر راہی ہوا - دوسرے شخص نے نیزہ اور گھوڑا طلب کیا - اور کہا کہ ہم اپنے گناہون کی معافی چاہتے ہین - اور فوراً سلیمانؓ کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا -

تاہم جب دوسرے روز یہ لشکر متقمون کا روانہ ہوا - اُسمین چار ہزار آدمیون سے زیادہ نہ تھے - سلیمانؓ نے کہا کہ امدادی لشکرین جنکا وعدہ ہے راہ مین ملجائینگے - سلیمانؓ نے اپنے مختصر لشکر کو شاباشی دی - اور ہمت دلائی - اور قتلگاہ حسینؓ مین گئے - ایک دن اور ایک رات وہان گذرانا - اور نماز پڑھی اور غم کیا - تب وہان سے چلے - اُنکا قصد تھا - کہ دونون ابن زبیرؓ اور مروان کو خلافت سے برطرف کرین - اور بنی فاطمہ مین خلافت قائم کرین - لیکن اُنکا پہلا قصد یہ ہوا کہ ابن زیاد سے انتقام لین - جسکو وہ قاتل حسینؓ سمجھتے تھے - سن رسیدہ سلیمانؓ اپنے لشکر کو شام کی طرف لیچلے - امدادی فوج سے مایوس ہوئے اور تائید آسمانی کے منتظر رہے - یہانتک کہ ابن زیاد نے بیس ہزار آدمیون سے آکر مقابلہ کیا - اور سب کو ہلاک کرڈالا -

ان خانہ جنگیون کے درمیان مین شمالی افریقہ کی شکست کا حال سُنکر مسلمانون مین بیرونی فتوحات کا جوش عرصہ کے بعد پھر پیدا ہوا - ہم اگلے صفحون مین عقبہؓ کی دلیرانہ تباہی کا حال لکھ چکے ہین - یعنی البحیرس کے میدان مین جہان اُنکا مختصر لشکر ابن کاہنہ کے ہاتھ سے تباہ ہوا -

ابن کاہنہ نے اپنی فتوحات کے حالات مین ظہیر ابن قیس سے شہر

قیروان کے زیر دیوار شکست اٹھائی۔ اور مسلمانون مین پھر جوش پیدا ہوا خصوصاً جب مصر سے عبد العزیز نے امدادی لشکر روانہ کیا۔ لیکن اسی حالت مین مسلمانون کو پھر شکست ہوئی۔ کیونکہ بڑا لشکر قیصر کا جسمین پرانے اور آزمودہ کار سپاہی تھے قسطنطنیہ سے آیا۔ کیونکہ انکو معلوم تھا کہ مسلمانون مین نا اتفاقی پھیلی ہے۔ اور وہ قیصری لشکر اہل بربر سے ملکر ظہیر سے کھلے میدان مین مقابل ہوا۔ وہ خوب لڑے لیکن مصر کے امدادی لشکر کے جی چھوڑ دینے سے اور غنیم کی بڑی تعداد کے آجانے سے وہ پسپا ہونے پر مجبور ہوئے۔ اور بارقہ مین واپس آئے۔ ہرگاہ قیصر کا کامیاب لشکر شہر قیروان کی طرف بڑھا۔ اور اسکو قبضہ کرلیا۔ اور اطراف کے ملک پر حاوی ہوگئے۔ اس تباہی کا حال سنکر مسلمان اپنی خانہ جنگی بھول گئے۔ اور بیرونی فتوحات کا جوش دل مین پیدا ہوا عبد الملک مروان کا بڑا بیٹا۔ کہ افریقہ مین لڑ چکا تھا۔ کچھ لشکر کے ساتھ ظہیر ابن قیس کی مدد کو روانہ ہوا۔ اور اُنسے بارقہ مین جہان وہ فوج فراہم کر رہے تھے ملاقی ہوا۔ دونون نے اکٹھے ہوکر پھر مغرب کی راہ لی۔ اور پھر اسلام کا جھنڈا قیروان کے زیر دیوار نصب کیا۔ اس ذلت کو رفع کرکے ظہیر کو ملک کی حکومت عبد الملک نے سپرد کی۔ اور خود اپنے بڈھے باپ کی مدد کے واسطے دمشق روانہ ہوا۔

مروان کا آخری وقت پہونچ گیا تھا۔ وہ اپنی جوانی مین بڑا فریب تھا اور بڑھاپے مین بھی ویسا ہی رہا۔ اُسنے تخت نشینی کے وقت خالد بن یزید کو جانشین نامزد کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اب اُسنے اپنے بیٹے عبد الملک کو جانشین نامزد کیا۔ اور وقت فتح مصر کے اپنے بھتیجے عمرو بن سعد سے جانشینی کا عہد کیا تھا۔ خالد بن یزید نے یہ دیکھکر مروان کو بے ایمان کہا۔ اسلیے جواب مین اُسنے اُس لڑکے کو کچھ بُرا کہا جس سے اُسکی ماں کو یعنے یزید کی بی بی کو کہ اب مروان کے نکاح مین تھی

بُرا معلوم ہوا۔ اور اُسنے اُسکو زہر دیا۔ اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ مروان کو سوتا دیکھکر اُسکے گلے پر تکیہ رکھکر بیٹھی رہی۔ یہانتک کہ وہ مرگیا۔ وہ ۶۵ ہجری مین مطابق ۶۸۴ء کے اور وہ تخت پر پورا ایک برس بھی نرہا۔

فصل تیسری

عبد الملک بن مروان

مروان کے مرنے پر اُسکا بیٹا عبد الملک دمشق مین تخت نشین ہوا۔ اور شام اور مصر اور افریقہ کے ملک مفتوحہ مین خلیفہ وقت مانا گیا۔ اُسکا سن اُسوقت چالیس برس کا تھا۔ اُسکے افریقہ کی فتوحات سے اُسکی کوشش اور چالاکی اور بہادری معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ عقلمندی اور علم کے واسطے مشہور تھا۔ اپنے باپ کی تخت نشینی کے وقت سے اُسکو امید اپنی جانشینی کی تھی۔ اور اسی امید کے باعث اُسکو جنگی کارروائی کا ذائقہ آیا۔ جب اُسکو اپنے باپ کے مرنے کی خبر ملی وہ چار زانو قرآن کو لیے پڑھتا تھا۔ اُسنے قرآن کو بند کیا۔ اور کہا کہ رخصت اب ہم دوسرے امور کی طرف مخاطب ہوتے ہین۔

بادشاہ ہونے سے عبد الملک کے چال چلن مین فرق آگیا تھا۔ وہ علامتون اور فال اور خواب کی تعبیر کا بہت پابند تھا۔ اور اسلیے اُسکو اہل عرب رجیح الحجر کہتے ہین۔

عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہنوز مسلمانون کے بڑے حصہ مملکت مین خلیفہ وقت شمار کیے جاتے تھے۔ اور اپنا دار السلطنت اُنھون نے مکہ کو قرار دیا تھا اور اسی وجہ سے چونکہ اہل اسلام حج کے واسطے مکہ آیا کرتے تھے اُنپر ابن زبیر کا اختیار بہت تھا۔ اسکا رشک عبد الملک کو ہوا۔ اسلیے اُسنے اپنے ملک مین بھی ایسی جگہ بنانا چاہی۔ جس سے اہل اسلام کا اجماع سالانہ وہان بھی کرین۔ اور اس قسم کی جگہ اُسنے یروشلم یعنے بیت المقدس کو تجویز کی۔ جسکو اہل اسلام بسبب تعلقات موسیٰ و عیسیٰ و محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مقدس سمجھتے تھے۔ علاوہ اسکے

وہ مقدس مقام پیغمبرون کا قبرستان تھا۔ عبد الملک نے اس متبرک جگہ کو وسعت دی۔ اور سیڈھیان جنپر حضرت عمرؓ نے نماز پڑھی تھی۔ اُنکو بھی داخل عمارت کرکے وہان مسجد بنائی۔ اور وہ پتھر جو سنگ یعقوب کہلاتا تھا۔ جسپر یعقوبؑ کو خواب ہوا تھا بجاے حجر اسود کے قائم کیا گیا۔ کہ لوگ اُسکو بوسہ دین۔

اُسوقت ایک شجاع اور خونخوار افسر اور بھی تھا۔ جسنے اپنے کو اسلام کی سلطنت کے دشوار حالتون مین آزادرکھا۔ وہ ابو عبیدہ کا بیٹا تھا جسکو الثقفی کہتے ہین۔ وہ طائف کا رہنے والا تھا۔ لیکن اُسکا مشہور لقب المختار تھا۔ اُسکا پہلا ذکر حضرت امام حسنؓ بن علی کرم اللہ وجہہ کی مختصر خلافت مین پایا گیا۔ کہ وہ اس خاندان کی بہی خواہی مین سرگرم تھا۔ اور اُسکا دوسرا ذکر کوفہ مین اُسوقت پایا جاتا ہے۔ کہ حضرت مسلم بن عقیل کو اسی نے اپنے گھر مین جگہ دی۔ اور حضرت امام حسینؓ کے واسطے آدمیون کو فراہم کرنے مین کوشان رہا۔

جب ابن زیاد کوفہ مین آیا۔ اُس سے لوگون نے المختار کی سازشون کا حال کہا۔ اور ابن زیاد نے اُسکو جواب دہ کیا۔ سخت جواب پانے پر ابن زیاد نے اُسکو ایسا مارا۔ کہ ایک آنکھ اُسکی ضایع ہوئی۔ تب اُسکو قید خانہ مین بھیجا۔ جہان وہ تا شہادت حضرت امام حسینؓ علیہ السلام کے گرفتار رہا۔ اُسکی رہائی کی بہ نسبت لوگون نے یزید بن معاویہ سے کوشش کی۔ جسنے اُسکی رہائی کا حکم دیا۔ ابن زیاد نے اُسکو رہا کیا۔ اور ایک نوٹس دی کہ اگر وہ تین روز کے اندر اُسکی حکومت سے خارج نہو جائیگا۔ تو وہ ہلاک کیا جائیگا۔ المختار دھمکی دیتا ہوا روانہ ہوا۔ اور جب اُسکے کسی ایک ساتھی نے پوچھا۔ کے تمھاری آنکھ کیونکر ضایع ہوئی۔ اُسنے کہا کہ اُسی فاحشہ کے بیٹے کی حرکت ہے یعنی ابن زیاد کی۔ ہمپر اللہ کی لعنت ہو اگر ہم اسکے بدلے اُسکو ہلاک کر ڈالین۔ اب انتقام حسینؓ کا اُسکو پورا خیال ہوا۔ اور کہنے لگا کہ

اللہ ہمکو ذلیل کرے اگر ہم اُسقدر آدمی اس انتقام مین نہ ہلاک کرین جتنے لوگ یحیی ابن زکریا کے خون کے بدلے ہلاک کیے گئے۔

اب المختار ابن زبیرؓ کے سامنے حاضر ہوا۔ جو ابھی تخت نشین ہوئے تھے لیکن اُسنے بیعت کرنے سے اُسوقت تک انکار کیا۔ کہ ابن زبیرؓ انتقام حسینؑ کا قصد نکرین اُسنے یہ بھی کہا کہ ابن زبیرؓ کے امورات اُسوقت تک فرفع پر نہونگے۔ جبتک ہم اُنکے لشکر کے سردار نہون اور انتقام حسینؑ نہ لیا جاے۔ المختار اس مقدس شہر یعنی مکہ کے محاصرہ مین دلیری سے لڑا۔ لیکن جب بہ سبب مرنے یزید کے محاصرہ اُٹھا لیا گیا۔ اُسنے خلیفۂ وقت کو اپنی طرف سے سرد مہر پایا۔ اسلیے اُسنے اُنکو چھوڑا۔ اور کوفہ کی راہ لی۔ اور جسقدر مسجدین راہ مین ملین سب مین انتقام حسینؑ کا جوش ڈالا۔ اور اپنے کو منتقم ظاہر کیا۔

کوفہ پہونچکر اُسنے دیکھا کہ میر اعہدہ منتقی کا دوسرے نے لیا۔ یعنی سلیمانؒ نے کہ اپنے مختصر لشکر کے ساتھ روانگی کے قریب تھے۔ شیعان علیؑ کو طلب کرکے اُسنے محمد بن علیؑ (محمد حنفیہ) کی طرف سے جعلی خطوط دکھائے۔ وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے سوتیلے بھائی تھے۔ اور اُس ذریعہ سے المختار نے اعتبار حاصل کیا۔ اور تب سلیمانؒ کی شکایت کی اسی وجہ سے اُنکے لشکر کا تعداد کم ہوگیا۔ جسوقت المختار اس کام مین مصروف تھا کہ اُسپر بغاوت کا جُرم قائم کیا گیا۔ اور پھر اُسی قید خانہ مین قید نبد ہوا۔ جسمین ابن زیاد نے قید کیا تھا۔ اپنے قید کے زمانہ مین اُسنے شیعان علی سے مراسلات رکھا۔ مروان کے مرنے پر وہ قید سے رہا ہوا۔ اور اپنے کو قوی شیعان علیؑ کا سردار پایا۔ جنھون نے اُس سے بیعت بھی کی۔ اور اُسکو خلیفہ وقت قرار دیا۔ اور عہد لیا کہ موافق قرآن اور حدیث کے حکومت کریگا۔ اور دشمنان خاندان حسینؑ سے بدلا لیگا یہین سے فرقہ شیعہ کی بنیاد ہوئی۔

المختار نے انتقام کے کام کو بخوشی قبول کیا۔ اور اپنا لقب منتقم رکھا۔ پہلا شخص جس سے اُسنے بدلا لیا شمر تھا۔ جسنے بوجہ قتل حسینؑ کے اپنے کو ممتاز کیا تھا۔ اسپر المختار کامیاب ہوا اور اُسکو مار ڈالا۔ دوسرا شخص خولی تھا جسنے حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک جدا کیا تھا۔ اسکو المختار نے اُسکے گھر مین گرفتار کیا اور اُسکو جلا ڈالا۔ اُسکا تیسرا مخلوب عمرو بن سعد تھا کہ اُس لشکر کا سردار تھا جسنے حضرت امام حسین علیہ السلام کا محاصرہ کیا تھا۔ اُسکو اور اُسکے دونون بیٹون کو المختار نے مار ڈالا۔ اور اُسکا سر محمد بن علیؑ برادر امام حسینؑ کے پاس بھیجا۔ تب اُسنے عادی ابن حاطم سے بدلا لیا جسنے حضرتؑ کی لاش مبارک سے بے ادبی کی تھی۔ اسکو اُسنے شیعان علیؑ کے حوالہ کیا جنھون نے اُسکو باندھا اور اسقدر تیر اُسپر مارے کہ اُسکا بدن مثل ساہل کے ہوگیا۔ اسطرح المختار نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر قاتلان حسینؑ کو قتل کیا۔

شیعان علی کی مدد سے اُسنے کوفہ پر حکومت کی بلکہ تمام بابلستان پر سلطنت قائم کردی لیکن اُسکو معلوم تھا۔ کہ یہ عہدہ اُسکا عارضی تھا کیونکہ ایک طرف سے شام کا لشکر جسکو عبد الملک نے روانہ کیا اُسکے خلاف مین چلا۔ اور دوسری طرف سے حضرت مصعب خلیفہ ابن زبیرؓ کے بھائی بصرہ سے روانہ ہوئے۔ تب اُسنے فکر کیا۔ کہ اُسکا اختیار باقی رہے۔ اور انتقام لیا کرے۔ اُسنے ابن زبیر سے صلح کا پیغام کیا۔ کہ ہم اپنے لشکر کے ساتھ تمسے آملتے ہین۔ خلیفۂ وقت نے اسکی صداقت پر شک کیا۔ اور اسکا ثبوت طلب کیا۔ اور لکھا کہ ایک لشکر عبد الملک کے مقابلہ کو بھیجو۔ المختار نے فوراً ہی تین ہزار آدمی کا لشکر بزیر سرداری شرحبیل مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ ابن زبیرؓ کہ ہنوز شتبہ تھے ایک چالاک اور ہوشیار سردار کو جسکا نام عباس ابن سہیل تھا کچھ لشکر کے ساتھ اُس سے ملنے کو روانہ کیا۔ اور اُسنے کہا کہ اگر فریب ظاہر ہو تو اُسکے موافق کار بند ہونا۔ انھون نے یہ دیکھکر کہ شرحبیل کے لشکر مین سد کا قحط ہے۔

بہت سی بھیڑ فوج کی - اور بھوکھون مین تقسیم کیا - اسکے باعث سے اُس لشکر مین انتشار آگیا - کوئی پکانے لگا - اور کوئی جلاون کی فکر مین ہوا - اور کوئی کھانے لگا - اُس غیر محفوظ وقت مین عباس اپنے لشکر سے اُنپر آپڑے اور شبیل اور اُسکے چار سو آدمیون کو مار ڈالا - لیکن بقیہ کو پناہ دی - اور اپنے لشکر مین بھرتی کیا -

المختار نے دیکھا کہ ہماری کارروائی پر ابن زبیرؓ نے شک کیا اسلیے ایک خط خانگی طور پر محمد بن علیؓ کو جنکو ابن زبیرؓ نے مکہ مین رہنے کی اجازت دی تھی - اور جو گوشہ نشین تھے لکھا کہ اگر آپ ہتھیار بند ہوجیے - تو ہم قوی لشکر کے ساتھ آپ کی مدد کو آوینگے - محمد بن علیؓ نے زبانی کہلا بھیجا - کہ ہم تمھاری خیر خواہی کے شکر گذار ہوئے - لیکن ہمکو ہتھیار اُٹھانا منظور نہین - ہمنے اپنے معاملہ کو اللہ پر چھوڑا - جب قاصد چلنے لگا تو اُس سے کہا کہ المختار سے کہنا کہ اللہ سے ڈرے اور خونریزی سے احتیاط کرے -

اس رسل و رسائل کی خبر ابن زبیرؓ کو ملی اور وہ محمد بن علیؓ سے بدگمان ہوئے - شیعان علیؓ کہ انتقام حسینؓ کے خواستگار تھے دونون ابن زبیرؓ اور عبد الملک سے کسیکو خلیفہ وقت نہین مانتے تھے اور کعبہ کا حج کرنے کے مجاز تھے - اور جب مکہ آتے تھے تو محمد بن علیؓ کی اور اُنکے خاندان کی تعظیم کیا کرتے تھے - اس سبب سے المختار کے پیغامات آپ کے پاس آتے تھے - ابن زبیرؓ نے بغاوت سے مشتبہ ہوکر محمد حنفیہؓ اور اُنکے متعلقان کو مع ۱۷ سردار صاحبان کوفہ کے نظر بند زمزم کے قریب رکھا - اور سرداران کوفہ کو ڈرایا کہ اگر بیعت نکروگے تو قتل ہوگے -

اُس قید خانے سے اُن لوگون نے المختار کے پاس خطوط بھیجے - اور اپنی خطرناک حالت سے اطلاع دی - اُسنے شیعون کو کوفہ مین فراہم کیا - اور خط پڑھا - اُسنے کہا کہ یہ خط محمد بن علیؓ کے پاس سے آیا ہے خود وہ بھی اور بھی اچھے اچھے لوگ خاندان نبوی سے شل بھیڑ کے قید بند کیے گئے اور قتل کے واسطے تم اُنکو بھی چھوڑ دوگے جیسا

تمنے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کیا اور انکو شہید ہونے دیا۔
المختار کی استدعا پوری ہوئی۔ اور شیعے مکہ جانے کو تیار ہوگئے۔ المختار نے ساڑھے سات سو آدمی دلیر اور عمدہ سوار۔ سخت لڑنے والے۔ خوب ہتھیار بند تیز روچن لیے۔ اور انکو چھوٹے چھوٹے صفحون مین آراستہ کیا۔ کہ ایک دوسرے کے بعد چلین۔ اور دیر دیر مین مثل سمندر کے حلقون کے پہونچین۔ پہلی صف مین ڈیڑھ سو آدمی تھے اور انکا سردار ابو عبد اللہ الجدلی تھا۔ وہ پہلے چلا۔ اسکے پیچھے دوسرا اتنے فاصلہ پر کہ نظر سے نہ معلوم ہو۔ لیکن سبھون نے گھوڑون کو مہمیز دی۔ کیونکہ وقت تنگ تھا۔ اور ابو عبد اللہ مکہ مین پہلے داخل ہوا۔ اسکے مختصر لشکر سے کچھ دور نہوا۔ وہ چاہ زمزم تک پہونچا۔ اور انتقام حسینؑ کہتے ہوئے محافظین کو پسپا کیا۔ اور قید خانے کو کھول دیا۔ اور محمد بن علیؓ اور انکے ساتھیون کو رہا کیا۔ ہنگامہ ہونے سے خلیفہ وقت اور محافظین آئے۔ ابو عبد اللہ انسے لڑتا لیکن محمد بن علیؓ نے دست اندازی کی۔ اور کہا کہ حرم کے اندر لڑنا ممنع ہے۔ خلیفۂ وقت نے دیکھا کہ یکے بعد دیگرے لشکر آتا گیا۔ اور جو آیا اسنے اللہ اکبر پکارا اور انتقام حسینؑ چلایا۔ اس واقعہ سے خلیفۂ وقت کے ہوش اڑگئے۔ انکو محمد بن علیؓ کے ہر دلعزیز ہونے کا حال معلوم تھا۔ اور بغاوت کا خوف ہوا۔ المختار نے اسی وقت خلیفۂ وقت کو قتل کرنا چاہا۔ لیکن محمد بن علیؓ نے ہاتھ پکڑلیا۔ اور معاملہ صلح کے ساتھ طے ہوگیا۔ ابن زبیرؓ پر کچھ صدمہ نہ پہونچا۔ محمد بن علیؓ نے زرکثیر کہ مختار نے بھیجا تھا۔ اپنے دوستون اور ساتھیون مین تقسیم کیا۔ اور تب بحفاظت تمام مکہ سے روانہ ہوئے۔

المختار کو اب اپنے حفاظت کی فکر ہوئی۔ اسکا پرانا دشمن ابن زیاد امیر کوفہ کے لشکر کے ساتھ عبد الملک کی طرف سے اسپر قبضہ کرنے کو آرہا تھا۔ اور اپنے لشکر سے تین روز کے لوٹ کا وعدہ کیا تھا۔ المختار نے اہل شہر کو طلب کیا۔ اور

اپنے قدیم حاکم ظالم اور قاتل حسینؓ سے بدلا لینے کے لیے کہا۔ ایک لشکر بسرداری ابراہیم بن الاشتر حملہ آور ہوا۔ اس محاربہ مین ایک تابوت چادر سے ڈھکا ہوا خچر پر رکھکر ساتھ کیا گیا سکہ اہل لشکر کو اُسے دیکھکر جرأت ہو اور لڑائی مین اُس تابوت کے ساتھ یہ دعا کی جاتی تھی۔ اے اللہ ہمکو اپنی اطاعت مین رکھ اور ضرورت کے وقت مدد کر۔ اسپر سب آمین کہتے تھے۔ ابراہیم کے لشکر نے ابن زیاد کے لشکر سے کچھ فاصلہ پر شہر کوفہ سے مقابلہ کیا۔ وہ گھس پڑے اور مذہبی جوش کے ساتھ انتقام حسینؓ کہتے رہے۔ جس سے ابن زیاد کے دل پر چوٹ آئی۔ لڑائی تند اور خونریز تھی۔ شامی لشکر کو اگرچہ تعداد مین بہت زیادہ تھا پوری شکست ہوئی۔

ابن زیاد بہادری سے لڑکر مارا گیا۔ اور اُسکا بقیہ لشکر بھاگا اور مارا گیا۔ یہ کامیابی تابوت کے باعث سے کہی جاتی ہے۔ جسکو مابعد مین بت پرستی سمجھا گیا۔ اور تعزیہ داری کی اصل بھی یہین سے معلوم ہوتی ہے۔

ابراہیم نے ابن زیاد کی لاش جلوادی اور اُسکا سر المختار کے پاس بھیجا۔ المختار اُسکو دیکھکر بہت خوش ہوا۔ اور اپنی اذیت یاد کرکے اُسکو پھر کاٹا۔

مؤرخ ابو الفدا کا قول ہے کہ اللہ نے شہادت حسینؓ کا بدلا ابن زیاد سے لیا۔ المختار کی کامیابی عرصۂ قلیل کے واسطے تھی۔ اُسنے تلوّن طبع آدمیون پر حکومت کی۔ اور سختی کی۔ اُسنے جسکو امام حسین کا طرفدار نہ دیکھا۔ مار ڈالا۔ اور اُسپر یہ بھی الزام ہے کہ غلامون کو سردارون سے باغی کرایا۔ اُسکے برخلاف مین ایک اجماع ہوا اور حضرت مصعب کو کہ خلیفہ ابن زبیرؓ کے بھائی تھے اور اُنکی جانب سے بصرہ مین حاکم تھے بلایا۔ یہ خبر شبیب کی معرفت بصرہ بھیجی گئی۔ اور وہ یا خدا یا خدا مدد کہتا ہوا شہر مین داخل ہوا۔ اُسنے اُمراے کوفہ کی طرف سے خط دیا۔ حضرت مصعب نے مہلب کو کہ حاکم فارس تھا لکھا کہ لشکر کے ساتھ آوے۔ اور اُسکے آنے پر

دونون لشکر کے ساتھ المختار پر حملہ آور ہون۔ المختار نے محاصرہ مین آنا پسند نہ کیا۔ اُسنے میدان جنگ اختیار کیا۔ اور اپنے شہر کوفہ کی زیر دیوار مقابلہ کیا۔ سخت خونریز لڑائی ہوئی۔ اور تابوت کا اثر کوفیون پر ہوا۔ لیکن المختار سے اُسکے ظلم کے باعث پہلے لوگ بھی متنفر تھے۔ اُسکے لشکر کو شکست ہوئی۔ تب وہ کوفہ کے قلعہ مین قلعہ بند ہوا۔ اور دلیری اور ہنرمندی سے اُسکو سنبھالتا رہا۔ یہانتک کہ اُسکو زخم لگا۔ اور مرگیا۔ قلعہ کے لشکر نے اپنے سالار لشکر کو مُردہ دیکھکر اطاعت کرلی۔ لیکن کل قریب سات ہزار آدمی کے مارے گئے۔

سطرح المختار ابن ابو عبیدہ ثقفی اپنی ترسٹھ برس کی عمر مین مارا گیا۔ اور تین خلیفون کے لشکر کو شکست دی۔ اور صرف اپنے تلوار کی قوت سے بابلستان کا حاکم ہوا۔ اُسنے اپنے دشمن کو کبھی معاف نہ کیا۔ اور انتقام حسینؑ مین پچاس ہزار آدمیون کو مار ڈالا۔ الحق کہ وہ متقم کے لقب کا سزاوار تھا۔

فصل چوتھی

المختار کے شکست سے تمام بابلستان مع اپنی دارالسلطنت کوفہ کے حضرت مصعب ابن زبیرؓ کے قبضہ مین آگیا۔ یہ حضرت سکینہ بنت امام حسینؑ کے شوہر تھے۔ حضرت مصعب کو خلق کے راضی رکھنے کا خوب ڈھنگ تھا۔ اُنکی عمر شباب پر تھی۔ چھتیس ۳۶ برس کی عمر تھی۔ خوبصورت۔ صاحب اخلاق پسندیدہ تھے۔ مترحم اور نہایت شجاع تھے۔ اگرچہ لڑائیون مین کمتر رہے تھے۔ قبل عبدالملک کے بادشاہ ہونے کے وہ اُسکے بڑے دوست تھے۔ لیکن ابن زبیرؓ خلیفہ وقت کے بھائی ہونے سے اب عبدالملک کو سخت عداوت ہوئی۔ اور اُنکو بڑا دشمن جانی سمجھنے لگا۔ جب ابن زیاد کی شکست کا حال معلوم ہوا۔ دوسرا بہت بڑا لشکر فتح بابلستان کے لیے آمادہ کیا۔

خود لشکر کے ساتھ چلا اور دمشق کی حکومت اپنے چچیرے بھائی عمرو بن سعد کو دی۔ اُسنے بہ سبب اُسکی جنگی ہنرمندی کے ایسا کیا تھا۔ اگرچہ دونون مین کی عداوت تھی۔ اور اُسکی وجہ یہ تھی۔ کہ بچپن مین جب کھانے کو دیا جاتا تو جیسا لڑکے کمی بیشی کے واسطے لڑتے ہین یہ بھی آپسمین لڑتے۔ اور اُس لڑائی کا اثر شباب تک رہا۔ اور جوانی مین ایک دوسرے کے جانی دشمن ہوگئے۔ لیکن عبدالملک کی جانشینی سے عمرو سعد کا دل ٹوٹ گیا۔ چونکہ اُسکے چچا مروان نے بہ سبب اُسکی فتحیابی مصر کے اُسکو جانشین کرنے کا عہد کیا تھا۔ اسلیے جیسے ہی عبدالملک نے اُسکو شہر دمشق کی حکومت پر چھوڑا کہ تمام ملک شام کی بادشاہت کا فخر شامل وارث مستحق کے کرنے لگا۔

عبدالملک کو اس غضب کا حال راہ مین معلوم ہوا۔ اور وہ فوراً ہی واپس آیا۔ ایک سخت خونریز لڑائی چچیرے بھائیون مین دمشق کی گلی مین واقع ہوئی۔ عورتین درمیان مین ہوئین اور خونریزی سے باز رکھا۔ یہانتک کہ دونون مین صلح کا اقرارنامہ ہوا۔ اور دونون شخص نے دستخط کیا۔ لیکن عبدالملک نے بدعہدی کی۔ اور فریب کرکے اُسکا سر کاٹ ڈالا۔ اور جنھون نے اُسکی مدد کی تھی۔ سب کو ہلاک کیا۔ اور اُسکے خاندان کو جلاوطن کرڈالا۔

جب عمرو سعد کی زوجہ جلاوطن ہونے لگی۔ اُس سے عبدالملک نے وہ عہدنامہ جسپر دستخط تھا واپس مانگا۔ اُسنے جواب دیا کہ مینے اُسکو اپنے کفن مین لپیٹ رکھا ہے کہ یوم حساب کے دن پیش کرینگے۔

عبدالملک نے بابلستان کی راہ پھر اختیار کی۔ اُسنے آدمی بھیجے تھے۔ کہ کوفہ کے سردارون کو طمع دیجاے۔ انمین سے ابراہیم بن الاشتر بھی تھے جنکو عبدالملک نے لکھا تھا کہ اگر تم میرا ساتھ دوگے۔ تو ہم تمکو حاکم بابلستان بنادینگے انھون نے اُس خط کو حضرت مصعب کو دکھایا۔ کہ ایسے خطوط اور لوگون کے پاس بھی

آئے ہونگے - اسسے مناسب ہو کہ جہان شک بغاوت کا ہو - تلوار سے فوراً انسداد کیجیے - لیکن حضرت مصعبؓ منصف اور مترحم مزاج تھے اسلیے اُنھون نے کہا - کہ ہم مجرد شک پر خونریزی نہ کرینگے - واقعات آیندہ سے معلوم ہوگا - کہ ابراہیم بن الاشتر اہل کوفہ کی تلوّن مزاجی سے واقف تھے -

ایک لڑائی ریگستان کے کنارے پر بلیمائرا کے نزدیک ہوئی - ابراہیم نے اپنے سواردن سے حملہ کیا - اور شام کے صفوف کو توڑ ڈالے - عبد الملک امدادی لشکر سے آپہونچا - اور شکستہ صفون کو درست کرکے حملہ آور ہوا - دوسرے حملے مین ابراہیم مارا گیا - اور کوفیون کا فریب ظاہر ہوگیا - حضرت مصعبؓ کے سالار رسالہ نے حملہ کیا - اور عبد الملک کے خیمہ کی طناب کاٹ ڈالی - لیکن دوسرے کوفی افسرون نے انکار کیا - حضرت مصعبؓ نے ابراہیم کو بچالا لیکن اُنکو مُردہ پاکر بولے کہ افسوس ابراہیم نرہا - حضرت مصعبؓ نے اپنے بیٹے عیسیٰ کی طرف پھر کر اگرچہ وہ ہنوز نابالغ تھا - لیکن اپنے باپ کے ہمراہ بڑی شجاعت سے لڑا تھا کہ اے میرے بیٹے اپنے چچا عبد اللہ ابن زبیرؓ کے پاس جا اور میرا حال اور اہل عراق کی دغابازی کا واقعہ بیان کر - عیسیٰ نے جنمین بمثیل شجاعت اپنے خاندان زبیرؓ کی تھی - اپنے باپ کو تنہا چھوڑ کر جانا پسند نہ کیا - اُسنے کہا کہ ہملوگ بصرہ کو واپس جاوین جہان ہمارے دوست اب بھی ہونگے - اور تب وہان سے چلینگے حضرت مصعبؓ نے کہا کہ نہین اے میرے بیٹے ہم کیونکر اہل قریش کو مغلوب سردار کہلاکر مکہ مین مُنھ دکھادینگے - لڑائی کچھ عرصہ کے واسطے ملتوی رہکر عبد الملک نے حضرت مصعب کے پاس اُنکی پناہ کا پیغام بھیجا - لیکن اُنھون نے کہا کہ ہم فتح کرینگے یا ہلاک ہونگے - لڑائی اب ختم ہوئی جتنا لشکر حضرت مصعبؓ کا تھا سب مارا گیا - اُنکا بیٹا عیسیٰ بھی قتل ہوا - خود اُنپر متواتر زخم لگے - یہانتک کہ اُنکا سر کاٹا گیا - عمر

ابن علیؓ بھی اسی لڑائی مین شہید ہوئے - عبد الملک کامیابی کے ساتھ کوفہ مین داخل ہوا - اہل کوفہ نے اُسکے گرمجوشی سے اجماع کیا - اور اُسکی بیعت کی - اور اُسنے اپنے کو بابلستان اور عراق عجم پر قابض پایا - اُسنے بہت روپیہ تالیف کے واسطے تقسیم کیا - اور بڑی دعوت قلعہ مین کی -

جب اہل دعوت مصروف کھانے مین تھے عبد الملک کے ذہن مین آیا - کہ انسانی نمایش عارضی ہوتی ہے - اُسنے کہا افسوس ہے - کتنے ہی نمایش کے ساتھ ہم رہین - لیکن ہمارا رہنا مثل سایہ کے ہے - جب دعوت کا مجمع برخاست ہوگیا تب بھی اُسکے دلپر اسی کا اثر رہا - اور ایک بوڑھے آدمی سے جسکا بال سفید تھا بہ نسبت قدامت کے پوچھتا رہا - اور جواب پاتا رہا -

عبد الملک نے کہا افسوس ہر جدید چیز فوراً کہنہ ہوجاتی ہے - اور جو شخص ہے - اُسکے بہ نسبت کہا جائیگا کہ وہ تھا - یہ ایک شاعر کا نظم تھا کہ اُسنے پڑھا - جسوقت اس گفتگو مین تھا کہ حضرت مصعبؓ کا سر اُسکے سامنے لایا گیا - جو شخص لایا اُسکو ایکہزار دینار اشرفی ملی - لیکن اُسنے انعام لینے سے انکار کیا - اور کہا کہ مینے بہ سبب ذاتی خصومت کے ایسا کیا ہے -

اُس غریب نے متعجب واقعات جانشینی کے بیان کیے - اُسنے کہا کہ میرا سن ستّر برس کا ہوا - اور مین نے کئی خاندان دیکھے - اسی قلعہ مین امام حسینؓ کا سر ابن زیاد کے سامنے لایا گیا - تب ابن زیاد کا سر المختار کے سامنے پیش ہوا - تب المختار کا سر حضرت مصعبؓ کے پاس آیا - اب مصعب کا سر تمھارے سامنے لایا گیا - وہ اس فسانہ سے بدگمان ہوا - اور ڈرا کہ اس سے یہ مطلب ہے کہ اسی قلعہ مین میرا سر دوسرے کے سامنے پیش کیا جائیگا - اسلیے اُسنے اُس قلعہ کو گروا دیا -

عبد الملک نے اپنے بھائی بشیر ابن مروان کو بابلستان کی حکومت پر نصب کیا۔ جو بہت کم سن تھا۔ اسلیے ایک پرانے شخص کو جسکا نام موسیٰ ابن نصیر تھا۔ بشیر اور اُسکا وزیر مقرر کیا۔ اور وہ خاندان مروانیہ کا عرصہ سے بڑا معتمد علیہ اور خیر خواہ تھا۔ جب اُسکا باپ معتمد رہا تھا۔ ایسا کہا جاتا ہے کہ نصیر عبد العزیز ابن مروان کا آزاد غلام تھا۔ اور اُسنے عہدۂ عالیہ پر اُسکو نصب کیا۔ اسقدر عبد الملک کا اعتبار موسیٰ پر تھا کہ اُسنے کل جنگی اختیارات موسیٰ کو دیے۔ اور کہا کہ اسکی جواب دہی تمہارے سر ہے۔ بشیر جب حکومت پر بیٹھا۔ اُسنے اپنی مُہر موسیٰ کے حوالہ کی۔ اور کل انتظام مملکت اُسکے سپرد کیا۔ یہ موسیٰ آخرش بڑا نیکنام ہوا۔ عبد الملک نے خالد بن عبد اللہ بن زیاد کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا۔ اور خود دمشق کو واپس آیا۔ صوبۂ بابلستان مین آخرش امن نرہا۔ اُسوقت ایک قوی قوم مسلمانون کی فارس مین تھی۔ جنکو معتزلۂ ازرقی کہتے ہین۔ یہ قوم اپنے بانی کے نام سے نامزد ہوئی۔ اُسکو ابن ازرق کہتے تھے۔ وہ حکومت کے منکر تھے اور بغاوت کے شائق۔ مصعبؓ کے زمانۂ حکومت مین انھون نے بغاوت سے بڑی تکلیف پہونچائی تھی۔ اور طرح طرح کے تشدد کیے تھے۔ اُنکی نگرانی مہلب کے علاقے کہ مصعبؓ کے نائب تھے کی گئی تھی۔ یہ شخص لائق سردارون مین اس زمانے کے تھا۔ اور اُنکو بغاوت کی فرصت نہ دیتا تھا۔ جسوقت مصعبؓ اور عبد الملک سے لڑائی ہوئی۔ مہلب فاصلہ پر تھا۔ جیسے ہی اُسکو مصعبؓ کے شکست کا حال معلوم ہوا۔ وہ اپنی حکومت عراق سے بصرہ مین عبد الملک کی اطاعت کے واسطے آیا۔ خالد بن عبد اللہ امیر بصرہ نے اُسکی خدمت قبول کی۔ لیکن اُسکو بصرہ کی حکومت سے برطرف کرکے مالگزاری کا تحصیلدار بنایا۔ اور اُس ملک کی حکومت اپنے بھائی عبد العزیز کے سپرد کی۔ اس تبدیلی کا نتیجہ بُرا ہوا۔ قوم ازرقی نے پھر بغاوت کی۔ اور جب اُنھون نے سُنا۔ کہ

مہلب حکومت سے برطرف ہوا۔ تو وہ بڑے زور شور سے عراق مین آپہونچے۔ عبد العزیز سے مقابلہ کیا۔ لیکن چونکہ وہ مکہ کا رہنے والا تھا دشمنون کا حال نہین جانتا تھا۔ اُسکو پوری شکست ہوئی۔ اور اُسکی جورو گرفتار ہوگئی۔ قید کرنے والون نے سمجھا کہ اُسکا زر مخلصانہ بہت ہوگا۔ لیکن ایک نے یہ خیال کرکے کہ اُسکے حسن سے آپسمین اختلاف نہ پڑجاے اُسکو مار ڈالا۔

عبد الملک کو جب یہ حال معلوم ہوا۔ اُسنے خالد امیر بصرہ کو ملامت کی۔ کہ تمنے مہلب کو کہ تجربہ کار اور بہادر شخص تھا۔ کیون برخاست کرکے ایک معمولی عرب کو حاکم مقرر کیا۔ مناسب ہو کہ مہلب کو پھر حکومت پر نصب کرو۔ اور بشیر کو لکھا کہ پھر مدد دو۔ ایک مرتبہ پھر مہلب نے اپنی قابلیت دکھائی۔ اور قوم ازرقی کو شکست اہواز کے قریب ایک سخت لڑائی مین دی اُسنے اُنکو دم نہ لینے دیا اور اُنکا تعاقب پہاڑ تک کیا۔ اور کامیابی کے ساتھ پھر آیا۔

ان سب خانہ جنگیون کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانون کا رعب بیرونی ملکون مین کم ہوگیا اور قیصر روم نے کئی مرتبہ شام پر حملہ کیا۔ لیکن عبد الملک نے اپنے کو اندرونی دشمنون سے گھرا ہوا پاکر صلح خرید کی اور پچاس ہزار روپیہ سالانہ اور اضافہ کیا۔

فصل پانچوین

سلطان عبد الملک اپنے حال کی کامیابیون سے مشرقی اسلام کے ممالک کا بادشاہ ہوگیا۔ اور اپنی حفاظت کے واسطے عیسائی قیصر سے ذلت کے ساتھ صلح کرلی۔ اب اُسکا قصد ہوا۔ کہ ابن زبیر کو حجاز مین بھی نہ رہنے دین۔ اور اُنپر مکہ مین حملہ آور ہون۔ اور تمام ملک سلامیہ کے تنہا بادشاہ ہوجاوین۔

اس معرکہ کا علاقہ حجاج بن یوسف کو دیا گیا۔ یہ لائق افسرون مین اور نہایت فصیح البیان تھا۔ اسنے خواب دیکھا تھا کہ ابن زبیر اسکے ہاتھ سے مارے گئے۔

یہ دو ہزار آدمیون سے دمشق سے روانہ ہوا۔ اور پانچہزار آدمی اور بھی طارق ابن عماد کے تحت مین اُسکے ساتھ ہوئے۔ سلطان عبد الملک نے یہ بھی اشتہار دیا کہ ابن زبیرؓ کے ساتھیون سے اور اہل شہر سے جو میری اطاعت مین در آوینگے اُنکو حجاج پناہ دیگا۔ اور اپنے لشکر مین بھرتی کریگا۔

حضرت ابن زبیرؓ نے کچھ سوار دشمن کے روکنے کے واسطے روانہ کیا۔ لیکن وہ پسپا کیے گئے۔ اور حجاج آسانی کے ساتھ مکہ کے سامنے آپہونچا۔ اُسنے پہلا خط تیر کے ذریعہ سے شہر کے اندر پھینکا۔ جسمین شہر کے باشندون کو ہدایت تھی۔ کہ ہم ابن زبیرؓ کے ظلم سے تمکو رہا کرنے آئے ہین۔ اور اگر تم عبد اللہ ابن زبیرؓ کو چھوڑ کر ہمسے آملوگے۔ تو ہم تمکو پناہ دیونگے۔ اور وہ اپنے خلیفہ کے لقب کے ساتھ مکہ مین عنقریب دفن ہونگے۔

اب شہر مکہ پر حملہ ہوا۔ ابخن وغیرہ کے ذریعہ سے دیوار مین سوراخ کیا گیا۔ اور شعلے پھینکے گئے۔ جس سے آگ لگ گئی۔ سخت بجلی کی کڑک سے حملہ آور ٹھہر گئے۔ انھون نے کہا کہ اس شہر مقدس پر حملہ کرنے سے قہر الٰہی معلوم ہوتا ہی۔ الحجاج نے انکو اس شک سے باہر کیا۔ اور خود پتھر پھینک کر اہل شہر کو تمثیل دی۔

دوسرے روز اُس سے بھی زیادہ بجلی چمکی۔ جس سے اہل قلعہ کو بھی نقصان پہونچا اسپر الحجاج نے کہا۔ دیکھو جیسا بجلی کا اثر تمپر ہو ویسا ہی تمھارے دشمن پر بھی ہو محصورین نے دلیری سے مقابلہ کیا۔ اور ہر حملہ کو پسپا کیا۔ ابن زبیرؓ اگرچہ ضعیف اور بوڈھے تھے۔ لیکن اُنھون نے اپنے کو لائق بٹیا زبیرؓ کا ثابت کیا۔ ابتدائی محاصرہ مین وہ اکثر خانۂ کعبہ مین رہتے تھے۔ اسلیے یہ متبرک جگہ بھی حملہ کا نشانہ ہوا۔ کچھ حصہ اُسکا گرا دیا گیا۔ اور شعلہ پھینک کر دشمنون نے اسمین آگ لگادی۔ اسلیے آپؓ نے خانۂ کعبہ کا رہنا ترک کیا۔ اور اپنے گھر مین رہنے لگے۔ اُسوقت بھی آپؓ کی والدہ

مشیر تھین - جنمین مردون کی سی شجاعت اور عقل تھی اگرچہ اُنکا سن شریف نوّے برس کا تھا - آپ حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی تھین - اور اپنے کو اُس خاندان کے لائق ثابت کیا - آپ عبداللہ ابن زبیرؓ کے ساتھ قلعہ کی دیوار تک گئین - اور لڑنے والون کو شاباشی دی - اور ضرورت کے وقت مشورہ دیتین - اور جاے خطرہ مین حاضر رہتین - محاصرہ سختی کے ساتھ ہونے لگا - حضرت ابن زبیرؓ کے لوگ جانی دوست شہید ہوئے اور لوگ بیدل ہوگئے - قریب دس ہزار آدمیون کے دشمن سے جا ملے - بلکہ خود عبداللہ ابن زبیرؓ کے بیٹے حمزہ اور خبیب نے باپ کو چھوڑکر دشمن سے پناہ لی - آپ نے اپنی والدہ سے مشورہ لیا - اس شکستہ حالت مین کہ اُنکے اسباب حرب ختم ہوگئے - اور اُنکے اپنے لوگ اُنکو چھوڑ رہے تھے - اُنکے ماتحت کے افسر نے پناہ اُنکے واسطے لی - انھون نے جواب دیا کہ اے میرے بیٹے تم اپنے جی سے انصاف کرو - اگر تمکو معلوم ہوتا ہو کہ تم حق بجانب ہو - تو قائم رہو - تمھارے باپ زبیرؓ نے اسی مین انتقال کیا - اور تمھارے دوستون نے بھی - تم اپنا سر بنی امیہ کے مقابل مین نیچا نکرو - عزت کے ساتھ مرنا اچھا ہو مقہر بیعزتی کے جینے سے -

خلیفہ وقت نے اپنی والدہ کی پیشانی کو بوسہ دیا - اور کہا کہ میرا خیال بھی ایسا ہی ہو - اور ابتک جو مین نے کیا صرف اللہ کے واسطے کیا - اسوقت سے تم اپنے بیٹے کو مُردہ سمجھو - اور میرا بیحد غم کرنے سے احتیاط کرنا - انھون نے جواب دیا - کہ میرا بھروسا اللہ پر ہو - اور ہمکو تمھاری طرف سے اطمینان ہو - اے میرے بیٹے ہم خواہ تمھارے آگے آوین یا پیچھے -

جب رخصت کے وقت حضرت عبداللہؓ سے اُنکی والدہ بغلگیر ہونے لگین انھون نے آپ کے بدن مین زرہ دیکھا اور فرمایا کہ اسکو بھی اُتار دو - کہ تم شہادت کے واسطے آمادہ ہو - ابن زبیرؓ نے جواب دیا کہ یہ زرہ پہنے آپ کی حفاظت کے واسطے پہنی تھی

اپنے لیے نہین - اور یہ کہ مرنے کے بعد بیعزتی سے بچین -

آپ نے جواب دیا کہ بھیڑ جب ذبح ہوچکی تو اسکو کھال اُدھیڑنے کی اذیت نہین - اِن باتون کے ساتھ آپؓ نے اپنے بیٹے ابن زبیرؓ کو ایک شیشی دی جسمین خوشبو مشک تھا کہ جس سے اُنکو ہمت ہو - اور ابن زبیرؓ شہادت کے شوق مین روانہ ہوئے - اِس آخری حملہ سے خلیفہ وقت کے دشمنون مین خوف اور تعجب پڑا - ایک مختصر حملہ کے ساتھ آپؓ نے دیوار کے روزن سے دشمن کو پسپا کیا - اُنکو گڑھے مین ڈھایا اور اپنے ہاتھ سے بیحساب آدمی قتل کیے - بہت لوگ اپنی جگہ مین جمع رہے اور برابر لڑتے رہے یہانتک کہ آپؓ کے ساتھی سب قتل ہوئے - اور تیر ختم ہوگئے سواے تلوار اور نیزے کے کچھ نرہا - آپؓ اب قدم قدم اپنا رُخ دشمن کی طرف کیے پیچھے ہٹے - اور ہر قدم پر دشمن سے لڑتے گئے - یہانتک کہ وہ ایک نشیب مین آپڑے - جہان سے صرف اُنکے آگے کی جانب سے حملہ ہوسکتا تھا - یہان اپنی آخری استقامت آپؓ نے کی - آپؓ کے مخالف کی جرأت نہ پڑی کہ آپ کے ہتھیار کی پہونچ تک آسکین - دور ہی سے اُنھون نے تیر پھینکے - اور جب یہ بھی ختم ہوا - اینٹا کھپڑا اور پتھر پھینکنا شروع کیا - ایک پتھر سر مین لگنے سے خون داڑھی اور چہرے پر آگیا - اور آپ کو غشی طاری ہوئی - آپؓ پر حملہ آورون نے خوشی کی صدا بلند کی - تب آپؓ کو ہوش آیا - اور ایک شاعر کا شعر پڑھا جسکا مضمون یہ تھا کہ ہمارے زخم کا خون آگے کی طرف گرتا ہے پس پشت نہین - اسکے مطلب یہ تھے کہ ہم مقابلہ کرنے مین شہید ہوئے ہین - نہ بھاگنے مین زخمی ہوئے - یہانتک کہ آپ کو کثرت زخم سے ضعف آتا گیا - اور دشمن نزدیک ہوتے گئے - اور آپ کا سر مبارک کاٹ ڈالا - اسطرح حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ ۷۳ ہجری مین اپنی بہتر برس کی عمر مین بعد نو برس کی پُرآشوب خلافت کے شہید ہوئے - طارق ابن عمار نے ابن زبیرؓ کی

سنقا

مستقل بہادری کو دیکھکر کہا۔ کسی عورت نے اتنے زیادہ شجاع آدمی نہین پیدا کیا ہوگا۔ حجاج نے کہا تم کیونکر ایسے شخص کے بہ نسبت کہ امیر المومنین کا دشمن ہو۔ اسقدر تعریف کرتے ہو۔ لیکن سلطان عبد الملک تک جب یہ گفتگو پہونچی۔ وہ بھی طارق کا متفق الراے ہوا۔ اور کہا کہ جو طارق نے کہا نہایت صحیح ہے۔ جب حضرت عبد اللہ ابن زبیرؓ کی شہادت کی خبر آپ کی والدہ حضرت اسماؓ کو پہونچی۔ انکو جوش آیا اور جریان خون ہوا۔ جس سے آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت عبد اللہ ابن زبیرؓ کے بہ نسبت امیر معاویہ صاحب نے فرمایا تھا کہ انمین شیر کی شجاعت اور لومڑی کی ہوشیاری تھی۔ آپؓ مین کسی قسم کی برائی نہ تھی۔ لیکن خرچ آپ کا بڑے انتظام سے تھا۔ آپؓ نے ایک پوشاک کئی برس تک پہنی۔ بعض عرب کہتے تھے کہ یہ اول شخص ہین جنمین شیر کی بہادری اور لومڑی کی ہوشیاری کا اجماع تھا۔ لیکن بیرونی فتوحات سے کل اہل عرب کی بہادری کے چلن مین فرق آگیا تھا۔ آپؓ کی شہرت پرہیزگاری کے باعث سے بھی تھی۔ اور نمازمین ایسے بیحس ہوجاتے تھے اور دیر پا رہتے تھے کہ ایک مرتبہ کبوتروں نے مورت سمجھکر آپؓ کے سر مبارک پر آشیانہ بنایا

حضرت عبد اللہ ابن زبیرؓ کی شہادت کے بعد کل اسلام کے ممالک ایک بادشاہ کے تصرف مین آگئے۔ اور کل عرب سردارون نے عبد الملک کے تحت مین رہنا قبول کیا۔ اور اُس سے جا ملے۔

تسلط سلطنت عبد الملک ۷۳ھ

باب گیارہوان

فصل پہلی

جیسے ہی سلطان عبد الملک کے فتوحات چمکیلے تھے۔ اُسی قدر اُسکا ظلم اہل مکہ اور مدینہ کے ساتھ تھا۔ وہ حنیفہ جرم کے واسطے سخت سزا دیتا۔ اور بھی

صرف شبہہ پر معمل ہوتا۔ اور اکثرون کے گلے پر ذلیل کرنے کے لیے پیسے سے چھاپتا۔ اُسکا مشہور کام خانۂ کعبہ کا پھر سے مرمت کرنا تھا۔ کچھ عرصہ تک اہل مکہ اور مدینہ **عبد الملک** کا ظلم اُٹھایا کیے۔ اور حضرت **عبد اللہ ابن زبیرؓ** کی مترحم حکومت کو یاد کرکے افسوس کرتے۔ لیکن احوال ذیل کی طرف اُسکے مخاطب ہونے سے اور اہل ملک سے دور پڑجانے کے باعث لوگ بہت خوش ہوئے۔

اگرچہ **عبد الملک ابن زبیرؓ** کے بعد تمام ممالک اسلام پر حاوی ہوگیا لیکن **عبد اللہ ابن ہبیرہ** کو کہ امیر خراسان تھا اُسکی موافقت مین در آنے مین تامل تھا۔ **عبد الملک** نے اسلیے متابعت مین درلانے کے واسطے قاصد بھیجا۔ اور لکھا کہ اس صلہ مین سات برس تک ہم تمکو حاکم خراسان رہنے دینگے۔ اسکے ساتھ اُسنے حضرت **ابن زبیرؓ** کا سر بھی بھیجا۔ کہ اگر خلاف ہوگے۔ تو تمھارا سر بھی اسی طرح قتل کیا جائیگا۔ امیر خراسان بعوض موافقت اور ڈر **عبد الملک** کے اُسکی حرکت سے ناراض ہوا۔ اور سر مبارک کی بڑی تعظیم کی۔ اور اُسکو غسل دیا۔ کفنایا معطر کیا۔ اور اُسپر نماز جنازہ پڑھی۔ اور اُنکے خاندان مین دفن کے واسطے مدینہ طیبہ روانہ کیا۔ تب قاصد کو طلب کرکے **عبد الملک** کا خط پھاڑ ڈالا۔ اور قاصد سے کہا کہ تمھاری جان صرف قاصد ہونے کی وجہ سے بچی۔

اسی معرکہ کے واسطے **حجاج بن یوسف** حجاز سے طلب کیا گیا۔ اور خراسان کی طرف بڑے لشکر کے ساتھ روانہ کیا گیا۔

وہ خراسان مین داخل ہوا۔ اور متواتر لڑائیون مین امیر خراسان کو شکست دی۔ اور اُسکو مار ڈالا۔ اور تمام صوبون کو اطاعت مین درلایا۔ ان کارگزاریون کے باعث **حجاج** بابلستان اور عراق کا حاکم بوجہ انتقال **بشیر** کے مقرر ہوا۔ کہ ان صوبجات کو پوری طرح اطاعت مین درلائے۔

صوبۂ بابلستان اگرچہ سابق مین ملک فارس کا اک جزو تھا لیکن حال حلن مین اُسکا پیرو کا رنہ تھا۔ یہ صوبہ بادشاہ کے نائبون سے حکومت کیا جاتا تھا۔ اور درمیان فارس اور عرب کے واقع ہی۔ اس سبب سے دونون جگہون کے باشندون سے آباد ہی۔ لیکن دونون جگہون مین سے کسیکی صفت اُسمین نہین ہی۔ نہ اُنمین سادگی اور ایمانداری اہل عرب کی ہی۔ نہ صفائی اور اخلاق اہل فارس کے ہین۔ اُنکے دل مین ہمیشہ اپنے حکام کی طرف سے بغاوت رہتی تھی۔ بڑے شوریشت تھے اور نیا مذہب قبول کرنے مین بڑے مستعد۔

قبل تسلط اہل اسلام کے۔ جب عراق اور شام کہ ہمسرحد ہین فارس کا محکوم تھا۔ اُنمین ایک قسم کی مخالفت تھی۔ اب جو اہل اسلام کا دونون مطیع ہوا اسوقت بھی وہی اختلاف دونون مین پھر پیدا ہوا۔

درگاہ شام نبی امیہ کا طرفدار رہا عراق خاندان علی کرم اللہ وجہہ کا جانبدار رہا۔ بعد اکٹھے ہوجانے سلطنت اسلام کے عراق مین پیچنی رہی۔ اور ہنوز دل مین بغاوت کی آگ شعلہ زن رہی۔ آگے معلوم ہوگا کہ حجاج نے اس پُرآشوب صوبہ کے ساتھ کیا کیا۔

فصل دوسری

حجاج کو معلوم ہوا کہ ہمکو کیسے آدمیون پر حکومت کرنی ہی۔ وہ گھوڑے پر سوار چار ہزار سوارون کے ساتھ کوفہ کی مسجد مین داخل ہوا۔ اور منبر پر چڑھکر وعظ کہا۔ جس سے ظاہر ہو کہ وہ کس سختی سے حکومت کریگا۔ وہ اُنکی طرف کہ قتل عثمان مین پیٹے گئے تھے نہایت سخت تھا۔ اور ایک شخص اور جسکے ساتھ اُسنے سختی کی پُرانے موسیٰ ابن نصیر تھے۔ جو بشیر متوفی کے وزیر تھے۔ اُسنے اُنکی شکایت کی کہ بیت المال کا روپیہ تلف کیا۔ اور تصرف کیا ہی۔ اور اس شکایت کو عبدالملک نے سُن لیا۔

اتفاقاً دمشق سے اُسکے ایک دوست نے اس حال کو لکھا۔ اور خطرے سے مطلع کیا۔ تمھاری برطرفی کا حکم ہوچکا۔ حجاج کے پاس حکم گیا ہو۔ کہ تمکو گرفتار کرے اور تمکو سخت سزا پہونچاوے۔ پس بھاگو۔ بھاگو۔ تمھاری سلامتی تمھارے گھوڑے کی تیزی مین ہو۔ اگر تم اپنے کو عبد العزیز بن مروان کی پناہ مین ڈالوگے تو محفوظ رہوگے۔

موسیٰ گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور دمشق مین عبد العزیز کے پاس پہونچا جو مصر کا خزانہ لیکر آیا تھا۔ عبد العزیز نے اُسکو پناہ دی اور اپنے ساتھ لیکر عبد الملک کے پاس آیا۔ عبد الملک نے کہا کسطرح تو اپنی داڑھی دکھاتا ہو۔ موسیٰ نے جواب دیا کہ ہم اسکو کیون چھپا دین۔ ہمنے اے امیر المومنین کون جرم کیا ہو۔ جواب۔ تونے میری حکم عدولی کی اور کل خزانہ ضایع کیا۔ موسیٰ نے کہا ہمنے ایسا نہین کیا۔ مثل ایماندار رعایا کے کام کیا ہو۔ میرا کام ہمیشہ سچا اور میرا قصد ہمیشہ پاک ہو۔ عبد الملک نے کہا تمکو اپنے خیانت کا پچاس گونہ دینا چاہیے۔ اسپر موسیٰ کچھ سخت جواب دینے کو تھا لیکن عبد العزیز نے اشارہ کیا۔ تب اُسنے کہا کہ اے امیر المومنین آپ کی مرضی کی تعمیل ہوگی۔ اُسپر پچاس ہزار دینار سرخ جرمانہ ہوا جسکو عبد العزیز نے دیا اور اُسکو اپنے ساتھ مصر لیگیا۔

اب یہان حجاج نے عراق مین کیا بنایا لکھا جاتا ہو۔ جب وہ اپنی سخت حکومت کوفہ پر قائم کرچکا۔ تب وہ بصرہ کی طرف گیا۔ اور وہان بھی چرب زبانی اور سختی سے کام کیا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بغاوت پھیلی۔ جو وہ چاہتا تھا ہوا۔ اُسنے میدان جنگ اختیار کیا باغیون کو شکست دی اور اٹھارہ سردارون کا سر عبد الملک کے پاس روانہ کیا۔ تب اُسنے بصرہ کا انتظام شروع کیا۔ اُسنے مابعد مین اپنے دو نائبون کو ارزقی معتزلون کی انسداد کے واسطے بھیجا۔ اور شکست دی۔ اور

اُس صوبہ سے اُنکو نکالدیا۔ ۱۰۶ھ ہجری مین دوخارجیون شبیب ابن زید اور صالح ابن مریم نے عبد الملک کی ہلاکت کے واسطے مشورہ کیا۔ اُنکی بغاوت ظاہر ہوگئی لیکن وہ بھاگے اور قصبۂ دارس مین صوبۂ مسوپٹومیہ کے پناہ گزین ہوئے۔ یہان اُنھون نے ایکسو بیس اپنے ساتھی پیدا کیے۔ صالح نہایت فصیح البیان تھا۔ اور اُسکی تقریر نہایت شستہ تھی۔ اُسکے ساتھیون اور شبیب نے اُسکی بڑی تعظیم کی۔ یہانتک کہ اُسکو امیر المومنین قرار دیا۔ اُسکے ساتھی سب ہتھیار بند تھے۔ لیکن بلا گھوڑے کے پیادہ پا تھے۔ اسلیے وہ اُنکو اطراف کے مواضعات مین لیگیا۔ جہان بہت سے گھوڑے اُنکے ہاتھ آئے۔ محمد برادر عبد الملک نے کہ صوبہ مسوپٹومیہ کا حاکم تھا۔ جب انکی خبر سُنی بہت ہنسا اور عادی کو پانسو آدمیون سے اُنکی انسداد کے واسطے روانہ کیا۔ عادی کو تامل تھا۔ اُسنے کہا کہ ایک پاگل آدمی پانچ سپاہیون سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ تب امیر نے کہا کہ اچھا ایک ہزار سوار اپنے ساتھ لیلو۔ عادی نے اُنکو میدان مین پایا۔ اور اُنکی تعداد روزانہ ایک دو آدمیون سے بڑھتی گئی۔ عادی کے پہونچنے پر انھون نے جنگ کی تیاریان کی۔ اور یہ یقین تھا کہ فرشتے مدد کرینگے۔ عادی نے اُنسے گفتگو کی اور اُنکو سمجھایا۔ لیکن صالح نے اپنی خلافت کا اظہار کرکے اُنکو اپنی طرف مدعو کیا۔ کہ اطاعت مین درآوین گفتگو صبح کو طے ہوچکی۔ عادی کو تامل تھا کہ اتنے تھوڑے آدمیون پر کہ راہ بھولے ہوئے ہین کیا حملہ کرین۔ ظہر کے وقت یہ سب نماز مین مصروف تھے۔ اُسوقت صالح اور اُسکے مختصر لشکر اللہ اکبر کہتے ہوئے اُنپر آپڑے۔ اور عادی مارا گیا۔ اور اُسکا جسم پامال کیا گیا۔ اور اُسکا لشکر قتل کیا گیا۔ اور منتشر ہوا۔ اُنکا اسباب اور ہتھیار ان لوگون کے ہاتھ آیا۔

اسکے بعد اُنکی تعداد بہت بڑھگئی۔ حجاج نے پانچہزار آدمی اُنکی انسداد کے واسطے بزیر حکومت حارث المدنی کے روانہ کیا۔ یہ اچانک مین صالح اور شبیب پر

کہ صرف نوے آدمیون سے تھا ایک دہات مین کہ موصل سے قریب ہے آپڑے - ان لوگون نے حملہ کیا لیکن صالح مارا گیا - اور اُسکے بیس ساتھی بھی - اور شبیب مع بقیہ آدمیون کے قلعہ باغی مین کہ پرانا اور شکستہ تھا پناہ گزین ہوا - کامیابون نے اُس قلعہ کے دروازے پر بڑی آگ روشن کی - اور اسکے منتظر رہے کہ وہ لوگ قلعہ مین جل مرینگے -

جب رات ہوئی شبیب نے کہ بھاگنے کی تاک مین تھا - آگ کی روشنی مین دیکھا کہ اکثر محاصرین تھک کر سو رہے - تب اُسنے اپنے آدمیون سے بیعت لی - اور اپنا اپنا کپڑہ پانی مین بھیگا کر جلتے ہوئے دروازے سے نکلے - اور تلوار لیے دشمن پر آپڑے - اور چونکہ سب سو رہے تھے - سمجھے کہ بہت بڑا لشکر آپڑا - انتشار مین بھاگے اور راہ مین نہ ٹھہرے تھے جبتک موصل نہ پہونچے - اور دوسرے پناہ کے شہرون مین پناہ نہ لی - غنیم کا بہت بڑا سامان اور اسباب ہاتھ آیا - اب اُسنے اپنے کو امیر المومنین ظاہر کیا - اور اُسکے ساتھی اُسکے نشان کے نیچے مجتمع تھے - اکثرون کے بہم ہو جانے سے وہ کوفہ کی طرف چلا - اور حجاج کی غیر حاضری سے کہ بصرہ مین تھا اپنے کو تا اُس جگہ کا بنایا - یہان اُسکی جورد غزالہ بھی آپہونچی - اور اسمین شک نہین کہ اہل کوفہ اُس سے زیادہ راضی بہ نسبت حجاج کے تھے - کہ ظالم تھا - اسکی بھی حکومت کوفہ پر عارضی تھی حجاج نے شام کی لشکر کی مدد کے ساتھ کوفہ پر حملہ کیا - اس شہر کے قریب کے میدان مین شبیب چار ہزار آدمیون سے مقابل ہوا - لیکن انکو شکست ہوئی - اور غزالہ شبیب کی جورو کہ میدان جنگ مین شریک تھی - ماری گئی - شبیب اپنے بقیہ لشکر کے ساتھ فرار ہوا - اور دجلہ کو عبور کیا - اور فارس سے مدد فراہم کرکے پھر عراق کو واپس آیا - اُسنے ذوجبل الاہواز کے پُل پر مقابلہ کیا - لیکن اُسکے گھوڑے نے علف لی - اور وہ پانی مین گرا - دو مرتبہ وہ پانی کی

سطح پر نمایان ہوا۔ اور ایک مرتبہ بولا کہ اللہ کا حکم بہت ٹھیک ہی۔ اور دوسری مرتبہ بولا کہ اللہ کی مشیت پوری ہونی چاہیے۔ اُسکے ساتھیون نے غم کی صدا بلند کی۔ اور بھاگے۔ جب دریا مین جال ڈالا گیا۔ اُسکی لاش نکلی۔ اُسکا سر کاٹ کر **حجاج** کے پاس بھیجا گیا۔ اور وہان سے **عبد الملک** کے پاس پہونچا۔ اُسکا کلیجہ بھی نکالا گیا۔ پتھر سے زیادہ سخت تھا۔ اُسکی بہادری مین کچھ شک نہین۔ عربی مؤرخ لکھتے ہین کہ اُسکی موت کا حال پیشین گوئی سے معلوم تھا۔ اُسکی مان ایک خوبصورت عیسائی لونڈی تھی۔ جسکو **یزید ابن نعیم** نے اپنے حرم کے لیے خریدا تھا۔ قبل اِسکے کہ وہ حرم مین داخل ہو۔ وہ لڑکا جنی یعنی **شبیب**۔ قبل جننے اِس لڑکے کے اُسنے خواب دیکھا۔ کہ ایک انگورا سینہ سے نکلا اور برجون کو روشن کرتا ہوا سمندر مین گرا اور بجھ گیا اسکا اسقدر اُسکو اعتبار تھا۔ کہ جب اُسکی مان سے لوگون نے کہا کہ **شبیب** لڑائی مین مارا گیا۔ تو اُسنے یقین نہین کیا۔ اور کہا کہ میرا بٹیا صرف ڈوب کر مریگا۔ **شبیب** کے مرنے کے وقت اُسکا سن بجاپن برس کا تھا۔ **حجاج** کو ان صوبون مین ایک مرحلہ اور پیش آیا۔ درمیان اُسکے اور اُسکے ماتحت افسر کے کہ **عبد الرحمن بن محمد** نام تھا نزاع تھی۔ اُسکی ہلاکت کے لیے یا ایسے دشمن کو نظر سے دور رکھنے کے لیے **حجاج** نے اُسکو **ترکستان** کی سرحد پر کون سے لڑنے کے لیے روانہ کیا۔ **عبد الرحمن** میدان جنگ کی طرف چلا۔ اور جب فاصلہ پر پہونچا۔ اور اپنے زیر حکومت قوی لشکر کو دیکھا۔ ایک حیلہ سوچا۔ خواہ انتقام کی نظر سے ہو۔ یا بلند حوصلگی کے باعث۔ اپنے لشکر سے مخاطب ہو کر اُسنے کہا۔ کہ ہماری تعداد دشمن کے مقابل مین بہت کم ہی۔ اُس سے حجاج کا مطلب ہی کہ ہملوگ ہلاک ہون۔

اس گفتگو سے اُسکے مطلب کے موافق بات پیدا ہوئی۔ لشکر نے عبد الرحمن کے ساتھ دینے کا عہد کیا۔ اور حجاج سے انتقام لینا چاہا۔ بغیر اسکے کہ اُنکو ٹھنڈا ہونے دے

فوراً اُنکو واپس لے گیا۔ حجاج نے اس فریب کی خبر سنی اور میدان جنگ مین مقابلہ کے واسطے آیا۔ لیکن شکست اُٹھائی۔ عبدالرحمن تب بصرہ مین داخل ہوا۔ لوگون نے اُسکو اپنا حامی سمجھکر مبارکباد دی۔ بلکہ اُن لوگون نے اُسکو خلیفۂ وقت قرار دیا اس خطاب کو لیکر وہ کوفہ کی جانب بڑھا۔ اور راہ مین حجاج کو پھر شکست دی۔ اور کوفہ مین داخل ہوا۔ اور کوفیون نے خوش ہوکر ساتھ دیا کہ ظالم سے خلاص پایا۔

عبدالرحمن اب تمام ملک مین کہ لب فرات اور دجلہ تھا خلیفۂ وقت مانا گیا۔ اور اُسکے ساتھ اب اسقدر آدمی ہوئے۔ کہ اُسکے لشکر کی تعداد ایک لاکھ تک پہونچی۔ متواتر شکست سے حجاج کو تجربہ ہوتا گیا۔ پھر اُسنے عراق مین لشکر فراہم کیا۔ کہ ہنوز عبدالملک کی اطاعت مین تھا اور کچھ لشکر شام سے مدد کے لیے آیا۔ دونون کے لشکر مقابل مین رہے اور خفیف لڑائی ہوا کی۔ لیکن پوری لڑائی کی جرأت کسی نے نہین کی۔

حجاج کا مطلب تھا کہ اپنی عمدہ جنگی ہنرمندی دکھلاوین اور اُسمین وہ کامیاب ہوا۔ کسی طرح سے حجاج نے عبدالرحمن کو مع پانچہزار آدمیون کے اصل لشکر سے جُدا کیا اور اُسکو پسپا کیا۔ اور قلعہ بند ہونے پر مجبور کیا۔ جہان وہ ایسا محصور ہوا کہ اُسکو امید نکلنے کی نہ رہی۔ اور بلندی سے کود کر مرنا قبول کیا۔ بہ نسبت اسکے کہ حجاج کے ہاتھ مین گرفتار ہو۔

اسطرح دوسرے خلیفہ کی بھی بغاوت ختم ہوئی۔ عراق کی حفاظت کے واسطے حجاج نے ایک شہر دجلہ پر آباد کیا۔ جسکا نام الواسط رکھا۔ اسلیے کہ وہ کوفہ و بصرہ و بغداد و اہواز سے برابر پچاس کوس کے فاصلہ پر تھا۔

حجاج جسکے ذکر کا اب آگے موقع نہ آئیگا۔ برابر امیر عراق رہا۔ یہانتک کہ ۹۵ھ مین اپنی عمر کے چوّن برس مین مرگیا۔ اُسکے بہ نسبت کہا جاتا ہے کہ اُسنے ایک لاکھ بیس ہزار کا

خون کیا۔ علاوہ اُن لوگون کے جو اُسکی لڑائی مین مارے گئے لاورپانے مرنے کے وقت پچاس ہزار قیدی جیل مین چھوڑ گیا۔ کچھ تعجب نہین کہ وہ ظالم تھا۔

واقعات حضرت سعید بن جبیر رض

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہ اولیاء اللہ سے تھے اور بہترین تابعین سے تھے اور ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ کے شاگرد رشید تھے اور صحرا مین رہا کرتے تھے اور شیر شل کتون کے اُنکی دربانی کرتا تھا۔ اسی حجاج کے ہاتھ سے بوجہ بسبب شہرت خیر کے شہید ہوئے۔ اُسوقت سے حجاج کے حواس مین فتور آیا۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت سنہ ۹۳ ہجری مین ہوئی۔

اپنے موت کی تکلیف مین حجاج نے منجم کو بلوایا۔ اور پوچھا کہ آجکل کوئی بڑا سردار مریگا یا نہین۔ اُسنے کہا کہ ایک سردار جسکا نام کلب ہی مرنے کے قریب ہی۔ حجاج نے کہا یہ میرا ہی نام ہی کیونکہ لڑکپن مین میری مان اسی نام سے ہمکو پکارا کرتی تھی۔ حجاج نے کہا کہ تمکو اس پیشین گوئی کا یقین ہی۔ اور جب اُسنے کہا کہ ہمکو یقین ہی۔ تب حجاج نے کہا کہ ہم تمکو اپنے ساتھ لیتے جائینگے۔ یہ کہکر اُسنے اُس منجم کے قتل کا حکم دیا۔ یہ شخص تماشے کا بہت شایق تھا۔ اور انھین باتون مین اُسکا بہت خرچ تھا

ایک موقع پر ایک عرب نے کہ اُسکو نہین پہچانتا تھا کہا کہ حجاج بڑا ظالم ہی۔ حجاج نے کہا تم ہمکو جانتے ہو اُس عرب نے کہا کہ نہین۔ حجاج نے کہا کہ ہم ہی حجاج ہین۔ اُس عرب نے کہا کہ شاید آپ ہی ہون لیکن آپ جانتے ہین کہ مین اُسی بیوقوف خاندان سے زبیر کے ہون۔ حجاج اسپر ہنسا اور انعام دیا۔

اسکے بعد پھر عراق مین بغاوت ہوئی۔ کوفہ کے بھی تلون مزاج لوگ مطیع ہوگئے۔ ابوالفرج نے لکھا ہی کہ حجاج مرنے کے قریب کیٹھر کھاتا تھا۔

فصل تیسری

سنہ ۹۵ ہجری مین اسلام کے ممالک مین خانہ جنگی نہ رہی۔ اور بغاوت فرو ہوگئی

سب ملک ایک بادشاہ کے تصرف مین آگیا۔ عبد الملک سلطان وقت کی خواہش ہوئی۔ کہ بیرونی فتوحات اسلام کی کہ عرصہ دراز سے موقوف تھی پھر بڑھائی جاے۔ اُسکی پہلی کوشش یہ ہوئی۔ کہ اپنے کو خراج گزاری سے قیصر روم کے خلاص کرے۔

امیر معاویہ بن ابی سفیان کے وقت مین خراجگزاری اصل مین تین ہزار دینار سرخ کی تھی۔ اور اب خراج تین لاکھ پچپن ہزار تک پہونچا تھا۔ اسکے ساتھ تین سو پینسٹھ لونڈیان اور تین سو پینسٹھ عمدہ عربی گھوڑے دیے جاتے تھے۔ خراجگزاری سے گذر کر عبد الملک نے آلد کو کہ اُسکا سالار لشکر تھا۔ قیصر کے ملک مین غارتگری کے واسطے روانہ کیا۔ اور یہ بسبب ایک بغاوت کے تھا کہ خلاف مین قیصر لیونٹس کے ہوئی۔ آلد لوٹ کا اسباب لیکر کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔ اسی طرح شہر لزوکا اور بار سیم مسلمانون کے قبضے عیسائی سالار جرجیس کے فریب سے آگیا۔

عبد الملک کی خواہش ہوئی کہ مسلمانون کی فتوحات شمالی افریقہ مین بھی ہو۔ وہان بھی قیصر کے لوگون کو مسلمانون کی خانہ جنگی سے موقع ملا۔ اور سمندر کے کنارے کے ملکون مین اپنے کو مستحکم کیا۔ ظہیر بن قیس جنکو عبد الملک نے بارقہ کی حکومت سپرد کی تھی۔ ایک بغاوت مین مبتلا ہوکر مارے گئے۔ اور اُنکے بہت ساتھی ہلاک ہوئے۔ اور اسوقت مسلمانون کی جگہ صرف اندرونی اطراف مین رہگئی تھی۔ اسلیے ۷۳ھ ہجری مین عبد الملک نے حسین ابن النعمان کو چالیس ہزار آدمیون سے فتح افریقہ کے واسطے روانہ کیا۔ یہ سردار ایک دم سے شہر کارتھیج کی طرف بڑھے۔ اگرچہ وہ سابق کی طرح پُر مایہ اور زرخیز نہ تھا لیکن تاہم اب بھی مستحکم بندرگاہ تھا۔ اور بلند دیوارون سے گھرا تھا۔ اور اسمین

بہت سے یونانی اور دوسرے عیسائی قلعہ کے لشکر تھے حسین موافق قدیم عرب کے طریقے کے چلے - اُسکا محاصرہ کیا - اور طویل محاصرہ سے اُسکو کمزور کیا - اور اُسپر حملہ آور ہوئے - دیوارون پر سیڑھی لگا کر چڑھگئے اور اپنے کو اُسکا مالک بنالیا - اکثر باشندے مارے گئے اور اکثر صقالیہ اور اسپانیہ مین جا بسے - دیوار گرادی گئی - شہر لوٹا گیا - ادنی سپاہی بھی غنیمت سے مالا مال ہوگیا - فتوحات کی غنیمتون مین قیدی عورتون کا ذکر کہ حسن مین بےنظیر تھین خاصکر مذکور ہی -

مسلمانون کی فتوحات اس طراف مین آگے نہ بڑھی - ہرگاہ یہ لوگ کارتھیج کی ویرانگی مین بدمست تھے - ایک جہازون کا بیڑہ بندر مین نمودار ہوا - اُس موٹی زنجیر کو کہ بندر کی رودک تھی کاٹ ڈالا - اور بندر مین گھس آیا - یہ مرکب لشکر قسطنطینہ اور جزیرۂ صقالیہ کا تھا - مع اسپانیہ کی قوم کاتھ کے اور کل لشکر سردار جان کے تحت مین تھا - کہ بڑا بہادر اور تجربہ کار تھا - حسین نے اپنے کو مقابلہ کے قابل نہ دیکھکر باقاعدہ واپسی اختیار کی - اور اپنے لشکر کو مع اسباب غنیمت طرابلس اور قیروان مین لایا - اور وہان استحکام کے ساتھ رہکر سلطان دقت کی مدد کا امیدوار رہا - جب کچھ عرصہ مین مدد سمندر اور خشکی کے ذریعہ سے آگئی - حسین نے پھر میدان اختیار کیا - اور سردار جان سے قریب یوتیکا کے مقابلہ کیا - اور اُسکو پوری شکست دی - اور نکال دیا - کہ مع بقیہ لشکر کے قسطنطینہ روانہ ہوا -

کارتھیج پر کامیابون نے پھر حملہ کیا اور اب اُسکی تباہی پوری ہوئی - کیونکہ مسلمانون نے انتقام کی نظر سے اُسمین آگ لگادی - اب ویرانگی کے ڈھیر تھے - یہی شہر تھا کہ ایک وقت رومۂ کبری سے کہ دُنیا کی جان تھی مقابلہ کا دعوی رکھتا تھا - قیصری لشکر اب شمالی افریقہ مین نہ رہا - تاہم مسلمانون کے فتوحات کو

تکمیل نہوئی - ملک کے باشندون مین بڑی دشمن ایک دلیر ملکہ تھی جسکی تعظیم اہل ملک مثل پیغمبر کے کرتے تھے - اُسکا اصل نام وھیبہ تھا لیکن اسلام کے مؤرخون نے اُسکا لقب کاہنہ رکھا ہے -

اس کاہنہ کے جھنڈے کے نیچے موزیٹانیا (مراکو) کی قوم موّر اور بہاڑون کی قوم بربرہ اور ریگستان کے سرحد کی قومین فراہم ہوئین - آزاد قومین کہ پہلے اسپین لڑاکرتی تھین - اب مذہبی تعظیم کے ساتھ ایک کی مطیع ہوئین - اس بہادر عورت کے تحت مین اُنمین قاعدہ دانی بھی آگئی تھی - اور قومی حمایت کا جوش آگیا تھا - اور اب بہ نسبت پہلے کے لڑنے کے واسطے زیادہ آمادہ تھے -

بعد متواتر لڑائی کے امیر حسین مصر کی طرف واپس جانے مین مجبور ہوا ملکۂ کاہنہ اس جزوی فتح سے خوش ہوئی - اُسنے سردارون کا ایک عام جلسہ کیا اور کہا کہ اس دشمن کا غائب ہونا چندروزہ ہے - وہ پھر بڑی جماعت سے آوینگے - ان عرب کے لٹیرون کو کیا چیز ہمارے ملک کی طرف مخاطب کرتی ہے - ہمارے شہرون کی غنیمت - چاندی - سونے کہ کھان سے نکالے جاتے ہین - ہمارے باغ اور پاکستان کے پھل اور ہمارے کھلیانون کی پیداوار - ہملوگ اپنے شہرون کو مسمار کرڈالین - خزانون کو تہ زمین کرین - اپنے پھلدار درختون کو گرادین - اپنے کھلیانون کو ویران کرڈالین - اور اسطرح سے اپنے اور لڑنے والون کے درمیان مین دیوار حائل کرین -

اس ملکہ کی باتون کو جنگلی لشکرون نے قبول کیا - کیونکہ اکثر وہ پہاڑون سے فراہم ہوئے تھے اور جائدادون مین وہ بہت کم شریک تھے - شہر پناہ کی دیوارین گرادی گئین عالیشان عمارتین مسمار کی گئین - درخت کاٹے گئے - اور کل ملک شہر مغیرس سے کہ افریقہ کے مغربی ساحل پر ہے طرابلس تک کہ زرخیز اور آباد ملک تھا ویران کیا گیا -

ایک عرصۂ قلیل مین وہ جگہ ویران کی گئی کہ سیکڑون برس مین آباد ہوئی تھی - یہ چال ملکہ کاہنہ کی اگرچہ کتنے ہی عمایت کی نیت سے ہوا خرش اُسکی خرابی کی باعث ہوئی -

شہر کے باشندون نے جب اپنی جائداد کو اسطرح برباد ہوتے دیکھا - انھون نے مسلمانون کی واپسی کو مبارک سمجھا - کہ وہ گویا اُنکے ملک کے حامی ہین - جیساکہ ملکہ کاہنہ نے پیشین گوئی کی تھی - مسلمان زیادہ لشکر کے ساتھ ٹھہرے اور جب ملکہ کاہنہ نے مقابلہ کرنا چاہا - اُسکے لشکر کی تعداد کم ہوتی گئی - اور پہلا جوش بھی نہ رہا - ان لوگون نے بعد سخت خونریز لڑائی کے شکست اُٹھائی - اور ملکہ کاہنہ مسلمانون کے لشکر مین گرفتار آئی - جنھون نے گرفتار کیا اُسکو ملکہ اور کاہنہ سمجھکر نہ مارا - جب وہ اسیر حسین بن نعمان کے پاس لائی گئی اُسکو دو شرط کے گئے - ایمان لائے - یا جزیہ دے - اُسنے دونون سے انکار کیا - اسپر امیر حسین نے اُسکو قتل کرایا -

حسین ابن نعمان اب دمشق کو اپنی فتوحات کی خبر سنانے کے واسطے سلطان عبد الملک کے پاس گئے - اور اپنے ساتھ بہت غنیمت اور فتوحات کی نشانیان لیتے آئے - منجملہ اُسکے ملکہ کاہنہ کا سر بھی تھا - اُنکی بڑی تعظیم اور اعزاز ہوا - اور بارقہ کی حکومت اُنکے ساتھ اضافہ کی گئی -

یہ آخری عہدہ اُنکے نزول کا باعث ہوا - عبد العزیز بن مروان سلطان وقت کا بھائی مصر کا امیر تھا - اور صوبۂ بارقہ کو اپنی حکومت مین داخل سمجھتا تھا - اسلیے اُسنے اپنی طرف سے اپنا نائب مقرر کیا تھا - اس سبب سے جب اُسکو خبر ملی - کہ امیر حسین نے صوبۂ بارقہ کی حکومت کا حکم حاصل کیا ہی - اُسکو نہایت رنج ہوا - جب مصر سے ہوکر امیر حسین اپنی حکومت پر جارہے تھے - عبد العزیز بن مروان نے اُسکی صحت دریافت کی - جب حسین نے اقرار کیا - اسپر بھی عبد العزیز نے شک کیا - اسپر انھون نے فرمان سلطانی دکھلایا - عبد العزیز نے جب دیکھا کہ صحیح ہی حسین سے مستعفی ہونے کی

استدعا کی۔ حسین نے کہا کہ یہ عہد ہے جسمین لینا زیبا نہین ہی۔ اسپر عبد العزیز نے کہا کہ تب ہم تمکو دونون عہدون سے برطرف کرتے ہین۔ اور اُس فرمان کو پھاڑ ڈالا۔ عبد العزیز نے صرف یہی نہین کیا۔ بلکہ حسین کی جائداد بھی ضبط کی۔ اور اسطرح کا تشدد کیا کہ فاتح کا رہیج و فاتح ملکہ کا ہنہ عین اپنی کامیابیون مین ذلت شکست ہو کر قریب مین مر گیا۔

فصل چوتھی

وہ سردار جسکو عبد العزیز نے شمالی افریقہ کی حکومت پر متعین کیا۔ موسیٰ ابن نصیر تھا۔ وہی شخص جو بشیر ابن مروان کا وزیر عراق مین مقرر ہوا تھا اور حجاج کے ظلم سے بسبب مقدمہ تصرف کے بھاگا تھا۔ اور عبد العزیز نے پچاس ہزار دینار جو عبد الملک نے جرمانہ لیا تھا ادا کرایا تھا۔ اور موسیٰ کو اپنے ساتھ مصر لایا تھا یہ ہو سکتا ہی کہ عبد العزیز کو اس شخص کی مقرر کرنا اپنی غرض سے ہو۔ وقت تقرری اس عہدے کے موسیٰ کی عمر ساٹھ برس کی تھی۔ وہ اسوقت تیز اور ہوشیار آدمی تھا۔ اور اُسکی صورت سے شرافت معلوم ہوتی تھی۔ اور داڑھی حنا سے مخضب رکھتا تھا۔ اُسکے تین دلیر بیٹے تھے۔ جنھون نے لڑائیون مین اُسکو مدد دی۔ اور اُنکا وہ بہت فخر کرتا تھا۔ بڑے بیٹے کا نام اُسنے عبد العزیز رکھا تھا۔ یہ بڑا بہادر اور بڑا شخص اپنی جوانی ہی مین اپنے باپ کا دہنا بازو تھا۔ دوسرے بیٹے کا نام مروان تھا اور تیسرے کا عبد العلا نام تھا۔

موسیٰ نے افریقہ کے لشکر سے خیمہ گاہ مین جا ملا۔ اور کہا کہ مین ایک سادہ سپاہی مثل تمھارے ہون۔ جب ہم اچھا کرتے ہین تو اللہ کا شکر کرتے ہین۔ جسنے ہمکو راہ راست دکھلائی۔ جب ہمسے کوئی برائی ہو۔ ہمکو ملامت کرو۔ کہ ہم اُسکو تدارک کرلین۔ کیونکہ ہم سب لوگ گنہگار ہین۔ اور ہم مین خطا کا مادہ ہی۔ ہمکو امیر عبد العزیز کا

حکم ہی۔ کہ تمھارے باقی مشاہرہ کا سہ گونہ تمکو دیا جاے۔ اسکو لو اور اپنے کام مین لاؤ۔ اس مخاطبت سے اہل لشکر کو کسقدر مسرت ہوئی۔ اسکا بیان نہین ہوسکتا۔

جسوقت موسیٰ یہ تقریر کر رہے تھے۔ ایک گوریہ اُنکے سینہ سے آکر لگی۔ اسکو فال خیر سمجھکر موسیٰ نے چھری مانگی۔ اور اُس چڑیا کا سر کاٹ ڈالا۔ اور اُسکے خون سے اپنا کپڑا رنگا۔ اور اُسکے پرون کو ہوا مین اپنے سر کے گرد اُڑا دیا اور کہا کہ فتح فتح قسم ہی اللہ کی فتح ہماری ہی۔

اس سے ظاہر ہی کہ موسیٰ اپنے لشکر کی چال چلن کو سمجھ گیا تھا۔ اور اُنکو اپنی سخاوت سے راضی کر لیا تھا۔ اور اُنکی طرف شفقت سے دیکھتا تھا اور اُنکا بشر دیکھا کرتا تھا۔ اور مزاج دریافت کر لیتا۔ اور اُن افسرون کی غلطی سے بچتا جو اپنے عہدے کے اعزاز کے باعث سے اپنے ماتحت سے مخاطبت نہین کرتے اُسنے کہا کہ گویا اُنکے لبون مین گرہ رہتی ہی۔ جس سے وہ بول نہین سکتے۔

وہ اکثر کہتا کہ سردار مشورہ لینے والا اور تجربہ کار چاہیے۔ لیکن جب وہ کوئی رائے قائم کرلے تو اُسمین مستقل ہونا چاہیے۔ اُسکو دلیر اور ساعی۔ اور کبھی جلد باز۔ اپنی قسمت پر شاکر اور جتنی امید کرے اُس سے زیادہ کوشان ہونا چاہیے۔ اُسکو فتح کے وقت دونا ہوشیار اور دونا شجاع ہونا چاہیے۔

موسیٰ نے شرقی افریقہ کو جسمین طولس اور الجیرس ہی پورا بانی پایا ایک سردار نے قوم بربرہ کے جسکا نام ورکتاف تھا دن رات زغوان اور قیروان کے درمیان مین غارتگری کی تھی۔ اس سے قوم بربرہ کو ایک موقع تھا۔ کہ جب وہ میدان مین شکست اُٹھاتے پہاڑون مین چلے جاتے۔ جو متوازی لب ساحل کے برابر چلا گیا ہی۔ اور ایک حصّہ جبل اطلس کے سلسلہ کا ہی۔ ان پہاڑون کے استحکام مین پناہ لیتے۔ اور اگر تعاقب کیا جاتا تو ریگستان مین چلے جاتے۔ جہان تعاقب غیر ممکن تھا۔

موسیٰ کی ہوشیاری اُنکی دشواریون سے بڑھتی گئی - وہ اپنے لشکر سے اکثر کہتے - ہمت کرو اللہ ہمارے ساتھ ہی - اور دشمنون کے مقابلے کے قابل بنا دیگا - اگرچہ اُنکی پناہ کتنی ہی مستحکم ہو قسم اللہ کی ہم اپنی لڑائی ان پہاڑون کے اوپر لیجا دینگے اور نہ پھرینگے جبتک اُنکے درون کو اپنے تصرف مین نہ لا دینگے - اور اُنکی بلندیون پر قابض نہ ہو جا دینگے - موسیٰ کی باتین خالی نہوتی تھین - اُسنے قوم بربرہ پر میدان مین فتحیابی حاصل کرکے اپنے بیٹون عبد الغزیز اور مروان کو اُنکے تعاقب مین پہاڑون کے درون مین بھیجا - اور دشمنون پر اُنکے پہاڑون کے استحکام مین حملہ آور ہوئے - اور جنوبی ریگستان کے پرے اُنکو ہٹا دیا - ورکتاف اپنے اکثر ساتھیون کے ساتھ مارا گیا - اور موسیٰ نے دیکھا کہ اُسکے بیٹے ہزارون قیدی اور اسباب غنیمت کے ساتھ واپس آئے - نہایت خوشنود ہوا - ایسا لکھا ہی کہ دونون قسم کے قیدی یعنی مرد اور عورت تین لاکھ تھے - اسمین سے پانچوان حصہ سلطان وقت کے پاس بھیجا گیا - موسیٰ نے یہ سب حالات عبد العزیز بن مروان کو لکھا اور چونکہ اُسکے لالچ سے واقف تھا اسلیے بہت غنیمت اور چنے ہوئے گھوڑے اور خوبصورت لونڈیان بھی اُسکے پاس بھیجین -

یہ خط اور غنیمت کا اسباب بہت موقع پر پہونچا - عبد العزیز نے سلطان عبد الملک کا خط پایا جسمین اُسنے ملامت کی تھی کہ تمنے ایک شجاع اور تجربہ کار اور قسمتور امیر حسین بن نعمان افسر کو معزول کیا - اور موسیٰ کو امیر مقرر کیا ہی - جسنے بیت المال کا روپیہ عراق مین تصرف کیا - اسکے جواب مین عبد العزیز نے افریقہ کے فتوحات کا ذکر لکھا - اور لکھا کہ ہم موسیٰ کا خط اسمین منسلک کرتے ہین - کہ اسکو پڑھیے - اور اللہ کا شکر کیجیے - اور دوسری چیزین بھی مع غنیمت کے اسباب کے پہونچین - سلطان عبد الملک کی راے موسیٰ کی جانب سے بدل گئی - اُسنے مزید براں

دو لاکھ کا وظیفہ اُسکے واسطے مقرر کیا - اور ایک ایک لاکھ اُسکے تینون بیٹون کے واسطے بھی - اور ہدایت کی کہ اپنے لشکر مین سے پانچہزار آدمی جنھون نے اپنے کو لڑائی مین ممتاز کیا ہی اور زخم کھائے ہوئے ہین - اُنکو تیس تیس اشرفی سالانہ روزینہ مقرر کرو - آخرش پچاس ہزار دینار کہ **عبد الملک** نے جرمانہ کیا تھا اُسکو معاف کیا - اور حکم دیا کہ ہمارے حصہ کی غنیمت سے مجرا کرلو - اسکے واپس لینے سے **موسیٰ** نے انکار کیا - بلکہ اسکو اسلام کی ترقی مین صرف کیا - جہان قیدیون کی بکری ہوئی - وہ جنکر جوان اور ہوشیار اور تیز اور عالی خاندان کو خرید کرتا - اور اسلام کی تعلیم کرتا - اگر تعلیم پانے پر لائق معلوم ہوئے - تو اُنکو آزاد کرتا - ورنہ پھر قیدیون کے زُمرے مین عام طور پر فروخت ہوتے -

موسیٰ کے فتوحات کی شہرت سے **شام** اور مصر اور دوسرے ملکون کے لوگ آکر اُسکے لشکر مین داخل ہوئے - موسیٰ کے لشکر مین اب خلفاے راشدین کے زمانہ کی طرح صرف مسلمان ہی نہ تھے - بلکہ متفرق قوم اور متفرق مذہب کے لوگ اسلام کے کامیاب جھنڈے کے نیچے فراہم تھے -

اس لشکر مین قوم **عرب** اور **شامی** اور **فارسی** اور **مصری** و **قبطی** اور **افریقی** ہر قسم کے لوگ اپنے اپنے ہتھیار کے ساتھ تھے - موسیٰ نے اکثر اُس ملک لینے والون مین سے اپنے لشکر مین بھرتی کیا - اُنمین بعض عیسائی تھے اور اکثر بُت پرست - لیکن سب سے زیادہ یہود تھے - یہ اہل عرب سے وضع اور اطوار مین بہت جلد ملگئے ان لوگون نے اپنی بنیاد کا نشان بھی **ایشیا** سے ملایا - اُنکے قول کے موافق پانچ نوآبادیان شہر سبا سے کہ یمن مین ہی نکلی - یعنی یہ قومین اپنے سردار **افریق** کے ساتھ وہان سے نکالی گئین - اور اسی سے پانچ قوی قومین بربرہ و زناجین و موزامو داس و زنٹس و گومرس و مورس کی ہوئین -

اسکو موسیٰ نے برضا و خوشدلی پسند کیا - اور قوم بربرہ وغیرہ کو اولاد عربی کہا

اور خون کی رشتہ داری قائم کردی - اسکا یہ اثر ہوا - کہ ہزارون نے بلا جبر اسلام قبول کیا - اور ہزارون لشکر اسلام مین داخل ہوگئے -

بعض قومین جنھین زنٹس کہتے تھے کہ زیادہ سخت تھی موافقت مین نہ درآئی انمین سے کچھ لوگ ایسے تھے کہ ریگستانون مین پھرا کرتے تھے اور کچھ لوگ ایسے تھے کہ جبل اطلس کے کھوہ مین پناہ گزین تھے - اور اسی طرح قوم گومرس بھی تھی کہ زیادہ دلیر اور جنگجو قوم تھی - اور کوہ اطلس پر موریٹانیا مین (مراکو) آباد تھی - ہرگاہ موزا موداس اور بھی مغرب کی طرف لب ساحل پر بحر اطلانتک کے آباد

۸۳ ہجری مین موسیٰ نے بربرہ کی متحدہ قومون سے کہ اپنے سردارون کے کے نیچے فراہم تھے سخت مقابلہ کیا - ان لوگون نے اپنے کو جبل اطلس کے اتحا قائم کیا تھا - جسمین پھر کھا کر دردن سے پہونچ سکتے تھے - یہ سب آسکا ساتھ مقابل ہوئے - لیکن یکے بعد دگرے کئی روز کی سخت لڑائی کے بعد لے لیے گ یہانتک کہ اصل لشکر کے مقابل مین پہونچ گئے - وہان بڑی لڑائی رہی - فریقین کے لشکر مقابل ہوئے - ایک قوم بربرہ کا سردار صف سے آگے بڑھا - او لڑائی کے واسطے اسلام کے سردار کو آوازہ دیا - جواب دینے مین کسی قدر توقف ہوا اسپر موسیٰ نے اپنے بیٹے مروان کی طرف اشارہ کیا - جسکے ہاتھ مین جھنڈا تھا - اُسنے اپنا جھنڈا اپنے بھائی عبدالعزیز کے حوالہ کیا - اور بربرہ کے سردار کے مقابلہ کو بڑھا - بربرہ کے سردار نے کہ سن رسیدہ اور تجربہ کار تھا - ایک نوجوان لڑکے سے مقابلہ کرنے مین تامل کیا - اور حقارت سے دیکھا - اُسنے کہا اپنے خیمہ گاہ کو واپس جاؤ - ہم تمھارے بڈھے باپ کو ایسے حسین بیٹے سے محروم نہین کیا چاہتے - مروان نے اسکا جواب حملہ آوری سے دیا - اور ایسا دبایا کہ وہ پسپا ہوکر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور پھر بڑھا - اُسنے اپنا گھوڑا مروان کی طرف بڑھایا - اور اُسپر نیزہ چلایا -

مروان

مروان نے ایک ہاتھ سے اُسکو پکڑ لیا۔ اور دوسرے ہاتھ سے اپنا نیزہ مارا۔ کہ بربرہ کے سردار کی بغل مین لگا۔ اور گھوڑے کی پیٹھ پر بھی۔ اسطرح کہ گھوڑا اور سردار بھی مرکر گرے۔

اب فریقین مین عام لڑائی ہونے لگی۔ یہ سخت لڑائی خونریز تھی اور مایوسی کے ساتھ ہوئی۔ لیکن آخرش فتح مسلمانون کی ہوئی۔ کسلیاہ اُنکا بادشاہ مارا گیا۔ اور بہت سے قیدی گرفتار ہوئے۔ انکے درمیان مین نہایت خوبصورت عورتین بادشاہون اور افسرون کی بیٹیان بھی تھین۔ غنیمت کی تقسیم کے وقت موسیٰ نے ان عورتون کو اپنے سامنے کھڑا کیا۔ اور اپنے بیٹے مروان کو اجازت دی۔ کہ انمین سے جسکو چاہے پسند کرے۔ اُسنے اسمین سے ایک کو چنا کہ بادشاہ کسلیاہ کی بیٹی تھی۔ اُس سے اُسکے دو بیٹے ہوئے۔ موسیٰ اور عبدالملک۔

فصل پانچوین

موسیٰ کا حوصلہ بری فتوحات پر منحصر نہ رہا۔ اب اُنکی خواہش ہوئی۔ کہ بحری فتوحات بھی حاصل کرنا چاہیے۔ اُنکے علاقجات مین بندرگاہ تھے۔ جہان سے اہل فونیشا اور اہل کارتھیج نے اپنے اقتدارات کے زمانہ مین بحری لشکر روانہ کیا تھا کامیاب عرب کے حملہ آورون کے دل بحری کارروائی مین بدل گئے تھے۔ جب عمرو بن العاص فاتح مصر اسکندریہ مین تھے۔ اُنسے حضرت عمرؓ نے بحر روم (میڈی ٹرینین) کا احوال دریافت کیا۔ عمرو عاص نے جواب دیا تھا کہ وہ بڑا تالاب ہے جسمین سخت اور بیوقوف لوگ ہوتے ہین۔ جیسے چونٹی پلے پہو۔ آپنا جواب حضرت عمرؓ کے واسطے کافی تھا۔ آپؓ کو ہمیشہ ڈر رہتی تھی۔ کہ مسلمان اپنے کو دوسرے محاربہ مین ہلاکت مین نہ ڈالین۔ آپؓ نے بالکل بحری حملہ آوری سے ممانعت کی۔ آپؓ کو خوف تھا کہ اہل فرنگ دررومی کہ زیادہ واقف بحری کامون سے تھے۔ ناتجربہ کار

اہل عرب پر غالب نہ آجاوین - اب مسلمانون کے پاس بندرگاہون مین شام اور مصر کے جنگی جہازات کے بیڑے تھے - اور عیسائیون سے برّی اور بحری دونون مقابلہ کیا - سلطان عبد الملک نے موسیٰ کے مسبوق حسین ابن النعمان کو طونس مین گودی بنانے کا حکم دیا تھا - موسیٰ نے اس حکم کی تعمیل اپنے اوپر لیلی - اور جہازات بنانے کی بھی تیاری کی -

اکثر لوگون نے موسیٰ کو گھیرا اور مشتبہ کرکے اس ارادے سے باز رکھنا چاہا - اور اس خیال کو بیوقوفی ٹھہرائی - لیکن ایک پرانے ضعیف اہل بربر نے کہ مسلمان ہوگیا تھا کچھ اور ہی سنایا - اُسنے کہا کہ میرا سن ایک سو بتیس برس کا ہی - اور مجھکو خوب یاد ہی کہ میرا باپ کہتا تھا - کہ جب کارتھیج کے مالک نے اس شہر کی بنیاد ڈالنا چاہی - تو سب لوگون نے اسی طرح اُسکو باز رکھنا چاہا - لیکن ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا کہ ای بادشاہ اپنا ہاتھ لگائے اور انجام ہوجائیگا - کیونکہ آپ کے مسبوق بادشاہون نے جو چاہا کیا - اور مین آپ سے کہتا ہون ای امیر آپ اس کام مین ہاتھ لگائے اور اللہ تعالےٰ انجام کردیگا - موسیٰ نے اس کام مین ہاتھ لگایا - اور ایسا اچھی طرح انجام پایا - کہ ۸۴ھ ہجری مین مطابق ۷۰۳ء کے سب تیار ہوگیا - اور سب بحری سامان مہیا ہوگئے - اور طونس کے بندر مین جہازات کے بیڑے داخل ہوئے -

اسی زمانہ مین ایک بیڑہ جہازات کا امیر مصر عبد العزیز کا بھیجا ہوا - واسطے غارتگری جزیرۂ سردابہ (سارڈینیہ) کے بندر سوسا مین کہ درمیان شہر قیروان اور طونس کے ہی لنگر انداز ہوا - موسیٰ نے اس جہاز کے واسطے سامان مہیا کیا - اور عطا ابن رفیع افسر جہاز کو لکھا کہ موسم دریائی سفر کا نہین رہا - مناسب ہی کہ تا آنے دوسرے موسم کے اسی بندر مین مقیم رہو -

عطا نے اُنکے مشورے کو قبول نہ کیا - سمجھا کہ یہ خشکی کا حال جانین یا سمندر کا

اور جہازات کو سمندر مین لیگیا - اور ایک جزیرے مین جسکو اہل عرب سلسلہ کہتے ہین اور اہل فرنگ اُسکو لینوسا کہتے ہین فرود ہوا - اور سونا اور چاندی اور جواہرات غنیمت بہت کچھ ہاتھ آیا - ایک طوفان اُٹھا اور اُسکے جہازات افریقیہ کے کنارے کنارے پہاڑون سے ٹکرائے - اور تباہ ہوگئے -

موسیٰ کو جب اسکی خبر ملی - اُسنے اپنے بیٹے عبد العزیز کو سوارون کے ساتھ روانہ کیا - کہ جہانتک ہوسکے مدد دینا - اور جو ملاح یا جہاز بچ گئے ہون اُنکو بندرگاہ طونس مین لے آنا - یہ سب تعمیل کی گئی - اور تباہی کی جگہ عبد العزیز کو ایک صندوق ملا - جب وہ کھولا گیا - تو اُسمین ایک سپاہی کا اسباب تھا - بقیہ جہازات کی مرمت ہوئی اور اُن جہازات مین کہ طونس مین نئے بنے تھے ملا لیے گئے -

اور ۸۵ھ ہجری مین جب موسم مناسب آیا - موسیٰ نے اظہار کیا - کہ ہم خود بحری محاربہ مین جاوینگے -

اس خبر سے ہر شخص ساتھ جانے کو آمادہ ہوا - اور بہت آدمی اس کام کے واسطے جمع ہوگئے - موسیٰ نے انمین سے ایکہزار آدمی شریف اور جنگجو چُنے - اور اس سبب سے یہ محاربہ محاربۃ الامرا کہلایا - اس معرکہ مین موسیٰ خود نہ گئے - اُنھوں نے اسکی سرداری اپنے بیٹے عبد العلا کے علاقہ کی - جنکی شہرت اُنکو منظور تھی - یہ جہازات روانہ ہوئے اور اسکے لشکر جزیرۂ صقالیہ مین فرود ہوئے - اور اُسکو لوٹا - اور اسقدر غنیمت ہاتھ آئی - کہ فی کس سو دینار سرخ حصّہ ملا - اسکے بعد ہی عبد الملک کے مرنے کی بھی خبر سُنی - اس خبر کے سُنتے ہی - موسیٰ نے ایک قاصد دمشق کو روانہ کیا - اور اُسکے ساتھ اسباب غنیمت بھی بھیجا - اور اپنی اطاعت نئے سلطان کی طرف ظاہر کی - اور اس سے غرض یہ تھی کہ امارت افریقیہ بحال و برقرار رہے -

جس بیماری سے عبد الملک مرا استسقا تھا - اُسکو اخیر مین پیاس کی نہایت

شدت تھی - اُسی شدت مین اُسنے پانی مانگا - ولید ابن عبد الملک اور فاطمہ بنت عبد الملک موجود تھے - فاطمہ نے پانی دینا چاہا - ولید نے روکا - اسپر عبد الملک نے عاق کرنے کی دھمکی دی - فاطمہ نے پانی دیا اور اُسکے پیتے ہی اُسکی جان نکل گئی - وہ مرنے کے وقت ساٹھ برس کا تھا - اور قریب بیس برس کے سلطنت کر چکا تھا - ابو الفدا مؤرخ اُسکی چال چلن کے بہ نسبت لکھتا ہے کہ صاحب علم اور دلیر اور دور اندیش تھا اُسنے اسلام کی متفرق قومون کو اکٹھا کرنے مین اپنا انتظام دکھایا - اور اپنے خاندان کے بہ نسبت اُسکی دور اندیشی ہوئی - کہ اُسکے چار بیٹون نے سلطنت کی -

عبد الملک کو خاندان علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے سخت عداوت تھی یہانتک کہ فرزدق شاعر نے جو اولاد علی کی تعریف لکھی تو اُس سے بھی ناراض ہوا

باب بارھوان

ف عبد الملک ۶

فصل پہلی

بعد وفات اپنے والد کے ولید بن عبد الملک شہر دمشق مین فوراً ہی ۸۶ھ ہجری مین مطابق ۷۰۵ء کے تخت نشین ہوا - اُسوقت اُسکا سن اڑتیس ۳۸ برس کا تھا - وہ لنبا جسیم اور سیہ فام تھا - اُسکے مُنھ مین چیچک کا داغ بہت تھا - لیکن اُسکا بشرہ اچھا تھا - اور چال چلن مین سست اور یار باش تھا -

ولید کی سلطنت مین علم و ہنر اہل اسلام مین آنے لگا - بیرونی فتوحات سے اہل عرب یونانی اور فارسی سے خلط ملط ہوئے - اُنکے شہرون کی وضع اور رہنے کے طریقے کا اثر پڑا - اور اب اُنکو بھی ذائقہ علم و ہنر کا آنے لگا -

جب سے امیر معاویہ نے پایہ تخت دمشق کو مقرر کیا - اہل اسلام کے عدالتی طریقے مین فرق آگیا - جسطرح حضرت عمرؓ نے اپنے چند دیرینہ ضعیف ساتھیون کے

چٹائی پر مسجدون مین بیٹھتے اور مشورہ لیا جاتا اب وہ بات دمشق مین نہ رہی۔ بلکہ فارس کے بادشاہون کی طرح ایوان خانہ اور نشو و نما ہونے لگا۔

اہل اسلام مین پہلے غنیمت کا حساب تھا۔ جو آیا اُسی وقت تقسیم ہو گیا۔ لیکن امیر معاویہ پہلے شخص تھے جنھون نے اسکا حساب کتاب مقرر کیا۔ اور یہ کہ ہر ملک مین اُسی زبان مین حساب رہے۔ کہ اُس ملک مین جاری ہو۔ لیکن عبد الملک نے حکم دیا کہ عربی زبان مین ہو۔ اس سبب سے حساب کتاب مین بڑی بدنظمی رہی۔ اور ہر عرب کہ اپنے ریگستان مین خوش تھا۔ اب زرخیز ملک اور عمدہ سکونت کا خواہان ہوا۔

ولید چونکہ عیش و نشاط مین پرورش پایا تھا۔ اُسمین یونان اور فارس کا اثر بہ نسبت عرب کے پورا تھا۔ اور اصل مسلمانون کے طریقے سے یعنی حضرت عمرؓ کی سادگی کے بالکل خلاف تھا۔ تخت نشین ہونے پر ولید نے اپنے باپ کے مقرر کردہ امیر اور سردارون کو بحال رکھا۔ اور ملک کی حکومت اور انتظام اُنکے سپرد کیا۔ اور خود اپنے حرم کے عیش و نشاط مین مصروف رہے۔

اُسکی سترہ بیبیان تھین۔ اور اُنیس لڑکے تھے۔ وہ اپنا اکثر وقت شہر مندی مین صرف کرتا۔ خاصکر فن تعمیر مین۔ بعض عمارتین اُسکے وقت کی ابتک یادگار ہین۔ اُسنے قاہرہ کی مسجد کو گرادیا۔ اور اُس سے زیادہ شوکت کی مسجد تعمیر کرائی۔ اور اُسکے پائے مرصع کیے۔ اُسنے اُس مسجد کو کہ گرجۂ سلیمان کے مقابل تعمیر ہوئی وسعت دی۔ اور بہت خواہان رہا۔ کہ بیت المقدس مین سالانہ اجماع ہوا کرے۔ جسکی بنیاد اُسکے باپ عبد الملک نے ڈالی تھی۔ اُسنے حکم دیا کہ مسجد نبوی کو وسعت دیجاے اسطرح پر کہ روضۂ مبارک حضرت صلعم کا اور آپ کی نو بیبیون کا مکان اُسکے اندر آجاے۔ یہ کام عمر بن عبد العزیز کے ہاتھ سے ۸۸ھ ہجری مین انجام پایا۔ اُسنے حکم دیا کہ کعبہ کا حطیم گرادیا جاوے۔ اور مربع صورت مین جیسا کہ اسوقت تک موجود ہے بنایا جاوے۔ اسلیے اُسنے شام کے کاریگرون کو

دمشق سے روانہ کیا۔

اکثر دیرینہ مسلمان اس تبدیلی کو دیکھکر افسردہ ہوئے۔ کہ کعبہ کی پہلی سادگی جسکو حضرت صلعم نے قائم کیا تھا۔ شان و شوکت کی عمارت سے ضایع کی جاتی ہے۔ خاصکر یہ دیکھکر اور بھی رنج ہوئے کہ اکثرون کے مکان گرائے گئے۔ اور مربع کی بنیاد ڈالی گئی۔ جسکے اندر کعبہ اور چاہ زمزم اور دوسری چیزین داخل ہوئین۔

یہ سب تعمیرات امیرون کے ذریعہ سے ہوئے۔ لیکن ایک بڑی مسجد دمشق مین ولید نے خود بنوایا۔ اس عمارت کی تعمیر کے واسطے اُسنے ابایحیی (سنٹ جان) کے گرجے کی طرف نظر کی۔ جسکو رومی قیصرون نے نہایت مرصع کیا تھا۔ اور جسمین سیکڑون عیسائی ولیون کی قبر تھی۔ عیسائیون کو اسکے بدلے ولید نے چالیس ہزار دینار سرخ دینا چاہا۔ لیکن اُن لوگون نے انکار کیا۔

اسلیے ولید نے زبردستی کی اور جسقدر اُسمین سے توڑنا چاہا توڑا۔ اور بدلا کچھ نہ دیا۔ اُسنے بارہ ہزار آدمی اس تعمیر مین لگائے۔ لیکن اُسکو بڑا افسوس ہا۔ کہ یہ تعمیر اُسکے سامنے ختم نہ ہوئی۔ اس عمارت کی ساخت یونانی اور فارسی سے ملکر بنی۔ کہ مسلمانون مین رائج ہوئی۔ اسلیے اس ساخت کا بانی ولید کو کہنا چاہیے۔

جبکہ سلطان ولید بن عبدالملک اپنی سستی اور یار باشی مین مصروف تھا۔ اُسکے ماتحت کے افسرون نے اُسکے حکومت کی وسعت متفرق سمت مین پھیلائی مسلمہ بن عبدالملک نے کہ منجملہ چودہ بیٹون عبدالملک کے تھا۔ اور عبدالملک نے اُسکو فتح ملک روم اور شہر قسطنطنیہ کے لیے اپنی زندگی مین مجاہدین کے ساتھ روانہ کیا تھا اور کہا تھا کہ ہمنے مسلمہ کو اللہ کی راہ مین نذر کیا۔ ایشیاے کوچک پر فوج کشی کی۔ اور صوبہ کپی ڈوشیہ پر حملہ کیا۔ اور طیانہ کا محاصرہ کیا۔ کہ قیصری لشکر سے معمور اور نہایت مستحکم شہر تھا۔ اُسکا ایسا محاصرہ ہوا۔ کہ اُسمین رسد نہ پہونچ سکی۔ لیکن محاصرین کے

پاس بھی رسد نہ رہی - لڑائی فریقین سے سخت ہوئی - کیونکہ فریقین بھوکے تھے -
محاصرہ کی امتداد سے قیصر کا امدادی لشکر پہونچ گیا - لیکن وہ بیقاعدہ تھا -
اُسکو شکست ہوئی - اور اُسکا اسباب اور مال مسلمانون کے ہاتھ لگا - اسکی شکست سے
محصورین نا اُمید ہوئے - اور رسد نہ رہنے سے اور بھی جلدی اطاعت کرلی - لیکن
اُنکو معلوم نہ تھا - کہ محاصرین بھی بھوکے ہین - مسلمہ پر الزام ہے کہ معاہدہ کے شرائط کے
خلاف کیا - کہ اکثرون کو قتل کیا اور اکثرون کو قید - اور بعضون کو ریگستان مین نکالا -
مابعد کے سال یعنی مسلمہ نے کامیابی کے ساتھ پونٹس اور ارمینہ مین حملہ کیا -
اور اُسکو مطیع کرلیا - اور شہر امیشیا پر سخت محاصرہ کے بعد قبضہ کرلیا - اُسنے اسکے بعد
گلیشیا پر حملہ کیا - اور کامیابی کے ساتھ اُسکو تاراج کیا - اور اسمین قیدی اور غنیمت بہت
ہاتھ آئی - بلکہ قسطنطنیہ کا بھی محاصرہ کیا - اور اُسکے اطراف مین شہر قہر آباد کیا - اور مسجد
تعمیر کی - اور سات برس کے محاصرہ کے بعد صلح کرکے واپس آئے -
جسوقت مسلمہ ایشیاے کوچک پر اسطرح قبضہ کر رہا تھا - اُسکا بیٹا قیتبہ کہ نہایت دلیر
نوجوان تھا - مشرق مین اسلام کے ملک کی وسعت دینے مین اُس سے کم کامیاب نہ تھا - خراسان
کا حاکم مقرر ہونے پر اُسنے صرف اسی صوبہ پر قناعت نہ کی - بلکہ دریاے جیحون کو عبور
کرکے ترکستان کے صوبون پر حملہ آور ہوا - ترکون اور تاتاریون کے لشکر کو جس سے
وہ محصور ہوگیا تھا شکست دی - اور نہایت تنگ کیا - اور دارالسلطنت بخارا کو فتح
اور شہر دن کے لے لیا - اُسنے مغرک خان خان خوارزم (خیوا) کو شکست دی -
اور اُسکو نکال دیا یہانتک کہ وہ شہر سمرقند مین پناہ گزین ہوا - یہ شہر جسکو قدیم لوگ
مارکنڈا کہتے تھے وسط ایشیا کی تجارت کا مرکز تھا - یہان اسباب تجارت چین
اور ٹنگٹ سے چینی کے برتن اور تبت کے پہاڑون سے اور ہندوستان سے بحر اخضر
(کیسپین) مین جانے والی چیزین آتی تھین - اسلیے وہ جگہ ہر طرف کے کاروانون کے

مقام کرنے کی تھی۔ اسکے اطراف کے ملک زرخیزی کے واسطے مشہور تھے۔ اور یہ ایشیا کے باغ اور جنت مین شمار کیے جاتے تھے۔

اس شہر کا محاصرہ قتیبہ نے کیا۔ لیکن باشندون نے اور بھی محاصرہ کرنے دیا کہ اُسکی دیوار کی مضبوطی سے خوب واقف تھے۔ اور جانتے تھے کہ اہل عرب کے پاس منجنیق وغیرہ قلعہ شکن چیزین نہین ہین۔ مدت محاصرے سے قلعے کے لشکر ضعیف ہو گئے اور جب دیکھا کہ محاصرین اب دھاوے کے ساتھ لینا چاہتے ہین۔ اطاعت قبول کرلی۔ اور ایکہزار دینار سرخ سالانہ خراج اور تین ہزار غلام دینا قبول کیا۔ قتیبہ نے اس شہر مین بڑی مسجد بنا کی۔ اور اسلام کے احکام پھیلانے مین کوشان ہوا۔ جسکے آگے مذہب آتش پرست مین بہت جلد زوال آیا۔

اسی طرح اکثر فتوحات ہندوستان مین بھی ولید کے عہد مین محمد بن قاسم بن محمد بن ابی بکر کہ طائف مین رہتے تھے اور حجاج کے ماتحت افسر تھے حاصل کی۔ وہ واسطے بدلا لینے جہازات کے کہ اہل سندھ نے ضایع کیا عراق سے بذریعہ جہاز کے روانہ ہوئے۔ اور سندھ کو فتح کیا۔ اُسکے ہندو بادشاہ کو لڑائی مین مار ڈالا۔ اور سر کاٹ کر ولید کے پاس روانہ کیا۔ انھون نے صرف اسی صوبہ پر قناعت نہ کی۔ بلکہ دسط ہندوستان پر بھی حملہ آور ہوئے اور سب سے پہلے اسلام کا جھنڈا دریاے گنگا پر انھون نے نصب کیا۔

یہ واقعہ سنہ ۹۳ ہجری مین پیش آیا۔ اسی سال حضرت انس بن مالکؓ نے کہ آخر صحابہ سے تھے اور ایک سو سے زیادہ اولاد رکھتے تھے اور ایک سو سے زیادہ عمر بھی ہوئی تھی انتقال فرمایا۔ یہ حضرت صلعم کے خادم تھے۔ انکی عمر اور اولاد حضرت صلعم کی دعا سے تھی۔

قید کیا۔ لیکن فرزدق نے اس قصیدہ کو خلاصی کے بعد آپ کی خدمت مین پیش کیا۔ اور صلہ مین اُسکے آپ نے اپنی چادر اور ستر ہزار دینار دیا۔ لیکن دینار لینے سے اُسنے انکار کیا۔ اور چادر کو بطور تبرک کے اپنے کفن مین لے گیا۔ لیکن آپ نے دینار پھیر بھیجدیا کہ اہلبیت کی بخشش نہین پھرتی۔

آپ کے وفات کی تاریخ روز شنبہ عشرۂ محرم ہے۔ آپ کے بیٹے محمد و زید و عمر والاشرف و عبدالرحمن و سلیمان و عبداللہ و علی و حسن اصغر تھے۔

باب تیرھوان

فصل پہلی

ولید بن عبدالملک کے پاس اُسکا بھائی سلیمان بن عبدالملک دمشق مین جانشین ہوا۔ اسوقت قتیبہ حاکم خراسان تھا۔ اور وہ سلیمان کی جانشینی کے خلاف تھا۔ اسلیے بغاوت کرنی چاہی۔ خراسان کے امرا سلیمان کے موافق تھے۔ اسلیے انھون نے وکیع کو اپنا حاکم کیا اور قتیبہ کو مع اُسکے خاندان کے مار ڈالا اسکا افسوس سلیمان کو ہوا۔

۹۷ھ ہجری مین سلیمان نے دمشق سے کوچ کرکے دابق مین کہ متعلقات قنسرین سے تھا۔ نزول کیا۔ اور مسلمہ بن عبدالملک اپنے بھائی کو سپہ سالار افواج جرار کا مقرر کرکے قسطنطنیہ روانہ کیا۔ اور بالیون نامے ایک شخص کہ آذربائجان سے آیا تھا اور اُسنے فتح قسطنطنیہ کا بیڑا اُٹھایا تھا۔ مسلمہ کے ہمراہ گیا مسلمہ نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا۔ اور لشکر کے واسطے بہت سا غلّہ جمع کیا۔ اور لوگون کو حکم دیا کہ شہر کے باہر زراعت کرین۔ محاصرہ طول ہوا اور اہل شہر نے صلح چاہی۔ لیکن مسلمہ نے نامنظور کیا۔ شہر کے باشندون نے تب بالیون کو گھیرا کہ اگر تم ہمارے

بادشاہ ہو تو ہمکو قبول ہی۔ کوئی ایسا کام کرو کہ اہل اسلام یہان سے چلے جاوین۔ اس سبب سے بالیون نے مسلمہ کو مشورہ دیا کہ تمھارے یہان زراعت کرنے سے لوگ سمجھتے ہین کہ انمین حملہ آورون کی بہادری نہین ہی۔ صرف محاصرے کو ممتد کرتے ہین۔ بہتر ہی کہ غلہ مین آگ لگادو اور حملہ کرو۔ مسلمہ اس فقرے مین آگئے اور غلّون مین آگ لگادی۔ پیچھے اس بھید کو سمجھے تو بہت پچھتائے۔ اب رسد کی تکلیف ہونے لگی۔ اور رومیون نے آتش افگنی کہ نوایجاد تھی شروع کی جس سے مسلمانون کا بہت نقصان ہوا۔ اسی اثنا مین سلیمان کے مرنے کا حال معلوم ہوا۔ اور عمر بن عبد العزیز کا خط طلبی کا پہونچا اس سبب سے واپس آئے۔

قتیبہ کے بعد خراسان کا حاکم یزید بن مہلب مقرر ہوا۔ اسنے حاکم طبرستان سے کہ باغی ہوگیا تھا صلح کی۔ اور حاکم جرجان اور وہان کے بہت آدمیون کو قتل کیا۔ اور بہت غنیمت حاصل کی۔ پھر یہ خبر سلیمان کو متواتر پہونچی کہ وہ بغاوت پر آمادہ ہی۔ اُسکی معزولی کی فکر مین تھے کہ قضا کی اور اپنا جانشین عمر بن عبد العزیز کو مقرر کیا اس شرط پر کہ وہ اپنے بعد یزید بن عبد الملک کو جانشین کرین۔ سلیمان کا انتقال ۹۸ھ ہجری مین مطابق ۷۱۷ء کے ہوا۔

فصل دوسری

عمر بن عبد العزیز بن مروان اپنے چچیرے بھائی کی جگہ جانشین ہوئے۔ یہ نہایت پرہیزگار اور عابد اور عادل تھے۔ یہ حضرت عمرؓ فاروق کے بیٹے عاصم کے ناتی تھے۔ ام عاصم انکی مان کا نام تھا۔ عاصم کا عقد حضرت عمرؓ نے ایک گوالن کی لڑکی سے کردیا تھا۔ اور اُسکا سبب یہ ہوا کہ اُس زمانے مین بھی لوگ دودھ مین پانی ملایا کرتے تھے اور اسبارہ مین حضرت عمرؓ کی امتناع تھی۔ گوالن نے حسب دستور پانی ملانا چاہا۔ اُسکی لڑکی نے منع کیا کہ خلیفہ کا حکم نہین ہی۔ گوالن نے کہا کہ خلیفہ کیا کمرے دیکھتے ہین۔

لڑکی نے کہا کہ خدا تو دیکھتا ہی۔ اور حضرت عمرؒ اُسکے زیر دیوار خود کھڑے تھے اور سُنتے تھے۔ اُس لڑکی کی فہم کی تعریف کی اور اپنے بیٹے عاصم سے عقد کا پیغام کیا۔ اور کر دیا۔

عمر بن عبد العزیز عبد الملک کے داماد بھی تھے۔ اُسکی بیٹی فاطمہ بیاہی تھین۔ آپ کی خلافت کو خلافت راشدہ کا شعبہ بتاتے ہین۔ یہ جب خلیفہ ہوئے اپنا کل مال اور اپنی بی بی کا مال بیت المال مین داخل کیا۔ اور نہایت عسرت سے گذرانے لگے۔ اور عیش و عشرت سے نفرت رکھتے تھے۔ انھون نے باغ فدک جسکو بنی امیہ نے غصب کیا تھا پھر اہل بیت کے حوالہ کیا۔ اور حضرت حسن مثنے کی اولاد اُسپر قابض رہی۔ بعد تخت نشینی کے اپنے ہی جھوپڑے مین رہے۔ لیکن جب خاندان سلیمان نے بخوشی ایوان شاہی کو خالی کیا۔ تب اُسمین گئے۔ ہمیشہ دیوان تحقیقات مظالم مین بغیر فرش کے زمین پر بیٹھتے تھے۔ ہر چند لوگون نے کہا کہ فرش بچھوا لیجیے۔ والا ہیبت اور شوکت خلافت کی باقی نہ رہیگی۔ آپ نے قبول نہ کیا۔ کہتے ہین کہ خلافت سے پیشتر وہ نہایت عظم و شان کے ساتھ رہتے تھے۔ بعد خلافت کے اہل و عیال سے کہا کہ اگر فقر اور درویشی سے بسر کرنا ہو تو میرے ساتھ رہو۔ والا سب رخصت ہو۔ جہان چاہو جاؤ۔ سبھون نے رونا شروع کیا۔ اور کہا ہمکو مفارقت آپ کی منظور نہین۔ اُنکی زوجہ کہتی تھین کہ وہ اپنے گھر کے خرچ کے واسطے بیت المال سے صرف دو درہم روز لیا کرتے تھے۔

انھون نے یزید بن مہلب حاکم خراسان کو کہ جو جانبون پر ظلم کیا تھا اور قصد بغاوت کا رکھتا تھا۔ دمشق مین طلب کیا اور محاسبہ غنیمت اُس سے طلب کیا۔ اور یہ نہین دینے پر اُسکو قید کیا۔ اور اُسکی جگہ جراح ابن عبد اللہ کو حاکم مقرر کیا۔ اور مسلمہ کو قسطنطنیہ سے طلب کیا۔

انھین کے زمانۂ سلطنت مین اہل اسلام ملک اسپین سے عبور کرکے فرنگستان مین یعنی فرانس مین پہونچے۔ اُسپر حملہ کیا۔ اور قریب ثلث ملک کے لے لیا۔ اور انھین اہل فرانس نے طریقہ اور وضع عرب کی اختیار کی۔ یہ واقعہ سنہ ۹۹ ہجری مین مطابق سنہ ۷۱۸ء کے پیش آیا۔

عمر بن عبد العزیز نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بدگوئی کو کہ ہر خطبہ مین جمعہ کے امیر معاویہ بن ابی سفیان کے زمانے سے برابر پڑھی جاتی تھی موقوف کرائی۔ یہ نہایت منصف مزاج اور ہردل عزیز تھے لیکن انکی خلافت کا زمانہ صرف دو برس چھ مہینے تھا۔ انکا انتقال سنہ ۱۰۱ ہجری مین مطابق سنہ ۷۱۹ء کے ہوا۔ بنی امیہ نے انکو ایک لونڈی کی معرفت زہر دیا۔

فصل تیسری

سنہ ۱۰۱ ہجری مین یزید بن عبد الملک دمشق مین تخت پر بیٹھا۔ اسکے وقت مین یزید بن مہلب جسکو عمر بن عبد العزیز نے قید کیا تھا۔ قیدخانہ سے بھاگا۔ اور بصرہ پہونچا جہان اُسکے سب اقران جمع تھے۔ قوت پاکر عدی بن ارطب حاکم بصرہ کو قید کرلیا۔ اس خبر کو سنکر یزید نے اپنے بھائی مسلمہ کو انسداد کے واسطے تعینات کیا۔ ابن مہلب کچھ لشکر کے ساتھ مقابلہ کو آیا اور ہلاک ہوا۔ اُسکے خاندان کے بہت لوگ بھی تباہ ہوئے۔ یزید بن عبد الملک یزید بن معاویہ کا ناتی تھا۔ کیونکہ عبد الملک یزید بن معاویہ کا داماد تھا۔ اس شخص کی سلطنت صرف چار برس رہی۔ سنہ ۱۰۵ ہجری مین مطابق سنہ ۷۲۳ء کے یزید نے انتقال کیا۔ اور اپنی جگہ ہشام بن عبد الملک اپنے بھائی کو نامزد کیا۔

فصل چوتھی

بعد مرنے اپنے بھائی یزید کے ہشام ابن عبد الملک دمشق مین تخت نشین ہوا

چونکہ جراح ابن عبداللہ کہ حاکم خراسان تھا حاکم ترکستان مقرر ہوا تھا - اُسکی جگہہ عمرو ابن ہبیرہ کو ملی تھی - لیکن ہشام نے عمرو ابن ہبیرہ کو خراسان کی حکومت سے معزول کرکے - خالد بن عبداللہ کو خراسان اور عراق کا حاکم مقرر کیا - جسنے اپنے بھائی اسد کو اپنا نائب خراسان مین متعیّن کیا - اُسنے غور کو فتح کیا - اور خود خالد نے گرجستان اور چراکسہ کو فتح کیا - ہشام کے وقت مین رومیون نے قیساریہ کو دفعتہً لے لیا -

اُنکے مقابلہ کو مسلمہ بھیجے گئے - انھون نے رومیون کو شکست دی اور قیساریہ پر قبضہ کرلیا - سنہ ۱۱۲ ہجری مین مطابق سنہ ۷۳۰ء خاقان چین نے تین لاکھ آدمیون سے اپنے بیٹے کو ملک خزر کی مدد کے لیے روانہ کیا - جسنے ترکستان پر حملہ کیا - اس ملک کی حکومت اُسوقت جرّاح بن عبداللہ کے ہاتھ مین تھی - اہل چین کے ساتھ اُسنے کئی لڑائیان لڑی - آخرش کئی ہزار آدمیون کے ساتھ مارا گیا - جب اس واقعہ کی خبر ہشام بن عبدالملک کو پہونچی - بہت متردّد ہوا - اور سعید ابن عمرو کو قوی لشکر کے ساتھ دشمن کے روکنے کے لیے روانہ کیا - سعید جب بلیقان کے قریب پہونچا - اُسکو معلوم ہوا کہ دشمن نے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا ہے - اُسنے اپنے پہونچنے کی خبر وہان بھیجدی - یہ سُنکر دشمن اردبیل کی طرف پسپا ہوئے - اور قلعہ کے دو ہزار مسلمان سعید سے آملے - دوسری خبر پاکر کہ دشمن کے کئی ہزار آدمیون نے پانچہزار مسلمانون کو کسی جگہہ گرفتار کیا ہے - سعید نے اُس جگہہ شبخون مارا - اور قیدیون کو رہا کرکے اپنے لشکر مین داخل کرلیا - اور اُسنے دشمن کے بہت آدمی تہ تیغ کیے - اور اُنپر فتح پائی - اور بہت غنیمت ہاتھ آئی - دوسری لڑائی مین سعید نے دشمن کے آٹھ ہزار آدمی کو شکست دی - تیسری لڑائی مین خاقان چین کا بیٹا چالیس ہزار آدمیون سے مقابل ہوا - اور آخرش اُسنے بھی شکست اُٹھائی - اور اسقدر غنیمت ہاتھ آئی - کہ جب ہشام نے اپنے بقیہ چالیس ہزار

لشکریون مین اُسکو تقسیم کیا۔ تو فی کس سات سو دینار حصّہ ملا۔ اسی عرصہ مین مسلمانون نے ملک فرانس مین فتوحات کو بڑھایا۔ بلکہ عبد الرحمٰن سالار لشکر نے وسط فرانس پر حملہ کیا اور خاص دار الامارت پر قبضہ کر لیا۔ لیکن نواب فرنگ جسکا نام چارلس تھا اور مابعد مین اُسکا لقب ہتھوڑا ہوا ۱۱۴ھ ہجری مین ملک جرمنیہ پر اقتدار پاکر عبد الرحمٰن سے ۷۳۲ء مین مقابل ہوا۔ اور عین لڑائی مین عبد الرحمٰن کو مع افواج کثیرہ کے شہید کیا۔ اُس تاریخ سے ملک مفتوحہ فرانس مسلمانون کے قبضے سے نکل گیا۔ اور اُسطرف اسلامی لشکر کے بڑھنے کی نوبت پھر نہ آئی۔

اب ہشام نے اپنے بھائی مسلمہ کو شیروان اور آذربائجان کا امیر مقرر کیا۔ انھون نے دربند کو عبور کر کے جسکو حضرت عمرؓ کی خلافت مین عبد الرحمٰن ربیعہ نے عبور کیا تھا۔ دشت قبچاق مین پہونچے۔ اور اُنپر فتح حاصل کر کے واپس آئے۔ ہشام نے عبد اللہ ابن حجاب کو حاکم افریقہ مقرر کیا۔ جنے سودان کے کئی شہر فتح کیے۔ معاویہ اور سلیمان ہشام کے بیٹون نے بھی رومیون پر کامیابی حاصل کی۔ اور اسد حاکم خراسان نے ترکون پر پوری فتح حاصل کی۔

۱۱۹ھ ہجری مین مطابق ۷۳۶ء کے نصر سیار خراسان کا حاکم مقرر ہوا۔ اسی سال زید بن امام زین العابدین سے چالیس ہزار کوفیون نے بیعت کی کہ شیعان علی کہلاتے تھے۔ اور جب آپ نے خروج کیا تو صرف پانسو آدمی رہگئے۔ جنھون نے چھوڑا اُنسے آپ نے فرمایا یا قوم رفضتمونی یعنے اے قوم تمنے ہمکو چھوڑا۔ اُس تاریخ سے چھوڑنے والے رافضی کہلائے۔

الغرض آپ صرف پانسو آدمی سے لڑے اور شہید ہوئے۔ انکے بیٹے یحییٰ خراسان کی طرف چلے گئے۔ ۱۲۴ھ ہجری مین قریب بیس برس سلطنت کر کے ہشام نے انتقال کیا۔

اسی کے عہد مین حضرت امام محمد باقرؒ اور حضرت حسن بصری اور حضرت قاسم بن محمدؒ اور حبیب عجمیؒ نے انتقال کیا۔ انکا ذکر علحدہ فصل مین بنی امیہ کی خلافت کے خاتمہ مین لکھا جائیگا۔

فصل پانچوین

بعد مرنے ہشام کے ولید ابن یزید بن عبد الملک اُسی سال تخت نشین ہوا۔ اسکی سلطنت کے زمانہ مین یحیی بن زید قوم جرعی افغانی کے ساتھ لڑکر شہید ہوئے۔ یہ ولید ثانی نہایت عیاش اور بادہ باش تھا۔ اسلیے اہل دمشق نے اُسکو نالایق سمجھکر تخت سے اُتار دیا۔ اور یزید بن ولید تخت نشین ہوا۔ اور ولید کو مار ڈالا۔ یزید بن ولید ۱۲۶ھ ہجری مین مطابق ۷۴۳ء کے تخت پر بیٹھا اور چھ مہینا سلطنت کرکے مرگیا۔ اپنا جانشین اپنے بھائی ابراہیم بن ولید کو مقرر کیا۔

ابراہیم دمشق مین تخت نشین ہوا۔ لیکن اُسکے چچا مروان بن محمد بن مروان نے کہ حاکم ارمینہ تھا ولید کی برطرفی سے ناخوش ہوکر فوج کشی کی۔ اور میدان جنگ مین اُسکو شکست دی اور مار ڈالا۔ اور خود دمشق کا بادشاہ ہوگیا۔

فصل چھٹوین

اسی مروان کو مروان حمار بھی کہتے ہین۔ اسکی تخت نشینی بھی ۱۲۷ھ ہجری مین ہوئی اسکے سلطنت کے زمانے مین کوفیون نے اپنے حاکم عبد اللہ ابن عمر سے ناخوش ہوکر عبد اللہ ابن مروان بن عمرو بن عبد اللہ بن جعفر طیار کو اپنا حاکم مقرر کیا۔ لیکن جب عبد اللہ بن عمر نے اُنسے مقابلہ کیا۔ تو اُنکو شکست ہوئی۔ اور کوفیون کے مشورہ سے وہ مدائن گئے اور وہان سے حلوان پہونچے اور اُسپر قابض ہوگئے۔ اور ہمدان اور اصفہان بھی اُنکے تصرف مین در آیا۔

۱۲۷ھ ہجری مین مطابق ۷۴۶ء کے امام ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ

بن عباس نے کہ حضرت صلعم کے نبی عم تھے اور جنھون نے عمر بن عبد العزیز کے زمانہ خلافت سے بیعت لینی شروع کی تھی۔ ایک خط ایک شخص کو جسکا نام ابو مسلم مروی تھا لکھا کہ تم اپنے کو امیر خراسان و خوارزم ظاہر کرو۔ اور اُن ملکون کو اپنے حکم کی بجا آوری مین مخاطب کرو۔

سنہ ۱۲۸ ہجری مین مطابق ۷۴۵ء کے ایک خط نصر سیار کو ابو مسلم مروی نے لکھا کہ ہمکو امیر خراسان سمجھو اسکے جواب مین نصر سیار حاکم خراسان نے اپنے غلام یزید کو ابو مسلم مروی کی تنبیہ کے لیے کچھ لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ ابو مسلم نے اپنے ساتھیون سے اُسکا مقابلہ کیا۔ اُسکو شکست دی۔ زخمی کیا۔ اور قید کرلیا۔ ابو مسلم نے اُسکے زخم کو چنگا کرکے واپس جانے کی اجازت دی۔ اسی درمیان مین عبد اللہ بن مروان نے جنکے قبضہ مین ہمدان اور اصفہان تھا شکست اُٹھائی۔ اور اپنے بھائی حسن اور یزید کے ساتھ ہرات پہونچے۔ وہان کے حاکم نے بہ ترغیب ابو مسلم اُنکو مار ڈالا۔

سنہ ۱۲۹ ہجری مین مطابق ۷۴۸ء کے علی خدیع حاکم عراق اور نصر سیار سے نزاع ہوئی۔ اسپر خدیع نے مرو کو لے لیا۔ اس خبر کو سُنکر ابو مسلم ماخان سے حملہ آور ہوا۔ اور مرو کو اُس سے چھین لیا۔ جب نصر نے یہ خبر سُنی وہ طوس بھاگا۔ جہان بیمار ہوکر مر گیا۔

ابو مسلم نے اپنی حکومت کی جگہ مرو کو قائم کی۔ اور وہین رہا۔ اور قحطبہ کو اپنا سالار لشکر کیا۔ اور ملک کی فتوحات کے لیے روانہ کیا۔ قحطبہ نے پہلے طوس پر قبضہ کیا۔ تب جرجان پہونچا۔ جہان دس ہزار جرجانیون اور شامیون کو قتل کیا۔ تب اُسنے اپنے بیٹے کو رے کی طرف روانہ کیا۔ اور خود عراق عجم کی طرف چلا۔ داؤد اور عامر سالار مروان حمار مقابلہ کو آئے اور اصفہان کے اطراف مین سخت لڑائی

ہوئی - اور دونون کو شکست ہوئی - عامر مارا گیا - داؤد بھاگا - مروان کے دوسرے سالار یزید نے حلوان مین فوج فراہم کی - دریاے فرات کے عبور کرنے مین فحطبہ کی جان گئی - لیکن اُسکے لشکر نے فتح حاصل کی - اُسکے بیٹے حسن کو سالار لشکر کیا - اور ۱۳۱ھ مین مطابق ۷۵۰ء کے حسن کوفہ مین داخل ہوا - اور ابو مسلمہ سے کہ حامی عباسیون کا تھا ملاقی ہوا -

مروان حمار کو جب امام ابراہیم کے خط کا حال کہ بنام ابو مسلم لکھا تھا معلوم ہوا اُنکو قصبۂ حمیمہ مین گرفتار کیا - اور قتل کیا - اُنکے تینون بھائی ابو العباس و ابو جعفر منصور و عبد اللہ فرار ہو کر کوفہ پہونچے - اور ابو مسلمہ کے گھر مین پناہ گزین تھے - ابو مسلمہ نے پہلے خاندان علیؓ سے تخت نشین کرنا چاہا - اور حضرت امام جعفر صادق اور عبد اللہ ابن علی ابن حسین اور محمد بن عمرو بن علی بن حسین کو لکھا لیکن انھون نے نامنظور کیا - تب ابو العباس کو تخت نشین کیا - انھون نے اپنے چچا داؤد کو حاکم کوفہ مقرر کیا - اور دوسرے چچا صالح کو ابو عون کے ساتھ مروان کے مقابلہ کو بھیجا - اور اُسکو شکست ہوئی - مروان مصر کی طرف بھاگا - اور مارا گیا - خلافت بنی امیہ ختم ہوئی - لیکن اس خاندان کا نشان ۸۰۰ھ ہجری تک اسپانیہ مین رہا - اسلیے اُسکو بھی سلسلہ کی نظر سے پہلے ہی ذکر کر دیتے ہین - تب خلفاے عباسیون کا حال لکھا جائیگا -

فصل ساتوین

حضرت امام محمد باقر بن امام زین العابدین علیہ السلام بروز جمعہ غرہ رجب کو ۵۷ھ ہجری مین پیدا ہوئے - آپ کی والدہ کا نام ام عبد اللہ بنت امام حسنؑ تھا - آپ کے کمالات اور مناقب بہت ہین - حضرت جابر بن عبد اللہؓ صحابی نقل کرتے ہین کہ ایک روز مین حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر تھا - فرمایا اے جابرؓ

شاید تو ایک کو میرے فرزندون مین سے کہ اُسکا نام محمد بن علی بن حسینؑ ہوگا اور اللہ تعالےٰ اُسکو نور اور حکمت دیگا۔ دیکھے۔ میرا سلام اُسکو پہونچا۔ مین نے سلام آپ کا اُنکو پہونچایا۔ اور اُنھون نے فرمایا وعلیہ السلام۔ اور ابو البصیر سے روایت ہو کہ ایک روز مینے حضرت امام سے پوچھا کہ آپ ذریت رسول اللہ صلعم سے ہین۔ اُنکے علم کا میراث پایا ہو۔ آپؑ نے فرمایا ہان۔ مین نے کہا کہ آپ کی دعا سے مردہ زندہ اور اندھا آنکھ والا اور کوڑھی شفا پا سکتا ہو۔ آپ نے فرمایا ہان۔ اور ایک ہاتھ میری آنکھ پر کہ نابینا تھی ملا۔ میری آنکھین روشن ہوگئین اور مین نے آسمان و زمین دیکھے۔ پھر آپ نے آنکھون پر ہاتھ پھیرا اور بدستور نابینا ہوگئی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہتا ہو کہ بہشت مین بحساب داخل ہو قسمت پر قانع رہ۔ مین نے اسی کو منظور کیا۔ آپ کی وفات ۵۷ برس کی عمر مین ہوئی ششم ذیحجہ ۱۱۴ ہجری مین۔ اور جنت البقیع مین قریب قبر امام حسن علیہ السلام کے دفن ہین۔ آپ کے چھ بیٹے تھے۔ جعفر۔ عبد اللہ۔ ابراہیم۔ رضا و علی و زید۔ اور دو بیٹیان زینب اور ام سلمہ تھین۔

فصل آٹھوین

حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ اُنکی تعلیم فقہ مین حضرت عائشہ صدیقہ سے تھی۔ اور کبار تابعین سے ہین۔ اور باطنی کی تعلیم حضرت سلمانؓ فارسی سے تھی کہ جنکی تکمیل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ اور یہ مدینہ کے فقہاے شیعہ سے تھے۔ اور امام مالک نے اپنے موطا مین اکثر احادیث اُنکے شاگردون سے روایت کی ہو۔ یحیی ابن معاذ فرماتے تھے کہ مین نے مدینہ مین اُنسے افضل کسیکو نہ پایا۔ اور زیاد سے روایت ہو کہ مین نے اُنسے زیادہ عالم کسیکو نہین دیکھا۔ اور عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر معاملہ خلافت کا میرے اختیار مین ہوتا تو مین اُنکو خلیفہ مقرر کرتا۔ آپ کی وفات ۱۰۷ ہجری مین ہوئی۔ آپ کے

صاحبزادے - عبدالرحمٰن - اور محمدؐ تھے - حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ آپ کے نواسے تھے اور آپ کے فیض باطنی سے معمور تھے -

فصل نوین

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ بہترین تابعین سے ہین - انکی ولادت سنہ ۲۱ ہجری مین تھی - انکی مان حضرت ام سلمہؓ کی موالی سے تھین - اور حضرت ام سلمہؓ نے اپنا دودھ انکے منھ مین دیا - اور انھون نے طفلگی مین حضرت عمرؓ کی زیارت مع ایک سو تیس صحابہ کے کی تھی جنمین ستر صحابہ اہل بدر سے تھے - انکو حسن لولو اسلیے کہتے ہین کہ گوہر فروشی کرتے تھے - انھون نے ایک کوزہ پانی کا جسمین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا جوٹھا تھا پی لیا - حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اسمین جو پانی تھا کسنے پیا - جسنے پیا اُسکو میرے ایسا علم لدنی ہوگا - حضرت حسن بصری نے کہا کہ مین نے پیا - آپ اُنسے بہت راضی ہوئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وعظ لوگون کا بصرہ مین سُنا - لیکن حضرت حسن بصری کے وعظ کی تعریف کی - حضرت حسن بصری نے انتساب فیوضات باطنی کا حضرت علی سے کیا لیکن تکمیل آپ کی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ وعلیہ السلام سے ہوئی - حسن بصری سے لوگون نے سوال کیا کہ مسلمانی کیا ہے اور مسلمان کون ہین - انھون نے فرمایا کہ مسلمان قبر مین ہین - اور مسلمانی کتاب مین ہے - پھر لوگون نے کہا کہ ای شیخ ہمارا دل سویا ہے کہ آپ کی باتین اُسمین اثر نہین کرتی ہین ہم کیا کرین - آپ نے فرمایا کہ اگر سویا ہوتا تو بہتر تھا کہ ہلانے سے جاگتا - تمھارا دل مردہ ہے کہ ہر چند ہلاتے ہین - نہین جاگتا ہے - انکی عمر نوانوے برس کی ہوئی - اور سنہ ۱۱۰ ہجری مین وفات فرمائی - رجب کی پانچوین تھی - اور قبر آپ کی قدیم بصرہ مین ہے - آپ کے کامل مریدون سے حضرت عبدالواحد بن زید تھے کہ فضیل عیاض کے پیر تھے - اور مالک دینار بھی انکے فیض یافتہ تھے - اور مالک دینار کی قبر دکھن مین ہے - انکی نقل مشہور ہے کہ کشتی پر جاتے تھے اور کچھ پاس نہ تھا

ملّاحون نے خوب مارا۔ مچھلیون نے اپنے اپنے مُنھ مین دینار دکھلایا۔ ایک اُسمین سے لیکر ملّاح کو دیا۔ اسی سبب سے مالک دینار نام پڑا۔

فصل دسویں

حضرت حبیب عجمی بھی تابعی سے تھے۔ اور حضرت حسن بصری کے مُرید تھے۔ انکی اصل فارس تھی۔ اسلیے عجمی کہتے ہین۔ علاوہ حضرت حسن بصری کے اور بھی ائمہ اہلبیت اور مشایخ کبار کا فیض پایا ہی۔ انکی نقل مشہور ہی۔ کہ ایک خونی کو دار پر کھینچا۔ اور متواتر لوگون نے اُسی رات اُسکو خواب مین دیکھا ہی کہ بہشتی کپڑا پہنے ہی اور بہشت مین سیر کرتا ہی۔ لوگون نے اُس سے پوچھا کہ تو خونی تھا تجھکو یہ مرتبہ کیونکر حاصل ہوا۔ اُسنے جواب دیا کہ جب مین دار پر چڑھایا جاتا تھا۔ حبیب عجمی کا بھی گذر ہوا۔ اور اُنھون نے میرے حق مین دعا کی۔ جس سے ہمکو یہ مرتبہ ملا۔ اُس تاریخ سے لوگ اُنکے بہت معتقد ہوئے۔ اُنکی وفات سنہ ۱۲۱ ہجری مین ہوئی۔ حضرت داؤد طائی اور شقیق بلخی اُنکے صحبت یافتہ ہین۔ حضرت شقیق بلخی امام موسی کاظم کے مُرید تھے۔ انکی وفات سنہ ۱۹۴ ہجری مین اور داؤد طائی کی وفات سنہ ۱۶۵ ہجری مین ہوئی۔ خلفاے بنی امیہ کا حال اور اُنکے زمانہ کے بزرگون کا حال ختم ہوا۔

اب یہان اُن بادشاہون کا حال لکھا جاتا ہی جو خاندان بنی امیہ سے علاقہ رکھتے ہین اور اُنھون نے ملک اسپانیہ مین سنہ ۹۲۷ ہجری تک حکومت کی اور اُسکے کئی پشت بعد اسلام کا نام وہان سے مٹ گیا۔ اور اب عیسائی کفار وہان حکمران ہین۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

باب چودھوان

پہلا عہد سلطنت اسلامی اسپانیول کا زیر فرمان خلفاے بنی امیہ دمشق کے

سنہ ۹۲ ہجری یعنے سنہ ۷۱۱ء سے لغایت سنہ ۱۳۸ ہجری و سنہ ۷۵۶ء تک رہا۔ جسمین اکیس امیر مقرر ہوئے۔ جسکا تقرر والی مصر اور افریقہ کی طرف سے ہوتا تھا۔ مگر بلاشبہہ خلیفہ کی منظوری سے اُسکو استحکام ہوتا تھا۔ اور اکثر یہ ہی ہوا کہ وہان کے سکان اہل اسلام کے انتخاب سے برضامندی سپہ سالاران فوج کوئی اینتظم مقرر ہوا۔ پھر خواہ دار الخلافت سے یا والی افریقہ کی طرف سے وہی بحال رہا۔ یا دوسرا کوئی امیر مامور ہوا۔ ان اکیس اُمراؤن مین جو چھیالیس برس کے عرصے مین وہان مامور ہوئے بعضے بڑے منتظم اور بارعب اور شوکت تھے جیسے موسیٰ ابن نصیر کہ ولید ہی کی خلافت مین مرا اور اُسکے بعد اُسکا بیٹا عبد العزیز کہ دو برس حکمران رہا اور اُسکو سلیمان بن عبد الملک نے جان سویلی مین قتل کرایا جبکہ وہ غافل تھا۔ اور عبد الرحمن جسنے ملک فرانس پر قبضہ کیا تھا۔ ان لوگون نے ممالک فرنگ اور اطالیہ کے مسخر کیے۔ بڑے بڑے معرکے جنگ کے انسے واقع ہوئے۔ بعض معرکون مین شکست بھی ہوئی۔ کہ وہ نئے ممالک مسخر کیے ہوئے نکل گئے۔ بعضے افسر ایسے مقرر ہوئے کہ سخت غیر منتظم تھے۔ اور ارباب فوج اور سکان اہل اسلام اُنکی حکومت سے بسبب ظلم وستم کے ناراض تھے۔ اخیر اس عہد مین یہ نوبت پہونچی کہ آپسمین جنگ وجدل شروع ہوئی۔ حکومت وہان کی ضعیف ہوگئی۔ اہل فرنگ جنھون نے کوہستانون کو اپنا ماسن کیا تھا اپنے مقبوضات کی سرحد کو بڑھائے۔ اس عہد مین شہر سویلی (سویلیش) دار الامارت تھا۔

باب پندرھوان

فصل پہلی

اب وہان دوسرا عہد شروع ہوا۔ جسکی ابتدا سنہ ۷۵۶ء یعنے سنہ ۱۳۸ ہجری سے ہوئی۔

اور ۱۳۶ھ تک رہا۔ کیفیت اُسکی یہ ہے۔ جب خلافت خلفاے بنی امیہ کی تمام ہوئی۔ اور خلفاے عباسیہ مسلط ہوئے۔ خاندان بنی امیہ کے چھوٹے اور بڑے ہر جگہ اور ہر مقام پر قتل کیے گئے۔ منجملہ اُنکے **عبد الرحمن** بن معاویہ بن ہشام بن **عبد الملک** بھی تھے۔ یہ ۷۴۸ء مین جب عباسیون کو زور ہوا۔ دمشق سے بھاگے۔ چندے ممالک مصر اور بربرہ مین آوارہ پھرتے رہے۔ اور شروع ۷۵۵ء مین دریا کی راہ سے اسپانیہ (اسپانیول) کے کنارے پر پہونچے۔ چونکہ وہان کے سکان اہل اسلام عباسیون کے تسلط سے ناراض تھے۔ انھون نے **عبد الرحمن** کے آنے کو غنیمت سمجھا اور اپنا حاکم اُنکو مقرر کیا۔ **عباسیون** کے سپہ سالارون سے اور عبد الرحمن سے دو لڑائیان ایک مئی اور دوسری ستمبر مین ۷۵۶ء کے ہوئی۔ اور دونون مین عبد الرحمن کامیاب ہوا۔ اُسنے دسمبر ۷۵۶ء مین قرطبہ (کرڈوہ) کو دار الامارت بنایا۔ اور اُسمین شان و شوکت سے داخل ہوا۔ اسلیے اسکا لقب **الداخل** ہوا۔ اور یہ سلطنت **اسپانیہ** ممالک مشرقیہ اسلام سے منفک ہوگئی۔ کہ باعث عدم کامیابی ترقی اسلام کا فرنگستان مین ہوا۔ اور **عبد الرحمن** وہان کا مستقل بادشاہ ہوا۔ لیکن اطلاق لفظ خلیفہ اور امیر المومنین کا اہل اسلام نے کہ اُنکے معین تھے مناسب جانا۔ اسواسطے کہ دو خلیفون کا ایک وقت مین ہونا خلاف شریعت جانتے تھے۔ صرف وہ خلیفہ زادے کہلاتے تھے۔ اُنکی حکومت اور سلطنت بہت دراز ہوئی۔ بہت خوب انتظام انھون نے کیا۔ اہل فرنگ کہ حکومت اسلام کے ضعف کے سبب سے پہاڑون سے اُتر آئے تھے۔ پھر نکال دیے گئے۔ شہر قرطبہ کی آبادی بہت بڑھگئی۔ گرد اُسکے حصار بنایا گیا۔ اور آبادی اُسکی بہت حسن و خوبی کے ساتھ ہوئی۔ نہرون کے ذریعہ سے تمام شہر مین پانی پہونچایا گیا۔ بہت بڑی جامع مسجد بنانا انھون نے شروع کی۔ خرما اور انار کے درختون کی ایجاد

ایسے ممالک مین جہان کی آب و ہوا اُسکے مخالف تھی - علم فلاحت کی تدابیر موشرہ سے کی کہ اب وہان بہت عمدہ پیدا ہونے لگے ہر طرح کے علوم اور صنایع کو ترقی دی ایسا بڑا عمدہ اور منتظم بادشاہ اُنتیسوین ستمبر ۸۸۶ء مین چونتیس برس ایک مہینا حکومت کرکے قضا کر گیا - مطابق ۲۷۳ ہجری کے - یہ بادشاہ عالم اور عادل تھا - لکھتے ہین کہ اُنکے بیس بیٹے تھے - اُنھون نے سب سے چھوٹے بیٹے کو ولیعہد مقرر کیا تھا کہ اُنکی وصیت کے باعث بادشاہ ہوا -

فصل دوسری

دوسرا بادشاہ قرطبہ کا ہشام بن عبدالرحمن تھا - اُنکی سلطنت اگرچہ بہت منتظم اور آسایش کی تھی مگر زمانہ اُنکی حکومت کا کم تھا - ہشام کے دو بھائیون نے یعنی سلیمان بن عبدالرحمن اور عبداللہ بن عبدالرحمن نے باپ کی وصیت ہشام کے ولیعہد کرنے کے بموجب اپنی حق تلفی کا تصور کرکے آمادہ لڑائی کے لیے ہوئے - مگر کئی لڑائیون مین اُنکو ہزیمت ہوئی - آخرش مجبور ہوکر ہشام کی اطاعت قبول کی - اور اُنکے ہاتھ پر بیعت کی اہل فرنگ سے بھی ہشام کو لڑنا پڑا - مگر ہر معرکہ مین وہ کامیاب ہوا - قوم بریوڈوا اور قوم ڈیکان کا بادشاہ اکسٹوریا کا ایسا زیادہ مجبور ہوا کہ ۹۱۷ء مین مطابق ۳۰۴ ہجری کے اطاعت کا عہدنامہ نہایت ذلت کے ساتھ لکھا اور دستخط کیا - ہشام کے لشکر کے سپہ سالارون نے ۹۲۳ء اور ۹۲۴ء مین مطابق ۳۱۱ ہجری کے فرانس کے ملک پر یورش کی - شہر شنوا اور معمور مالدار ناربونی پر قابض ہوگئے - اُسکو خوب لوٹا اور سارا شہر جلا دیا - وہان سے آگے بڑھے کاماسون مین ڈیوک ولیم قیصر شارلمان بادشاہ فرنگ کا نایب بڑے لشکر کے ساتھ مدافعت پر آمادہ ہوا - بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی - آخرش ولیم کو شکست ہوئی - اور اسلام کے سپہ سالارون کو بہت غنیمت ہاتھ آئی - لیکن اُن ممالک پر قابض نہ رہے

واپس چلے آئے۔ ہشام نے پانچوان حصّہ اُس غنیمت کے مال کا کہ فرانس ممالک سے ہاتھ آیا۔ جامع مسجد قرطبہ کی تعمیر مین جسکی بنیاد اُسکے باپ عبدالرحمن اول نے ڈالی تھی صرف کیا۔ اور انھون نے ۷۹۶ء مین قضا کی۔ مطابق سنہ ۱۸۰ ہجری کے۔ قریب نو برس کے حکومت کی۔

فصل تیسری

تیسرے بادشاہ قرطبہ کے حکم بن ہشام بن عبدالرحمن اول تھے۔ کہ بعد اپنے باپ کے بادشاہ ہوئے۔ انکی کنیت ابوالعاصی تھی۔ انکی سلطنت مین بہت مفاسد برپا ہوئے۔ بمجرد جانشینی حکم کے اُسکے دونون چچا سلیمان اور عبداللہ دونون بیٹے عبدالرحمن کے ہر سلطنت کے دعویدار ہوئے۔ اور بغاوت پر آمادہ ہوئے۔ جسمین سلیمان قریب شہر والنشیا کے ۸۰۹ء مین لڑائی مین مارا گیا۔ سنہ ۱۹۳ھ
اور حکم نے عبداللہ کا قصور معاف کیا۔ اس شرط پر کہ وہ افریقہ مین سکونت کرے۔ حکم کے عہد مین رعایا نے دو غدر کیے۔ ایک ۸۰۵ء مین مطابق سنہ ۱۸۹ ہجری کے شہر تولیدو مین اور دوسرا سنہ ۲۰۲ ہجری مین مطابق ۸۱۷ء کے خاص قرطبہ
سنہ ۲۰۲ھ مین ان دونون غدر مین حکم نے نہایت سخت ظلم کیا۔ ۸۱۸ء مین حوالی قرطبہ مین کچھ تھوڑا سا بلوہ ہوا اس حیلہ سے تمام شہر ویران کر ڈالا گیا۔ قریب چالیس ہزار آدمیون کے وہان سے افریقہ مین جلاوطن کیے گئے۔ اُنمین سے ایک جماعت کثیر مصر کے ممالک مین چلی گئی۔ اور جزیرہ کریٹ اور صقالیہ پر قابض ہوگئی۔ کہ ۹۶۱ء تک اُنپر قابض رہے بلکہ یہی لوگ تھے کہ شہر رومہ کبیر اطالیہ مین حملہ آور ہوئے۔ اُسکو تباہ کیا۔ ۸۲۲ء مین حکم ان مظالم کے بعد مر گیا۔ مطابق سنہ ۲۰۶ ہجری کے اُسکی حکومت ستائیس برس ایک مہینا پندرہ روز رہی۔

فصل چوتھی

قرطبہ کا چوتھا بادشاہ عبدالرحمن بن حکم بن ہشام تھا۔ اسکو عبدالرحمن دوم اور عبدالرحمن اوسط بھی کہتے ہین۔ عبداللہ بن عبدالرحمن کہ ممالک افریقہ مین نظر بند تھا۔ انھون نے پھر ممالک مغربیہ مین شورش کی مگر لڑائی مین اُنکو شکست ہوئی۔ عبدالرحمن دوم اہل فرنگ اور عیسائیون کے معاملات مین بہ نسبت اپنے باپ اور دادا کے زیادہ کامیاب رہا۔ ۸۲۷ء مین شہر اور ممالک بارسیلونہ قوم فرنگ سے پھر چھین لیا۔ ۸۳۹ء مین اہل اسلام کے جہازات کے بیڑے نے حوالی بندر مارسنس کو جلاکے خاک کردیا۔ ۸۴۴ء مین مطابق ۲۲۸ھ ہجری کے اور ۸۴۵ء مین قوم اسکانڈینوی کا امیر البحر بڑے لشکر سے اسپانیہ کے کنارے پر آیا اور دونون مرتبہ شکست اُٹھائی اور اہل اسلام کامیاب رہے۔

عبدالرحمن دوم نے اندرونی انتظام اپنے ممالک کا بھی بہت عمدہ عدالت اور انصاف کے ساتھ کیا۔ رفاہ عام کے عمارات انھون نے کثرت سے بنائے۔ مسجدین اور مدرسے اور سڑکین اپنے سلطنت کے ممالک مین ہر طرف تیار کین۔ جابجا نہرین زراعت کی سیرابی کے واسطے بنائین۔ علوم اور صنایع کے وہ نہایت عاشق تھے اُسکی اشاعت مین بڑی کوشش کی۔ ۸۵۲ء مین مطابق ۲۳۷ھ ہجری کے ایسے لایق بادشاہ نے انتقال کیا۔ اُسکا غم تمام رعایا کو ہوا۔ اسی نے دارالضرب بنایا۔ اور اپنا سکہ جاری کیا۔ اسکے پہلے مشرقی سکے جاری تھے۔ یہ عبدالرحمن جبروتیت مین ولید بن عبدالملک کا ثانی تھا۔ اور اشاعت علوم وفنون وفلسفہ مین مامون رشید کا ثانی تھا۔ اور وہ قرطبہ کا اول بادشاہ تھا جسنے اسپانیہ اور اندلس مین فلسفہ کا رواج دیا۔ تینتیس برس حاکم رہا ۲۳۹ھ ہجری مین مطابق ۸۵۴ء کے انتقال کیا۔

فصل پانچوین

پانچوین بادشاہ قرطبہ اور ممالک اندلس کے محمد بن عبدالرحمن دوم بن حکم ہین - کہ باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ ہوا - لیکن اُنسے انتظام سلطنت کا نہو سکا - اُنکے عہد مین ایک شخص بڑا دلیر بلوائی تھا - جسکا نام کلب تھا - شہر تولیدو اور اُسکے اطراف پر قابض ہوگیا - انکے عہد مین برابر مفاسد برپا رہے - اکثر ممالک غیر منتظم ہوگئے - اس اندرونی غدر کے باعث عیسائیون کو موقع ملا - انھون نے خوب ہاتھ پانُون پھیلائے - الفونسو سوم کہ والی اپنے ریاستہاے موروثی گالاشیہ کا اور اسٹوریکا تھا منجملہ اُس ریاست کے کہ اُس سے ملک نکالکر قرطبہ مین شامل کرلیے گئے تھے - اور مملکت لیان کا کچھ حصّہ اور کچھ قدیم قسطلان (کیسٹیل) اور اسطرامدیورا کا اور بہت بڑا حصّہ لوسی ملانیہ کا انھون نے پھر لے لیا - اور بعض اسمین کے وسط مقبوضات اسلام مین تھے - ان لڑائیون اور متواتر شکست اہل اسلام کی ہونے سے ایک بہت قہر آسمانی یہ ہوا کہ قحط پڑا - سال بھر رعایاے اسلام پر سخت مصیبت رہی - بارے نماز استسقا وغیرہ کی برکت سے یہ بلا ٹلی - ۸۸۱ء مین ایک دوسری آفت پہونچی - ایک زلزلہ آیا - جس سے کتنے قصبات اور قریات دھنس گئے - شمالی عیسائی دریائی ڈاکودن اور چورون نے ۸۶۰ء اور ۸۶۱ء مین کنارے کے ملک کے لوگون کا دم ناک مین کردیا - ان سب مصیبتون کے ساتھ محمد بن عبدالرحمن کی سلطنت کا زمانہ طویل ہوا - چونتیس برس گیارہ مہینے حاکم رہے ماہ جولائی ۸۸۶ء مین مطابق ۲۷۳ ہجری کے انھون نے انتقال کیا -

فصل چھٹوین

چھٹان بادشاہ قرطبہ کا المنظر بن محمد بن عبدالرحمن دوم تھا کہ باپ کے مرنے کے بعد تخت پر بیٹھا - لیکن انسے بھی انتظام سلطنت کا نہ ہوسکا - انکے باپ کے

زمانے سے ایک شخص بڑا بہادر بلوائی شہر تولیدو اور اُسکے متعلق اضلاع پر قابض تھا۔ اُس سے متواتر لڑائی مین شکست ہوتی گئی۔ اسلیے لوگون نے انکو دغا سے مار ڈالا۔ انکی حکومت صرف ایک برس گیارہ مہینے رہی۔ انکی موت ۸۸۸ء مطابق ۲۷۴ھ کے ہوئی۔

فصل ساتوین

ساتوان بادشاہ قرطبہ کا عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن یعنی المنظر کا بھائی ہوا۔ انھون نے بہت شجاعت اور بہادری سے بادشاہت کی۔ اول یہ اُس کلب سے لڑے کہ تولیدو پر قابض تھا۔ لیکن اسکا نتیجہ صرف اسی قدر ہوا۔ کہ وہ آگے نہ بڑھ سکا۔ بعد اسکے اُنکے اپنے دو بیٹے محمد اور قاسم اُنسے باغی ہوگئے۔ محمد بن عبد اللہ باپ سے ۸۸۹ء مین لڑا اور شکست اُٹھائی۔ قید مین در آیا اور باپ کے حکم سے قتل کیا گیا۔ قاسم بھی ۸۹۵ء مین باپ سے لڑا اور گرفتار ہوگیا۔ لیکن اُسکا قصور معاف ہوا۔ ۹۱۲ء مین مطابق ۳۰۰ھ ہجری کے وفات کیا۔ انھون نے پچیس برس سلطنت کی۔ یہ بڑے عالم اور دیندار تھے۔ انھون نے اپنے پوتے عبد الرحمن بن محمد کو جسکے باپ کو قتل کرایا اپنا جانشین نامزد کیا۔

فصل آٹھوین

آٹھوان بادشاہ قرطبہ کا۔ عبد الرحمن سوم بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن دوم تھا۔ انھون نے خلافت کا دعوی کیا اور اپنے کو خلیفہ اور امیر المومنین کہلایا۔ کہ اپنے دادا کے مرنے کے بعد وصیت کے بموجب تخت نشین ہوئے تھے۔ وہ سلاطین اسلام ملک اسپانیہ مین بڑے شوکت وجلال کے بادشاہ تھے کہ اُنکے اگلون مین کوئی اُنکے مثل نہ ہوا باوجود اسکے کہ وہ کم سن تھے اور اُنکے کئی چچا بہت ہوشیار اور سلطنت کے انتظام کی بخوبی لیاقت

رکھتے تھے لیکن عبدالرحمن سوم کی رحمدلی فیاضی اور علم کے شوق کا باعث تھا کہ علی العموم اہل اسلام انکی بادشاہت سے راضی ہوئے۔ اور انکو لوگ محبوب اور ہردلعزیز رکھتے تھے۔ پہلی توجہ اور فکر انکی بلوائیون کے مٹانے اور زیر کرنے مین مصروف ہوئی جنھون نے اگلے سلاطین کے عہد مین بہت عمدہ اور زرخیز اضلاع پر اس جزیرہ نما کے قبضہ کرلیا تھا۔ اُن سب مین بڑا طاقتور وہی کلب تھا۔ اُسنے عیسائیون کی مدد سے بڑی قوت پکڑی تھی۔ لیکن آخرش اُسکو فوج سلطانی کے مقابلے کی تاب نہ رہی۔ وہ اپنے ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ مین بھاگتا پھرا۔ اُسکے کل ساتھی مارے گئے اور منتشر ہوئے۔ اور وہ خود بھیس بدلکر پہاڑون مین ارالکان (اردگان) کے جا چھپا۔ اور وہین مفقود الخبر ہوکے مرگیا۔ اُسکے دو بیٹے جعفر اور سلیمان نے بھی کوشش بلوائیون کے جمع کرنے مین کی لیکن بیکار تھی۔ اور شہر تولیدو اور اُسکے متعلقات ۹۴۴ء مین مسخر ہوگئے۔ عیسائیون پر بھی یورش اور فوج کشی ہوئی اور اُسمین بھی عبدالرحمن کامیاب رہے۔ ۹۳۸ء مین امرودوم بادشاہ لیان پر وہ فتحیاب ہوئے۔ اور ۹۴۰ء مین قریب اسنٹ ستبوان کے اُسی بادشاہ پر کہ بذات خود اپنی فوج لڑا رہا تھا اُسکو شکست فاش دی۔ پھر آردلیفو دوم بادشاہ لیان پر انکو فتح عظیم ملی۔ اُنکی سلطنت کے ممالک بہت بڑھگئے۔ بہت بڑا حصہ ممالک موریٹانیا (مراکو) کا اور شہر فاس اُسکا دارالسلطنت ادریسیون سے اُنکے قبضے مین آیا۔ ادریسی درویشون کی صورت مین تھے۔ اور سادات حسنیہ سے تھے انھون نے ملک مغرب اور افریقیہ عباسیون سے لیکر اپنے تصرف مین کرلیا تھا۔ اسکا مفصل حال آگے معلوم ہوگا۔

جب عبدالرحمن سوم کو ایسی بڑی بڑی فتح نمایان ہوئی انھون نے قاعدہ اتحاد کو توڑ ڈالا۔ اور اپنے کو ملقب بہ خلیفہ اور امیرالمومنین کیا۔ شہر

قرطبہ کو دارالخلافت نامزد کرکے اُسکی آبادی اور عمارت کو وسعت دی - اور اُسکو بہت خوش وضع اور خوبصورت کردیا - اور اپنی رعایا کی بہبودی اور فلاح کی ترقی کی - اور اُسمین نہایت کوشش کی - جامع قرطبہ کی عمارت بڑھادی - بہت سے مدرسے اور مکتب خانے جاری کیے - اور اُنکے خرچ کی جائداد الگ کردی - ایک نیا شہر بنانے کی اور اُسمین بہت عمدہ قصر شاہانہ تعمیر کرنے کی بُنیاد ڈالی - اور اُسکا نام الزاہرہ مقرر کیا - بہت سی سڑکین اور نہرین اور نالیان جابجا پانی پہونچانے کی بنائی - مورخین اہل اسلام نے انکی حکومت کی عدالت اور انصاف کی ایسی تعریف اور توصیف کی ہے کہ اہل اسلام مین کوئی اُنکا نظیر نہ تھا - انھون نے اپنے بیٹے حکم کو ولیعہد مقرر کیا - اسپر اُنکے ایک چھوٹے بیٹے کو رشک ہوا جسکا نام عبداللہ تھا - اُسنے ایک مخفی سازش کی - کہ کسی طرح سے حکم کو مار ڈالے - مگر اُسکی وہ تدبیر اور سازش کھل گئی - وہ قید کیا گیا - اور بعد قید ہونے کے ہر چند اُسنے منت سماجت اپنے عفو قصور کے لیے کی - مگر منظور نہوئی - حکم اُسکے قتل کا جاری رہا - اور ۹۵۰ء مین وہ قتل ہوا - الغرض عبدالرحمن سوم بہت مرفہ اور آسودہ سلطنت کچھ اوپر پچاس برس کرکے ۹۶۱ء مین موت طبعی سے مرگئے مطابق ۳۵۰ ہجری کے -

فصل نوین

حکم دوم بن عبدالرحمن سوم نوان بادشاہ اور دوسرا خلیفہ قرطبہ اور اندلس کا تھا کہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد اُنکی وصیت کے موافق جانشین ہوا اور اپنا لقب المستنصر باللہ مقرر کیا - اور اپنے باپ کے بہت اوصاف کے ساتھ متصف تھا - بالخصوص علوم اور صنایع کا نہایت شائق تھا - اور اُسکے رواج دینے مین بہت کوشش کی - انکے خلافت کے زمانے مین بڑا امن و امان رہا - فرنگ کے عیسائیون کے ساتھ بھی بہت کم لڑائی رہی - بلکہ یہ کہہ سکتے ہین کہ بالکل نہ رہی - علاوہ اگلے مدرسون اور

مکتب خانون کے انھون نے مدرسے بہت بنائے - اور اُسکے مصارف کی جائداد مقرر کی - بڑی فیاضی سے ہر ملک کے علما اور فضلا کو اپنی سلطنت مین جمع کیا - ایک بڑا کتب خانہ دارالخلافت قرطبہ مین انھون نے جمع کیا - جسکا نام کتب خانہ مروانی رکھا - اسکی فہرست چوالیس جلدون مین تھی - بالجملہ انھون نے ۹۷۶ء مین مطابق ۳۶۶ھ ہجری کے انتقال کیا اور پندرہ برس سے اوپر سلطنت کی -

فصل دسوین

ہشام دوم بن حکم دوم بن عبدالرحمن سوم دسوین بادشاہ اور تیسرے خلیفہ قرطبہ کے ہوئے - اسوقت انکی عمر گیارہ برس کی تھی - لقب انکا المؤید باللہ قرار پایا - انھون نے محمد منصور بن عامر قحطانی کو کہ انکے باپ کے وزیر تھے - کل انتظام خلافت کا سپرد کیا - یہانتک کہ محمد منصور مثل مالک اور قابض کے ہوگیا - اور خلیفہ کو محلسرا مین مقید رکھا اور خود اُنکے نام سے سلطنت کرنے لگا - اگرچہ منصور کو ہوس اور حرص سلطنت کی ہو - وہ اپنی لیاقت اور دانشمندی سے اور فیاضی اور شجاعت اور سپہ سالاری کی عقل اور عدالت اور انصاف کے باعث لایق سلطنت کے تھا - اُسنے اپنی ساری عمر مین ستائیس لڑائی کے معرکے کیے اور عین قلب ممالک عیسائیون مین حملہ کیا - جسمین سارے عیسائی سلاطین کو مطیع کرلیا - ۹۸۳ء مین انھون نے بڑا نامی اور معتبر قلعہ گارمان کا سخر کیا - ۹۸۴ء مین سمانکاس پر قبضہ کرلیا - سپلوید اکو ۹۸۶ء مین لے لیا - اور ۹۸۸ء شہر کایمبرا کو لیکے ویران کردیا - شہر لیان پر کہ آخری عیسائی اسپانیہ کا دارالسلطنت تھا ۹۹۶ء مین یورش کی اور اُسکو جلاکر خاک سیاہ کرڈالا - شہر سنیٹا جسپر ۹۸۸ء مین انھون نے قبضہ کیا تھا - اُسکے کنیسہ مین گھنٹے گئے - جسمین عرصہ دراز سے تبرکات تھے اور اُسکے بڑے گھنٹے کو اُتروا کر جامع قرطبہ مین بھیجا کہ گلا کر قندیل سوز بنایا گیا - افریقہ مین بھی اُنکی سلطنت کی سرحد بہت بڑھگئی - الغرض محمد منصور کے چھتیس

برس کے انتظام خلافت مین ہشام دوم کی سلطنت کو بڑی ترقی اور رونق رہی۔ مورخین کے دفاتر مین بڑا عمدہ اور منور زمانہ لکھا گیا ہے۔

صرف ایک معرکہ مین محمد منصور کو ناکامی ہوئی اور واپس آنے مین راہ مین ماہ اگست سنہ ۱۰ء مین انتقال کیا۔ انکی جگہ وزارت کی انکے بیٹے عبد الملک کو ملی لیکن اُسکو ایک معرکہ مین عیسائیون سے شکست ہونے سے سنہ ۱۰ء قرطبہ مین زہر دیا گیا اور وہ مر گیا۔ اُسکی جگہ اسکا بھائی عبد الرحمن وزیر ہوا اور اُسنے بھی بدستور ہشام کو مقید رکھا۔ اور خود انتظام خلافت کا کرتا رہا۔ بلکہ اُسکا حوصلہ ہوا۔ کہ خود ہی خلیفہ بھی ہو جاے۔

اس سبب سے محمد کہ ایک شاہزادہ اُسی خاندان سے تھا۔ سرحد پر کچھ فوج فراہم کرکے اُسکی مخالفت مین قرطبہ پر فوج کشی کی اور اُسکا محاصرہ کیا۔ قرطبہ کے باشندون نے محمد کی مدد کی۔ اور عبد الرحمن کو گرفتار کرکے سنہ ۱۰ء مین قتل کیا اور خود ہشام دوم کی طرف سے انتظام سلطنت کرنے لگا۔ پھر اختیار پاکر ہشام دوم کو مشہور کیا کہ مر گیا اور خود خلیفہ بنگیا۔

فصل گیارھوین

محمد دویم بن ہشام بن عبد الجبار بن عبد الرحمن سوم گیارھوان بادشاہ اور چوتھا خلیفہ قرطبہ اور اندلس کا تھا۔ کہ بزور شمشیر خلیفہ ہوا اور اپنا لقب مہدی باللہ مقرر کیا۔ لیکن وہ بہت دنون تک اس خلافت منصوبہ سے منتفع نہوا۔ سلیمان نامے کہ وہ بھی اسی خاندان خلافت کے شاہزادون سے تھا۔ افریقہ سے فوج لیکر آیا اور محمد دویم سے مقابلہ کو آمادہ ہوا۔ آپسمین خوب جنگ ہوئی اور سنہ ۱۰ء مین محمد دویم کی فوج کو شکست ہوئی۔ سلیمان دار الخلافت پر قابض ہو گیا۔ کئی مہینے بعد محمد دویم نے پھر قرطبہ پر قبضہ پایا لیکن اہل شہر اُس سے ناراض ہو گئے تھے اُنھون نے اُسکو سنہ ۱۰ء مین مطابق سنہ ۴۰۰ ہجری کے قتل کیا۔ اور سلیمان کے پاس بھیجا۔ اب

سلیمان خلیفہ ہوا۔

فصل بارھوین

بارھوان بادشاہ اور پانچوان خلیفہ قرطبہ کا سلیمان بن حکم بن عبدالرحمن سوم تھا کہ بزور شمشیر خلیفہ ہوا۔ اور لقب اپنا المستعین باللہ ٹھہرایا۔ اب اقتدار خلافت خاندان بنی امیہ کا ممالک مغربیہ مین بلکہ شوکت سلطنت اسلامی اسپانیہ مین زوال آیا۔ حکام اور والیان ممالک بیرونی نے اقتدار بلوائی شہزادون کا کہ بزور شمشیر خلافت کے دعویدار ہوئے تسلیم نہ کیا۔ اور ہر ایک نے اپنے کو اپنے ممالک مقبوضہ مین مستقل بادشاہ قرار دیا۔ اور خلافت اور سلطنت موروثی قدیمی ٹکڑے ٹکڑے ہوکے ہزارون چھوٹی چھوٹی سلطنتین بنگئین۔ اور عیسائیان اہل فرنگ کو یورش اور حملہ کا موقع ملا۔ یہانتک کہ بتدریج بالکل اسلام اُن ممالک سے نیست اور نابود ہوگیا۔ خاص تختگاہ قرطبہ پر بڑے بڑے نامی متغلبین مسلط ہوئے۔ علی بن حمود ایک شخص سنہ ۱۶ اء مین مطابق سنہ ۴۰۶ ہجری مین سلیمان کے ساتھ لڑے اور سلیمان نے شکست پائی اور مارے گئے۔ پھر علی بن حمود مارے گئے۔ پھر قاسم بن حمود انکے بھائی سنہ ۴۰۸ ہجری مین تخت پر بیٹھے اور وہ بھی مارے گئے پھر اُنکے بھتیجے یحیی سنہ ۴۰۹ ہجری مین تخت نشین ہوئے اور وہ بھی مارے گئے۔ پھر سنہ ۴۱۲ ہجری مین ہشام سوم بن سلیمان بن حکم بن عبدالرحمن سوم تخت پر بیٹھے اور یہی آخری بادشاہ خاندان بنی امیہ کے تھے۔

فصل تیرھوین

ہشام سوم آخری خلیفہ قرطبہ اور آخری بادشاہ خاندان بنی امیہ کا تھا۔ اسنے اپنا لقب رشید رکھا۔ انکی خلافت سنہ ۴۱۸ ہجری مین ختم ہوئی مطابق سنہ ۱۳۱ اء کے۔ واضح رہے علی بن حمود و یحیی سادات حسنیہ اور یسیہ سے تھے۔ کہ خلافت قرطبہ پر رہے۔ مورخین نے لکھا ہے کہ ادریس نامے ایک سیّد زادے ابن عبداللہ ابن حسن مثنی

بن حسن بن علی کرم اللہ وجہہ ۱۷۲ھ ہجری مین خلفاے عباسیہ کے خوف سے بھاگ کر ملک مغرب کی طرف چلے گئے - ۱۷۲ھ ہجری مین کسی قدر ممالک پر وہ قابض ہوگئے - اُنکی وفات کے بعد اُنکی اولاد اُسپہ قابض رہی - ترتیب اُنکی وراثت کی یون ہوئی - ادریس کے بعد اُنکے بیٹے عمر بن ادریس پھر عبد اللہ بن عمر پھر علی بن عبد اللہ پھر احمد بن علی پھر یعقوب بن احمد پھر حمود بن یعقوب پھر علی بن حمود ہوئے - اگرچہ ادریسیون کی مملکت کا بڑا حصہ خلفاے قرطبہ نے دبا لیا تھا - لیکن اُنھون نے پھر واپس لیا یہانتک کہ خود خلفاے قرطبہ سے ہوئے -

بہ نظر تسلسل کے اور خاندان کا حال بھی اس جزیرہ نما کے لکھا جاتا ہے تب خلفاے عباسیہ وغیرہ کا حال لکھا جائیگا -

باب سولھوان

فصل پہلی

سلطنت اسلامی اسپانیہ کی ۱۳۱ھ سے یعنی ۱۱۸ھ ہجری سے ۱۲۳۱ء یعنی ۶۱۸ھ ہجری تک طوائف الملوک رہی - بسبب ضعف اقتدار خلافت قرطبہ کے چھوٹے چھوٹے والی اور حکام ممالک و اضلاع نے اپنی حرص سے کہ مستقل حاکم بنجائینگے اطاعت اور تبعیت خلیفہ کی چھوڑ دی - جس سے خلافت اُس جزیرہ نما سے مٹ گئی اور جتنے والی اور حاکم اُس سلطنت کے ممالک بیرونی مین تھے سب بادشاہ بن بیٹھے - لیکن پھر آپسمین لڑتے بھڑتے صرف چار حکومتین سنہ گیارھوین عیسوی صدی کے آخر مین رہگئین محمد بن عباد سویلی کا بادشاہ رہا - یحیی تولیدو کا بادشاہ تھا - سارا گوسہ کے بادشاہ نے اپنا لقب المستعین مقرر کیا - عمر نام بلقب المتوکل بادا جوز اور پرتگال یعنی الغرب پر بادشاہ ہوا - اور اس آپس کی لڑائی مین فرنگ کے عیسائیون کو بہت بڑا

موقع ملا - اور بہت بڑا حصّہ پرتگال کا اور قسطلان جدید (نوکیاستل) کا کہ سلطنت اسلام مین داخل تھے - آپر پھر عیسائیون نے قبضہ کرلیا - سلاطین لیان اور ناواری نے اور بارسیلونہ کے نوابون نے اپنے آپس کا بغض و نفاق ملتوی کرکے مسلمانون کے ممالک پر قبضہ کرنے کے لیے اتفاق کیا - چنانچہ سبھون نے پہلے حکومت تولیدو کا محاصرہ کیا - اور تین برس کی لڑائی اور محاصرہ کے بعد بادشاہ تولیدو نے اطاعت عیسائیون کی قبول کی - اور پچیسوین مئی ۱۰۸۵ء مین الفونسو اُس پرانی دارالسلطنت مین قوم غات (گاتھ) کے داخل ہوا - پھر سارے ممالک قسطلان جدید (نیوکیستیل) کے مثل دارالسلطنت کے اُسکے قبضے مین آگئے - اور اُسکو ان فتوحات کے حاصل ہونے سے جرأت ہوئی کہ دوسرے ممالک اسلام پر بھی کہ ابن عباد کے قبضہ مین تھا یورش کرکے متصرف ہون - اسی عرصہ مین ایک نئی اسلامی سلطنت کا زور و شور ہوا - جسنے ہسپانیہ کے عیسائیون کی ترقی کو روک رکھا - یہ نئی سلطنت مرابطین کی تھی - آپ کی اصلیت آگے لکھی جائیگی - خلاصہ یہ کہ ابن عباد نے عیسائیون کے مقابلہ کے لیے انھین مرابطین سے مدد لی - اور اُنکی مدد سے عیسائیون کو ان ملکون سے نکالا - لیکن مرابطین قبضہ پاکر خود متصرف ہوگئے

فصل دوسری

کیفیت سلطنت مرابطین کی اور اُنکی ابتدا ۱۰۹۹ء سے کہ ۱۱۴۶ء تک رہی

گیارھوین صدی کے وسط مین دو آدمی ایک یحییٰ بن ابراہیم کہ حاجی تھے اور مکہ معظمہ مین انھون نے آلیات اور علم شریعت سیکھا تھا - اور دوسرے عبداللہ بن یٰسین کہ مشہور معلم علم شریعت اور آلیات کے تھے دونون نے باہم اتفاق کرکے افریقہ کے جاہل گروہون کو کہ کوہستان اطلس کے اُس پار رہتے تھے تعلیم مذہبی کے حیلہ سے اپنے قابو مین کرلیا - اور اُنکے ذریعہ سے لڑبھڑکر اطراف پر قابض ہوگئے - اور انھون نے اپنا نام مرابطین رکھا - یعنی باہم دوستدار اور مروجین مذہب بھی اپنے کو کہلایا - عبداللہ کا

لقب امیر مقرر ہوا - بعد اُنکے ابو بکر نامے ایک شخص اُنکے قائم مقام ہوئے - اور اپنی قدیم رہنے کی جگہ کو صحرا ہی چھوڑ کے روانہ ہوئے - کہ افریقہ کے ممالک کو فتح کرین - اُسکے نبی عم یوسف بن تشکین نے شہر فاس اور بڑے حصّے پر ملک موریٹانیہ یعنی مراکو کے قبضہ کیا بالجملہ ۱۰۷۳ء اقتدار اور اختیار مروجین مذہب کا علی العموم شمالی اور وسط افریقہ مین لوگون نے قبول کیا - اب اسپانیہ کے اسلامی سلاطین نے جنکو عیسائی بادشاہ الفونسو نے تنگ کر رکھا تھا - اس جماعت مرابطین کے بادشاہ کو اپنی مدد پر طلب کیا - یوسف بادشاہ مرابطین اور شہر فاس کا جسکو اپنے ملک بڑھانے کی ہوس تھی ایک بڑی قوی اور عظیم فوج لیکے اگست ۱۰۸۶ء مین ابناے اسپانیہ کو عبور کرکے قریب بادا جوز کے ایک مقام پر جسکو زلاکا کہتے تھے الفونسو کی فوج سے مقابلہ ہوا - اور اکتوبر ۱۰۸۶ء مین یوسف نے الفونسو پر بڑی فتح حاصل کی - اُسکے بعد اور بھی مکرر فتوح اُنکو ہوئی - جسے وہ زور و شور فرنگستان کے عیسائیون کا اہل اسلام اسپانیہ کے اسلامی ممالک پر کہ بہ سبب تباہی خلافت قرطبہ کے تھا - بالکل جاتا رہا - لیکن اسپانیہ کے اہل اسلام کو تاسف ہوا کہ ایسے دوست پر خطر کو اپنی مدد کے لیے طلب کیا کہ وہ بہ نسبت اپنے صحرائی ممالک کے اسپانیہ کے زرخیز ممالک پر قبضہ کرکے کیون چھوڑیگا - بالجملہ یوسف نے کچھ غدر اور فریب سے اور کچھ بزور شمشیر سارے ممالک اسلامیہ اسپانیہ پر اپنا اقتدار اور اختیار جما دیا - اور وہان کے سب سلاطین کو اپنا مطیع اور تابعدار کر لیا - اور بعضون کو نیست و نابود کیا - القصّہ یوسف پہلے بادشاہ اس قوم کے ستمبر ۱۱۰۶ء مین مراکو مین قضا کیا - اُنکا بیٹا علی اُنکا قائم مقام ہوا - علی نے ۱۱۱۰ء مین قسطلانی فوج کو جسکا بادشاہ الفونسو تھا بڑی شکست دی - یہ شکست قریب اکلس کے دی تھی - اور ظاہرا الفونسو کے مرجانے سے اُنکا نابالغ بیٹا - ڈان سانچو کو اطاعت کے عہدنامہ سے اپنی تابعداری مین کر لیا - مگر ۱۱۱۱ء مین بڑا شہر نامی اور معتبر سرگوسہ کا مسلمانون کے قبضہ سے نکلگیا

کئی عیسائی قوموں نے ملکر اُسکو لیا تھا۔ اور ممالک شمالی اسپانیہ سے بالکل اہل اسلام کی عملداری ہمیشہ کے لیے جاتی رہی۔ حاصل کلام علی بن یوسف ۱۱۴۳ء مین قضا کر گئے اُنکے بیٹے تشکین بن علی اُنکے قائم مقام ہوئے۔ انکے عہد مین فرنگستان کے عیسائیون نے اسپانیہ مین بڑی ترقی کی۔ اسواسطے کہ تشکین بن علی ایک فرقہ مہدویہ کے مقابلہ مین کہ اُنکی اصل مملکت مراکو پر حملہ آور ہوئے تھے مصروف تھے اور ملک اسپانیہ سے غافل تھے۔ بلکہ مراکو کے محاصرہ کے مقابلہ مین ۱۱۴۵ء مین انتقال کیا۔ اُنکے بعد اُنکے بیٹے ابو اسحاق بن تشکین اخیر بادشاہ اس گروہ کے جانشین ہوئے۔ لیکن تھوڑے دنون کے لیے یہ بادشاہ رہے۔ قوم مہدویہ انکے ملک پر غالب آگئی اور یہ ۱۱۴۶ء مین مطابق ۵۴۱ھ ہجری کے ہلاک ہوئے۔

فصل تیسری

ابتدا مہدویہ کی یہ ہے کہ ایک شخص محمدؐ بن عبد اللہ نے کہ افریقہ کا رہنے والا تھا اور ہرگا کا حاکم تھا۔ دعوی کیا کہ مین مہدی آخر الزمان ہون۔ اور بعضون نے لکھا ہے کہ وہ قرطبہ کی مسجد جامع کا قندیل افروز تھا۔ الغرض اُسنے احادیث نبویہ مین جو خبرین اور نشانیان کہ مہدی آخر الزمان کی دیکھی وہ سب اپنے مین مشہور کی۔ اور عوام الناس کو اسکا یقین دلایا کہ مین تمام دنیا مین بادشاہی کرونگا۔ اور بالفعل مرابطین کا ظلم مٹانا چاہتا ہون جو اُنسے لڑیگا اور مارا جائیگا۔ وہ شہید ہوگا۔ اور گھٹا بہشت مین داخل ہوگا۔ ان سب لایعنی گفتگو سے اُسنے ابلہ فریب کرکے ایک بڑی جماعت کو اپنے تحت مین کیا اور کوہ اطلس کے حوالی مین صحرا مین رہتا تھا۔ اور ایک ہونہار نوجوان آدمی جسکا نام عبد المومن تھا اُنکا شریک ہوا۔ اور ۱۱۲۱ء مین ایک بڑے لشکر کے ساتھ مرابطین سے لڑنے کو آمادہ ہوا۔ اور ۱۱۲۲ء مین مرابطین کی فوج کو شکست دی۔ ۱۱۲۵ء مین ایک اور فتح عبد المومن نے کہ سپہ سالار مہدویہ قرار پایا تھا مرابطین پر حاصل کی جس سے مراکو اور فاس وغیرہ

مہدویہ کے قبضہ مین آگئے - الغرض تمام شمالی افریقہ کے ممالک مین حکومت اور
۵۴۴ھ شوکت جلی مہدی کی ۱۱۴۹ء مین قائم ہوگئی - لیکن وہ محمد بن عبد اللہ ۱۱۴۹ء مین
مرگئے اور اُنکی قائم مہی عبد المومن بادشاہ ہوئے - اب اُنھون نے قصد کیا کہ ممالک
اسپانیہ کو بھی اپنے قبضہ مین درلادین - اور ممالک افریقہ کے ساتھ ملحق کرین -
اگرچہ اُنکے سپہ سالارون نے اس ارادے کو سہل مین پورا کیا - لیکن خود عبد المومن
جب لشکر تیار کررہے تھے کہ عیسائیان فرنگ کے سلاطین پر یورش کرین اور آبنائے
۵۵۸ھ اسپانیہ کو عبور کرنے کو آمادہ تھے کہ ۱۱۶۳ء مین انھون نے قضا کی - اُنکے قائم مقام
اُنکے بیٹے ابو یعقوب یوسف ہوئے ابتدا مین اُنکا قصد کسی سے لڑنے کا نہ تھا -
اُنھون نے ایک مسجد سویلی مین بنام جامع سویلی ۱۱۷۱ء مین تعمیر کی - کہ بالفعل
ایک جزکینہ فاتولیقی کا ہی - اور ایک کشتیون کا پل دریاے گوادلکویر پر انھون نے
تیار کرایا - انھون نے ۱۱۷۳ء مین بہت بڑی فتح آٹھوین الفنسو بادشاہ قسطلان پر پائی -
اور اُسکا سارا ملک تاخت وتاراج کرکے اور چند قلعون پر قبضہ کرکے افریقہ مین پھر آئے
پھر ۱۱۸۴ء مین دریاے شور سے عبور کرکے ممالک اسپانیہ مین گئے اور تا وفات اپنی
کہ اگست ۱۱۸۴ء مین ہوئی وہین قیام کیا - ایک معرکہ لڑائی کا قریب سانتارم
کے ممالک پرتکال مین اُنکو پیش آیا تھا - اُسمین وہ زخمی ہوگئے - اور اُسی زخم سے
انتقال کیا - ابو یوسف یعقوب جنکا لقب المنصور تھا اُنکا قائم مقام ہوا - وہ
الجزائر پر دریا کی راہ سے اُترے اور قسطلان کے آٹھوین الفنسو میدان
الارکاس مین بڑی لڑائی ہوئی - جسمین الفنسو کی فوج کو شکست ہوئی - بعد اُسکے
ابو یوسف نے وہان سے کوچ کرکے تولیدو کا کہ دار الحکومت اُن ممالک کا تھا -
محاصرہ کیا - اگرچہ ابو یوسف باوجود کوشش بلیغ کے اس شہر کو مسخر نہ کرسکا لیکن اُسکے
اطراف کے بڑے بڑے شہرون پر مثل میڈرڈ اور گوادالاکزار وغیرہ کے اُسکے

سنہ ۵۹۶ھ قبضے مین آگئے۔ یہ ابو یوسف اگست ۱۱۹۹ء مین قضا کر گئے۔ وہ بڑے نامور بادشاہ لایق اور شجاع اور بڑے خوبی کے بادشاہ تھے۔

محمدؐ بن عبد اللہ ملقب بہ الناصر لدین اللہ آخر سلاطین مہدویہ سے ہین کہ تخت گاہ اور ممالک اسپانیہ پر قابض ہوئے تھے۔ بمجرد تخت نشینی کے انھون نے قصد کیا کہ ممالک اسپانیہ جسکا بڑا حصہ عیسائیان فرنگ نے اُنکے مورثون سے منتزع کیا تھا پھر قبضہ مین لاوین اور اسی قصد سے مشہور ہے کہ کئی لاکھ آدمی انھون نے فراہم کیے۔ اور وہ

سنہ ۶۰۸ھ افریقہ سے ۱۲۱۱ء مین روانہ ہوئے اور اسپانیہ کے کنارے کو اُس جماعت سے بھر دیا۔ الغرض انھون نے آبناے اسپانیہ سے عبور کر کے اُس قلعہ جبال کے سلسلہ پر لشکر گاہ کیا جسنے قسطلان جدید کو (نوکستیل) اندلس سے جدا کیا ہے۔ وہان عیسائیون کی طرف سے یہ سامان ہوا کہ پوپ کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا جانشین سمجھا جاتا ہے جسکا نام انوسنت سوم تھا عیسائی جہاد کا (کروسیڈ) وعظ کہا۔ جس سے سلاطین متفقہ کے لشکر تمام فرنگستان اور دیگر ممالک سے فراہم ہوئے۔ لاکھون سے تعداد اُنکی بڑھگئی۔ سخت گھمسان کی لڑائی ہوئی لیکن آخر مین فوج مہدویہ کو شکست ہوئی۔ کہ پورا

سنہ ۶۱۰ھ سبب زوال کا سلطنت اسلامیہ کے ہوا۔ اور محمدؐ بن عبد اللہ مراکو مین ۱۲۱۳ء مین قضا کر گیا۔

یوسف دوم مسمی ابو یعقوب محمدؐ بن عبد اللہ کے بیٹے۔ گیارہ برس کی عمر مین باپ کے قائم مقام ہوئے۔ انکی سلطنت مین برابر فتور اور فساد رہا۔ اور وہ خود جنوری ۱۲۲۴ء مین قضا کر گئے۔ اور اپنا کوئی وارث بھی نہ چھوڑا۔

ابو الملک عبد الواحد کہ اُنکے قائم مقام ہوئے چند مہینے کے بعد ابو محمد ملقب بہ العادل کے ہاتھ سے قتل ہوئے جسنے خود دعوی سلطنت کیا۔ مگر وہ بھی اکتوبر ۱۲۲۷ء مین مقتول ہوئے۔ ابو علی ملقب بہ المامون کے قائم مقام بھی برگشتہ بخت تھے

افریقہ مین اُنکے اقارب مین سے یحییٰ نام برسر جنگ تھے اور اسپانیہ مین ابن ہود نام ایک چھوٹا سردار مخالفت پر آمادہ ہوا۔ جسنے اپنے کو سلطنت اسلامیہ اسپانیہ کا بادشاہ قرار دیا۔ اور اُس مملکت کو مہدویہ سے نکال لیا۔ الغرض المامون ۱۲۳۲ء مین قضا کر گئے۔ محمدؐ قائم مقام المامون نے بیکار کوشش کی کہ اسپانیہ مین اپنا اقتدار پیدا کرین۔ اور اُن ممالک سے دست بردار ہونے پر مجبور ہوئے۔ اور سلطنت اسلامیہ اسپانیہ تین شخصون پر کہ اُنکے مخالف سے تھے تقسیم ہوگئی۔ جمعیت بن زین نامے ایک شخص والنشیا اور اُسکے حوالی پر قابض ہوگیا۔ ابن ہود کے اہل ارکان (اردگان) اور کچھ حصۂ اندلس کے لوگون نے اطاعت کی۔ محمدؐ بن الاحمر مملکت جین اور اچھے حصۂ غرناطہ (گرناڈا) پر ظالمانہ حکومت کرتا رہا۔ اور یہ تینون بھی باہم ایک دوسرے سے لڑتے رہے۔ اور وہ تینون عیسائی بادشاہ فرنگ سے مغلوب ہوگئے کسی مین طاقت اُنکے مقابلہ کی نہ تھی۔ قرطبہ کو کہ معتبر اور نامور دارالخلافت سلطنت اسلامیہ اسپانیہ کا تھا جون ۱۲۳۶ء مین عیسائیون نے لے لیا۔

والنشیا ستمبر ۱۲۳۸ء مین اہل اسلام کے ہاتھ سے گیا۔ وینیا ۱۲۴۴ء مین مسلمانون سے نکلگیا۔ ۱۲۴۶ء مین سارے قلعے دونون کنارے پر دریاے گواڈلکویر کے سخر ہوگئے۔ کہ جین سے لیکر شہر سویلی کے دروازے تک تھے۔ ایک بادشاہ غرناطہ کا مرف برائے نام اہل اسلام کا محمدؐ بن الاحمر اتنی بڑی نامی سلطنت اسلامیہ اسپانیہ مین باقی رہگیا۔ جسنے اطاعت فرڈیناڈ سوم کی قبول کی۔ اور فرڈیناڈ نے نامی شہر سویلی کو بھی لے لیا۔

فصل چوتھی

سلطنت غرناطہ کہ ۱۲۳۸ء سے ۱۴۹۲ء تک رہی۔ آخری سلطنت اسلامیہ اسپانیہ سے ہے۔ جسکے زوال سے اسلام کا نام اُن ممالک مین باقی نہ رہا۔ جہان

بڑے بڑے محدثین اور فقہا اور فقرا اور ارباب کمال گذرے ہین اور سیکڑون معابد اور مقابر اور خانقاہین اور نامی عمارت اہل اسلام کی جو تھین وہ سب معدوم ہوئین - یا کنیسون اور عیسائی معبدون سے تبدیل ہوئین - نام بعضے عمارات نامی کا باقی ہی اور اگرچہ علی العموم اب وہان عیسائی مذہب ہی مگر عورات مین بعضے ممالک کے اہل اسلام کے پردے کی رسم باقی ہی کہ عورتین بغیر برقع پہنے باہر نہین نکلتین جیسا عرب کے ممالک مین دستور ہی -

الغرض چونکہ محمد بن الاحمر فرڈیننڈ سوم بادشاہ قسطلان کے مطیع ہوگئے - اسکی زندگی تک اپنی مملکت مین صلح کے ساتھ بسر کی - فرڈیننڈ کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا الفنسو دہم بادشاہ ہوا اسکے مرنے کے بعد دونون طرف سے عہدنامے توڑ ڈالے گئے - اور باہم خوب لڑائی ہوئی - مگر ۱۲۶۶ء مین پھر عہدنامہ موقت ہوا - جس سے لڑائی چندے کے واسطے موقوف رہی - محمد بن الاحمر جنوری ۱۲۷۳ء مین مرگئے - اُنکے بیٹے محمد دوم جانشین ہوئے - اُنکے عہد مین ابن یوسف بادشاہ فاس اور مراکو نے پھر قصد اپنے اقتدار بڑھانے کا ممالک اسپانیہ مین کیا - اور ۱۲۷۹ء مین بڑے لشکر کے ساتھ بناے اسپانیہ کو عبور کرکے اسپانیہ کے کنارے پر فرود ہوا - معرکۂ جنگ درمیان محمد دوم اور ابن یوسف کے گرم ہوا - اس معرکہ مین تھوڑی سی کامیابی ابن یوسف کو ہوئی لیکن آخرش شکست فاش ہوئی - اور اپنے ملک کو پھر گیا - اب محمد دوم نے قصد کیا کہ جو ممالک اُنکے باپ کے عہد مین عیسائیون نے لے لیا تھا - اُنسے نکال لین - لیکن ناکام رہا - اور ۱۳۰۲ء مین انھون نے انتقال کیا - انکے بیٹے محمد سوم باپ کے قائم مقام ہوئے - مگر زمانے نے اُنکے ساتھ ناموافقت کی - اُنکے اپنی عملداری مین دو جگہ بغاوت ہوئی یعنی گولوس مین اور المیریا مین اس فتنہ اور فساد کی فکر مین مصروف تھے کہ عیسائیون نے اُن ملک

یورش کی - حتی المقدور وہ مقابلہ کرتے رہے آخرش قلعہ اور شہر جبل الطارق کہ آجکل جبرالٹر کہلاتا ہے عیسائیون نے اُنکی فوج سے چھین لیا - ۱۳۰۹ء مین المیریا پر بادشاہ اراگان نے قبضہ کیا تھا - اُسکی استرداد کے واسطے وہ گئے لیکن ناکام رہے - اپنی دارالسلطنت مین واپس آئے - لوگ اُنسے ناراض ہوئے اور وہ حکومت سے مستعفی ہوئے - اُنکے بھائی ناصر بادشاہ ہوئے - ابتدائی سلطنت ناصر کی بہت اچھی تھی - مملکت المیریا پھر اہل فرنگ سے چھین لیا - قیوطہ کہ افریقیون کے قبضے مین تھا اور جب سے جبل الطارق پر عیسائیون نے قبضہ کیا وہی کنجی آبناے اسپانیہ کی تھی لے لیا - ۱۳۱۴ء مین انھون نے کہ ناصر کو تخت نشین کیا تھا اُس سے پھر گئے - اور اسمعیل بن فرج کو بادشاہ کیا - ناصر لڑنے پر آمادہ ہوا آخر ناصر کو شکست ہوئی - اور اُسنے سلطنت ترک کیا - اسمعیل بن فرج ایک سلطانی خاندان کے شاہزادے تھے جنکی کنیت ابوالولید تھی - اور وہ بڑے شجاع اور مدبر اور سلطنت کے لائق تھے - ۱۳۱۶ء مین انھون نے قلعہ جبل الطارق کا محاصرہ کیا - اور خوب لڑے اگرچہ اُسکو فتح نہ کرسکے - مگر ۱۳۱۹ء مین اُنکو بڑی فتح عیسائیون کی فوج پر حاصل ہوئی - جسکی سپہ سالاری خود پدرو بادشاہ قسطلان اور اُسکے چچا جان نے کی تھی - اور وہ دونون میدان جنگ مین مارے گئے ممالک مارطاس اور بوزا اُنکے قبضے مین آئے - اور شرقی حد اُنکے ممالک کی بہت بڑھگئی - باایںہمہ اُنکو اندرونی دشمنون سے نجات نہ ملی -

محمد نامے کی کہ ایک شاہزادے اُسی خاندان سے تھے کچھ ہتک ہوئی - انھون نے قسم کھائی کہ مین اُسکا بدلا لونگا ۱۳۲۸ء مین ایک دن وہ مع اپنے وزیر کے قصر الحمرا کے صحن مین چہل قدمی کرتے تھے - وہ محمد چند اشخاص کو ہمراہ لیکر وہان گھس گئے - اور بادشاہ اور وزیر دونون کو قتل کیا - اسمعیل کے قتل کے بعد اُنکے بیٹے محمد چہارم امرا کے

اتفاق سے بادشاہ ہوئے۔

شروع انکی سلطنت مین کچھ فتنہ اور فساد پیدا ہوا عثمان نامے ایک شخص کو کپتان آنکی محافظ ذات کی فوج کا تھا اُسنے غدر کر دیا اور محمدؐ بن فرج کو بادشاہ مشہور کیا۔ ۱۳۸۸ء مین قسطلانیون نے ویرا اور البیرا اور بعضے اور قلعون پر قبضہ کر لیا۔ محمدؐ چہارم بذات خود اس فتنہ کے دور کرنے کے لیے نکلے لیکن آنکو شکست ہوئی اور آنکی فوج منتشر ہو گئی۔ اور عثمان بلوائی کہ خاندان سلطنت فاس اور مراکو سے تھا۔ اُسکو افریقہ سے مدد پہونچی۔ اور اُسنے الجزائر اور مار بلا اور رونڈا پر بھی قبضہ کر لیا۔ مگر آخر ایام آنکی سلطنت مین کچھ بخت مساعد ہوا۔ ۱۳۲۹ء مین بڑا شہر نامی اور معتبر کو ظاہر اعیسائیون سے لے لیا۔ اور اُسی سال جبرالٹر پھر لے لیا۔ اور ۱۳۳۱ء مین سارے بلوائی کو مطیع کر لیا۔ لیکن ۱۳۳۳ء مین محمدؐ چہارم ابوالحسن بادشاہ فاس اور مراکو کی دوستانہ ملاقات کے واسطے افریقہ مین جانے والے تھے۔ اور دریاے شور کے عبور کے قصد سے جبرالٹر مین تھے۔ کہ وہان آنکو دشمن نے قتل کیا۔

ابوالحجاج یوسف محمدؐ چہارم کے بھائی کہ اُس عرصہ مین دارالسلطنت غرناطہ مین تھے۔ فوراً بادشاہ مشہور کیے گئے۔ مورخین عرب کی راے ہے کہ یوسف بڑے صلح جو محب وطن رفاہ خواہ عام بڑے دانشمند اور لائق بادشاہ تھے کہ مثل آنکے سلاطین غرناطہ مین کوئی دوسرا بادشاہ نہین ہوا۔ آنھون نے اپنے صلح کی سلطنت مین بڑی کوشش اور انتظام محکمہ جات عدالت مین کی۔ صنایع جر ثقیل اور مفید عام ہنرون کو بڑی ترقی دی۔ آنکی سلطنت کے زمانہ مین ابوالحسن بادشاہ فاس اور مراکو نے بڑی آخری کوشش کی کہ وسط ممالک اسپانیہ مین جہان عیسائیون کا قبضہ ہو گیا تھا پھر اسلام کا جھنڈا اُڑا دین۔ مگر وہ اس کوشش مین ناکام رہے۔ اکتوبر ۱۳۴۰ء مین دریاے سالاڈو کے کنارے قریب تارفا کے ابوالحسن کی فوج سے اور پرتگال

اور قسطلان کی فوج سے بڑی جنگ لڑائی رہی - لیکن آخرش ابو الحسن کے لشکرون کو شکست ہوئی - اور عیسائیون کو اسمین بہت غنیمت ہاتھ آئی - ۱۳۴۳ء مین مملکت الجزائر سلطنت غرناطہ کی عیسائیون نے سخر کرلی - اور ۱۳۴۴ء مین اور کئی معتبر معمورات اُس سلطنت کے چھین لیے - جس سے اُس سلطنت کی سرحد بہت تنگ ہوگئی یوسف ابو الحجاج شل اپنے پیشنیون کے قتل کیے گئے - دسمبر ۱۳۵۲ء مین جامع مسجد مین نماز پڑھتے تھے ایک مجنون آدمی نے اُنکو قتل کرڈالا -

محمد پنجم یوسف کے بڑے بیٹے اپنے باپ کے قائم مقام ہوئے - اُنکی طبیعت مین بھی صلح جوئی باپ کی طرح تھی - اور رفاہ بہت دل مین تھی رفاہ عام جاری کیا - رفاہ عام سے خاصون اور مالداردن کو کسی قدر نقصان پہونچتا ہی اس سبب سے بعض چھوٹے چھوٹے رئیس محمد پنجم کے دشمن ہوگئے - اور ۱۳۵۹ء مین قصر سلطانی مین دفعتہً گھس گئے - اور سپاہ محافظین ذاتی کو بادشاہ کے قتل کرکے شورش کی محمد پنجم کو اس ہنگامہ مین موقع ملا اور کسی راہ سے چپکے نکل بھاگا - باغیون نے جب قصر شاہی کو خالی پایا - فوراً اسمعیل بن یوسف کو تخت نشین کرکے بادشاہ مشہور کیا -

دہ اسمعیل دوم شکل سے فتنہ پردازون کے فساد سے صرف ایک برس بادشاہ رہے ابو سعید اُنکے اُمراون مین سے جنے پہلے اُنکے بادشاہ ہونے مین مدد کی تھی فوراً اُس سے باغی ہوگیا - اور قصر الحمرا مین اُنکو قید کرلیا - اور جولائی ۱۳۶۰ء مین اُنکو قتل کرکے خود تخت پر بیٹھ گیا - لیکن اس غصب سے وہ بھی بہت دنون منتفع نہ ہوا - پدرو قسطلان کا بادشاہ ابو سعید سے لڑنے پر آمادہ ہوا - اور خاص اُسی مملکت مین محمد پنجم لشکر فراہم کررہے تھے کہ غاصب سے اپنے ملک کو واپس لین - غاصب نے دیکھا کہ دونون طرف سے سر بر ہونا مشکل ہی اسلیے اُسنے پدرو کے پاس تحفے ہدائے بھیجے کہ جسمین پدرو راضی ہوا اور عہد نامہ چاہا - پدرو نے سویلی مین اس معاہدہ کے

انجام کے لیے ابو سعید کی دعوت کی - اور وہ جب دعوت مین گیا - اُسکو گرفتار کیا اور مار ڈالا - الغرض محمد نجم دوبارہ تخت نشین ہوئے - تھوڑی ہی زحمت اُنکو بلوے سے پھر ہوئی لیکن انھون نے انسداد کی - بعد اسکے ۱۳۷۰ء مین انھون نے مملکت الجزائر کو مسخر کرلیا - کہ اُس سلطنت کے قبضہ سے جاتا رہا تھا - ۱۳۹۱ء مین محمد نجم نے قضا کی - یوسف دوم اُنکے بیٹے باپ کے قائم مقام ہوئے - اُنکی کنیت ابو عبد اللہ تھی - خود اُنکے ایک بیٹے نے بلوہ کیا کہ باپ ہمارے عیسائیون کے دوست ہین اُسکا نام محمد تھا - لیکن عوام کے بلوے سے بچ گئے - اور بعد اسکے وہ بلوہ فرو ہوگیا - الغرض یوسف دوم نے مملکت مرشیا کو تاراج کیا - مگر اُس سے کچھ منتفع نہ ہوئے ۱۳۹۴ء مین عیسائی رئیس جسکو گراند ماستر اف الکنتارا کہتے تھے ایک سوارون کے رسالے کے ساتھ غرناطہ کے دروازے تک پہونچ گیا - یوسف نے اس حملہ کے دور کرنے مین بڑی بہادری دکھلائی - بڑی سخت لڑائی ہوئی جسمین وہ گراند ماستر مارا گیا - اور سارے ہمراہی سوار اُسکے کہ یوسف کی عاقلانہ حربی تدبیر سے گھر گئے تھے مارے گئے - بہت غنیمت ہاتھ آئی - یوسف دوم ۱۳۹۵ء مین قضا کرگئے - بمجرد اُنکے قضا کرنے کے اُنکا بیٹا محمد جسنے بلوہ کیا تھا تخت پر جا بیٹھا - اور ملک پر قبضہ کرلیا - اور بنام محمد ششم کے ملقب ہوا - اور اپنے بڑے بھائی کو جسکا نام یوسف تھا قید کیا - اول سال اُسکی بادشاہت کا صلح کا تھا عیسائیون سے ملت کرلی - بلکہ یوریکوئی سوم کی ملاقات کو تولیدو گیا تھا - لیکن بسبب بدنظمی قلعہ داران سرحدی کے دونون طرف سے لڑائی شروع ہوگئی - ۱۳۹۷ء مین مسلمانون نے مملکت ایامانٹی کو مسخر کرلیا - اور اُسکے دوسرے سال عیسائیون کی تھوڑے لشکر کو شکست بھی دی - لیکن عیسائیون نے اسکے بدلے مین ۱۴۰۱ء مین زاہرہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا محمد ششم ۱۴۱۰ء مین مرگئے - یوسف سوم اُنکے بھائی کہ قید مین تھے بادشاہ

ہوئے انھون نے چودہ برس صلح کے ساتھ سلطنت کی اور ۱۴۲۴ء مین مر گئے۔
اُنکے بیٹے محمدؐ ہفتم بادشاہ ہوئے۔ اُنکی اول کوشش یہ ہوئی کہ عیسائیون سے عہدنامہ جدید کر لیا۔ اس سے لوگ ناخوش ہوئے۔ دوسرے یہ کہ وہ بہت غصّہ ور تھے تیسرے یہ کہ اُنھون نے کھیل کود کی ممانعت کی۔ اس سے ۱۴۲۶ء مین مفسدون نے بلوا کیا۔ قصر سلطانی مین گھس آئے۔ اس ہنگامہ مین اُنکو موقع ملا اور جان بچا کر بھاگے اور تونس پہونچے جہان اُنکے قرابت مند حاکم تھے۔ ایک صاحب محمدؐ ہشتم کو لوگون نے تخت نشین کیا۔ دوسرے سال محمدؐ ہفتم بادشاہ تونس کی مدد سے بڑی فوج کے ساتھ اندلس پہونچے۔ اور قصر سلطانی کو گھیر لیا۔ محمدؐ ہشتم کو پکڑا اور ۱۴۳۱ء مین اُسکو قتل کر ڈالا اور پھر بادشاہ بن بیٹھے۔ مگر یوسف بن احمر غرناطہ کے پہلے بادشاہ کے بیٹے نے جان دوم عیسائی بادشاہ قسطلان سے مدد لیکر بڑی فوج کے ساتھ آیا۔ اور محمدؐ ہفتم کو شکست دیکر دوسری مرتبہ پھر بادشاہی سے معزول کیا۔ اور وہ بھاگ کر ملاگا مین پناہ لی۔ یہ واقعہ ۱۴۳۵ء مین ہوا۔
یوسف چہارم بلا مزاحمت قصر شاہی مین داخل ہوئے اور بادشاہ ہوئے۔ چھ مہینے بادشاہت کر کے مر گئے۔ پھر محمدؐ ہفتم تیسری مرتبہ بادشاہ ہوئے اس مرتبہ بھی وہ آسایش سے بادشاہت نہ کر سکے۔ اُنکے ایک بھتیجے محمدؐ بن عثمان نے غدر کر کے ۱۴۴۵ء مین قصر الحمرا کو گھیر لیا۔ اور محمدؐ ہفتم کو قید کیا جہان بقیہ عمر انھون نے بسر کی۔ اور خود بنام محمدؐ نہم مشہور ہوئے۔ اس بادشاہ کو بھی اطمینان اور آسایش نصیب نہ ہوئی۔ ایک شخص محمدؐ بن اسمعیل نے عیسائی بادشاہ قسطلان سے مدد لیکر ایک قلعہ کو مسخر کیا۔ اُسکی مدافعت مین محمدؐ نہم نے بہت کوشش کی لیکن بیکار تھی آخرش جب محمدؐ بن اسمعیل کو اور عیسائی بادشاہ سے مدد پہونچی۔ تو اُسنے غرناطہ کا محاصرہ کیا۔ اور محمدؐ نہم کو شکست دیکر اُسپر قابض ہو گیا۔ محمدؐ نہم بھاگا۔ اور محمدؐ بن اسمعیل

محمد دہم کے لقب سے ۱۴۵۴ء مین بادشاہ غرناطہ ہوئے۔ انھون نے اکیس برس آسایش سے حکومت کی انکے عہد مین بلوے نہین ہوئے۔ لیکن روز بروز سامان سلطنت کے زوال کا پیش نظر تھا۔ الغرض اہل اسلام کا زور اس ملک مین برابر کم ہوتا گیا۔ اور عیسائیون کی طاقت روز بروز ترقی پر ہوتی گئی۔ ۱۴۶۰ء مین عیسائیون نے جبل الطارق (جبرالٹر) پر اور ارکیدونا پر قبضہ کرلیا۔ اور سارے ممالک متوسطہ کو مغلوب کیا۔ اور روز بروز سرحدی ممالک کے نکلجانے سے اہل اسلام کے ممالک بہت گھٹ گئے۔ ایک عہدنامہ مصالحہ کا ۱۴۶۳ء مین مابین بادشاہ غرناطہ اور عیسائی بادشاہ قسطلان (کیستیل) کے منعقد ہوا اس شرط پر کہ اول باطاعت وتابعداری دوم کے بادشاہ رہے اور دس ہزار اشرفی سالانہ خراج دے۔ بالجملہ محمد دہم ۱۴۶۶ء مین قضا کر گئے۔ ملا علی ابوالحسن بڑے بیٹے محمد دہم کے اپنے باپ کے قائم مقام ہوئے۔ ۱۴۷۰ء مین حاکم ملاگا کا کہ غرناطہ کی جانب سے متعین تھا بغاوت کی۔ اور اپنے سلطنت کی تابعداری چھوڑ کر عیسائی بادشاہ قسطلان کی اطاعت قبول کی۔ خود دارالسلطنت غرناطہ مین عجب طرح کا فساد برپا ہوا۔ ابوالحسن کی بی بیون مین لڑائی شروع ہوئی۔

سلطانہ عائشہ کہ ابوعبداللہ شاہزادہ کی مان تھی۔ اور دوسری بی بی زاریہ کہ عیسائی تھی اور اسکے بطن سے دو شاہزادے تھے۔

غرناطہ کے لوگ دونون طرف ہوئے۔ کچھ پہلی بی بی کی طرف اور کچھ دوسری بی بی کی طرف۔ اس سے خوب کشت وخون ہوا کی۔

آخرش ابوعبداللہ ۱۴۸۲ء مین اپنے باپ ابوالحسن کو تخت سے اتار کر خود تخت پر بیٹھ گیا۔ لیکن پھر وہ عیسائیون کی لڑائی مین مقید ہوگیا۔ پھر ۱۴۸۴ء مین ابوالحسن تخت پر بیٹھے۔ لیکن پھر ابوعبداللہ رہا ہوکر آیا اور پھر آپسمین لڑائی شروع

ہوئی - تب انھون نے دونون کو لڑنے دیا - اور تیسرے کو جسکا نام ابو عبد اللہ صغیر تھا تخت پر بٹھلایا - یہانتک کہ ۱۴۹۱ء مین فردنیاند بادشاہ قسطلان نے غرناطہ کا محاصرہ کیا اور ایک برس کے محاصرہ کے بعد اُسکو لے لیا - اور نام اسلام کی سلطنت کا ملک اسپانیہ سے مٹا دیا - بلکہ ما بعد مین جتنے مسلمان بطور رعایا کے تھے اُن سب کو جلا وطنی کا حکم دیا - قریب پچاس ہزار آدمی کے اسپانیہ چھوڑ کر افریقہ مین آ بسے -

۸۹۸ھ اسی ۱۴۹۲ء مین حکیم کلمبس نے اسی فردنیاند کی مدد سے نئی دُنیا یعنی امریکہ کو دریافت کر لیا -

اب یہان سے خلفاے عباسیہ وغیرہ کا حال درج کیا جاتا ہے اور ۱۳۲ھ ہجری سے مطابق ۷۵۰ء سے پھر شروع کیا جاتا ہے -

سلاطین خلافت عباسیہ

باب سترھوان

فصل پہلی

خلفاے عباسیہ کی اصل حضرت عبد اللہ ابن عباس سے ہے کہ حضرت منعم کے نبی عم تھے یہ بڑے عالم اور دانشمند دن سے اُمت محمدی کے ہین - اور ترجمان قرآن اُنکی خاص صفت ہے - چار برس قبل ہجرت کے آپ کی پیدایش شعب جبل مین ہوئی جہان قریش نے بنی ہاشم اور مطلب کو محصور کیا تھا - آپ کا سن شریف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت پندرہ برس کا تھا - حدیث صحیح مین وارد ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے حق مین یہ دعا فرمائی تھی - اللھم فقھہ فی الدین وعلمہ التاویل اللھم علمہ الحکمۃ وتاویل القرآن واجعلہ من عبادک الصالحین اللھم زدہ علما وفقھا - ابن عباس ہاشمی فقیہ محدث مفسر کامل اور ماہر علوم مین تھے - شاہ عبد الحق محدث لکھتے ہین کہ وہ شاگرد حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے تھے - علوم انھین سے

سیکھا تھا بانیہ معاویہ کے ساتھ مدارات کرتے رہے۔ آپ نے اکہتر برس کی عمر مین طائف مین انتقال فرمایا۔ آخر عمر مین نابینا ہوگئے تھے۔ اپنی نابینائی کی حالت مین دو شعر عربی پڑھتے تھے جسکا مضمون یہ ہے۔ اگر لے لیا اللہ نے دونون آنکھون سے نور اُنکا۔ پس میری زبان اور میرے دل مین اُن دونون کا نور منتقل کیا۔

یافعی کا بیان ہے کہ خلافت کے انتقال کا سبب مروانیون سے عباسیون مین یہ ہوا کہ بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے شیعان اہل بیت امامت محمد بن حنفیہ اُنکے بھائی کے معتقد تھے۔ اُنکے قضا کرنے کے بعد اُنکے بیٹے ہاشم کو امام جانتے تھے۔ لوگون مین اُنکی بہت بڑی عزت اور قدر تھی۔ وہ ہاشم کے ملک مین لاولد قضا کر گئے۔ اور محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کو اپنا وصی مقرر کیا۔ اور اُنسے کہا کہ تمھاری اولاد مین خلافت آویگی۔ اور جو تحریرات اُنکے پاس تھین اُنکو سپرد کی۔ اور اپنے معاونین کو اُنکی طرف رجوع کیا۔ جب محمد نے قضا کی تو اپنے بیٹے ابراہیم کو اپنا قائم مقام کر گئے۔ اُن ابراہیم کی طرف خلائق کا رجوع دیکھکر مروان حمار نے اُنکو قید کیا۔ تب اُنھون نے اپنے بھائی ابو العباس کو قائم مقام کیا۔ جو کوفہ مین آکر ابو سلمہ کے مکان مین کہ عباسیون کے متہم اُس شہر مین تھے پناہ گزین ہوئے۔ اور لوگون نے اُنسے بیعت کی۔ لیکن بہ سبب اسکے کہ ابو سلمہ نے اُنکی بیعت مین تاخیر کی اور امام جعفر صادق وغیرہ کو طلب کیا تھا جانشینی کے بعد ابو سلمہ قتل کیے گئے۔

ابو العباس کا نام عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس تھا اُنکی خلافت کے زمانے مین ۱۳۲ھ ہجری مین بمیاب نبی امیہ قتل ہوئے۔ سارا اسلام کا ملک اقصاے مغرب تک اُنکے ہاتھ آیا۔ لیکن تاہرت اور طنبہ سے بلاد سودان تک خارج ہوگیا۔ یہ علاقہ باغیون نے داب لیا۔ ۱۳۶ھ ہجری مین سفاح

مرگیا۔ اسنے شہر انبار کو کہ کوفہ کے قریب ہی اُسنے خود آباد کیا تھا اور شہر ہاشمیہ اُسکا نام رکھا تھا دارالخلافہ ٹھہرایا۔ انکا لقب سفاح بھی تھا اس سبب سے کہ قتل کرنے مین بیباک تھے یہ اپنے حسن کے واسطے مشہور تھے۔ انکا انتقال ۱۳۶ھ ہجری مین ہوا مطابق ۷۵۴ء کے۔ اسی سال حضرت رابعہ بصری نے کہ بڑی زاہدہ اور صاحب تصرف تھین انتقال کیا۔

فصل دوسری

ابو العباس کے بعد ابو جعفر منصور تخت نشین ہوئے۔ یہ سفاح کے بھائی تھے کہ خلیفہ ہوئے۔ انکی مان سلامہ بربریہ تھی۔ ۱۳۶ھ ہجری مین خلیفہ ہوئے۔ ابو مسلم مروی خراسانی کو جسنے عباسیون کے لیے جنگ کی۔ منصور نے قتل کیا۔ اس ابو مسلم کا حال اس کاتب کے والد حضرت مولوی محمد وزیر رحمۃ اللہ علیہ نے بطور داستان کے چار جلدون مین لکھا ہی۔ اس ابو مسلم کے ہاتھ سے چھ لاکھ آدمی قتل ہوئے منصور نے اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لیے اُنکو قتل کیا۔ ۱۳۸ھ ہجری مین عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام اندلس پہونچا اور جیسا ہم لکھ چکے ہین اُسکو لے لیا۔ اسکی مان بھی بربریہ تھی۔ اسلامی دُنیا کے مالک بھی دو آدمی تھے ایک منصور اور دوسرا عبد الرحمن۔ منصور نے ۱۴۰ھ مین بغداد آباد کیا۔ جسکو دارالخلافت بنایا۔ ۱۴۱ھ ہجری مین فرقہ ریوندیہ شہر انبار مین ظاہر ہوئے جو تناسخ کے قائل تھے اور منصور کو خدا کہنے لگے۔ منصور نے اُنکو قتل کیا۔ طبرستان کہ باغی ہوگیا تھا منصور نے اُسکو فتح کرلیا۔ ۱۴۳ھ ہجری مین علماے اسلام نے تدوین حدیث وتفسیر وغیرہ شروع کی۔ ۱۴۵ھ ہجری مین محمد اور ابراہیم پسران حضرت عبد اللہ بن حسن مثنی بن حسن علیہ السلام نے منصور پر خروج کیا۔ اور منصور نے دونون کو قتل کیا۔ اہل بیت رسول اللہ صلعم کی ایک جماعت کو فنا کردیا۔ سب سے پہلا فتنہ

عباسیہ اور علویہ کے درمیان مین اسی منصور نے ڈالا۔ ورنہ اسکے پہلے دونون ایک ہی تھے۔ ایک جماعت اہل علم کو کہ انکے ساتھ نکلے تھے بہت ایذا دی۔ کسیکو مارا کسیکو قتل کیا۔ منجملہ اُنکے حضرت امام ابوحنیفہ اور امام مالک بھی تھے۔ یہ سبب فتوا کے تھا کہ منصور کے خلاف مین دیا تھا۔ ۱۴۶ھ ہجری مین قبرس پر لڑائی ہوئی۔ ۱۴۸ھ ہجری مین سارا ملک منصور کے قبضہ مین آگیا۔ بڑی ہیبت اُسکی دلون مین تھی۔ فقط اندلس مملکت مین داخل نہ تھا جسکا مالک عبدالرحمن تھا۔ لیکن اُسنے بھی امیرالمومنین یا خلیفہ کا لقب دُور سے نہ لیا۔ فقط امیر کہلاتا تھا۔ ۱۴۹ھ ہجری مین منصور بغداد کی بناسے فارغ ہوا۔ ۱۵۰ھ ہجری مین خراسانی لشکر باغی ہوگیا۔ بڑی لڑائی کے بعد منصور کو فتح ہوئی۔ ستر ہزار آدمی مارے گئے۔ چودہ ہزار آدمیون کی گردن ماری۔ ۱۵۳ھ مین منصور نے حکم دیا کہ کل رعیت لنبی ٹوپی شاخ پتون کی پہنے۔ کالی ٹوپی کا رواج ہوگیا۔ ۱۵۸ھ ہجری مین سفیان ثوری کو قید کیا۔ اُسی سال مکہ کو گیا بیمار ہوکر مرگیا۔ یہ قید سے چھوٹ گئے۔ سفیان ثوری ایک بڑے عالم محدث اور درویش تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہ کے شاگرد تھے۔ حضرت امام جعفر صادق کا انتقال اسی عہد مین ہوا۔ انکا حال نیچے کی فصل مین لکھا جاتا ہے۔

فصل تیسری

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی پیدایش مدینہ مین ۸۳ھ ہجری کی ربیع الاول مین ہوئی۔ اُنکی مان فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق تھین۔ آپ علم ظاہر اور باطن اور کشف اور کرامات مین اپنا ثانی نہین رکھتے تھے۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ کوفی اور سلطان ابویزید بسطامی اور امام مالک آپ کے شاگرد تھے۔ اور آپ کا قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص نے ابوجعفر منصور کی مجلس مین آپ پر جھوٹی گواہی

دی وہ فوراً مر گیا - اس سبب سے آپ کو لوگون نے صادق کہا - دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ابو جعفر منصور سے لوگون نے کہا کہ امام جعفر تم پر طعن کرتے ہین - اور چاہتے ہین کہ تمکو قتل کراوین - اسپر منصور نے آپ کو طلب کیا اور جلاد سے کہا کہ جب آپ آوین اور ہم سر پر ہاتھ رکھین تم انکو قتل کر ڈالنا - چنانچہ حضرت امام تشریف لائے اور دروازے مین داخل ہوئے کہ منصور اپنے تخت سے بے اختیار ننگے پاؤن دوڑ کر دروازے تک گیا - اور آپ کو بڑی تعظیم سے اپنے تخت پر لاکر بٹھلایا - اور کہا کہ آپ کو کیا چاہیے فرمائیے آپ نے فرمایا کہ میرا چاہنا یہی ہے کہ مجھکو آپ پھر نہ بلائیے جب میرا جی چاہے مین آؤن - اور جب آپ مکان کو تشریف لائے منصور نے کہا - کہ جب حضرت امام آئے - مین نے ایک اژدہا دیکھا کہ جسکا ایک اونٹھ زمین پر تھا اور دوسرا کوٹھے کی چھت سے سٹا تھا - اور اُسنے زبان فصیح سے بیان کیا کہ اگر تو نے حضرت امام کو ذرا بھی تکلیف پہونچائی - مین تیرے تخت کو اور تجھکو نگلجاؤنگا - اس خوف سے مین نے انکی تعظیم کی اور کچھ نہ کہا - اس قسم کی کرامتین آپ کی بہت ہین - آپ نے پینسٹھ برس کی عمر مین شوال کے مہینے ۱۴۸ھ ہجری مین انتقال فرمایا - اور جنت البقیع کے گورستان مین مدینہ مین دفن ہوئے - آپ کے سات بیٹے تھے - اسمٰعیل - موسیٰ کاظم - اسحاق - محمد - عباس - علی - اور عبد اللہ اور تین لڑکیان تھین -

حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی - انکی پیدایش ۸۰ھ ہجری مین تھی آپ اس حیثیت مین تابعی کہلاتے ہین کہ آپ نے حضرت انس بن مالک صحابہ اور جابر بن عبد اللہ وغیرہ کی زیارت کئی مرتبہ طفلی مین تیرہ برس کی عمر مین کی ہے - اور اُنسے کئی حدیثین مثل العلم فریضۃ اور حب الشئی یعمی ویصم وغیرہ کی روایت کی ہے - امام ابو یوسف نے کہ اُنکے شاگرد تھے اپنی مسند مین انکو روایت کی ہے اور امام محمد بن حسن بھی اُنکے شاگرد تھے انکی موطا مین حضرت امام اعظم کی روایت سے حدیثین درج ہین - امام ابو حنیفہ فقہ مین حماد و حسان بن ثابت

اور امام جعفرؒ کے شاگرد تھے اور اُنکے والد ثابت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شاگرد تھے۔ امام ابوحنیفہ کو فیض باطنی کا انتساب حضرت امام جعفر صادقؒ سے تھا۔ امام مالک بھی حضرت امام ابوحنیفہ کے شاگرد تھے۔ اور خواجہ محمد پارسا کہ عارف کامل اور خواجہ بہاؤالدین نقشبند کے خلیفہ ہین اپنے تصانیف مین لکھتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی زمانۂ آخر مین جب نزول کرینگے تو امام ابوحنیفہ کے مسائل کی پیروی کرینگے۔ اور تذکرۃ الاولیا مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنا لعاب دہن حضرت انس بن مالک کے منہ مین امانت رکھا کہ حضرت ابوحنیفہ کے منہ مین دیوینگے۔ اور انس بن مالک نے حضرت ابوحنیفہ تک پہونچایا۔ اور جب آپ مدینہ پہونچے روضۂ پاک کے قریب فرمایا السلام علیک یا امام الانبیا۔ جواب آیا وعلیکم السلام یا امام المسلمین۔ انکی وفات ۱۵۰ھ ہجری مین ہوئی۔ اسکا سبب یون بیان کرتے ہین کہ یزید بن عمر وہبیرہ نے کہ مروان حمار کی طرف سے عراق کا حاکم تھا۔ آپ کو قاضی مقرر کرنا چاہا۔ آپ نے انکار کیا۔ اسپر اُسنے آپ کو دُرّے لگائے۔ تب بھی آپ راضی نہ ہوئے۔ اسکو جب منصور نے سُنا اُسنے بھی ایسا ہی کیا بلکہ آپ کو قید بھی کیا۔ بعضون کا بیان ہے کہ زہر دلوایا۔ اس گمان پر کہ سمجھا کہ ابراہیم بن عبداللہ بن حسن مثنی کے خروج مین آپ بھی شریک تھے۔

حضرت امام مالکؒ بن انس یہ بزرگ مدنی الاصل ہین۔ انکی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ تمام علوم دینی مین مثل فقہ اور حدیث اور قرآن کے امام دوم سمجھے جاتے ہین انکی ولادت ۹۵ھ ہجری مین تھی۔ حدیث کی روایت کے وقت وضو کرتے اور پاکیزہ کپڑا پہنتے اور کُرسی پر بیٹھتے۔ خوشبو لگاتے تب درس دیتے۔ اور راہ مین یا کھڑے ہوکر درس نہ دیتے۔ اور مدینہ مین پیادہ پا چلتے۔ مدینہ مین حدیث کی تدوین اول حضرت امام مالکؒ نے کی۔ انکی کتاب مشہور ہے۔ امام محمد بن حسن شیبانی

علم حدیث مین امام مالک کے بھی شاگرد رہین - حضرت امام مالک کو شاگردی حضرت امام جعفر سے بھی تھی -

حضرت بایزید بسطامی مشائخ کبار سے ہین ۔ بایزید اندر مزیدش راہ دید + نام قطب العارفین از حق شنید + انکا نام طیفور ابن عیسی ابن آدم ابن سروشان تھا - انکے دادا گبر تھے - پھر مسلمان ہوگئے - انھون نے ایک سو تیرہ مشایخ سے صحبت پائی - لیکن سب سے زیادہ فیض یافتہ اور مرید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہین انھین سے درویشون کا سلسلہ طیفوریہ ہی - انکی بہ نسبت حضرت جنید بغدادی نے فرمایا کہ ہم لوگون مین بایزید کی مثال جبرئیل کی ہی فرشتون مین - انکا مکان بسطام مین ہی کہ فارس مین ایک قریہ ہی - انکی عمر بہت ہوئی - انکی وفات ۲۳۴ھ ہجری مین ہوئی انکی قبر سے حضرت ابوالحسن خرقانی کا تعلیم ہونا مشہور ہی - اس واقعہ کو حضرت مولوی روم نے اپنی مثنوی مین نظم کیا ہی - بایزید کا قول ہی کہ دنیا کو ترک کرنا سنت ہی اور قرب مولا کی راہ مین چلنا فرض ہی - اور صحبت نیکون کی نیکی کرنے سے بہتر ہی - اور بدون کی صحبت بدی کرنے سے بدتر ہی -

حضرت سفیان ثوری کا انتقال ۱۶۱ھ ہجری مین تھا اور غسل کے وقت انکی پیشانی مین سیکفیکہم اللہ لکھا دیکھا یہ حضرت امام اعظم کے شاگرد تھے - اور بڑے محدث اور بڑے عارف تھے -

فصل چوتھی

ابوجعفر منصور کے بعد مہدی بن منصور بغداد مین خلیفہ ہوئے - سب سے پہلے اسی نے حکم دیا کہ علم جدل مین رد زنادقہ اور ملاحدہ کے لیے تصنیف کرین - طبرستان وغیرہ مین پہلے سے حاکم رہ چکا تھا - ۱۵۸ھ ہجری مین باپ کی جگہ خلیفہ ہوا ۱۵۹ھ مین موسی نے ہادی کے لیے بیعت ولیعہدی لوگون سے لی - پھر ہارون رشید

کے لیے لی۔ سنہ ۱۶۰ھ مین ارمنیہ کو فتح کیا۔ علاقۂ ہند کا تھا۔ سنہ ۱۶۱ھ مین مکہ کی راہ مین سڑک حوض سرا وغیرہ بنوائی۔ سنہ ۱۶۳ھ مین بہت سا ملک قیصر روم کا فتح کرلیا سنہ ۱۶۶ھ مین قسطنطنیہ کی طرف نقل کیا۔ سنہ ۱۶۹ھ مین صید کے صدمہ سے یا زہر سے مرگیا۔

ہادی بن مہدی اپنے باپ مہدی کے بعد بغداد کے خلیفہ ہوئے۔ انکی ماں ام ولد بربریہ تھی۔ جسکا نام خیزران تھا۔ سنہ ۱۷۰ھ مین ہادی مرگئے ایک برس کئی مہینے خلیفہ رہے۔ باپ کی وصیت کے موافق زنادقہ کو خوب قتل کیا۔ انکی اردلی مین لوگ ہتھیار بند چلتے تھے۔ اچھے گدھے پر سوار ہوتے۔ شاہانہ لباس کے پابند نہ تھے۔ مگر ہیبت اور سطوت بہت تھی۔ شاعر۔ ادیب اور فصیح تھے۔

فصل پانچوین

ہارون الرشید بن مہدی سنہ ۱۷۰ ہجری مین مطابق سنہ ۷۸۶ع کے بغداد کے خلیفہ بعد اپنے بھائی کے ہوئے۔ مرتے دم تک سو رکعت نماز روزانہ پڑھتے رہے۔ یہ نہایت جمیل۔ عالم اور ادیب تھے۔ خاندان عباسیہ مین جتنے خلفا گذرے انمین یہ سب سے ممتاز ہین۔ امام ابو یوسف کو انھون نے قاضی القضات بنایا۔ اسکے پہلے یہ عہدہ نہ تھا۔ زبیدہ انکی بی بی تھی۔ جسنے نہر زبیدہ مکہ مین بنائی۔ جمع خرچ اسکا نہ سمجھا بلکہ یہ کہا کہ ترکنا الحساب لیوم الحساب۔ دفتر حساب نہر کو دجلہ مین ڈبو دیا۔ سنہ ۱۷۶ع مین شہر دیبل فتح ہوا۔ سنہ ۱۸۰ھ مین زلزلہ آیا۔ جس سے کسی قدر اسکندریہ کا مینارہ گر پڑا۔ سنہ ۱۸۱ھ مین قلعہ صفصاف فتح ہوا۔ سنہ ۱۸۳ھ مین خزرج نے ارمینہ پر خروج کیا۔ لاکھ مسلمانون سے زیادہ مارے اور قید کیے گئے۔ ایسا حادثہ اسلام پر پہلے کبھی نہین ہوا۔ سنہ ۱۸۷ھ مین یقفور قیصر روم نے ہارون کو خط لکھا آمین انکو دھمکایا۔ اور لکھا کہ مجھسے پہلے قیصرہ نے جو مال و اسباب تمکو دیا ہے وہ پھیر دو۔

ورنہ تلوار چلیگی - ہارون نے جواب دیا - ای کتے روم کے مین نے تیرا خط پڑھا -
اور جواب اسکا یہہ ہو کہ تو وہ دیکھیگا جو نہین سنا ہی - اور اسی دن روم پر حملہ آوری کے
لیے کوچ کیا - وہان پہونچکر خوب ہی جنگ کی - آخر کو اسنے خراج دینا ہر سال کا قبول
کیا - پھر جب ہارون واپس گئے - تو عہد توڑ ڈالا - پھر دوبارہ جاکر اُس ملک کو
تباہ کیا - ۱۸۹ھ مین فدیہ دیکر ہر مسلمان کو روم کے ہاتھ سے چھوڑایا - ۱۹۰ھ مین
قلعہ ہرقلعہ کو فتح کرکے اپنا لشکر مملکت روم مین جابجا پھیلا دیا - قلعۂ صقالیہ -
فلقونیہ اور قبرس کو فتح کرلیا - سولہ ہزار آدمی قید مین آئے - ۱۹۲ھ مین
خراسان کی طرف توجہ کی - ۱۹۳ھ مین طوس مین آکر بیمار ہوکر مر گئے - ہارون
کے وزیر فضل بن یحیی اور جعفر بن یحیی برمکی تھے - انکا کمال عروج اور نزول
ہارون کے زمانہ مین جو ہوا مشہور ہی - یہ لوگ اپنی بخشش بے انتہا کے واسطے
مشہور ہین - قطعہ ای طفل دہر گر تو ز پستان حرص واز + روزے دو شیر دولت و
اقبال برمکی + در عہد عمر عزہ مشو از کمال خویش + یاد آور از زمان بزرگان برمکی +
۱۷۶ھ ہجری مین یحیی بن عبد اللہ بن حسن مجتبی بن حسن نے دیلم مین خروج کیا -
ہارون رشید نے یہ خبر سنکر فضل بن یحیی کو فوج کثیر کے ساتھ اس فتنہ کے دفع کرنے
کے لیے بھیجا - فضل نے خراسان مین تدبیر عاقلانہ صلح کی کی اور یحیی راضی
ہوگئے - اس شرط پر کہ ہارون امان نامہ لکھدے - چنانچہ ایسا کیا گیا - اور یحیی
ہارون کے پاس آئے اور انعامات بے پایان سے منتفع ہوئے اور فضل کے ان
خدمات سے ہارون نہایت راضی ہوا - ۱۸۶ھ مین ہارون نے حج کے
ارادے سے سفر کیا - اور اپنے دونون بیٹون امین اور مامون کو ساتھ لیا -
اور حرمین شریفین مین اپنے انعامات سے لوگون کو بہت خوش کیا - اس سفر کے
مصارف مین دس لاکھ درہم اور پچاس ہزار دینار صرف ہوئے - اور مکہ معظمہ مین

پہونچکے - سارے ممالک مقبوضہ کے دو حصّے کیے - بغداد اور واسط اور بصرہ - کوفہ - شامات - سواد عراق - موصل - جزیرہ - حجاز - مصر تا اقصاے مغرب امین کو سپرد کیا - اُنکا دار الخلافت بغداد ٹھہرا - اور کرمانشاہ - نہاوند اور قم - کاشان - اصفہان - فارس - کرمان - رے - قومس - طبرستان - خراسان - زابل - کابل اور ہند - ماوراء النہر و ترکستان مامون الرشید کو سپرد کیا - اور اُنکا تخت مرو ٹھہرایا - اور یہ حکم کیا کہ جو دونون مین پہلے وفات کرے - اُسکے ممالک دوسرے کے تصرّف مین آوین اور باہمی موافقت اور محبّت کی بڑی تاکید کی - اُنکے علاوہ ایک اور بیٹے ہارون رشید کے تھے - جنکا نام قاسم تھا - اُنکے اُستاد عبد الملک بن صالح ہاشمی تھے انھون نے ہارون رشید کو لکھا کہ کیا قاسم تمھارا بیٹا نہین ہے جو اُسکے لیے حصہ نہین نکالا - تب ہارون نے اُسکو جزائر کا علاقہ سپرد کیا -

اسمین شک نہین کہ ہارون رشید کے اچھّے اوصاف مین یہ بھی تھی کہ اُنکو علما فقہا اور اہل کمال کی مصاحبت کی رغبت تھی - اور سلوک اور مدارات اُنکے ساتھ کرتے رہے - اور لوگون کے وعظ سے اور نصائح سے بہت روتے - اُنکی ایک نقل مشہور ہے کہ وہ ایک روز شہر رقہ کے اطراف مین شکار کے واسطے گئے - بعد شکار کے اپنے ساتھیون سے کہا کہ کسی عالم کی ملاقات کو لیچلو - کسی نے کہا کہ فضل بن عیاض یہان سے قریب ہین فرمایا وہان چلو - جب اُنکے دروازے پر پہونچے - آواز معلوم ہوئی کہ وہ نماز مین کھڑے ہوئے ہین - ایک ہی آیت کی تکرار کر رہے تھے - راوی کہتا ہے کہ ہمنے دروازہ کھٹکھٹایا - وہان سے آواز آئی کون ہے ہمنے کہا امیر المومنین تشریف لائے ہین وہان سے آواز آئی ہمکو امیر المومنین سے کیا کام - راوی نے کہا سبحان اللہ تمھارے اوپر اُنکی اطاعت فرض ہے تب وہ اُٹھے اور دروازہ کھول کے بھاگے - اور پھر اپنے کوٹھے پر چڑھ گئے - اور چراغ گل کر کے ایک کونے مین جا بیٹھے - ہم اور

ہارون رشید بھی اوپر چڑھگئے اور ہاتھون سے ٹٹولنے لگے - کہ وہ کہان ہین امیر المومنین کا ہاتھ اُنکے بدن پر پڑا وہ بولے اُف یہ کیسا نرم ہاتھ ہی - اگر کل خدا کے عذاب سے بچا - پھر امیر المومنین نے فرمایا کہ سنیے جس واسطے ہم آئے ہین - فضیل عیاض نے سنکر کہا - جب عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے - تب انھون نے سالم بن عبد اللہ اور محمد بن کعب قرظی اور رجا بن حیات کو بلایا - اور اُنسے کہا مین اس بلاے عظیم مین مبتلا ہوا ہون مجھے مشورہ دو مین کیا کرون - انھون نے خلافت کو بلا شمار کیا - اور آپ اور آپکے رفقا اسکو نعمت عظیم جانتے ہین - تب سالم بن عبد اللہ بن عمر نے کہ حضرت عمر فاروق کے پوتے تھے اور بڑے عالم اور فقیہ محدث اور عارف اور تابعی سے تھے - کہا اگر خدا کے عذاب سے نجات پانے کا قصد ہی - تو مسلمانون مین جو تمسے بڑا ہو اسکو باپ سمجھو اور برابر کو بھائی جانو - اور چھوٹے کو بیٹا خیال کرو - تو باپ کی توقیر کرو - اور بھائی پر بخشش اور اکرام اور بیٹون پر رحم - اور رجا بن حیات نے کہا اگر خدا کے عذاب سے نجات ملنے کی آرزو ہی تو مسلمانون کے واسطے وہ بہتر جانو جو اپنے واسطے بہتر جانتے ہو - اور اُنکے واسطے وہ بد جانو جو اپنے واسطے جانتے ہو - پھر چاہو تو مر جاؤ - سواے ہارون رشید مین تمسے کہتا ہون کہ مجھے تمھارے اوپر رحم آتا ہی - اسلیے کہ مجھکو خوف ہی تمھارے اوپر اُس دن کا جس دن کسی کے پانوں زمین مین نہ ڈگمگین گے - سو مین تمسے پوچھتا ہون خدا تمپر رحم کرے کوئی تمھارا مشیر ایسا بھی ہی جو میری سی نصیحت کرے تب ہارون رشید نے رونا شروع کیا - یہانتک روئے کہ غش کھاکے گر پڑے - فضل بن ربیع کہتے ہین تب مین نے کہا امیر المومنین کے ساتھ نرمی سے بات کیجیے - دیکھیے اُنکی حالت کیسی متغیر ہی - انھون نے جواب دیا تم اور تمھارے یار لوگ امیر المومنین کے قتل کرنے کی فکر مین رہو - ہمسے کہتے ہو کہ نرمی کرو -

جب امیر المومنین کو ہوش آیا - انھون نے کہا اور کچھ فرمائیے - خدا آپ پر رحمت کرے فضیل بن عیاض نے کہا مین نے سنا ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے کسی شخص کو کہین کی حکومت دی تھی - اُسنے کسی امر کی شکایت کی - اُسکے جواب مین عمر بن عبد العزیز نے لکھا بھائی مین تمکو یاد دلاتا ہون بدخوابی دوزخ کی - لوگون کے ساتھ دوام قیام کی اُسمین ایسا نہو کہ اللہ تعالی کی نظر تمھاری طرف سے پھر جاے - اور اپنے آخر وقت مین تم نا امید اُسکی رحمت سے ہو جاؤ - اس تحریر کے پہونچنے سے وہ حاکم وہان سے اُٹھ کھڑا ہوا - اور دار الخلافت مین چلا آیا - عمر بن عبد العزیز نے اُنسے پوچھا - تم بیوقت اور بے طلب کیون اپنی دار الحکومت سے چلے آئے - کہا آپ کی تحریر سے گویا مین سوتا تھا جاگ پڑا اور میرا دل بدل گیا - اب مین کہین کی حکومت اپنے ذمّہ نہین لونگا - اب مجھپر کھلگیا - کہ دُنیا کے کامون کا انجام اپنا دین بچاکے آدمی کے اختیار مین نہین ہے - ہارون رشید پھر شدّت سے روئے - جب افاقہ ہوا - تب ہارون رشید نے ایک تھیلی ہزار دینار کی اُنکے سامنے کی - اور کہا اسے اپنا نفقہ فرمائیے - فضیل عیاض نے کہا سبحان اللہ مین تو آپ کو طریقہ نجات کا بتلاؤن اُسکا مکافات آپ میرے ساتھ یہ کرتے ہین کہ مجھے عذاب مین مبتلا کرتے ہین - یہ کہکر انھون نے سکوت فرمایا -

فضیل عیاض

یہ حضرت فضیل عیاض عبد الواحد بن زید کے مرید ہین - اور امام اعظم صاحب کے شاگرد تھے اور ابراہیم ادہم بشر حافی سفیان ثوری اور داؤد طائی کے ہمعصر تھے - انکی پیدایش سمرقند مین تھی - وفات انکی ماہ محرم ۱۸۷ ہجری مین اور قبر انکی مکہ معظمہ مین ہے - پہلے راہزن تھے پھر نائب ہوکے کاملین سے ہوئے - صاحب کشف و کرامات تھے -

داود طائی

ہارون رشید اور امام ابو یوسف کا واقعہ اسی قسم کا جیسا فضیل عیاض کے ساتھ پیش آیا - حضرت داؤد طائی کا بھی مشہور ہے - یہ بھی حضرت امام اعظم کے شاگرد تھے

اور حبیب راعی کے مرید تھے - اور علم ظاہر اور باطن مین انکو کمال تھا - انکی وفات ۱۶۵ھ ہجری مین تھی - اور انکی قبر بغداد مین ہی - اور حبیب راعی حضرت سلمان فارسی کے مرید تھے - شیر شتر بکری اور کتون کے انسے ملتے اسلیے راعی کہتے تھے لیکن ہارون رشید کا برتاو ائمہ اہل بیت کے ساتھ مناسب ہوا - حضرت امام موسی کاظم بن حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام کو بغداد مین نظر بند رکھا - آپ کی ولادت ابوا مین کہ درمیان مکہ اور مدینہ کے ہی ہوئی - یکشنبہ کے روز ساتوین صفر ۱۲۷ھ ہجری مین اور مان آپ کی ام ولد تھین - حمیدہ بربریہ نام کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے خرید کر حضرت امام جعفر صادق کو دیا تھا - آپ بڑے متر حم - غمخوار - ظاہر و باطن کے کامل تھے - اگر کوئی آپ کو گالی دیتا تو آپ اُسکو انعام دیتے - آپ کی عمر شریف پچپن برس کی تھی - اور آپ کی وفات جمعہ کے روز چھٹوین رجب ۱۸۳ھ ہجری مین ہوئی اور قبر آپ کی بغداد مین مقبرۂ قریش مین ہی - جسکو کاظمین کہتے ہین -

حضرت موسی کاظم

اسی عہد مین حضرت امام ابو یوسف تھے کہ شاگرد اعظم حضرت امام ابو حنیفہ کوفی کے تھے - حضرت امام انکی تعریف فرماتے تھے - انکا نام یعقوب بن ابراہیم تھا - انکی اصل کوفہ کی ہی - پہلے قاضی القضاۃ یہی ہوئے - اس سے پہلے کوئی اس عہدہ پر مامور نہ تھا - باوجود اسکے کہ قضا کے کامون کو انجام دیتے تھے - دو سو رکعت نفل روزانہ ادا کرتے تھے - انتقال کے وقت فرماتے تھے کہ جو کچھ مینے فتوا دیا اوس سے انکار کرتے ہین سواے اُن احکام کے کہ قرآن اور حدیث کے موافق ہون - وفات آپ کی ستائیسوین رجب ۱۸۲ھ ہجری مین تھی - اور عمر آپ کی ستر برس کی ہوئی - قبر شریف آپ کی بغداد مین ہی - عتبہ صحابی کی اولاد سے تھے -

امام ابو یوسف

اسی عہد مین حضرت امام محمد شیبانی تھے انکے والد کا نام حسن ہی - امام محمد کی

امام محمد

پیدایش واسط مین ہوئی - اور آپ کی تعلیم کوفہ مین ہوئی - اور شاگرد رشید حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ہین - اور تمام عالم مین حضرت امام اعظم کے علوم کو انھون نے شایع کیا - انکو اور امام ابو یوسف کو صاحبین کہتے ہین - آپ صاحب تصانیف معتبرہ تھے ۹۹۹ کتابین لکھین - موطاء محمد اور کتاب الآثار انھین سے ہے - یہ دونون کتابین علم حدیث مین ہین - امام شافعی رحمہ اللہ حضرت امام محمد کے شاگرد تھے - آپ کی ہمرکابی مین جاتے اور کہتے تھے کہ اگر کون مین کہ قرآن مجید محمد بن حسن کی نعت مین نازل ہوا ہے تو درست ہے - آپ کی وفات چودھوین جمادی الثانی ۱۸۹ھ ہجری مین تھی اور انکی قبر شریف رے مین ہے - آپ بھی قاضی القضاۃ ہوئے تھے -

شاہ شارلمان یعنی چارلس اعظم (کاربوس اعظم) شہنشاہ فرانس و جرمن جسکے دادا کاربوس یعنی چارلس نے عبد الرحمن سپہ سالار ہشام کو شکست دی تھی - اُسوقت بڑے عروج پر تھا - یعنی تمامی ممالک فرنگ مثل فرانس و جرمن و اسٹریا و اطالیہ کے اُسکے تصرف مین تھے اور اُسکو اطالیہ کے پوپ نے مغربی رومیہ کے قیصر کا خطاب دیا - اور اسوقت کی تمامی سلطنتین یورپ کے سواے دوسیہ کی اُسی کی شاخ ہین اور اُسی خاندان سے ہین یہ چارلس اعظم ہارون رشید کا بڑا دوست بنگیا - اور اُسنے اپنے متواتر ایلچی بھیجے - اور ہارون رشید نے بھی اُسکے پاس تحفے بھیجے - یہ موافقت بسبب مخالفت قیصر روم کے تھی جو قسطنطنیہ کا حاکم تھا اور اطالیہ کے گرجے کے خلاف تھا - جو شارلمان کے موافق تھا - یعنی عیسائیون مین دو فرقے ہوگئے تھے ایک رومن کیتھلک گرجا اطالیہ کا اور دوسرا یونانی گرجا قسطنطنیہ کا -

فصل چھٹوین

امین بن ہارون رشید ۱۹۳ھ ہجری مین اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوئے انکی مان زبیدہ تھین جنھون نے نہر زبیدہ مکہ مین بنائی - یہ مسرف بد تدبیر ضعیف عقل کم شعور تھے - خلیفہ ہوتے ہی - ایک انوکھا گھر بنایا - چڑیا خانہ تیار کیا - شیر و گرگ وغیرہ پالے بہت سے گھر لہو و لعب کے لیے بنائے - سارا خزانہ ایسے ہی کامون مین اُڑا دیا - یہانتک کہ ۱۹۸ھ مین مارا گیا -

ظاہر بن حسین کہ مامون کا سپہ سالار تھا - متواتر لڑائیون مین امین پر غالب آیا -

فصل ساتوین

ساتوین خلیفہ عباسیون کے مامون رشید تھے - کہ بموجب باپ کی وصیت کے بعد محمد امین کے چاہتا تھا کہ خلیفہ ہون لیکن چونکہ محمد امین نے باپ کی وصیت کو توڑ ڈالا - اسواسطے بھائیون مین جنگ و جدل ہوئی - جسمین محمد امین مارے گئے - اور مامون رشید نے اُنکی حیات ہی مین خراسان مین خلافت کا دعوی کیا - اور محمد امین کے بعد علی العموم سارے ممالک مین اُنکی بیعت ہوئی - اُنکی مان کا نام مراجل ام ولد تھا - ربیع الاول کی پندرھوین شب جمعہ کو پیدا ہوئے - اور اُنکی مان ایام نفاس مین قضا کر گئی - اور اُسی شب اُنکے چچا ہادی نے بھی قضا کی -

۱۹۹ھ ہجری مین حسن برادر فضل بن سہل کو عراق فارس اور حجاز کی امارت دیکر فرمایا کہ ظاہر بن حسین رقہ مین جاکر ضبط ولایت شام اور جزائر اور مغرب کی کرے - اور نصر خارجی کی مدافعت بھی کرے - لیکن بہ سبب مداخلت فضل کے ہر طرف بغاوت ظاہر ہوئی - اور محمد بن ابراہیم علوی نے کہ اُنکو طباطبا بھی کہتے تھے خروج کیا - اُنکے مقابلہ کو ہرثمہ بھیجے گئے جنھون نے اُنکو گرفتار کیا -

مامون رشید اچھا آدمی تھا اُسنے ۲۰۱ھ ہجری مین مؤتمن اپنے بھائی کی ولیعہدی

موقوف کرکے حضرت امام علی رضا بن موسی کاظم بن جعفر صادق علیہم السلام کو ولیعہد کرنا چاہا - اسلیے کہ تشیع تھا بلکہ یہ چاہا کہ خود معزول ہوکر اُنکو تخت پر بٹھادے - اُنکے نام کا سکہ جاری کردیا اپنی بیٹی اُنکے نکاح مین دیدی یہ بات عباسیون کو بُری معلوم ہوئی - انھون نے خروج کرکے ابراہیم بن مہدی سے بیعت کی - مامون نے چڑھائی کی - اتفاقاً ۲۰۳ھ ہجری مین حضرت علی رضا نے انتقال کیا - بغاوت گئی - حضرت علی رضا کے مناقب بہت ہین - آپ کی پیدائش ۱۵۳ھ ہجری مین مدینہ مین ہوئی - آپ کی ماں کا نام نجمہ تھا - لونڈی تھین - حضرت موسی کاظم کی ماں نے حضرت صلعم کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین کہ نجمہ کو موسی کاظم کی زوجیت مین دے کہ اُس سے بہترین خلایق پیدا ہونگے - چنانچہ ایسا ہی کیا گیا - اور حضرت امام علی رضا پیدا ہوئے - اور نجمہ نقل کرتی ہین کہ زمانہ حمل مین کسی قسم کا بار نہ معلوم ہوتا تھا - اور نیند مین آواز تہلیل اور تسبیح کی پیٹ سے نکلتی تھی - اور جب پیدا ہوئے تو سر آسمان کی طرف اُٹھا کر اونٹھ ہلایا جیسے بات کرتے ہون - اور آپ کے فضائل بہت ہین چنانچہ احمد کوفی نقل کرتے ہین کہ ایک مرتبہ کوفہ سے خراسان مین چلا میری لڑکی نے ایک حلّہ مجھکو دیا کہ اسکو بیچکر ایک فیروزہ میرے لیے لیتے آنا چنانچہ جب مین مرو پہونچا - اُسی روز حضرت علی رضا کا نوکر مرگیا تھا آپ نے اُسکے کفن کے لیے حلّہ خریدنا چاہا - اور آپ کا ایک آدمی میرے پاس آیا کہ تمھارے پاس جو حلّہ ہو اُسکو بیچو - مین نے کہا میرے پاس کوئی حلّہ نہین ہے - اُس آدمی نے پھر کر حضرت علی رضا سے جواب کہا - آپ نے فرمایا کہ پھر جاو - کہ فلان صندوق مین تمھارے پاس تمھاری لڑکی کا دیا ہوا ہے تب مجھکو یاد آیا اور اُسکو مین نے بیچا - اور مین نے کہا کہ حضرت علی رضا کی صاحب ولایت کا جب قائل ہونگا کہ چند مسائل کا جنکو مین کاغذ پر لکھکر لیجاتا ہون جواب دین - اور اُنکو لکھکر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا - ہنوز دروازے پر تھا

حضرت امام علی موسی رضا علیہ السلام

کہ خادم نے ایک کاغذ لاکر دیا کہ تمھارے سائل کا جواب اسپر لکھا ہوا اور حضرت امام نے دیا ہو۔ مین نے اپنے کاغذ سے ملایا تو جواب ٹھیک آنھین سوال کا تھا۔ تب مین نے سمجھا کہ بیشک آپ امام وقت ہین۔ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ آپ امام ہین آپ نے فرمایا ہان۔ اُسنے کہا آپ کا سن اس قدر ہوا اور آپ کے کوئی لڑکا نہین۔ امام لاولد نہین موتا ہو۔ آپ نے سر نیچے کیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا مجھکو اس سال ایک لڑکا ہوگا۔ چنانچہ حضرت محمد تقی اُسی سال پیدا ہوئے۔

مامون کے وزیر فضل نے آپ کو زہر دلوایا۔ اور آپ کی قبر شریف مشہد مین ہو اور وہ مقام شیعون کا زیارت گاہ ہو۔ اور ہارون رشید کا مزار بھی اُسی قبہ مین ہو۔

سنہ ۲۱۲ ہجری مین مامون نے خلق قرآن کا مسئلہ نکالا۔ جب لوگون نے نہ مانا تو سنہ ۲۱۸ھ تک خاموش رہا۔ سنہ ۲۱۵ ہجری مین روم پر چڑھائی کی قلعۂ قرساہ لیلیا حصن ماجد چھین لیا۔ چودہ قلعہ رومیون کے فتح کیے۔ اسی عہد مین افریقہ کے مجاہدین نے جزیرۂ صقالیہ کو (سسلی) فتح کرکے اسلام پھیلایا۔ بلکہ شہر رومۂ کبرا کا جو ملک اطالیہ کا دارالسلطنت تھا محاصرہ کرلیا۔ اور عیسائی زیارات پطرس اور پال کو تاراج کیا۔ لیکن مستقل قبضہ کا شاید ارادہ نہ تھا کیونکہ شہر کو چھوڑ کر چلے آئے۔ الغرض مامون اطراف روم سے دمشق گیا پھر مصر آیا پھر روم کو واپس گیا۔ سنہ ۲۱۸ھ مین پھر مسئلہ خلق قرآن کا تازہ کیا۔ بغداد مین علما پر آفت آئی۔ کوئی مارا گیا کوئی قید ہوا کسیکو کوڑے لگے یہانتک کہ اسی سال مین خود بھی مرگیا۔ روم سے اُسکی لاش طرسوس مین لاکر دفن کی۔ اسکو لوگ معتزلی کہتے تھے۔ اسی کے عہد مین حضرت امام شافعی اور حضرت معروف کرخی نے انتقال فرمایا۔

حضرت امام شافعی کا نام محمد بن ادریس ہو اور قبیلہ قریش سے ہین اور اُنکا نسب مطلب بن عبد مناف سے ملتا ہو۔ کہ حضرت مسلم کے جدامجد تھے۔

اور اُنکی مان کا نام ام الحسن تھا - اور وہ بنت حمزہ بن قاسم بن زید بن حسن بن علی ابن ابی طالب تھین - اور وہ ائمہ مجتہدین مین سے تیسرے امام ہین - اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے کسب علم کیا - بعد اسکے عراق مین آئے - اور امام محمد بن حسن شیبانی کی صحبت مین کہ شاگرد حضرت امام ابو حنیفہ کے تھے حاضر رہے - اُنکی پیدائش سنہ ۱۵۰ ہجری مین ہوئی اور وفات سنہ ۲۰۴ ہجری مین - اُنکی قبر فراقہ مین مصر مین ہے کہتے ہین کہ نہایت ذہین اور فہیم تھے - سات برس کی عمر مین قرآن کے حافظ تھے -

حضرت معروف کرخی حضرت امام علی رضا کے خادم تھے - انکے باپ کا نام فیروزان تھا - اصل مین گبر تھے - حضرت امام کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے - اور مذہب حضرت امام ابو حنیفہ کا رکھتے تھے - اور حضرت امام کی عنایت اُنپر بہت تھی - اور حضرت داؤد کی صحبت مین بھی رہے ہین - اسکا سبب یہ لکھا ہے کہ حضرت معروف کرخی کے باپ فیروزان حضرت داؤد طائی کے پاس کفر کی حالت مین گئے - اور وہ روٹی کھا رہے تھے - اُسی روٹی مین سے فیروزان کو دیا - اور اُسی روز معروف کرخی اپنی مان کے حمل مین رہے - جب پیدا ہوئے اور ہوش آیا طلب حق پیدا ہوئی - اور قصہ اپنے باپ کا سنکر داؤد طائی کی خدمت مین گئے اور مستفید ہوئے - معروف کرخی کا انتقال سنہ ۲۰۰ ہجری مین ہوا اور کرخ مین دفن ہین - آپ کی قبر کے بارے مین حضرت سعدی فرماتے ہین - نہ بینی کہ در کرخ تربت بسے است ✤ بجز گور معروف معروف نیست ✤ حضرت واقدی اسی عہد مین تھے -

فصل آٹھوین

آٹھوین خلیفہ عباسیون کے معتصم بن ہارون رشید ہین - انکی مان کا نام ماردہ ہے ام ولد تھے - اہل کوفہ سے یہ سب خلفا مین زیادہ ہیبت دار تھا - اسنے بھی

خلق قرآن کے مسئلہ کے بارے مین علما کو بہت تنگ کیا۔ اکثرون کو سنہ ۲۲۰ھ مین اسی لیے قتل کیا۔ حضرت امام احمد حنبل کو مارا۔ بغداد کو چھوڑ کر سرمن رسے آباد کیا۔ اسکے عہد مین آٹھ فتوح ہوئے۔ یہ عجمیون کی چال پر تھا۔ دس ہزار سے زیادہ اسکے غلام تھے۔ سنہ ۲۲۳ھ مین روم پر چڑھائی کی۔ خوب ہی خبر لی ہزارون گھر ویران کر دیے عموریہ کو تلوار کے زور سے چھین لیا۔ تیس ہزار آدمی قتل کیے۔ اسی قدر قید مین آئے۔ اتنے بادشاہ کسی کے دروازے پر جمع نہ ہوئے جتنے اسکے دروازے پر جمع ہوئے نہ کسیکی ایسی فتوح ہوئی جیسی اسکی ہوئی۔ آذربیجان۔ طبرستان۔ استیسان۔ اشیاصح۔ فرغانہ۔ طخارستان۔ صفہ۔ اور کابل کے ملوک کو قید کر لیا۔ ایک ہزار دینار کا روزانہ خرچ باورچیخانہ کا تھا۔ سنہ ۲۲۸ھ مین مر گیا۔ اسکی عمر اڑتالیس برس کی ہوئی۔ اسی کے عہد مین حضرت امام محمد تقی بن امام علی رضا نے سنہ ۲۲۰ھ مین اور حضرت بشر حافی نے سنہ ۲۲۵ھ مین انتقال فرمایا۔

حضرت امام محمد تقی بن امام علی موسی رضا علیہما السلام مدینہ مین ۱۸۔ رمضان سنہ ۱۹۵ ہجری مین پیدا ہوئے۔ اور آپ کی مان کا نام خیزران تھا۔ اور آپ علم و ادب مین یکتاے زمانہ تھے۔ ایک شخص نقل کرتا ہے کہ مین ایک رات دمشق کی مسجد مین عبادت مین مصروف تھا۔ حضرت امام میرے سامنے ظاہر ہوئے۔ اور کہا کہ اٹھ میرے ساتھ چل۔ مین ساتھ چلا تھوڑی راہ طے کی اور اپنے کو کوفہ کی مسجد مین پایا۔ حضرت امام نے نماز پڑھی اور مین نے بھی انکی اقتدا کی۔ وہ نماز سے فارغ ہو کر باہر ہو کر چلے مین نے بھی انکا ساتھ دیا۔ تھوڑی راہ طے کرنے کے بعد اپنے کو مسجد نبوی مین پایا۔ اور حضرت امام روضہ مبارک پر سلام پڑھکر نماز مین مشغول ہوئے۔ مین نے بھی نماز مین اقتدا کی۔ پھر بعد فراغت نماز کے حضرت امام مدینہ سے باہر ہوئے۔ مین بھی ساتھ ہوا۔ تھوڑی راہ طے کرنے کے بعد اپنے کو مکہ مین پایا۔ اور ہم دونون آدمی طواف سے

فارغ ہو کر مکہ سے باہر ہوئے - اور حضرت امام غائب ہو گئے اور مین نے اپنے کو دمشق کی مسجد مین پایا - اور ہم سخت متعجب ہوئے کہ ایک رات مین اس قدر راہ طے کی اور واپس آئے مامون خلیفہ بغداد نے اپنی بیٹی ام الفضل کو آپ کے نکاح مین دیا - اُسنے شکایت کی - مامون نے اس شکایت کی بہ نسبت سخت تنبیہ کی - آپ نے تیس برس کی عمر مین آخر ذیقعدہ ۲۲۵ھ ہجری مین وفات فرمائی - اور بغداد مین اپنے جد امام موسی کاظم کے روضہ مین مدفون ہوئے - آپکا لقب تقی اور جواد ہے اور آپ کے دو بیٹے تھے - علی اور موسی -

حضرت بشر حافی مشایخ کبار سے ہین اور صاحب مقامات بلند اور کرامات ہین - آپ کے باپ کا نام حارث بن عبدالرحمن بن عطا ہے - اور اوتاد عراق سے ہین - مرید اپنے خال علی حیزم کے ہین - اور صحبت حضرت امام احمد حنبل اور فضیل عیاض کی پائی ہے - کہتے ہین کہ جبتک یہ زندہ رہے کسی چارپائے نے بغداد کی راہ مین لید نہ کی - کیونکہ وہ ننگے پاؤن راہ چلتے تھے - ایک شخص کے پاؤن مین راہ مین لید لگی اُسنے شور کیا - کہ شاید بشر حافی نے انتقال کیا - جب تحقیقات کی تو ایسا ہی پایا - انکا انتقال ۲۲۰ھ مین ہوا قبر آپ کی بغداد مین ہے - پیدایش انکی ۱۵۰ھ ہجری مین تھی -

فصل نوین - واثق باللہ بن معتصم

بعد اپنے باپ کے واثق خلیفہ ہوا - ۲۴۲ھ مین احمد بن نصر خزاعی نے خروج کرنا چاہا تھا اسلیے اُنکو قتل کیا - وہ بڑے محدث تھے - یہ بہت سخی تھا - اور علما کی صحبت کو پسند کرتا تھا - اور سخن شنو بھی تھا - ابن ابی داؤد نے کہا سونے چاندی کے برتن مین کھانا پینا حرام ہے - اسلیے اُنکو توڑ ڈالا - اور نقد کرکے بیت المال مین داخل کیا - ۲۳۲ھ مین اسنے انتقال کیا - پانچ برس سلطنت کی -

فصل دسویں - متوکل علی اللہ

بعد واثق کے اُسکا بھائی متوکل علی اللہ خلیفہ ہوا - اسکی ماں ام ولد تھی - شجاع نام - اسکو سنت نبوی کی طرف بہت توجہ تھی - ۲۳۴ھ مین محدثین کو شام راہین بلاکر نہایت اکرام کیا - حکم دیا کہ احادیث صفات و رویت کی روایت صاف علانیہ کرین - ابوبکر بن ابی شیبہ محدث جامع رصافہ مین بیٹھے - تیس ہزار آدمی سماعت حدیث کے لیے جمع ہوگئے - انکے بھائی عثمان جامع منصور مین بیٹھے - وہان بھی اسی قدر لوگ جمع ہوئے - ساری خلق متوکل کے لیے دعا کرتی تھی - اسنے تجہم کو خوب مٹایا - حدیث کو خوب پھیلایا - سال مذکور مین ایسی سخت لو چلی کہ ساری زراعت کوفہ بصرہ اور بغداد کی جل گئی - مسافر مرگئے - پچاس دن تک یہہ ہوا چلاکی - ہمدان تک پہونچی - مویشی جل بھن گئے - بازار بند ہوگئے - رستے مسدود ہوگئے - اس سے پہلے ایک زلزلہ دمشق مین آیا تھا - جسکا اثر انطاکیہ تک پہونچا - ہزارون گھر گرپڑے - جزیرہ جل گیا - موصل مین پچاس ہزار آدمی اُسکے صدمے سے مرگئے - ۲۳۵ھ مین متوکل نے حکم دیا - کہ نصارا طوق پہنا کرین - ۲۳۶ھ مین حکم دیا کہ قبر کو امام حسین علیہ السلام کے معہ حوالی کی قبرون کے ڈھاہ کر کھیت کر دین - کوئی زیارت کو نہ آوے چنانچہ کربلا ویران اور جنگل ہوگئی - اسلیے اسکو لوگ ناصبی کہتے تھے - بغداد کی دیوار پر شہر کی مسجدون پر اسکو گالیان لکھین شاعرون نے ہجو کی - ۲۳۷ھ مین قاضی القضاۃ مصر ابی بن ابی اللیث کی داڑھی منڈوا کر گدھے پر سوار کرا کے پھرایا - اسی سال عسقلانی مین ایک آگ نکلی جسنے گھر بار جلا دیے - تین رات تک یہی پھر تجھ گئی - ۲۳۸ھ مین روم نے دمیاط لے لیا - شہر لوٹا جلا دیا چھ سو عورت کو قید کر لیا - ۲۴۰ھ مین خلاط والون نے ایک آواز عظیم آسمان کی طرف سے سنی جس سے ایک خلق مرگئی - عراق مین انڈے کے برابر

اولاگرا۔ مغرب مین تیرہ گاؤن دھنس گئے۔ ۲۴۱ھ مین ستارے آسمان پر منتشر ہوئے جیسے ٹیری۔ ۲۴۳ھ مین ایک بیسا زلزلہ تونس اور رے اور خراسان اور نیشاپور اور طبرستان اور اصفہان مین آیا جس سے پہاڑ ٹوٹ گئے۔ زمین پھٹ گئی۔ حلب مین ایک سفید پرندہ بماہ رمضان چلایا یا معاشر الناس اتقوا اللہ اللہ اللہ چالیس آوازین کرکے اڑگیا۔ دوسرے دن پھر آیا اور یہی پکارا۔ پانسو آدمیون نے اسکی آواز سنی۔ ۲۴۵ھ سارے جہان مین زلزلون کا زور ہوا بڑے بڑے شہر قلعہ پل گرگئے۔ انطاکیہ کا ایک پہاڑ ٹوٹ کر دریا مین جا گرا۔ آسمان سے خوفناک آوازین سنی گئین۔ مصر مین زلزلہ آیا۔ مکہ معظمہ کی نہر دھنس گئی۔ متوکل نے ایک لاکھ دینار بھیجکر نہر عرفات کو درست کرایا۔ لذات و شراب مین غرق رہتا۔ چار ہزار کنیز سے صحبت کی۔ ترک متوکل سے خفا ہوگئے۔ رات کو مجلس لہو مین اوسکو معہ اسکے وزیر فتح بن خاقان کے ۲۴۷ھ مین قتل کرڈالا۔ کسی نے اسکو خواب مین دیکھا۔ پوچھا اللہ نے کیا کیا۔ کہا کہ اللہ نے ذرا سی سنت زندہ کرنے پر مجھے بخشدیا۔ ذوالنون بصری اور حضرت احمد خضرویہ اور حضرت امام احمد حنبل کہ اولیاء اللہ سے تھے اسی کے زمانہ خلافت مین تھے اور انتقال کیا۔ حضرت احمد خضرویہ مرید اور خلیفہ حاتم اصم کے اور وہ مرید حضرت شقیق بلخی کے ہین۔ حاتم اصم کی نقل ہے کہ ایک عورت اُنسے مسئلہ پوچھنے گئی تھی۔ ناگاہ اُس سے ہوا سرزد ہوئی۔ وہ شرمندہ ہوئی حضرت حاتم نے اسکی شرمندگی دور کرنے کے لیے اپنے کو بہرا بنایا۔ اور تازیست اُس عورت کے بہرے بنے رہے۔ اور احمد خضرویہ کا واقعہ حلوہ فروش کے ساتھ جو ہوا اُسکو مولوی روم نے نظم کیا ہے ؎ تانگرید کودک حلوہ فروش ✦ بحر نجشایش نمی آید بجوش ✦ الغرض آپ کی وفات ۲۴۰ ہجری مین ہے۔ اور قبر آپ کی بلخ مین ہے۔

حضرت امام حنبل ائمہ مجتہدین سے ہین۔ چوتھے امام سمجھے جاتے ہین۔ اور بڑے

محدث عالم اور اولیاء اللہ سے تھے۔ آپ کے نسب کا سلسلہ بیسویں پشت مین معد جد اعلے سے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ملتا ہی۔ آپ صحبت یافتہ اور شاگرد حضرت امام شافعی کے تھے اور جماعت کثیر نے آپ سے احادیث روایت کی ہی۔ اور علم اور پرہیزگاری مین یکتاے زمانہ تھے۔ اور آپ کو دس لاکھ حدیثین یاد تھین۔ اور سنہ ایک سو چونسٹھ ہجری مین بغداد مین پیدا ہوے۔ اور جمعہ کے روز ۱۶ ربیع الاول کو سنہ ۲۴۱ مین انتقال کیا۔ اور آپ کے جنازہ مین آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار عورتین حاضر تھین۔ اُس روز بیس ہزار نصارا اور یہود آپ پر ایمان لائے اور پرندون نے آپ کے جنازہ پر سایہ کیا۔

حضرت ذوالنون مصری اولیا کبار سے ہین۔ قبر آپ کی مصر مین ہی اہل حاجت وہان جاتے ہین اور برار مطلب ہوتا ہی آپ کی وفات سنہ ۲۴۵ مین ہی۔ نقل کرتے ہین کہ جب آپ کا جنازہ دفن کے لیے لے چلے تو اسقدر پرندون نے اپنے پر سے سایہ کیا کہ کسی کو دھوپ نہ پہونچی۔

فصل گیارھوین منتصر باللہ و معتز باللہ

المنتصر باللہ بن متوکل اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوا۔ اسکی مان حبشیہ نام ام ولد تھی اُنے سادات کی بہت خاطرداری کی۔ آل حسین کو فدک دیدیا۔ سنہ ۲۴۷ مین خلیفہ ہوا سنہ ۲۴۸ مین مرگیا چھبیس برس کی عمر تھی۔ باپ کو قتل کرا کے خلیفہ ہوا تھا۔ آخر کو زہر سے مارا گیا۔

معتز باللہ بن متوکل منتصر کے بعد تخت پر بیٹھا۔ اسکی مان کا نام فیتحہ ام ولد تھی اُنیس برس کی عمر مین خلیفہ ہوا۔ چاندی کی جگہ سونے کا زیور اسکی سواریون پر ہوتا تھا زبردستی اسکو معزول کیا پانچ دن کے بعد پیاسا حمام سے نکال کر سنہ ۲۵۵ مین مار ڈالا۔ اسی کے زمانہ مین حضرت امام اسمعیل بخاری حضرت سری سقطی نے اور حضرت امام علی نقی

سنے کہ بلاہیت سے تھے انتقال فرمایا۔

حضرت امام اسمعیل بخاری محدثین سے ہین۔ آپ کی کتاب صحیح بخاری علم حدیث مین لاجواب ہی اسمین ۷۰۰۰ حدیثین ہین۔ بخاری نے ایک لاکھ حدیثون سے چنکر لکھا ہی۔ امام احمد حنبل کے شاگرد ہین۔ انکی پیدایش ۱۹۴ھ مین تھی اور وفات ۲۵۶ھ ہجری مین ہی انکی کتاب بخاری کا شہرہ اس وجہ سے ہی کہ اُسمین صحیح حدیثین باعتبار اور کتابون کے زیادہ ہین

حضرت سری سقطی اولیا اللہ سے ہین۔ حضرت معروف کرخی کے مرید ہین اور محدثین سے تھے۔ انکا لقب نقیب الاولیا ہی۔ یہ سقط فروشی کرتے تھے۔ یہ حضرت جنید بغدادی کے خال اور سسر تھے انھون نے حبیب اعجمی کو دیکھا تھا۔ انکی وفات ۲۵۳ھ مین ہی

حضرت امام علی نقی بیٹے حضرت امام محمد تقی کے ہین۔ یہ ائمہ اہلبیت سے ہین۔ اپنے باپ کے بعد اُنکی جگہہ جانشین ہوئے۔ آپکی پیدایش ذیحجہ کے مہینے مین ۲۱۳ھ مین مدینہ مین ہوئی۔ آپ کی مان کا نام سمانہ تھا مامون رشید کی نواسی تھین متوکل خلیفہ نے آپ کو بلاکر بڑی جگہہ اُتارا۔ اور ایک شخص صالح نامے نے کہ آپکے ساتھہ تھے اسکی شکایت کی۔ حضرت امام نے یہ سُنکر اُسکو ایک طرف دیکھنے کے لیے اشارہ کیا۔ دیکھا تو نہایت عمدہ باغ ہی اور اُسمین نہرین جاری ہین اور عالی شان عمارت ہی۔ حضرت امام نے فرمایا جہان ہملوگ جاوینگے یہ سب چیزین ہمارے ساتھہ ہونگی ایک مرتبہ متوکل خلیفہ کو درد ہوا۔ تمام اطبا علاج سے عاجز رہے۔ اور قریب مرنے کے تھا اُسکی مان نے نذر کیا کہ اگر اچھا ہوجائے تو کچھ ہدیہ حضرت امام کی خدمت مین روانہ کرینگے اور کسی سے کہلا بھیجا۔ جب حضرت امام نے سُنا کچھ چیز مالش کے لیے دیا اور اُسی سے صحت ہوئی۔ اس قسم کے بہت تصرفات آپ سے سرزد ہوئے۔ آپ نے ۲۵۵ھ مین انتقال فرمایا۔ اور مقام سرمن راے مین کہ قریب بغداد کے ہی مدفون ہین۔

فصل بارھویں - مہتدی باللہ و معتمد علی اللہ

مہتدی باللہ بن واثق معتز کے بعد تخت نشین ہوا - انکی مان کا نام ورد تھا - ام ولد تھی - ۲۵۵ھ مین خلیفہ ہوا عابد عادل شجاع بہادر صائم تھا - آخر کو ۲۵۶ھ مین مارا گیا اُسکے خصیون کو کوٹ دیا - پندرہ دن کم ایک سال خلافت کی - اسنے گانا بجانا راگ رنگ غنا سماع ظلم و فسق کو خوب دور کیا تھا اس دشمنی پر ترکون نے اُسکی جان لی - یہ شخص عمر بن عبدالعزیز کے ہمقدم تھا -

مہتدی کے بعد معتمد علی اللہ بن متوکل تخت نشین ہوا - اسکو قید سے نکالکر خلیفہ کیا - یہ شخص لہو و لذات مین ڈوب گیا - رعیت سے بالکل غافل رہا - لوگ ناخوش ہوئے - زنگیون نے بصرہ لیلیا - علاقے کو ویران کردیا - پھر ایسی وبا آئی جس سے عراق مین ہزارون آدمی مارے گئے - پھر زلزلون اور آوازون کا زور ہوا ہزارون لوگ مرگئے بہبود زنگی کہ رسالت اور غیب دانی کا دعویدار تھا اسی عہد مین ۲۵۶ھ مین قتل ہوا اسنے ڈیڑھ کرور مسلمانون کا خون کیا تھا - بصرہ مین ایک روز مین تین لاکھ آدمیون کو مار ڈالا - جب اُسکا سر نیزے پر رکھکر بغداد مین لائے بڑی خوشی ہوئی - ۲۶۰ھ مین حجاز اور عراق مین قحط پڑا - گیہون کا ایک کرور ڈیڑھ سو دینار کو بکتا تھا - اسی سال مین روم نے شہر لولو کو لیلیا - ۲۶۶ھ مین روم کا لشکر دیار بکر تک پہونچا - جزیرہ اور موصل والے بھاگے - اعراب نے کعبہ کا غلاف لوٹا - ۲۶۸ھ مین احمد حجابی نے خراسان - کرمان - سجستان کو داب لیا - اپنے نام کا سکہ جاری کیا - دوسرے طرف سکہ کے معتمد کا نام رکھا - لیکن اُسی سال اُسکے غلامون نے اُسکو مار ڈالا - ۲۶۹ھ ہجری مین عبداللہ مہدی کی دعوت یمن مین ظاہر ہوئی - اسی کے جانشین مابعد مین افریقہ مین خلفائے فاطمین کہلائے - ۲۶۸ھ مین قرامطہ کا ظہور کوفہ مین ہوا - یہ ملاحدہ کی قوم تھی جنابت سے غسل نہ کرتے - شراب کو حلال جانتے - محمد بن حنفیہ کو

رسول اللہ کہتے۔ سال مین دو روزہ رکھتے۔ حج کرتے اور قبلہ اُنکا بیت المقدس تھا
سنہ ۲۷۹ھ مین معتمد مرگیا۔ تیئیس برس خلافت کی۔ مگر اپنے بھائی موفق کے ہاتھ سے مقہور
تھا۔ اسی کے عہد خلافت مین حضرت امام حسن عسکری کہ ائمہ اثنا عشریہ سے تھے۔ اور یحیی بن معاذ
کہ بڑے عالم فقیہ اور محدث تھے اور حضرت ابراہیم ادہم اور مسلم صاحب صحیح اور
ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابوحاتم رازی نے کہ اصحاب حدیث سے
تھے انتقال کیا۔

حضرت امام حسن عسکری بیٹے حضرت امام علی نقی کے تھے۔ اور اپنے باپ کے
بعد جانشین ہوئے۔ آپ کی ولادت مدینہ مین ربیع الثانی مین سنہ ۲۳۲ھ مین تھی۔ آپ کی
والدہ کا نام سوسن تھا۔ آپ کے کرامات اور اوصاف بہت ہین منجملہ اُنکے ایک یہ ہے
کہ علی بن ابراہیم بن موسے بن جعفر صادق سے روایت ہے کہ مجھکو نوبت فقر و فاقہ کی پہنچی
میرے باپ نے کہا کہ چل تجھکو امام عسکری کے پاس لیچلون۔ ہم لوگ چلے۔ راہ مین
اُنھون نے کہا کہ ایسا ہو کہ امام مجھکو پانسو درم دین۔ جب اُنکے پاس پہونچے۔ اُنھون نے
کہا ای علی کیون میرے پاس نہین آتا۔ اور جب ہم چلے تو امام کے غلام نے
بطلب پانسو درم کی تھیلی مجھکو دی کہ اسکو خرچ کرو۔ اور پھر تین سو درم کی تھیلی دی کہ اسکو
بھی خرچ کرو اور فرمایا کہ فلان راہ سے جا۔ اور جب اُس راہ سے چلے جمیلہ نے نکاح کا
پیغام کیا۔ کہ ذریعہ دو ہزار دینار ملنے کا ہوا۔ اور آپ نے اٹھائیس برس کی عمر مین وفات
پائی اور آپ کی قبر اپنے باپ کی قبر کے بغل مین ہے۔ آپ کی وفات سنہ ۲۶۱ھ مین ہے۔ آپ کے
ایک بیٹے تھے کہ بچپن مین انتقال کیا جنکا نام محمد تھا۔ انھین کے بہ نسبت اہل شیع کہتے ہین
کہ امام مہدی ہین اور غائب ہوگئے۔ اور آخر زمانہ مین ظہور ہوگا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ امام
مہدی دوسرے ہونگے۔ حضرت امام حسن عسکری نے ایک جانماز ایک شخص کو دی تھی
کہ اپنی اولاد مین وصیت کرے کہ ایک شخص ساداتِ حسینی کو جنکا نام شیخ عبدالقادر جیلانی

ہوگا اور میرے دوسو برس بعد ظاہر ہوگا اُسکو دے دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔
یحیی ابن معاذ کی وفات ۱۸۔ رمضان ۲۵۸ھ ہجری مین ہوئی۔ اور نیشاپور مین مدفون ہوئے۔ یہ بڑے عالم اور محدث اور عارف تھے مثل سفیان ثوری کے۔

عبداللہ ابو مسلم کہ مولف صحیح مسلم کے ہین ۲۰۲ھ ہجری مین پیدا ہوئے اور ۲۶۱ھ ہجری مین وفات فرمایا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم بن سلیمان المنصور البلخی کہ بادشاہون سے بلخ کے تھے جوانی مین توبہ کیا۔ اور اولیا اللہ سے ہوئے۔ ایک مرتبہ شکار کے لیے باہر گئے تھے ایک ہاتف نے آواز دی کہ اے ابراہیم تجھکو اس کام کے لیے نہین پیدا کیا ہے اُنکو یہ آگاہی ہوئی اور سلطنت کو ترک کیا۔ اور طریقت کے حصول مین کوشش کی۔ مکہ مین گئے۔ وہان سفیان ثوری فضیل عیاض اور امام ابو یوسف کی صحبت مین رہے اور امام اعظم رحمہ اللہ کو بھی دیکھا تھا۔ اور مکہ سے شام کیطرف گئے۔ اور وہان کسب کرتے تھے یہان تک کہ ۲۶۷ھ ہجری مین انتقال فرمایا۔ انکا نسب چھ پشتون واسطہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ یہ بڑے صاحب کمال ہوئے۔ بہت تصرف انہے سرزد ہوئے۔ انھون نے ایک موقع پر سونی سمندر مین ڈالدی اور مچھلیون سے مانگی سبھون نے سونے کی سوئی پیش کی لیکن حضرت ابراہیم نے اپنی لوہے کی سوئی قبول کی۔

فصل تیرھوین معتضد باللہ ۱۵

معتضد ۲۷۹ھ ہجری مین معتمد کی جگہ جانشین ہوا۔ یہ موفق بن متوکل کا بیٹا تھا اسکی مان کا نام یا حور یا ضرار تھا۔ ام ولد تھی۔ معتمد نے اپنے بیٹے کو مفوض کی ولیعہدی واپس لیکر معتضد کو ولیعہد کیا۔ اسنے منع کردیا کہ منجم اور قصاص راہ مین نہ بیٹھین۔ فلسفہ اور جدل کی کتابین نہ پڑھین۔ یہ عقلمند اور بہادر آدمی تھا۔ اسکے زمانے مین بہت امن رہا

عدل ہوا ظلم اُٹھا بُرے کام موقوف کر دیے گئے۔ ۲۸۰ھ ہجری مین مہدی قیروان مین آیا والی افریقہ سے جنگ ہوئی۔ لیکن مہدی غالب آیا۔ ۲۸۱ھ مین مکور یہ فتح ہوا رے اور طبرستان کا پانی سوکھ گیا۔ قحط پڑا۔ مردار کھایا گیا۔ اسی سال مین معتضد نے دارالنّدوہ کو جو مکے مین تھا توڑ کر شامل مسجد الحرام کر دیا۔ ۲۸۲ھ مین عید نوروز اور رسوم مجوس کو بند کر دیا۔ ذوالارحام کو میراث دلائی۔ ۲۸۴ھ مین ایک سرخی مصر مین ظاہر ہوئی اتنی تیز کہ آدمی کو آدمی کا منھ لال نظر آتا۔ در و دیوار سُرخ دکھلائی دیتی عصر سے تا شب رہتی لوگون نے تضرع کیا۔ ۲۸۵ھ مین زرد آندھی بصرے مین آئی۔ پھر سبز ہوگئی دُور دُور شہرون مین پہونچی۔ ۲۸۶ھ مین ابو سعید قرمطی کا غلبہ بصرے وغیرہ پر ہوگیا خلیفہ کے لشکر نے شکست اُٹھائی۔ ۲۸۹ھ ہجری مین معتضد سخت بیمار ہوگیا۔ آخر کو مرگیا۔ اسی عہد مین عمرو لیث حاکم خراسان نے بغاوت خلیفہ سے کی اور امیر اسمٰعیل سامانی حاکم ماوراؤالنہر نے اُسکو گرفتار کیا۔ اور خلیفہ کے حضور مین بھیجا۔ اور قید کیا گیا۔ آخر قتل ہوا۔ اسی زمانے سے یعنی ۲۸۸ھ ہجری سے امیر اسمٰعیل سامانی سلطان ماوراء النہر اور خراسان شمار کیا جاتا ہے اس خاندان مین نو بادشاہ ہوئے۔ انھین کیطرف سے امیر البتگین حاکم خراسان تھا جسکے بعد سبکتگین محمود غزنی کا باپ بادشاہ ہوا۔ اور یہ خاندان غور اور آل سلجوق کے ہاتھ سے ختم ہوا۔

فصل چودھوین۔ مکتفی باللہ۔ و مقتدر باللہ

مکتفی باللہ اپنے باپ معتضد کے بعد جانشین ہوا۔ اسکی مان ترکی تھی جسکا نام حسن مین ضرب المثل تھی۔ اپنے باغ اور دوکانین جو محل سرا کے لیے باپ نے چھین لیے تھے واپس کر دیے۔ سب لوگ دعاگو ہوئے۔ ۲۹۱ھ ہجری مین افلاکیہ فتح ہوا۔ بے گنتی مال ہاتھ آیا۔ ۲۹۲ھ ہجری مین دجلہ کو طغیان ہوا۔ جس سے بغداد ویران ہوگیا۔ اسی سال مکتفی مرگیا۔

مقتدر

مقتدر باللہ اُسکا بھائی جانشین ہوا۔ یہ شخص تیرہ برس کی عمر مین خلیفہ ہوا کھیل کود مین رہتا۔ خزانہ اُڑاتا۔ وزیر اُنکا ابن الفرات سب کام کرتا۔ ۲۹۲ھ مین حکم دیا کہ یہود اور نصارا سے خدمت لو۔ اسی سال مین مہدی نے ملک مغرب لیلیا۔ کچھ اوپر ایک سو ساٹھ برس تک اُسکے خاندان مین حکومت رہی۔ مقتدر کی کم سنی سے خلافت مین ضعف آگیا۔ ۳۰۰ھ مین دستور کا ایک پہاڑ دھنس گیا۔ اُس سے ایسا پانی جاری ہوا کہ کئی گانون ڈوب گئے۔ اسی سال مہدی نے چالیس ہزار بربرون سے مصر پر چڑھائی کی اور اسکندریہ لیلیا۔ اسی سال دیلم مجوسی مسلمان ہوگیا۔ ۳۰۵ھ ہجری مین قیصر روم نے ہدیہ بھیجکر صلح چاہی۔ مقتدر نے لشکر تیار کی۔ اردلی کا لشکر ایک لاکھ ستر ہزار تھا۔ اُنکے پیچھے سات ہزار غلام تھے۔ اُنکے بعد سات سو دربان محل سرا پر اڑتیس ہزار پردے دیباج کے تھے۔ بائیس ہزار فرش تھے۔ اسی سال منصور حلاج جو اہل حق سے تھا سولی پر چڑھایا۔ اور سولی سے بھی حق کی صدا آئی۔ حضرت جنید بغدادی کہ اولیاء کبار سے تھے اور اُنکو سید الطائفہ کہتے ہین منصور حلاج کے پیر تھے اُنکا انتقال ۳۰۲ھ مین ہوچکا تھا۔ اور جنید بغدادی حضرت سری سقطی کے مرید تھے۔ یہ بڑے عالم اور محدث بھی تھے۔ انکے دو مرید بڑے نامی اور مشہور ایک حضرت ابوبکر شبلی اور دوسرے حضرت ممشاد دینوری تھے۔ ۳۰۶ھ مین مقتدر کی مان نے مارستان کہ ایک صوبہ یونان کا تھا فتح کیا۔ مقتدر کے عہد مین عورتون کا زور تھا۔ خلیفہ برائے نام حاکم تھے۔ مقتدر کی مان خود دیوان مین بیٹھکر حکمرانی کرتی۔ کاغذ سنتی دستخط کرتی۔ ۳۱۲ھ مین والی خراسان نے فرغانہ لیلیا۔ ۳۱۴ھ مین روم نے دمیاط لیلیا۔ جامع مسجد مین ناقوس پھونکا۔ اور دیلم سے اور جبال پر غالب آگئے۔ بچون کو قتل کیا۔ ۳۱۶ھ مین قرمطی کا زور بڑھ گیا بہت شہر لیلئے۔ بہت مسلمانون کو تباہ کیا۔ مقتدر کے لشکر کو شکست دی۔ حج بند ہوگیا

مکہ والون کو نکالدیا - ادھر روم نے شہر خلاط لیلیا - ممبر مسجد سے نکالکر اُسکی جگہ صلیب قائم کی ۳۱۷ھ مین ابوطاہر قرمطی نے مسجد الحرام مین سخت قتل کیا - لاشون کو زمزم مین ڈالدی - حجر اسود کو ٹکڑے کرڈالا - اُکھیڑ کر لیگیا - بیس برس تک اُنکے قبضے مین رہا یہان تک کہ مطیع کے عہد مین واپس آیا - جب حجر اسود کو لیگئے چالیس اونٹ اُسکے اُٹھا لیجانے مین مرگئے - جب واپس لائے - تو ایک دبلی سوکھی اونٹنی اُٹھا لائی - ۳۱۹ھ مین مقتدر کو قید کرلیا - قرمطی نے بغداد کو خوب ڈرایا - دیلم نے دینور مین قتل کیا - ۳۲۰ھ مین ایک بربری نے مہدی کی جنگ مین مقتدر کو فوج کرڈالا -

اسی کے عہد مین ابوعبداللہ مغربی نے کہ شاعر اور عارف تھے ۲۹۹ھ مین انتقال فرمایا - وہ مرید رزین کے تھے جو مرید عبدالواحد بن زید کے تھے اور وہ مرید حسن بصری کے تھے -

فصل پندرھوین - قاہر باللہ و راضی باللہ

قاہر باللہ بن معتضد اپنے بھائی کی جگہ خلیفہ ہوا - اسکی مان کا نام فتنہ تھا - اسنے آل مقتدر کو سخت عذاب دیا - مقتدر کی مان کو مارڈالا - ۳۲۱ھ مین لشکر نے چاہا کہ ابن المکتفی کو خلیفہ کرین - لیکن اُسنے دیوار مین اُسکو چنوا کر فنا کردیا - لیکن اسی سال حکم دیا - کہ گانے والیان نہ رہین - شراب خوارى بند کردیجاے - مغنیون کو غنا سے روک دیا گیا - مخنثون کو شہر سے نکلوا دیا - کھیل کے آلات کو توڑ ڈالا - معہذا خود نشہ مین چور راگ مین مخمور رہتا تھا - ۳۲۲ھ مین دیلم کا غلبہ ہوا - خراسان اور فارس خلیفہ سے نکل گیا - آخر شہ بدسیرتی کے باعث قاہر کو اندھا کرکے معزول کردیا - ۳۲۲ھ مین ترپن برس کی عمر مین مرگیا - اسی کے عہد مین امام احمد طحاوی مصری نے کہ بڑے علامہ حنفی المذہب تھے انتقال کیا - قاہر کے بعد راضی باللہ بن مقتدر خلیفہ ہوا جب یہ تخت نشین ہوئے مہدی پچیس برس حکومت کرکے مرگیا - مہدی مذکور کو

دعوے تھا کہ مین نبی فاطمہ ہون - اسلیے بعض اُسکو سید کہتے ہین - حالانکہ بعض کہتے ہین کہ جد اُسکا مجوسی تھا واللہ اعلم - یہ شخص عُلما کا دشمن تھا اور رافضی تھا - بلکہ اُسنے شراب اور زنا کو مباح رکھا تھا - ۳۲۴ھ مین محمد بن رائق امیر واسط نے ملک واسط لیا - راضی برائے نام خلیفہ رہگیا - ۳۲۳ھ مین بالکل طوائف الملوک ہوگیا - راضی کے قبضے مین سوائے بغداد کے کچھ نرہا - وہ زیر دست امیر مذکور رہتا - جب دولت عباسیہ کا یہ حال ہوا - ہرطرف سے قرامطہ اور دیالمہ نے اپنا دخل اقالیم پر کرلیا - اُسوقت امیر عبد الرحمن اموی صاحب اندلس نے کہا کہ مین خلافت کا زیادہ مستحق ہون اور اپنا لقب امیر المومنین ناصر لدین اللہ - کہا خوب جہاد کیا متغلبین کو جڑ سے اُکھیڑا - شہر قلعے فتح کرلیے - ۳۲۷ھ مین حج کی راہ کھلی جسکو قرمطی نے بند کردیا تھا - ۳۲۹ھ مین راضی مرگیا -

فصل سولھوین المتقی للہ و مستکفی باللہ و مطیع للہ

المتقی للہ بن مقتدر اپنے بھائی راضی کے بعد خلیفہ ہوئے اسوقت چونتیس برس کی عمر تھی - اسکی ماں کا نام خلوب تھا - بڑا عابد تھا - سلطنت کا کام عبد اللہ کو نی انجام دیا کرتا تھا - اسی سال قبہ خضرا شہر منصور مین گرگیا - اسی گزا ونچا تھا - اُسکے نیچے بیس گز مربع کا ایوان تھا - ۳۳۱ھ مین روم نے ارزن میا - فارقین اور نصیبین کو لیلیا - خوب کشت وخون کیا - ایک شخص توزن نے دھوکا دیکر متقی کو اندھا کردیا - عبد اللہ ابن مکتفی کو اُسکی جگہ خلیفہ بنایا - متقی پچیس برس قید مین رہکر ۳۵۷ھ مین مرگیا -

مستکفی باللہ بن المکتفی بن معتضد اسکے بعد خلیفہ ہوا - یہ اکتالیس برس کی عمر مین تخت نشین ہوا - اسنے ابن بویہ دیلمی کو معز الدولہ کا اور اُسکے بھائی کو عماد الدولہ کا لقب دیا - معز الدولہ نے قابو پاکر خلیفہ کو مجبور کردیا - فقط پانچ ہزار درہم خرچ کو دیتا تھا - اسنے عراق لیلیا - بادشاہ بن بیٹھا - پہلوانی اور تیراکی کا

رواج اسی کے وقت مین زیادہ تھا۔ ۳۳۴ھ مین دھوکے سے خلیفہ کو پکڑ کر نیچے پاؤن لیگیا۔ معزول کرکے اندھا کردیا۔ قید خانے مین رکھا چھیالیس برس کی عمر مین مرگیا۔ ایک سال چار ماہ خلافت کی ۳۳۸ھ مین موت آگئی۔ جس سال مستکفی معزول ہوا ۳۳۴ھ مین حضرت شبلی کا انتقال ہوا۔ یہ اولیا کبار سے تھے۔

مطیع للہ بن مقتدر مستکفی کے بعد خلیفہ ہوا۔ معزالدولہ اسکو سو دینار روز دیتا تھا اس سال بغداد مین قحط پڑا گوبر نجاست تک کھاگئے۔ کتون نے لاشون کو لقمہ بنایا ۳۳۹ھ مین حجر اسود اپنی جگہ پر لگایا گیا۔ ۳۴۱ھ مین ایک قوم قرامطیہ کی ظاہر ہوئی۔ اُنمین ایک جوان تھا۔ اُسنے کہا مین علی ہون۔ میری جورو فاطمہ ہی۔ ایک دوسرے نے کہا کہ مین جبریل ہون جب مار پڑی کہا ہم سید ہین۔ معزالدولہ نے چھوڑ دیا۔ ۳۴۴ھ ہجری مین مصر مین بخت زلزلہ آیا۔ ۳۵۰ھ ہجری مین روم نے اقریطش (جزیرہ کریٹ) لیلیا جسکو مسلمانون نے ۲۱۳ھ ہجری مین فتح کیا تھا۔ ۳۵۱ھ مین شیعون نے بغداد کی مسجدون کے دروازون پر لعن معاویہ لکھی۔ یارون نے رات کو مٹا دیا۔ ۳۵۲ھ مین معزالدولہ نے حکم دیا کہ بازار بند ہون۔ باورچی کھانا نہ پکادین عورتین سر کھولے پیٹتی ہوئی رستون پر سے نکلین۔ امام حسین علیہ السلام کا ماتم کرتی ہوئی یہ پہلا دن تھا کہ بغداد مین ماتم ہوا۔ پھر یہ بدعت چل نکلی۔ پھر دسوین ذیحجہ کو عید غدیر خم کیگئی باجے بجے۔ اسی سال بعض بطارقہ ارمن نے دو دو آدمی پچیس پچیس برس کی عمر کے ناصرالدولہ کے پاس بھیجے جو آپسمین پہلو کیطرف سے جڑے ہوئے تھے۔ پیٹ ناف مع دو الگ الگ تھا۔ بھوک پیاس کا وقت علیحدہ تھا ایک کو اُنمین رغبت طرف عورت کے ہوتی۔ اور دوسرے کو طرف مرد کے ایک مرگیا دوسرا زندہ تھا۔ ہرچند اطبا نے علیحدہ کرنا چاہا۔ ہو سکا۔ آخر وہ دوسرا بھی بدبو سے مرگیا۔ ۳۵۴ھ مین شہر قیساریہ ملک روم مین متصل بلاد اسلام کے بنایا کہ مسلمانون کو ہر وقت لوٹین۔ ۳۵۷ھ مین قرامطہ نے دمشق لیلیا۔ رفض کی دولت

اقالیم مغرب اور مصر اور عراق مین قائم ہوگئی ۳۵۹ھ مین جامع ازہر کی بنیاد ڈالی گئی۔ ۳۶۱ھ بحرین وہ مسجد بن چکی ۳۵۹ھ مین ایک اتنا بڑا ستارہ عراق مین ٹوٹا جس سے تمام دنیا روشن ہوگئی۔ گویا سورج تھا۔ پھر ایک آواز رعد سُنائی دی۔ جو بخت تختی ۳۶۴ھ مین مطیع واسط کو گیا اور وہین مرگیا۔

فصل سترھوین طائع للہ و قادر باللہ و قائم بامر اللہ

طائع للہ بن مطیع اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوا۔ امیر سبکتگین محمود غزنوی کے باپ اُنکے سامنے سواری مین چلنے۔ اُنکو لقب نصیر الدولہ کا دیا۔ خلعت بخشی۔ اسی سال حرمین مین معز عبیدی کا (جنکو خلفاے فاطمین کہتے تھے) خطبہ پڑھا گیا۔ رفض کا ڈنکا بجا۔ تراویح بند کردی گئی۔ جب عزالدولہ عضد الدولہ کے ہاتھ سے مارا گیا مطیع نے خلعت عضد الدولہ کو دی۔ یہ حکم ہوا کہ صبح شام اِنکے گھر پر نوبت بجے اُسکے نام خطبہ پڑھا جاوے۔ یہ مرتبہ اُسکو بسبب ضعف خلافت کے حاصل ہوا۔ لیکن طائع کو سات سلام جھک کر کرتا زمین بوس ہوتا۔ خلفا کی تنظیم تو بہت تھی لیکن حکومت مین ضعف تھا۔ ۳۷۸ھ مین کواکب کے رصد بنے جیسے مامون نے بنوایا تھا۔ بغداد مین قحط پڑا۔ وبا آئی لون چلی آندھی آئی دجلے کے جہاز ڈوب گئے۔ لنگر ٹوٹ گئے۔ ۳۸۱ھ مین طائع کو پکڑ لیا۔ قادر باللہ کے قید مین رہا۔ ۳۹۳ھ مین مرگیا۔ شیعون نے اُسپر نماز پڑھی۔ شریف رضی نے مرثیہ کہا اُسکی کچھ ہیبت نہ تھی شاعر اُسکی ہجو کرتے تھے۔

قادر بن مقتدر۔ طائع کے بعد خلیفہ ہوا۔ یہ آدمی اچھا تھا اپنے ایک کتاب صحابہ کے فضائل مین لکھی۔ اُسمین معتزلہ اور خلق قرآن کے قائلون کو کافر لکھا۔ یہ کتاب جمعہ کے دن حلقۂ اصحاب حدیث مین لوگون کے سامنے پڑھی جاتی تھی۔ ۳۹۰ھ مین ہمستان مین ایک سرخ سونے کی کان نکلی۔ ۳۹۵ھ مین حاکم والی مصر نے ایک

جماعت کو نصرمین بھوکھا پیاسا مارڈالا مسجدون کے دروازون پر سب صحابہ کو لکھوایا۔ سنہ ۳۹۶ھ مین اہل مصر اور حرمین کو حکم دیا کہ جب اُسکا نام مذکور ہو کھڑے ہو کرلین۔ اور سجدہ کرین۔ آخر سنہ ۴۱۱ھ مین حاکم مارا گیا دولت اُسکی کمزور ہوگئی سنہ ۴۲۲ھ مین قادر باللہ بھی مرگیا۔ تین ماہ اکتالیس برس خلیفہ رہا۔ فردوسی شاعر اور رودکی شاعر اسی عہد مین تھے۔ اور انتقال کیا۔

قائم بامر اللہ بن قادر باللہ اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوا۔ اسکو زاہد۔ عالم۔ صدقہ گزار ورع کاتب اور نمکین صورت کہتے ہین۔ سنہ ۴۵۰ھ مین یہ پکڑا گیا۔ ارسلان ترکی نے اُسکو قید کیا۔ سنہ ۴۵۰ھ مین جب طغرل بیگ سلجوقی نے یہ سُنا۔ لشکر کے ساتھ بغداد پر چڑھ آیا اور ارسلان کا استیصال کیا۔ اور خلیفہ کو رہا کرکے بڑی تعظیم کی اور فرمان سلطنت کا حاصل کیا۔ **ابو علی کالنجار دیلمہ** اُنھین کا وزیر تھا جسکو ارسلان ترکی نے مارڈالا۔ سلطان طغرل بیگ سلجوقی اور اُسکے خاندان کا حال علیحدہ لکھا جائیگا اسی عہد مین حضرت ابو الحسن خرقانی نے کہ بڑے اولیاے کبار سے تھے سنہ ۴۲۴ھ مین اور شیخ ابو علی سینا کہ بڑا نامی حکماے مشرقی سے تھا سنہ ۴۲۸ھ مین وفات کیا سنہ ۴۶۷ھ ہجری مین خلیفہ قائم کا انتقال ہوا پینتالیس برس خلافت کی۔

حضرت ابو الحسن خرقانی صوبہ **جرجان** کے رہنے والے تھے قریہ خرقان مین پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدایش کی خبر حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ نے سو برس پہلے سے دی تھی۔ حضرت مولوی روم نے اس حال کو اپنی مثنوی مین یون لکھا ہے کہ جب بایزید خرقان مین پہونچے اُنھون نے مٹی سونگھی اور فرمایا۔ کہ اس سے بو دوست کی آتی ہے جیسا کہ حضرت صلعم کو یمن کی خوشبو پہونچی تھی اور اویس قرنی کی خبر دی تھی۔ جب لوگون نے مفصل حال پوچھا حضرت بایزید نے فرمایا کہ سو برس بعد ہمارے یہان ایک لڑکا فلان خاندان مین اس نام کا پیدا ہوگا۔ اور اللہ کا

مقرب ہوگا اور اُسکے مراتب ہمسے زیادہ ہونگے۔ اور میری قبر سے ظاہری اور باطنی تعلیم پاوے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب ابوالحسن خرقانی پیدا ہوئے اور کچھ شعور ہوا انھون نے یہ قصہ سُنا اور کتاب لیکر حضرت بایزید کی قبر پر جاتے اور بے سیکھے سبق یاد ہوتا یہان تک کہ فیض باطن سے مالامال ہوئے۔ اور بڑے کامل ہوئے۔ اُنکے مریدون مین بہت مشہور دو شخص ایک حضرت ابوالقاسم گرگانی کہ حضرت احمد غزالی کے پیر ہین اور دوسرے حضرت عبداللہ انصاری کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے ساتوین پشت مین اُنکا نسب ملتا ہی اُنکی قبر ہرات مین ہی۔ اور طریقہ انصاریہ اُنھین سے جاری ہی۔ اور حضرت ابوالقاسم سے سلسلہ نقشبندیہ ہی اور سلسلہ اکبریہ مین بھی اُنکا فیض ہی۔

یہ حکیم **بوعلی سینا** حکما عرب کا بادشاہ تھا۔ واضح ہو کہ یہ عجیب شخص ایک گانو مین کہ قریب بخارا کے ہی پیدا ہوا تھا۔ اور اسکا باپ شہر بلخ سے بخارا مین آبسا تھا اور یہان اپنی شادی کرلی۔ شروع مین اس بڑے حکیم نے تحصیل علم قرآن شریف کا کیا۔ اور اس بات مین اسقدر کوشش کی کہ دس برس کی عمر مین وہ نہایت مشکل اور پوشیدہ مطلب سے کلام اللہ کے واقف ہوگیا۔ اس عہد مین ایک شخص ابوعبداللہ رہنے والا شام کا بخارا مین علوم حکمیہ سکھاتا تھا۔ اور اسکی بڑی شہرت تھی۔ بوعلی سینا نے اس شخص کی شاگردی اختیار کی۔ اور اُس سے علم منطق سیکھنا شروع کیا لیکن بعد مدت کے اُسنے دریافت کیا۔ کہ پڑھنا مدرسون مین جلدی اور خوب نہین ہوتا۔ اسیواسطے آپ ہی آپ بغیر مدد کسی اُستاد کے سیکھنا شروع کیا۔ اور چند روز مین تمام علمی کتابون پر حاوی ہوگیا۔ اُسکو علم ہندسہ سے بھی بہت شوق تھا۔ صرف چند شکلین اقلیدس کی پڑھکر اُسنے اخیر تک معلوم کرلی اور سب کو اپنے حافظہ مین کرلیا۔ بعدہٗ اُسنے فن طبابت سیکھنا شروع کیا۔ اور اسمین

بھی بمثل نکلا۔ سولھ برس کی عمر تک اُسنے ساری کتابین اس فن مین سیکھ لین جب اُسکی عمر اکیس برس کی ہوئی اُسنے ایک کتاب بیس جلدون مین لکھی جسمین سب علم جمع تھے۔ چونکہ اسکی شہرت تمام مشرقی ملکون مین پھیلی۔ ہر بادشاہ اور حاکم کو آرزو ہوتی تھی کہ اُس سے علاج کرائین۔ چنانچہ سلطان محمود غزنوی نے ایک نہایت غرور کا خط والی خوارزم کے نام لکھا کہ حکیم بوعلی سینا کو ہمارے پاس بھیجدو۔ جب بوعلی سینا نے اس حکم کو سنا اپنے علم کے غرور مین جانے سے انکار کیا۔ علاقہ خوارزم کو چھوڑ کر والی گرجستان کے ملک مین گیا۔ اُسکا بیٹا بیمار تھا۔ اسلیے والی ملک نے قدردانی کی۔ جب اُسکے لڑکے کا نبض بوعلی نے دیکھا کہا کہ اسکو عشق کی بیماری ہی۔ چنانچہ جب نام شہر اور معشوقہ کے محلہ کا لیا گیا اُسکا حال کھل گیا اس قصہ کو مولوی روم نے شروع مین اپنی مثنوی کے درج کیا ہی۔ اور اُس سے عجیب نتیجہ نکالا ہی۔

فصل اٹھارھوین مقتدی باللہ و مستظہر باللہ

مقتدی بامر اللہ بن محمد بن القائم بعد قائم کے خلیفہ ہوا۔ یہ قائم کا پوتا تھا۔ اسکے وقت مین خلافت کو رونق ہوئی۔ اکثر منکرات دور ہوئے۔ عمدہ کام عمل مین آئے۔ یہ آدمی دیندار تھا۔ گانا بجانا اُٹھا دیا۔ حمام مین برہنہ جانے کو منع کیا ۴۶۹ھ مین ابو القاسم تشیری بغداد مین آئے۔ ۴۷۰ھ ہجری مین سلیمان سلجوقی نے انطاکیہ روم کے ہاتھ سے چھین لیا۔ ۴۷۹ھ مین یوسف بن تاشفین صاحب سبتہ و مراکش کو خلیفہ نے خلعت بھیجا۔ اُن ممالک کا حاکم کر دیا۔ امیر المسلمین کا لقب دیا۔ فقہا، مغرب نہایت خوش ہوئے۔ مراکش اسی نے بسایا۔ ۴۸۴ھ مین فرنگی جزیرہ صقالیہ پر غالب آگئے۔ ۲۰۰ھ کے بعد یہ جزیرہ افریقہ کے اہل اسلام نے مامون خلیفہ کے زمانے مین فتح کیا تھا۔ مقتدی خلیفہ کو شمس الملک نوندی نے

زہر دیدیا۔ ۴۸۷ھ مین مرگیا۔ اسی عہد مین حضرت خواجہ عبداللہ انصاری نے ۴۸۵ھ مین انتقال فرمایا۔ اور حضرت ابوالقاسم گرگان نے بھی ۴۹۵ھ ہجری مین وفات کی انکے مشہور مریدون مین حضرت ابوعلی قاری تھے جنکے مرید حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی اور حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

مستظہر باللہ ابن مقتدی بعد باپ کے خلیفہ ہوا۔ نہایت کریم الاخلاق تھے علما اور حکما کو بہت دوست رکھتے۔ لیکن انکے عہد مین بہت خرخشے رہے۔ چین نہ ملا۔ ۴۸۶ھ مین روم نے بلنسیہ لیلیا۔ بسبب زندیقی کے ۴۸۸ھ مین احمد خان صاحب سمرقند قتل ہوا۔ ۴۸۹ھ ہجری مین ساتون ستارے سوا زحل کے برج حوت مین جمع ہوگئے۔ نجومیون نے کہا نوح کا سا طوفان آویگا وہ تو نہوا مگر ایک سیلاب آیا جسمین چند حاجی مسافر بہ گئے۔ ۴۹۲ھ مین باطنیہ کی دعوت اصفہان مین ظاہر ہوگئی۔ اسی سال مین عیسائی مشہور جہاد شروع ہوا۔ اہل فرنگ نے پہلے شہر ایلیا (بیت المقدس) کو لیلیا۔ ڈیڑھ مہینے کا محاصرہ رہا ستر ہزار آدمی قتل ہوئے جنمین بہت علما و زہاد و عباد تھے۔ مشاہدہ ڈھا دیئے گئے۔ یہود کنیسون مین جلادیئے گئے کچھ لوگ بغداد کو بھاگ گئے۔ ۴۹۴ھ ہجری مین باطنیہ کا غلبہ عراق مین ہوا۔ بہت لوگ مارے گئے۔ اسی سال فرنگیون نے بلدۂ سروج۔ حیفا۔ ارسوف۔ قیساریہ چھین لیا۔ ۴۹۹ھ مین ایک شخص نواحی نہاوند مین نکلا کہا کہ مین نبی ہون۔ بہت لوگ اُسکے تابع ہوگئے۔ آخر کو پکڑا گیا اور قتل ہوا۔ ۵۰۰ھ ہجری مین سلطان محمد والی خوارزم نے قلعہ اصفہان باطنیہ سے چھین لیا۔ اُنکے سردار کو کھال کھینچکر بھس بھرا۔ ۵۰۲ھ ہجری مین فرنگ نے طرابلس شام بعد محاصرہ کئی سال کے لیا۔ مسلمانون نے صلح چاہی۔ لاکھون روپیہ پر فیصلہ ہوا۔ لیکن بدعہدی کی۔ اسی سال مصر مین سیاہ آندھی آئی۔ آدمی کو اپنا ہاتھ نہ سوجھتا تھا۔ عصر سے مغرب تک یہی

حال رہا۔ ۵۱۱ھ ہجری مین ایک سیل آیا سنجار کی فصیل کو ڈبو دیا۔ ایک خلق برباد ہوگئی۔ کئی کوس تک پھیل گیا۔ ۵۱۲ھ مین مستظہر خلیفہ مرگئے۔ پچیس برس خلافت کی۔ تھوڑے دنون بعد انکی دادی ارجوان کا انتقال ہوا۔ انھون نے بیٹے پوتے پروتے کی خلافت دیکھی۔

اہل فرنگ نے کہ اسی عہد مین مسلمانون پر عیسائی جہاد کیا تھا اُسکا سبب یہ ہوا کہ جب خلافت قرطبہ مٹ گئی۔ اہل فرنگ کو قوت ہوئی۔ اور مسلمانون کی سلطنت کو دبانا شروع کیا۔ اور اِدھر بغداد کی خلافت مین بھی ضعف آگیا تھا۔ ترکمانون نے کہ آل سلجوق سے تھے اپنی سلطنت بڑھائی یہان تک کہ عراق عجم اور شام وغیرہ اُنکے دخل مین آگیا۔ اور بیت المقدس بھی اُنکے قبضہ مین ہوگیا۔ اُن لوگون نے عیسائیون پر بڑی سختی کی۔ جسکے باعث سے اہل فرنگ اُنکے ہم مذہب کو جوش پیدا ہوا۔ اور اُنھون نے اور روم کبریٰ کے پوپ نے تمام اپنے ہم مذہب عیسائیون مین جہاد کا اشتہار دیا۔ اس سے کرورون عیسائی۔ فرانس۔ جرمن۔ اسٹیریا۔ اطالیہ۔ اسپانیہ۔ پرتگال۔ انگلستان۔ پالینڈ۔ وغیرہ کے فراہم ہوئے۔ اور اُسمین اکثر چھوٹے چھوٹے بادشاہان فرنگ اور بعض بڑے بادشاہ بھی شریک ہوئے۔ سات جہاد عیسائیون نے ایک سو پچھتر برس کے اندر کئے جنمین دو تین معرکون مین اُنکو تھوڑی کامیابی ہوئی۔ کہ جسے بیت المقدس اور کئی شہر اُنکے اطراف کے قریب نوّے برس تک اُنکے قبضہ مین رہے۔ لیکن آخر ناکام ہوئے۔ اور لاکھون عیسائیون اور ہزارون مسلمانون کی جانین تلف ہوئین۔

اسی خلیفہ کے عہد مین حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی نے کہ بھائی حضرت امام احمد غزالی کے تھے ۵۰۵ھ ہجری مین انتقال فرمایا۔

غزال ایک قریہ ہے طوس مین۔ کہ حضرت امام محمد غزالی بن محمد وہان پیدا ہوئے۔

انکی پیدایش ۴۵۰ھ ہجری مین تھی - کہتے ہین کہ انھون نے ستر علم سیکھے کہ انکا کشود کار جسمین ہو - آخر ش جب تصوف سیکھا اور زہد اور عبادت شروع کیا - برا رطلب ہوا - پہلے انکا شمار حکماء مشرقی مین مثل ابو علی سینا اور فخر الدین رازی کے تھا - لیکن آخر مین فرقۂ صوفیہ مین انکا بڑا اعتبار رہوا - انکی تصنیفات سے **کیمیاے سعادت** - **احیاء العلوم** وغیرہ ہین جس سے انکی استعداد عالی اور کمال ظاہر ہوتا ہے جس علم مین جو تصنیف ہے لاجواب ہے - انکا انتقال ۱۴ - جمادی الثانی مین ۵۵ برس کی عمر مین ہوا - اور حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی انکے ہی صحبت یافتہ اور مجاز ہین - حضرت امام محمد غزالی سے لوگون نے پوچھا کہ یہ کمال آپ کو کیونکر حاصل ہوا - انھون نے فرمایا کہ جو نہ جانتا تھا اسکی دریافت مین عارنہ کیا -

فصل انتیسوین - مسترشد باللہ و راشد باللہ و مقتفی لامر اللہ

مسترشد باللہ ابن مستظہر ۵۱۲ھ ہجری مین اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوے - صاحب عقل اور ہیبت تھے - انتظام ملک مین خوب کیا - شریعت حقہ کو چمکایا - اپنی ذات سے لڑائی لڑے - محدث تھے - انکا ذکر کتب طبقات مین ہے - آل سلجوق سے سلطان سنجر نے انکو دھوکے سے قتل کیا - ۵۲۹ھ مین موصل پر بادل سے آگ برسی سیکڑون گھر جلگئے - اسی کے عہد مین حضرت امام احمد غزالی نے کہ حضرت امام محمد غزالی کے بھائی تھے اور علامۂ وقت اور طبقات صوفیہ سے تھے - اور خواجہ ابو القاسم گرگانی کے خلیفہ تھے - ۵۱۷ھ ہجری مین اور **خواجہ سید مودود چشتی** نے کہ طبقۂ صوفیہ چشتیہ سے تھے ۵۱۷ھ مین انتقال فرمایا -

راشد باللہ بن مسترشد ۵۲۹ھ ہجری مین اپنے باپ کی جگہ خلیفہ ہوا - یہ نہایت فصیح - ادیب اور شاعر تھا - حسن یوسف اور کرم حاتمی رکھتا تھا - **اصفہان** مین جاکر بیمار پڑا - دشمنون نے چھری بھونک کر قتل کیا - یہ واقعہ ۵۳۲ھ ہجری

مین پیش آیا —

مقتفی لامر اللہ بن مستظہر باللہ اپنے بھتیجے کے بعد خلیفہ ہوئے۔ چالیس برس کی عمر تھی ۵۳۳ھ مین خبرہ مین ایک بڑا زلزلہ آیا — جس سے ایک خلق ہلاک ہوگئی ۵۴۴ھ مین دس بار زلزلہ بغداد مین آیا — ایک پہاڑ حلوان مین گر گیا ۵۴۵ھ مین یمن مین بجاے پانی کے خون برسا — ساری زمین لال ہوگئی — کپڑون مین اُسکا اثر باقی رہا — مقتدر کے زمانے سے بغداد کی خلافت براے نام رہگئی تھی — کثرت سے متغلب لوگ ظاہر ہوئے — جا بجا سے ملک دبا لیا — اس خلیفہ کے زمانے مین پھر بغداد اور عراق پر تسلط ہوا — کوئی نزاع باقی نہ رہی — آل سلجوق سے سلطان سنجر سلطان خراسان اور نورالدین محمود سلطان شام منجملہ انکے ملوک کے تھے — یہ نورالدین کریم النفس محب اہل حدیث تھا — اسی نورالدین کے سپہ سالار شیرہ کوہ نے پہلے خلفاے فاطمین مصر کی مدد کی — کہ فرنگیون کو مصر سے نکالا — اُسکے بعد وہان کے خلفا کو معزول کرکے — خلفاے عباسیہ کی خلافت وہان پھر قائم کی — اور اسی شیرہ کوہ کا بھتیجا کہ ان معرکون مین شریک تھا صلاح الدین بن ایوب تھا کہ مابعد مین سلطان صلاح الدین کہلایا — اور عیسائیون کو متواتر لڑائیون مین شکست دیکر بیت المقدس کو قبضہ مین کرلیا — اور اسی نورالدین کے پہلے اسکے باپ زنگی نے کہ حاکم حلب اور موصل تھا فرنگیون کو شکست دیکر ادسیہ وغیرہ لے لیا تھا — اور اُنکو آگے بڑھنے سے روکا — اس خاندان کو خاندان اتابک کہتے تھے —

مقتفی خلیفہ بھی نہایت نیک آدمی تھا — اسکے عدل اور تدبیر سے پھر بغداد نے رونق پائی — تلافی مافات ہوئی — یہ خلیفہ ۵۵۵ھ ہجری مین مرگیا —

اسی خلیفہ کے عہد مین صاحب کشاف جار اللہ زمخشری نے ۵۳۳ھ مین

اور حکیم سنائی نے ۵۳۵ھ مین اور شیخ الاسلام حضرت احمد جام اور حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی نے ۵۳۶ ہجری مین انتقال فرمایا۔

حکیم سنائی غزنوی کہ مولف حدیقۃ الحقایق کے ہین غزنی کے رہنے والے تھے۔ ہمیشہ دیوانون کی طرح ننگے پاؤن پھرتے۔ اور جب دوست اور اقارب اُنکے حال پر روتے وہ کہتے کہ میرے حال پر مت رو بلکہ خوشی کرو۔ کہتے ہین کہ دوستون نے اُنکے لیے جوتا پیش کیا۔ لیکن اُنھون نے پھیر دیا۔ انکا ایک قصیدہ ہر رائنہ کہ جسکو رموز الاولیا اور کنوز الانبیا کہتے ہین۔ اُسمین حقائق اور معارف کی بہت باتین درج ہین۔ اُنکا ظہور بہرام شاہ بن مسعود شاہ غزنوی کے زمانہ مین تھا۔ اُنکے کلام سے حدیقہ ہر کہ نام سے بہرام شاہ کے نظم کیا ہر۔ مولوی روم نے اپنی غزل مین اُنکو یاد کیا ہر ؎ عطار روح بود و سنائی دو چشم او + ما از پی سنائی و عطار آمدیم + اُنکی وفات ۵۳۵ھ مین تھی۔

حضرت شیخ الاسلام احمد جام کہ بہ لقب زندہ پیل مشہور ہین اصل نام اُنکا ابو نصر احمد بن ابو الحسن ہر۔ فرزندون سے جریر بن عبد اللہ جبلی کے ہین۔ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے روز ایمان لائے تھے۔ حضرت احمد جام نے اٹھارہ برس کوہستانون مین ریاضت مین بسر کیا تھا۔ تب آبادی مین آئے۔ بڑے عارف کامل تھے۔ اور حضرت شیخ کے بایس فرزند تھے۔ جنمین سے اُنتالیس بیٹے اور تین بیٹیان تھین۔ اُنکی وفات کے وقت چودہ بیٹے اور تین بیٹیان باقی رہگئی تھین۔ اور سب عالم اور کامل تھے اور صاحب تصنیف کثیر ہین۔ اور حضرت شیخ مرید سلطان ابو سعید ابو الخیر کے کہ بادشاہ اور عارف کامل تھے ہین۔ اور حضرت شیخ بھی صاحب تصنیف کاملہ تھے اور اُنمین سے ایک کتاب سراج السائرین ہر ولادت آپ کی ۴۴۱ھ مین تھی اور وفات رجب کے مہینے ۵۳۶ ہجری مین۔ اور اسی زمانہ مین سلطان سنجر کے

مولانا مغربی اور حکیم سوزنی اور عبدالواسع جبلی نے بھی کہ شاعر وں سے تھے انتقال کیا۔
حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی کہ مریدون سے حضرت خواجہ ابو علی فارمدی کے تھے
اور صحبت یافتہ حضرت امام محمد غزالی کے تھے۔ بڑے عارف اور خدا رسیدہ تھے۔
ایک شخص کہ عتاب مین حضرت شیخ کے در آیا۔ آخر نتیجہ اُسکا یہ ہوا کہ قیصر روم کی مصاحبت
مین در آیا اور حالت کفر مین نصارا ہو کر مر گیا۔ آپ کے بڑے مشہور مریدون مین حضرت
خواجہ عبدالخالق غجدوانی ہین کہ بڑے عارف اور صاحب تصرف اور کرامات تھے۔
جنسے فیضان اویسی حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کو پہونچا تھا کہ اُسکا ذکر اُنکے
حالات مین کیا جائیگا۔ اور وصایا اُنکے مشہور ہین کہ صوفیہ کا دستور العمل ہے۔ الغرض
حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی نے سنہ ۵۳۶ ہجری مین انتقال فرمایا۔

فصل بیسوین۔ المستنجد باللہ و المستضی بامر اللہ

المستنجد باللہ ابن مقتفی اپنے باپ کے بعد سنہ ۵۵۵ ہجری مین خلیفہ ہوا۔ اسنے
مکوس یعنے عمل سائر کو بند کر دیا۔ مفسدین پر سخت گرم تھا۔ مسلمین کے لیے بہت نرم
تھا۔ اسکا فہم ثاقب تھا۔ اسکی راے صائب تھی۔ ایک مفسد کو قید کیا تھا۔ لوگون نے
دس ہزار دینار دیکر چھڑانا چاہا۔ کہا مین دس ہزار دینار نہ لیتا ہون۔ اگر ایک اور ایسا
مفسد مجھکو تبلا دو۔ سنہ ۵۶۶ ہجری مین بیمار ہو کر مر گیا۔

اسی کے عہد مین ایک بہت بڑے شخص نے کہ جنکا نام پاک حضرت سید عبدالقادر
جیلانی الملقب بہ محی الدین تھا سنہ ۵۶۱ ہجری مین وفات فرمایا۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی

حضرت سید عبدالقادر جیلانی

کہ سادات حسنی الحسینی سے تھے سال چار سو اکہتر ہجری مین جیلان مین پیدا ہوئے۔
آپ کا نسب یون ہے حضرت سید عبدالقادر ابن ابی صالح ابن عبداللہ ثالث
ابن یحیی زاہد ابن محمد اولی ابن داود ابن موسی ثانی ابن عبداللہ ثانی ابن
موسی الجون ابن عبداللہ المحض ابن حسن مثنی ابن امام حسن ابن علی بن ابی طالب

رضی اللہ عنہم اجمعین آپ اٹھارہ برس کی عمر مین جیلان سے بغداد مین آئے۔ اور علم ظاہر اور باطن مین کمال پیدا کیا۔ آپ مُرید اور مجاز اپنے والد بزرگوار کے اپنے آبائی سلسلہ مین تھے۔ لیکن جب بغداد مین آئے۔ تو شیخ ابوسعید مبارک کی صحبت اختیار کی اور اُنسے خرقۂ خلافت پایا۔ جب جیلان سے آپ چلے تو آپ کی والدہ نے نصیحت کی کہ جھوٹ کبھی نہ بولنا۔ اور خرچ کے واسطے کچھ اشرفیان آپ کے کپڑے کی تہ مین ٹانک دی تھین۔ راہ مین کئی ڈاکودن سے ملاقات ہوئی۔ اُنھون نے پوچھا کہ تمھارے پاس کچھ نقد بھی ہی۔ آپ نے سچّی بات فرمادی۔ لیکن اُن لوگون نے باور نہ کیا۔ اور جانے دیا۔ لیکن ایک نے اُنمین سے دیکھا اور آپ کے قول کو سچ پایا۔ اُن لوگون نے سبب سچ کہنے کا پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ والدہ کا حکم ہی اور چند نصیحت اُنکو کی جسنے اُنکو اثر کی اور سب توبہ کرکے مسلمان ہوگئے۔ اور آپ کے تصرف اور کرامات بشمار ہین۔ لوگون نے دفتر کے دفتر مین صرف آپ کے تصرف اور کرامات لکھا ہی۔ چنانچہ اعجاز غوثیہ مصنفۂ حضرت سیّدنا مولانا محمد قاسم ابوالعلاے دانا پوری کی اور عروۂ وثقیٰ مصنفۂ جناب مولانا شاہ علی حبیب پہلواروی رحمۃ اللہ علیہم کی بہت معتبر کتاب اسی بارے مین ہی۔ اکثر کرامتین آپ کی اس قسم کی ہین کہ مُردے کو زندہ کیا ہی۔ چنانچہ ایک بارات کے لوگ جو دریا مین غرق تھے بعد کئی برس کے آپ کے تصرف سے زندہ نکل آئے۔ اور مُرغ کی ہڈیان جسکو آپ نے تناول کرکے چھوڑی تھین مُرغ کی صورت ہوکر زندہ ہوئین۔

کہتے ہین کہ عراق کے اوتاد آٹھ ہین۔ ایک معروف کرخی دوسرے امام احمد حنبل تیسرے بشر حافی چوتھے منصور بن عمار پانچوین جنید بغدادی چھٹے سری سقطی ساتوین سہیل بن عبداللہ آٹھوین حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہم۔

لکھتے ہین کہ حضرت امام حسن عسکری نے ایک شخص کو ایک جانماز عطا فرمائی کہ اپنے خاندان مین وصیت کرے کہ جو شخص سیّد عبد القادر جیلانی کو کہ میرے دو سو برس بعد ہوگا دیکھے تو یہ جانماز ہماری اُسکو پہونچا دے۔

چنانچہ جب آپ بغداد مین آئے اور آپ کے نام پاک کا شہرہ ہوا تو ایک شخص وہ جانماز لیکر آیا اور آپ نے قبل کہنے اُسکے وہ جانماز اُس سے مانگ لی۔ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی فرماتے تھے کہ اوائل مین مجھکو علم کلام سے نہایت ذوق تھا۔ اور میرے چچا مجھکو اس سے باز رکھتے تھے لیکن دل نہ مانتا تھا۔ ایک روز میرے چچا ابو نجیب ضیاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ مجھکو سیّد پاک غوث اعظم حضرت سیّد عبد القادر کے حضور مین لے گئے۔ اور فرمایا کہ مین اس اپنے بھتیجے کو علم کلام سے باز رکھتا ہون لیکن نہین مانتا آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر پھیرا مین علم کلام کو بھول گیا۔ اور علم معرفت میرے سینہ مین چمکا۔

حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا آپ کی خدمت مین حاضر ہونا۔ اور قطب الدین بختیار کاکی کا ساتھ جانا اور کیفیت مین مرنا اور حضرت سیّد عبد القادر رحمہ اللہ کا اُنکو زندہ کرنا مشہور ہے۔

اسی زمانہ مین سلطان سنجر سلجوقی بن ملک شاہ خراسان کا بادشاہ تھا۔ اہل کمال کا قدردان تھا۔ اُسکو آپ کے ملازمت کی تمنا ہوئی۔ اور عریضہ حضور مین ارسال کیا۔ اور عقیدت کا اظہار کیا اور لکھا کہ چونکہ مین سلطنت کا پابند ہون اور میرے وہان حاضر ہونے مین لشکرون سے کھیتون کی بربادی کا احتمال ہے۔ اسلیے گزارش ہے کہ اگر حضور قدم رنجہ فرمائین تو ملک نیمروز حضور کے درویشون کے لنگر اور خرچ خانقاہ کے لیے وقف کیا جائیگا۔ آپ نے یہ دو بیت فارسی کے اُسکے جواب مین لکھے ؎

چون چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد	با فقر گر بود ہوس ملک سنجرم

تا یافت جانمن خبر از ملک نیمروز	صد ملک نیمروز بیک جو نمی خرم

آپ کا ذکر گلستان مین حضرت سعدیؒ نے کیا ہی کہ کعبہ کے دروازہ پر سر رکھکر فرماتے تھے کہ ای اللہ مجھ گنہگار کو قیامت کے دن اندھا اُٹھا کہ اُس دن نیکون کے سامنے شرمندہ نہون - آپ کے بارہ بیٹے تھے اور سب عالم اور کامل تھے - سب سے بڑے بیٹے حضرت عبدالوہاب معروف بہ عبدالرزاق تھے - جنکا نام اکثر سلسلون مین دیکھا جاتا ہی آپ مین سب طریقون کے فیضان جمع تھے - اور آپ کے بعد کوئی طریقہ ایسا نہوا کہ جسمین آپ کا فیضان نہو - آپ کی وفات شریف سترھوین ربیع الثانی ۵۶۱ ہجری مین ہوئی آپ کا سن شریف اکانوے ۹۱ برس کا ہوا - آپ کو **غوث الثقلین غوث الاعظم** اور پیر دستگیر اور بڑے پیر کے لقب سے لوگ مخاطب کرتے ہین - آپ کی تصنیف سے **غنیۃ الطالبین** اور **فتوح الغیب** مشہور کتابین ہین - اور **قصائد غوثیہ** عربی کا اور فارسی کا دیوان آپ کا بھی خوب ہی جس سے آپ کے فہم کی قوت اور فکر کی رسائی ظاہر ہوتی ہی - آپ اپنے وقت مین امام زمانہ اور مجتہد دہر تھے تاہم آپ نے پہلے شافعی مسائل کی اقتدا کی اور بعد اسکے حضرت امام احمد حنبل کو خواب مین دیکھا تو حنبلی مسائل اختیار کیے - جب لوگون نے سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ یہ مذہب غریب ہو گیا تھا چند معدودہ آدمی اس مذہب کے رہگئے تھے - اگر مین نہ اختیار کرتا تو چند برس مین یہ مذہب زائل ہو جاتا - اور واضح رہے کہ فیضان اور نعمات الٰہی کو محدود صرف بارہ امام مین کہ اہلبیت سے گذر چکے ہین اور چار مجتہدون مین نہ جانین لیکن یہ لوگ کہ گذرے ہین بہت مشہور اور ممتاز تھے - اور آپ کی راہ پر بہت لوگ اہل حق سے گذرے ہین - چنانچہ حضرت غوث الاعظم کو امام سیزدہم اہلبیت سے اکثرون نے شمار کیا ہی اور مجتہد فی المذہب سمجھتے ہین -

المستضیٔ بامر اللہ مستنجد اپنے باپ کے بعد ۵۶۶ ہجری مین خلیفہ ہوا - اسنے

سائرات کو دور کردیا۔ مظالم پھیر دیے۔ ایسا عدل وکرم ظاہر کیا۔ جسکو کسی نے نہین دیکھا۔ نہ سُنا۔ سادات اور علما کو بیحساب مال دیا۔ مدارس اور رباط آباد کیے۔ اسکے سامنے مال کی کچھ قدر نہ تھی۔ خلیفہ ہوتے ہی ارباب دولت کو خلعت دیے۔ ایک ہزار تین سو خلعت ابریشم بانٹے۔ مصر مین اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ سکہ جاری ہوا۔ ۵۷۵ھ مین خلیفہ کا انتقال ہوا۔

فصل اکیسوین۔ الناصر لدین اللہ والظاہر بامر اللہ

الناصر ابن المستضئی بامر اللہ باپ کے بعد ۵۷۵ ہجری مین خلیفہ ہوئے۔ ایک جماعت اہل حدیث نے انکو اجازت دی انسے اجازت لی۔ سینتالیس برس خلیفہ رہے ساری عمر عزت اور جلال کے ساتھ بسر ہوئی۔ دشمنون پر غالب رہے۔ کسی نے سر اُٹھایا جسنے دشمنی کرنا چاہا۔ اُسکو خدا نے ذلیل کیا۔ بہت بیدار مغز احوال ملک سے خبردار تھے۔ سارے ملک کا حال اُسکو مخبر لکھتے تھے۔ کسی بادشاہ کو کسی سے صلح کرادی کسیکو کسی سے آپسمین لڑا دیا۔ مخفی تدبیر بہت اچھی آتی تھی۔ لوگون کو گمان تھا کہ یہ مخدوم جن ہین یا غیب دان ہین۔ کہ ہر بات پہلے سے معلوم کرلیتے ہین۔ ہندو مصر والے ویسے ہی ڈرتے تھے جیسا کہ بغداد والے۔ یہان تک کہ ملوک واکابر شام وغیرہ جب ذکر انکا خلوت مین کرتے۔ اُسکے ہیبت وجلال سے آواز دبا کر بولتے۔ سارے ملوک جابر۔ باغی اور متغلب انکی اطاعت مین داخل ہوگئے۔ بہت سے نئے ملک فتح کیے۔ جو اگلے خلفا سے مفتوح نہوئے تھے۔ اندلس اور تاتار چین مین انکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ انکا زمانہ گویا عروس دہر تھا۔ لیکن کسی قدر شیعیت کی طرف مائل تھے۔ ابن الجوزی سے پوچھا حضرت صلعم کے بعد کون افضل تھا۔ کہا جن کے پاس اُنکی بیٹی تھین۔ کھلکر نہ کہا کہ ابوبکرؓ۔ آخر عمر مین اندھے ہوگئے تھے۔ مگر کسیکو ثابت نہوا۔ حتی کہ وزیر نے بھی نہ جانا۔ ایک لونڈی کو اپنا سا خط سکھلا دیا تھا۔ وہ مثل

اُنکے فرمان پر اُنکے نام سے دستخط کر دیتی تھی۔ سنہ ۶۲۲ھ مین انتقال کیا۔ سنہ ۵۸۲ ہجری مین چھ ستارے میزان مین جمع ہوئے۔ منجمین نے کہا۔ ہوا کے طوفان سے سارا عالم ویران ہو جائیگا۔ لوگون نے تہ خانے کھودے۔ گڑھے بنائے۔ غار تیار کیا۔ کھانا پانی رکھا۔ ہوا کا رستہ بند کیا۔ اور نوین جمادی الثانی کو کہ روز مقررہ تھا منتظر رہے لیکن ہوا نہ چلی۔ انوری شاعر بھی منجم تھا۔ اُسنے بھی ایسا ہی کہا تھا دوسرے شاعرون نے اُسکی ہجو لکھی ؎

در روز حکم او نہ وزید است ہیچ باد	یا مرسل الریاح تو دانی نہ انوری

لیکن اسی سال چنگیز خان تاتاری کا اقتدار ہوا۔ بہت ملک فتح کیے اور بڑی خونریزی کی۔ اسکا حال آیندہ لکھا جائیگا۔ سنہ ۵۸۳ھ مین عجب اتفاق ہوا۔ کہ جو پہلا دن اس سال کا تھا۔ وہی پہلا دن اُس سال کا تھا۔ وہی پہلا دن ہفتہ کا پہلا دن سال شمسی کا پہلا دن سنہ فارس کا تھا۔ سورج چاند پہلے برج مین تھے۔ اس سال مین بہت فتوح ہوئے خصوصاً سلطان صلاح الدین نے کہ خاندان اتابک کی جگہ شام اور مصر اور عرب کا بادشاہ ہو گیا تھا۔ ۹۱ برس کے بعد بیت المقدس کو اہل فرنگ کے ہاتھ سے چھین لیا۔ سارے گرجے اور گرجا گھر گرا دیے۔ اُنکی جگہ مدارس شافعیہ بنا دیے۔ سنہ ۵۹۶ھ مین سخت قحط مصر مین پڑا۔ سنہ ۶۰۰ھ مین فرنج نے نیل پر ہجوم کر کے شہر فوہ کو لوٹ لیا۔ سنہ ۶۰۱ھ مین قسطنطنیہ پر ہو کر یونانی رومیون کو نکال دیا۔ سنہ ۶۰۶ھ کے آغاز مین چنگیز خانی تاتاریون کی آمد ہوئی۔ سنہ ۶۱۵ھ مین فرنج نے برج سلسلہ دمیاط کو لیلیا۔ یہ برج وسط نیل مین تھا۔ اسکے سامنے جانب شرق دمیاط ہے۔ دیار مصر کا قفل تھا۔ جانب غرب جزیرہ ہے۔ سنہ ۶۱۶ھ مین فرنج نے خود دمیاط کو لیلیا۔ مسجدون کو گرا کر گرجا گھر بنا دیا۔ پھر سنہ ۶۱۸ھ مین دمیاط اُنکے ہاتھ سے نکل آیا۔ سنہ ۶۲۱ھ مین قاہرہ مین دار الحدیث بنایا گیا۔ کعبہ مکرمہ کو مامون نے سفید دیباج

پنہایا۔ ماصر نے اُسکو سبز پنہایا پھر سیاہ کہ ابتک جاری ہی۔

اسی عہد مین رشیدی سمرقندی نے کہ بڑے بزرگ اور فاضل تھے اور زمانہ مین اقسر بن خوارزم شاہ کے تھے خطۂ خوارزم مین ۵۷۸ھ مین۔ اور حکیم انوری نے کہ بڑے فاضل سلطان طغرل شاہ ثانی سلجوقی کے دور مین تھے ۵۸۵ھ مین اور شہاب الدین قتیل اللہ نے کہ بڑے عارف تھے ۵۸۶ھ مین اور اوحد الدین انوری نے کہ بڑا شاعر سلطان سنجر کے دور مین تھا ۵۹۷ھ مین۔ اور سلطان الشعرا خان عجم خاقانی شروانی نے ۵۹۶ھ مین اور حضرت نظام الدین گنجوی نے کہ بڑے شاعر شیرین بیان اور عارف کامل تھے ۵۹۷ھ مین اور اسی سال شیخ ابو الفرج ابن الجوزی نے کہ بڑے محدث اور عالم تھے اور ظہیر الدین فاریابی نے کہ بڑے شاعر اور عالم اور رشیدی سمرقندی کے شاگرد تھے۔ ۵۹۸ھ مین اور امام فخر الدین رازی نے کہ بڑے عالم متبحر اور بڑے صاحب تصانیف تھے ۶۰۶ھ مین۔ اور حضرت مجد الدین بغدادی نے کہ بڑے عالم اور عارف کامل مرید حضرت نجم الدین کبرا کے تھے ۶۱۶ھ مین اور حضرت نجم الدین کبرا نے کہ بڑے عارف اور برگزیدہ تھے ۶۱۸ھ مین وفات فرمائی۔ اوحد الدین انوری کی اصل قریۂ بدنہ سے ہی۔ جو خراسان مین ہی۔ اور اُس میدان کو خاوران کہتے تھے۔ اسی سبب سے انوری نے اپنا تخلص پہلے خاوران رکھا تھا۔ اُسکے اُستاد عمارہ نے کہا کہ انوری تخلص رکھو شروع شباب مین طوس کے مدرسہ منصوریہ مین تحصیل علوم مین مشغول ہوا۔ بہت افلاس کے ساتھ بسر کرتا تھا۔ ایک روز مدرسہ کے دروازے پر بیٹھا تھا کہ ایک شخص نہایت عمدہ لباس پہنے گھوڑے پر سوار مع غلام کے جاتا تھا پوچھا کہ یہ کون ہی۔ کہا کہ سلطان سنجر کے شعرا سے ہی۔ کہا سبحان اللہ علم کا

مرتبہ یہ بلند ہوا اور مین اسقدر مفلس رہون۔ مین بھی اپنے کو شاعری مین مشہور کرتا ہون
اور اُسی رات کو سلطان سنجر کے نام ایک قصیدہ لکھا اور اُسکے صبح ہوتے ہی
بادشاہ کی خدمت مین گذرانا۔ چونکہ بادشاہ بڑا سخن شناس تھا۔ انعام اور اکرام
بخشا اور اپنا مصاحب بنایا۔ علم نجوم مین سرآمد زمانہ تھا۔ اور جب طوفان کی
خبر دی اور وہ غلط ہوئی تو بادشاہ اُس سے آزردہ ہوا۔ اس سبب سے انوری
بلخ کو چلا آیا۔ اور بقیہ اوقات وہین بسر کی۔ یہان تک کہ ۵۹۷ھ مین مرگیا۔
اور اُسکی قبر بلخ مین حضرت احمد خضرویہ کے ہی۔ انوری کی شاعری اور
فضیلت اظہر من الشمس ہی بہت کم لوگ اُسکے مقابل کے تھے سلطان الشعرا
خاقانی شروانی کہ اکمل شعرا سے ہین اور نام اُنکا افضل الدین ابراہیم ابن
علی شروانی ہی۔ شروان کے رہنے والے تھے۔ اور چونکہ خاقان کبیر ملک
منوچہر کے خدمتی تھے اسلیے خاقانی تخلص رکھا۔ اور برابر اُسکے مداح تھے۔
کہ وہ شیروان کے تمامی بادشاہون سے فضل و کمال مین ممتاز تھا۔ اور
بسبب فصاحت و بلاغت کے لوگ اُنکو حسان عجم کہتے تھے۔ چنانچہ خود اپنی تصنیف مین اسکا ذکر کیا ہی

چون دید کہ ذکر ہنر تمام	حسان عجم نہاد نامم

لکھتے ہین کہ خاقانی سناگرد فلکی کا تھا۔ اور مستضئی خلیفہ کے زمانے مین تھا اور قصیدہ
عربی بغداد کی مدح مین لکھا تھا۔ اور خاقانی نے بھی حکیم سنائی کے قصیدہ
رائیہ کا جواب لکھا ہی۔ اور یہ بھی اہل عرفان سے تھا۔ اور اثیر الدین شاعر کہ
سلطان طغرل ثانی سلجوقی کا مداح تھا اُنکا ہمعصر تھا۔ اور درمیان اُنکے اوراُسکے معارضات بھی رہے ہین
اور خاقانی سرحاب مین مدفون ہین اور قبر افضل الزمان ظہیر الدین فاریابی اور
شاہ غوری نیشاپوری کی خاقانی کے پہلو مین ہی

حضرت شیخ نظامی گنجوی

حضرت شیخ نظامی گنجوی کو علوم ظاہری اور باطنی اور مصطلحات رسمی مین بہرہ

تمام تھا۔ عمر گرانمایہ کو اوّل سے آخر تک قناعت اور تقوی اور عزلت مین گذرانا۔ ہرگز مشغل اور شاعرون کے حرص و ہوا مین نہ رہے۔ اور نہ اہل دنیا کی خدمت کی بلکہ سلاطین زمانہ نے آپ سے تبرک چاہا۔ اور شیخ نے اکثر مثنوی اُنکی التماس کے بموجب نظم کی۔ چنانچہ مخزن اسرار بہرام شاہ سلجوقی والی روم کے نام سے لکھا۔ اور لیلی مجنون خاقان کبیر ملک منوچہر بادشاہ شروان کے نام سے نظم کیا۔ اور ہفت پیکر اتابک قزل ارسلان کے نام سے مرقوم ہی اور سکندر نامہ کہ اُنکی آخری کتاب ہی طغرل شاہ ثانی سلجوقی کے نام سے ہی۔ اور ۸۴ برس کی عمر مین وفات پائی اور قبر انکی گنجہ کے باہر ہی۔ جو گرجستان مین ہی اور حضرت شیخ کو خضر کی صحبت بھی تھی جیسا اُنکے کلام سے ظاہر ہی۔ ع مرا خضر تعلیم گربود دوش۔

ظہیر الدین فاریابی

ظہیر الدین فاریابی رشید سمرقندی کا شاگرد ہی۔ نہایت فاضل تھا۔ اور شاعری مین مرتبہ عالی رکھتا تھا۔ اصل اُسکی فاریاب سے ہی۔ زمانہ مین اتابک قزل ارسلان کے عراق مین آیا۔ اور قزل ارسلان کا مداح ہوا۔ ابتدا مین ظہیر فاریاب سے نیشاپور مین آیا۔ اُس زمانہ مین سلطان طغرل شاہ ثانی نیشاپور کا حاکم تھا۔ کہ بعد سلطان سنجر کے جانشین ہوا تھا۔ حاصل کلام ظہیر نیشاپور سے بطور سیر کے اصفہان مین آیا۔ اور اصفہان سے آذربائجان پہونچا۔ اور اتابک محمد بن بلدگر کہ وزیر اور چچا طغرل شاہ کا تھا اُسکو تعلیم کیا۔ اور دس برس تک اتابک کی خدمت مین رہا۔ اُسکے مرنے کے بعد اُسکے بھائی قزل ارسلان کے ساتھ رہا۔ لیکن آخر مین اُسکو چھوڑکر اتابک ابوبکر بن محمد کی خدمت مین چلا گیا اور ظہیر الدین کی وفات تبریز مین ہوئی۔

امام فخر الدین محمد رازی

امام فخر الدین محمد رازی کی اصل طبرستان ہی رمضان کے مہینے مین ۵۴۳ھ

مین مقام ری مین پیدا ہوا۔ اپنے باپ سے تحصیل علوم کرتا۔ اور اُسکے مرنے کے بعد سمنان مین گیا اور کمال سمنانی سے علوم رسمی حاصل کیا۔ اس شخص کو بسبب کمال علم رسمی کے امام کہتے ہین۔ ورنہ مسلمانون مین مثل اہل اللہ کے اسکی تقدیس نہین کیجاتی۔ اور وہ مثل حکماے فلسفہ کے تھا۔ اور سلطان شہاب الدین غوری کا ہمعصر تھا۔ یہ شخص نہایت جمیل اور باوقار تھا۔ اور جب سوار چلتا تو تین سو طلبہ اُسکے ہمرکاب چلتے۔ اور اُسکے تصانیف مختلف علوم مین ہین۔ اور اُنمین سے حدائق الانوار اور تفسیر کبیر ہی۔ اُسکی وفات ہرات مین ہوئی اور قبر خیابان ہرات مین ہی۔

حضرت مجد الدین بغدادی

حضرت شیخ مجد الدین بغدادی کہ یگانہ زمانہ اور برگزیدہ تھے۔ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کے تربیت یافتہ تھے۔ اصل انکی بغداد تھی۔ خوارزم شاہ نے خلیفہ بغداد سے ایک طبیب چاہا۔ خلیفہ نے مجد الدین بغدادی کو بھیجا۔ اور وہ مقربان بادشاہ سے ہوئے۔ جمعہ کے روز مجلس کرتے اور وعظ فرماتے۔ اور مان سلطان قطب الدین محمد خوارزم شاہ کی کہ عورت جمیلہ تھی۔ اور وعظ کا شوق رکھتی کبھی شیخ مجد الدین کی زیارت کو آتی اور وعظ سُنتی۔ دشمنون نے بادشاہ سے اُسکی شراب کی مستی مین کہا کہ تمھاری مان نے مجد الدین بغدادی سے عقد کیا ہی اور وعظ کا بہانہ ہی یہ سنکر بادشاہ کو بہت رنج اور غصہ ہوا۔ اور حکم دیا کہ مجد الدین بغدادی کو دجلہ مین ڈالا۔ یہان تک کہ اُنھون نے وفات فرمائی۔ انکی شہادت ۶۱۶ھ مین ہوئی۔

حضرت نجم الدین کبریٰ

حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ مرید اور صحبت یافتہ ابو نجیب ضیاء الدین سہروردی کے ہین کہ جنکو واسطہ حضرت ممشاد دینوری مرید حضرت جنید بغدادی سے ہی۔ اور بھی ابو نجیب ضیاء الدین شیخ شہاب الدین سہروردی کے

چچا اور پیر بھی ہین شیخ نجم الدین کبریٰ بڑے عارف کامل اور محدث اور عالم تھے اور انکا لقب اولیا گر تھا۔ اس سبب سے کہ جو انکی خدمت مین پہونچا اور طالب حق ہوا۔ وہ ولی کامل ہوا۔

الغرض جب سلطان محمد خوارزم شاہ کے اشارہ سے شیخ مجد الدین کو دجلہ مین ڈالا۔ اور یہ خبر حضرت نجم الدین کبریٰ کو پہونچی۔ چہرہ متغیر ہو گیا۔ اور کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون میرے فرزند مجد الدین کو دریا مین ڈالا۔ اور وفات کی۔ سر سجدہ مین رکھا اور عرصہ تک سجدہ مین رہے۔ اور فرمایا کہ ہمنے اللہ تعالے سے چاہا کہ میرے فرزند کے خونبہا مین ملک بادشاہ سے لیلے۔ سلطان نے یہ ماجرا سنا اور نہایت پشیمان ہوا۔ اور ایک طشت مین اشرفی اور ہاتھ مین کفن اور تلوار لیکر پیادہ پا شیخ کے حضور مین آیا۔ اور جوتے کے پاس کھڑا رہا۔ اور کہا کہ اگر دیت چاہیے۔ تو یہ طشت زر حاضر ہی۔ اور اگر قصاص چاہیے تو یہ تلوار اور کفن موجود ہی اور یہ سر حاضر ہی۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ وکان ذلک فی الکتاب مسطورًا اُسکی دیت زر نہین ہی تمھارا اور ہمارا سر ہی۔ اور بہت خلائق کا سر ہی۔ ناچار سلطان محمد نومید ہوکر واپس آیا۔ اور عنقریب زمانہ مین چنگیز خان تاتاری کہ فرقہ کفار سے تھا اور بادشاہ قہار تھا چین کی جانب سے ظاہر ہوا۔ اور بلاے عظیم کیطرح عجم کیطرف متوجہ ہوا۔ بادشاہ کے دل مین باوجود مردانگی کے ایسا ڈر پیدا ہوا کہ بے لڑے مزور ہوا۔ اور جہان جہان معرکہ ہوا تاتاری مغول نے اُسکا تعاقب کیا۔ اور شہرون کو ویران اور لاکھون کا خون کیا۔ یہان تک کہ وہ ۶۱۷ھ مین مرگیا۔ حضرت شیخ نجم الدین کبرا اسی ہنگامہ مین شہید ہوئے۔ ایک کافر کا بال پکڑ لیا تھا۔ ہزارون نے ملکر چھڑانا چاہا نہ چھوٹا۔ یہان تک کہ اُسکا بال کاٹ ڈالا۔ آپ کے کامل مریدون سے حضرت سیف الدین

تھے کہ جنسے سلسلہ کبرویہ فردوسیہ جاری ہوا۔ ۳۵

فصل بائیسویں الظاہر بامر اللہ و المستنصر

الظاہر بامر اللہ ابن ناصر لدین اللہ اپنے باپ کے بعد جانشین ہوا۔ اسوقت باؤن برس کی عمر تھی۔ اسنے خوب عدل کیا۔ ظلم کو مٹایا۔ قدیم خراج لیا۔ باپ نے جو اضافہ کیا تھا اُسکو چھوڑ دیا۔ یعقوبہ کا خراج دس ہزار دینار تھا۔ ناصر اسّی ہزار لیتا تھا۔ اسنے وہی دس ہزار رکھا۔ قیدیون کو رہا کر دیا۔ ایک لاکھ دینار بقرعید کے دن علما اور صلحا کو بانٹے۔ کسی نے کہا جتنا تم دیتے ہو اسکا دسوان حصہ بھی کوئی نہین دیسکتا۔ کہا مین نے دُکان بعد عصر کے کھولی ہی مجھکو خیرات کرنے دو۔ خادمون نے کہا تمھارے باپ کے وقت مین خزانہ بھرا تھا۔ کہا خزانہ بھرنے کے لیے نہین ہی خالی کرنے کے لیے ہی۔ اللہ کی راہ مین جمع کرنا تجار کا کام ہی۔ ۶۲۳ھ مین انتقال کیا۔ نو مہینے کئی روز زندہ رہا۔ اسنے حدیث کی روایت اپنے باپ سے کی۔ اسنے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے پوتے سے سند لی۔

المستنصر باللہ بن الظاہر اپنے باپ کے بعد ۶۲۳ھ مین خلیفہ ہوا۔ رعایا مین عدل اور انصاف کیا۔ اہل علم اور اہل دین کو اپنا مقرب بنایا۔ مساجد رباط مارستانات بنائے سُنتون کو زندہ کیا۔ فتنون کو مٹایا۔ لوگون کو سنت پر قائم کیا۔ جہاد کا انتظام کیا۔ لشکر جمع کیا۔ قلعہ فتح کیے۔ سرحد کی حفاظت کی کسیطرح کا کوئی عیب انمین نہ بتاتا تھا۔ تتار نے لڑائی کا قصد کیا۔ انکے لشکر نے شکست عظیم دی۔ انکا بھائی خفاجی لقب کہتا تھا اگر مین والی ہوتا جیحون اُتر کر سارا ملک تتار کا چھین لیتا۔ تاتاریون کو جڑ سے اُکھیڑ دیتا۔ لیکن مستنصر کے بعد اُسکو کسی نے والی نہ بنایا۔ ابو احمد پسر مستنصر کو ٹھلایا۔ وہ ضعیف العقل تھا۔ مسلمان ہلاک ہو گئے تاتاریون کو غلبہ ہوا۔ مدرسہ مستنصریہ مین کہ اسنے قائم

کیا تھا۔ ایک سو ساٹھ اونٹ کتب نفیسہ کے آئے۔ دو سو اڑتالیس مدرس مذاہب اربعہ کے تھے۔ شیوخ حدیث علحدہ بحساب تھے ۶۲۸ھ مین ملک اشرف نے مصر کے دمشق مین دار الحدیث بنایا ۶۳۶ھ مین سکہ نقرہ جاری ہوا پہلے اس سے پارۂ زر کا بھی رواج تھا ۶۳۷ھ مین دمشق کی خطابت شیخ عزیز الدین بن عبد السلام کو ملی ۶۴۰ھ مین مستنصر نے انتقال کیا شعرانے مرثیے لکھے۔

اسی عہد مین حضرت فرید الدین عطار نے ۶۲۷ھ مین اور مولانا بہاؤ الدین ولد مولوی روم کے والد نے ۶۳۱ھ مین اور حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین شہرورد نے ۶۳۲ھ مین اور حضرت خواجہ غریب نواز سید معین الدین حسن سنجری حسینی نے ۶۳۳ ہجری مین اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے ۶۳۳ھ مین اور شیخ محی الدین ابن عربی نے ۶۳۷ھ مین وفات فرمائی رضوان اللہ علیہم انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت فرید الدین عطار ابتدا مین شیوہ عطاری کا کرتے تھے۔ ایک دن ایک فقیر اُنکے پاس آیا۔ اور کچھ چاہا۔ بہ سبب نہایت مشغولی کے اُسکے سوال کیطرف مخاطب نہوئے۔ فقیر نے کہا کہ اس تعلق کے ساتھ تمھارا مرنا کیسا ہوگا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ جیسا تیرا مرنا ہوگا۔ اُس فقیر نے کہا کہ ہماری ایسی موت تم نہین مرسکتے۔ اور یہ کہکر کاسۂ چوبین نیچے سر کے رکھا اور اللہ کہکر مرگیا۔ جب عطار نے یہ حال دیکھا دکان اُٹھا دی۔ اور جو کچھ ہاتھ مین آیا ایثار کیا اور حضرت شیخ رکن الدین کاف کی ملازمت مین حاضر رہے۔ اور بہت سے درویشون کی خدمت مین حاضر ہوئے اور شیخ ضعفان انکے شیوخ سے ہین۔ اور بیت اللہ کی زیارت کو گئے۔ اور وہان سے واپس آکر حضرت مجد الدین بغدادی کی خدمت مین رہے۔ اور خرقہ فقر کا اُنسے پہنا۔ لکھتے ہین کہ اُنکے چالیس رسالے نظم ہین

حضرت فرید الدین عطار

بعض احوال

منطق الطیر انکے تصنیف سے ہی - مولوی روم نے لکھا ہی - کہ منصور کا نور ڈیڑھ سو برس بعد فرید الدین عطار کی روح پر چمکا - اصل شیخ کی قریہ کدگن سے ہی کہ نیشاپور کے اطراف مین تھا - اور شیخ کی عمر بہت دراز ہوئی - کہتے ہین ایک سو چودہ برس زندہ رہے - سلطان سنجر کے زمانہ مین پیدا ہوئے - سنہ ولادت ۵۱۳ھ ہجری تھا اور ۲۹ برس نیشاپور مین رہے - اور شہر شادیاخ مین ۸۵ برس رہے - اور حضرت شیخ کا انتقال نیشاپور کے قتل عام مین کہ مغلون نے کیا تھا ہوا - چنگیز خان کے مغلون نے بعد فتحیابی خوارزم کے نیشاپور کا محاصرہ کیا - اس محاصرہ مین چنگیز خان کا داماد مارا گیا - جسکا نام قراچار نویان تھا - اس سبب سے قتل عام کا حکم دیا تھا - ایک مغل نے پہلے حضرت شیخ کو گرفتار کیا - اور چاہتا تھا کہ قتل کرین - کہ ایک شخص ظاہر ہوا اور کہا کہ اس بوڑھے شخص کو قتل مت کر کہ اُسکا خون بہا ہم ہزار اشرفی دیتے ہین حضرت شیخ نے کہا کہ مت بیچ کہ اس سے بھی زیادہ تجھکو قیمت ملیگی - دوسرا آیا اور اسنے کہا کہ اسکو مت مار اسکا خون بہا - یہ بوجھا گھاس کا مین دیتا ہون - شیخ نے کہا کہ بیچو اس سے زیادہ کے قابل ہم نہین ہین - اسپر مغل نے غصہ ہو کر آپ کو دہم جمادی الثانی کو قتل کیا -

حضرت مولانا بہاؤ الدین

حضرت مولانا بہاؤ الدین — تمامی علماے بلخ کے سردفتر تھے اور زمانہ مین محمد خوارزم شاہ کے بڑے باحشمت و عظمت تھے - اور باوجود علم ظاہر کے تصوف مین بھی دخل تھا - بعضون کا قول ہی کہ حضرت نجم الدین کبرا کے خلفا سے تھے اور اُنکی مان بادشاہ خراسان علاؤ الدین محمد بن خوارزم شاہ کی بیٹی تھین - اہل بلخ اُنکے بڑے معتقد تھے - اور جسوقت وعظ فرماتے آپ کے منبر کے نیچے عوام خواص بڑا اجماع کرتے - سلطان محمد نے اُنسے حسد کیا - اور اُنسے دشمنی کرنے لگا - مولانا اُس سے رنج ہو کر بلخ سے نکلے - اور حج کا قصد کیا - جب نیشاپور مین پہونچے - شیخ

فریدالدین عطار اُنکی ملاقات کو آئے - اور اپنی کتاب اسرار نامہ اُنکے بیٹے
مولانا جلال الدین رومی کو کہ لڑکے تھے ہدیہ دیا - اور مولانا بہاؤالدین سے
کہا کہ بہت جلد یہ لڑکا عالم کے عشاق کو جلائیگا - الحاصل بعد سفر حجاز کے قصد
ملک شام کا کیا - اور انبیا علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کی - اور بعد کئی
سال کے سیاحی کے مولانا مع اپنے ساتھیون کے زمانہ مین سلطان علاؤالدین کیقباد
سلجوقی کے ارض روم مین پہونچے - اور اُسنے بڑی عظمت کی - اور اہل روم نہایت
معتقد اور مرید اُنکے ہوئے - اور بادشاہ بھی مع اپنے خاندان کے اُنکا مرید ہوا
مولانا نے شہر قونیہ کا رہنا اختیار کیا - اور وعظ اور فائدہ بخشی مین مشغول رہے
کئی برس اسیطرح رہے یہان تک کہ انتقال فرمایا - اور بطریق وراثت اور وصیت
کے اپنے باپ کی جگہ مولانا جلال الدین رومی جانشین ہوئے - اور اپنے والد کے یارون کے پیشوا ہوئے

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کی ولادت

رجب ۵۳۹ھ مین ہوئی - آپ مرید اور فیض یافتہ اپنے چچا حضرت ابو نجیب
ضیاء الدین سہروردی کے تھے جو پیر حضرت نجم الدین کبرا کے تھے - اور ابو نجیب
ضیاء الدین سہروردی اپنے مامون وجیہ الدین ابو حفص کے مرید تھے - اُنکو
دو طرف سے فیض پہونچا تھا - ایک تو حضرت ممشاد دینوری سے دو واسطہ کے درمیانگی
سے اور وہ مرید حضرت جنید بغدادی کے تھے - اور دوسرے حضرت ابوالقاسم
گرگانی سے بواسطہ احمد غزالی اور ابو علی رودباری کے الغرض حضرت شیخ شہاب الدین
بڑے عارف کامل اور مقرب الٰہی تھے - اور سیکڑون ولی اللہ آپ کی خانقاہ سے
نکلے - چنانچہ بہاؤالدین زکریا ملتانی اور مخدوم یحییٰ منیری اور مخدوم نظام الدین
غزنوی اور مخدوم شہاب الدین نبیرہ جگجوت عظیم آبادی اور حضرت مصلح الدین
سعدی شیرازی وغیرہ آپ کے مریدان کامل سے تھے - اور حضرت شیخ کو صحبت

حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تھی اور خرقہ خلافت اُنسے بھی پایا تھا۔ بعد حضرت غوث الثقلین کے بغداد مین حضرت شیخ الشیوخ کا بڑا رشد ہوا۔ کتاب عوارف کہ اخلاق مین بیمثل اور عبارت عربی مین ہی اسی بزرگ کی یادگار ہی اکثر عارف اسکا درس کرتے ہین حضرت شیخ کی وفات ۶۳۲ھ مین ہوئی۔ اور بغداد و حدیدین مین فون ہین

حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی کی اصل سیستان

سے ہی جسکو سجستان بھی کہتے ہین۔ اور وہان کے لوگون کو سنجری یا سنگری بھی کہتے ہین ۵۳۷ھ مین قصبہ سنجر مین پیدا ہوئے۔ پندرہ برس کی عمر مین آپ نے والد حسن نے انتقال فرمایا۔ اور وہ بڑے صاحب ریاضت اور قناعت تھے۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد سمرقند اور بخارا کو گئے۔ اور کسبتہ علوم رسمی وہان حاصل کیا۔ اور وہان سے خراسان مین گئے۔ اور وہان نشو ونما پایا۔ اور قصبہ ہارون مین کہ نیشاپور کے اطراف مین ہی حضرت عثمان ہارونی کی صحبت مین پہونچے۔ اور بیعت کی۔ اور بیس برس تک اُنکی صحبت مین ریاضت شاقہ کی۔ اور بہت سے بزرگون کی مثل نجم الدین کبرا اور حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کی زیارت کی اور مستفید ہوئے۔ الغرض آپ اکابرون سے سلسلہ چشتیہ کے ہین دو واسطہ کی درمیانگی سے آپ کا سلسلہ خواجہ مودود چشتی سے جاملتا ہی اور آٹھ واسطے کی درمیانگی سے حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ سے جاملتا ہی۔ آپ سلطان معزالدین شام سے جسکو شہاب الدین محمد غوری بھی کہتے ہین۔ پہلے ہند مین آئے اور اجمیر مین جہان راے پتھورا رہتا تھا اقامت کی۔ لیکن اُس سے نہین بنتی تھی یہان تک کہ راے پتھورا شہاب الدین محمد غوری سے لڑا۔ اور مارا گیا۔ تب آپ نے اجمیر مین عزلت اختیار کی خواجہ قطب الدین اوشی دہلوی آپ کے خلفا سے ہین اور خواجہ فرید الدین گنج شکر کہ جنکا مزار پنجاب مین

پٹن مین ہی۔ مرید خواجہ قطب الدین کے ہین اور شیخ نظام الدین اولیا جنہا مزار دہلی مین ہی حضرت فرید الدین شکر گنج کے مرید ہین۔ حاصل کلام بہت سے صاحب کمال حضرت خواجہ کے زیر عاطفت مین ہوئے۔ اور اکبر نامہ مین مذکور ہی۔ کہ اکبر بادشاہ اپنی سلطنت کے زمانہ مین آپ کی بزرگی کی شہرت سُنکر آپ کے مزار کی زیارت کیواسطے کئی مرتبہ پیادہ پا آگرہ سے اجمیر گئے ہین۔ اور وہان عمارت عالی بنائی۔ تاریخ آپ کی وفات کی چھٹی رجب روز شنبہ ۶۳۳ھ ہجری ہی۔ اور بعد وفات کے آپ کی پیشانی پر حبیب اللہ مات فی حب اللہ بخط نور لکھا ہوا دیکھا گیا یہان پر آپ کے تصرفات کا ذکر ترک کیا گیا۔ لیکن کرامات آج تک آپ کے مزار سے ظاہر ہوتی ہین

خواجہ قطب الدین بختیار اوشی بیٹے کمال الدین موسیٰ کے تھے۔ دلی مادر زاد تھے اوش مین کہ درمیان اندجان کے واقع ہی پیدا ہوئے۔ اور کم سنی مین یعنی چودہ برس مین سفر اختیار کیا۔ اور بغداد مین رجب کے مہینہ مین ۶۲۱ھ ہجری مین ابو اللیث سمرقندی کی مسجد مین سامنے شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ اوحد الدین کرمانی وغیرہ کے خواجہ معین الدین حسن سنجری سے مرید ہوئے۔ اور استفادہ اُٹھایا۔ اور ہند مین ملتان پہونچکر حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا کے پاس رہے۔ اور زمانے مین سلطان شمس الدین التمش کے دہلی مین آکر اقامت کی اور کبھی کبھی شعر فارسی مین فرماتے چنانچہ آپکے یہ اشعار ہین ؎

ای بگرد شمع رویت عاشقے پروانۂ	وز لب شیرین تو شوریدہ در ہر خانۂ
من بچندین آشنائی میخورم خون جگر	آشنا را حال اینست وای بر بیگانۂ
قطب مسکین گر گناہی میکند پیش مکن	عیب نبود گر گناہی میکند دیوانۂ

حضرت خواجہ غریب نواز نے ۱۴۔ ربیع الاول کو ۶۳۳ھ ہجری مین انتقال فرمایا۔ آپکا مزار دہلی مین ہی خاص و عام ہی۔ زیارتگاہ خاص و عام ہی۔ مابعد کے بادشاہون نے اپنی

حضرت احمد جام کے عین وجد مین ہوا۔ ۵

کشتگان خنجر تسلیم را	ہر زمان از غیب جانے دیگر است

قاضی حمید الدین ناگوری آپ کے خلفا سے تھے۔

شیخ محی الدین

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی پیدائش ۵۶۰ھ مین تھی۔ اصل مین آپ کے والد **اندلس** (اسپین) کے تھے۔ انکے والد حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی کے صحبت یافتہ تھے۔ یہ بڑے عارف محقق اور صاحب تصانیف کثیرہ مین چنانچہ انکی **فتوحات مکی** اور **فصوص الحکم** اور تفسیر مشہور ہے۔ انھون نے ۶۳۸ھ مین دمشق مین انتقال فرمایا۔

فصل تیئیسوین المستعصم باللہ

مستعصم

مستعصم باللہ ابن مستنصر اپنے باپ کے بعد جانشین ہوئے یہ آخری بادشاہ بغداد کے ہین۔ یہ بڑے عالم اور محدث تھے۔ انکو حدیث کی سند ابن النجار نے دی۔ ایک جماعت نے انسے حدیث روایت کی۔ دمیاطی نے چالیس حدیث کی تخریج انسے کی۔ یہ کریم۔ حلیم۔ سلیم۔ دیانت دار اور متبع سنت تھے۔ مثل اپنے باپ دادا کے بیدار مغز اور ہوشیار تھے۔ مگر جب ابن علقمی کہ باطن مین رافضی تھا وزیر ہوا اسلمانون کو تباہی لایا۔ ظاہر مین خلیفہ کے ساتھ ہوا اور باطن مین تاتاریون سے سازش رکھتا تھا ۶۵۴ھ مین ایک آگ مدینہ منورہ مین ظاہر ہوئی اس آگ سے پہلے ایک زلزلہ آیا۔ اُسکے بعد یہ آگ نکلی اسکا قصہ جذب القلوب الی دیار المحبوب وغیرہ مین مفصل لکھا ہے۔ اس آگ کی خبر حدیثون مین مذکور تھی۔ پتھر کو جلا دیتی مگر مدینہ کے اندر قدم نہ رکھا۔ ۶۵۵ھ مین تاتاریون نے جابجا حملہ شروع کیا۔ اور خلیفہ اور خلائق ابن علقمی کے فقرے مین غافل رہے۔ یہان تک کہ ۶۵۶ھ مین تاتار مغل بغداد مین پہونچے۔ دو لاکھ تھے ہلاکو خان چنگیز خان پوتا اُنکا افسر تھا۔ خلیفہ کا لشکر کم رہگیا تھا اسلیے کہ ابن علقمی فریب دیکر کم کراتا تھا

اور چوتھا بھی اطراف مین بھیجا تھا۔ اسلیے جو قلیل خاص مین تھا مقابلہ کو آیا اور شکست اُٹھایا۔ دو مہینے تک مستعصم گھرے ہوئے رہے۔ ابن علقمی نے کہا کہ مین صلح کرا دیتا ہون اور مغلون کے لشکر مین گیا۔ اور واپس آکر کہا۔ کہ ہلاکو آپ کا مشتاق ہی اور آپ کو تاج بخشی کریگا۔ اور آپکے بیٹے ابوبکر سے اپنی بیٹی کی شادی چاہتا ہی۔ آپ خدم و حشم سے اکابر سلطنت کے اُسکی ملاقات کو چلیے اور ہلاکو سے کہہ رکھا تھا کہ مین اُنکو مع ارکین دولت کے لیے آتا ہون سب کو قتل کرنا اور مجھکو اپنا وزیر کرنا۔ اور کسی علوی کو خلیفہ کر دینا۔ مستعصم اس فقرے مین آگئے اور ہلاکو کے خیمہ مین گئے اُسنے سب کی گرفتاری کا حکم دیا۔ اور سب کو قتل کیا۔ بغداد کے سولہ لاکھ آدمی اس واقعہ مین شہید ہوئے۔ اور عباسیون کی خلافت بغداد مین ختم ہوئی۔ چنانچہ شاعرون نے مرثیے اس ماتم مین لکھے۔ اور حضرت سعدی کا مرثیہ اس بارہ مین یہان درج ہوتا ہی۔ ؎

آسمان راحق بود گر خون بگرید بر زمین	بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین
ای محمد گر قیامت مے برآری سر ز خود	سر بر آور وین قیامت را میان خلق بین
خون فرزندان عم مصطفے شد ریختہ	ہم بران خاکیکہ سلطانان نہادندی جبین

بعد فتح بغداد کے تاتاری شام کی طرف بڑھے لیکن شام اس وقت دخل مین صاحب مصر کے تھا۔ جسکا نام ملک منصور تھا۔ لیکن یہ منصور نہایت بچہ تھا۔ اُسکے وزیر سیف الدین مغربی نے سب اعیان کو جمع کیا۔ اور شیخ الاسلام سے پوچھا کہ اسوقت کیا کرنا چاہیے۔ اُنھون نے کہا کہ سب کو چاہیے کہ دشمن سے لڑین۔ جب بیت المال مین کچھ نہ ہے رعایا سے لیکر لڑین۔ اسلیے سیف الدین ملقب بہ ملک مظفر ہوئے۔ ۶۵۷ھ اور ۶۵۸ھ مین کوئی خلیفہ نہ تھا اسی سنہ مین تاتاری فرات کے پار ہوکر حلب مین پہونچے۔ وہان کی خلق کو تہ تیغ کرکے دمشق مین آئے۔

اہل مصر نے شام کی طرف توجہ کی۔ تاتاریون سے لڑنے کو چشمۂ جالوت پر صف آرا

ہوئے۔ روز جمعہ ۱۵۔ رمضان کو تاتاریون سے شکست اُٹھائی۔ مسلمانون نے فتح پائی تاتاری بیحساب مارے گئے۔ اُنکا مال مسلمانون کے ہاتھ آیا۔ ملک مظفر نے دمشق کو اس فتحیابی کی خبر بھیجی۔ پھر خود دمشق مین آئے۔ اسکے سردار بیبرس نے تاتاریون کا تعاقب حلب تک کیا اور وہان تک اُنسے ملک خالی کرالیا۔ سلطان مظفر نے بیبرس سے فتحیابی وعدہ حلب دینے کا کیا تھا لیکن وعدہ سے پھر گیا۔ اسلیے ملک مظفر جب مصر کو جانے لگا راہ مین بیبرس نے اُسکو قتل کیا اور خود ملک قاہر کا لقب لیکر بادشاہ ہوگیا۔ پھر ملک ظاہر کا لقب لیا۔ ۶۵۹ھ مین پھر کوئی خلیفہ نہ ہوا یہان تک کہ مصر مین خلافت ہوکر مستنصر سے بیعت کی گئی۔

حضرت شمس الدین تبریزی

اسی عہد مین حضرت شمس الدین تبریزی نے انتقال فرمایا۔

حضرت شمس الدین تبریزی ابن خاوند علاء الدین بڑے عارف کامل گذرے ہین۔ اور یہ کیانیون کی اولاد مین ہین۔ انکے والد قلعۃ الموت کے والی تھے اپنے اجداد کے مذہب سے کنارہ کرکے فقر اور رسالے کو ملحدون کے جلایا۔ اور اسلام کے آثار ملاحدہ کے قلعون مین ظاہر کیے۔ اور حضرت شمس الدین کو واسطے سیکھنے علم وادب کے پوشیدہ تبریز کی طرف روانہ کیا۔ انھون نے وہان عورتون سے زردوزی بھی سیکھی تھی۔ اور اسی سے زردوز کے لقب سے مشہور ہین۔

جب حضرت شمس الدین علم ظاہر سے ماہر ہوئے مُرید حضرت رُکن الدین شمس کے ہوئے۔ اس بزرگ کا سلسلہ دو واسطہ کی درمیانگی سے حضرت نجم الدین کبرے سے جا ملتا ہے۔ ایکدن شیخ رُکن الدین نے شمس الدین تبریزی کو کہا کہ تمکو چاہیے کہ ارض روم کی طرف جاؤ۔ اور ایک سوختہ ہے اُسمین آگ لگاؤ۔ وہ پیر کے اشارے سے روم کی طرف گئے۔ اور شہر قونیہ مین پہونچے۔ دیکھا کہ مولانا جلال الدین اونٹ پر بیٹھے ہین۔ اور غلامان اُنکی ہمرکابی مین ساتھ ہین۔ اور مدرسہ سے گھر کو جاتے ہین۔ حضرت شمس الدین بھی ہمرکابی مین چلے

اور ملاقات مولانا جلال الدین رومی سے ہوئی۔ اسکے بعد مولانا اُنکو ہمیشہ بُلاتے۔ اور اُنکی صحبت کرتے۔ اور تنہا اُنکے ساتھ جنگل کو جاتے۔ غلامون نے اور مولانا کے مریدون نے شور و غل کیا کہ ایک شخص ننگا مسلمانون کے پیشوا کو بیراہ کیے ہے۔ اور ہمیشہ یہ طعن کیا کرتے۔ یہان تک کہ شمس تبریز مولانا سے چھپکر تبریز کو آئے۔ لیکن مولانا کو اُنکی مفارقت کی طاقت نہ رہی اور تبریز سے واپس روم کو لے گئے۔ پھر مولانا کے مریدون نے شور و غوغا مچایا۔ پھر شمس تبریز کسی ضرورت سے شام کی طرف تشریف فرما ہوئے۔ جب وہان سے پھر روم مین واپس آئے اور مولانا کے ساتھ خلوت مین بیٹھے تھے۔ کہ ایک شخص نے شمس تبریز کو دروازہ سے پکارا۔ اُسی وقت اُٹھے اور مولانا سے کہا کہ مجھکو قتل کے واسطے بُلاتے ہین۔ اُسی وقت سات آدمیون نے مشورہ کیا تھا۔ اور کمین گاہ مین تھے۔ ایک چھُری کاری شیخ کو ماری شیخ نے فرہ کیا۔ کہ وہ جماعت بیہوش ہوگئی۔ ایک اُن مین سے علاء الدین محمود مولانا کا بیٹا تھا۔ مولانا نے اُسکی نسبت فرمایا کہ انہ لیس من اہلک۔ جب قاتلون کو ہوش آیا سوائے چند قطرات خون کے کچھ نہ دیکھا۔ اور قاتلان بھی اسکے بدلے مین بلائے ناگہانی مین مبتلا ہوکر بہت جلد مر گئے۔ اور علاء الدین محمود کو بھی ایک ایسی علت پیدا ہوئی کہ اُسی زمانہ مین وفات کی۔ اور مولانا اُسکے جنازہ مین بھی شریک نہوئے۔ اور بعض لکھتے ہین کہ شیخ شمس تبریز کی قبر مولانا بہاؤ الدین ولد کی قبر کی بغل مین ہے۔ لوگون نے اُنکی لاش کنوئین مین ڈالدی تھی۔ مولانا کے بیٹے سلطان ولد نے خواب دیکھا اور لاش نکلوا کر دفن کی۔

فصل چوبیسوین خلفائے عباسیۂ مصر کے بیان مین کہ نام کے خلفا تھے اور وہ تیرہ ہین

اول خلیفہ مصر کا مستنصر باللہ ابن الظاہر تھا۔ یہ بغداد مین قید تھا۔ جب

تاتاریون نے بغداد لے لیا۔ انکو رہا کردیا۔ یہ بھاگ کر غرب عراق کو چلے گئے۔ جب بیبرس کی سلطنت مصر مین ہوئی دس آدمیون کے ہمراہ مصر مین آئے۔ بیبرس نے مع قضاۃ اور امرائے دولت کے استقبال کیا۔ قاضی القضاۃ تاج الدین کے روبرو مستنصر نے اپنا نسب ثابت کیا۔ اُسی وقت سب نے اُنسے بیعت کی۔ پھر قاضی القضاۃ نے پھر شیخ عزیز الدین بن عبدالسلام نے پھر سب اکابر نے مستنصر کے نام کا سکہ جاری کیا گیا۔ خطبہ پڑھا لوگ خوش ہوئے۔ جمعہ کے دن سیاہ لباس پہنکر جامع قلعہ مین نماز پڑھی۔ منبر پر چڑھکر خطبہ پڑھا۔ اُس مین بنی عباس کی بزرگی بیان کی۔ سلطان اور اہل اسلام کے لیے دعا کی۔ پھر سلطان کو خلعت دی۔ حکومت کا فرمان بخشا۔ عہد حکومت لکھدیا۔ سلطان بیبرس نے خلیفہ کے لیے گھر بار اقتشام ضروری مصارف مہیا کیے۔ سو گھوڑے۔ تیس خچر۔ دس قطار اونٹ بہت سے غلام ایک اتابک۔ ایک خزانچی۔ ایک منشی۔ وغیرہ دیے۔ پھر مستنصر نے ارادہ عراق کا کیا۔ سلطان نے مشایعت کی۔ بہت سامان دیے۔ جب خلیفہ روانہ ہوئے بہت سے ملوک اُنکے ہمراہ ہوے۔ صاحب موصل صاحب سنجر صاحب جزیرہ۔ راہ مین حاکم حلب ملا۔ اُسنے اطاعت اختیار کی۔ پھر خلیفہ نے حدیثہ کو لیا۔ پھر ہیت کو فتح کیا اسمین تاتاریون کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ بہت مسلمان مارے گئے۔ خلیفہ کھو گئے۔ ظاہر یہ ہے کہ شہید ہو گئے کسی نے کہا بچکر روپوش ہو گئے۔ یہ واقعہ ۶۶۰ھ مین ہوا چھ ماہ سے کم خلافت کی۔

دوسرے خلیفہ حاکم بامراللہ تھے

دوسرے خلیفہ مصر کے حاکم بامراللہ تھے۔ یہ مسترشد باللہ کی اولاد مین تھے وقت واقعہ بغداد کے چھپ رہے بچ گئے۔ نکلکر چند روز نزدیک بنی خفاجہ کے رہے جب ملک مظفر دمشق کو آئے۔ انکو ڈھونڈھکر نکالا۔ بیعت خلافت کی۔ بہت سے امرائے عرب اُنکے ہمراہ کردیے۔ حاکم نے عانہ۔ حدیثہ۔ ہیت۔ انبار لے لیا

صف تاتار کو شکست دی۔ ۶۶۱ھ مین ملک طاہر نے انکو بُلا کر برج کبیر قلعہ مین اُتارا۔ جامع قلعہ مین اُنکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ وہ چالیس برس خلافت کی۔ امام عبدالحلیم ابن تیمیہ نے بھی انسے بیعت کی۔ خلیفہ نے اپنی طرف سے سلطان کو مختار کیا۔ جا بجا دعوت خلافت لکھی گئی۔ اسی سال بہت سے تاتار مسلمان ہوکر امن کے طالب ہوئے۔ انکے لیے روٹی کپڑا مقرر کیا گیا۔ ۶۶۲ھ مین تدریس حدیث دمیاطی کے سپرد ہوئی۔ اسی سال مین بڑا زلزلہ آیا۔ ۶۶۳ھ مین سلطان اندلس نے فرنچ پر فتح پائی۔ بتیس شہر مصر مین جو ہاتھ سے نکل گئے تھے جیسے اشبیلیہ مرسیہ وغیرہ وہ واپس آگئے۔ اسی سال ہلاکو خان ہلاک ہوا۔ اُسکی جگہ اُسکا بیٹا ابغاخان بیٹھا۔ اسی سال سلطان نے اپنے بیٹے ملک سعید کو سلطان بنایا۔ اُسکی چار برس کی عمر تھی۔ شاہانہ شوکت رکھتا تھا۔ اُسکی سواری قلعہ جبل کو لے گئے۔ خود فرزند کے سامنے غاشیہ اُٹھایا۔ سب امرا پیادہ سواری کے ہمراہ تھے۔ اسی سال چارون مذہب کے قاضی مصر مین مقرر ہوئے۔ ۶۶۵ھ مین سلطان نے نوبیہ۔ دنقلہ (ڈنگولا) کے والی کو لڑکر قید کیا۔ دنقلہ والون پر جزیہ مقرر کیا۔ ۳۱ھ مین حضرت عثمانؓ کی خلافت مین حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پہلے اسپر حملہ کیا تھا۔ اور جب سے برابر حملے ہوتے تھے لیکن پورا فتح نہ ہوا تھا۔ اس سال پوری فتح اسپر ہوئی۔ ۶۷۶ھ ہجری مین ملک طاہر نے دمشق مین انتقال کیا۔ ملک سعید اٹھارہ برس کی عمر مین بجاے باپ کے بیٹھے۔ ۶۷۸ھ مین ملک سعید اُتار دیے گئے۔ کرک کی طرف سلطان بنا کر بھیجے گئے۔ اُسی سال وہ مر گئے۔ مصر مین اُنکے بھائی سلامش کو سات برس کی عمر مین بجاے ملک سعید کے بٹھا دیا۔ خطبہ سکہ جاری ہوگیا پھر رجب مین سلامش کو بے لڑے بھڑے اُتار دیا۔ قلاوون سلطان ہوگیا۔ اسکا لقب ملک منصور ہوا۔ ۶۷۹ھ مین مصر مین بڑے اولے گرے۔ ۶۸۰ھ مین تاتار کا لشکر شام پر آیا۔ بڑی لڑائی ہوئی مسلمان غالب رہے۔ ۶۸۸ھ مین

سلطان

سلطان نے طرابلس لے لیا۔ جو ہاتھ مین نصارا کے ۵۰۲ھ سے تھا۔ ۶۸۸ھ ہجری مین قلا دون مرگیا۔ ملک اشرف اُسکا بیٹا بجاے باپ کے بیٹھا۔ قاضی بدر الدین بن جماعہ نے نماز پڑھائی۔ خطبہ پڑھا پھر خلیفہ نے دوسرا خطبہ پڑھا بغداد لینے پر رغبت دلائی ۶۹۴ھ مین قازان بن ارغون بن ابغا بن ہلاکو مسلمان ہوگیا۔ لوگ بہت خوش ہوئے سارے لشکر مین اسلام کا رواج پایا۔ ۷۰۱ھ مین خلیفہ حاکم کا انتقال ہوگیا۔ سب اعیان و اکابر پیادہ ہمراہ جنازہ کے گئے۔

اسی عہد مین شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی نے ۶۶۶ھ مین اور بابا فرید شکر گنج نے ۶۶۹ھ مین اور مولانا جلال الدین رومی نے ۶۷۲ھ مین اور خواجہ نصیر الدین طوسی نے اسی سال مین اور شیخ فخر الدین عراقی نے ۶۸۸ھ مین اور شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی نے ۶۹۱ھ ہجری مین وفات فرمایا۔ قاضی حمید الدین ناگوری نے ۶۹۵ھ ہجری مین وفات کی۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا

شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی بیٹے قطب الدین محمد بن کمال الدین قریشی کے ہین۔ ۵۶۵ھ مین کوٹ کرور مین ملتان مین پیدا ہوئے۔ اور کم سنی مین آپ کے والد نے انتقال فرمایا۔ تحصیل علم کے بعد سیاحی اختیار کی۔ بغداد مین آئے اور مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کے ہوئے۔ اور عرصۂ قلیل مین مرتبۂ خلافت پر پہونچے بعد اسکے ملتان مین آئے۔ کہتے ہین حضرت شیخ بابا فرید شکر گنج سے نہایت ربط تھا ایک مدت تک ایک ساتھ بسر کیا۔ اور تاریخ ۷۔ ماہ صفر کو سو برس کی عمر مین وفات پائی۔ کہتے ہین کہ قبل انتقال کے ایک بوڑھے شخص نورانی نے ایک خط مُہر کیا ہوا آپکے بیٹے صدر الدین کو لاکر دیا اور اُنھون نے اپنے والد کو دیا۔ جب حضرت شیخ نے اُس خط کو پڑھا انتقال فرمایا۔ اور آپ کا مزار ملتان مین ہے۔ اور شیخ صدر الدین نے بھی وہین ۷۰۰ھ مین انتقال فرمایا۔ اور اُنکی جگہ اُنکے بیٹے شیخ رکن الدین ابو الفتح جانشین ہوئے

حضرت بابا فرید

حضرت بابا فرید شکر گنج بیٹے شیخ جلال الدین بن سلیمان کے ہین۔ اولاد سے فرخ شاہ کابلی کے تھے۔ کہ اُنکو شاہ کابل کہتے تھے۔ زمانے مین چنگیز خان کے اُنکے اجداد سے قاضی شعیب لاہور مین آئے تھے۔ اور قصبۂ قصور مین اقامت کی سلطان پٹن نے آپ کے آنے کو بزرگ سمجھا اور احترام کیا۔ اور شیخ فرید کہ نواسہ قاضی شعیب کے تھے ملتان مین آکر اجودھن مین جسکو پاک پٹن کہتے ہین اقامت کی۔ اور علوم مشہورہ مین سند کے مشغول ہوئے۔ یہان تک کہ خواجہ قطب الدین اوشی سے ملاقات ہوئی۔ اور علوم رسمی سے گذر کر تحصیل حقائق اور معارف مین مشغول ہوئے۔ اور برابر آپ کی خدمت مین حاضر رہے۔ اور صاحب کرامت اور تصرف ہوئے۔ اور بعد وفات خواجہ قطب الدین کے خرقہ اور عصا اُنکا آپ کو ملا۔ اور گنج شکر کے لقب کی وجہ یہ لکھتے ہین کہ ایک سوداگر شکر لادے لیے جاتا تھا۔ خواجہ فرید نے اُس سے شکر طلب کیا اُسنے کہا شکر نہین ہی نمک ہی۔ جب سوداگر نے شکر کا بار اُتارنا چاہا۔ تو نمک پایا۔ نہایت شرمندہ ہوا۔ پھر حضرت شیخ کے پاس آیا اور الحاح کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر شکر تھا تو شکر ہو گا جاکر دیکھ۔ تب اُس نے شکر پایا۔ خانخانان محمد بیرم خان اکبر کے وزیر نے اس مضمون کو نظم مین لکھا ہی۔ ؎

کان نمک جہان شکر شیخ بحر و بر	آن کز شکر نمک کند و از نمک شکر

آپ کی وفات ۵۔ محرم ۶۶۹ھ مین ہی۔ حضرت کے ممتاز مریدون مین آپ کے بھتیجے حضرت شیخ علی احمد صابر جنکے خلیفہ شمس الدین ترک ہین تھے اور حضرت سلطان نظام الدین اولیا بدایونی بھی۔

مولانا جلال الدین رومی

حضرت مولانا جلال الدین محمد رومی مولوی رومی کے لقب سے بھی مشہور ہین۔ آپ کی اصل بلخ ہی۔ جب آپ کے والد مولانا بہاؤ الدین ولد نے انتقال فرمایا۔

سلطان

سلطان علاء الدین کیقباد نے کہ آخری بادشاہ سلجوقیون سے روم کا تھا۔ تمامی اکابرون کو جمع کرکے مولانا جلال الدین رومی کو اپنے باپ کی جگہ بٹھلایا۔ اور بہاؤ الدین ولد کے ایک مرید تھے سید برہان الدین ترمذی اُنسے استفادہ اُٹھایا۔ مولانا جلال الدین مرید اپنے والد کے تھے۔ اور بعضون نے لکھا ہی کہ سید برہان الدین سے بیعت کی اور نو برس اُنکی صحبت مین رہے۔ جب اُنھون نے انتقال کیا تو پانچ برس حضرت شمس الدین تبریز سے صحبت رہی۔ اور جب اُنکی شہادت ہوئی تو صلاح الدین زرکوب کی صحبت مین رہے اور اُنکے بعد حسام الدین قونی کے ساتھ عمر بسر کی۔ یہان تک کہ جو ہونا تھا ہوئے۔ کم سنی مین حضرت شیخ فریدالدین عطار کی بھی صحبت پائی۔ مولانا کی ولادت ششم ربیع الاول ۶۰۲ھ مین تھی۔ مولانا بڑے عارف اور محقق تھے۔ اُنکی مثنوی مولوی روم۔ اسپر گواہی دیتی ہی اور اُس سے اُنکے دل اور دماغ کی قوت معلوم ہوتی ہی۔ مولوی جامی فرماتے ہین ؎ مثنوی مولوی معنوی ۔ ہست قرآن در زبان پہلوی۔ اور کہتے ہین۔ ؎

من چہ گویم وصف آن عالی جناب	نیست پیغمبر ولے دارد کتاب

آپ کی وفات وقت غروب آفتاب پانچوین جمادی الثانی کو ہوئی۔ آپکی جگہ آپکے بیٹے سلطان ولد جانشین ہوئے وہ بھی بڑے عارف تھے۔

خواجہ نصیر الدین طوسی

خواجہ نصیر الدین طوسی۔ طوس مین پیدا ہوئے۔ اور وہان کسب کمالات کرکے طوسی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ وہ اپنے زمانے مین بڑے عالم اور حکیم مشہور تھے۔ وہ جب اُٹھ برس کے تھے اُنکے باپ امام فخر الدین رازی نے انتقال فرمایا۔

اور اسمعیلہ کی وزارت بھی چند روز تک قلعہ الموت مین اُنکی زبردستی سے قبول کی۔ اور خلیفہ مستعصم کے زمانے مین کچھ عرصہ تک قہستان مین رہا اور وہان کے حاکم نے اُسپر مہربانی کی۔ اور خواجہ نے اخلاق ناصری اُسکے نام سے تالیف کی۔ اور اسی درمیان مین ایک عربی قصیدہ خلیفہ مستعصم کے نام سے اُنکی تعریف مین لکھ کر بھیجا۔ لیکن ابن علقمی وزیر کے ہاتھ مین پڑا۔ یہ امر

اُسکو ناگوار ہوا اُسی قصیدہ کی پشت پر کچھ لکھکر ناصر الدین کے پاس بھیجا کہ خواجہ نے خلیفہ سے مراسلات شروع کیا ہی اسپر ناصر الدین نے خواجہ کو قید کیا۔ یہان تک کہ جب ہلاکو خان چنگیز خان کے پوتے نے بغداد کو فتح کیا۔ اور وہان تک پہونچا۔ خواجہ کو رہا کرکے اپنا وزیر بنایا۔ مراغہ مین ہلاکو خان نے رصد بنوائی جیسی مامون رشید نے بنوائی تھی۔ حکما اور اہل فلاسفہ اور متکلمین کو وہان جمع کیا۔ لیکن ہنوز انجام کو نہ پہونچا تھا کہ ہلاکو نے قضا کی۔ اُسکے بیٹے ابقا خان نے اسکو جاری رکھا اور اُسکے وقت مین یہ رصد انجام کو پہونچا۔ خواجہ نصیر الدین نے وصیت کی تھی کہ اُسکو جوار مین حضرت امام موسیٰ کاظم کے دفن کرین چنانچہ اُنکے لڑکون نے ایسا ہی چاہا تھا۔ لیکن وہ جگہ خلیفہ نے اپنے واسطے رکھی تھی۔ اسلیے ضافہ مین دفن کیے گئے۔

شیخ فخر الدین عراقی

شیخ فخر الدین عراقی ہمسیر زادے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے ہین یہ خلیفہ شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے ہین۔ اور عمدہ شاعرون مین کہ طبقات صوفیہ سے تھے شمار کیے جاتے ہین۔ یہ بڑے عارف کامل تھے۔ انکا انتقال اس شعر پر اُنکے ہوا۔ ؎

چو خود کردند راز خویشتن فاش		عراقی را چرا بدنام کردند	

انکی قبر دمشق مین ہی۔

حضرت مصلح الدین سعدی

شیخ العارف حضرت مصلح الدین سعدی شیراز کے رہنے والے تھے۔ انکے والد کا نام عبد اللہ شیرازی تھا۔ چونکہ انکا ظہور اتابک سعد زنگی کے دور مین تھا۔ اسی سبب سے تخلص اپنا سعدی کیا۔ فضل و کمال مین عدیم المثل تھے۔ ایک سو دس برس دنیا مین رہے۔ اکثر ایام سکون پھرے اور بہت سے ملکون کو اُنھون نے دیکھا۔ پدر بزرگوار اس بزرگوار کے اتابک کے ملازمون مین تھے۔ علوم ظاہری انھون نے شیخ شمس الدین ابو الفرج بن جوزی سے مدرسہ نظامیہ مین بغداد کے تحصیل کیا۔ اسکا اشارہ بوستان کے ساتوین باب بارھوین حکایت مین کیا ہی۔ یہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے مُرید ہین اور دریا کے سفر مین اُنکا ساتھ ہوا ہی جیسا کہ اس شعر سے بوستان کے معلوم ہوتا ہی۔ ؎

مرا پیر دانا سے فرخ شہاب		دو اندرز فرمود بر روے آب	

اپنی تمامی عمر مین چودہ مرتبہ بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے - پھر جنگ وجہاد کے واسطے بیت المقدس اور روم کی طرف گئے - اور ہندوستان مین جو وارد ہوئے تو سومنات کا بتخانہ دیکھنے گئے چنانچہ اسکا ذکر آٹھوین باب کی آخر حکایت مین مذکور ہی آخر عمر مین ایک مکان گوشہ نشینی کے واسطے بنایا - کہ شہر کے باہر تھا - اور بعضون کا قول ہی کہ اتابک نے بنوادیا غرض اس مین بیٹھ رہے اور باہر نکلنا چھوڑ دیا - بادشاہ امیر اور فقیر اُنکی زیارت کو جاتے اور لذیذ کھانے اُنکے واسطے لاتے - شیخ قدرے تناول فرماتے اور باقی مسکینون اور محتاجون کو بانٹ دیتے - اسپر بھی جو بچ جاتا تو زنبیل مین رکھ کر صومعہ کے نابدان کے باہر شیراز کے لکڑہارون کے واسطے لٹکا دیتے چنانچہ جو اُنکے مکان کے نیچے سے گذرتے تو اُس طعام لطیف کو کھاتے - لطف یہ ہی کہ شیخ باوجود کشف وکمال کے لطائف ظرایف مین بھی بے مثل تھے - ہمیشہ صاحبان فضل وبلاغت سے ارتباط رکھتے تھے - گلستان اور بوستان اُنکے فضل وبلاغت پر دال ہی - بعدازان فارس اور شیراز مین بڑے بڑے شاعر اور فاضل ہوئے - لیکن اُنکے سخن کے مرتبے کو نہ پہونچے - اور وہ رتبہ کسی کو نہ ملا لیکن ہند مین امیر خسرو دہلوی بادشاہ سخن اور سلطان شاعران اس ملک کا اُنکا ہمعصر تھا اسکی زباندانی کے شیخ بھی قائل تھے - اور اُسکے کلام پر دل سے مائل تھے چنانچہ سلطان محمد بن سلطان غیاث الدین تغلق نے جب حضرت سعدی کو شیراز سے طلب کیا تب انھون نے اپنی پیری کا عذر کیا - اور لکھ بھیجا کہ خسرو دہلوی اس فن مین کامل ہی - اُسکو غنیمت سمجھو - اور عزیز رکھو - چنانچہ شیخ کے کہنے پر محمد شاہ نے اُنکی قدر کی - اور سعدی نے یہ بھی جواب دیا کہ اُسکو مغتنمات سے جانو اور مین کتاب مصنفہ خاص گلستان اور بوستان بھیجتا ہون - اس سے اتنا ہی فائدہ ہوگا جتنا کہ میری ملاقات سے ہوگا - یہ حضرت ایسے فصیح تھے کہ انکو ایک عالم جانتا ہی میرے لکھنے کی کچھ حاجت نہین - انھون نے ۶۹۱ھ

مین وفات فرمائی۔

ناصر الدین قاضی بیضاوی صاحب تفسیر نے بھی اسی سال انتقال فرمایا۔ انکے ہمعصر مولانا امامی ہروی خواجہ مجد الدین شعرا سے تھے۔

قاضی حمید الدین ناگوری زمانے مین سلطان غیاث الدین بلبن اور سلطان معز الدین کیقباد کے تھے۔ اُنکا مزار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے پائین مین ہی اور جو کتبہ اُنکے لوح مزار پر لکھا ہی اُس سے مفہوم ہوتا ہی کہ وہ ۶۹۵ھ ہجری مین سلطان جلال الدین فیروز خلجی کی سلطنت مین مرے۔ یہ بڑے عارف اور عالم باکمال تھے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرید تھے۔

تیسرے خلیفہ مصر کے المستکفی باللہ بن حاکم بامر اللہ

المستکفی باللہ بن حاکم بامر اللہ ۷۰۱ھ ہجری مین خلیفہ ہوئے۔ بلاد مصریہ اور شامیہ مین اُنکا خطبہ پڑھا گیا۔ سارے اقطار اور ممالک اسلامیہ مین اسکی خوشخبری پہونچی۔ ۷۰۲ھ مین تاتاریون نے شام پر چڑھائی کی۔ خلیفہ سے لڑائی ہوئی۔ مسلمان کامیاب ہوئے تاتاریون کو شکست ہوئی۔ بہت سے مارے گئے اور باقی بھاگے۔

اسی سال مصر و شام مین ایک زلزلہ عظیم آیا۔ جس سے بہت لوگ گھرون مین دبکر مرگئے۔ ۷۰۲ھ ہجری مین امیر بیبرس نے سعد الدین حارثی کو شیخ الحدیث ابو الحیان کو شیخ النحو مدرسے مین مقرر کیا۔ ۷۰۳ھ ہجری مین ملک ناصر بن قلاوون نے آپ کو معزول کیا۔ آپ کی جگہ بیبرس جاشنگیر سلطان ہوئے۔ خلیفہ نے اُسکو سیاہ خلعت دی عمامہ بخشا۔ حاکم امیر شام کردیا۔ اسی سال مین وزیر نے گفتگو کی کہ اہل ذمہ سفید عمامہ باندھین۔ سات لاکھ دینار ہر سال دیا کرین۔ علاوہ خراج سابق کے شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ نے اسکو نہ ہونے دیا۔ نہایت کوشش اسکے ابطال مین کی۔ اسی سال مین

جو بندبادشاہ تاتار نے اپنے ملک مین رفض ظاہر کی منع کیا کہ سواے حضرات علی و حسین و حسن علیہم السلام کے کسی کا ذکر خطبے مین نہ ہو یہ بات چل نکلی - یہان تک کہ ۷۱۶ھ مین وہ مرگیا اُسکا بیٹا ابوسعید اُسکی جگہ ہوا - وہ سنی تھا - اُسنے پھر بدستور خطبہ مین اصحاب ائمہ کا نام جاری کیا - یہ تاتاری بادشاہون مین بہت بہتر تھا - ۷۳۶ھ مین مرگیا - پھر کوئی تاتاریون سے نہ اُٹھا - پھر کسی نے تاتاری بادشاہون مین رفض نہ قبول کی - ۷۱۷ھ مین نیل کی طغیانی سے اکثر شہر ڈوب گئے - ۷۲۴ھ مین پھر نیل نے ساڑھے تین ماہ تک طغیان کیا - ۷۲۵ھ مین سقوف مسجد الحرام اور ابواب بنائے گئے - ۷۳۳ھ مین سلطان نے حکم دیا کہ بندوق نہ چلے - تیر نہ بکے منجمین پیشگوئی نہ کرین - اسی سال کعبہ کا دروازہ آبنوس کا بنوایا جسپر چاندی کے پترے تھے ۷۳۶ھ مین درمیان خلیفہ اور سلطان کے کسی امر پر ناخوشی ہوئی سلطان نے خلیفہ کو مع اہل و عیال قید کرکے قوص مین بھیجدیا - قریب ایک شخص کے ہمراہ تھے کچھ وظیفہ مقرر کردیا - یہان تک کہ ۷۴۰ھ مین وہ بمقام قوص مرگئے -

اسی عہد مین مولانا قطب الدین علامہ نے کہ بڑے عالم اور شاگرد خواجہ نصیر الدین طوسی کے تھے - ۷۱۰ ہجری مین اور خواجہ ہمام الدین تبریزی نے کہ بڑے عالم اور شاگرد خواجہ نصیر الدین کے تھے ۷۱۳ ہجری مین اور سید حسین غزنوی نے کہ بڑے عارف تھے ۷۱۷ھ مین اور شیخ شرف بوعلی قلندر نے ۷۲۴ ہجری مین اور حضرت سلطان نظام الدین اولیا بدایونی نے ۷۲۵ ہجری مین اور امیر خسرو دہلوی نے ۷۲۵ ہجری مین اور حضرت شیخ سید صفی الدین اردبیلی نے ۷۳۵ھ مین اور شیخ علاؤ الدولہ سمنانی نے ۷۳۶ھ مین اور شیخ اوحد الدین اصفہانی نے کہ شاگرد اوحد الدین کرمانی کے اور عمدہ شاعر تھے ۷۳۸ھ مین انتقال فرمایا -

مولانا قطب الدین علامہ بڑے عالم اور صاحب کمال تھے - خواجہ نصیر الدین طوسی سے کسب کمالات کا کیا - اور ہلاکو خان کے زمانے سے سلطان محمد خدابندہ کے زمانہ تک

مولانا قطب الدین

زندہ رہے۔ اُنکی تصانیف سے تحفہ شاہی علم ہیئت مین اور شرح کلیات قانون اور شرح مفتاح العلوم اور قطبی علم منطق مین ہی۔ اُنکے درمیان مین اور حضرت سعدی کے درمیان مین ہمیشہ طبیعت ہوتی تھی۔ چنانچہ مولانا اور حضرت سعدی ایک روز ایک مسجد کے ملاحظہ کو گئے جسکو اتابک نے بنوایا تھا۔ اور بادشاہ بھی ساتھ تھا بعد نماز کے کچھ مٹی بادشاہ کے رخسارے مین لگی تھی۔ اسپر مولانا نے کہا یالیتنی کنت ترابا یعنے کاش مین مٹی ہوتا۔ بادشاہ نے کہا کہ مولانا نے کیا فرمایا اسپر حضرت سعدی نے کہا کہ یقول الکافر یالیتنی کنت ترابا۔ مولانا کی وفات ۱۷ رمضان کو ۶۷۳ ہجری مین ہوئی۔

خواجہ ہمام الدین تبریزی بڑے فاضل خوش طبع اور صاحب جاہ تھے شاگردون سے خواجہ نصیر الدین طوسی کے تھے اور مولانا قطب الدین علامہ اور شیخ سعدی رحمہ اللہ کے قرابت دارون سے تھے۔ ایک روز حسن اتفاق سے حضرت سعدی ایک حمام مین تھے۔ خواجہ ہمام الدین اپنی عزت و جلال کے ساتھ وہان پہونچے۔ خواجہ نے پوچھا کہ تمھارا مکان کہان ہی کہا خاک پاک شیراز۔ پوچھا کہ کوئی کلام ہمام کا شیراز تک پہونچا ہی۔ حضرت سعدی نے یہ شعر مقطع کا پڑھا۔ ؎

درمیان من و دلدار حجاب است ہمام	وقت آنست کہ آن ہم زمیان برخیزد

اور اُس وقت ایسا تھا کہ ایک خوب صورت جوان خواجہ ہمام سے گفتگو کرتا تھا اور اُسکے درمیان مین اور سعدی کے درمیان مین خواجہ ہمام حائل تھے۔ اس حاضر جوابی پر خواجہ ہمام کو شک ہوا کہ شاید یہ سعدی ہی اور کہا کہ تمھارا نام شاید سعدی ہی فرمایا کہ ہان۔ حضرت سعدی سے خواجہ ہمام نے معذرت چاہی اور اپنے مکان پر ساتھ لے گئے اور بڑے تکلف سے دعوت کی۔ اور خوب صحبت رہی۔ خواجہ کی وفات ۷۱۳ ہجری مین ہوئی۔

حضرت شرف الاولیا شیخ بوعلی قلندر پانی پتی اپنے وقت مین بڑے کامل اور عارف تھے اور بہت سی کرامتین اُنکی مشہور ہین۔ اصل انکی عراق ہی لیکن چونکہ اُنکا

کشود کار پانی پت مین ہوا۔ اسلیے پانی پتی کے لقب سے مشہور ہین اپنی ایک تصنیف مین انھون نے لکھا ہی کہ مجھکو زیارت شمس تبریز اور مولانا ے روم کی ہوئی۔ اور اُنکی صحبت مین رہا کہتے ہین کہ ہمیشہ مجذوبانہ شہر کے گرد پھرتے۔ اور آخر مین یہ حال ہوا کہ ہمیشہ مستغرق رہتے اور بات نہ کرتے۔ کہتے ہین کہ سلطان علاؤالدین خلجی دہلی کا بادشاہ آپ کا مُرید تھا۔ ایک مرتبہ چاہا کہ کسی کو آپ کے پاس روانہ کرے۔ کسی کو اسکی طاقت نہ تھی آخر مین امیر خسرو دہلوی کو تجویز کیا۔ امیر خسرو دہلوی نے اپنے پیر شیخ نظام الدین سے اس بارہ مین اجازت چاہی حضرت شیخ نے کچھ تامل کے بعد اجازت دی اور کہا کہ جو بات شیخ بوعلی سے سُنو اُسکو دل اور جان سے قبول کرو اُسپر ہرگز اعتراض نہ کرنا۔ جب امیر خسرو پانی پت مین پہونچے خادمون نے آپ کے واسطے اجازت چاہی۔ فرمایا ہون۔ جب امیر خسرو سامنے پہونچے آپ نے فرمایا کہ خسرو ہیرے۔ امیر خسرو نے ٹوپی زمین پر رکھی اور کہا کہ اس عاجز کو ایسا ہی کہتے ہین فرمایا کہ اپنا کلام سُناؤ امیر خسرو نے یہ غزل سُنائی۔ ؎

اے کہ گوئی ہیچ مشکل چون فراق یار نیست	گر اُمید وصل باشد ہمچنان دشوار نیست
چند گویندم بروز نار مبند اے بُت پرست	برتن خسرو کدامی رگ کہ آن زنار نیست

شیخ نے ان شعرون کو سُنکر فرمایا کہ خوب کہتے ہو اور اچھے رہوگے اور اچھے جاؤگے اور اس فقیر سے بھی سُنو۔ ؎

دہیم خسروان بر مانعل است	خسرو کسیکہ حلقۂ تجرید بر سر است
گفتم ز علم و عقل بملک دگر شوم	ملکم ز علم و عقل چو دیدم فزون تر است
سیمرغ وار زوی نہفتم بقاف عشق	کو عارفے کہ منظر او عرش اکبر است
درس شش نبود ز الواح ابجدے	لوح جمال دوست مرا در برابر است

امیر خسرو اس غزل کو سُنکر بہت روئے۔ حضرت شیخ نے ہندی مین فرمایا کہ کچھ سمجھتے ہو۔ امیر خسرو نے فرمایا کہ اسی پر روتے ہین کہ کچھ نہین سمجھتے۔ حضرت شیخ نے یہ جواب سُنکر

خوشی ظاہر کی اور بہت کچھ نعمت اور بزرگی بخشی اور بعد تین روز کے امیر خسرو کو رخصت جاگیر دی۔ اور حضرت سلطان نظام الدین کے لیے اور سلطان علاؤ الدین خلجی کے لیے بادگار بھیجی اور بادشاہ کو لکھا کہ علاءی خلج مقرر جائے کہ بندگان کے ساتھ نیک زندگی بسر کرے۔ جب یہ تحریر بادشاہ کے پاس پہونچی بعض نادانوں نے کہا کہ یہ تحریر خلیفہ وقت کی شان دین درست نہ ہوئی۔ بادشاہ نے کہا کہ اے نادان ہمپر بڑا احسان کیا کہ خوطی دہلی کے ہمپر بحال رکھا حضرت سلطان شیخ نظام الدین نے یہ رباعی شیخ بوعلی قلندر کے پاس لکھی اور جو جواب اُنھون نے لکھا وہ بھی درج ہی۔ رباعی

گہ راست کند صورت مردی وزنی	گہ بشکند او جامۂ جانرا ز تنے
کس نیست کہ او ستاد قضارا نرسد	کاے بار خدا چہ حکمت و چہ پیت فنے

جواب

شرط است کہ با امر خدا دم نہ زنی	این نوع کہ گفتی نہ تو مردی نہ زنے
گل را چہ مجال است کہ پرسد ز کلال	کز بہر چہ سازی و چرا می شکنی

حضرت شیخ بوعلی کا سن ایک سو سے زیادہ تھا اور نوین رمضان کو انتقال فرمایا۔

حضرت شیخ نظام الدین اولیا

حضرت شیخ نظام الدین اولیا بڑے بزرگون سے ہندوستان کے ہین۔ آپ کو اہل ہند سلطان المشائخ کہتے ہین۔ آپ کا نسب بارہ واسطون کی درمیانگی سے حضرت امام علی موسی رضا سے ملتا ہی۔ آپ کی پیدایش بدایون مین ہوئی۔ آپ کی بارہ برس کی عمر تھی کہ آپکے والد احمد ذاتیان نے وفات فرمایا اور آپ کے دل مین محبت شیخ فرید گنج شکر کی پیدا ہوئی اور اگرچہ آپ بابا فرید کے پچھلے مریدون سے ہین لیکن اور سب مریدون سے علم اور فضل مین زیادہ تھے۔ اور خولد کہتے تھے لکھتے ہین کہ سلطان علاؤ الدین خلجی آپ کا بہت معتقد تھا اور اُسکے دو بیٹے خضر خان اور شادی خان آپ کے مُرید تھے۔ سُبھون نے التجا کی کہ آپ کے واسطے بڑا گنبد تیار کرین اور چند گنبد اور چھوٹے چھوٹے اُسکے گرد رہین لیکن

آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اُنھون نے دو عمارتین تیار کین لیکن آپ نے انتقال کے وقت وصیت فرمائی کہ اُسمین نہ دفن کرین چنانچہ اسی لیے بعد وفات کے اُس گنبد کے دروازے پر دفن کیا۔ اور گنبد کو مسجد جامع مین داخل کرلیا کہ ہنوز موجود ہی لکھتے ہین کہ بعد وفات سلطان علاء الدین خلجی کے اُسکا بیٹا مبارک شاہ خلجی تخت نشین ہوا۔ اُسنے حضرت شیخ کا مرجوعہ دیکھکر حسد کیا اور حکمنامہ آپ کے نام جاری کیا کہ آپ شہر سے باہر جاوین۔ آپ نے سامان کوچ کیا۔ اسی درمیان مین اُسکو درد شکم سخت پیدا ہوا اور بڑھتا گیا۔ یہان تک کہ قریب مرنے کے تھا لوگون نے کہا کہ حضرت شیخ سے جو بے ادبی کی ہے اُسی کا سبب ہی۔ لوگ آپ کے پاس سفارش کے لیے آئے اور کہا کہ معاف فرمایئے اور تشریف رکھیے۔ اور صحت کی دعا فرمایئے۔ آپ نے کہا کہ بیماری اور شفا اللہ تعالی کی طرف سے ہی اسمین اس بندہ ناکارہ کو کیا دخل ہی آخرش اُسکی ماں کو اضطراب ہوا اور خود آ پہونچی اور بہت الحاح کیا۔ تب آپ نے فرمایا کہ اگر ایک فرمان ولی کی حکومت کا میرے نام مع قارورہ لاؤ تو ہم دعا اور دوا مین کوشان ہون۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب قارورہ اور فرمان آیا۔ آپ نے فرمان کو قارورہ مین ڈالا اور کہا کہ مجھکو حکومت سے کیا واسطہ مین ایک ادنی فقیر ہون۔ اور اُسکی صحت کے لیے دعا کی۔ چنانچہ مبارک شاہ نے صحت پائی۔

آپ کے زمانہ مین قاضی ضیاء الدین شہر کے قاضی تھے۔ انھون نے ایک فتوی آپ کی تکفیر پر تیار کیا۔ اور علما سے دستخط کراکے آپکے پاس بھیجا۔ آپ نے اُسکو دیکھ کر اُسکی پشت پر یہ قطعہ لکھا۔ قطعہ

ضیاء بے ضیا گر کافرم خواند		چراغ کذب را نبود فروغے	
مسلمان خواہشش بہر مکافات		دروغے را چہ آید جز دروغے	

ایک شخص نے ایک وثیقہ کئی ہزار کا کھو دیا۔ حضرت شیخ سے التجا کی۔ آپ نے ایک درم دیا کہ اسکا حلوا لاکر بابا فرید کا فاتحہ دے۔ چنانچہ حلوا خرید کر لایا۔ دُکاندار نے حلوا

کاغذ مین لپیٹ کر دیا۔ غور سے دیکھا تو وہی کاغذ مطلوبہ تھا۔ ابتدا مین حضرت شیخ کو معاش کی تنگی بہت تھی باوجود کسب کمال کے کسی کو التفات نہ تھا۔ ایک روز ایک فقیر آیا۔ آپ نے اپنا عمامہ فروخت کرکے کھانا پکوایا۔ اور اُسکی دعوت کی۔ اُسنے کھانے کا برتن توڑ ڈالا اور کہا کہ تمھارے افلاس کو توڑتا ہون چنانچہ اُسی روز سے آپ کی ترقی ہوئی۔ آپ کی وفات ۱۸۔ ربیع الاول کو ہوئی تھی۔

خسرو شاعران امیر خسرو دہلوی بڑے شاعرون سے ہین۔ آپ کے والد امیر سیف الدین قبیلہ لاچین کے اُمرا سے ہین کہ نواحی مین بلخ کے تھے۔ بہ سبب آفت زمانہ کے ہندوستان مین آئے۔ پٹیالہ مین متاہل ہوئے اور امیر خسرو اور دو اور بھائی اُنکے وہین پیدا ہوئے۔ چار برس کا سن امیر خسرو کا تھا کہ امیر لاچین سلطان ناصر الدین کی ملاقات کو دہلی گئے۔ اور وہین انتقال کیا۔

امیر خسرو نے اپنی بعض تصانیف مین خود لکھا ہی کہ ہمارے باپ شمسی نور پشیانی تیغ آفتاب تھے اور صف شکنی کے واسطے مشہور تھے۔ اور اُنکی وفات مین فرمایا ؎

سیف از سرم برفت و دل من دو نیم شد	دریاے من روان شد و دُر تیمم شد

مین اُسوقت ہفت سالہ تھا میرے نانا نے میری تعلیم مین کوشش کی۔ اور اپنی آغوش شفقت مین پرورش کیا۔ اُنکا سن ایک سو تیرہ برس کا ہوا۔

الغرض جب امیر خسرو بالغ ہوئے ارادہ شیخ المشائخ نظام الدین اولیا کی صحبت کا کیا۔ اور اُنکے مُرید ہوئے۔ حضرت شیخ نے یہ رباعی امیر خسرو کی بہ نسبت فرمائی ؎

خسرو کہ بہ نظم و نثر مثلش کم خاست	ملکیت ملک سخن این خسرو راست
این خسرو ما ملست خسرو نا مرنیست	زیرا کہ خداے ناصر خسرو ماست

جسوقت حضرت شیخ المشائخ نے رباعی فرمائی تھی ناصر الدین خسرو بادشاہ تھا۔

نقل ہی کہ امیر خسرو حضرت شیخ المشائخ کے اشارہ سے خواجہ خضر کی صحبت

تک پہونچے - اور آب دہن کی التجا کی - خضر نے فرمایا کہ اُسکا نظامی گنجوی اور شیخ سعدی نے لے لیا - ناچار مایوس ہوکر حضرت شیخ المشائخ کی خدمت مین واپس آئے اور صورت حال عرض کی - حضرت شیخ المشائخ نے اپنا لعاب دہن دیا اور اُسکے فائدے اور برکات ظاہر ہوئے کہ نتاوے کتاب تصنیف کی - امیر خسرو ابتدا مین شاہزادہ محمد کے مصاحب تھے - بعدہ وفات اُسکے اُسکے باپ غیاث الدین بلبن کے مقرب ہوئے اور محمد تغلق کی ابتدائی سلطنت تک زندہ رہے - اور شروع سے اخیر تک بادشاہون کے ساتھ بسر کی اور سات بادشاہون کو دیکھا - اول سلطان ناصر الدین محمود بن التمش دوم غیاث الدین بلبن سوم سلطان معز الدین کیقباد چہارم سلطان جلال الدین فیروز خلجی پنجم سلطان علاؤ الدین خلجی ششم قطب الدین مبارک شاہ اور بعد اُسکے سلطان ناصر الدین خسرو ہفتم سلطان غیاث الدین محمد تغلق - کہ امیر خسرو کو بڑے تکلف سے لکھنوتی کی طرف لے گیا تھا پیچھے مین حضرت سلطان المشائخ کا انتقال ہوا - جب واپس آکر یہ حال سُنا نہایت صدمہ ہوا اور مزار کے سامنے لوٹتے تھے - یہان تک کہ چھ مہینے بعد شیخ المشائخ کے آپکا بھی انتقال ہوا - اور حضرت شیخ کے پائین مین مدفون ہین - آپ کی عمر ستر برس کی ہوئی - حسن دہلوی شاعر اور عارف جنھون نے کتاب فوائد الفواد حضرت سلطان المشائخ کے احوال مین لکھی ہے اور اُنکے خلیفہ تھے ہمعصر تھے -

حضرت شیخ صفی الدین اردبیلی ابن سید جبرئیل جنکی اولاد مین بادشاہان صفویہ ملک ایران کے ہوئے حضرت موسی کاظم کی اولاد سے تھے - اور اکیسوین پشت مین تھے - آپ مرید شیخ زاہد گیلانی سہروردی کے تھے - اور شیخ زاہد نے اپنی بیٹی سے نکاح کردیا تھا اور موافق ارشاد شیخ زاہد کے قصبہ اردبیل مین کہ آذربائجان مین ہے قیام کیا - اور مسند ارشاد پر بیٹھے - اور سالکان طریقت کو تعلیم فرماتے - یہان تک کہ ۷۳۵ھ مین عالم جاودانی کی طرف سفر کیا - اُنکی جگہ اُنکے بیٹے شیخ صدر الدین موسی کہ نہیرہ

شیخ زاہد کے تخت جانشین ہوئے۔ اور اکثر بادشاہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور تبرک چاہا۔ اور شاہ قاسم انوار آپ کے مریدون سے تھے۔ جب اُنھون نے انتقال فرمایا تو اُنکے بڑے بیٹے خواجہ علی جانشین ہوئے اور آخر عمر مین سفر حج اختیار کیا اور راہ مین وفات پائی اُنکے بعد اُنکے بیٹے ابراہیم جانشین ہوئے۔ اور طائفہ صوفیہ سے ہوئے۔ اُنھون نے اپنے بعد سلطان حمید کو اپنا قائم مقام کیا تھا۔ اُنکا ذکر شاہ اسمٰعیل صفوی کے تحت مین لکھا جائیگا۔

شیخ علاء الدولہ سمنانی طبقات صوفیہ سے تھے۔ وہ واسطہ کی درمیانگی سے انکا سلسلہ ابو علی لانا سے جا ملتا ہی جنکا ذکر اوپر ہو چکا کہ سلسلہ کبرویہ مین تھے۔ انھون نے علوم صوفیہ کو زندہ کیا۔ اور بعض کہتے ہین کہ بعد جنید بغدادی کے ایسا شخص نہ ہوا۔ بڑے محقق تھے۔ آپ کے چچا شرف الدین سمنانی بادشاہی مقرب تھے۔ اور یہ بھی ابتداء شباب مین ارغون خان کی صحبت مین مشغول رہتے۔ ایک عرصہ دراز تک ریاضت اور مجاہدہ مین سبر کی۔ اور تواضع اور انصاف شیخ کا اس مرتبہ کو پہونچا تھا۔ کہ ایک مرتبہ مولانا نظام الدین ہروی نے اُنکی تکفیر لکھی کہ تم کافر ہو۔ آپ بہت روئے اور فرمایا کہ اے نفس ستر برس سے مین تجھکو کہتا تھا کہ تو کافر ہی لیکن تو نے نہین مانا۔ اب تجھکو یقین ہوا کہ تو کافر ہی کہ مسلمانون کے امام نے تجھکو کافر لکھا۔ اور یہ رباعی جواب مین لکھی۔ ؎

نفسے ست مرا کہ غیر شیطانی نیست	و زفعل بدش ہیچ پریشانی نیست
ایمانش ہزار بار تلقین کردم	این کافر را ہیچ مسلمانی نیست

شیخ کی عمر وفات کے وقت ستر برس کی تھی۔

چوتھا خلیفہ عباسیہ مصر کا واثق باللہ بن متمسک بن حاکم بامر اللہ تھا

حاکم نے اپنے عہد مین اپنے پوتے واثق باللہ کو اچھا سمجھکر ولیعہد کیا تھا۔ مگر نکلے

اوباش اور کمینون کی صحبت مین رہتے۔ سلطان مصر نے انکو خلیفہ کیا پھر وقت نادم ہوکر انکو معزول کردیا۔ پھر خطبہ مین صرف نام سلطان ہی کا باقی رہا۔ اسم خلافت کا اُٹھ گیا۔ لیکن انکے بیٹے کو اُنکا ولیعہد کیا۔ موافق وصیت سلطان کے ۷۴۲ھ

پانچوان خلیفہ عباسیہ مصر کا حاکم بامر اللہ احمد بن المستکفی تھا

۷۴۲ھ مین حاکم بامر اللہ احمد کو خلیفہ بنایا۔ یہ نیک سیرت تھے۔ اپنے اجداد کے اچھے رسومات کو تازہ کیا۔ اپنے گھرانے کو جمع کیا۔ منبرون پر انکا نام خطبون مین پڑھا گیا۔ یہ شخص اہل حدیث سے تھا ۷۵۳ھ مین طاعون سے انتقال ہوا۔

اسی عہد مین حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی نے ۷۵۶ھ مین وفات فرمائی۔ یہ ممتاز خلیفہ حضرت شیخ المشائخ نظام الدین اولیا بدایونی کے تھے۔ یہ نو برس کی عمر مین یتیم ہوئے انکی والدہ نے تعلیم مین بڑی کوشش کی یہان تک کہ بڑے صاحب کمال ہوئے۔ چالیس برس کی عمر مین سلطان المشائخ کی خدمت مین پہونچے اور اپنی خدمات سے اُنکے دل مین جگہ کی یہان تک کہ آپ نے اپنا خلیفہ کیا۔ اور اُنکے جانشین دہلی مین ہوئے۔ یہ بڑے صاحب تقوی تھے۔ کبھی سماع تک نہ سُنا۔ اور بڑی کرامتین انسے ظاہر ہوئین۔ بادشاہ انکا معتقد تھا بڑی عالیشان عمارت انکے واسطے بنوائی۔ انکے خلیفہ حضرت سید محمد گیسو دراز ہین۔ پیر کے حکم سے دکن مین گئے اور اورنگ آباد مین انکا مزار زیارت گاہ ہے۔

چھٹا خلیفہ مصر کا المعتضد باللہ ہے

معتضد باللہ اپنے بھائی کے بعد خلیفہ ہوا۔ یہ نہایت خیر متواضع اور محب علم تھے انھون نے ۷۶۳ھ مین انتقال کیا۔ ۷۵۸ھ مین بمقام طرابلس نفیسہ نام ایک عورت تھی جسکے تین نکاح ہوئے۔ آخرش رفتہ رفتہ اُسمین مرد کی علامت ظاہر ہوئی اور مرد ہوگئی۔ اسی کے عہد مین

حضرت امام یافعی مکہ کے قطب کہلاتے تھے اور بڑے عارف اور عالم تھے ۷۵۸ھ مین انتقال فرمایا۔ شاہ نعمت اللہ ولی آپکے مریدون مین تھے۔

۷۵۵ھ مین حضرت اخی سراج نے کہ مرید بابا فرید کے اور خلیفہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین کے تھے انتقال فرمایا۔ انکے بڑے خلیفہ حضرت علاء الحق ابن اسعد بنگالی پنڈوی تھے حضرت اخی سراج موافق حکم حضرت نظام الدین اولیا کے پنڈوہ گئے۔ اور علاء الحق سے ملاقات کی اور اُنسے بڑی بحث رہی۔ آخر مین اخی سراج کے معتقد ہوئے۔ اور بیعت کی۔

ساتوان خلیفہ مصر کا متوکل علی اللہ تھا

متوکل معتضد کے بیٹے تھے۔ ۷۶۳ھ ہجری مین اپنے باپ کی جگہ خلیفہ ہوئے پینتالیس برس انکا زمانہ رہا۔ انکی اولاد بہت تھی۔ ستونچے ہوئے۔ بہت سے لڑکا لڑکی چھوڑ کر مرے۔

۷۶۳ھ مین سادات کے لیے عمامہ سبز تجویز ہوا۔ اسی سال تیمور لنگ صاحبقران نے زور پکڑا۔ پھر ۷۶۵ھ مین بمقابلہ سلطان کے بخاری شریف پڑھی گئی۔ ۷۸۲ھ مین ایک امام بمقام حلب نماز پڑھاتے تھے ایک شخص نے اُنسے عبث کیا۔ انھون نے نماز ترک نہ کی۔ جب سلام پھیرا عابث کا منہ سور کا سا ہوگیا۔ وہ بھاگ کر ایک کھوہ مین گھس گیا۔ لوگون کو نہایت عجب ہوا۔ ۷۸۴ھ مین جب برقوق ملقب بہ ظاہر مصر کی سلطنت پر بیٹھا۔ یہ پہلا بادشاہ قوم چراکسہ کا ہے۔ اسنے ۷۸۵ھ مین خلیفہ متوکل کو معزول کرکے قلعہ جبل مین قید کیا۔ محمد ابن ابراہیم بن مستمسک کو خلیفہ بنایا۔

لیکن ۷۸۸ھ مین وہ مرگیا۔ لوگون نے بہت کہا کہ متوکل کو پھر خلیفہ کردو۔ نمانا۔ زکریا برادر محمد کو خلیفہ کیا۔ مستعصم باللہ کا لقب دیا۔ ۷۹۱ھ تک وہ خلیفہ رہے۔ پھر برقوق نے نادم ہوکر متوکل کو حبس سے نکالا۔ اور خلیفہ کیا۔ زکریا کو معزول کیا۔ اسی سال برقوق بھی معزول ہوکر اک مین قید کیا گیا۔ پھر ۷۹۴ھ مین برقوق کو قید سے نکالکر سلطان بنایا یہان تک کہ

سنہ ۸۴۷ھ مین مرگیا۔ اُسکی جگہ اُسکا بیٹا فرخ نام بیٹھا۔ ملقب بہ ناصر ہوا۔ سنہ ۸۴۸ ہجری مین خلیفہ متوکل مرگیا۔

اسی کے عہد مین حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد بن یحیی منیری البہاری نے سنہ ۸۶۲ھ مین اور اسی سال اُنکے ممتاز خلیفہ مولانا مظفر بلخی نے کہ حج کی راہ مین تھے عدن مین انتقال فرمایا۔ اسی عہد مین مخدوم احمد چرم پوش بہاری سہروردی نے بھی وفات فرمائی اور میر سید علی ہمدانی نے سنہ ۷۶۶ ہجری مین اور شیخ جلال مشہور مخدوم جہانیان جہان گشت نے سنہ ۷۸۵ھ مین اور اسی سال شیبان الحق بیابانی نے اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند نے سنہ ۷۹۱ھ مین اور اسی سال حافظ شیراز نے بھی اور ملا سعد الدین تفتازانی نے کہ بڑے عالم متبحر تھے سنہ ۷۹۳ھ مین اور سنہ ۸۰۰ھ مین حضرت علاء الحق پنڈوی نے اور شیخ کمال مجددی نے سنہ ۸۰۱ھ مین اور سنہ ۸۰۸ھ مین حضرت سید اشرف جہانگیر اور شیخ نور قطب عالم پنڈوی نے انتقال فرمایا۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت میر سید علی ہمدانی حضرت امام زین العابدین کی اولاد مین۔ حضرت امام موصوف کے آٹھ بیٹے تھے ایک کا نام عبد الرحمن تھا۔ میر سید علی ہمدانی انھین کی اولاد مین حضرت سید علی موصوف حضرت محمود کے مرید ہین اور وہ حضرت علاء الدولہ سمنانی کے مرید طریقۂ کبرویہ مین ہین۔ یہ بڑے عارف کامل اور صاحب تصرف تھے انکا مزار ختلان مین ہی انکی خانقاہ کشمیر مین ہی اور یہان انکی اولاد بھی بہت ہی۔

حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد بہاری بیٹے حضرت مخدوم یحیی منیری کے ہین اور نواسے حضرت سید شہاب الدین پیر جگجوت عظیم آبادی کے ہین۔ آپ کے آبا و اجداد پشت ہا پشت سے مکرم کامل امام وقت ہوتے آئے ہین۔ آپکا خاندان اس صوبہ بہار مین اظہر من الشمس ہی۔ اور کوئی شریف خاندان اس اطراف مین نہین ہی کہ جسکو توسل اس خاندان سے نہو۔ اس خاندان کا شجرہ درج ذیل ہی۔ آپ کے والد حضرت مخدوم یحیی منیری اوہ آئے

جد فاسد حضرت شہاب الدین خلفاے عظام سے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے تھے - اور ہنوز آپ نے حالت طالب العلمی سے فراغت حاصل نہ کی تھی کہ ان دونون بزرگون نے وفات فرمائی - اسلیے آپ کو بعد فراغت اور تحصیل علم ظاہر کے پیر کی تلاش ہوئی آپ نے علم ظاہر بھی بڑے عالم مستند سے حاصل کیا تھا جنکا نام مولانا شرف الدین توامہ تھا - آپ کا نسب دو واسطہ کی درمیانگی سے حضرت امام تاج فقیہ سے جا ملتا ہی - یعنے حضرت مخدوم یحییٰ منیری بیٹے حضرت اسرائیل کے اور وہ بیٹے حضرت امام تاج فقیہ مکی کے ہین - حضرت امام موصوف کا نسب آٹھ پشت کی درمیانگی سے زبیر ابن عبد المطلب جد رسول اللہ صلے اللہ علیہ سے جا ملتا ہی - اور انکے اوپر حضرت ابو ذر ابن زبیر صحابی ابن عم رسول صلے اللہ علیہ تک جتنے بزرگان گذرے وہ سب امام وقت اور فقہا سے کہلائے - اور ابو ذر رضی اللہ عنہ حضرت عثمانؓ اور امیر معاویہ کے دور خلافت مین قاضی دمشق کے تھے - اور حضرت امام محمد تاج فقیہ سلطان شہاب الدین محمد غوری کے معصر تھے اور اُسی زمانہ مین موافق رویا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مع چند مجاہدین کے ہندوستان مین آئے اور اُسوقت منیر کا راجہ کہ صوبہ بہار کا مالک تھا مسلمانون سے لڑنے کو آمادہ تھا - اُس سے آپ لڑے اور اُسکے تمام لشکر کو شکست دیکر خود اُسکو مار ڈالا - اور اُسکی محل سرا مین اقامت کی - اُنکی بعض اولاد اب تک اُس جگہ پر قابض ہین - امام محمد تاج فقیہ اپنی اولاد یہان چھوڑ کر مکہ کو واپس گئے - اور وہین انتقال فرمایا - آپ کے تین بیٹے ہند مین رہے - محمد اسرائیل - محمد اسماعیل + اور عبد العزیز اور ان تینون بزرگون کا مزار منیر مین ہی -

حضرت شرف الدین احمد بہاری کے نانا حضرت شہاب الدین پیر جگجوت سادات حسینی سے ہین اور کاشغر کے شاہزادے تھے - آپ کی نسل آپ کی آل سے اس صوبہ بہار مین قائم ہی - چنانچہ حضرت عبد العزیز کے بیٹے حضرت سلیمان لنگر زمین کا کوی بھی آپکے خویش تھے - اور مخدوم عطاء اللہ ساکن کجانوان آپ کے نواسے ہین - اور بی بی کمال کا کوی

آپ کی نواسی ہین- اور بقیہ حالات اس خاندان کے شجرہ مندجہ سے واضح ہونگے-

الغرض حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد نے پیر کی جستجو مین سفر کرنا چاہا- لیکن قبل اسکے کہ آپ سفر اختیار کرین ایک ایسا عارضہ آپ کو لاحق ہوا کہ جس سے البانے عقد نکاح کا مشورہ دیا- اور آپ کو عقد کرنا پڑا- اور ایک صاحبزادے بھی جنکا نام ذکی الدین تھا متولد ہوئے- لیکن اسپر بھی جب آپ کو جذبۂ عشق حقیقی غالب آیا آپ نے اپنی بی بی سے فرمایا کہ مجھکو مردہ سمجھو- اور اس لڑکے پر ترکو اختیار ہی- اور خود روانہ ہوئے - دہلی مین پہونچے- زمانہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین کا تھا- اُنکی زیارت کی- کچھ تصرفات بھی آپ کے دیکھے- لیکن دل ملتفت نہ ہوا- حضرت سلطان المشائخ نے اپنے یارون سے فرمایا کہ شرف الدین بہاری شاہباز ہی- آپ نے شیخ بوعلی قلندر کی بھی زیارت کی لیکن اُنکو مغلوب الکیفیت پایا جس سے یارون کی تعلیم دشوار تھی- اسلیے حضرت نجیب الدین فردوسی کی زیارت کو گئے- وہان پہونچتے ہی آپ کے دل پر رعب غالب آیا- اور حضرت نجیب الدین فردوسی کے انتقال کا وقت قریب تھا انھون نے فرمایا کہ ہم تمھارے منتظر بہت عرصہ سے تھے- آپ کی بیعت لی- اور کچھ تحریر دی اور روانہ کیا اور کہا کہ اب تمھاری تعلیم خاص فیضان اویسی سے رسالت پناہی کے ہوگی- اور اگر کوئی واقعہ سنو تو واپس نہ آنا- جیون ہی آپ کچھ راہ طے کر چکے تھے کہ سُنا کہ شیخ نجیب الدین فردوسی نے انتقال فرمایا- حضرت نجیب الدین فردوسی کا سلسلہ تین واسطہ کی درمیانگی سے حضرت نجم الدین کبرا سے جا ملتا ہی- فردوس دہلی کا ایک محلہ تھا جہان حضرت نجیب الدین فردوسی رہتے تھے- لیکن آپ حسب وصیت واپس نہ آئے اور پورب کی راہ لی-

جب بہیہ مین پہونچے کہ جنگلستان تھا- جذبۂ عشق غالب آیا- اور اُسی جنگل مین بارہ برس رہگئے- پھر وہان سے راجگیر کے جنگل مین پہونچے جو بہار سے چھ کوس پر ہی- ایک شیخ مولانا نظام الدین نے کہ شیخ المشائخ نظام الدین اولیا کے یارون سے تھے- جب سُنا کہ حضرت شرف الدین بہاری کبھی کبھی راجگیر مین دکھلائی دیتے ہین- آپ کی ملاقات

کو گئے - اور ملاقات سے نہایت خوش ہوئے - پھر اکثر جانے لگے - تب حضرت مخدوم شرف الدین احمد نے فرمایا کہ کیون آپ لوگ تکلیف کرکے اس پُرخطر جگہ مین آتے ہین مین خود جمعہ کی نماز مین حاضر ہوا کرونگا - چنانچہ آپ ہر جمعہ کو آتے - اور وعظ فرماتے تب لوگون نے آپ کی صحبت کے حصول کے واسطے ایک دو چھپرہ متصل مسجد کے بنایا جہان پر اب آپ کا خانقاہ ہی - اور رفتہ رفتہ آپ اُسمین مقیم ہوئے - اور آخرش ضعیفی جنگل کے جانے سے مانع ہوئی بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے - دس ہزار سے تجاوز کر گئے - خود صوبہ کا ناظم آپکا مرید تھا اُسنے بادشاہی فرمان کئی لاخراج مواضعات کا آپ کی خانقاہ کے خرچ کے واسطے حاصل کیا - لیکن اُسکی طرف آپ کو مطلق التفات نہ ہوا - بلکہ اکثر فرماتے کہ مولانا نظام الدین نے مجھکو بتخانہ مین بٹھلایا ہی -

ایک مرتبہ علماے دہلی نے آپ کی درویشی پر حسد کرکے آپ کی شکایت سلطان وقت فیروز شاہ سے کی اُسنے فرمان آپ کی حاضری کا جاری کیا - اور فیروز شاہ مخدوم جہانیان جہانگشت کا مرید تھا - چاہتا تھا کہ اُنسے ملاقات کرین لیکن ملاقات نہ ہوتی تھی - بعد عرصہ کے جب ملاقات ہوئی تو سب نہین ملاقات کرلے کا پوچھا - انھون نے فرمایا کہ مین خلوت مین مکتوبات حضرت مخدوم شرف الدین بہاری کا دیکھتا تھا کہ وہ نہایت برگزیدہ ہین - اس سبب سے فیروز شاہ نے دوسرا فرمان آپ کی عدم حاضری کے واسطے بھیجا - لیکن جب پہلا فرمان پہونچا تب ہی آپ نے کہدیا تھا کہ برادرم جہانیان جہان گشت کی سفارش سے دوسرا فرمان میری عدم حاضری کا آتا ہی - ایک مرتبہ ایک معزز افغنی کو آپ کے اعزاز کو دیکھکر حسد ہوا - اور اُسنے ایک فاحشہ عورت حاملہ کو آمادہ کیا کہ آپ کو تہمت زنا کی دیوے - چنانچہ یہ مقدمہ قاضی کے اجلاس مین پیش ہوا - قاضی نے آپ کو طلب کیا - آپ اجلاس مین حاضر ہوئے اور آپ کے یاران بھی حاضر تھے - جب قاضی نے آپ سے پوچھا کہ یہ فعل آپ کا ہی آپ ہنوز چپ تھے کہ آپ کے ایک ممتاز یار مولانا مظفر بلخی نے فرمایا کہ اے بچے تو اپنی

مان کے پیٹ سے کیون نہین بولتا کہ کس کا فعل ہی۔ اُسکے پیٹ سے آواز آئی کہ اُسی بودی رافضی کا فعل ہی۔ قاضی صاحب کو استعجاب ہوا اور مقدمہ خارج کرکے آپ کے معتقد ہوگئے۔ واضح رہے کہ مولانا مظفر حضرت مخدوم احمد چرم پوش کے بھتیجے تھے اور بلخ کے بادشاہون سے تھے۔ اور سادات کرام سے ہین۔

آپ کے تصرفات بہت ہین لیکن تصرفات دکھانے کا شوق نہ تھا بلکہ اُس سے نفرت تھی اور ظاہر ہونا بخواستہ تھا۔ آپ کے ممتاز خلیفون مین حضرت مولانا مظفر بلخی۔ مولانا افضل الدین اور مولانا نظام الدین تھے۔ مولانا مظفر قطب عدن کا انتقال عدن مین آپ کی زندگی مین ہوا۔ اُنکے ممتاز خلیفون مین اُنکے بھتیجے مخدوم حسین نوشتہ توحید تھے کہ بعد مین مخدوم شرف الدین احمد کی صحبت مین بھی رہے اور بعد انتقال آپ کے آپ ہی سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کی ایک نقل مشہور ہی کہ ایک شخص نے حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحیٰی سے توحید کے معنی پوچھے۔ آپنے فرمایا کہ حسین سے پوچھو اور اُسوقت یہ گھوڑے پر سوار پان کھائے تھے پان کی پیک گھوڑے کے مُنھ سے گری اور کہا کہ یہی توحید ہی۔ جب مخدوم شرف الدین احمد نے سُنا فرمایا کہ حسین نوشتۂ توحید ہی۔ اسلیے آپکو نوشتۂ توحید کہتے ہین۔ حضرت حسین نوشتۂ توحید آخر مین حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد سے کتاب عوارف المعارف کہ تصنیف سے حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی ہی پڑھا کرتے تھے۔ لیکن ہنوز وہ کتاب تمام نہ ہوئی تھی کہ حضرت مخدوم شرف الدین احمد کی عمر آخر ہوئی اور اسکا افسوس نوشتہ توحید کو ہوا آپ نے فرمایا کہ تم اس کتاب کو جونپور جاکر بدیع الدین مدار سے ختم کرلینا۔ وہ ہنوز پہونچے نہین ہین لیکن آوینگے۔ چنانچہ جب وہ آئے اور اُنکی شہرت ہوئی۔ آپ نے اُس کتاب کو اُنسے ختم کیا۔ انکی جگہہ انکے بیٹے حضرت مخدوم حسن کہ انکے خلیفون مین تھے جانشین ہوئے اور آپ سے بیعت مخدوم شعیب نے کی۔ مخدوم شعیب حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد کے بنی عم اور صحبت یافتہ تھے۔ لیکن اتفاق بیعت کا نہ ہوا تھا۔ مجاہدہ مین کہین باہر تھے

اقوال مخدوم حسین نوشتۂ توحید

بعد وفات مخدوم الملک کے تشریف لائے - الغرض حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد بہاری نے ۵ شوال روز پنجشنبہ کو انتقال فرمایا - اور بہار مین مدفون ہین اُنکی درگاہ زیارتگاہ خاص وعام ہی قبل انتقال کے حضرت مخدوم الملک نے فرمایا تھا کہ میری نماز ایک سید پڑھاویگا جسکا نام اشرف ہی اور یہ پندچیزین اُنکو دینا اور کہنا کہ حضرت علاؤ الحق بنگالی کے پاس جاوین اور اُنسے بیعت کرین - چنانچہ ایسا ہی ہوا - انکی عمر قریب ایک سو برس کے ہوئی -

آپکے حالات کو حضرت محمد مخدوم شعیب نے جسکا نام اکتشاف پور ہی ایک کتاب مین جسکا نام مناقب الاصفیا ہی فراہم کیا ہی - بہت مبسوط ہی اس مختصر مین کہان گنجایش ہی حضرت مخدوم الملک کی یادگار آپکا مکتوبات صدی و بست و ہشت خوان پر نعمت وغیرہ ہی جس سے آپکی لیاقت ظاہری اور باطنی کی بے غایتی معلوم ہوتی ہی -

آپ کی سجادگی عرصہ تک ملجنون مین رہی - جب اُنمین اسکے لائق نرہے - آپکی بیٹی کی اولاد مین سجادگی آئی

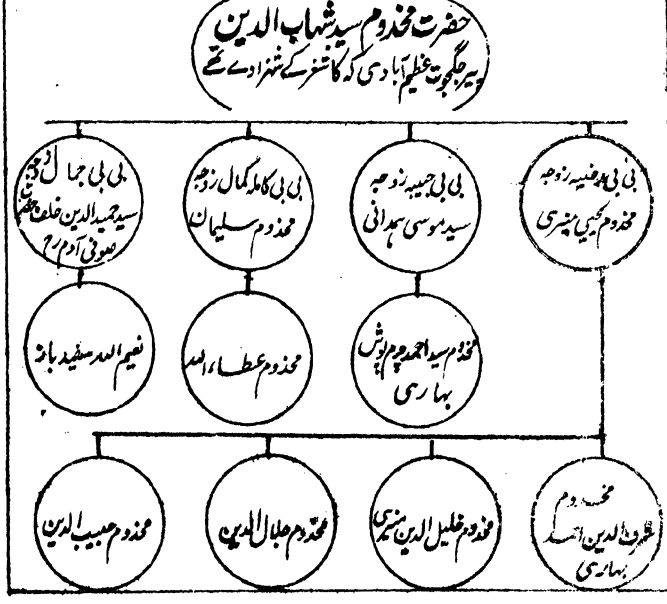

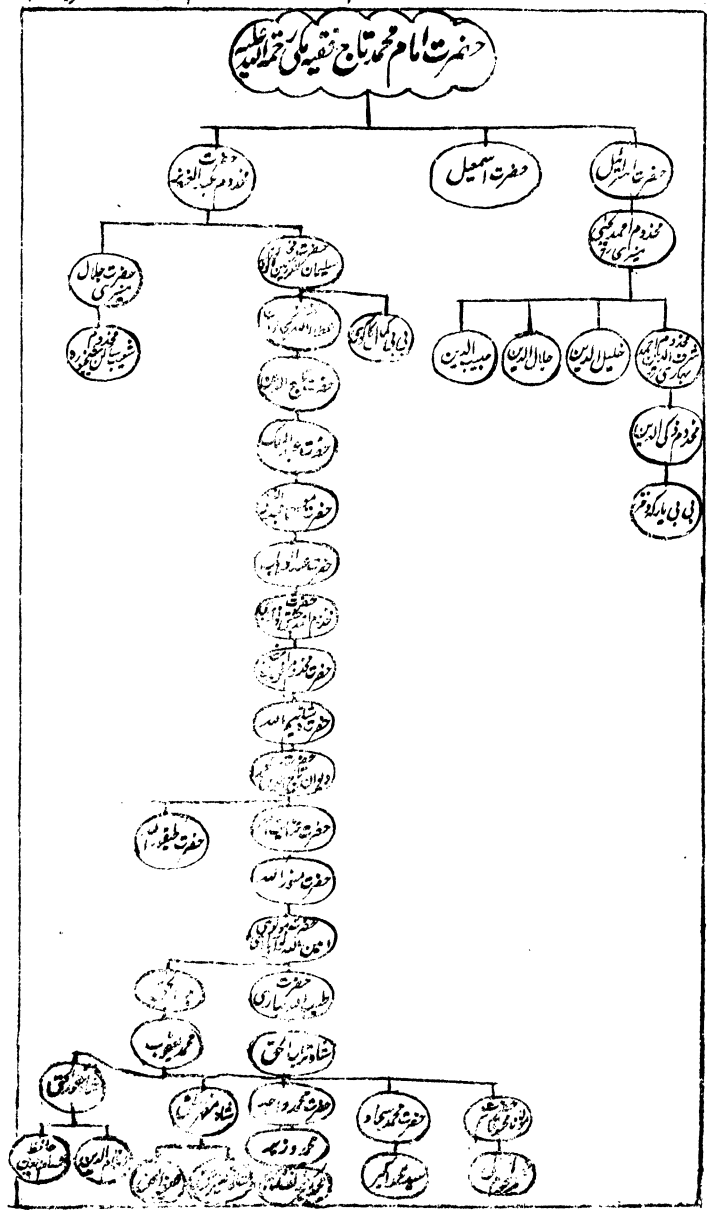
حضرت امام محمد تاج فقیہ ملکی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت اسرائیل
حضرت اسمٰعیل
مخدوم احمد یحییٰ
خلیل الدین
جلال الدین
مہیب الدین
مخدوم فخر الدین

حضرت مخدوم احمد چرم پوش سے عارف کامل تھے۔ آپ حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد کے ہمشیرزادے اور بہار ہی مین ہمو طن تھے۔ ایک واقعہ حضرت مخدوم الملک کے حالات مین ہے کہ ایک شخص حنا پند مکھیون کو مار کر ایک ظرف مین چھپا کر آپ کے پاس لایا اور کہا کہ شیخ کو زندہ کرنے اور مارنے کی طاقت ہوتی ہے یا نہین۔ آپ نے فرمایا کہ ہان۔ اُسنے کہا آپ شیخ ہین اسکو زندہ فرمایئے آپ نے فرمایا مجھ ناچیز مین یہ طاقت کہان۔ برادرم احمد چرم پوش کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ وہان گیا۔ اور ویسا ہی کہا۔ آپ نے اشارہ کیا اور وہ مکھیان زندہ ہوگئین۔ تب اوسنے کہا کہ مردہ کرنے کا بھی تماشا دکھایئے آپ نے غصہ سے کہا کہ جا راہ مین دیکھے گا۔ چنانچہ راہ مین اُسکو ایک بیل نے مارا اور وہ مرگیا۔ جب حضرت مخدوم الملک کو یہ حال معلوم ہوا آپ اُسکی نماز مین شریک ہوئے۔ اور حضرت احمد چرم پوش بھی یہ سُنکر شریک ہوئے۔ یہ بزرگ سہروردیہ ہین اور چار واسطے کی درمیانگی سے آپ کا سلسلہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے جا ملتا ہے۔ آپ کی وفات ۷۲۶ھ مین ہوئی۔ مخدوم یگانہ تاریخ وفات ہے۔ یہ بھی حضرت شہاب الدین پیر جگجوت کے نواسے ہین۔

شیخ جلال مشہور بہ مخدوم جہانیان جہان گشت حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کے پوتے حضرت رکن الدین کے مُرید ہین۔ یہ سید ہین۔ آپ کے جد سید جلال الدین بخارہی تھے۔ اُنکے تین بیٹے تینون کامل تھے۔ سید احمد کبیر۔ سید بہاؤ الدین اور سید محمد۔ مخدوم جہانیان جہان گشت۔ سید احمد کبیر کے بیٹے تھے۔ بڑے عارف کامل گذرے ہین فیروز شاہ خلجی کو حضرت مخدوم جہانیان سے عقیدت تھی اور آپ کے پاس جانا چاہتا تھا۔ جب آپ کو معلوم ہوا۔ آپ نے بادشاہ کو لکھا کہ میرا قصد عرصہ سے دہلی کے مشائخ کی زیارت کا ہی خصوصاً حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کی۔ مین بہت جلد آتا ہون۔ اور بادشاہ ہرگز یہان آنے کا قصد نہ کرے۔

چنانچہ آپ دہلی مین پہونچے۔ اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی سے استفادہ اُٹھایا اور بادشاہ بھی آپ کی زیارت کو آیا اور نورانی روشن چہرہ آپ کا دیکھکر مرید ہوا۔ آپ نے تمام دنیا کی سیر کی تھی اسلیے آپ کو جہانگشت کہتے ہین اور سات مرتبہ حج اکبر ادا کیا۔ اور مکہ کے خلیفہ سے قدم رسول مانگا اور دہلی مین لائے اور بادشاہ نے کئی منزل استقبال کیا اور سر پر لایا۔ لیکن جب بادشاہ کا بیٹا فتح خان کہ جسکو نہایت عزیز رکھتا تھا وہ مرگیا۔ اُسکی قبر پر نصب کرکے اُسپر ایک بڑا روضہ بنایا۔ کہ آجتک دہلی مین موجود ہی۔ اور دوازدہم کو وہان میلہ اور ہجوم خلائق کا ہوتا ہی۔ اور اُس عمارت کو درگاہ قدم شریف کہتے ہین۔ حاصل کلام انتقال مخدوم جہانیان کا دہم ذیحجہ ۷۸۵ھ مین ہوا اور قصبہ اوچ ملتان مین کہ اُسکو اچ بھی کہتے ہین مدفون ہین۔

شیخ شعبان الحق

حضرت شیخ شعبان الحق بیابانی ایک درویش صاحب کمال خاندان مین سید محمد بکر کے ہین۔ موضع جھوسی خاص مین کہ مقابل قلعہ الہ آباد کے اُس پار ہی رہتے تھے۔ اور گوشہ اختیار کیا تھا۔ وہین ۷۸۵ھ مین وفات فرمائی اور مدفون ہین اور انکا مزار خلائق کی زیارت گاہ ہی۔ وفات کی تاریخ قطب گنج العرش کے لفظ مین پائی ہی۔

قبر صاحب الزمین

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند سادات حسینہ سے تھے۔ قبل آپکی پیدایش ایک بزرگ نے جنکا نام محمد بابا سماسی تھا۔ آپ کی ولادت کی خبر دی تھی۔ اور آپکی ولادت کی جگہ پہونچکر کہتے تھے کہ مجھکو ایک مرد کی خلقت کی بُو آتی ہی کہ وہ امام طریقت اور پیشوا ے شریعت ہوگا۔ اور آپ کی پیدایش کے تین روز بعد پھر محمد بابا نے خبر دی کہ وہ لڑکا پیدا ہوا۔ جب آپ کے جد امجد کو یہ حال معلوم ہوا کہ ایک درویش ایسی خوشخبری آپ کی بہ نسبت دیتا ہی۔ آپ بہت خوش ہوئے اور آپ کو اُنکے پاس گود مین لے گئے محمد بابا دیکھکر نہایت بشاش ہوئے اور اُن سے فرمایا کہ یہ وہی لڑکا ہی جسکی خوشخبری مین نے تم لوگون کو دی تھی۔ اور کہا کہ مین نے اس لڑکے کو اپنی فرزندی مین لیا۔ اور یہ میرا

قلبی فرزند ہوگا - اور اپنے خلیفہ امیر کلال سے کہا کہ اسکی تعلیم مین دریغ نہ کرنا اور انھون نے فرمایا کہ اگر اس مین ہم دریغ کرین تو مرد نہین - اسلیے جب آپ کو شعور ہوا اور محمد بابا سماسی کا انتقال ہوا - آپ نے خواجہ امیر کلال سے بیعت کی - لیکن حقیقت مین آپ کو انسیت یعنے روحی فیض خواجہ عبد الخالق سے پہونچا - اور وہ خواجہ ابو یوسف ہمدانی کے خلیفہ تھے اُنکا ذکر مختصر اوپر ہو چکا ہے - خواجہ عبد الخالق کے خلیفہ خواجہ عارف ریوگری اور اُنکے خلیفہ خواجہ محمود فغنوی تھے اور اُنکے خلیفہ خواجہ علی رامیتنی تھے جنکا قول تھا کہ اگر خواجہ عبد الخالق کے مریدون سے منصور حلاج کے وقت مین کوئی ہوتا تو منصور سولی پر نہ چڑھایا جاتا خواجہ علی رامیتنی کے خلیفہ خواجہ محمد بابا سماسی تھے -

الغرض خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ نے اپنے روحی فیض کا حال یارون سے یون فرمایا - کہ ایک روز ابتداے تعلیم مین شوق کو ولولہ ہوا - اور بخارا کے مزارات کی طرف چلا دیکھا تو ایک مقبرے مین چراغ روشن ہے اور اُسمین تیل اور بتی پوری ہے لیکن دھیما جلتا ہے - انھین مزارون مین سے ایک مزار کے سامنے کہ سب سے نیچے تھا بیٹھا - منہ کچھ پچھم طرف تھا - اور سامنے دیوار تھی - ناگہان مجھکو اونگھنی آئی - اور دیکھا اُس دیوار مین دروازہ ہوگیا - اور اُس دروازہ سے ایک بزرگ تخت پر بیٹھے نکل آئے - اور سبز چادر اُنکے تخت سے سر تک کھنچی تھی - اور اُس تخت کے گرد ایک جماعت تھی کہ جنکا چہرہ نورانی تھا - اور وہ ابدالون سے تھے لیکن اُن مین سے ایک کو مین نے پہچانا کہ محمد بابا ہین - انھین جماعت مین سے ایک شخص میرے پاس آیا - اور اُسنے کہا کہ یہ ابرار لوگ جو جمع ہین اُنکے افسر عبد الخالق ہین جو تخت پر بیٹھے ہین - اور یہ لوگ جو گرد ہین اُنکے خلفا ہین - اور ہر ایک کو بتایا کہ فلان خواجہ عارف خواجہ احمد صدیق اور فلان خواجہ محمود اور خواجہ علی رامیتنی ہین اور جب محمد بابا کے پاس مین پہونچا تو کہا کہ یہی تمھارے

شیخ ہین جنھون نے تمکو لوکپن مین ٹوپی دی تھی۔ اور اُن سے تمکو برکت پہونچی ہی۔ پھر انھون نے کہا کہ اگر کوئی بلا بھی زمین پر آوے۔ تو الصمد نے تمکو وہ قابلیت دی ہی کہ اُس سے وہ بلا دفع ہوجاے پھر ہمسے کہا کہ جو فرماتے ہین اُسکو سُنو۔ اُس جماعت سے ہمنے اجازت چاہی کہ ہم سلام کرین اور دیدار سے مشرف ہون۔ پردہ اُٹھا دیا گیا۔ مین نے اُس چہرۂ نورانی کو عبد الخالق کے دیکھا اور بیہوش ہوگیا۔ لیکن ہوش مین آکر نہایت تعظیم سے سلام کیا۔ اور جو کچھ انھون نے فرمایا دل سے سُنا۔ جو کچھ کہ سلوک سے ابتدا مین یا دہیان مین یا انتہا مین علاقہ رکھتا ہی وہ سب مجھ سے فرمایا۔ جب تلقین سے فراغت کی تو کہا کہ اس چراغ کو دیکھتے ہو اس سے تمکو یہ اشارہ ہی کہ تم مین قابلیت ہی اس قابلیت کو ضائع نہ کرو۔ یعنے قابلیت تمھاری مثل فتیلہ کے ہی جب اُسکو حرکت دوگے تو روشنی تیز ہوگی۔ اور احکام شریعت کو واجب جانو اور اتباع سُنت کو لازم۔ اور بدعت سے احتراز کرو۔ آثار صحابا اور احادیث پر مداومت کرنا چاہیے اور آل کرام کی خصلت اور صحابہ عظام کی روش اختیار کرنا۔ پھر فرمایا کہ تم امیر کلال کے پاس جاؤ کہ وہ ابدال سے ہین۔ چنانچہ دوسرے روز جب امیر کلال کی خدمت مین پہونچے انھون نے بڑی خاطرداری کی اور ذکر نفی اور اثبات کا یعنے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا تعلیم کیا۔ چونکہ اسکے پہلے مجھکو ذکر خفی کی تعلیم ہوئی تھی اسلیے مین نے ذکر جہر سے احتراز کیا۔ جب اہل طریقت نے اس طریقہ مین سماع اور ذکر جہر اور خلوت یعنے چلہ کشی نہین دیکھا۔ ان لوگون نے کہا کہ تمھارے اس طریقہ مین اور طریقون سے خلاف ہی۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے یہان خلوت در انجمن ہی اور ہمارا قول ہی ؎

آشنا شو از درون و ز بیرون بیگانہ باش		گلین چنین زیبا روش کم مے بود اندر جہان

اور یہ آیت فرماتے رجال لا تلہیھم الخ ۔ حضرت خواجہ کو کوئی غلام اور کنیز نہ تھی اور نہ اُنکی خواہش تھی۔ لوگون نے کہا کہ آپ ملازم کیون نہین رکھتے۔ آپ فرماتے کہ خواجگی کے ساتھ بندگی نہین ہوسکتی اگر کوئی آپ سے تصرفات کا طالب ہوتا تو آپ فرماتے کچھ بھی بڑا

تصرف ہے کہ باوجود گناہ کے بوجھ کے چلتا پھرتا ہون لیکن اس پر بھی آپ سے بہت تصرفات بلا درخواست سرزد ہوئے۔ بہت بیمارون نے شفا پائی۔ ایک مرتبہ آپ نے یہ رباعی پڑھی۔ تو غیب سے خوان آیا۔ ؎

ای آنکہ تو دادۂ بہ گل نکہت و رنگ		فیروزہ بہ کان دُر بہ صدف لعل بہ سنگ	
روزی خور تست گبر و ترسا و فرنگ		رزاق توئی بہ رزق ما چیست درنگ	

آپ کے بہت سے کامل خلفا گذرے ہین لیکن سب سے ممتاز خلیفون مین حضرت علاء الدین عطار آپ کے سمدھی اور حضرت خواجہ محمد پارسا آپ کے بھتیجے ہین۔ اور حضرت مولانا یعقوب چرخی بھی آپ کے خلفا سے ہین۔ لیکن انھون نے مابعد مین حضرت علاء الدین عطار کی صحبت بھی حاصل کی۔

حضرت خواجہ حافظ شیرازی باشندہ شہر شیراز کے ہین۔ اور تمام ملکون مین نہایت مشہور ہین۔ دیوان حافظ انکی کتاب ملکون ملکون مین شہرت رکھتی ہے۔ اور انکا کلام نہایت فصیح ہے۔ اور اس شخص کو بلبل سخنوری اور طوطی شکرستان بلاغت کہتے ہین۔ اور علم قرأت مین یعنے قرآن کو خوش الحانی سے پڑھنے مین مہارت کمال رکھتے تھے۔ اور ہر شب جمعہ کو شیراز کی مسجد مین قرآن نہایت خوش آوازی سے پڑھتے۔ اور یہ بزرگ طبقات صوفیہ مین یعنے عارف شمار کیے جاتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ ابتدا مین شاخ نبات کے عشق مجازی مین حضرت امام علی رضاؑ کے روضہ پر چلہ کش تھے اور وہین سے فیضان اویسیت کے زور سے عشق حقیقی غالب آیا۔ اور مابعد مین حضرت خواجہ بہاء الدین کے خلفا سے ہوئے انکے دیوان کی بہ نسبت حضرت جامی نے فرمایا ہے کہ لسان غیب ہے اور اکثر لوگ اس سے فال لیتے ہین اور اپنا مطلب نکالتے ہین۔ اسکا ترجمہ اکثر زبانون مین ہوا ہے۔ چنانچہ انگریزی مین بھی ہوا۔ انھین کا شعر ہے۔ ؎

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید		دیگران ہم بکنند انچہ مسیحا مے کرد	

علاء الحق پنڈوی

حضرت علاء الحق پنڈوی بڑے عالم اور عارف کامل مرید حضرت اخی سراج کے تھے جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہی۔ حضرت کی ایک نقل مشہور ہی۔ یعنی ایک روز مخدوم الملک بہاری سجدہ مین گئے اور بہت حمد و ثنا باری تعالی کی بالائے لوگون نے پوچھا کہ آپ نے بیوقت کیون اسقدر سجدہ اور حمد و ثنا کی آپ نے فرمایا کہ ایک قطب کا انتقال ہوا۔ اُسکی جگہ عالم ملکوت مین ہمارا نام تجویز ہوا تھا لیکن آخرش علاء الحق پنڈوی بنگالی اسپر مقرر ہوئے۔ اسلیے مین شکر کرتا ہون کہ مین اس بوجھ سے آزاد رہا۔ آپکی قبر خاص پنڈوہ مین ہی اور لوگونکی زیارت گاہ ہی۔ انکے بڑے ممتاز خلفا سے آپ کے بیٹے نور قطب عالم ہین۔ اور حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی ہین۔

شیخ کمال خجندی

شیخ کمال خجند بڑے صاحب کمال اور خدا وند وجد و حال تھے۔ اور تبریز مین ایک گوشہ اختیار کیا تھا کہ رات کو وہان رہتے اور دوسرا کوئی اُسمین نہین جاتا جب اُنکی وفات کے بعد لوگون نے دیکھا سوائے ایک بوریے کے جسپر سوتے تھے اور ایک پتھر کے جو بجاے تکیہ کے تھا کچھ نہ پایا۔ انکی قبر پر یہ شعر لکھا ہی۔

کمال از کعبہ رفتی بر در یار	ہزارت آفرین مردانہ رفتی

تاریخ وفات کو کمال خجندی کے لفظ مین پایا ہی۔

سید اشرف جہانگیر

حضرت سید اشرف جہانگیر رحمتہ اللہ علیہ سمنان کے بادشاہ تھے۔ جب اپنے باپ سید ابراہیم کی جگہہ بادشاہ ہوئے۔ جذبۂ عشق حقیقی غالب آیا۔ اور سلطنت کو ترک کیا۔ بہت جگہہ پھرے اور اپنے زمانے کے تمام بزرگون سے فیض اُٹھایا۔ اگرچہ بیعت و خلافت آپ کو علاء الحق پنڈوی سے تھی لیکن چارون سلسلہ مین اجازت ہی۔ سات برس کی عمر مین آپ قرآن کے حافظ ہوئے۔ اور چودہ برس کی عمر مین چودہ علم حاصل کیے۔ اور اسی سال آپ کے والد نے انتقال فرمایا۔ آپ اُنکی جگہہ جانشین ہوئے اور کئی برس نہایت عدل اور انصاف سے بادشاہت کی۔ لیکن بعد اسکے مردان خدا کی صحبت کا ذوق ہوا۔ اور شیخ رکن الدین سمنانی کی صحبت مین رہے کہ بڑے عارف تھے۔ اسی طرح

اور بزرگون کی صحبت بھی حاصل کی۔ یہان تک کہ خضر علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہا کہ اسم اللہ کو دل پر پوشیدہ نقش کرو۔ ہر لحظہ اُسکے معنی کی طرف غور کرو اور پاس انفاس رکھو۔ اور ایسا پوشیدہ کرو کہ زبان کو بھی اس سے واقفیت نہ ہو۔ ایک عرصہ تک جب ایسا کیا تو بڑا فائدہ اُٹھایا۔ بعد اسکے حضرت اُویس قرنی کو خواب مین دیکھا۔ اور اویسی اذکار اُنسے سیکھے لیکن اسوقت تک بادشاہی کی خدمت آپ سے متعلق تھی۔ اسلیے پھر خضر علیہ السلام کو دیکھا۔ اُنھون نے فرمایا کہ اگر تجھکو درویشی کی طلب ہے۔ تو یا دشاہی ترک کرکے ہندوستان کی طرف جا اور جلال الحق پنڈوی سے بیعت کر وہ تجھکو واصل حق کریگا۔ چنانچہ آپ نے سلطنت ترک کی اور والدہ سے رخصت ہوئے انھون نے اجازت دی اور فرمایا کہ خواجہ احمد یسوی نے سچ کہا تھا۔ کہ تیرے شکم سے ایک ولی ازلی پیدا ہوگا۔ اس خبر کو سُنکر حضرت سید اشرف کا دل اور بڑھا۔ اور روانہ ہوئے حضرت مخدوم جہانیان جہان گشت سے راہ مین ملاقات ہوئی۔ اُنسے بڑے مستفید ہوئے۔ پھر بہار پہونچے کہ مخدوم شرف الدین احمد بہاری سے شرف حاصل کرین۔ لیکن اُسی روز اُنکا انتقال ہوا تھا۔ حسب وصیت حضرت سید اشرف نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور جو تبرکات کہ مخدوم شرف الدین احمد بہاری نے آپ کے لیے دیا تھا اُسکو لیا اور موافق وصیت کے بنگالہ روانہ ہوئے۔ اور مخدوم علاؤ الحق پنڈوی نے موافق ہدایت خضر علیہ السلام کے گھر سے نکلکر آپ کا استقبال کیا۔ گھر مین لے گئے اور بڑی خاطر داری کی۔ آپ نے بیعت کی۔ اور مخدوم علاؤ الحق پنڈوی نے خرقۂ خلافت عطا کیا۔ اور اجازت دی۔ وقت اجازت کے مخدوم علاؤ الحق نے کہا کہ تم جہانگیر ہو۔ اور جونپور مین ایک شیر بچہ کہ حاجی ہے اور اُسکا لقب چراغ ہند ہے۔ تمھارا شیر بچہ اُسکا کام تمام کریگا۔ اس سبب سے آپ جونپور کی طرف چلے۔ وہان کے علما آپ سے بحث کے واسطے تیار ہوئے اور فضیلت خلفا مین گفتگو رہی۔ آپ نے ایک کتاب اپنی تصنیف سے دی جسمین چارون خلیفون کی صفت

تھی۔ لیکن اُسمین خلیفۂ چہارم کی صفت کچھ زیادہ تھی۔ اس سے بعض متعصب نے آپ کو شیعہ کہا۔ اُسی شب وہان کے خانخانان نے حضرت صلعم کو خواب مین دیکھا کہ سید اشرف جہانگیر کو رفض کی تہمت مت دو اور اُنکی ایذا کے در پر نہ ہو کہ ہمکو اور علی کرم اللہ وجہہ کو ایذا پہونچے گی۔ خان نے جب یہ خواب دیکھا صبح کو آپ کی قدمبوسی کو حاضر ہوا اور معذرت کی اور کہا کہ ہم یہان کے علما کو سمجھا لینگے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ ہم جواب دین گے۔ جب علما لوگ بعد جمعہ کے جمع ہوئے اور آپ کی بہ نسبت استفتا نکالا۔ خان نے فتوا نکالی اور کہا کہ اگر کسی نے اپنے باپ کی زیادہ تعریف لکھی تو مناسب کیا۔ اسکے بارے مین انھون نے قول مستند ڈھونڈھا اور انھون نے ایک معتبر کتاب سے دیکھکر دکھلایا حضرت سید اشرف نے اُس خان کو دعا دی۔ اُسکو چار بیٹے اللہ نے دیے۔ سب عالم اور کامل نکلے۔ اس درمیان مین ایک شخص سیر کبیر تھے کہ نیک چلن اور نیک صفت تھے۔ بڑے عالم تھے۔ لیکن کسی سے عرفان نہین حاصل کیا تھا۔ اُنکو اسکا ذوق ہوا اُنھون نے خواب مین ایک پیر کو دیکھا۔ اُسکی تلاش ہوئی۔ حاجی مذکور کے پاس جن کا شہرہ جونپور مین تھا گئے۔ لیکن وہ حلیہ کہ خواب مین دیکھا تھا نہ پایا۔ پھر حضرت سید اشرف کے حضور مین حاضر ہوئے تو ٹھیک وہی حلیہ پایا۔ اور بیعت کی۔ حضرت سید اشرف نے اُنکے بہ نسبت فرمایا کہ یہی شیر بچہ ہے کہ موافق قول حضرت علاء الحق کے شیر کو مار یگا۔ چنانچہ جب حاجی جونپوری کو معلوم ہوا کہ سیر کبیر نے سید اشرف سے بیعت کی تو اُنھون نے بد دعا کی کہ جوانی موت مریگا۔ وہ بہت ڈرے لیکن حضرت سید اشرف نے فرمایا کہ وہ تم سے پہلے مریگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر آپ وہان سے کچھوچھا آئے جہان اب آپ کا مزار ہے۔ لیکن وہان ایک کامل جوگی رہتا تھا اُسنے بہت حیلے اور مکر پیش کیے۔ آپ نے سب کو روکیا۔ وہ سب مسلمان ہوگئے اُنکا معبد اب کا خانقاہ اور حجرہ ہوا۔ اور ایک باغ آپ نے بنوایا اُسکا نام روح آباد رکھا۔ پھر آپ نے

سفر اختیار کیا - اور بدیع الدین شاہ مدار اس مرتبہ آپ کے ہم سفر ہوئے - آپ حج بیت اللہ سے فارغ ہوکر نجف اشرف مین آئے - اور وہان سے کربلا پہونچے - اور امام اعظم کے روضہ پر حاضر ہوئے اور فرمایا کہ وہان سے فیض اتم جاری ہی اور امام احمد حنبل کی قبر کی زیارت کی - آپ نے روم کا بھی سفر کیا - اور حضرت مولانا روم اور اُنکی بیٹی کے مزار کی زیارت اور وہان کے تمام مشائخ وقت کی ملاقات کی اور فیض اُٹھایا - اور وہان سے شام پہونچے اور فخرالدین عربی سے ملاقات کی - وہان سے کاشان آئے اور حضرت عبدالرزاق سے ملاقات کی - پھر مشہد پہونچے اور امام علی رضا کے روضہ پر معتکف رہے اور فیضیاب ہوئے - پھر وہان سے سمنان آئے اور اپنی بہن کو دیکھا - جب آپ مشہد مین تھے شاہ تیمور صاحبقران بھی وہان آیا - اور آپکی زیارت سے مشرف ہوا اور معتقد ہوگیا - آپ وہان سے ہرات آئے - اور ہرات سے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند اور خواجہ علاء الدین عطار کی زیارت کو گئے اور اُنسے خرقۂ خلافت حاصل کیا - وہان سے ترکستان گئے - اور خواجہ احمد یسوی کی اولاد اور جانشین سے ملاقات کی - وہان سے قندھار اور قندھار سے غزنی وہان سے کابل پھر اجودھن پہونچے اور حضرت بابا فرید کے مزار سے مشرف ہوئے پھر دہلی پہونچے وہان سے اجمیر گئے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار سے فیضیاب ہوئے - پھر وہان سے دکھن گئے اور حضرت سید محمد گیسو دراز کی زیارت سے کہ نصیر چراغ دہلی کے خلیفہ تھے مشرف ہوئے - پھر وہان سے سراندیب اور گجرات ہوکر روح آباد مین واپس آئے - پھر دوسرا سفر آپ نے ہمراہ سید علی ہمدانی کے اختیار کیا اس سفر مین بھی آپ شہر بہ شہر پھرے اور اپنے پیر سے دوبارہ مشرف ہوئے - اور نعمات چشتیہ سے فیضیاب ہوئے - اس سیر مین آپ ایک سو نوے درویشون سے ملے اور سب سے بہرہ ور ہوئے - پھر جو سفر آپ نے اختیار کیا تو مخدوم جہانیان جہان گشت سیم

پھر مشرف ہوئے اور چار سو کئی درویشون سے انھون نے جو فائدہ اُٹھایا تھا وہ سب آپ کو سونپا۔ آپ وہان سے جونپور پہونچے۔ اس مرتبہ قلندرون نے آپ سے گستاخی کرنا چاہی اور چھیڑا کہ آپ درویش ہین تو جہانگیر لقب بادشاہون کا کہان سے پایا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے پیر نے لقب جہانگیر کا دیا۔ اُنسے کہا کہ جہانگیری کی کیا نشانی ہی دکھلاؤ۔ آپ نے کہا کہ ہم فقط جہانگیر نہین ہین جانگیر بھی ہین۔ یہ سُنکر وہ فوراً مرگیا۔ اس سبب سے بقیہ قلندرون نے توبہ کی اور آپکے معتقد ہوگئے۔

اسی طرح چند جوگیون نے بحث کی۔ آپ نے کہا کہ اپنے ایک بت کو لاؤ۔ وہ گواہی دیگا چنانچہ بُت لائے اور بُت سے آواز آئی کہ یہ ولی اللہ ہین۔ افسوس کہ آپ نے ۲۷۔ محرم کو انتقال فرمایا جس روز آپ نے انتقال فرمایا پہلے آپ نے تمام اکابرون کو جمع کرکے ملاقات کی اور اُسی مجمع مین اپنے ایک عزیز کو جنکا نام عبدالرزاق تھا اپنا جانشین کیا۔ اور سماع کی مجلس منعقد کی۔ حالت وجد مین آپ نے انتقال کیا۔ آپ کے خلفا سے صفی الدین ردولوی حنفی ہین جنکو عبدالحق ردولوی کہتے ہین۔

حضرت نور قطب عالم کا اصل نام نورالدین تھا۔ اپنے والد حضرت مخدوم علاء الحق پنڈوی کے مُرید تھے۔ یہ بھی مثل اپنے والد کے برگزیدہ اور قطب وقت تھے۔ پنڈوہ مین مدفون ہین اور اُنکا مزار بھی عالم کی زیارت گاہ ہی۔ حسام الدین مانکپوری ان کے خلیفہ ہین۔

آٹھوین خلیفہ مصر کے عباسیون مین سے المستعین باللہ تھے

مستعین باللہ ابن متوکل ۷۵۳ھ مین اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوئے۔ سلطان مصر اُسوقت ملک ناصر فرج تھا جب ناصر مغلون کی لڑائی مین مارا گیا۔ لوگون نے خلافت کے سوا بیعت سلطنت بھی خلیفہ سے کی۔ ۷۵۴ھ مین اس بات کو لیکر عہد و پیمان

امرا وغیرہ کے قبول کیا۔ مصر مین آئے۔ عزل و نصب مین تصرف کیا۔ سکہ اُنکے نام کا جاری کیا گیا۔ لقب وہی رہا۔ شیخ الاسلام ابن حجر نے تہنیت مین قصیدہ لکھا جسکا مطلع یہ ہے۔ ؎

الملک فینا ثابت الاساس	بالمستعین العادل العباس

نظام الملک بجاے اُنکے وزیر کے تھا۔ سب کام اُسکے ہاتھ مین دیدیا۔ اُس نے کہا تجھکو سلطان بناوے۔ اُنھون نے نہ مانا۔ اِسنے زبردستی سلطان کا لقب لے لیا۔ اور ملک موید کہلایا۔ مستعین کو خلافت سے معزول کرکے اُنکے بھائی داؤد کو خلیفہ کیا۔ مستعین کو قید کیا۔ نوروز شام کے نائب نے جب یہ ماجرا سُنا فوج کشی کرنا چاہی تب اُسنے مستعین کو اسکندریہ مین بھیجا اور وہین قید رکھا۔ یہان تک کہ تاتاریون نے اُنکو رہا کیا لیکن وہ ۸۳۳ھ تک زندہ رہے اور طاعون سے مرے۔ ۸۱۴ھ بھی مین سلطان غیاث الدین حاکم بنگالہ نے بہت تحفے اور ہدیے بھیجکر نیابت طلب کی۔

نوان خلیفہ مصر کا عباسیون مین سے المعتضد باللہ تھا

داؤد بن متوکل نے اپنا لقب معتضد باللہ رکھا بعد خلع خلافت برادر کے ۸۱۵ھ مین خلیفہ ہوئے۔ ۸۴۵ھ مین مرگئے۔ بہت ذکی فطین اور نبیل تھے۔ علما اور فضلا کے پاس بیٹھتے۔ اُنسے فائدہ اُٹھاتے۔ ستر برس کی عمر مین مرے۔

اسی عہد مین مولانا سید شریف نے کہ بڑے عالم تھے اور اصل نام اُنکا علی بن محمد تھا اور حضرت علاء الدین عطار کے صحبت یافتہ تھے۔ اور حضرت مخدوم شاہ تقی بیٹے شیخ شعبان الحق بیابانی نے کہ مثل اپنے باپ کے عارف کامل تھے ۸۱۶ھ مین اور حضرت شیخ سید محمد گیسو دراز نے کہ خلیفہ شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کے تھے اور پیر کے حکم سے دہلی سے دکھن گئے تھے ۸۲۵ھ مین اور سید شاہ نعمت اللہ ولی نے کہ مرید شیخ

عبد اللہ کی یا نعمی کے تھے اور بڑے عارف کامل اور تمام سلاطین زمانہ اُنکے معتقد تھے اُنھون نے قریب پانسو جلد کتابون کے تالیف کی تھی ۸۳۴ھ مین اور حضرت سید قاسم انوار نے ۸۳۷ھ مین اور حضرت شاہ بدیع الدین عرف شاہ مدار نے ۸۳۸ھ مین انتقال فرمایا۔

سید قاسم انوار کا لقب معین الدین علی ہی۔ انکا سلسلہ حضرت شیخ صدر الدین اردبیلی سے ملتا ہی۔ آپ کی اصل آذربائجان ہی۔ بعد تکمیل کے ہرات کی طرف توجہ کی اور اکثر لوگ وہان کے عمائد سے آپ کے مرید ہوئے۔ بعض لوگون نے شاہرخ مرزا خلف تیمور شاہ سے شکایت کی کہ اکثر نوجوان مرید شاہ قاسم انوار کے ہوئے ہین۔ اور ہلوگون کو اُنکی صلاحیت مین شک ہی۔ اسلیے اُسنے آپ کے نکالنے کا حکم دیا۔ لیکن کسی کو اسکی طاقت نہ تھی کہ عرض کرے۔ شاہزادہ بایسنغر نے کہا کہ مین لطائف الحیل سے اس بات کو پیش کرونگا۔ چنانچہ آپ کی ملاقات کو آیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمھارے باپ نے ہمارے نکالنے کا حکم دیا ہی۔ مین نہین جانتا کہ کس جرم پر ایسا کیا ہی۔ اُسنے کہا کہ آپ اپنے قول پر کیون نہین عمل کرتے ؎ قاسم مخور کوتاہ کن برخیز و غرم راہ کن + شکر بر طوطی فگن مردار پیش کرگسان + سید نے دعا اور تحسین کی اور وہان سے روانہ ہوے۔ اور بعد چند عرصہ کے جام مین انتقال فرمایا۔

حضرت بدیع الدین شاہ مدار مرید شیخ طیفور بسطامی کے تھے۔ کہتے ہین کہ وہ بظاہر کچھ نہین کھاتے تھے اور نہ اونکا کپڑا کبھی میلا ہوتا تھا اور نہ اُسپر مکھی بیٹھتی تھی۔ اور اُنکے چہرے پر ہمیشہ نقاب پڑا رہتا تھا۔ نہایت حسین اور جمیل تھے۔ چارون کتاب سماوی کے حافظ اور عالم تھے۔ لوگ کہتے ہین کہ انکی عمر چار سو برس سے زیادہ تھی واللہ اعلم۔ اور تمام دنیا کا سفر اُنھون نے بھی کیا تھا اور اپنے وقت کے قطب مدار تھے۔ اسلیے لوگ شاہ مدار کہتے ہین۔ ان سے مخدوم حسین نوشتہ توحید نے حسب وصیت مخدوم شرف الدین بہاری اپنے پیر کی کتاب عوارف پڑھی تھی اور فیضیاب ہوئے۔ آپ کے مرید اور خلفا بہت ہین لیکن اکثر قلندر منش ہین۔ انکے خلفا سے حضرت جمن جتی جنکا مزار ملیسہ مین ہی تھے۔ آپ کا مزار مکن پور مین ہی۔ کہتے ہین کہ ایک مرید

حضرت بدیع الدین شاہ مدار

نے اپنے بیٹے کا نام آپ کے نام پر رکھا آپ نے اُسکو دیکھکر فرمایا کہ اب میرا قائم مقام آگیا۔ میں جاتا ہوں۔ اور انتقال کیا۔ آپ سے بہت تصرفات سرزد ہوئے۔ جیسے مردے کا زندہ ہونا وغیرہ۔

دسوان خلیفہ مصر کا عباسیون مین سے المکتفی باللہ تھا

سلیمان بن متوکل بموجب عہد برادر حقیقی کے خلیفہ ہوا۔ اور لقب مکتفی باللہ کا لیا۔ سیوطی کے والد ماجد نے اُنکے لیے نسخہ عہد لکھا۔ یہ خلیفہ صالح تھا۔ نہایت عابد خاموش گوشہ گزین انکے بھائی معتضد نے کہا جیسے یہ جوان ہوا کوئی کبیرہ نہین کیا۔ ملک ظاہر انکا معتقد تھا۔ سیوطی کے باپ انکے امام نماز تھے یہ انکا نہایت احترام کرتے سیوطی نے انھین کے گھر مین نشو و نما پائی۔ بعد عمر بن عبد العزیز کے کوئی خلیفہ اتنے زیادہ عابد نہوا۔ ۳۲ برس کی عمر مین ۸۹۵ھ مین انتقال کیا۔ سیوطی کے والد نے ۴ روز انکے بعد انتقال کیا ابن حجر کا انتقال بھی انھین کے عہد مین تھا۔

گیارھوان خلیفہ مصر کا عباسیون مین سے القائم بامر اللہ تھا

قائم بامر اللہ ابن متوکل بعد مکتفی کے خلیفہ ہوا۔ یہ بڑا بہادر تھا۔ کچھ خلافت کی شان قائم کی تھی کہ ملک اشرف نے انکو معزول کرکے اسکندریہ کے قلعہ مین مرنے تک قید رکھا۔ ۸۶۳ھ مین انکی وفات تھی۔ یہ بھی اپنے بھائی معتصم کی نعش مین مدفون ہین۔

اسی عہد مین محقق کمال الدین ابن ہمام نے جنکی تصنیف سے کتاب لاجواب فتح القدیر ہے اور عارف حق بھی تھے ۸۶۱ھ مین وفات فرمائی۔

بارھوان خلیفہ مصر کا عباسیون مین سے مستنجد باللہ تھا

مستنجد باللہ ابن متوکل اپنے بھائی کے بعد ۸۶۳ھ مین خلیفہ ہوئے۔ انھین کے عہد مین ملک اشرف نے ۸۶۵ھ مین انتقال کیا۔ اور اُسکے بعد ملک ظاہر تخت پر بیٹھا اسنے خلیفہ کو قلعہ مین قید رکھا۔ آخرش دو برس بیمار رہکر انھون نے ۸۶۷ھ مین انتقال کیا۔ نوے برس کی عمر تھی

تیرھوان خلیفہ مصر کا عباسیون مین سے متوکل بن یعقوب تھا

متوکل بن یعقوب بن متوکل اپنے چچا کے بعد ۸۶۷ھ مین خلیفہ ہوئے۔ انکے باپ کو

خلافت نہ ملی - انکو سب عام و خاص چاہتے تھے - یہ نہایت باتہذیب تھے - سب سے بشاشت ظاہر کرتے - انکے چچا مستکفی نے اپنی بیٹی سے انکا نکاح کردیا تھا - مستنجد انکو ولیعہد کر گئے تھے - وزرا سلطان اور اعیان کے خلیفہ ہوئے - یہ آخری خلیفہ عباسیون مین سے تھے - سنہ ۹۷۰ھ مین انکا انتقال ہوا - انھون نے اپنے بیٹے یعقوب کو ولیعہد کیا تھا - لیکن اُسوقت ترکون نے مصر پر زور ڈالا - اور سلطان سلیم بادشاہ قسطنطینیہ نے مصر کو لیلیا - اسوقت یہ نام کی خلافت جو عباسیون مین تھی وہ بھی نہ رہی اور جو بادشاہ اسلام کے اسکے بعد ہوئے - وہ سلطان کہلائے - کیونکہ موافق حدیث رسول اللہ صلعم کے خلافت قریش مین ہی ہوسکتی ہے چونکہ خلافت کا خاتمہ دولت ترکیہ روسیہ پر ہوا اسلیے اب اُسی خاندان کا ذکر کیا جائیگا - اور اُسکے بعد وہ چھوٹے چھوٹے خاندان مثل آل سامان - آل سبکتگین - دولت بنی طاہر - دولت بنی طغج اخشید یہ - دولت دیالمہ - دولت بنی بویہ - دولت سلجوقیہ - دولت خوارزمیہ - دولت آتابکہ - دولت بنی طغتگین - دولت بنی مرداس - دولت آل برق - دولت غزنیہ - دولت چنگیزیہ - دولت تیموریہ وغیرہ جو درمیان مین عروج پر ہوئے اور گذر گئے اُنکا حال پیچھے لکھا جائیگا - اور صرف بذریعہ نقشہ جدول کے ظاہر ہوگا اور آخر مین حال دولت جغتائیہ ہند لکھا جائیگا - اور اُسی ضمن مین اکابرون کا حال درج ہوگا - اسی متوکل کے عہد مین حضرت خواجہ شمس الدین محمد کوسوی جامی نے سنہ ۸۶۳ھ مین اور شیخ آذری نے سنہ ۸۶۶ھ مین اور مولانا طوطی شاعر نے بھی اسی سال اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے سنہ ۸۹۵ھ مین اور مولانا نورالدین جامی نے سنہ ۸۹۸ھ مین انتقال فرمایا - خواجہ شمس الدین محمد کوسوی جامی خاندان مین حضرت احمد جام ژندہ پیل کے تھے اور اُن تک وہی خرقہ پہونچا تھا جو خواجہ ابوسعید ابوالخیر نے حضرت احمد جام کو پہنایا تھا اور اُسمین پیوند حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خرقہ کا تھا - یہ بڑے عارف اور عالم تھے - انکا مزار ہرات مین ہے -

شیخ آذری

شیخ آذری بڑے عارف اور مجرد فقیر تھے - دنیا کے کام کی طرف کم التفات

کرتے - اور ہمیشہ اہل اللہ کی صحبت مین رہتے - چالیس برس قناعت مین بسر کی - سلطان ابو سعید
کے معاصر تھے - اور زمانہ مین احمد شاہ بہمنی کے کہ نوان بادشاہ بہمن شاہیون سے تھا - ایران
سے ہند کی سیر کو آیا - اور دکن مین بادشاہ سے ملازمت حاصل کی - اسوقت بادشاہ شہر بدر
کی تعمیر مین مصروف تھا - سب شاعرون نے تاریخ لکھی - شیخ آذری نے بھی تاریخ لکھی -

آسمان پایۂ از سلوۂ این درگاہ است	حبذا قصر شید کہ فرط عظمت
قصر سلطان جہان احمد بہمن شاہ است	آسمان ہم نتوان گفت کہ ترک ادب است

بعد اسکے آذری نے ہندوستان سے مراجعت کیا - اور انتقال کیا -

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ کا نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے
جا ملتا ہی - انکے والد کا نام خواجہ محمود تھا - اصل وطن آپ کا تاشکند تھا - آپ کے مرشد طریقت
کی راہ مین بہت ہین - لیکن آخر مین حضرت یعقوب چرخی سے بہت فائدہ اٹھایا اور انسے
بیعت کی - رشحات مین آپ کا حال حضرت جامی نے کہ آپ کے مسترشد تھے یون لکھا
ہی کہ جب بعد تحصیل علم ظاہر کے آپ کو علم باطن کا شوق ہوا - تاشکند سے سمرقند - بخارا
خراسان اور ہرات تک پھرے - اور طریقت کی جستجو مین رہے - اسوقت حضرت خواجہ
بہاء الدین نقشبند کے خلفا مین سے زندہ تھے - انسے بہت فیض اٹھایا - اور سمرقند مین
حضرت سید قاسم انوار سے فیضیاب ہوئے - شرف الدین کو خاموش کے لقب سے
مشہور ہین - اور سراج الدین اور حسام الدین اور حمید الدین شاشی اور علاء الدین محمد دانی
آپ کے مرشدون سے ہین - جب حضرت یعقوب چرخی سے کہ خلیفہ حضرت خواجہ بہاء الدین
نقشبند کے تھے بیعت کی - عرصہ تک اُنکی صحبت مین رہے - اور اُنسے تکمیل پائی - آپ کے دادا
حضرت خواجہ شہاب الدین بڑے کامل تھے اُنکے دو بیٹے تھے خواجہ محمد اور خواجہ محمود
آپ کے والد - انتقال کے وقت حضرت خواجہ شہاب الدین نے کہا کہ اپنی اپنی اولاد کو
ہمکو دکھلاؤ - پہلے خواجہ محمد نے اپنے بیٹون کو دکھلایا - بعد اسکے خواجہ محمود نے اپنے بیٹون

کو پیش کیا۔ جب آپ کی نوبت آئی خواجہ شہاب الدین کھڑے ہوگئے اور گلے سے لگایا۔
اور کہا کہ یہی لڑکا ہے جسکی نسبت خوشخبری ہمکو پہونچی ہے۔ بہت جلد یہ لڑکا پیر جہانگیر ہو۔ اور بیعت
اور طریقت میں اس سے رونق ہو۔ جب خراسان سے میرزا بابر اور شاہرخ سمرقند کی تسخیر
کو چلے تو سمرقند سلطان ابوسعید یعنی ظہیر الدین بابر کے دادا کے تصرف میں تھا۔ اور وہ حضرت
خواجہ عبید اللہ کا معتقد تھا۔ لاکھ آدمیوں سے میرزا بابر وغیرہ نے محاصرہ کیا۔ سلطان ابوسعید
بہت گھبرایا اور بھاگنے کا قصد کیا۔ اور حضرت خواجہ سے رخصت ہونے کو گیا۔ حضرت خواجہ
نے اسکو تسلی دی کہ دل مضبوط رکھو۔ فتح تمکو ہوگی۔ اگرچہ سلطان ابوسعید کے ساتھ صرف دو تین ہزار
آدمی تھے لیکن انھوں نے عجب بہادری دکھلائی۔ مرزا بابر کے لشکر کا سردار خلیل مشہدی تھا اسکو
قید کرلیا۔ اور اکثر لشکر اسی طرح اسیر ہوگیا۔ اور چند روز میں بقیہ لشکر کو وبا اور طاعون نے تباہ کیا
یہانتک کہ مرزا بابر نے صلح کی درخواست کی۔ اور خلیل مشہدی نے رہائی پائی۔ پھر دوسری مرتبہ
شاہ محمود نے سمرقند کی تسخیر کا قصد کیا۔ اور فوج چغتائی کے ساتھ احمد کو اس کام پر تعینات کیا۔
حضرت خواجہ نے پہلے احمد کو ایک خط لکھا کہ بندگان خدا کو تکلیف دینا نہیں چاہیے لیکن احمد
نے اسپر خیال نہ کیا۔ باوجود اسکے کہ آپ کا معتقد تھا۔ اور سمرقند کا محاصرہ شروع کردیا۔ سلطان
ابوسعید کے دل میں خوف ہوا۔ اور اُسوقت اُسکے پاس بہت تھوڑا لشکر تھا۔ لیکن حضرت خواجہ
نے فرمایا کہ اس لڑائی کا بوجھ ہمپر ہے اور تم جاکر عزلت نشین مسجد میں ہو۔ آپ نے حسن اور حسین
اور قاسم اور عبد الاول کو شہر کے چاروں کونے پر بٹھلایا۔ اور کہا کہ مراقب ہو اور متوجہ رہو کہ
دشمن نہ آوین۔ یہ بزرگان آپ کے جلیل القدر خلفا سے تھے۔ دشمن کا لشکر جب متوجہ ہوا تو
سخت ہوا دشت قبچاق سے اُٹھی۔ کہ دشمنوں کی عافیت تنگ ہوئی۔ اور آخر شب بھاگے
اور یہ عجیب بات تھی کہ سمرقند کی فوج لڑتی تھی اور اُسکو ہوا کی تکلیف نہ تھی سب اسباب
بطور غنیمت کے سمرقندیوں کے ہاتھ آیا۔ جب فراغت ہوئی بزرگان مذکور حضرت خواجہ
کے حضور میں آئے۔ اور سلطان ابوسعید بدستور مسجد میں گوشہ نشین تھا سلطان ابوسعید

نے ایک اور نقل اپنی بیان کی کہ جب مین ہرات مین تھا مجھکو عورت کا عشق ہوا - اُسکو طلب کیا اور چاہتا تھا کہ کُل وصال سے اُسکے برخوردار ہون کہ ناگہان حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کی آواز دروازہ سے معلوم ہوئی کہ کہتے ہین کہ تو یہ کیا کام کرتا ہے - اور وہ حرص و ہوا دل سے زائل ہوگئی جب مین سمرقند پہونچا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ شیطان نے تیری راہ ماری تھی لیکن اللہ تعالی نے تجھکو بچایا

اُنھون نے اپنی ایک اور نقل بیان کی کہ ایک روز مجھکو شراب کا شوق ہوا - مین نے اپنے مصاحبون پر بھی اسکا ظاہر ہونا نہ چاہا - ایک خاص نوکر محرم راز سے کہا کہ دیوار کی پس پشت سے کھڑکی کی راہ سے رسی لٹکا دونگا - تو اسمین شراب کی بوتل باندھ دینا چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا - لیکن بوتل دیوار سے ٹکرا کر ٹوٹ گئی - اس سبب سے مجھکو بہت افسوس ہوا - صبح کو جب حضرت خواجہ کی خدمت مین حاضر ہوا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ بوتل جو ٹوٹی اُسکی آواز میرے کان مین پہونچی تھی - اور اگر تم شراب پی لیتے تو مین تمھارا منہ نہ دیکھتا - ایک شخص کا غلام بھاگ گیا - بہت تلاش کیا نہ پایا - آپ کے پاس آیا - آپ نے فرمایا کہ فلان شخص کے پاس تو اُسکو پاویگا جب وہان گیا تو اُس غلام کو دیکھا کہ ہاتھ مین پانی کا گھڑا لیے ہے اُس سے حال پوچھا اُسنے کہا کہ مجھکو ایک شخص خوارزم لیگیا تھا - اور ایک کے ہاتھ بیچ ڈالا اُسکا گھڑا لیکر پانی بھرنے کو گنزین پر آیا - اب جو دایں بایں دیکھتا ہون کہ یہان ہون - ہزارون کوس کا فاصلہ ہے اور مین فوراً یہان کیونکر پہونچا - آقا کو یہ سنکر حضرت خواجہ سے اعتقاد ہوا اور مرید ہوگیا - آپ کی ولادت ۸۰۶ھ مین تھی - عمر شریف آپ کی نواسی برس کی ہوئی - آپ کی وفات ۸۸۵ھ مین ہوئی - آپ زراعت فرماتے تھے - اور اُسمین ایسی برکت تھی کہ سال بھر پیداوار سے معمور رہتی - آپ کے خلافت ہوئے حضرت نورالدین جامی بھی آپ کے خلفا سے تھے آپ کا طریقہ سنت کی پیروی کا تھا - اور نظر بر قدم اور ہوش در دم ہمیشہ ملحوظ رکھتے اور آپ کی روشش دوام آگاہی کی تھی - حضرت جامی نے آپ کی تعریف مین فرمایا ہے ؎

مقام خواجہ برتر از گمان است	برون از حد تحریر و بیان است

چو فقہ اندر قبای شاہی آمد	بہ تدبیر عبید اللہی آمد	

آپ کے پوتے خواجہ عبد الحق تھے کہ آپ کے مرید اور خلیفہ تھے اور سلسلہ ابو العلائیہ انھین سے ملتا ہی

مولانا جامی

مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی بیٹے مولانا نظام الدین احمد کے ہین - انکے دادا مولانا شمس الدین محمد دشتی کہ دشت اصفہان مین رہتے تھے بہ سبب ناموافقت زمانہ کے وطن سے نکلکر خراسان مین آئے - اور قصبہ جام مین اقامت کی تھی سنہ ۸۱۷ھ مین حضرت جامی پیدا ہوئے - اور اسی سبب سے جامی تخلص رکھا ؎

مولدم جام و تخلصم قلمی	جرعۂ جام شیخ اسلامی است	
لاجرم در جریدۂ اشعار	بدو معنی تخلصم جامی است	

عنفوان شباب مین تحصیل علوم کے باعث سرآمد اقران ہوئے - اور سلطان ابو سعید کے زمانے مین خدا شناسی اور خدا پرستی مین شہرت ہوئی اور مقبول خاص و عام ہوئے اور سلطان حسین بایقرا کے دور مین اور بھی زیادہ وقعت ہوئی - اور حضرت جامی خواجہ عبید اللہ احرار کی خدمت مین بہت حاضر رہتے اور ملا سعد الدین کاشغری کے مرید تھے آپ کی تالیفات بہت ہین - اور انمین سے یوسف زلیخا ہی - آپ کے شاگرد اور خلفا مین سب سے معظم مولانا عبد الغفور تھے - آپ نے ۱۸ محرم کو سنہ ۸۹۹ھ مین انتقال فرمایا آپ کی فصاحت اور بلاغت فارسی نظم و نثر مین مشہور ہی - انکے بعد کوئی ایسا فصیح البیان نہوا - شرح کافیہ موسوم بہ شرح جامی انھین کی تصنیف سے ہی -

ذکر سلاطین عثمانیہ ترکیہ رومیہ جنکا دار السلطنت آجتک قسطنطنیہ ہی

باب اٹھارھوان

فصل پہلی

واضح ہو کہ سلیمان شاہ ابن قیا الب بلدۂ ماہان مین کہ قریب بلخ کے

واقع ہو بادشاہ تھے۔ جب چنگیز خان نے ہندو بلخ کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اور سلطان علاؤ الدین خوارزم شاہ کو وہان سے نکالدیا۔ وہان کے چھوٹے چھوٹے سلاطین اور حکام مین پراگندگی اور تفرقہ پڑ گیا۔ اسوقت سلیمان شاہ خاندان ترکمان کے پچاس ہزار آدمیون کو ساتھ لیکے بلدۂ ماہان سے ارض روم مین آئے۔ اور وہان سے حلب ہوتے ہوئے دریائے فرات سے عبور کا قصد کیا۔ سب ساتھیون نے دفعۃً گھوڑے دریا مین ڈالدیے۔ تاکہ تیر کر پار ہو جائین۔ لیکن باتفاق تقدیر سلیمان شاہ اپنے گھوڑے سمیت یہین غرق ہو گئے۔ اور بڑی تلاش سے اُنکی لاش دریا سے نکالی گئی۔ اور قلعہ خبر کے سامنے دفن ہوئے۔ جتنے ترکمان اُنکے ساتھ تھے چارون طرف منتشر اور پراگندہ ہو گئے۔ جسکو جہان موقع ملا۔ سکونت اور بود و باش اختیار کی۔ چنانچہ اُن سب کی اولاد اب تک اُن اطراف مین موجود ہے۔ سلیمان شاہ کے چار بیٹے تھے سنقرود اور بقدار کہ بلاد عجم کو لوٹ گئے۔ مگر ارطغرل اور دوندار بلاد روم مین آئے۔ اور سلطان علاؤ الدین کیقباد سلجوقی سے ملے۔ جو بلاد قرمان کے بادشاہ تھے اور شہر قونیہ کو اُنھون نے اپنا دار السلطنت بنایا تھا۔ سلطان نے اُنکی نہایت تعظیم و توقیر کی۔ اور یہ دونون بھائی قریہ حصار دیکجل کے درمیان اقامت گزین ہوئے چونکہ آدمی سپاہی پیشہ تھے۔ اکثر جنگ و جدال مین مصروف رہے۔ ارطغرل نے ۶۸۰ھ مین وفات پائی۔ اور اُنکے بیٹے عثمان کہ ۶۵۷ھ مین پیدا ہوئے۔ شاہ علاؤ الدین سلجوقی کے ملازم ہو گئے۔ پہلے وہ فوج کی سالاری پر مامور ہوئے۔ اور رفتہ رفتہ سلطنت کے جزئی اور کلی امور کا اختیار اُنکے سپرد ہو گیا۔ اور وہ اپنے آقا کے ساتھ بہت بڑے بڑے معرکون مین شریک رہے۔ اور کامون مین ثابت قدم اور مستقل تھے۔ اور اپنی شجاعت و وفاداری اور قابلیت کے باعث روز بروز سلطان کے منظور نظر ہوتے گئے۔ اور عثمان غازی کے لقب سے سرفراز ہوئے۔ ۶۹۹ھ مین سلطان علاؤ الدین سلجوقی نے تاتاریون سے شکست کھائی۔ اور اُسی زمانے مین وہ مر گئے۔ چونکہ سلطان کا کوئی

وارث نہ تھا اور کل رعایا عثمان غازی سے نہایت راضی تھی سب نے بالاتفاق انکو تخت پر بٹھلایا۔ اور انھون نے تخت نشینی کے بعد سلطان علاؤ الدین کی بیٹی سے شادی کرلی۔ جسنے انکی سلطنت کی بنیاد کو اور زیادہ مستحکم اور پائدار بنایا۔

فصل دوسری سلطان عثمان خان غازی

عثمان خان غازی سلاطین عثمانیہ کے پہلے سلطان ہین۔ کہ ۶۹۱ھ مین تخت پر بیٹھے چونکہ اولوالعزم اور صاحب ہمت تھے تخت پر بیٹھتے ہی بہت سے ملک فتح کیے۔ پہلے قلعہ قرہ حصار کو فتح کیا۔ اور اپنا دارالسلطنت بنایا۔ اور اپنے بوڑھے نوے سالہ چچا دوندار کو قتل کیا ۷۰۰ھ مین حاکم برصہ سے مقابلہ کیا اور اُسکے بہت سے ملک کو فتح کرلیا۔ سلاطین عیسائی کو دین کی دعوت کی بعضون نے اسلام قبول کیا اور بعضون نے جزیہ دیا۔ اور بعض لڑائی مین گرفتار ہوئے۔ یہ تو ادھر جہاد اور کشورستانی مین مشغول تھے۔ اُدھر تاتاریون نے آنکے ملک پر یورش کی۔ لیکن اورخان سلطان کے بیٹے نے اُنسے مقابلہ کیا۔ اور مار کے بھگادیا۔ بعد اسکے اورخان نے قلعہ برصہ کی طرف توجہ کی۔ جسکا محاصرہ سلطان نے بہت اہتمام اور زمانہ سے کر رکھا تھا۔ اور فتح نہین ہوا تھا۔ آخرکار اورخان کی بہادری اور استقلال سے حاکم برصہ تنگ آگیا۔ اور قیصر روم کے بیٹے اندرونکوس کی صلح سے ۷۲۶ھ مین اُسنے یہ قلعہ اورخان کے حوالہ کردیا۔ اور خود اپنی جان لیکر چلا گیا۔ اس قلعہ مین علاوہ مال و اسباب کے تیس ہزار اشرفیان اورخان کو ملین۔ اسی عرصہ مین اُسکو اپنے باپ سلطان عثمان کی علالت کی خبر ملی۔ اور وہ برصہ سے قرہ حصار مین آیا۔ اور باپ کو چراغ سحری پایا۔ آخر ۱۰ رمضان ۷۲۷ھ کو سلطان عثمان نے وفات پائی۔ اورخان نے باپ کی نعش قلعہ برصہ مین دفن کی۔ اور اُسپر ایک عالیشان مقبرہ بنوایا۔ یہ سلطان نہایت سخی اور سپاہ دوست تھا۔

فصل تیسری سلطان اورخان اول

سلطان اورخان نے اپنی جانشینی کے بعد برصہ کو دارالسلطنت مقرر کیا۔ اور تھوڑے ہی دنوں مین سلاطین فرنگ سے لڑبھڑ کر بڑے نامی شہرون عنکولہ۔ کندرہ۔ ایدس۔ سمندرہ وغیرہ کو فتح کرلیا۔ پہلے اُسنے اپنے بھائی علاء الدین نامے کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ جب وہ مرگیا۔ تو سلیمان بادشاہ کو جنھون نے قلعہ کلک کو فتح کیا تھا۔ وزیر بنایا۔ مدرسہ اور مسجدین بہت سی اپنے ملک مین تعمیر کرائین۔ قلعہ اذنیک کو بھی فتح کرلیا جس سے رومیون کی قوت بالکل ضعیف ہوگئی۔ ۷۵۸ھ مین بیزنطیا کو فتح کیا۔ اور شہر گیلی پولی کو بھی لیلیا۔ جو قسطنطینہ کی سرحد پر واقع ہے۔ اور یورپ مین ہے۔ ۷۶۱ھ مین سلیمان پاشا گھوڑے سے گرکر مرگیا۔ جسکا صدمہ عظیم اورخان کو ہوا۔ اور بعد ایک سال کے اورخان نے پینتیس ۳۵ برس بادشاہت کرکے اور اکاسی برس کی عمر مین ۷۶۱ھ مین اس جہان فانی سے رحلت کی۔ یہ بادشاہ نہایت شجاع اور سخی اور بردبار علوم تھا

فصل چوتھی سلطان مرادخان اول

سلطان مرادخان اول اپنے باپ اورخان کے مرنے کے بعد ۷۶۱ھ مین تخت پر بیٹھا۔ اور ہمہ تن اپنی فکر و کوشش کو ملک کے بڑھانے اور ترقی دینے مین متوجہ کیا۔ لالاشاہین اپنے سپہ سالار کے ساتھ ترکون کا جرار و خونخوار لشکر اطراف و جوانب کے ملکون کو تسخیر کرنے کے لیے روانہ کیا۔ جسنے بہت تھوڑی مدت مین بہت سے شہر و بلدہ کو کوہ ملقان تک مسخر کرلیا۔ بادشاہ یونان نے اسلام کے لشکر کے خوف سے صلح کرلی جان بالاوغ قیصر روم رائی قسطنطینہ نے پوپ روم سے کہ اطالیہ مین رہتا ہے مدد چاہی اور تمام شاہان فرنگ نے قیصر کے ساتھ شریک ہوکر سلطان پر چڑھائی کی۔ سلطان نے اپنے سپہ سالار لالاشاہین اور تیمورتاش بیگ کو فوج کے ساتھ مقابلہ کو بھیجا اور باہم گرخوب لڑائی ہوئی۔ آخرکار سلطان کی فوج غالب آئی۔ اور قیصر نے شکست کھائی

اور نہایت ذلت کے ساتھ صلح قبول کرلی۔ پانچ سال مین عیسائیون کے بہت شہر اور ملک مسلمانون کے قبضے مین آئے۔ والی قرمیان نے جو ایک عیسائی بادشاہ تھا اپنی حفظ آبرو کے لیئے اپنی ایک لڑکی سے سلطان مراد خان کے بیٹے بایزید کی شادی کردی اور اسوجہ سے وہ دست بردسے اسلام کی بچا سلطان مراد نے دوبارہ تیمورتاش کو ملکان کے فتح کرنے پہ امور کیا۔ جسنے ارنبود کے حدود تک قبضہ کرلیا۔ اور شہر فستہ کو نہایت جلادت کے ساتھ فتح کیا۔

۱۳۸۹ء مطابق ۷۹۱ھ کے قرال نامے عیسائی بادشاہ سرب (سرویا) نے اپنے ہم مذہبون کے اتفاق سے کئی لاکھ فوج جمع کرکے سلطان پر لشکرکشی کی سلطان نے بھی بڑے استقلال و بہادری سے مقابلہ کیا۔ اور اگرچہ سلطانی فوج عیسائی لشکر کی چوتھائی مقدار پر بھی نہ تھی لیکن سلطان نے سوافق آیہ کریمہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ کے بلاخوف دھڑک لڑائی پر آمادگی اور توجہ کی۔ بایزید ولیعہد سلطان اپنی ہمراہی فوج لیکر یکبارگی دشمن پر ٹوٹ پڑا اور خوب لڑائی ہوئی۔ قرال زندہ گرفتار ہوا۔ لاکھون آدمی مارے گئے۔ اور قید ہوئے۔ اور باقی بھاگ گئے۔ سلطان نے فتح کے بعد نقارہ خوشی کا بجوایا۔ اور میدان جنگ مین غنیم کی لاشون اور مجروحین کی تنقیح کررہا تھا کہ غنیم کے مجروحین مین سے ایک شخص نے جو نیم جان پڑا ہوا تھا خنجر سلطان کے پیٹ مین مارا جس سے سلطان کا کام تمام ہوگیا۔ محافظین سلطانی نے قاتل کو اُسی وقت قتل کرڈالا۔ اور قرال کو بھی وہان لاکر قتل کیا۔ بایزید نے اپنے باپ کی نعش برصہ مین لاکر دفن کی۔ اس بادشاہ کی عمر ۴۳ سال کی تھی ۸ برس سلطنت کی۔ یہ بادشاہ نہایت عقیل۔ اولوالعزم۔ صوفی مشرب درویش سیرت اور پرہیزگار تھا۔ اور اُسنے شہر برصہ سے اورنہ پر اپنا دارالسلطنت منتقل کیا۔ اس بادشاہ نے ایک نئی قسم کی فوج مرتب کی تھی۔ کم عمر لڑکون کو فوج مین نوکر رکھکر لڑائی کے فنون سکھاتا۔ اور ایک خاص قسم کی زردوزی ٹوپی اُنکے لیے بنائی۔ اور اس لشکر کا نام ینیک چری رکھا تھا۔ جسکے معنی ترکی زبان مین فوج جدید کے ہین۔

فصل پانچوین سلطان بایزید یلدرم

سلطان بایزید یلدرم اپنے باپ کے مرنے کے بعد ۷۹۱ھ مین بادشاہ ہوا اور اپنے بھائی یعقوب کو جسنے خروج اور لڑائی کا ارادہ کیا تھا قتل کر ڈالا - آغاز تخت نشینی مین ملک سرب (سرویہ) پر فوج کشی کی - اور شہر ویدین اور سکوب کو فتح کر لیا - سرب کے والی لازار نامے نے آل اندیشی سے اپنی بہن کی شادی سلطان سے کر دی اور اپنا چچا چھڑایا - انھین ایام مین اندرونیکوس اور اُسکے دونون بیٹون نے اتفاق کر کے - چاہا کہ جان بلالوغ اپنے باپ اور بھائی مانیوئل کو قید کر کے تخت قسطنطنیہ پر مسلط ہون - مگر جان بلالوغ کو اس سازش کی خبر ملگئی - اور اُسنے بیٹے اور پوتون کو قید کر لیا - اندرونیکوس نے سلطان بایزید کو عرضی لکھی - اور قسطنطنیہ کی تسخیر کی ترغیب دی - سلطان نے اس امر کو فوز عظیم خیال کر کے فوراً قسطنطنیہ کا قصد کیا - چونکہ کل فوج اندرونیکوس سے لی ہوئی تھی - سلطان نے بے تردے جھگڑے جان بلالوغ اور اُسکے مانیوئل کو قید کر لیا - اور اندرونیکوس سے خراج مقرر کر کے تخت پر بٹھلایا - جان بلالوغ اور مانیوئل کسی طرح قید سے نکل بھاگے اور سلطان کے پاس حاضر ہوئے اور یہ معاہدہ کیا کہ سوائے اُس جزیہ کے جو اندرونیکوس دیتا ہے بارہ ہزار رومی فوج سلطان کے ہمراہ رہیگی جسکا خرچہ سلطنت مدام ادا کرتی رہیگی - سلطان نے اُسکی درخواست قبول کر لی اور اندرونیکوس اور اُسکے بیٹے کو معزول کر کے جزیرہ سفید مین مقید کیا اور جان بلالوغ کو پھر تخت پر بٹھلایا - سلطان کے حکم کے موافق والی سرب نے اپنے ملک مین مسجدین اور مدرسون کی تعمیر کی اور مسلمانون کو رہنے کی اجازت دی - چونکہ بایزید کو بیت المال کی حفاظت اور ترقی دینے کی طرف نہایت اور خاص توجہ تھی - اور کل روپیہ فوجی مصارف مین صرف کرتا تھا لہذا اُسنے چاہا کہ شہر اشہر کے باشندون سے روپیہ لیکر مسجدین اور مدرسے سرب مین تیار کرے - مگر اشہر کے عیسائی باشندون نے انکار کیا - اور اس مطالبہ پر ناراض ہو کر لڑائی اور غدر پر آمادہ ہوئے - بایزید یہ سُنکر آگ ہو گیا - اور اُسی وقت قیصر روم کو لکھا کہ فوراً اشہر کے قلعہ کی دیوار اور برج مسمار کر دے

قیصر نے اُسی وقت شہر اشہر بایزید کے حوالہ کردیا۔ سلطان نے کئی لاکھ اشرفیان دہان کے باشندون سے وصول کین اور اُس روپیہ سے ملک سرب مین نہایت عمدہ اور عالیشان عمارتین تعمیر کرائین۔ اور خاص شہر سرب مین مسجد جامع بہت روپیہ لگاکر بنائی۔ حاکم ویدن نے جو اشہر کے متصل تھا اپنا دارالخلافت سلطان کے حوالہ کیا۔ اور اُسی حیلہ مین سلطان سے دوستی پیدا کی۔ اور سکہ اور خطبہ بایزید کا اپنے ملک مین جاری کیا۔ اور خود اُسنے اپنی سکونت شہر تیرہ مین اختیار کی۔ بایزید جب ان سب باتون سے فارغ ہوچکا تو اُسنے مجدداً پھر جہاد کا تہیہ کیا۔ اور بارہ ہزار کنٹنجنٹ قیصر روم سے طلب کیے جسکو قیصر نے بہ سالاری مین اپنے مانیوئل کے سلطان کی خدمت مین روانہ کیا۔ سلطان نے یہ لشکر لیکر فرنگستان (اسٹریہ) پر چڑھائی کی۔ اور جزیرۂ اودوس وغیرہ کو فتح کیا۔ اسی عرصے مین بایزید کو معلوم ہوا کہ جان بلالوغ قسطنطینہ مین نیا قلعہ تیار کرتا ہے۔ اور سامان جنگ فراہم کررہا ہے۔ سلطان نے جان بلالوغ کو کہلا بھیجا کہ فوراً قلعے کی دیوارین گرادے۔ ورنہ مانیوئل اُسکے بیٹے کی آنکھین نکال لیجائینگی۔ جان نے فوراً اس حکم کی تعمیل کی۔ اور کل نئی دیوارین قلعہ کی گرادین۔ مگر اس غم وغصہ مین بیمار ہوکر وہ چند روز مین مرگیا۔ مانیوئل کو جب اپنے باپ کے مرنے کی خبر ملی وہ سلطان کے بغیر اجازت قسطنطینہ کو چلا گیا۔ اور اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ بایزید نے جب سنا کہ مانیوئل نے ایسا کیا۔ اُسنے قسطنطینہ پر فوج کشی کا حکم دیا۔ اور ایک لشکر ملک ملغاریہ پر بھیجا۔ اس عرصے مین علاء الدین نے جو ایک فوجی سردار تھا بغاوت کی۔ اور تیمور تاش وزیر کو قید کرلیا۔ بایزید بسبیل ملغار دہان پہونچا۔ اور علاء الدین کی جمعیت کو پراگندہ ومتفرق کردیا۔ اور اُسکو اور اُسکے دونون بیٹون کو گرفتار کرکے قلعہ برصہ مین سعید کیا۔ اور تیمور تاش کے حوالہ کیا۔ تیمور تاش نے چند روز بعد سلطان کے حکم سے اُسکا کام تمام کیا۔ جب بایزید خانگی جھگڑون سے مطمئن ہوگیا تو اُسنے پھر کشور ستانی کی طرف توجہ کی۔ اور بہت سی لڑائیون کے بعد ملک ہان ایدین

کا چھین لیا۔ اور اکثر قلعہ اور شہر عیسائیون کے بھی فتح کیئے۔ بعض اشخاص بایزید کے خوف سے سمرقند بھاگ گئے۔ اور امیر تیمور گورگان کے پاس پناہگزین ہوئے۔

۸۹۶ھ مین بایزید نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی۔ قیصر نے روسہ کے پوپ اور دوسرے شاہان فرنگ سے مدد لی۔ اسّی ہزار آدمی جمع کیے اور شہر نکوپولی کے سواد مین دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا۔ اور بایزید نے فتح پائی اور قیصر کا لشکر بھاگ گیا۔ دس ہزار عیسائی زندہ سلطان کے روبرو لائے گئے۔ اور اُسکے حکم سے اُنکے سر جدا بدن سے کیے گئے۔ اگرچہ قیصر نے امیر تیمور سے مدد چاہی مگر امیر کچھ متوجہ نہین ہوا ناچار قیصر نے جسطرح ہوسکا صلح کرلی۔ بایزید اس فتح کے بعد اپنی دارالسلطنت کو واپس آیا۔ یہان اُسکو امیر تیمور کا ایلچی اور نامہ ملا جسمین امیر نے احمد جلایر والی عراق کو جسنے بایزید کے پاس پناہ لی تھی طلب کیا۔ اور دوستانہ یہ بھی لکھا تھا کہ تمکو غافل بیٹھنا مناسب نہین ہے۔ عیسائی جو تمھارے دین وجان کے دشمن ہین موقع کے منتظر ہین بایزید کو یہ پیام گران معلوم ہوا۔ اور ایلچی کو نہایت ذلت اور سبکی کے ساتھ دربار سے نکال دیا۔ اور نامے کا بہت سخت جواب دیا۔ اور جب بایزید نے سنا کہ قیصر نے امیر تیمور سے مدد چاہی تھی اور بھی غضبناک ہوا۔ اور قسطنطنیہ پر جرار لشکر لیکر چڑھ دوڑا۔ امیر تیمور نے اپنے خط کا جواب نا ملائم پاکر اور اپنے سفیر کی بے حرمتی سُنکے جو درحقیقت اُسکی سبکی تھی۔ نہایت جوش مین آیا۔ اور ایک عظیم الشان لشکر فراہم کرکے بایزید یلدرم کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ شہر سیواس مین جو دریاے قزل ارمان پر ہے بایزید کے ایک بیٹے اور چند سردارون سے امیر تیمور گورگان کی بڑی لڑائی ہوئی۔ آخرکار بایزید کا بیٹا اور کُل نامی سردار مارے گئے۔ اور امیر تیمور نے فتح پائی۔ بایزید نے جب یہ خبر سنی قسطنطنیہ کا محاصرہ چھوڑ کر بکمال اضطراب امیر تیمور کے مقابلہ کو روانہ ہوا سلطان کی فوج مین اُسوقت چار لاکھ آدمی تھے اور امیر تیمور کے لشکر مین آٹھ لاکھ آدمی تھے

۱۹۔ ذیحجہ سنہ ۸۰۴ھ مین قصبہ انگورہ مین دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا — بایزید اپنے پانچون بیٹون موسی۔ سلیمان۔ محمد۔ عیسی۔ اور مصطفی کو سینہ و میسرہ وغیرہ مین مقرر کرکے خود بنفس نفیس امیر کا مقابل ہوا۔ صبح سے شام تک بہت سخت لڑائی رہی۔ آخر بایزید کی فوج کو شکست ہوئی اور بایزید بھاگا۔ اتفاقاً اُسکے گھوڑے نے ٹھوکر لی۔ اور بایزید گر پڑا امیر کے ایک سپاہی نے جو وہان تھا۔ بایزید کو گرفتار کیا۔ اور امیر کے پاس لیگیا۔ بایزید کا ایک بیٹا موسی نامے بھی گرفتار ہوا اور مصطفے کا پتا نہ لگا۔ شاید مارا گیا باقی تینون بیٹے محمد۔ سلیمان اور عیسیٰ ادھر اُدھر تباہ اور خراب پھرا کیے۔ جب بایزید کو امیر تیمور صاحبقران کے سامنے لائے۔ امیر نے تعظیم کی۔ اور اپنے برابر بٹھایا اور نہایت دلجوئی اور اخلاق کیا۔ اور حسن برلاس کو بایزید پر متعین کیا۔ کہ وہ سلطان کو آرام کے ساتھ مقید رکھے بایزید چونکہ نہایت غیور تھا اس شکست و قید کا اُسکے دل پر بہت صدمہ پڑا جسکے باعث وہ بیمار ہو گیا۔ اور بہت کچھ علاج و معالجہ ہوتا رہا۔ مگر کچھ سود مند نہوا۔ آخر کو اُسنے ۸ شعبان سنہ ۸۰۵ھ مین اس بے ثبات دنیا سے رحلت کی۔ امیر نے بایزید کی لاش اُسکے بیٹے موسی کو حوالہ کی اور اُسکو رخصت دی۔ موسی نے اپنے باپ کی لاش برصہ مین لاکر دفن کی

مورخین لکھتے ہین کہ امیر تیمور چاہتا تھا کہ دریائے فرنگ کو (بوسفرس) عبور کرکے بایزید کے بیٹون سے اُنکا بقیہ ملک لیلیوین۔ لیکن اسوقت قیصری سپاہ اور سلطان کی بقیہ سپاہ تفرقۂ مذہبی سے گذر کر اور اکٹھے ہوکر امیر تیمور کی مدافعت مین سرگرم رہی اور اسوقت امیر تیمور کو دوسری طرف توجہ کرنے کی ضرورت پڑی۔ اس سبب سے وہان سے چلا آیا۔

معتبر مورخین کا قول ہے کہ جب امیر تیمور نے لڑائی کا ارادہ کیا۔ اور اردبیل مین آیا تو حضرت خواجہ علی خلف مولانا صدرالدین اور نبیرہ جناب سید شاہ صفی الدین علیہم الرحمۃ کی خدمت مین تنہا حاضر ہوا۔ حضرت موصوف صبح کی نماز پڑھکر مراقبہ مین مشغول تھے

حال حضرت خواجہ علی خلف مولانا صدرالدین

اور اُنکے گرد تمام مرید حلقہ کیے ہوے مراقبہ کر رہے تھے۔ جسوقت اسیر پہونچا۔ حضرت نے تعظیم دی اور معانقہ کرکے اپنے برابر بٹھایا۔ اسیر کو خطرہ گذرا کہ بایزید پر مجھکو فتح ہوئی یا نہین۔ آپ نے اُسی وقت خطرہ پر شرف ہوکر فرمایا۔ جا تیرا مطلب برآئیگا۔ اور اپنے لبوں سے ٹوپی عنایت کی۔ اور رخصت کیا۔ جب اسیر نے بعد فتح کے سعادت کی اور اردبیل پہونچا۔ ظفر کے وقت تنہا حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور جواہرات و اسباب و نقد و جنس نذر کیا۔ مگر آپ نے کچھ بھی قبول نہین کیا۔ اور یہ فرمایا کہ یہ چیزین میرے کام کی نہین ہین۔ اسیر نے بہت اصرار کیا۔ کہ آپ میری نذر قبول فرمائین۔ کہ میرے لیے سعادت اور برکت کا باعث ہو۔ حضرت نے جواب دیا کہ ان چیزون کی تو مجھے کوئی حاجت نہین ہو۔ ہان بایزید کے لشکر کے جو قیدی تمھارے ساتھ آئے ہین اُنمین سے جسقدر میرے حجرے مین آسکین اُنکو مجھے دیدو۔ اسیر نے خوشی سے تمام قیدیون کو بلایا جو تعداد مین کئی ہزار تھے۔ وہ سب کے سب آپ کے حجرے مین آگئے۔ اسیر یہ کرامت دیکھکر اور بھی معتقد ہوگیا۔ اور سب قیدیون کو آزاد کرکے حضرت کی خدمت مین چھوڑ گیا۔ اور خود رخصت ہوا۔ حضرت نے سب قیدیون کو حجرے سے نکالکر فرمایا کہ اب تم آزاد ہو اپنے اپنے وطن کو جاؤ۔ وہ سب آپ کے مرید ہوئے۔ اور عرض کی کہ ہم لوگ جانا نہین چاہتے۔ آپ کی خدمت مین رہینگے۔ حضرت نے قبول فرمایا۔ یہ بھی کہا جاتا ہو کہ جب شاہ اسمعیل صفوی اپنے آبائی تخت پر بیٹھے تو انھین قیدیون کی اولاد اور بھی دوسرے مریدون کی اولاد نے جو نہایت شریف اور سپاہی تھی۔ شاہ اسمعیل اول کو کشورستانی کی ترغیب دی اور ملک ایران کو سخر کیا۔ اور اسی گروہ کو قزلباش کہتے ہین۔

یہ بادشاہ نہایت اولوالعزم اور غیور اور سپاہ دوست تھا۔ ۸۷۱ھ مین پیدا ہوا۔ تیرہ برس سلطنت کی ۷۰ برس کی عمر مین ۹۴۰ھ مین انتقال کیا۔

فصل چھتیسوین سلطان محمد خان اول

جب سلطان بایزید یلدرم کو اسیر تیمور نے قید کرلیا۔ تو اُنکے بیٹے بھاگ کر اپنی

مین آئے - اور بعد جانے امیر تیمور کے آپسمین خوب خانہ جنگی رہی - جسکی تفصیل کے لیے ایک دفتر چاہیئے - الغرض گیارہ بارہ برس یون ہی گذرے **سلیمان** کو سپاہ نیک چری نے اسوجہ سے قتل کر ڈالا کہ اُسنے فوج کے ایک سردار کی ڈاڑھی مونڈوا ڈالی تھی - **موسیٰ** نے اپنے بھائی کے انتقام لینے کا قصد کیا اور بہت سپاہ نیک چری کو زندہ گرفتار کر کے آگ مین جلا دیا - ۸۱۶ھ مین محمد نے اپنے بھائی موسیٰ کو قتل کر ڈالا - اور خود تخت سلطنت پر بیٹھا - اور انتظام مملکت کی طرف جو آپس کی خانہ جنگیون سے بہت کچھ محتاج اصلاح ہو رہا تھا متوجہ ہوا - سلاطین فرنگ و یونان سے دوستانہ نامہ و پیام جاری کیا - حاکم قرمان نے جسکو قدیمی کینہ سلطان بایزید سے تھا موقع پاکر بایزید کی قبر کھود کے لاش کو جلا دیا **محمد خان** نے اس فساد کو دفع کرنا چاہا - اور دشمن کو بھگا دیا - حاکم قرمان کا بیٹا **مصطفی بیگ** گرفتار ہوا جب سامنے آیا تو اُسنے اپنے سینہ کے مقابل ایک کبوتر اپنے جبہ مین چھپا لیا تھا - اُسپر ہاتھ رکھکر بقسم کہا کہ جبتک یہ برقع میرے جسم مین ہے بادشاہ سے بیوفائی نہ کرونگا - سلطان نے بھی تسلم کھائی - اور اُسکا قصور معاف کیا **مصطفی بیگ** نے بادشاہی محل سے نکلتے ہی کبوتر کو مار ڈالا - اور فوراً بادشاہی کبوتروں کے گلے کو تونا شروع کر دیا - جب بادشاہ کو خبر ہوئی سوارون کو بھیجا اور اُسے پھر پکڑ بلا کر کہا کہ میری اہلیت اور شرافت اسکی مقتضی نہین ہے - کہ تجھ ایسے کینہ عہد شکن کو سزا دون اسلیے کہ مین نے امان دی ہے - تو اگر اپنی قسم سے پھرا پھرا میری شان وہ نہین ہے کہ اپنے عہد سے پھر دون - مین نے تیری جان بخشی کی جہان چاہے چلا جا -

اُنھین دنون مین ایک شخص نے خروج کیا - اور لوگون پر یہ اظہار کیا - کہ مین ہی **مصطفی** بایزید کا بیٹا ہون جو امیر تیمور کی لڑائی مین روپوش ہو گیا تھا - بادشاہ نے اُسپر فوج کشی کی اور وہ بھاگ کر **قیصر روم** کے کسی عامل پاس پناہ گزین ہوا **محمد خان** نے عامل سے اُسکو مانگا مگر اُسنے قیصر کی اجازت کا عذر پیش کیا - اور قیصر نے سلطان کو لکھ بھیجا

کہ جو کسی بادشاہ کی پناہ مین آئے اُسکو اُسکے دشمن کے حوالہ کرنا نہایت بیحمیتی ہو۔ مگر آپ مطمئن رہین کہ مین اُسکو اُسکی زندگی تک نظر بند و قید رکھونگا۔ سلطان نے اسبات کو قبول کر لیا اور اُسکے لیے کچھ ماہوار مقرر کر دی اس بادشاہ کے وقائع لڑائیون کے بہت ہین مگر اسکا ذکر سیاق خالی از طوالت نہین۔ اسنے اپنا تخت گاہ ادرنہ (ایڈرینوپل) مین مقرر کیا۔ اور سلاطین عثمانیہ مین یہ پہلا بادشاہ ہو جسنے جہازات جنگی اور پادہ دریا اور توپخانہ کو سلطنت عثمانیہ مین ایجاد کیا۔ ۸۲۴ھ مین خونی اسہال مین وفات پائی۔ جب مرض سے روز بروز اُسکی حالت تباہ ہونے لگی۔ تو اپنے بیٹے مراد کو اماسیہ سے طلب کیا۔ لیکن قبل اُسکے پہونچنے کے موت آگئی وزیرون نے اُسکے مرنے کا حال مخفی رکھا۔ جب اکتالیسوین دن مراد خان تخت نشین ہوا اُسوقت سلطان کے مرنے کی خبر لوگون کو معلوم ہوئی۔ بہت سی مسجدین سلطنت عثمانیہ مین اس بادشاہ کی یادگار ہین۔ یہ آدمی ذہین۔ عقیل۔ مستقل مزاج۔ عادل۔ کریم اور دوستی کا سچا بے کینہ تھا۔ ظاہری شان و تزک کو بہت پسند کرتا تھا۔ یہی پہلا بادشاہ عثمانیہ مین سے تھا جسنے مکہ معظمہ کے محتاجون کے لیے سالانہ مقرر کیا۔ اُسکی سلطنت کی مدت آٹھ برس تھی

فصل ساتوین سلطان مراد خان ثانی

محمد خان کے بعد اُسکا بیٹا مراد خان ثانی تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ ۸۰۵ھ مین پیدا ہوا۔ اور بیس برس کی عمر مین بادشاہ ہوا۔ مانوئل قیصر روم نے اُسکو لکھا۔ کہ تم اپنا بیٹا میرے پاس رہن رکھ دو۔ ورنہ مین مصطفی کو جو بایزید یلدرم کا بیٹا اور میرے پاس محبوس ہو رہا کر دونگا۔ مگر مراد خان نے ہر درخواست پر کچھ لحاظ نہ کیا قیصر نے مصطفی کو رہا کر کے دس جنگی جہازات کی افسریت پر مراد خان کے مقابلہ کو بھیجا۔ اور مصطفی نے شہر گالی پولی پر قبضہ کر لیا۔ مراد خان نے بایزید پاشا کو بیس ہزار فوج کے ساتھ مصطفی کے مقابلے کو روانہ کیا۔ مگر بایزید پاشا مارا گیا۔ اور اُسکی فوج نے شکست اُٹھائی۔ اب مراد خان نے بنفس نفیس چڑھائی کی۔ جب سلطانی لشکر گالی پولی کے قریب پہونچا

مصطفی کی اکثر فوج سلطان سے مل گئی مصطفی یہ حالت دیکھکر گالی پولی سے مضطر بھاگا - راہ مین اُسکے نوکرون نے اُسکو مار ڈالا - سلطان نے وہان سے قسطنطینہ کی طرف رخ کیا - اور ایک لاکھ فوج سے وہان جا پہونچا اور خون اور لوٹ اپنے سپاہیون کو معاف کردی - اگرچہ قسطنطینہ فتح نہوا مگر مانوئل نے نہایت عاجزی اور ذلت سے صلح کرلی - اور جزیہ دینا قبول کرلیا - مراد خان نے وہان سے مظفر و منصور مراجعت کی لیکن قیصر اس صدمہ سے قریب بیمار ہوکر مرگیا - مراد خان نے پھر جہاد کا تہیہ کیا - اور بہت سے شہر و بلاد جو بحر اسود کے کنارے پر واقع تھے فتح کرلیے - مگر بلغار پر اُسکو سخت شکست ہوئی جسمین اُسکی بیشتر فوج کام آئی - اور سلطان وہان سے ناکام پھرا مگر پھر اُسنے شہاب الدین پاشا کو اسی ہزار فوج کے ساتھ بلغار کی فتح پر متعین کیا - چوپانسو سپاہیون کے ساتھ والی بلغار کی قید مین آگیا - سلطان نے اُسپر بھی تیسری مرتبہ چڑھائی کی - اور شکست کھائی - آخر کو اُس سال کے اقرار پر باہمدگر صلح ہوگئی - مراد خان نے اپنے بیٹے محمد خان ثانی کو اپنی جگہ تخت نشین کیا اور خود گوشہ نشین ہوگیا - جب حاکم بلغار نے یہ سُنا تو اُسنے عہد شکنی کی اور سلطان پر اُسنے لشکر کشی کی - بہت سی لڑائیان خشکی اور تری مین ہوئین - اور دو سو پینتالیس جہاز سلطانی کو اُسنے توپون سے اُڑا دیا - اور خشکی کی لڑائی مین بھی فتحیاب رہا بہت سلطانی لشکر اُسکے تصرف مین آگئے - جب سردارون نے یہ حال دیکھا - تو مراد خان کو گوشہ سے نکالا اور چالیس ہزار فوج کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کو آیا - اس مرتبہ بھی بلغاریون نے شکست دی اور سلطان کے خیمے تک پہونچ گئے تھے - اور سلطان چاہتا تھا کہ بھاگے مگر فرنگ کے افسرون نے سلطان کے گھوڑے کی باگ پکڑلی - اس عرصے مین شاہ بلغار سامنے آگیا - سلطان مراد خان نے کہ فن تیراندازی مین بے مثل تھا ایسا ایک تیر پھینکا کہ شاہ بلغار کے سینہ کو توڑ کر باز نکل گیا - فوج ہمراہی نے کہ سلطان کے ساتھ تھی اُسکا کام تمام کرڈالا - اس واقعہ سے دشمن کے لشکر مین تہلکہ پڑگیا - اور سارے لشکر کے پاؤن

اُٹھ گئے - مراد خان نے بامراد اپنی دار السلطنت کا راستہ لیا ۸۵۵ھ مطابق ۱۴۵۱ء مین سلطان نے ۵۱ برس کی عمر مین انتقال کیا - اور اکیس برس سلطنت کی اور برصہ مین دفن ہوا -

فصل آٹھوین سلطان محمد خان ثانی

یہ بادشاہ سلطان مراد خان ثانی کا بیٹا ہے ۸۳۵ھ مین پیدا ہوا - اور اپنے باپ کی وفات کے بعد تخت پر بیٹھا - اُسکا بھائی اورخان قیصر روم کے پاس نظر بند تھا - قیصر نے لکھا کہ اُسکا معمولی ماہوار جلد بھیجدو - ورنہ اورخان کو مین رہا کر دونگا - سلطان اس خط کو پڑھکر نہایت غصہ ہوا - اور فوج کے جمع کرنے کے لیے حکم دیا - چند مدت مین تقریباً ڈھائی لاکھ فوج جمع ہوگئی - اُدھر قیصر نے بھی خبر پاکر لشکر کی آراستگی کا حکم دیا - اور تمام سلاطین یورپ اور پوپ روم سے اُسنے مدد چاہی - اور ہر ایک نے بقدر اپنی حیثیت کے فوجین بھیجین ۸۵۷ھ مین سلطان محمد خان روانہ ہوا - اور قسطنطنیہ کے متصل پہونچکر شہر کا محاصرہ کیا - پچاس شبانہ روز تک لڑائی ہوتی رہی - قلعہ کے چار برج ٹوٹ گئے - اور جا بجا دیوارون مین بھی رخنے پڑ گئے - بیسوین جمادی الاول ۸۵۷ھ کو سلطان کی فوج نے یورش کی - اور ٹوٹی دیوارون کی طرف سے قلعہ مین گھس پڑے اور غنیم بھی خوب دل کھول کر لڑے ہزارہا آدمی مارے گئے قسطنطین ایم براطوس قیصر روم بھی سپاہ نیک چری کے ہاتھ سے مارا گیا - اور اُسکا سر نیزے پر رکھکر تمام شہر مین پھرایا گیا - تین روز تک قتل عام اور لوٹ ہوتی رہی - چوتھے دن حکم امان کا جاری ہوا - بہت سے کنیسے کی مسجدین بنائین کچھ کنیسے عیسائیون کے لیے چھوڑ دیے - تاریخون سے پایا جاتا ہے کہ یہ شہر قسطنطین اکبر کے زمانے سے اس واقعہ تک ۲۹ مرتبہ محصور ہوا اور سات مرتبہ فتح ہوا - قیصران روم پہلے ستارہ پرستی کا مذہب رکھتے تھے بعد ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مذہب عیسائی اختیار کیا - اور تمام یورپ مین قیصر روم شہنشاہ کہلاتے تھے سلطان نے اس فتح کے بعد تمامی

شاہان مصر و شریف مکہ و شاہ ایران کو نامے بھیجے - اور اس فتح نمایان کی خوشخبری دی - عیسائیون پر خراج مقرر کیا - اور مسجد جامع جو بنام نزد مسجد ایوب رضی اللہ عنہ اب تک موجود ہے تعمیر کرائی - جب اسکی تعمیر تمام ہو چکی جمعہ کے دن سلطان نے اسمین نماز پڑھی - اور شیخ الاسلام قاضی القضاۃ شمس الدین نے سلطان کی کمر مین تلوار باندھی - جب سے شاہان آل عثمان مین یہ رسم ہو گیا - بعد اس فتح کے سلطان نے ڈیڑھ لاکھ فوج اور تین سو توپین لیکر قلعہ بلغراد کا محاصرہ کیا - اور مدتون محاصرہ رہا - سلطان کو بھی اس محاصرے مین خفیف زخم آیا - مگر قلعہ فتح نہوا - بالآخر سلطان نے محاصرہ اٹھا کر ادرنہ کی طرف مراجعت کی - چند دنون بعد سلطان نے پھر ملک ستانی کی غرضیت کی اور بہت سے شہر یونان اور ملک سرب (سرویہ) و طرابزون اور ولایت سینوپ اور جزیرہ نسبوسہ اور کشور صقالیہ (سسلی) اور بلاد اربنوط کے (ادیٹرینیو) فتح کیے - یہ صوبہ ملک اطالیہ مین واقع ہے اور روسہ کبری کی سلطنت کا ایک جزو تھا -

۸۸۶ھ مین ملیش طش کی سپہ سالاری مین کہ سلطان کے عزیزون مین تھا ۱۰ ہزار آدمی جزیرہ رودس کی فتح کو روانہ ہوئے - اور تین مہینہ تک جزیرہ کا محاصرہ رہا - آخر کو جزیرہ فتح ہوا اور فوج واپس آئی - بعد اسکے سلطان نے دو لشکر جرار ایک کو جزیرہ قبرس اور دوسرے کو ایران کی فتح کے لیے تیاری کا حکم دیا - ہنوز یہ لشکر مرتب اور مکمل نہین ہوا تھا کہ سلطان نے جمادی الاول ۸۸۶ھ موافق ۱۴۸۱ء مین انتقال کیا اور بلدہ فازن مکیدہ مین مدفون ہوئے - عمر اس سلطان کی باون ۵۲ برس تھی - اور مدت سلطنت اکتیس ۳۱ برس بارہ سلاطین کے ملکون کو اسنے فتح کیا - اور دو سو سے زیادہ قلعہ سخر کیے عالمون کو نہایت درجہ رکھتا علم کی بہت قدر کرتا تھا - اور خود بھی علم سے بے بہرہ نہ تھا - اسکے دو بیٹے تھے بایزید اور جمشید -

فصل نوین سلطان بایزید ثانی

سلطان بایزید ثانی

محمد خان کی وفات کے بعد محمد پاشا وزیر چاہتا تھا کہ سلطان کے چھوٹے بیٹے جمشید کو تخت پر بٹھائے۔ مگر فوج نیک چری نے وزیر کو قتل کر ڈالا اور اسکی جگہ اسحق پاشا کو مقرر کیا۔ اس عرصے مین بایزید چار ہزار سوار کے ساتھ آماسیا مین آیا۔ اور باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ جمشید نے بروصہ مین جاکے بغاوت شروع کردی بایزید نے اسکے مقابلہ کو لشکر روانہ کیا لیکن سلطانی لشکر نے شکست اٹھائی اور بایزید بذات خود متوجہ ہوا اور جمشید کو بھگا دیا۔ راہ مین قوم ترکمان نے جمشید کے ہتھیار اور کپڑے چھین لیے۔ اور جمشید مصر کی طرف چلا گیا جہان قائد بیگ قوم برکس کے سردار نے اسکی نہایت تعظیم و تکریم کی۔ اور اپنے پاس رکھا۔ ترکمانون نے جمشید کا لباس اور ہتھیار جو چھین لیا تھا بایزید کے پاس بغرض انعام بھیجے مگر اسنے بجاے اسکے کہ ان لوگون کو کچھ انعام دے ان سب کو پھانسی دیدی۔ اور یہ کہا کہ جو غلام و نوکر اپنے مالک سے بیوفائی و نمک حرامی کرین انکی یہی سزا ہو۔ چار مہینے کے بعد جمشید قائد بیگ سے رخصت ہوکر مکہ معظمہ کو چلا گیا۔ اور حج کے بعد پھر لڑائی کا سامان فراہم کیا۔ بایزید نے جمشید کو لکھا۔ کہ خدا کے حکم سے یہ ملک میرے حصہ مین تھا۔ اب تمکو بھی خدا کی مرضی و تقدیر پر راضی ہونا چاہیے۔ مگر جمشید نے نہ مانا۔ اور پھر آپسمین لڑائی ہوئی۔ مگر جمشید شکست کھاکر طاش ایلی کی طرف بھاگ گیا۔ اور قوم صقالیہ نے اسکی حمایت کی۔ بایزید نے حاکم رودس کو خط لکھا۔ لیکن جمشید کو بایزید کے خوف سے شہر نیپلس علاقہ اطالیہ مین بھیجدیا۔ جمشید وہان بھی نہ ٹھہرا۔ اور شہر اوسلیون علاقہ فرانس مین اور دوسرے ملکون اور شہرون مین سات برس تک پھرتا رہا آخرش شاہ فرانس نے اسکو قید کیا جب پاند سوسیس ایم پراطوس مرگیا جمشید قید سے بھاگ کے پوپ اسنیسوس کے پاس گیا۔ اور اپنا حال بیان کیا۔ پوپ نے اسکو بڑے اعزاز سے اپنے پاس رکھا جب پوپ مرگیا۔ اور اسکا بھائی اسکندر ششم جانشین ہوا۔ تو بایزید نے پوپ کو جمشید کے شر دفع کرنے کی

ترغیب دی۔ اور پوپ نے روپیہ کی طمع مین جمشید کو زہر دے دیا۔ بایزید اپنے عہد مین بہت سی لڑائیان لڑا۔ بہت سے ملک فتح کیے۔ ایک مرتبہ وہ بقصد تسخیر ملک ارنبوط (البانیا) جا رہا تھا اثنائے راہ مین ایک فقیر سلطان کے پاس آیا۔ اور چاہتا تھا کہ اسکو ہلاک کرے محافظین سلطانی نے اسی وقت اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اس روز سے یہ دستور ہو گیا۔ کہ کوئی شخص ہتھیار بند سلطان کے پاس نہین جا سکتا۔ سنہ ۸۰۳ھ مین سلطان نے بلاد یونانی پر حملہ کیا اور دس ہزار عیسائی کو قید کر لایا اور پولونا یعنی پالینڈ کو خوب لوٹا۔ سنہ ۸۰۹ھ مین قسطنطنیہ مین زلزلہ آیا جس سے ایک ہزار ستر مکان اور ایک سو نو مسجدین اور ایک ٹکڑا قصر سلطانی کا گر پڑا اور بیالیس دن تک زلزلہ بار بار آتا تھا۔ سلطان نے پندرہ ہزار معمار اور مزدور اس سبب سے یہ عمارت کی درستی کو مامور کیے۔ اور سب کو ترمیم کرا دیا۔ سنہ ۸۱۶ھ مین سلطان نے بعارضۂ نقرس بیمار ہو کر وفات پائی۔ اسکی عمر ۶۲ سال کی تھی۔ اور ۳۲ برس بادشاہت کی۔ یہ بادشاہ جسیم۔ قوی ہیکل۔ ظریف۔ ادیب۔ عابد۔ پرہیزگار۔ تیر انداز اور شعر و سخن کا بھی مذاق درست رکھتا تھا۔ ہر سال زر خطیر مکہ معظمہ کو بھیجا کرتا تھا۔ انکے بیٹون مین جو جابجا بادشاہ ہوئے۔ سلطان جہاندار شاہ۔ سلطان احمد۔ سلطان فورقود۔ سلطان محمود سلطان عبداللہ۔ اور سلطان علمشاہ تھے ان سب کی بھی نامی اولاد ہوئی۔ لیکن سلطان بایزید کے ارشد اور امجد بیٹون مین سلیم خان تھے۔

سلیم خان

فصل دسوین سلیم خان

بایزید کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا سلیم خان جانشین ہوا۔ اسکی ولادت سنہ ۸۷۲ھ مطابق سنہ ۱۴۶۷ء مین ہوئی اسکی تخت نشینی کے بعد اسکے بھتیجے علاء الدین نے شہر رصہ مین بغاوت شروع کر دی۔ سلطان دار السلطنت مین اپنے بیٹے سلیمان کو اپنا قائم مقام کر کے ستر ہزار فوج لیکر براہ خشکی علاء الدین پر چڑھ دوڑا۔ اور ایک سو پچیس جنگی جہاز دریا کی راہ سے روانہ کیے۔ علاء الدین کے باپ احمد نے بھی شہر اماسیہ مین بغاوت

شروع کردی - اور اُسکا دوسرا بھائی مصطفیٰ اُسکا وزیر شریک ہوگیا - سلیم نے راہ مین سنا کہ مصطفیٰ کی عورتین اُسکے پاس جاتی ہین اسلیے اُسنے سواروں کو دوڑایا کہ اُن سب کو گرفتار کرلائین - مگر احمد یہ خبر پاتے ہی - وہان آپہونچا - اور سواروں کو متفرق کرکے عورتون کو بچالیگیا - آخر کو سلیم نے سرداروں کی سازش سے مصطفیٰ کو گرفتار کرلیا - اور گلا گھونٹ کے مارڈالا - اور بعد اُسکے بہت سے امرا اور وزرا اور بھائی بھتیجون کو قتل کیا - سلیم کے پاس سواے شاہ اسمعیل صفوی کے سب بادشاہون نے تحائف اور نامے بھیجے - سلطان سلیم سنی حنفی المذہب تھا - تعصب مذہبی بھی اُسکے مزاج مین بہت تھا - مراد خان کا ایک بھتیجا شاہ اسمعیل کے پاس پناہ گزین ہوا - اس سبب سے سلطان نے اُسپر چڑھائی کی - اور ڈیڑھ لاکھ فوج جرار اور ساٹھ ہزار اونٹ محمولہ سامان تک لیکر ایران پر حملہ کیا - چونکہ شاہ مین مقابلے کی طاقت نہ تھی - چند منزل تک تمام دیہات کو اپنے ملک کے جلا دیا جس سے سلیم کے لشکر کو بوجہ ناپابی خوراک وچارہ وغیرہ کے بڑی تکلیف ہوئی - صمدان پاشا نے سلطان سے شکایت کی کہ اس ملک مین سپاہیون کو بہت نقصان پہونچا - سلطان خفا ہوکر اُسکو قتل کیا - اور شاہ اسمعیل کے پاس زنانہ لباس بھیجا - اگرچہ شاہ مین مقابلے کی طاقت نہ تھی - مگر غیرت اور حمیت نے جوش کیا - اور غرۂ رجب سنہ ۹۲۰ھ مین - دونون لشکرون مین خوب لڑائی ہوئی - اس معرکے مین شاہ اسمعیل زخمی ہوکر گھوڑے سے گرپڑا سلطانی سوار چاہتے تھے - کہ اُسکو گرفتار کرلین - مگر ایک ایرانی سوار اپنی جان پر کھیل کے وہان پہونچا اور اپنا گھوڑا شاہ کو دیا - شاہ موقع پاکر گھوڑے پر سوار ہوکر اُس معرکے سے تبریز کی جانب نکل گیا - اور وہ ایرانی سوار وہان مارا گیا - سلیم نے شاہ کے خیمہ گاہ کو لوٹا - اور وہان سے شاہ کے تعاقب مین تبریز کو روانہ ہوا - یہان سلیم نے مرزا بدیع الزمان سے جو امیر تیمور گورکان کی اولاد مین تھے اعزاز و احترام سے ملاقات کی - اور شاہ اسمعیل کا جسقدر مال واسباب پایا اُسکو ضبط کیا - ناچار شاہ نے تحفہ اور ہدیہ بھیجکر

سلطان

سلطان سے صلح کرکی ۹۱۳ھ مین سلیم نے کوماخ کا قصد کیا اور علاء الدولہ سردار ترکمان
پر چڑھائی کی سنیا پاشا سلطان کے سکپہ سالار نے علاء الدولہ کو قتل کیا۔ اُسکا سر
سلطان کے پاس بھیجا۔ اور اُسنے عبرۃً عزیز مصر کے پاس روانہ کیا۔ اسی عرصے مین خبر ملی کہ قسطنطنیہ
مین قوم نیک چری نے صدر اعظم کا گھر لوٹ لیا۔ اور غدر مچا رکھا ہے۔ سلیم فوراً اسلامبول
مین آیا۔ اور مجرمین کو قتل کیا۔ اُسکے بعد دیار بکر و بار دین و سنجار و موصل وغیرہ کو فتح کیا
۹۲۲ھ مین قانصوہ والی مصر سے ناخوش ہوا۔ اور اُسکے استیصال کا قصد کیا۔ مغل بیگ
وکیل عزیز مصر کا حاضر تھا۔ سلطان نے اُسکے قتل کا حکم دیا۔ مگر یونس پاشا کی سفارش
سے خون معاف ہوا۔ مگر ڈاڑھی منڈوا کر ایک خارشتی گدھے پر سوار کرکے تمام شہر مین تشہیر کی
اور نکلوا دیا۔ عزیز کو یہ ذلت سنکر جوش آگیا۔ اور مقابلہ کیلیے نکلا۔ چونکہ وہ بہت معمر آدمی تھا۔
عین معرکے مین گھوڑے سے گر پڑا۔ اور مارا گیا۔ سلیم نے وہان سے کوچ کرکے
حلب و حمص و دمشق و شام کو فتح کیا اور چار مہینے وہان مقیم رہا۔ امراے عرب
سے ملاقاتین کین۔ کوہ لبنان پر متبرک مقامات کی زیارتون کا شرف حاصل کیا۔ دمشق کی
جامع امیہ مین خطیب کو خلعت اور پچاس ہزار قرش انعام عطا کیا۔ یہ مسجد بہت بڑی ہے طول
اُسکا ساٹھ ہاتھ پانسو قدم اور عرض ڈیڑھ سو قدم ہے ستون اُسکے سنگ سماق اور رخام کے
مختلف رنگ کے ہین۔ چھ سو قندیلین چاندی سونے کی زنجیرون مین لٹک رہی تھین۔
رمضان کے مہینے مین بارہ ہزار قندیلین اس مسجد مین روشن کیجاتی تھین۔ چار محرابین
اور چار امام اہل سنت و جماعت کے جیسے کہ مکہ معظمہ مین ہین یہان بھی ہین۔ اور تین منارہ
بہت بلند بنے ہوے ہین۔ پچھتر مؤذن نوکر تھے اور اس عمارت کی تعمیر مین تین لاکھ اشرفیان
صرف ہوئی تھین۔ اور بانی اسکے ابوالعباس ولید بن عبد الملک خلیفہ ششم
بنی امیہ ہین۔

ان فتوحات کے بعد طومان والی مصر کے نام جو قانصوہ کا بیٹا تھا اطاعت کے لیے

لکھا۔ طومان نے سلیم کے وکیل کو مرواڈالا اور نواحی شہر غزہ مین سلیم سے لڑائی ہوئی اور رومی غالب آئے۔ اور شہر غزہ کو لیلیا۔ اور جنگل کے راستہ سے مصر کا قصد کیا حسین پاشا نے راہ کی خرابی سے منع کیا کہ یہ راستہ نہایت دشوار گذار ہے۔ اسپر سلطان کا مزاج برہم ہوگیا۔ اور حسین پاشا کو قتل کر ڈالا۔ ۲۹ ذیحجہ سنہ ۹۲۲ھ مین طومان اور سلیم سے سخت لڑائی ہوئی۔ پہلی ہی لڑائی مین سنان پاشا سپہ سالار رومی مارا گیا۔ آخر چند لڑائیون کے بعد مصر فتح ہوا۔ شہر کے باشندے گھر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ سلیم شاہ نے انکو امان دے کے شہر مین بلایا۔ اور جب وہ لوگ اپنے مکانون مین آکر آباد ہوئے۔ اُنکے ساتھ عہد شکنی کیگئی۔ اور اسّی ہزار مصری کی گردنین ماری گئین۔ طومان نے ایک بھاری فوج صحرائی عرب سے جمع کرکے پھر مقابلہ کیا۔ اور سلیم کو شکست دی مصر پھر چھین لیا۔ سلیم نے مصطفی پاشا کو طومان کے پاس بھیجا اور صلح کی درخواست کی۔ طومان نے مصطفی کو مار ڈالا۔ اور پھر لڑائی کو تیار ہوگیا۔ اس مرتبہ اُسنے شکست کھائی۔ اور بھاگ کر اپنے ایک ہمسایہ سردار کے پاس پناہ لی۔ اُسنے طومان کو پکڑ کر سلیم کے حوالہ کردیا۔ اور سلیم نے فی الفور طومان کی گردن اُڑادی۔ اسی سال حرمین شریفین سلطان کے قبضہ مین آگئے۔ اس واقعہ کے بعد سلیم نے سنہ ۹۲۵ھ مین قسطنطنیہ کو مراجعت کی اور ڈیڑھ سو جنگی جہاز کا بیڑہ تیار کیا۔ اور ساٹھ ہزار فوج کنی بھرتی کی ۸ شوال سنہ ۹۲۶ھ مین اور چون سال کی عمر مین انتقال کیا نو برس بادشاہی کی یہ بادشاہ طویل القامت جسیم سرخ رنگ۔ غصہ ور اور ظالم تھا۔ ڈاڑھی منڈاتا تھا۔ اور شکار کا بہت شوقین تھا شاعری کا بھی ذوق تھا۔ اُسکے اشعار عربی فارسی و ترکی رسم مین بہت مشہور ہین۔

فصل گیارھوین سلیمان خان اول

سلیمان خان

سلیم خان کے بعد اُسکا بیٹا سلیمان خان سنہ ۹۲۶ھ مین تخت پر بیٹھا۔ اس بادشاہ کے زمانے مین سلطنت عثمانیہ مین حشمت و شوکت بہت ترقی پر ہوئی تیرہ لڑائیان

بذات خود اُسنے کین - اور اپنے ملک مین بہت سی عمارتین بنائین - اور اپنی مدت سلطنت مین بڑے بڑے اہم کام کیے - پہلے بلغراد کو بذات خود فتح کیا - اور مستقر خلافت پر لوٹ آیا - اس معاودت کے دس دن کے اندر تین بیٹے اُسکے مر گئے - بعد اسکے فرانس اور دوسری قومون سے بارہا لڑا - اور مظفر اور منصور رہا - ابراہیم پاشا سلطان کا بہنوئی بھی عیسائیون کی لڑائی پر مامور ہوا - جسنے دو لاکھ عیسائی قتل اور ایک لاکھ گرفتار کیے اور خزانہ سلطانی کو زر و جواہر سے بھر دیا - اور پھر ایک مرتبہ عیسائیون پر حملہ کیا - اور پانچ ہزار سر اُنکے لے آیا - اور سلطان کے خیمہ کے سامنے برج کی طرح چن دیے - سات مہینے مین یہ مہم اُسنے انجام کو پہونچائی -

شعبان ۱۳۱۲ھ مین جامع مسجد حلب مین وہان کے لوگون نے قاضی کو شہید کیا - بادشاہ خود وہان پہنچا - اور مفسدین کو گرفتار کر کے قتل کیا - اسی سال شاہ نمسا (اسٹریا) کا وکیل مع نامہ حاضر ہوا - مگر چونکہ نامہ مین مضمون خلاف طبع تھا - سلطان نے نو مہینے سفیر کو قید رکھا - اور بعد اُسکے رہا فرما کر جواب دیا کہ مین خود آکر ان امورات کا جواب دیتا ہون اور ۱۵۲۶ء مین ایک لاکھ پچیس ہزار فوج اور تین سو توپ لیکر نمسا (اسٹریا) پر چڑھائی کی - اور دار السلطنت ویانہ کا محاصرہ کیا - راستہ مین ایک جگہ پانی بہت برسا اور دریا نے اسقدر طغیانی کی - کہ تمام خیمہ اور سپاہ دریا برد ہو گیا - اور سلطانی لشکر کو سخت زحمت اور تکلیف پہونچی - دو روز کے بعد سلطان یہان سے روانہ ہوا - راستہ مین شاہ سوگنر نے ملاقات کی سلطان نے اُسکے ساتھ اخلاق اور اعزاز کیا - اور قیمتی خلعت اور گھوڑے مع ساز و سامان دے کر رخصت کیا - یہان سے بوڈکری کی طرف روانہ ہوا - وہان کے بادشاہ نے مقابلہ کیا بہت سے عیسائی مارے گئے - اور یہ ملک بھی سلطان کے تحت تصرف مین آگیا - ان سب فتوحات کے بعد سلطان نے بڑے کروفر کے ساتھ اسلامبول کو معاودت کی -

محرم ۱۳۳۹ھ مین شاہ فرانس نے درخواست کی کہ کنیسۂ عیسائیان جو بیت المقدس مین ہے عیسائیون کو دیدیا جاوے - سلطان نے جواب دیا کہ کنیسہ مدت سے اہل اسلام کی مسجد

ہوگیا ہے۔ اب خلاف عملدرآمد قدیم اُسکا قبضہ نہین اُٹھ سکتا۔ چونکہ یہ امر مذہب سے متعلق ہے افسوس ہے یہ درخواست قبول نہین ہوسکتی۔ اگر جاگیر یا مال وستاع طلب کرتے تو دریغ نہ کیا جاتا ۱۹ رمضان سنہ مذکور مین سلطان دولاکھ فوج لیکر قسطنطینیہ سے نکلا اور ولایت سرب پر چڑھائی کی۔ ۱۴ قلعہ فتح کیے۔ اور شہر بلغراد مین نہایت شان وشوکت سے داخل ہوا اور فوج کو انعام ومال غنیمت تقسیم کیا۔ ۹۴۱ھ مین عجم کی طرف متوجہ ہوا۔ اور بغداد کو فتح کرلیا اور امام ابو حنیفہ کے مقبرہ کو دوبارہ تعمیر کیا۔ اور براہ تبریز قسطنطینیہ کو لوٹ آیا۔ یہان اُسنے ابراہیم پاشا کو کسی جرم مین معطل اور قتل کرکے اُسکی جگہ خیر الدین پاشا کو خلعت وزارت عطا کیا جسنے بحکم سلطان ۱۵۳۵ء مین شہر ٹونس کو فتح کرلیا۔ مگر شاہ ٹونس نے اسپین کی مدد سے پھر اپنا ملک واپس لیلیا۔ ۱۵۴۱ء مین سلطان پھر بعزم ملک ستانی اسلامبول سے نکلا۔ اور خیر الدین پاشا کو علحدہ لشکر کے ساتھ فتح وتسخیر ممالک پر مامور کیا۔ بادشاہ ووزیر نے بہت سے شہر اور جزائر فتح کرکے اپنے ملک مین داخل کرلیے۔ ۱۵۴۳ء مین پھر عجم کی طرف گیا اور ۱۵۴۴ء مین سلطان علاء الدین شاہ ہند کا ایلچی حاضر ہوا۔ اور نامہ گذرانا۔ جسکا جواب مع تحائف وخلعت سلیمان خان ایلچی کے ہاتھ بھیجا گیا۔ بعد اسکے ایرانیون سے مقابلہ ہوا اور سلطان نے فتح پائی۔ عثمان پاشا جو جس نے اس مہم مین کارنمایان کیے تھے۔ حلب کا حاکم کردیا۔ اور شاہ ایران سے صلح کرکے واپس ہوا ۱۵۵۳ء مین سلیمان کے بیٹے مصطفی نے بغاوت کی اور گرفتار ہوکر قتل کیا گیا۔ ۱۵۵۶ء مین مسجد سلیمانیہ تیار ہوئی۔ اسی سال شاہ ایران کا نامہ آیا اور جواب دیا گیا۔ اور سلیمان کے دوسرے بیٹے بایزید نے بغاوت کی۔ اور شکست پائی۔ اور ۹۶۵ھ مین ملک عجم مین بھاگ گیا۔ شاہ طہماسپ صفوی نے اُسکی نہایت عزت اور خاطرداری کی سلیمان کو جب یہ خبر ملی تو اُسنے شاہ سے اپنے بیٹے بایزید کو طلب کیا۔ اور شاہ نے سلطان کے معتمدین کے ہمراہ بایزید کو بھیجدیا جنھون نے اُسکا کام راستہ ہی مین تمام کیا۔ سلطان شاہ کی اس تعمیل حکم سے نہایت خوش ہوا اور

شکریہ مین بہت دوستانہ خط لکھا۔ اور چار لاکھ اشرفیان شاہ کو بھیجین۔ سنہ ۹۷۰ھ مین سلیمان نے ملک افریقہ کو فتح کیا۔ اسی سال مین شاہ اسپین نے سلطان کے ملک پر حملہ کیا۔ اور بعضی قلعہ لیلیے۔ سلیمان نے اکھتر جہازون کا بیڑہ تیار کرکے مصطفیٰ پاشا کی سپہ سالاری سے بغرض مقابلہ شاہ اسپین مالٹا کو روانہ کیا۔ مصطفیٰ نے اس مہم کو بہ فتح و کامیابی انجام کو پہونچایا۔ اور کئی ہزار قیدی اسپین کے گرفتار کیے۔ پھر سلطان نے بہ نفس نفیس جہاد کا ارادہ کیا۔ اور بلغراد مین آیا اور عیسائیون کے بہت سے ملک فتح کیے۔ سنہ ۹۷۴ھ مین سلطان نے ملک ہنگیری پر حملہ کیا۔ اور قلعہ زیجات کا محاصرہ کیے پڑا تھا کہ وجع مفاصل کے عارضہ مین اُسنے انتقال کیا۔ محمد صفلی سپہ سالار نے سلیمان کی مرگ کو مخفی رکھا۔ اور محاصرہ اور لڑائی کو بدستور قائم رہنے دیا یہانتک کہ قلعہ فتح ہوگیا۔ تب سلطان کی وفات کی خبر فوج پر ظاہر کی۔ یہ بادشاہ سرخ رنگ بلند پیشانی ترشرو عالی ہمت تھا۔ ۴۸ سال بادشاہی کی اور ۷۴ سال زندہ رہا۔ یہ زمانہ سلطنت عثمانیہ کے غایت عروج کا تھا۔ اور تمام یورپ کو ڈر تھا۔

فصل بارھوین۔ سلیم خان ثانی

یہ بادشاہ سنہ ۹۲۹ھ مطابق سنہ ۱۵۲۴ء مین پیدا ہوا۔ اور سنہ ۹۷۴ھ مطابق سنہ ۱۵۶۶ء مین اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا اور باپ کی نعش قسطنطنیہ مین لاکر دفن کی۔ اسکے ابتداے عہد مین قوم نیک چری نے غدر کیا۔ جسکو اُسنے تالیف قلوب و انعام و اکرام فرو کیا۔ اور ایلچی شاہ ایران کا نامہ تہنیت و تعزیت اور دو دانے موتی کے بوزن چالیس درہم اور ایک دانہ یاقوت کا بقدر شفتالو لیکے حاضر ہوا۔ سلطان نے تحفہ دوستانہ قبول کیا۔ اور جواب و شکریہ مع ہدایا روم کے ایلچی کو حوالہ کیا۔ اور رخصت دی۔ انھین دنون سلطان نے امام و والی صنعا کے مین سے مقابلہ کیا۔ اور والی صنعا کو شکست دی۔

زوستنا۔ سی یہودی نے جو سلطان کا عہد شہزادگی سے نہایت مصاحب اور عزیز تھا۔ بہت عروج پایا۔ اور سلطان اُسکے کہنے کو بہت مانتا تھا اُسکی تحریک سے جزیرہ

قبرس (سائپرس) پر چڑھائی کی اور تین سو ساٹھ جہاز جنگی بسپہ سالاری مصطفی پاشا روانہ کیے جنہوں نے بہت لڑائیون کے بعد جزیرہ کو فتح کیا۔ اور بہت سا نقد وجنس اور دو ہزار لونڈی اور غلام سلطان کی خدمت مین پیش کیے۔ اس لڑائی مین پچاس ہزار سلطانی فوج کام آئی۔ بعد اس واقعہ کے شاہ اسپین اور پوپ روم نے باتفاق سلطان پر چڑھائی کی اور دریائی لڑائی مدتون رہی۔ سلطان کا اس ہنگامہ مین بہت نقصان ہوا۔ اور ۲۲۴ سلطانی جہاز تباہ اور برباد ہوئے۔ اس فتح کی یادگار مین شاہ اسپین اور پوپ روم ابتک ہر سال ایک معین دن مین خوشیان کرتے ہین۔ اور عید مناتے ہین۔ بعد اسکے انھین ایام مین سلطان اور عیسائیون سے مصالحہ ہوگیا۔ ۲۴ شعبان کو ۹۸۲ھ مین مطابق ۱۵۷۴ء کے سلطان نے تپ محرقہ مین انتقال کیا۔ ۸ برس سلطنت کی۔ اور پچاس سال زندہ رہا۔ یہ بادشاہ شراب بہت پیتا تھا۔ اور عیش دوست اور راگ ورنگ کا نہایت شوقین تھا۔ مگر محمد صقلی وزیر کے حسن انتظام وخوش لیاقتی سے اس مملکت مین کوئی فتور نہوا۔

فصل تیرھوین۔ مراد خان ثالث۔ محمد خان ثالث

مراد خان ثالث محمد خان ثالث

سلطان مراد خان ۹۸۳ھ مین اپنے باپ کی وفات کے بعد تخت پر بیٹھا۔ اور اپنے پانچ بھائیون کو قتل کیا۔ اور مسجد ایا صوفیہ مین باپ کے برابر انکو مدفون کیا۔ چار عیسائیون کو جو مقید تھے رہا کر دیا۔ بہت سے امرا اور عمائد کو خدمات سے برطرف اور معزول کیا ۱۵۷۶ء مین طفلس پر فوجکشی کی اور گرجستان (جیورجیہ) کو فتح کیا۔ ۹۸۳ھ مین انتقال کیا۔ ۲۱ برس سلطنت کی۔ یہ سلطان متوسط القامت زرد رنگ چھوٹی داڑھی اور چھوٹی آنکھین رکھتا تھا نہایت عیش دوست تھا۔ اور اسکے محل مین پانسو لونڈیان اور حرم تھین۔

سلطان محمد خان ثالث باپ کی وفات کے وقت شہر مانیسہ مین تھا صفیہ سلطانہ اسکی ماں نے مخفی طور پر اسکو باپ کے مرنے کی اطلاع دی۔ اور سلطان کے مرنے کو بالکل مشتہر نہین کیا۔ جب سلطان محمد خبر سنتے ہی بارھوین دن پہونچا اور تخت

بیٹھ گیا - اُسوقت بادشاہ کے مرنے کی خبر شہر ہوئی - تخت پر بیٹھتے ہی کل اختیارات سلطنت اپنی ماں کے سپرد کر دیے - اور اُنیس بھائیون کو قتل کیا - اور باپ کے برابر اُنکو دفن کیا - باپ کی دس عورتون کو جو حاملہ تھین - دریا مین غرق کر دیا - بادشاہ نمسا نے سلطان کے لشکر سے مقابلہ کیا - اور اُسکو مغلوب کیا - محمد خان نے اپنے سپہ سالار فرہاد پاشا کو قتل کر کے اُسکی جگہ سنان پاشا کو کہ اسی برس کا بڈھا تھا لڑائی پر روانہ کیا - مگر وہ بھی مغلوب ہوا - آخر ۲۴ شوال ۱۰۰۲ھ کو محمد خان بنفس نفیس متوجہ ہوا اور شہر ارلو کو سات دن مین مسخر کر لیا - اور شاہ نمسا کو بھگا دیا - بہت سے عیسائیون کو قتل کیا - ۱۰۰۳ھ مین سلطان اور شاہ ایران سے مقابلہ ہوا - ۱۰۱۲ھ مین سلطان نے علیل ہو کر وفات پائی - عمر اس بادشاہ کی ۴۰ سال تھی اور نو برس بادشاہت کی - افیون بہت کھاتا تھا - مگر شراب سے کارہ تھا - بہت سے شراب خانے موقوف کر دیے -

سلطان احمد خان اول

فصل چودھوین - سلطان احمد خان اول

سلطان احمد جب تخت پر بیٹھا - اُسکی عمر تیرہ سال کی تھی - جلوس کے بعد اُسکو معلوم ہوا - کہ شاہ ایران نے سلطانی ملک مین مداخلت شروع کر دی ہے اور بلدہ اریغان اور قلعہ قرص اور دوسرے قلعہ وغیرہ فتح کر لیے - اور رومی فوج مغلوب ہوئی - اسلیئے وہ بذات خود مقابلہ کو نکلا - اور شاہ کے لشکر سے مقابلہ کر کے واپس آگیا - اس راہ مین برف اور سردی اور دوسری بیماریون سے بہت لوگ لشکر کے مر گئے - اہل حجر (ہنگری) نے شاہ نمسا یعنی شہنشاہ اسٹریا کے ظلم کی شکایت کی - سلطان نے اُن لوگون کی دلجوئی کی اور اُنھین مین سے ایک کو بادشاہ بنایا اور ہنگری کے تخت پر بٹھایا - جسکی وجہ سے بہت سے ملک سلطانی جو شاہ اسٹریا کے قبضے مین آگئے تھے پھر روم کی سلطنت مین داخل ہو گئے -

۱۰۱۴ھ مین شہر بربصہ پر سلطان نے حملہ کیا - بادشاہ نمسا نے صلح کر لی اور خراج

دے کر سلطان کو فائز المرام رخصت کیا۔ سلطان نے مراد پاشا کو سرجان پولاد حاکم اکراد اور امیر فخر الدین پر لشکر کشی کے لیے بھیجا۔ اور بہت سخت مقابلہ کے بعد جان پولاد بھاگ گیا۔ اور حلب کے متصل مارا گیا۔ حلب کے باشندوں نے مقتولین کے سر مراد پاشا کے پاس بھیجدیے۔ امیر فخر الدین بھی مقابلہ مین ٹھہر نہ سکا۔ اور بھاگ گیا۔ مراد پاشا نے مظفر و منصور قسطنطنیہ کو مراجعت کی۔ ۱۰۲۱ھ مین مراد پاشا ایران کی مہم پر بھیجا گیا اور اُسنے شاہ کو شکست دی۔ اور تبریز کو لے لیا۔ شاہ نے صلح کر لی۔ چند دنون مین مراد پاشا مر گیا۔ نصوح پاشا اُسکی جگہ مقرر ہوا۔ مگر تھوڑے ہی عرصے مین سلطان نے انواے شتی قرار اغا سے اُسکو مار ڈالا۔ اور اُسکی جگہ محمد پاشا کو مامور کیا۔ چونکہ شاہ ایران نے حسب وعدہ صلح کے شرائط ادا نہین کیے لہذا سلطان نے فوج کو ایران روانہ کیا۔ جو برف و بارش کے صدمہ سے بہت نقصان اُٹھا کے ناکام واپس آئی۔ اسلیے محمد پاشا خدمت سپہ سالاری سے معزول اور اُسکی جگہ خلیل پاشا منصوب ہوا۔ ۱۰۲۵ھ مطابق ۱۶۱۶ء مین شاہ انگلستان کا ایلچی باون ہرمان قسطنطنیہ مین آیا۔ سلطان کو معلوم ہوا۔ کہ عیسائیان اسلامبول نے بقصد فساد و غدر بہت قسم کے ہتھیار اپنے مکانون مین جمع کیے ہین۔ لہذا انکی خانہ تلاشی کیگئی۔ اور چار عیسائی سردار گردن مارے گئے۔ ایران کی تسخیر کے لیے بہت بڑا لشکر بھیجا گیا۔ مگر وہ شکست کھا کر واپس آیا۔ سلطان نے اس مرتبہ خود چڑھائی کا ارادہ کیا۔ مگر انھین دنون مین کہ ۱۰۲۶ھ تھے سلطان نے رحلت کی۔ چودہ برس سلطنت کی۔ یہ بادشاہ جوان طبیعت عیش دوست تھا۔ اسکے زمانے مین تمباکو پینے کا رواج ہوا۔ جسکو تجار ہالینڈ ۱۰۲۵ھ مین لائے استنبول مین مسجد جامع احمدی اور حوض تو بنوا کے اُنھین کا بنایا ہوا ہے۔ حرمین شریفین مین بھی اُنکے یادگار دو آثار باقی ہین چنانچہ کوکب دری اُنھین نے روضۂ مبارک پر چڑھایا تھا۔

سلطان مصطفیٰ بن سلطان محمد ثالث

فصل پندرھویں سلطان مصطفیٰ بن سلطان محمد ثالث

سلطان احمد نے مرتے وقت وصیت کی تھی۔ کہ مصطفیٰ اُسکے بھائی کو تخت پر بٹھایا جاے چونکہ سلطان عثمان احمد کا بیٹا کم عمر اور تیرہ برس کا تھا۔ اس وصیت کی تعلیم ہوئی مگر چونکہ وہ چودہ برس تک عورتون مین قید رہا۔ اور سلطنت کا حوصلہ نہین رکھتا تھا۔ اسلیے امرا نے اتفاق کرکے اُسکو قید کرلیا۔ اور عثمان کو تخت پر بٹھلایا۔

عثمان خان ثانی

عثمان خان ثانی نے ۱۰۲۷ھ مین تخت پر بیٹھتے ہی **خلیل** پاشا کو فوج کے ساتھ ایران پر بھیجا۔ مگر وہ اردبیل تک گیا۔ اور شاہ عباس سے صلح کرکے واپس آگیا۔ **سلطان** نے خلیل پاشا کو معزول کرکے اُسکی جگہ چلپی پاشا کو مقرر کیا۔ جو فن سپہ گری سے خوب ماہر تھا۔ اور سکندر پاشا کو والی پولونیا کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ جہان چند لڑائیان خوب ہوئین۔ بیس ہزار آدمی پولونیا کے مارے گئے۔ اور دس ہزار گرفتار ہوکر اسلامبول مین آئے۔ اور یہان وہ قتل ہوئے روس و فرانس و پوپ روم نے ہرچند پولونیا کی مدد قرار واقعی کی۔ مگر سلطان کے لشکر پر فتمند نہو سکے۔ اور سلمان منصور رہے۔ عیسائیون نے جزیہ قبول کیا۔ یہ بادشاہ بھی عورتون کی صحبت کا بہت شائق اور عیش دوست تھا۔ اور طبعی میل و توجہ اُسکی اُسی طرف تھی ایک دفعہ مفتی شہر کی لڑکی سے نکاح کیا۔ اس حرکت سے ارکان دولت اور سرداران فوج اُس سے بہت ناخوش ہوئے۔ کہ اُسنے غیر کفو مین نکاح کیا۔ اُنھین دنون مین کہ ۱۰۳۱ھ مطابق ۱۶۲۱ء کے تھے سلطان نے عزم حج کا کیا۔ اور شہر کے باہر خیمہ ڈالا۔ سپاہ نے بلوا کردیا اور عثمان کو نہایت ذلت اور خواری سے قتل کیا۔ کیونکہ اُنکو یہ گمان تھا۔ کہ بادشاہ بحیلۂ حج جاتا ہے کہ نئی فوج فراہم کرے۔ اور پرانے لشکر کو تباہ کردے۔ مصطفیٰ خان کو پھر بادشاہ کیا لیکن بہ سبب اُسکی نا قابلیت کے شاہ ایران نے سلطان کے ملک پر دست اندازی کی اسلیے اُسکو پھر تخت سے اُتار کر ۱۰۳۲ھ مین پھر حرم مین مقید کیا۔ اور مراد خان چہارم

سلطان احمد کے دوسرے بیٹے کو جو پندرہ سالہ تھا تخت پر بٹھلایا۔

فصل سولھوین۔ سلطان مراد خان چہارم

سلطان مراد خان حمایم

مراد خان ۱۰۳۲ھ مین تخت پر بیٹھا۔ اور دوسرے دن وہ جلوس کے ساتھ مسجد نیوی مین گیا۔ اور سلاطین عثمانیہ کے رسم کے موافق تلوار کمر مین باندھی۔ اور شاہ ایران کے غلبہ اور فوج سلطانی کی شکست کی خبر سُنکے اُسنے بہت بھاری فوج تیار کی اور بغداد بھیجی عجم اور روم کی فوجون مین بڑی بڑی لڑائیان رہین آخر رومیون نے بڑی ہولناک لڑائی کے بعد بغداد کو لیلیا بعد اُسکے شاہ **عباس** صفوی نے بغداد پر چڑھائی کی اور بغداد کو سلطان سے چھین لیا۔ کہتے ہین کہ رومی اسقدر مارے گئے کہ بغداد کے ہر گلی اور کوچے مین خون کی ندیان بہتی تھین۔ **ابوبکر** پاشا کو زندہ پکڑکر پنجرے مین قید کیا اور طرح طرح کے عذاب کے ساتھ دریاے دجلہ مین کشتی پر بٹھا کے جلادیا۔ **ولوری** افندی و عمر افندی وغیرہ کو جو بڑے اکابر فوج سلطان کے تھے پھانسی دیدی اور محمد پاشا کو جو ابوبکر پاشا کا بیٹا تھا۔ خراسان بھیج کے مروالا۔ اور شاہ عباس بذات خود چند دنون بغداد مین مقیم رہکر حافظ پاشا سے لڑتا رہا۔ اور موصل کو مسخر کرلیا۔ آخر حافظ پاشا چند لڑائیان لڑکر قسطنطنیہ چلاگیا۔ اور وہان سے لڑائی کا سامان از سر نو کرکے پھر آیا۔ شاہ بھی بغداد مین آکر اُس سے مقابل ہوا۔ اور اُسکو شکست دی۔ سلطانی لشکر شکست کھاکر استنبول واپس چلاگیا۔ حافظ پاشا نے بھاگتے وقت بہت بڑی توپ جسکا نام **سلیمان** شاہ تھا اور بھاری ہونے کے باعث ساتھ نہ رکھ سکتا تھا۔ زمین مین دفن کردی تھی۔ شاہ نے یہ خبر سُنکر اُسکو نکلوا کر **اصفہان** بھیجدیا۔ اور چند مرتبہ رومیون سے لڑکے خود بھی **اصفہان** چلاگیا۔ اور چند دنون کے بعد وفات پائی۔ جب شاہ عباس کی خبر وفات روم مین پہونچی۔ تو خسرو پاشا ڈیڑھ لاکھ لشکر لیکر ایران پر چڑھ آیا۔ اور ایرانیون کو شکست دے کے موصل کو پلٹ گیا۔

اس عرصہ مین روم کے سردار اور امرا مین نہایت مخالفت پھیل گئی - اور ایک دوسرے کے خواہان آبرو و جان ہوئے - اور ہزارہا مخلوق اس باہمی مخالفت کے سبب سے تباہ و ہلاک ہوئی - خاص قسطنطنیہ مین سیکڑون گھر اور خانوادہ برباد ہوگئے - امیر فخرالدین جو کہ لبنان کا حاکم تھا فرانس سے لگیا - کیونکہ وہ خسرو پاشا سے مقابل ہوا تھا - اسوجہ سے سلطان سے مطمئن نہ تھا - سلطان کو جب اُسکی سازش کا حال معلوم ہوا - تو احمد پاشا کے تحت مین فوج اُسکی تادیب کو روانہ کی - مگر جب احمد پاشا کو شکست ہوئی تو فیروز اوغلی بحکم سلطان امیر کے مقابلے کیلیے مامور ہوا - اور اُسنے امیر کی فوج کو شکست دی - امیر علی امیر فخرالدین کے لشکر کا سردار مارا گیا - اور امیر فخرالدین زندہ گرفتار ہوا سلطان نے اُسکی خطا معاف کردی - اور پاس بعزت رکھا - اس عرصے مین خبر ملی کہ امیر کے پوتے نے بیروت کو خراب و تاراج کردیا - اور احمد پاشا کو دمشق کے اطراف مین شکست دی - سلطان یہ سنتے ہی برہم ہوگیا - اور امیر فخرالدین کو قتل کرڈالا اور اُسکے دونون بیٹون امیر مسعود اور امیر حسین کی بھی گردن مارنے کا حکم دیا - مگر پھر اُنکی جان بخشی کی ۱۶۳۸ء مین سلطان مراد بہ نفس نفیس ایک لاکھ فوج لیکر بغداد پر چڑھ آیا - راستہ مین اُسکا وزیر بہرام پاشا مرگیا - اُسکی جگہ طیار پاشا مامور ہوا اور لشکر ایران سے سخت لڑائی ہوئی - طیار پاشا مارا گیا - اور اُسکی جگہ مصطفی پاشا وزیر ہوا - آخر پچاس ہزار ایرانی مارے گئے - اور بغداد فتح ہوگیا - ایکہزار ایرانی زندہ گرفتار ہوئے - اور سلطان کے روبرو اُنکی گردنین ماری گئین - اس فتح کے بعد سلطان نے اسلامبول کو مراجعت کی وہان پہونچکر بعارضہ بخار بیمار ہوا - اور اپنے چھوٹے بھائی ابراہیم کے قتل کا حکم دیا - مگر عان نے اُسے چھپا دیا - اور اُسکے قتل کی اطلاع سلطان کو دی سلطان نے نعش دیکھنے کو طلب کی مگر حکیم معالج نے کہا آپ کے عارضے کو مضر ہے غرض اسطرح سے ابراہیم کی جان بچی الغرض ۱۶ شوال ۱۰۴۹ھ مین مطابق

سنہ ۱۶۱۴ء کے سلطان نے انتقال کیا۔ اس سلطان کی عمر ۲۵ برس تھی۔ اور ۱۷ برس سلطنت کی۔ سواری کا نہایت شوقین تھا۔ آٹھسو گھوڑے خاصہ کے ہمیشہ اُسکے اصطبل مین رہا کرتے تھے

فصل سترھوین سلطان ابراہیم خان

مراد کے مرتے ہی ارکان دولت ابراہیم کے پاس جو حرم مین قید تھے حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ کے بھائی نے انتقال کیا۔ آپ چلکر تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہون۔ ابراہیم کانپ اُٹھا۔ اور سمجھا کہ بھائی نے امتحاناً اُسکا مافی الضمیر دریافت کرنے کو یہ پیغام بھجوادیا ہی۔ کہا مین نے دنیا چھوڑدی ہی مجھے بادشاہی نہ چاہیے۔ لیکن ارکین نے اُسکو اطمینان دلایا۔ اور سلطان کی نعش لاکر دکھائی۔ اُسوقت وہ مطمئن ہوا۔ اور نعش کے دفن کا حکم دیا۔ اور مراد کا جنازہ سلاطین عثمانیہ کے موافق نہایت دھوم سے اُٹھا کل فوج ولشکر اور اُسکی سواری کے گھوڑے جسپر سونے کی زینین لگائی گئی تھین۔ ساتھ تھے۔ غرض بہ تجمل تمام جنازہ مدفن مین پہونچا اور دفن کیا گیا۔ بعد فراغت سردارون نے ابراہیم کو محبس سے نکال کر تخت روان پر سوار کیا۔ اور مسجد مین لائے۔ اور تلوار اُسکو حوالہ کی۔ اور توپون کی سلامی اُتاری گئی۔

یہ بادشاہ نہایت خفیف العقل اور کم عمر اور بزدل تھا۔ سوا عورتون مین بیٹھنے کے اور کسی امر کا سلیقہ نہین رکھتا تھا۔ ساڑھے پانچسو حسین لونڈیان اپنے حرم مین جمع کر رکھی تھین۔ اور دن رات اُنکی صحبت مین اپنے وقت عزیز کو برباد کیا کرتا تھا۔ سلطنت کا کل کام مان اور وزیرون پر ڈال دیا تھا۔ مگر وزیرون نے جو خیر خواہ تھے خوب انتظام کیا۔ اور دولت عثمانی کی آبرو کو برقرار رکھا۔ سنہ ۱۶۴۵ء مین مطابق سنہ ۱۰۵۵ھ کے عیسائیون نے سلطانی جہازون سے کچھ چھیڑ چھاڑ کی اسلیے چار سو جہازون کا بیڑہ اُنکی تادیب کیلیے لنگرگاہ قسطنطنیہ سے جزیرہ مالٹا کو روانہ ہوا۔ اور فتح اور کامیابی کے ساتھ لوٹ آیا۔ سنہ ۱۶۵۶ء مین پھر عیسائیون سے لڑائی ہوئی۔ مگر ارکان دولت کے حسن تدبیر سے کوئی خرابی واقع نہین ہوئی۔ فوج کے افسرون نے جب بادشاہ اور وزیر احمد پاشا کو عیش وعشرت

مین اسقدر روڈو بامہاد دیکھا - تو چاہا کہ سلطان کو قتل کرڈالین مگر اُسنے بہت سا روپیہ دے کر اپنی جان بچائی افسران فوج نے سلطان کے سات مہینے کے بیٹے کو بادشاہ بنایا اور ابراہیم کو محل مین قید کیا - دس روز کے بعد بعضے امیرون نے چاہا کہ بادشاہ کو باہر نکالین - مگر بن امراے نے اُسکو قید کیا تھا - اُنھون نے ۲۸ رجب ۱۰۵۸ھ مین ابراہیم کا کام تمام کردیا - اس بادشاہ کی عمر ۴۹ برس کی تھی - نو برس بادشاہی کی حرکات ناسزا اُس سے بہت سرزد ہوئین شیخ الاسلام کی لڑکی کو بجبر چھین لیا - اور اسی سبب سے نیک چری نے پورش کی - اور اُسکو ہلاک کیا -

سلطان محمد خان چہارم

فصل اٹھارھوین سلطان محمد خان چہارم

محمد خان چہارم سات برس کی عمر مین تخت نشین ہوئے اُنکی ماں **کلثوم** سلطانہ سلطنت کا کام کرتی تھین - ارکان سلطنت نے عورت کی سلطنت قبول اور گوارا نہ کی اور غدر کردیا - اسلامبول مین نہایت تشویش پھیل گئی - آخر کو **کلثوم** سلطانہ **سلیمان** خواجہ سرا کے ہاتھ سے ماری گئین - اور اُنکے پاس سے بہت سا روپیہ اور اشرفی اور چاندی اور سونا اور جواہرات اور قیمتی زیورات اور چاندی سونے کے برتن برآمد ہوئے ۱۰۶۲ھ تک قسطنطنیہ مین بے امنی اور فساد پھیلا رہا - ۱۰۶۳ھ مین چالیس روز تک جابجا ملک روم مین زلزلہ آتا رہا - جس سے بہت سی جانون اور مال کو نقصان پہونچا - ذیقعدہ ۱۰۶۳ھ سے جمادی الاول ۱۰۶۴ھ تک ارکین سلطنت مین باہم خوب لڑائیان اور کشت وخون ہوا کیا بادشاہ کی کم سنی کے باعث سے کسی پر عہدہ داب نہ تھا - جب **کوپرلی محمد** نام وزیر ہوا اُسنے اپنی عقل وتدبیر سے ان سب خانگی فتنون کو فرو کیا - اور عیسائیون پر لشکر بھیجا - اور اکثر لڑائیان فتح کین - جزیرہ تندوس وغیرہ کو سنجر کیا - ۱۰۶۸ھ مین سرب اور پولینڈ پر لشکر کشی کی اور ڈیڑھ لاکھ آدمی کو غنیم کے لشکر مین قتل کیا - اور منظفر اور منصور ستر سلطنت پر واپس آیا - تھوڑے ہی دنون مین اس صائب تدبیر وزیر کی خوش سلیقگی اور حسن انتظام سے سلطنت

روم کے انتظام اور اصلاح مین نمایان ترقی ہوئی - مگر اُسکی زندگی نے وفا نہ کی - پانچ برس تین مہینے دس دن وزارت کا کام کیا - اور ۱۷ ربیع الاول ۱۰۷۲ھ مین رحلت کی نزع کے وقت بادشاہ اُسکے پاس آیا - اور وصیت کی درخواست کی - وزیر نے کہا کہ سلطنت کے کامون مین عورتون کو دخل نہ دینا - عورتون کی صحبت سے بہت پرہیز کرنا - اپنے لشکر کو راضی رکھنا - ایک آدمی بھی فوج سے کم نہ کرنا - عیسائیون سے ہمیشہ لڑتے رہنا - اور اُنکو کبھی مہلت نہ دینا - سلطان نے اس وزیر کی وفات کے بعد اُسکے بیٹے احمد پاشا کو وزارت کا خلعت عطا کیا - یہ بھی اپنے باپ کے ایسا ہوشیار اور مدبر تھا - ذیحجہ ۱۰۷۶ھ مین اُسنے قلعہ کریدہ پر چڑھائی کی - اور جمادی الاول ۱۰۷۷ھ مین قلعہ کے متصل گیا - اس قلعہ پر بائیس برس سے سلطان کی فوج حملہ کر رہی تھی مگر قلعہ کی استواری اور ذخیرہ جنگ و اسباب کی کثرت سے کبھی فتح نہوا تھا - احمد پاشا نے قلعہ کا محاصرہ کرکے توپون سے قلعہ والون کو پراگندہ کر دیا - ۱۶۶۹ء مین محصورین نے تنگ ہوکر امان طلب کی - اور قلعہ خالی کر دیا احمد پاشا کامیابی اور فتح کے ساتھ سلطان کے حضور مین حاضر ہوا - اور عنایات سلطانی سے اُسکے مرتبہ اور اعزاز مین ترقی ہوئی ۱۰۷۷ھ مین ملک روم مین طرح طرح کی آفتین نازل ہوئین علاوہ لڑائی اور کشت وخون کے متواتر زلزلون نے کتنے شہرون کو نیست و نابود کر دیا - بہت سے پہاڑ شق ہوگئے - وبائی طاعون سے لاکھون زن و مرد مرگئے - برف باری اور سردی کی شدت سے کروڑہا چارپائے اور پرند ہلاک ہوئے - بیت المقدس مین ایک یہودی نے دعوی کیا کہ وہ مسیح ابن مریم ہی چونکہ یہ شخص نہایت گویا اور وجیہ اور شعبدہ باز تھا - یہودی و عیسائی گروہا گروہ اُسکے معتقد و مرید ہوگئے - حاکم بیت المقدس نے چاہا کہ اُسکو گرفتار کرے - مگر وہ اسلامبول کو بھاگ گیا - یہان صدر اعظم احمد پاشا نے اُسکو قید کر لیا - ہزارہا عیسائی سیکڑون روپیہ دے کے محبس مین اُسکے پاس جاتے تھے - اور ملاقات کرتے تھے - سلطان محمد خان بھی اُسکے ملنے کو گیا اور

کہا کہ مین تیرا امتحان کرتا ہون تو میدان مین کھڑا ہو۔ اور مین اپنے لشکر سے کہتا ہون کہ وہ تجھپر تیر چلاوین دیکھون تیر کا اثر تیرے بدن پر ہوتا ہی یا نہین۔ مسیح کاذب سلطان کے باتون پر پگھلا اور کہا کہ مین آپ کے امتحان کی طاقت نہین رکھتا ہون۔ سلطان نے اُسکے قتل کا حکم دیا۔ مگر وہ اُسی وقت تائب اور مسلمان ہوگیا۔ اور بہت سے یہود اور عیسائی بھی مسلمان ہوگئے۔ اسی طرح ایک نے دعویٰ کیا کہ وہ مہدی موعود ہی۔ وہ بھی قتل کیا گیا۔ ۱۰۶۳ھ مطابق ۱۶۵۳ء سلطان محمد کے محل مین سلطان احمد پیدا ہوا۔ اور چند روز تک اس تقریب مین عام خوشیان کی گئین۔ ۱۰۹۲ھ مطابق ۱۶۸۱ء کے اخیر مین سلطان نے چھبیس برس وزارت کرکے اکتالیس سال کی عمر مین انتقال کیا۔ اور اُسکی جگہ مصطفیٰ پاشا وزیر ہوا۔ اور سلطان نے اُسکو ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ شہر ویانا کی تسخیر پر مامور کیا۔ جو ملک نمسا مین جسکو آلیما یعنی اسٹریہ بھی کہتے ہین ہی۔ مصطفیٰ نے وہان پہونچکر ممالک اطراف مین لوٹ اور قتال شروع کردی۔ چالیس ہزار قیدی پکڑکر سلطان کی خدمت مین روانہ ہوئے۔ اور قلعہ ویانا کو کہ اُسوقت دار السلطنت ملک جرمانیہ کا شمار کیا جاتا تھا۔ اور تمام یورپ کا مرکز تھا۔ محاصرہ کرلیا۔ اور قلعہ کے اکثر مکانون کو گولون سے اُڑا دیا۔ شبانہ روز پینتالیس دن تک باہمہ گرگولون کی بارش رہی۔ توپون کے دھنوین سے رات دن مین تمیز نہ تھی۔ ویانا کی فوج اور رعیت خوب لڑی۔ اور شاہان عیسائی سے مدد بھی طلب کی۔ ۱۰۹۳ھ مین تمام یورپ مین ترکون کا ڈر پڑا۔ اسی ہزار فوج عیسائی مختلف قومون کے قلعہ کی مدد کو آئی۔ اس فوج کے سپہ سالار نے سلطان کی فوج کو دیکھکر کہا کہ افسر فوج کا ناتجربہ کار ہی۔ اسلیے کہ سبب مین اُسنے اپنے لشکر کو رکھا ہی۔ اور بلند مقامات کو بلا محافظت چھوڑ دیا ہی۔ بیشک ہم اُسپر غالب ہوجاوینگے۔ الغرض دونون لشکر ایک روز خوب لڑے۔ صبح سے شام تک بہت ہی سخت لڑائی ہوا کی۔ ہزار ہا آدمی طرفین کے خاک و خون مین مل گئے۔ شام کو دونون لشکرون نے اپنے ڈیرون پر مراجعت کی۔ مگر روم کی فوج اس لڑائی سے نہایت خستہ اور ضعیف

ہوگئی تھی - اپنے ڈیرے اور مقام چھوڑ کر بھاگ گئی - صبح کو جب عیسائیون نے سنا نہایت خوش ہوئے - اور خالی خیمون پر جا پڑے - مال اور اسباب خوب لوٹا - اور اپنی فوج مین تقسیم کیا - سلطان اس بزدلی سے نہایت برہم ہوا - اور مصطفی پاشا کو صدارت وزارت سے معزول کرکے اُسکی جگہ ابراہیم پاشا کو خلعت وزارت عطا کیا - اندنون مین پوپ روم نے تمام اقوام عیسائیون کو سلطان سے لڑنے پر ترغیب دی - اور جا بجا سلطانی اور عیسائی لشکرون سے لڑائی ہوئی جسمین اکثر عیسائی کامیاب رہے - اور جب ہی سے عیسائیون کا زور بڑھا - سلطان نے جب ابراہیم پاشا کو وزارت کے لائق نہ پایا - تو اُسے موقوف کردیا اور سلیمان پاشا کو اپنا وزیر بنایا - اور وہ ۱۶۸۸ء مین عیسائیون کے مقابلہ کو گیا - مگر پہلی ہی لڑائی مین بھاگ کر قسطنطنیہ چلا آیا - سلطان نے نہایت خفگی اور غیظ مین آکر اُسکو قتل کر ڈالا - اور سیاوش پاشا کو خلعت وزارت سے سرفراز کیا - اور یہ تمام سال آفات اور مکروہات مین گذرا - قحط سالی اور آتش زدگی سے بہت سا ملک خراب اور برباد ہوگیا - بعد اُسکے سپاہ نیک چری سلطان سے بگڑ گئی - اور چاہتی تھی کہ کچھ فساد برپا کرے اور سلطان کو تخت سے اُتار دے کہ سلطان نے خود تخت سے کنارہ کشی اختیار کی اور اپنے بھائی سلیمان خان ثانی کو سلطنت سپرد کی خود علیحدہ ہوگیا - اور سوائے شکار کے اور کسی طرف توجہ و رغبت نہین کرتا تھا -

فصل اکتیسوین - سلیمان خان ثانی

سلیمان خان ثانی

یہ سلطان ۱۶۴۲ء مین پیدا ہوا - اور ۱۶۸۹ء مین تخت پر بیٹھا اُسکے جلوس کرتے ہی فوج باغی نے سیاوش کو اُسی کے مکان مین قتل کیا - اور تین سو آدمی اور بھی اس ہنگامہ مین مارے گئے - اور افسران فوج مین خانہ جنگی اور قتل و خون ہونے لگا - عیسائیون نے اسوجہ سے ہر طرف غلبہ کیا اور جسکو موقع ملا سلطانی ملک داب لیا - اور کسی نے بیرونی دشمن کے دفع پر توجہ نہ کی - اور کہان سے کرتے گھر کی خانہ جنگیون

اور کشت و خون سے کسکو فرصت تھی۔ سیاوش پاشا کے بعد اسمعیل پاشا وزیر ہوا۔ اور تین مہینے کے بعد برطرف ہوگیا۔ اور اُسکی جگہ تکفور مصطفے پاشا مقرر ہوا۔ ۱۶۸۸ء مین والی نمسا (اسٹریہ) نے شہر بلغراد اور بلگیریا کو لے لیا۔ ذوالفقار آفندی شاہ نمسا کے پاس سفارت پر بھیجا گیا۔ والی نمسا نے ایلچی سے درخواست کی کہ اُسکو سجدہ کرے سفیر نے انکار کیا۔ دس مہینے اسی درخواست مین گذر گئے۔ آخر سلطان سلیمان خان نے نہایت طیش مین آکر بذات خود مقابلہ کیا۔ اور بہت سخت لڑائی کے بعد فتح پائی۔ اور اپنا ملک غنیم سے واپس کرلیا۔ اور پھر کوپرلی مصطفے پاشا کو ساتھ لیکر والی نمسا پر مکرر چڑھائی کی۔ خزانہ مین روپیہ نہ تھا اسلیے تمام چاندی اور سونے کے برتنون کو روپیہ کرڈالا اور فوجی مصارف مین اُنکو صرف کیا۔ کئی مقامات دشمن کے فتح کیے بلگیریا کو بھی فتح کرلیا۔ بعد اُسکے قسطنطنیہ کو لوٹ آیا۔ ۲۶۔ رمضان ۱۱۰۰ھ مین تین سال نو مہینے سلطنت کرکے مرض استسقا مین وفات پائی۔ مکانون کی تعمیر اور باغون کی آراستگی کا اُسکو بہت شوق تھا۔

احمد خان ثانی

فصل بیسوین سلطان احمد خان ثانی

سلیمان خان کی وفات کے بعد جب احمد خان ثانی تخت نشین ہوا۔ ارکان دولت نے حیاتی زادہ حکیم کو مقید کیا اور اُسپر دعوی کیا کہ اُسنے سلطان کو زہر دے مار ڈالا۔ آخر کو اُسے قتل کیا۔ احمد خان نے کوپرلی مصطفے پاشا کو والی نمسا کے مقابلہ پر بھیجا اور دونون لشکرین مقابلہ ہوا۔ ناگاہ مصطفے پاشا جو فوج مین آگے آگے جارہا تھا گولی کے لگنے سے مارا گیا۔ اور سلطان کے لشکر نے شکست اُٹھائی۔ مگر اُسی دن سلطانی لشکر نے دریائی لڑائی مین عیسائیون پر فتح پائی۔ علی پاشا وزیر ہوا مگر اُسکی بدمزاجی اور خشونت سے عام لوگ نارضامند تھے اسلیے وہ بہت جلد معزول ہوا

جزیرۂ قبرس مین بھیجدیا گیا۔ اور حاجی علی پاشا والی حلب وزیر ہوا۔ ۱۱۸۷ھ مین چوتھائی شہر قسطنطنیہ مین آگ لگی ایک حصہ شہر کا بالکل خاک سیاہ ہوگیا۔ تب مصطفے وزیر ہوا پھر مصطفے پاشا بھی وزارت سے معزول اور احمد پاشا اُسکی جگہ وزیر مقرر ہوا۔ اور اُسنے اپنے عہد وزارت مین قطعاً ممانعت کردی کہ کوئی عیسائی رنگین لباس زرد جوتہ سمور کی ٹوپی نہ پہنے۔ گھوڑے پر سوار نہ ہو۔ کالے کپڑے ہمیشہ پہنا کرے۔ سوارہی مین گدھا رکھے۔ تاکہ مسلمان اور عیسائی مین فرق معلوم ہو۔ چند دنون کے بعد احمد پاشا بھی وزارت سے معزول کر دیا گیا۔ اور علی پاشا اُسکی جگہ مامور ہوا۔ یہ طرابلس شام کا والی تھا ۱۱۹۱ھ مین بمطابق ۱۷۷۶ء کے سلطان کو مرض استسقا ہوا۔ اور اُسی مین اُسنے رحلت کی۔ تین برس آٹھ مہینے سلطنت کی۔

فصل اکیسوین مصطفے خان ثانی

مصطفے خان ثانی

یہ بادشاہ ۱۱۸۷ھ مین تخت نشین ہوا اور جلوس کرتے ہی منادی کی کہ بندگان خدا کے واسطے ہرگز یہ بات مناسب نہین ہی کہ گھرون مین آرام سے بیٹھین کیونکہ عیسائیون نے مسلمانون کے ملک پر حملہ وہجوم کر رکھا ہی ہمارے آبا واجداد ہمیشہ عیسائیون سے برسر رزم رہے ہین۔ اُنھین کے قدم بقدم مین بھی عیسائیون سے لڑونگا۔ مسلمانون پر واجب ہی کہ میری اطاعت کرین۔ لہذا اُسکے حسین پاشا کو امیر البحر کرکے جنگی جہاز عیسائیون کے مقابلہ کو روانہ کیا۔ حسین پاشا نے بحر ابیض (بحر مورا) مین عیسائیون کو شکست دی۔ اور جزیرۂ ساقے لیا۔ اور وہان سے والی اسٹریہ سے مقابلہ کیا اور اُسکو شکست عظیم دی۔ عیسائیون کا توپ خانہ چھین لیا۔ اور اکثر قلعون کو منہدم کر دیا۔ جاڑے کے موسم مین شہر ارون مین ٹھہرا رہا۔ اور شروع گرمی مین جرار فوج والی اسٹریہ کے مقابلہ مین بھیجکر فتح پائی۔ عیسائی قیدی اور اُنکا توپخانہ جو لڑائیون مین چھین لیا تھا ہمراہ لے کے بڑی شوکت اور دبدبے سے قسطنطنیہ مین داخل ہوا۔ اس عرصہ مین خبر ملی کہ مسکوب (ملک روس) نے قلعہ ازوف کو محاصرہ کیا ہی

سلطان نے پہاڑی فوج دشمن کے دفع کرنے کو بھیجی جس نے تیس ہزار روسیون کو ہلاک کیا۔ اور لڑائی فتح کرکے واپس آگیا۔ ہنوز یہان دم نہین لیا تھا کہ سُنا کہ جرمنی فوج جمع ہورہی ہے۔ اسلیے سلطان نے پھر قصد کیا۔ اور الماس پاشا کو پہلے سے روانہ کیا۔ مگر الماس پاشا لڑائی مین مارا گیا۔ آخر کو شاہ لندن اور ہالینڈ نے بیچ مین پڑکر جرمن اور روم سے ۱۱۱۱ھ مین صلح کرادی۔ اور سلطان وہان سے ادرنہ کو واپس آیا۔ اور چند دنون شکار کھیلتا رہا۔ بعد اسکے قسطنطنیہ مین داخل ہوا۔ فوج کے سوارون نے سلطان سے اس مصالحت کے سبب سے ناراضی ظاہر کی۔ اور بغاوت شروع کردی سلطان کو قید کرکے حبس مین بھیجدیا۔ جہان اُسنے رحلت کی۔ جب فوج نے غدر کیا تو لوگون نے صلاح دی کہ بادشاہ اپنے بھائی سلطان احمد کو قتل کردے کہ فوج کے لوگ جو اُسپر گھمنڈ کررہے ہین راہ پر آجاوینگے مگر سلطان نے نہ مانا۔ اور یہ کہا کہ سلطنت سے معزول ہونا بدرجہا اس بات سے بہتر ہے کہ مین اپنے حقیقی بھائی کے خون سے اپنے ہاتھون کو رنگون اور نامۂ اعمال کا سیاہ دھبہ اپنے ساتھ آخرت کو لیجاؤن۔ اُسکی عمر چالیس سال نو مہینے سات دن تھی علوم کی تحصیل مین اپنا وقت زیادہ صرف کرتا تھا۔

فصل بائیسوین۔ احمد خان ثالث

یہ بادشاہ پینتالیس برس کی عمر مین تخت پر بیٹھا باغی فوج کے افسرون نے فیض اللہ آفندی شیخ الاسلام کو قتل کیا مگر سلطان نے سانس تک نہ لی۔ جب پورے طور سے سلطنت پر قائم ہوگیا۔ بعض مفسدین کو قتل کیا۔ اور بعض کو معزول اور تھوڑی ہی مدت مین کئی وزیر بدلے آخر کو علی پاشا مستقل وزیر ہوئے اور ۱۱۱۵ھ مین عیسائیون سے لڑائی ہوئی اور اُنکو شکست دی۔ ۱۱۲۱ھ مین عیسائی بادشاہون مین باہمد گر خوب

لڑائیان ہوئین پطرس اعظم شاہ ماسکو نے کارلوس شاہ سویڈن پر کہ نہایت سرآوردہ تھا فتح پائی۔ کارلوس نے سلطان روم کے پاس پناہ لی۔ پطرس کو یہ بات نہایت گران معلوم ہوئی۔ اور سلطان سے اور اُس سے بگڑ گئی۔ سلطان نے محمد پاشا کو اُس سے لڑنے کے لیے روانہ کیا۔ اور محمد پاشا نے اُسکو شکست دہی۔ یہانتک کہ پطرس قریب گرفتاری کے ہوا لیکن اُسنے قلعہ ازوف کو واپس دیکر صلح کرلی۔ یہ بات کارلوس شاہ سویڈن کے خلاف تھی زیرا ملک روس سے بھی اوتراہی اُسنے سلطان کو محمد پاشا کی طرف سے برانگیختہ کیا۔ سلطان نے اسلیے اُسکو موقوف کیا۔ اور یوسف پاشا کو اُس کی جگہ مقرر کیا۔ سنہ ۱۷۱۲ء کے آخر مین سلطان اور شاہ مسکو سے پچیس سال کے واسطے صلح ہوگئی۔ سلطان نے خفا ہوکر یوسف کو بھی برطرف کردیا اور سلیمان پاشا کو مامور کیا کہ کارلوس کو اُسکے ملک مین پہونچادے۔ اور اُس کے اخراجات کے واسطے بادشاہی خزانہ سے روپیہ دلوادے۔ کارلوس نے پہلے دس لاکھ روپیہ مانگے۔ وہ دلوادیے گئے پھر اوسنے گیارہ لاکھ کا سوال کیا سلیمان پاشا بگڑ گیا اور لشکر کو حکم دیا کہ سلطان کے ملک سے جبراً اُسکو نکال دین اُسوقت کارلوس کے پاس تین سو سپاہی تھے جنھون نے ۲۶ ہزار رومی فوج سے مقابلہ کیا۔ اور گرفتار ہوئے۔ سلیمان نے کارلوس کو قلعۂ رمید طاش مین قید کیا اور چند دنون بعد دیموتیکا مین بھیجدیا۔ سلطان نے کارلوس کے خرچ کو کچھ درماہہ مقرر کردیا۔ اور سلیمان کو اس قصور پر کہ بے حکم سلطان کے اُسنے اس قدر زیادتی کی برخاست کیا۔ اور ابراہیم پاشا کو مقرر کیا۔ اکیس دن بعد اُسکو بھی معزول کرکے علی پاشا کو وزیر بنایا۔ کارلوس نے اپنی بہن کی طلب پر سویڈن جانے کا قصد کیا۔ سلطان نے اُسکو بعزت و احترام سنہ ۱۲۲۶ھ مین رخصت کیا۔ اور چھ سو چاؤش اُسکے ہمراہ کیے اور آٹھ گھوڑے باساز و سامان مرصع اور قبا اور تلوار جواہر نگار خلعت مین دی کارلوس

سلطان

سلطان کامنون اور مشکور اپنے گھر پہونچا۔

۱۱۲۷ھ مین فوج سلطانی نے اکثر بلاد بنا دقہ پر فتح پائی۔ والی جرمن نے عہد شکنی کی اور رومی فوج سے لڑا۔ علی پاشا مارا گیا۔ فوج نے شکست اوٹھائی۔ خلیل پاشا والی بغداد وزارت پر مامور ہو کر شہرا در نہ ہوتے ہوئے شہر بلگیریا مین آیا۔ اور والی جرمن سے لڑا اور شکست پائی۔ اس سبب سے سلطان نے اُسکو موقوف کردیا۔ پھر محمد پاشا وزیر ہوا۔ آٹھ مہینے کے بعد معزول ہوگیا اور ابراہیم پاشا کے داماد کو وزارت ملی۔ ۱۱۳۱ھ مین والی جرمن نے صلح کرلی۔ احمد خان کے عہد سلطنت مین ایک سو چالیس برس قسطنطنیہ مین آگ لگی۔ اور بہت سے مکان خاک سیاہ ہوگئے۔ مسکو (روس) اور والی پولونیا (پولینڈ) مین صلح ہوگئی۔ روسی لشکر نے ایران کی طرف توجہ کی نہاوند اور تبریز مین آکر روم کے لشکر سے لڑا۔ اور اُسکو بھگا دیا۔ سلطان دوسرے لشکر کی ترتیب کر رہا تھا کہ دفعتہً فوج مین فساد عظیم برپا ہوگیا۔ ابراہیم پاشا مارا گیا۔ اور ۱۱۳۳ھ مین باغی فوج نے احمد خان کو تخت سے اُتار کر محمود کو اُسکی جگہ بٹھلایا۔ یہ بادشاہ ۶۷ سال چار مہینے دس دن زندہ رہا۔ ہر قسم کے خطوط لکھنے مین اُسے خوب مہارت تھی

سلطان محمود اول

فصل تینتیسوین۔ سلطان محمود اول

جب سلطان محمود تخت نشین ہوا فوج مین اک ہنگامہ مچا ہوا تھا چھ ہزار سپاہی اور کئی پاشا (افسر) اس فساد مین مارے گئے۔ آخر ابراہیم پاشا والی حلب وزیر ہوا اور اُسنے بلوائیون کو سزا دینی شروع کی کسی کو قتل کسی کو معزول کسی کو قید کیا۔ لیکن وہ خود بھی تھوڑے ہی دنون مین وزارت سے معزول کردیا گیا۔ عثمان پاشا وزیر ہو کر دریا کی راہ سے مصر کو روانہ ہوا۔ اسپین کے جہازون سے اور اُس سے مقابلہ ہوا۔ سلطانی جہازات پراگندہ ہوگئے وزیر عظیم کے ہاتھ مین گرفتار ہو کر مالطہ بھیجدیا گیا۔ جب جہاز مالطہ کے لنگرگاہ پر پہونچا۔ شہر کے باشندے تماشا دیکھنے آئے۔ ایک فرانسیس جسکا

نام ارنود اور مالطہ مین رہتا تھا۔ جہازون کو دیکھتا پھرتا تھا۔ ایک دفعہ مین اُس نے عثمان پاشا کو زخمی اور بے سروسامان دیکھا۔ اور حکام اسپین کو کچھ روپیہ دیکر عثمان پاشا کو اپنے گھر لے آیا۔ اور اُسکا علاج کیا۔ اور جب وہ اچھا ہوگیا تو اُسے مصر لے گیا اور وہان سے قسطنطنیہ لایا۔ عثمان نہایت ممنون ہوا اور زرخطیر اُس نراسپین کو دیکر رخصت کیا۔ ۱۱۳۳ھ مین طوپال عثمان پاشا لشکر لیکر بقصد مقابلۂ ایران اسلامبول سے نکلا۔ اور سواد بغداد مین ایران کے لشکر کو ہزیمت دی۔ اور گردستان تک جاکر پلٹ آیا۔ پھر سلطان محمود نے ابراہیم پاشا۔ احمد پاشا اور رستم پاشا کو فوجون کے ساتھ ایران بھیجا۔ ان لوگون نے کرمان شاہ وسنا اردلان وہمدان وغیرہ پر فتح پائی۔ اور طہماسپ ثانی نے ایلچی بدرخواست صلح احمد پاشا کے پاس بھیجا۔ نادرشاہ نے جو اُسوقت حاکم سیستان تھا طہماسپ ثانی کو تخت سے اُتار کر برائے نام اُسکے بیٹے شاہ عباس ثالث کو تخت پر بٹھایا۔ اور سلطان کو لکھا کہ جس قدر ملک ایران کے تمھارے قبضے مین آگئے ہین اُنسے دست بردار ہو ورنہ لڑائی کے لیے تیار ہو اور قبل جواب آنے کے لشکر لیکر متصل بغداد کے پہونچ گیا۔ اور سلطانی لشکر کو شکست دیکر دجلہ کے پار ہوا اور بغداد کو محاصرہ کرلیا۔ سلطان نے طوپال عثمان پاشا کو اسّی ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ کو بھیجا۔ ۱۱۴۶ھ مین دریاے دجلہ کے کنارے آپس مین خوب لڑائی نو گھنٹہ تک رہی۔ آخر کو کمیت رومیون کے ہاتھ رہا۔ اور نادر بھاگ گیا اور بغداد کا محاصرہ اُٹھ گیا۔ سلطان نے یہ خبر سُنکر متواتر تمام شہر قسطنطنیہ مین روشنی کی۔ اور ہر قسم کی عام خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ تین مہینے بعد نادرشاہ نے فوج جمع کرکے پھر مقابلہ کیا۔ پہلی اور دوسری مرتبہ تو رومیون کو فتح ہوئی مگر تیسری مرتبہ اُنکو شکست فاش ہوئی۔ طوپال پاشا میدان جنگ مین مارا گیا۔ سلطان کو یہ خبر سُنکر نہایت افسوس ہوا۔ اور علی پاشا کو مقابلہ کے لیے بھیجا۔ پھر اسمٰعیل پاشا کو انتخاب کرکے

اُسکے بعد ہی محمد پاشا کو روانہ کیا۔ اسی اثنا کھارڑ پچھاڑ مین ۶۔ صفر ۱۱۷۹ھ کو مسکو کے ساتھ ایک لڑائی ہوگئی۔ نادر شاہ نے متواتر لشکر روم پر حملہ کرکے ہر بار شکست دی اور شہر کرکوک تک فتح کرلیا۔ سلطان محمود نے آخر کو صلح کرلی۔ اور سرحد روم و ایران وہی قرار پائی۔ جو سلطان مراد کے وقت مین مقرر تھی۔ مسکو سے بھی اس شرط پر صلح ہوگئی۔ کہ اُسکے جہاز بحر اسود مین نہ آوین۔ اور شہر بلا و روم جو مسکو نے سابق مین لے لیے تھے واپس کردیے۔ اور قلعہ ازوف کو خود مندم کردیا۔ اور دوسرے عیسائی قوم کی طرح روم مین تجارت کے لیے [illegible] اور یہ عہدنامہ دونون کے وکلا مین مقام بلگیریا مین مرتب ہوا۔ شاہ جرمن نے بھی چندہ عہد لیکر صلح کرلی۔ اور فرانسیس سے بھی باقرار ۲۷ سال کے صلح ہوگئی۔ ۱۷۴۴ء مین شاہ سویڈن نے بھی معاملہ کرلیا۔ ۱۱۷۰ھ مین سلطان محمود پیدا ہوا تھا اور ۲۲۔ صفر ۱۱۶۸ ہجری مین اُسنے انتقال کیا۔

سلطان عثمان خان ثالث
و مصطفےٰ خان ثالث

فصل چونتیسوین۔ سلطان عثمان خان ثالث و مصطفےٰ خان ثالث

عثمان خان سوم مصطفےٰ خان ثانی کا بیٹا جو محمود اول کا بھائی تھا ۱۱۱۲ھ مین پیدا ہوا۔ اور محبس مین پڑا ہوا تھا۔ ۱۱۶۸ھ مین تخت سلطنت پر بیٹھا۔ تنہائی اور خلوت کو نہایت پسند کرتا تھا۔ سعید افندی کو اپنا وزیر کیا۔ اور اس خوف سے کہ افسران فوج سلطان احمد خان کی اولاد کو بادشاہ نہ بنادین۔ محمد اور بایزید اور خان کو قتل کرڈالا۔ ۱۱۶۹ھ مین قسطنطنیہ مین آگ لگی اور صدر اعظم کی حویلی اور دو ثلث شہر قریب اباصوفیہ تک جل گیا۔ ۱۱۷۱ھ مین سعید افندی بعزول اور محمد راغب پاشا وزیر ہوا۔

انھین دنون مین ۱۵۔ صفر ۱۱۷۱ھ مین سلطان عثمان خان نے تین برس سلطنت کرکے جامع عثمانی کو جسے محمود اول نے بنانا شروع کیا تھا تمام کرکے انتقال کیا۔

مصطفے خان ثالث تخت پر بیٹھا اور اپنی بہن صالحہ سلطانہ کی شادی اپنے وزیر راغب پاشا کے ساتھ کردی۔ چونکہ وزیر نہایت ذی شعور تھا اُسکی ہمت ہمیشہ ملک گیری کی طرف مائل رہتی تھی۔ مگر اجل نے اُسکو مہلت نہ دی اور جلد مرگیا۔ اُس کی جگہ حمزہ پاشا وزیر ہوا۔ اور چھ مہینے کے بعد معزول کردیا گیا۔ اور مصطفے پاشا اُسکی جگہ مامور کیا گیا۔ ڈیڑھ برس کے بعد وہ بھی برخاست اور ماہر پاشا چالیس روز تک وزیر رہا۔ اُسکے بعد علی پاشا صدر اعظم مقرر کیا گیا۔ اس عزل ونصب مین ۱۱۸۳ھ تک چندبار مسکو سے لڑائی ہوئی اور سلطان کے لشکر نے فتح پائی اور توپخانہ روس کا چھینکر قسطنطنیہ مین لے آیا۔ ۵۔ ذیقعدہ ۱۱۸۷ھ مطابق ۱۷۷۴ء کے سلطان نے انتقال کیا۔

فصل بچیسوین۔ سلطان عبدالحمید خان

سلطان عبدالحمید خان

یہ بادشاہ سلطان مصطفے ثالث کا بھائی اور سلطان احمد سوم کا بیٹا تھا ۱۱۳۷ھ مین پیدا ہوا اور ۱۱۸۷ھ مین تخت پر بیٹھا۔ مزاج مین صلح پسندی تھی۔ تخت پر بیٹھتے ہی ۱۱۸۸ھ مین مطابق ۱۷۷۴ء کے عیسائیون سے صلح کرلی۔ کیونکہ خانگی اور متواتر جھگڑون اور بکھیڑون کی وجہ سے اُسکی سلطنت مین نہایت ضعف آگیا تھا۔ اور لشکر اور فوج کی بغاوت سے ملک تباہ ہورہا تھا۔ صلح کے بعد حسین پاشا باغیان عرب کی گوشمالی پر روانہ کیا۔ جس نے قرار واقعی اس فساد کو مٹا دیا۔ اور سرکشون کو پوری سزا دی۔ مگر روس و جرمن نے آپس مین اتفاق کرکے سلطان پر چڑھائی کی۔ یوسف پاشا اور علی پاشا مقابلہ کے لیے مقرر کیے گئے۔ یوسف پاشا نے پہلے جرمن کی فوج سے مقابلہ کیا۔ اور قلعہ شیش کو مسخر کرلیا۔ اور علی پاشا نے بھی روس سے خوب مقابلہ کیا۔ اسی بادشاہ کے زمانے مین کریم خان زند نے بصرہ کو فتح کرلیا۔ مدت سلطنت اُسکی پندرہ سال تھی۔ اور عمر ۶۳ سال۔

فصل چھبیسویں۔ سلیم خان ثالث

یہ بادشاہ ۱۱۷۵ھ مین پیدا ہوا اور ۱۲۰۳ھ مین مطابق ۱۷۸۹ء کے تخت عثمانیہ پر بیٹھا۔ اور اپنی تمام تر ہمت اُسنے بڑی اور بحری فوج کی آراستگی مین مصروف کی تھوڑے ہی دنون مین ڈیڑھ لاکھ فوج تیار ہوئی۔ اوسنے ان جرمن اور روس سے لڑائی بھی چھڑ گئی۔ دو مہینے تک نہایت سخت لڑائی رہی۔ ۱۷۹۱ء مین سپہ سالار روس نے صلح کر لی۔ مگر ملکہ کتھرائن سلطانہ روس نے کہ اپنے شوہر پیٹرس سوم کو مار کر تخت پر بیٹھی تھی۔ اس معاہدہ کو قبول نہ کیا۔ اور جرار لشکر قلعہ اسمعیلیہ پر بھیجا۔ جس مین تیس ہزار رومی فوج رہتی تھی۔ جب روسیون نے قلعہ پر یورش کی۔ توپ اور گولیون سے اس قدر رومی مارے گئے۔ کہ قلعہ کی خندق لاشون سے پٹ گئی۔ چونکہ روسی کثرت سے تھے قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور تین شبانہ روز قلعہ کے اندر ایسی لڑائی ہوئی کہ قلعہ کے راستون مین خون کی ندیان بہتی تھین۔ قلعہ کی عورات اور بچون نے بھی بڑی دلیری اور جرأت کی۔ اور سب مارے گئے۔ صرف ایک شخص اس ہنگامہ سے بچ گیا۔ اور قسطنطنیہ مین جاکر خبر کی۔ رومی لشکر کو یہ خبر سُنکر نہایت جوش اور غیظ آگیا۔ اور چاہتے تھے کہ روسیون پر ٹوٹ پڑین۔ اور اپنے اُن مقتول بھائیون کا عوض جو قلعہ مین تھے لین۔ مگر انگلستان اور پروش نے بیچ بچاؤ کر دیا یوسف پاشا اپنے عہدے سے موقوف کیا گیا۔ اور محمد پاشا کہ چھیاسی برس کا بڈھا تھا وزارت پر مامور ہوا۔ اُسکے بعد بونا پارٹ شاہ فرانس اور انگریزون مین لڑائی شروع ہوگئی۔ اور کمیت فرانس کے ہاتھ رہا۔ اور فرانس نے سلطان سے دوستی اور صلح کر لی۔ سلطان نے بعض لوگ اپنے یہان سے فرانس روانہ کیے۔ کہ جنگی مدرسون مین تعلیم پاکر ترکی فوج کو وضع ولایتی فوج کے تعلیم کرین۔ مگر سپاہ ینکچری نے اسکو پسند نہین کیا۔ اور سلطان کے حکم سے منحرف ہوگئے۔ الغرض ۱۲۲۱ھ مین سمی اور خان نے فوج باقاعدہ جسکا

نام فوج نظام ہی ترتیب دی۔ تقریباً دو ہزار فوج باقاعدہ بسرکردگی مسعود آغا قسطنطنیہ مین تیار ہوئی جس نے جنگ کی جگہ مین نہایت بہادری ظاہری کی۔ اور سولہ ہزار فوج نظام قرمان مین بحکم افسری قاضی پاشا تیار ہوئی۔ جسکو سلطان نے اسلامبول مین طلب کیا۔ راہ مین ایک شخص قاضی پاشا کے خیمہ مین اُسکے مارنے کو گھس آیا مگر قاضی پاشا نہایت بہادر اور جری سپاہی تھا۔ بیدار ہوتے ہی اوس نے دشمن کو ٹھکانے لگا دیا۔ جب وہ مع لشکر شہر کے قریب پہونچا۔ نیکچری فوج نے شہر مین غدر مچا دیا۔ چند مکانات مین آگ لگا دی۔ اور قہوہ خانہ اور مسجدون مین جمع ہو کر آمادہ فساد تھے۔ سلطان نے مصلحت وقت کے لحاظ سے قاضی پاشا کو حکم دیا کہ وہ لشکر سمیت قرمان کو چلا جاوے۔ چونکہ انگریز اور فرانس مین صفائی نہ تھی۔ اس لیے انگریز چاہتے تھے کہ سلطان فرانس سے دوستی ترک کرے مگر سلطان نے قبول نہ کیا۔ سفیر انگلستان ناکام واپس گیا۔ اور انگریزون نے غفلت مین اسکندریہ پر قبضہ کر لیا۔ مگر محمد پاشا والی مصر نے پھر اسکندریہ کو انگریزون سے چھین لیا۔ اب انگریزون نے مصالحت کی پھر سلسلہ جنبانی کی۔ اور اپنے واسطہ سے سلطان اور رُوس سے صلح کرا دی اس واقعہ کے بعد وزارت روم مین بہت تغیر و تبدیل ہوئی اور کئی پاشا برطرف اور مقرر ہوئے۔ آخر مین حلمی ابراہیم پاشا وزارت پر مقرر ہوئے۔ ۱۲۲۳ھ مین فوج نیکچری نے غدر کر دیا۔ بہت سے پاشا جو فوج نظام کی ترتیب مین سلطان کے شریک تھے۔ مارے گئے۔ اور سلطان کو معزول کر کے مصطفےٰ خان چہارم کو تخت نشین کیا۔ اس پادشاہ نے اٹھارہ سال سلطنت کی اور ۴۸ سال زندہ رہا۔

فصل ستائیسوین ۲۹ مصطفےٰ خان رابع بن سلطان عبدالحمید

مصطفےٰ خان رابع بن سلطان عبدالحمید

مصطفےٰ خان چہارم ۱۲۲۳ھ مین تخت پر بیٹھا۔ یہ بادشاہ ۱۱۹۳ھ مین پیدا ہوا۔ اس نے تخت پر بیٹھتے ہی تمام فوج قدیم کو ہر طرح تسکین دی۔ اور تمام امورات جزئی و کلی سلطنت کے

مفتی پاشا اور موسی پاشا کو بھیجدیے اور چند دنون بعد موسی پاشا کو معزول اور طیار پاشا کو مقرر کیا۔ بونا پارٹ کو سلطان سلیم خان کی معزولی سے بہت تاسف ہوا۔ اور روس سے اُسنے اتفاق اور صلح کرلی۔ سفیر انگلستان قسطنطنیہ مین آیا۔ اور اپنے بادشاہ کی طرف سے دوستی اور خیرخواہی کا اظہار کیا تھوڑے ہی عرصہ مین مفتی اور طیار پاشا مین بگڑ گئی طیار پاشا رشچک کو چلا گیا۔ اور وہان کے حاکم کی مدد سے اسلامبول واپس آکر مفتی کو قتل کیا۔ اور اپنے عفو تقصیر سلطان سے چاہی جسکو سلطان نے بہ مجبوری قبول کیا اور حاکم رشچک سے جسکا نام بیرقدار تھا ملاقات کی۔ اور کہا کہ لشکر کو چھاونی مین جانے کا حکم دو۔ بعد اُسکے بیرقدار نے صدر اعظم سے کہا جو کچھ ہم کہین اُسکو مان لو۔ لیکن صدر اعظم نے کچھ تامل کیا اسپر بیرقدار نے اُسکو بھی گرفتار کیا۔ اور شہر کی طرف چلا اور شور کیا کہ سلطان مصطفے خان معزول ہوئے اور سلطان سلیم اُسکی جگہ تخت پر بیٹھا۔ جب سلطان کو یہ خبر معلوم ہوئی۔ اُسنے سمندر کی راہ سے شہر مین داخل ہوکر سلیم خان کو قتل کیا اور اُسکی لاش چوراہہ پر پھنکوادی اور محمود خان کو لانے کا حکم دیا۔ جب بیرقدار شہر مین داخل ہوا اور سلیم خان کو پکارا دیکھا کہ اُسکی لاش چوراہہ پر ہے اُسکو نہایت تاسف ہوا۔ اس عرصہ مین لوگون نے کہا کہ محمود خان کی جلد خبر لو ورنہ وہ بھی مارا جائیگا۔ تب بیرقدار نے محمود خان کو تخت پر بٹھایا اور مصطفے خان کو قید کرلیا۔

محمود خان ثانی بن عبد الحمید خان

فصل اٹھائیسوین محمود خان ثانی بن عبد الحمید خان

یہ سلطان ۱۱۹۹ھ مین پیدا ہوا۔ اور ۱۹۔ جمادی الاول ۱۲۲۳ھ مین تخت عثمانیہ پر جلوہ افروز ہوا۔ چونکہ نہایت اولوالعزم تھا تمام مفسدین اور سرکشون کو جنھون نے ملک مین بے امنی پھیلا دی تھی مغلوب کیا ۱۲۳۴ھ مین شاہ ایران سے مقابلہ کیا۔ محمد رؤف پاشا ڈیڑھ لاکھ فوج کی افسری سے اس مہم پر بھیجا گیا۔ شاہ ایران کی طرف سے ولیعہد عباس میرزا ئی قاچار فوج لیکر مقابلہ کو آیا۔ اور توپراق قلعہ کے میدان مین دونون لشکر

مقابل ہوئے۔ اور سخت لڑائی کی۔ غلبہ ایران کو رہا۔ اور فوج روم مین بہت نقصان پہونچا آخرکار سلطان اور شاہ مین صلح ہوگئی۔ چونکہ نیکچری کی فوج کو بہت غلبہ ہوگیا تھا جسکو چاہتے سلطان بناتے اور معزول کرتے سلطان محمود خان ثانی نے چاہا کہ خوب استیصال کرے۔ اسلیے اُسنے بڑے اراکین کو اپنی طرف ملا لیا۔ اور ۱۲۴۱ھ مین ایک دن ستر ہزار آدمی نیکچری کے قتل کرڈالے۔ جو بظاہر انسانی طاقت سے دشوار نظر آتا ہی اور اس سرکش گروہ کو جسکے اختیار مین سلطان کا عزل و نصب تھا۔ بالکلیہ مستاصل کردیا۔ اسمین شک نہین کہ یہ بڑا اہم کام تھا۔ ایسی طاقتور قوم کو ایک دن مین نیست و نابود کردینا کچھ چھوٹی بات نہین ہی۔

۱۲۴۴ھ مین سلطان کو شہنشاہ روس سے مقابلہ کا اتفاق ہوا۔ اور شکست ملی۔ آخر کو صلح ہوگئی۔ اور سلطان کو تاوان جنگ فریق غالب کو ادا کرنا پڑا۔ محمد علی پاشا والی مصر نے بھی اس سلطان کے عہد مین نہایت ترقی کی شامات و حلب و حجاز پر قابض ہوگیا۔ اور سلطان نے اسی غم مین ۱۹۔ ربیع الاول ۱۲۵۵ھ مین روز دوشنبہ کو انتقال کیا۔ اور ۳۱ سال سلطنت کی۔

فصل انتیسوین۔ سلطان عبدالمجید خان بن سلطان محمود

سلطان عبدالمجید خان بن سلطان محمود

یہ بادشاہ ۱۹۔ شعبان ۱۲۳۸ھ مین پیدا ہوا۔ اور اپنے باپ کی وفات کے بعد ۲۔ جولائی ۱۸۳۹ء مین مطابق ۱۲۵۵ھ کے تخت پہ بیٹھا۔ اس بادشاہ کے عہد مین بڑے بڑے واقعات پیش آئے۔ محمد علی پاشا نے جسنے خدیو مصر کا لقب لیا اسی عہد مین بڑی ترقی کی لیکن آخر شش انگریزون نے سلطان کا ساتھ دیا۔ اور ۱۲۵۶ھ مین حرمین شریفین محمد علی کے ہاتھ سے نکلکر پھر سلطان کے قبضے مین آئی۔ اور قلعہ حکہ بھی محمد علی پاشا سے نکالکر سلطان کو دلوا دیا۔ اور یہ قرار پایا کہ محمد علی پاشا صرف مصر اور اُسکے توابع پر نسلاً بعد نسل قابض رہے اور سلطان کے کل ملک کو خالی کردے۔ ۱۲۶۳ ہجری مین

محمد علی پاشا اسلامبول مین گیا۔ اور تین دن وہان رہا۔ سلطان نے اپنے روبرو اُسکو بیٹھنے کا حکم دیا۔ اور قہوہ کی پیالی عطا کی اگرچہ اُوسنے تعظیماً نہ پی۔ دو لاکھ ریال اور تحائف قیمتی اُسنے سلطان کو پیشکش کیے۔ اور اسی قدر ریال سلطان نے اُسکے خراج مین معاف کر دیے ایران اور سلطان سے بھی اُسنے مستحکم صلح کرادی۔ اور اُسکی بہ نسبت اُسنے بہت کچھ شیب و فراز سمجھایا۔ اس عہد مین بہت بڑا واقعہ سپاستپول کی فتح ہے۔

۱۸۵۳ء مین شہنشاہ روس نے چار لاکھ سپاہ کے ساتھ سلطان کے ملک پر چڑھائی کی۔ اور یہ پیام بھیجا کہ ہمارے ہم مذہب عیسائی بہت سے تمھارے ملک مین بستے ہین۔ اُنکے معابد اور مذہبی حکومت اور اُنکی عدالت ہمکو پہونچتی ہے۔ اور چند پرگنات روم کے مثل مالڈویا اور والیشیا جو سرحد روس سے ملے ہوئے تھے۔ اور جس مین پندرہ لاکھ آدمی آباد تھے دیدیے سلطان نے عمر پاشا کی سپہ سالاری سے دو لاکھ فوج دشمن کے مقابلہ کو روانہ کی۔ تو مہینے تک خوب لڑائی ہوتی رہی۔ طرفین کے دو لاکھ آدمی کام آئے۔ روس کے لشکر مین سے جو لوگ بچ گئے وہ سلطانی سرحد سے بھاگ گئے لیکن پھر مقام سینوب پر ۴۰ ہزار روسی آگرے اور وہان پہونچکر ترکی فوج ایک دن مین ماری گئی۔ انگریز اور فرانس نے اتفاق کرکے سلطان کی مدد کی۔ اور چار سو جنگی جہاز اور ایک لاکھ لشکر لے کر مالطہ کی راہ گیلیپولی مین اوترے۔ اور ۱۸۵۴ء مین بندر اڈیسہ روسیون سے مقابلہ ہوا۔ انگریزی اور فرانسیسی جہازنے گولون سے کئی روسی جہاز جلا دیے۔ اور کئی غرق کر دیے اور تیرہ جہاز جن پر بارود اور گولہ وغیرہ سامان تھا پکڑ لائے۔ اسی عرصہ مین روسیون نے قلعہ سلسٹرنا کو محاصرہ کیا۔ جہان ترکون کی طرف آٹھ ہزار فوج تھی۔ اور لاکھ روسی فوج نے دینوب کو جا گھیرا کامل دو مہینے تک قلعہ لڑتا رہا۔ اہل قلعہ نے بڑی دلاوری کی روسیون کے کئی حملے رد کیے۔ آخر کو جب سپہ سالار ان روس نے دیکھا کہ قلعہ تو غایت استحکام سے کسی طرح فتح نہین ہوتا۔ اور مفت مین فوج کٹی جاتی ہے۔ ناچار انھون نے دھاوا

کر دیا۔ اہل قلعہ نے اُنکے حملہ کو خوب روکا۔ اور پسپا کر دیا۔ **ارلوف** سپہ سالار روسی مارا گیا اور قلعہ کی دیوار کے نیچے بہت سے روسی سپاہی روسیون کے کام آئے۔ اور فرنسیسی کی سیاہ بھاگی۔ بتیس ہزار روسی اُس جگہ مارے گئے۔ فرانس اور انگریزون نے اپنا جنگی بیڑہ جہازات کا دریاے ڈینوب مین آگے بڑھایا۔ کریمیا کا ضلع جو روس کی حد مین ہی کنارہ کنارہ فتح کرتے چلے گئے۔ اور اپوٹوریا پر خشکی مین اپنا لشکر جو تقریباً پچاس ہزار تھا جا اُتارا اُدھر مقابلہ مین بھی چون ہزار سپاہی روس کے آکھڑے ہوئے۔ فرانس نے پیشقدمی کی اور انگریزون نے اُنکی تقلید کی۔ غرض بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ اور اُسی دن روس نے شکست فاش کھائی اور بھاگا۔ دو ہزار آدمی اُسکے اس لڑائی مین کام آئے۔ اور تین ہزار زخمی ہوئے۔ انگریز اور فرانس کے چھ سو آدمی مقتول اور دو ہزار زخمی ہوئے۔ دوسرے دن متفقہ لشکر آگے بڑھا۔ اور **بلاک لاوا** کو چھین لیا۔ بہت روسی سردار قید کرکے قسطنطنیہ کو بھیجدیے۔ وہان سے بڑھکر **سیاستپول** کو جو بڑا نامی اور مضبوط قلعہ روسیون کا تھا جا گیرا انجنیرون نے دمدمے باندھنے شروع کر دیے۔ راتون کو شبخون مارتے اور دن کو روسیون سے مقابلہ ہوتا۔ سترھوین اکتوبر ۱۸۵۴ء مین جہازی توپین لندن سے یہان پہونچ گئین اور قلعہ پر گولون کی بارش ہونے لگی۔ **بلاک لاوا** پر روسیون کی مدد بہت آگئی۔ اور انھون نے ترکون کو نہر بمیت دی مگر انگریزون کی ہالینڈز رجمنٹ فوراً اُنکی مدد کو پہونچی اور نہایت آہستگی اور سہر مندی سے روس کی فوج کو شکست دی۔ دوسرے روز سوار و پیادہ اور توپخانہ یا ہمدگر مقابل ہوئے۔ اور کلہ بکلہ لڑائی ہونے لگی۔ ترکیون نے اپنی شجاعت اور مردانگی سے روسیون کے دانت کھٹے کر دیے۔ اتنے مین ایک اور تازہ دم لشکر روسیون کا آکے **بلاک لاوا** اور **سیاستپول** کے درمیان مین حائل ہوگیا۔ لشکر متفقہ دن کو جس قدر توپون سے قلعہ کی دیوار گرا دیتے تھے روسی رات کو اُسے پھر درست کر لیتے تھے اس محاربہ جنگ مین پانچوین نومبر ۱۸۵۴ء کو مقام **امکرمان** پر روس نے

انگریزی فوج پر سخت حملہ کیا۔ اور ایسا یکایک پُل پر سے اُتر آئے کہ جب تک لڑائی نہ شروع ہوئی کسی کو خبر تک نہ ہوئی سخت لڑائی رہی۔ انگریزی سپہ سالار نے روسی فوج کے قلب پر حملہ کیا۔ اُدھر لشکر فرانس نے دوسری طرف سے یورش کی۔ بارہ گھنٹہ تک وہ مار کوٹ ہوئی کہ العطمۃ بعد آخر روسی ہلاک ہوا اُدھر فرانس کے توپخانہ سے گراب کے گولے چلنے لگے روسیوں کے ساٹھ ہزار آدمیوں میں سے نصف جیتے بھاگے ۲۔ مارچ ۱۸۵۵ء میں نکولس شاہ روس مرگیا۔ اُسکا بیٹا جانشین ہوا۔ اُسنے پچاس ہزار فوج قلعہ اور محصورین کی مدد کو روانہ کی۔ ادھر مخالف کو مدد پہونچ گئی۔ ڈیڑھ لاکھ آدمیوں نے سباستپول کو گھیر لیا۔ نقب بھی قلعہ کے دروازہ تک پہونچ گئی اُس میں آگ دیگئی متفقہ حملہ کرنے دھاوا کیا۔ اور قلعہ پر فتح کا نشان نصب کیا۔ اسمیں ترکوں نے بڑی دلیری دکھائی۔ الغرض بعد اس فتح کے پیرس میں دکلا اور سفیر شاہان یورپ اور ٹرکی کے جمع ہوئے۔ اور صلح نامہ تیار ہوا۔ لڑائی موقوف ہوئی۔ قیدی اور ملک ایک دوسرے کے واپس کردیے لندن میں ۱۸۵۶ء کو اس تقریب فتح میں بہت بڑا جشن ہوا۔ یہی بڑا تاریخی واقعہ ہی جو ایام سلطنت عبد المجید خان کو بہت دنوں تک یاد دلاتا رہی۔ اس بادشاہ کے عہد میں بڑا امر عظیم باقیات صالحات میں تعمیر مسجد نبوی ہی جو ۱۲۶۴ھ میں شروع اور ۱۲۷۷ھ میں تمام ہوئی ایک کرور دینار سے زیادہ خرچ ہوا۔ پہلے اسمیں چار دروازے تھے اب ایک پانچوان دروازہ بنام باب مجیدی بنا بنوایا گیا۔ اس سلطان کے عہد میں انصار اور اسلام میں بہت لڑائیاں شام میں ہوئیں جسمیں مسلمانوں کو ہی غلبہ رہا۔ ۱۵۔ ذیحجہ ۱۲۷۷ھ میں سلطان نے اس دُنیا سے رحلت فرمائی۔

سلطان عبد المجید خان بن محمود خان و مراد خان بن محمود خان

فصل تیسوین۔ سلطان عبد العزیز خان بن محمود خان و مراد خان

یہ سلطان ۹۔ جولائی ۱۸۳۰ء میں پیدا ہوا۔ اور ۱۵۔ ذیحجہ ۱۲۷۷ھ کو اپنے بھائی عبد المجید خان کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اُسنے عربوں کو قید سے

رہا کیا۔ اور اپنے جلوس کی اطلاع تمام سلاطین کو دی۔ اُسنے اپنے ملک مین بہت عمدہ عمدہ اصلاح جاری کی۔ اہلکارون کو جو نہایت کاہل اور خائن تھے موقوف کر دیا۔ اور لائق اور متدین لوگون کو منتخب کر کے اُنکی جگہ مامور کیا۔ بنا در کا اجارہ جو عیسائیون کو دیا جاتا تھا اُسنے اپنے وقت مین موقوف کر دیا۔ ملکی اور مالی کامون مین بھی بہت سی نئی اصلاحین کی۔ جنگی فوج اور جہازات مین بھی عمدہ ترتیب اور انتظام کیا شاہ ایران ناصر الدین شاہ قاچار سے از سر نو اتحاد اور دوستی کو بڑھایا۔

اپنے بھائی عبد المجید خان کے حرم کو جو سیکڑون تھے آزاد کر دیا کہ جس سے چاہین عقد کرین۔ ۱۲۷۹ھ مین قاہرہ مصر کا دورہ کیا۔ اور توفیق پاشا کو جو محمد علی پاشا کا پوتا تھا خدیو مصر کا لقب عطا کیا۔ ۱۲۸۴ھ کے اوائل مین سلطان نے یورپ کا سفر کیا۔ بعد معاودت کے بوضع یورپ اصلاح کی۔ تار اور ریل جاری کی۔ مگران اصلاحات اور مصارف جنگ گذشتہ کا قرضہ بہت بڑھ گیا۔ اور خود سلطان کے ذاتی مصارف اسقدر بڑھ گئے کہ خزانہ کی حالت نہایت نازک ہو گئی۔ اسوجہ سے سارے علما اور اُمرا اور ارا کین بگڑ گئے اور سلطان کے معزول کرنے کی سازشین باخود ہا ہونے لگین چنانچہ روز سہ شنبہ ۶۔ جمادی الاول ۱۲۹۳ھ کی آدھی رات کو بعضے وزرا سلطان مراد کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اُنکو چھاونی مین لانے کی ترغیب دی۔ جب چھاونی مین داخل ہوئے۔ سبھون نے اُنکے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور سلطان عبد العزیز کے محل مین جاکر کہا کہ آپکو لوگون نے معزول کیا۔ اور مراد آپکی جگہ تخت پر بیٹھا۔ لیکن ۱۱۔ جمادی الاول کو اُنھون نے خودکشی کی۔ انھون نے ۱۵ برس سلطنت کی۔

سلطان مراد خامس۔ جمادی الاول ۱۲۹۳ھ کو تخت پر بیٹھے۔ انکے عہد مین سرویہ اور مانٹی نگرو مین بوجہ غدر کے لڑائیان ہوتی رہین ۳۱۔ اگست ۱۸۷۶ء کو سلطان بوجہ علالت و خفقانیت شیخ الاسلام وغیرہ کے مشورہ سے سلطنت سے علیحدہ کر دیے گئے

سلطان مراد خامس

اور سلطان عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ عبدالمجید خان کے دوسرے بیٹے تخت پر بیٹھے۔ انکے عہد مین بوجہ انسداد غدر سرویہ اور مانٹی نگرو کے شاہ روس نے بہ سبب ہمدردی اپنے ہم مذہب کے ۱۸۷۷ء مین فوج کشی کی۔ سلطان کو مقابلہ کرنا پڑا عثمان پاشا غازی سپہ سالار روم نے ثابت کر دیا کہ ابھی ترکون مین وہ بہادری ہی جس سے تھوڑی فوج سے کفار کے بڑے لشکر جرار کو شکست دے سکتے ہین موجود ہی۔ پلونا کے مقام مین دو برس تک یہ لڑائی رہی۔ آخرش تصفیہ ہو گیا۔ تمام سلاطین یورپ ثالث ہوئے۔ انھون نے کچھ بد دیانتی کی اور کئی صوبے مثل مانٹی نگرو (جبل اسود) و سرویہ (سرب) و رومانیا کے آزاد کیے گئے اور انکا حاکم مستقل والی قرار پایا۔ اور کسی کا ماتحت نہ ٹھہرایا گیا۔ صوبہ بوسینہ۔ ہرزگوینہ سلطنت اسٹریہ کے اور جزیرہ قبرس سلطنت انگریزی اور تونس سلطنت فرانس کے علاقہ کیا گیا۔

باب اُنیسوان

سال وفات	نام اکابر	مدفن
	خاندان اہل بیت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم	
۱۲۔ ربیع الاول ۱۱ھ	محمد مصطفےٰ نبی آخر الزمان صلعم	مدینہ
۱۱ھ	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ	ایضاً
۱۴ھ	ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	ایضاً
۳۵ھ	حضرت عمر رضی اللہ عنہ	ایضاً
۳۵ھ	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	ایضاً
۴۰ھ	حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ	ایضاً

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۵۰ھ	حضرت امام حسن علیہ السلام	مدینہ
سنہ ۶۱ھ	حضرت امام حسین علیہ السلام	کربلا
سنہ ۹۵ھ	حضرت امام زین العابدین علیہ السلام	مدینہ
سنہ ۱۱۰ھ	حضرت امام محمد باقر بن زین العابدین علیہ السلام	ایضاً
سنہ ۱۴۸ھ	حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام	ایضاً
سنہ ۱۸۳ھ	حضرت امام موسی کاظم بن جعفر صادق علیہ السلام	بغداد
سنہ ۲۰۳ھ	حضرت امام علی رضا بن موسی کاظم علیہ السلام	مشہد
سنہ ۲۲۵ھ	حضرت امام محمد تقی بن علی بن موسی علیہ السلام	بغداد
سنہ ۲۵۵ھ	حضرت امام علی نقی بن محمد تقی علیہ السلام	سرمن رائے
سنہ ۲۶۱ھ	حضرت امام حسن عسکری بن علی نقی علیہ السلام	ایضاً
سنہ ۲۶۸ھ	حضرت امام محمد مہدی بن حسن عسکری علیہ السلام یہ بزرگ غائب ہوگئے اور بقول اثنا عشری یہ مہدی آخر الزمان ہیں لیکن سنت جماعت کہتے ہیں مہدی آخر الزمان دوسرے ہیں۔	ایضاً
سنہ ۹۰ھ	حضرت حسن مثنی ابن حسن بن علی بن ابی طالبؑ	مدینہ
سنہ ۱۱۰ھ	حضرت عبداللہ کامل جنکو محض بھی کہتے ہیں بن حسن	ایضاً
سنہ ۱۲۰ھ	حضرت موسی الجون بن عبداللہ	ایضاً
سنہ ۱۳۰ھ	حضرت عبداللہ ثانی بن موسی	ایضاً
سنہ ۱۴۰ھ	حضرت موسی ثانی بن عبداللہ	ایضاً
سنہ ۱۴۵ھ	حضرت داؤد بن موسی	ایضاً

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۳۰۰ھ	حضرت محمد اونی بن داؤد	جیلان
۳۳۰ھ	حضرت یحیی زاہد بن محمد اونی	ایضاً
۳۰۰ھ	حضرت عبد اللہ ثالث بن یحیی	ایضاً
۴۸۲ھ	حضرت ابی صالح بن عبد اللہ	ایضاً
۵۶۱ھ	حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ	بغداد
۵۶۹ھ	حضرت سید سیف الدین عبد الوہاب بن شیخ عبد القادر جیلانی	ایضاً
۹۳ھ	حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ تابعی	واسط
۳۳ھ	حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ تابعی	کوفہ
۳۲ھ	حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ صحابی	مدینہ
۱۷ھ	حضرت ابو عبیدہ بن الجراح صحابی رضی اللہ عنہ	شام
۵۱ھ	حضرت سعید ابن زید رضی اللہ عنہ	مدینہ
۵۵ھ	حضرت سعد ابی وقاص رضی اللہ عنہ	ایضاً
۳۲ھ	حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ	ایضاً
۳۵ھ	حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ	بصرہ
ایضاً	حضرت زبیر رضی اللہ عنہ	ایضاً
۱۸ھ	حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ	مکہ
۷۴ھ	حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ	مدینہ
۶۶ھ	حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ	ایضاً
۸۸ھ	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	ایضاً
۳۹ھ	حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ	ایضاً

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۱۸ھ	حضرت ابو عبیدہ ثقفی	الحصہ
۱۸ھ	حضرت جعفر طیار ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ	شام
ایضاً	حضرت زید بن حارث مسبلی رضی اللہ عنہ	ایضاً
ایضاً	حضرت عبداللہ رواحہ شاعر مداح رسول صلعم	ایضاً
۱۸ھ	حضرت یزید بن ابی سفیان سالار رضی اللہ عنہ	دمشق
ایضاً	حضرت سرجیل بن حسنہ سالار رضی اللہ عنہ	ایضاً
ایضاً	حضرت ضرار بن الازور سالار رضی اللہ عنہ	ایضاً
ایضاً	حضرت یوقنا تابعی سالار رضی اللہ عنہ	ایضاً
ایضاً	حضرت وامس ابو الحول تابعی سالار رضی اللہ عنہ	ایضاً
ایضاً	حضرت رفیع ابن عمیرہ صحابہ سالار رضی اللہ عنہ	ایضاً
۲۲ھ	حضرت عبدالرحمن ابن ربیعہ سالار رضی اللہ عنہ	در سند
۲۱ھ	حضرت نعمان ابن مکرہی صحابی سالار رضی اللہ عنہ	اہواز
۲۵ھ	حضرت زید رضی بن ثابت کاتب رسول صلعم	مدینہ
۳۳ھ	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	ایضاً
۱۹ھ	حضرت بلال رضی اللہ عنہ	ایضاً
۲۲ھ	حضرت بارا رضی اللہ عنہ	اہواز
ایضاً	حضرت نعیم ابن مکرم رضی اللہ عنہ	ایضاً
۳۰ھ	حضرت وائل رضی اللہ عنہ	
ایضاً	حضرت ثابت بن زید رضی اللہ عنہ	
۴۰ھ	حضرت عبداللہ بن سعد والی مصر رضی اللہ عنہ	

سال

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۳۸ھ ہجری	حضرت عمار یاسر سالار رضی اللہ عنہ	صفین
۴۱ھ	حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ	
۴۳ھ	حضرت عمرو بن العاص والی کوفہ - فاتح مصر	مصر
۴۶ھ ہجری	حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ	قسطنطنیہ
۵۵ھ	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	مدینہ
۱۶ھ	حضرت سودہؓ زوجہ رسول صلعم	ایضاً
۱۸ھ	حضرت ام حبیبہ زوجہ ایضاً	ایضاً
۲۲ھ	حضرت حفصہ زوجہ ایضاً	ایضاً
۲۳ھ	حضرت صفیہ زوجہ ایضاً	ایضاً
۵۵ھ	حضرت میمونہ زوجہ ایضاً	ایضاً
۵۶ھ	حضرت ام سلمہ زوجہ ایضاً	ایضاً
۶۰ھ	حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم	کوفہ
ایضاً	حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان	دمشق
۶۴ھ	حضرت عقبہ بن نافتہ الفہری رضی اللہ عنہ	تونس
۹۳ھ	حضرت انس بن مالک صحابہ رضی اللہ عنہ	بصرہ
۴۰ھ	حضرت محمد بن ابی بکر تابعی	مصر
۷۷ھ	حضرت محمد حنفیہ بن علی کرم اللہ وجہہ تابعی	جزیرہ
۳۶ھ	حضرت علقمہ تابعی رضی اللہ عنہ	
۴۵ھ	حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ تابعی	مدینہ
۱۵ھ	حضرت ثمنی بن ثابت رضی اللہ عنہ	عراق

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۱۱۰ ہجری	حضرت حسن بصری تابعی رضی اللہ عنہ	بصرہ
سنہ ۱۱۱ ہجری	حضرت عطا خیر التابعین رضی اللہ عنہ	کوفہ
سنہ ۱۲۰ ھ	حضرت نافع ایضاً رضی اللہ عنہ	مدینہ
سنہ ۱۰۵ ھ	حضرت سالم تابعی بن عبداللہ بن خلیفہ عمر رضی اللہ عنہم	ایضاً
سنہ ۱۲۰ ھ	حضرت خواجہ حبیب عجمی تابعی رضی اللہ عنہ	بصرہ
سنہ ۱۰۹ ھ	حضرت حماد کوفی تابعی اُستاد امام اعظم رضی اللہ عنہ	کوفہ
سنہ ۱۰۷ ھ	حضرت قاسم تابعی بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ	مدینہ
سنہ ۷۲ ھ	حضرت مصعب تابعی ابن زبیر رضی اللہ عنہ زوج سکینہ	کوفہ
سنہ ۷۳ ھ	حضرت عروہ تابعی ابن زبیر رضی اللہ عنہ	مکہ
سنہ ۱۵۰ ھ	حضرت امام اعظم نعمان کوفی تابعی رضی اللہ عنہ	بغداد
سنہ ۱۶۰ ھ	حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ	کوفہ
سنہ ۱۶۴ ھ	حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ	ایضاً
سنہ ۱۷۴ ھ	حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ	بلخ
سنہ ۱۷۹ ھ	حضرت امام مالک قاضی القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ	مدینہ
سنہ ۱۸۲ ھ	حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
سنہ ۱۸۹ ھ	حضرت امام محمد بن حسن شیبانی قاضی القضاۃ رحمۃ	رے
سنہ ۱۸۷ ھ	حضرت فضیل عیاض عارف رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
سنہ ۲۰۰ ھ	حضرت شیخ معروف کرخی عارف حق رحمۃ اللہ علیہ	کرخ
سنہ ۲۰۴ ھ	حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	مصر
سنہ ۲۲۰ ھ	حضرت بشر حافی عارف رحمۃ اللہ علیہ	بغداد

سال

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۲۳۴ھ ہجری	حضرت خواجہ بایزید بسطامی عارف رحمۃ اللہ علیہ	بسطام
۲۳۵ھ	حضرت حاتم اصم عارف رحمۃ اللہ علیہ	
۲۴۰ھ	حضرت احمد خضرویہ مرید حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ	
۲۴۱ھ	حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
۲۴۵ھ	حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ	مصر
۲۵۰ھ	حضرت اسمٰعیل بخاری صاحب صحاح رحمۃ اللہ علیہ	بخارا
۲۵۳ھ	حضرت سری سقطی محدث رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
۲۵۷ھ	حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ	
۲۶۱ھ	حضرت عبداللہ ابومسلم صاحب صحاح رحمۃ اللہ علیہ	بخارا
۲۶۷ھ	حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ	شام
۲۹۹ھ	حضرت ابوعبداللہ مغربی رحمۃ اللہ علیہ	
۳۰۲ھ	حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
۳۰۵ھ	شیخ منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ	
۳۳۸ھ	شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
۳۲۲ھ	امام احمد طحاوی رحمۃ اللہ علیہ	مصر
۴۰۶ھ	حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ	
۴۱۶ھ	ابوالقاسم فردوسی شاعر	طوس
۴۲۴ھ	حضرت سالار مسعود غازی	بہرائچ ہند
ایضاً	حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ	خرقان
۴۲۸ھ	حکیم ابوعلی سینا	بخارا

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۴۸۴ھ ہجری	حضرت شیخ ابو اسمعیل خواجہ عبد اللہ انصاری رح	ہرات
۴۸۵ھ	حضرت خواجہ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ	گرگان
۴۹۰ھ	حضرت خواجہ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ	فارمد
۵۰۵ھ	حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ	غزال
۵۱۷ھ	حضرت امام احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ	ایضاً
ایضاً	حضرت خواجہ سید مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ	چشت
۵۳۵ھ	حضرت حکیم سنائی غزنوی رحمۃ اللہ علیہ	غزنی
۵۳۸ھ	جار اللہ زمخشری صاحب تفسیر کشاف	
۵۳۶ھ	حضرت شیخ الاسلام احمد جام رحمۃ اللہ علیہ	جام
ایضاً	حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	ہمدان
۵۳۸ھ	رشید ہی سمرقندی عارف رحمۃ اللہ علیہ	جرجان
۵۸۶ھ	حضرت شہاب الدین قتیل اللہ رحمۃ اللہ علیہ	
۵۹۶ھ	سلطان الشعرا خاقانی شروانی رحمۃ اللہ علیہ	شروان
۵۹۷ھ	اوحد الدین انوری شاعر	خراسان
ایضاً	حضرت شیخ نظام الدین گنجوی رحمۃ اللہ علیہ	گنجہ
ایضاً	حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ	غجدوان
۵۹۸ھ	حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ	
ایضاً	شیخ ابو الفرج ابن جوزی محدث	
ایضاً	ظہیر الدین فاریاب شاعر فارسی	فاریاب
۶۰۶ھ	امام فخر الدین محمد رازی	طوس

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۶۰۷ھ ہجری	حضرت خواجہ محمود فغنوی رحمۃ اللہ علیہ	
۶۱۵ھ	حضرت خواجہ علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ	رامیتن
۶۱۶ھ	حضرت شیخ مجدالدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	خوارزم
۶۱۸ھ	حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ	ایضاً
۶۲۷ھ	حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	نیشاپور
۶۳۱ھ	حضرت مولانا بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ	قونیہ
۶۳۲ھ	حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
۶۳۳ھ	حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ	اجمیر
۶۳۴ھ	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ	دہلی
۶۳۷ھ	حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ	دمشق
۶۴۳ھ	حضرت علی لالا رحمۃ اللہ علیہ	
۶۴۴ھ	حضرت شمس الدین تبریزی	قونیہ ارض روم
۶۴۵ھ	حضرت سید برہان الدین محقق	
〃	حضرت خواجہ محمد بابا رسماسی	اطراف بخارا
۶۵۰ھ	حضرت شیخ المشائخ سعدالدین حمویہ رحمۃ اللہ علیہ	
۶۶۷ھ	حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ	ملتان
۶۶۹ھ	حضرت فریدالدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ	پٹن
۶۷۲ھ	حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ	قونیہ
〃	خواجہ نصیر الدین طوسی رح	طوس
۶۸۸ھ	شیخ فخرالدین عراقی۔ رحمۃ اللہ علیہ	دمشق

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۶۹۱ ہجری	ناصر الدین قاضی بیضاوی	
ایضاً	حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ	شیراز
سنہ ۶۹۵ ھ	حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ	ناگور
سنہ ۷۱۰ ھ	مولانا قطب الدین علامہ صاحب قطبی	
سنہ ۷۱۳ ھ	خواجہ ہمام الدین تبریزی شاعر	تبریز
سنہ ۷۲۴ ھ	حضرت شیخ ابو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ	پانی پت
سنہ ۷۲۵ ھ	حضرت شیخ نظام الدین اولیا	دہلی
ایضاً	حضرت امیر خسرو دہلوی شاعر	ایضاً
سنہ ۷۵۰ ھ	حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ	بخارا
سنہ ۷۳۵ ھ	حضرت شیخ صفی الدین اردبیلی رحمۃ اللہ علیہ	اردبیل
سنہ ۷۳۶ ھ	حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ	سمنان
سنہ ۷۵۲ ھ	حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی	دہلی
سنہ ۷۵۷ ھ	امام یافعی قطب مکہ رحمۃ اللہ علیہ	مکہ
سنہ ۷۵۸ ھ	حضرت اخی سراج رحمۃ اللہ علیہ	دہلی
سنہ ۷۶۶ ھ	میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	ہمدان
سنہ ۷۸۵ ھ	شیخ جلال مشہور مخدوم جہانیان	
ایضاً	شیخ شعبان الحق بیابانی رحمۃ اللہ علیہ	اکبر آباد
سنہ ۷۷۲ ھ	حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ منیری بہاری	بہار
سنہ ۷۹۱ ھ	حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ	بخارا
ایضاً	حضرت شمس الدین محمد خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ	شیراز

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۷۹۳ھ ہجری	ملا سعد الدین تفتازانی	
ایضاً	حضرت علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	بخارا
۸۰۱ھ	شیخ کمال خجندی	
ایضاً	حضرت خواجہ محمد پارسا	مکہ
۸۱۶ھ	ملا سید محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ	سمرقند
۸۰۰ھ	حضرت علاء الحق پنڈوی	پنڈوہ بنگالہ
۸۰۸ھ	حضرت نور قطب عالم	
ایضاً	حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی	سمنان
۸۲۵ھ	حضرت سید محمد گیسو دراز	گلبرگہ
۸۱۶ھ	مخدوم شاہ تقی الدین رحمۃ اللہ علیہ	
۸۳۴ھ	شاہ نعمت اللہ ولی - رحمۃ اللہ علیہ	
۸۳۵ھ	حضرت سید قاسم انوار رحمۃ اللہ علیہ	
۸۳۸ھ	حضرت بدیع الدین شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ	مکھن پور
۸۴۰ھ	حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ	کرخ
۸۹۵ھ	حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ	سمرقند
۸۹۹ھ	حضرت مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ	جام
۸۶۱ھ	علامہ کمال الدین ابن ہمام محقق	
۹۱۰ھ	ملا حسین واعظ رحمۃ اللہ علیہ	
ایضاً	امیر کمال الدین حسین	
۹۲۶ھ	خواجہ آصفی بن نعمت شاعر	

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۹۱۲ ہجری	مولانا عبدالغفور لاری۔	لار
سنہ ۹۲۵ھ	میر غیاث الدین شاعر	
سنہ ۹۳۶ھ	مولانا ہلالی استرآبادی	استرآباد
سنہ ۹۳۵ھ	حضرت خواجہ عبدالحق معروف بہ محیی الدین احراری	سمرقند
سنہ ۹۵۴ھ	شیخ محمد رفیع الدین محدث اکبرآبادی	آگرہ
سنہ ۹۵۷ھ	مولانا ابوالخیر خوارزمی محقق رحمۃ اللہ علیہ	خوارزم
سنہ ۹۶۲ھ	مرزا اشرف وزیر شاہ طہماسپ صفوی	
سنہ ۹۶۸ھ	بیرم خان خانخانان۔ وزیر اکبر بادشاہ	گجرات
سنہ ۹۵۰ھ	حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	گنگوہ
سنہ ۹۷۰ھ	حضرت سید محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ	گوالیار
سنہ ۹۷۵ھ	حضرت شیخ علی متقی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ	گجرات
سنہ ۹۷۹ھ	حضرت سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ	فتحپور سیکری
سنہ ۹۸۱ھ	مولانا غزالی مشہدی ملک الشعرا	مشہد
سنہ ۹۸۷ھ	مولانا قاسم کاہی شاعر رحمۃ اللہ علیہ	حسام
سنہ ۹۹۰ھ	حضرت شیخ جلال تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ	تھانیسر
ایضاً	حضرت شیخ وجیہ الدین علوی رحمۃ اللہ علیہ	گجرات
سنہ ۹۹۹ھ	مولانا عرفی شاعر	آگرہ
ایضاً	حضرت خواجہ محمد نخشبی احراری اکبرآبادی رحمۃ اللہ علیہ	ایضاً
ایضاً	حضرت شیخ عبدالقادر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ	بدایون
سنہ ۱۰۰۴ھ	ملک الشعرا ابوالفیض فیضی	آگرہ

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سنہ ۱۰۱۱ ہجری	علامہ عصر شیخ ابو الفضل	آگرہ
سنہ ۱۰۱۲ھ	حضرت خواجہ باقی باللہ خلیفہ حضرت کنکو خلیفہ خواجہ عبداللہ احرار	دہلی
ایضاً	حضرت عبدالواحد فاروقی سرہندی مرید شیخ رکن الدین ابن حضرت عبدالقدوس گنگوہی	سرہند
ایضاً	حضرت مخدوم احمد چشتی نوآبادی بہاری	نوآبادہ
ایضاً	حضرت مخدوم آخوند شیخ چشتی نوآبادی	ایضاً
سنہ ۱۰۳۰ھ	شیخ بہاء الدین آملی شاعر	—
سنہ ۱۰۳۵ھ	حضرت ملا شیخ احمد سرہندی	سرہند
سنہ ۱۰۳۶ھ	عبدالرحیم خان خانخانان بن بیرم خان	—
ایضاً	ملک الشعرا طالب آملی	—
سنہ ۱۰۳۲ھ	حضرت شاہ تیم اللہ نوآبادی رحمۃ اللہ علیہ	نوآبادہ
سنہ ۱۰۳۳ھ	حضرت خواجہ امیر عبداللہ قطب وقت رحمۃ اللہ علیہ	آگرہ
سنہ ۱۰۴۲ھ	شیخ بدیع الدین خلیفہ ملا احمد سرہندی	سہارنپور
سنہ ۱۰۴۲ھ	حضرت شیخ پیر میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ	میرٹھ
سنہ ۱۰۴۵ھ	حضرت شیخ میر لاہوری قادری	لاہور
سنہ ۱۰۴۷ھ	حضرت سید عبدالقادر بخاری اکبرآبادی	اکبرآباد
سنہ ۱۰۵۲ھ	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی	دہلی
سنہ ۱۰۵۵ھ	ملک الشعرا محمد جان قدسی	آگرہ
ایضاً	حضرت شیخ کبیر بالا پیر رحمۃ اللہ علیہ	
ایضاً	حضرت دیوان تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ	نوآبادہ

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۱۰۵۷ھ ہجری	حضرت شیخ ناصر اکبر آبادی صاحب تصرف رحمۃ اللہ علیہ	آگرہ
۱۰۵۸ھ	حضرت ولی محمد نارنولی رحمۃ اللہ علیہ	نارنول
ایضاً	حضرت میر نعمان اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ	آگرہ
۱۰۶۱ھ	حضرت سیدنا امیر ابو العلا حسینی الاحراری رحمۃ اللہ علیہ	ایضاً
ایضاً	ملک الشعرا ابی طالب کلیم	ایضاً
۱۰۷۰ھ	حضرت ملا شاہ بدخشی قادری	لاہور
۱۰۷۹ھ	غنی کشمیری شاعر نازک خیال	کشمیر
۱۰۸۰ھ	حضرت سید نعمت اللہ نارنولی	نارنول
ایضاً	ملک الشعرا مرزا صائب	—
ایضاً	شیخ محمد محسن فانی شاعر	—
۱۱۱۴ھ	حضرت شیخ محمد افضل خلیفہ سید محمد کالپی خلیفہ امیر ابو العلا	الہ آباد
۱۱۰۴ھ	میر محمد زمان راسخ شاعر	سرہند
۱۰۸۶ھ	حضرت شاہ عنایت اللہ نوآبادی چشتی رحمۃ اللہ علیہ	نوآبادہ
۱۰۸۱ھ	حضرت امیر فیض العلا ابن امیر ابو العلا رض	آگرہ
۱۰۹۰ھ	حضرت امیر نور العلا بن امیر ابو العلا رض	ایضاً
ایضاً	حضرت سید دوست محمد خلیفہ امیر ابو العلا	برہان پور
۱۱۰۳ھ	حضرت امیر تاج العلا بن امیر فیض العلا بن امیر ابو العلا رض	آگرہ
۱۱۰۹ھ	حضرت شاہ منور اللہ نوآبادی چشتی	نوآبادہ
ایضاً	خواجہ ناصر علی سرہندی شاعر	سرہند
۱۱۱۹ھ	قاضی محب اللہ بہاری صاحب مسلم و مسلم الثبوت	—

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۱۱۲۵ ہجری	حضرت امیر نور اللہ ابن امیر نور الاعلا ابن امیر ابو العلا رضی اللہ عنہ	فرخ آباد
۱۱۳۰ھ	ملا شیخ احمد معروف بہ ملا جیون صاحب تفسیر نور الانوار	جون پور
۱۱۳۵ھ	حضرت شاہ محمد فرہاد خلیفہ سید دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ	دہلی
ایضاً	حضرت میر اسد اللہ خلیفہ شاہ محمد فرہاد رحمۃ اللہ علیہ	ایضاً
۱۱۶۱ھ	حضرت مولانا برہان الدین خدانما خلیفہ شاہ محمد فرہاد رح	گوپامئو
ایضاً	حضرت مولانا شاہ امین اللہ نو آبادی چشتی	نو آبادہ
۱۱۴۴ھ	حضرت شیخ خوب اللہ الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ	الہ آباد
۱۱۶۹ھ	سراج الدین علی خان آرزو	دہلی
۱۱۷۶ھ	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	ایضاً
۱۱۷۲ھ	حضرت سید محمد یوسف واسطی بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ	بلگرام
ایضاً	حضرت سید شاہ محمد یسین چشتی دانا پور رحمۃ اللہ علیہ	دانا پور
۱۱۸۵ھ	حضرت سید شاہ ولی اللہ دانا پوری رحمۃ اللہ علیہ	ایضاً
۱۱۸۰ھ	شیخ علی حزین شاعر	بنارس
۱۱۹۴ھ	حضرت مرزا مظہر جانجانان رحمۃ اللہ علیہ	دہلی
ایضاً	حضرت خواجہ میر درد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	ایضاً
ایضاً	حضرت شاہ محمد منعم عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ	عظیم آباد پٹنہ
۱۱۹۹ھ	حضرت مولانا فخر الدین چشتی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	دہلی
۱۲۰۰ھ	میر غلام علی آزاد بلگرامی	بلگرام
۱۲۰۳ھ	حضرت رکن الدین تخلص عشق دہلوی عظیم آبادی	عظیم آباد پٹنہ
۱۲۲۴ھ	حضرت مخدوم شاہ حسن علی عظیم آبادی	ایضاً

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۱۲۲۵ھ ہجری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ	پانی پت
۱۲۲۵ھ	مولانا بحر العلوم عبد العلی رحمۃ اللہ علیہ	ارکاٹ
۱۲۲۵ھ	حضرت مولانا سید شاہ طیب اللہ بہاری رحمۃ اللہ علیہ	مورہ
۱۲۲۶ھ	حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ حسن دوست قدس سرہ	چھپرہ
۱۲۲۹ھ	مولوی سلام اللہ محدث دہلوی رح	دہلی
۱۲۳۱ھ	علامہ احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ	مصر
۱۲۳۹ھ	حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی	دہلی
۱۲۵۰ھ	حضرت سید شاہ شمس الدین حسین داناپوری	داناپور
۱۲۵۴ھ	حضرت سید شاہ غلام حسین داناپوری	ایضاً
۱۲۵۵ھ	حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی	عظیم آباد پٹنہ
۱۲۵۶ھ	حضرت خواجہ سید ابو البرکات عظیم آبادی	ایضاً
۱۲۶۰ھ	حضرت شاہ یحییٰ علی نوآبادی	صفی پور
۱۲۶۲ھ	مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی	مکہ
۱۲۷۲ھ	مولانا سید شاہ وحید الدین احمد داناپوری	داناپور
ایضاً	حضرت شاہ تراب الحق بہاری داناپوری	ایضاً
۱۲۷۸ھ	مولانا فضل حق خیرآبادی	خیرآباد
۱۲۸۱ھ	حضرت مولانا سید شاہ محمد قاسم داناپوری	منیر
۱۲۸۳ھ	حضرت سید شاہ فخر الدین معروف بہ شاہ مبارک حسین قدس سرہ	داناپور
۱۲۸۳ھ	حضرت شاہ محمد واجد داناپوری	ایضاً
۱۲۸۵ھ	مولانا مفتی صدر الدین خان دہلوی	دہلی

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۱۲۸۵ھ ہجری	مولانا حافظ عبد الحلیم انصاری لکھنوی	لکھنؤ
۱۲۸۹ھ	مولانا نواب قطب الدین محدث دہلوی	دہلی
۱۲۹۳ھ	مولانا مفتی سعد اللہ مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ	مراد آباد
۱۲۹۶ھ	مولانا شاہ عبد الغنی محدث دہلوی	مکہ
۱۲۹۷ھ	مولانا احمد علی سہارنپوری محدث رحمۃ اللہ علیہ	سہارنپور
ایضاً	مولانا محمد قاسم محدث نانوتوی	ناتوت
ایضاً	مولانا جمیل احمد بلگرامی	چھپرہ
۱۲۹۸ھ	حضرت سید شاہ محمد سجاد متخلص ساجد دانا پوری	دانا پور
۱۲۹۹ھ	حضرت سید شاہ علی حسین دانا پوری	ایضاً
ایضاً	حکیم سید محمد کاظم دانا پوری رحمۃ اللہ علیہ	ایضاً
۱۳۰۱ھ	حضرت شاہ ولایت علی اسلام پوری رحمۃ اللہ علیہ	اسلام پور
۱۳۰۲ھ	مولوی شاہ محمد وزیر متخلص عطا دانا پوری	دانا پور
۱۳۰۴ھ	حضرت مولانا محمد سعید عظیم آبادی	عظیم آباد پٹنہ
ایضاً	حضرت مولانا عبد الحی ابو الحسنات محدث لکھنوی	لکھنؤ
۱۳۰۶ھ	مولانا محمد حسن عظیم آبادی	عظیم آباد پٹنہ

نقشۂ جدول خلفاے اسلامیۂ عربیہ

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
۱۱ ہجری	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	مدینہ طیبہ
۱۴ھ	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	ایضاً

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
۲۳ھ	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	مدینہ طیبہ
۳۵ھ	حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ	ایضاً و کوفہ
۴۰ھ	حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ	کوفہ

خلفائے بنی اُمیہ شامیہ

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
۴۰ھ	معاویہ بن ابی سفیان	دمشق
۶۱ھ	یزید بن معاویہ بن ابی سفیان	ایضاً
۶۴ھ	معاویہ ثانی بن یزید	ایضاً
ایضاً	عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ و مروان	مکہ
۶۵ھ	عبدالملک بن مروان اگرچہ ۶۴ھ سے شام میں حکمران تھا۔	دمشق
۸۶ھ	ولید بن عبدالملک	ایضاً
۹۶ھ	سلیمان بن عبدالملک	ایضاً
۹۹ھ	عمر بن عبدالعزیز بن مروان	ایضاً
۱۰۱ھ	یزید بن عبدالملک	ایضاً
۱۰۵ھ	ہشام بن عبدالملک	ایضاً
۱۲۵ھ	ولید بن یزید بن عبدالملک	ایضاً
۱۲۷ھ	یزید بن ولید	دمشق
ایضاً	ابراہیم بن الولید	ایضاً
ایضاً	مروان بن محمد بن مروان	ایضاً

خلفائے عباسیہ بغدادیہ

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
۱۳۲ھ	ابو العباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ	انبار
۱۳۶ھ	ابو جعفر منصور بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس	بغداد
۱۵۸ھ	مہدی بن ابو جعفر	ایضاً
۱۶۹ھ	الہادی بن المہدی	ایضاً
۱۷۰ھ	ہارون الرشید بن مہدی	ایضاً
۱۹۴ھ	امین بن ہارون	ایضاً
۱۹۸ھ	مامون بن ہارون	ایضاً

سال مملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
۲۱۸ھ	المعتصم باللہ بن ہارون	بغداد
۲۲۸ھ	الواثق باللہ بن معتصم	ایضاً
۲۳۲ھ	المتوکل علی اللہ بن معتصم	ایضاً
۲۴۷ھ	المنتصر باللہ	ایضاً
۲۴۸ھ	المستعین باللہ	ایضاً
۲۵۲ھ	المعتز باللہ	ایضاً
۲۵۶ھ	المہتدی باللہ	ایضاً
۲۵۷ھ	المعتمد باللہ	ایضاً
۲۷۹ھ	المعتضد باللہ	ایضاً
۲۹۰ھ	المکتفی باللہ	ایضاً
۲۹۶ھ	المقتدر باللہ	ایضاً
۳۲۰ھ	القاہر باللہ	ایضاً
۳۲۴ھ	الراضی باللہ	ایضاً
۳۲۹ھ	المتقی باللہ	ایضاً
۳۳۳ھ	المستکفی باللہ	ایضاً
۳۳۵ھ	المطیع للہ	ایضاً
۳۶۴ھ	الطائع للہ	ایضاً
۳۸۱ھ	القادر باللہ	ایضاً
۴۲۳ھ	القائم بامر اللہ	ایضاً
۴۶۸ھ	المقتدی باللہ	بغداد
۴۸۷ھ	المستظہر باللہ	ایضاً
۵۱۲ھ	المسترشد باللہ	ایضاً
۵۴۰ھ	الراشد باللہ	ایضاً
۵۴۱ھ	المقتفی لامر اللہ	ایضاً
۵۵۵ھ	المستنجد باللہ	ایضاً
۵۶۶ھ	المستضی بنور اللہ	ایضاً
۵۷۶ھ	الناصر لدین اللہ	ایضاً
۶۲۲ھ	الظاہر باللہ	ایضاً
۶۲۴ھ	المستنصر باللہ	ایضاً
۶۴۱ھ تا ۶۵۶ھ	المستعصم	ایضاً

خلفاے عباسیہ مصریہ

سال مملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
۶۶۰ھ	مستنصر باللہ	قاہرہ
۶۶۱ھ	الحاکم بامر اللہ	ایضاً
۷۰۱ھ	المستکفی باللہ	ایضاً
۷۴۰ھ	واثق باللہ	ایضاً
۷۴۲ھ	الحاکم بامر اللہ	ایضاً
۷۵۳ھ	المعتضد باللہ	ایضاً
۷۶۳ھ	المتوکل علی اللہ	ایضاً

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
۳۰۸ھ	المستعین باللہ	قاہرہ
۳۱۵ھ	المعتضد باللہ	ایضاً
۳۲۵ھ	سلیمان بن متوکل	ایضاً
۳۵۴ھ	القائم بامر اللہ	ایضاً
۳۶۵ھ	المستنجد باللہ	ایضاً
۳۶۷ھ تا ۳۹۰ھ	المتوکل بن یعقوب	ایضاً
خلفاے قرطبیہ بنی اُمیہ مروانیہ		
۱۳۹ھ	عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان	قرطبہ
۱۷۱ھ	ہشام بن عبدالرحمن	ایضاً
۱۸۰ھ	الحکم بن ہشام	ایضاً
۲۰۷ھ	عبدالرحمن ثانی	ایضاً
۲۳۸ھ	محمد بن عبدالرحمن	ایضاً
۲۷۳ھ	المنتظر	ایضاً
۲۷۶ھ	عبداللہ	ایضاً
۳۰۰ھ	عبدالرحمن سوم بہ لقب خلیفہ	ایضاً
۳۵۰ھ	الحکم	ایضاً
۳۶۶ھ	ہشام	ایضاً

سال تملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
۳۹۷ھ	محمد المہدی	قرطبہ
۴۰۰ھ	سلیمان	ایضاً
۴۰۱ھ	محمد مہدی جدید	ایضاً
۴۰۳ھ	ہشام جدید	ایضاً
۴۰۶ھ	محمود	ایضاً
۴۰۸ھ	قاسم	ایضاً
۴۰۹ھ	یحییٰ	ایضاً
۴۱۲ھ تا ۴۱۳ھ	ہشام	ایضاً
فاطمین مصر و افریقہ کہ بہ لقب خلفاے فاطمہ		
۲۹۷ھ	عبیداللہ	قیروان
۳۲۵ھ	القائم ابوالقاسم	ایضاً
۳۳۴ھ	المنصور	ایضاً
۳۴۳ھ	المعز لدین اللہ۔ اسنے ۳۵۷ھ مین مصر فتح کیا	مصر
۳۶۵ھ	العزیز باللہ ابوالنصر	ایضاً
۳۸۶ھ	الحاکم بامر اللہ	ایضاً
۴۱۲ھ	الظاہر لاعزاز دین اللہ	ایضاً
۴۲۸ھ	المستنصر باللہ	ایضاً
۴۸۷ھ	المستعلی باللہ	ایضاً

سال تملک بعد ہجرت	نام خلفا یا سلاطین	محل خلافت
۴۹۵ھ	الآمر باحکام اللہ	مصر
۵۲۵ھ	الحافظ لدین اللہ	ایضاً
۵۳۰ھ	الظافر باعداء اللہ	ایضاً
۵۵۰ھ	الفائز بنصر اللہ	ایضاً
۵۵۵ھ	العاضد لدین اللہ	ایضاً
	۵۶۷ھ تک رہا اسوقت نبی ایوب صلاح الدین غالب آیا اور خلافت عباسیہ پھر مصر میں قائم ہوئی	
	سلاطین عثمانیہ رومیہ ترکیہ	
۶۲۶ھ	عثمان خان غازی	قونیہ
	۶۹۹ھ سے بادشاہ ہوا بعد علاء الدین کیقباد سلجوقی کے۔ قونیہ جاے حکومت ہے۔	
۷۶۱ھ	اورخان	برصہ
۷۹۱ھ	سلطان مرادخان	ایضاً
۸۰۵ھ	سلطان بایزید یلدرم	ایضاً
۸۳۴ھ	سلطان محمد	ادرنہ

سال تملک بعد ہجرت	نام خلفا یا سلاطین	محل خلافت
۸۵۵ھ	سلطان مرادثانی	ادرنہ
۸۸۶ھ	سلطان محمد ثانی	القسطنطنیہ
۹۱۸ھ	سلطان بایزید ثانی	ایضاً
۹۲۶ھ	سلطان سلیم	ایضاً
۹۷۴ھ	سلطان سلیمانی	ایضاً
۹۰۳ھ	سلطان سلیم ثانی	ایضاً
۱۰۰۳ھ	سلطان مراد ثالث	ایضاً
۱۰۱۲ھ	سلطان محمد خان ثالث	ایضاً
۱۰۲۶ھ	سلطان احمد خان	ایضاً
۱۰۳۰ھ	سلطان مصطفے خان	ایضاً
۱۰۴۹ھ	عثمان خان خلع کیا گیا	ایضاً
	مراد خان رابع	ایضاً
۱۰۵۸ھ	سلطان ابراہیم	ایضاً
۱۰۹۹ھ	سلطان محمد رابع	ایضاً
۱۱۰۳ھ	سلیمان خان ثانی	ایضاً
۱۱۱۵ھ	سلطان مصطفے خان ثانی خلع کیا	ایضاً
۱۱۲۳ھ	احمد خان ثالث	ایضاً
۱۱۶۷ھ	سلطان محمود خان	ایضاً
۱۱۷۷ھ	عثمان خان ثالث	ایضاً

سال تملک بعد ہجرت	نام خلفا یا سلاطین	محل خلافت	سال تملک بعد ہجرت	نام خلفا یا سلاطین	محل خلافت
۱۱۸۷ھ	مصطفےٰ خان ثالث	قسطنطنیہ	دولت طباطبا علویہ حسینیہ		
۱۲۰۲ھ	سلطان عبدالحمید خان	ایضاً	۲۰۸ھ	محمد بن ابراہیم طباطبا ۱۹۹ھ ہجری سے	بصرہ
۱۲۵۵ھ	سلیم خان خلع کیا	ایضاً	۳۲۰ھ	مرتضیٰ محمد بن ابراہیم	ایضاً
۱۲۵۵ھ	مصطفےٰ خان	ایضاً	۳۲۳ھ	ناصر احمد بن ابراہیم	ایضاً
ایضاً	سلطان محمود خان ثانی	ایضاً	۳۲۹ھ	منتخب حسین بن ناصر	ایضاً
۱۲۷۶ھ	سلطان عبدالمجید خان	ایضاً	۳۴۴ھ	مستزقاسم بن ناصر	ایضاً
۱۲۹۳ھ	سلطان عبدالعزیز خان	ایضاً	۳۵۰ھ	ہادی محمد بن قاسم	ایضاً
ایضاً	سلطان مراد رابع خلع کیا	ایضاً	۳۵۵ھ	رشید عباس بن ناصر	ایضاً
	سلطان عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ				

نقشہ جدول سلاطین اسلامیہ مصر

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت	سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
دولت بنی طولون مصر				انکی سلطنت ۳۷ سال چند ماہ رہی	
۲۵۴ھ	احمد بن طولون	مصر	دولت اخشیدیہ مصریہ		
۲۸۳ھ	ابوالجیش خمارویہ	ایضاً	۳۲۴ھ	اخشید محمد بن طغج ترکی فرغانی	مصر
۲۳۳ھ	ابوالعساکر	ایضاً	۱۴ سال	ابوالقاسم ولد اخشید	ایضاً
۲۹۲ھ	ابوموسیٰ ہارون	ایضاً	۵ سال ۲ ماہ	ابوالحسن علی	ایضاً
۱۰ یوم	ابوالمغازی سیبانی	ایضاً			

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
۳۵۷ھ ایک سال	کافور اخشیدی	مصر
	ابو الفوارس احمد بن علی	ایضاً

پھر جوہر قائد نے مہدی کی جانب سے اکبریہ سلطنت چھین لی اور فرض پھیل گیا۔ عبید اللہ مہدی سے یہ حکومت شروع ہوئی جو بنی فاطمین کہلاتے تھے انمیں گیارہ نفر حاکم ہوئے دو سو اکہتر برس حکومت کی ۵۶۷ھ میں منقرض ہوگئی پھر دولت ایوبیہ آئی۔ انھوں نے خطبہ عباسیہ پڑھا

سال جلوس دولت ایوبیہ مصریہ جنھوں نے خلافت عباسیہ پھر قائم کی

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
۵۶۹ھ	ملک صلاح الدین ناصر بن ایوب	شام
۵۹۵ھ	ملک عزیز عثمان	مصر
	ملک منصور محمد ۵۹۶ھ میں معزول ہوا	ایضاً
۶۱۵ھ	ملک عادل سیف الدین	ایضاً
۶۳۵ھ	ملک کامل محمد اسنے علم حدیث کا رواج دیا۔	ایضاً

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
۶۳۷ھ	ملک عادل ابو بکر	مصر
۶۴۷ھ	ملک صالح ایوب	ایضاً
۶۴۸ھ	ملک اشرف موسی خلع کیا ۶۵۲ھ میں دولت ایوبیہ کردیہ ختم ہوئی یہ شام اور مصر کے مالک تھے	ایضاً

دولت ترکیہ مصریہ

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
۶۵۵ھ	ملک معز عز الدین ایبک ہوئے	مصر
۶۵۵ھ	ملک منصور علی	ایضاً
۶۵۸ھ	ملک مظفر قطز المعزی	ایضاً
۶۷۶ھ	ملک ظاہر رکن الدین بیبرس	ایضاً
۶۷۸ھ	ملک سعید محمد ناصر الدین برکت اللہ	ایضاً
۱۰۰ یوم	ملک عادل بدر الدین خلامش	ایضاً

دولت قلاؤنیہ ترکیہ مصریہ

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
۶۸۹ھ	ملک منصور ابو المعالی	ایضاً
۶۹۳ھ	ملک اشرف صلاح الدین خلیل	ایضاً

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
۶۹۴ھ	ملک ناصر محمد	مصر
۲ سال ۳ ماہ ۴ روز	ملک حسام الدین لاچین	ایضاً
۶۹۸ھ	ملک ناصر محمد بار دوم	

غازان تتاری نے دمشق مین انھین کے زمانے مین چڑھائی کی۔ اس غزوہ مین شیخ الاسلام ابن تیمیہ بھی شریک تھے

۷۱۱ھ	ملک منصور رکن الدین بیبرس جاشنگر	مصر
	ملک ناصر محمد بار سوم ۷۵۱ھ مین مرگیا	ایضاً
۲ مہینے	ملک منصور ابی بکر	ایضاً
۴ سال	ملک اشرف کجک	ایضاً
۷۴۶ھ	ملک صالح اسمٰعیل ابو الفدا	ایضاً
۷۴۷ھ	ملک کامل شعبان	ایضاً
۷۴۸ھ	ملک مظفر حاجی ۷۴۸ھ	ایضاً
	مین مرگیا	
۷۴۹ھ	ملک ناصر حسن خلع کیا	ایضاً
۷۵۲ھ	ملک صالح	ایضاً
۷۶۲ھ	ملک ناصر حسن بار دوم	ایضاً
	بادشاہ ہوا پھر مارا گیا	
۸۰۱ھ	ملک منصور محمد	ایضاً

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
۷۷۸ھ	ملک اشرف شعبان	مصر
	مارا گیا	
۷۸۳ھ	ملک منصور علی	ایضاً
۷۸۴ھ	ملک صالح حاجی	ایضاً

اس خاندان مین ۱۴ برس سلطنت رہی

دولت چرکسیہ مصریہ

	ملک ظاہر برقوق ۷۹۱ھ	مصر
	مین خلع کیا	
	ملک منصور حاجی ۷۹۱ھ	ایضاً
	مین خلع کیا	
۸۰۱ھ	برقوق بار دوم	ایضاً
۸۰۸ھ خلع	ملک ناصر فرج ابو السعادت	ایضاً
۸۱۵ھ مارا گیا	ملک منصور عبد العزیز	ایضاً
ایضاً	خلیفہ مستعین باللہ	ایضاً
ایضاً	خلیفہ داؤد	ایضاً
۸۲۴ھ مرگیا	ملک موید ابو النصر شیخ	ایضاً
ایضاً	ملک مظفر احمد ، ماہ	ایضاً
ایضاً	ملک ظاہر ططر ابو الفتح	ایضاً
۸۲۵ھ	ملک صالح محمد ۴ ماہ	ایضاً

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
۸۲۵ھ	ملک اشرف ابو النصر برسبائی	مصر
۸۴۱ھ	ملک عبد العزیز ابو المحاسن ۸۴۱ھ مین مرگیا	ایضاً
۸۴۲ھ	ملک طاہر ابو سعید جقمق	ایضاً
۸۵۷ھ	ملک اشرف ابو النصر اینال	ایضاً
۸۶۵ھ	ملک مؤید احمد	ایضاً
ایضاً	ملک طاہر ابو سعید خشقدم	ایضاً
۸۷۳ھ	ملک طاہر ابو سعید بلبائی	ایضاً
ایضاً	ملک طاہر ابو سعید تمر بغا	ایضاً
ایضاً	ملک اشرف ابو النصر قایتبائی	ایضاً
۹۰۱ھ	ملک ناصر ابو السعادات	ایضاً
ایضاً	ملک ناصر محمد قایتبائی بار دوم	ایضاً
۹۰۴ھ	ملک طاہر ابو السعید قانصوہ	ایضاً
۹۰۶ھ	ملک اشرف جان بلاط	ایضاً
ایضاً	ملک عادل طومان بائی	ایضاً
۹۰۷ھ	ملک اشرف ابو النصر قانصوہ	ایضاً

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
۹۲۳ھ	ملک اشرف طومان بائی چرکس پھر ترک روم سلطان سلیم کے عہد مین مصر پر مسلط ہوئے اور دولت مصریہ ختم ہوئی۔ اور ترکون کے ورد احکومت کا کام کرتے تھے لیکن سلطان عبد المجید خان کے عہد مین محمد علی پاشا والی مصر نے سلطان سے بغاوت کی اور تصفیہ اسپر ہوا مصر کی حکومت سلطان کے تحت مین ہے لیکن حکومت موروثی ہوکر اُسی خاندان مین رہی چنانچہ اب اُسی خاندان مین توفیق پاشا خدیو مصر ہین	مصر

دولت طبرستانیہ علویہ حسنیہ

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
۲۵۰ھ	حسن بن زید بن محمد بن اسمٰعیل بن حسن بن زید الجدید بن الحسن بن حسن بن علی کرم اللہ وجہہ	رے اور دیلم

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
۲۶۵ھ	قائم بالحق محمد بن زید بن محمد بن اسمعیل	دیلم
۲۸۸ھ	محمد مہدی حسن بن زید بن قائم بالحق۔	ایضاً

پھر یہ دولت ختم ہوگئی اور آل سامان غالب آئے۔

ملوک یمن بنی زیاد وغیرہ

۲۰۳ھ	ابراہیم بن زیاد بادشاہ ہوا مامون خلیفہ نے حاکم یمن بنایا۔	یمن
۲۲۰ھ	زیاد بن ابراہیم بن زیاد	ایضاً
۲۵۰ھ	ابوالجیش اسحاق بن ابراہیم بن زیاد	ایضاً
۲۷۱ھ	زیاد بن اسحاق بن ابراہیم	ایضاً
ایضاً	ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم مارا گیا خاندان منقرض ہوگیا۔	ایضاً

پھر انکا ایک غلام نجاح نام مالک بن بیٹھا اپنے نام کا سکہ جاری کیا۔ اسکی بہت اولاد تھی مستقل یمن کا حاکم ۴۱۲ھ مین

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت

ہوا۔ ۵۵۳ھ مین مرگیا۔ پھر اُسکا بیٹا سعید احول قائم ہوا۔ اُس سے قوم صلیحی نے ملک چھین لیا۔ ۴۵۵ھ مین نبی نجاح بھاگ گئے ابوالحسن صلیحی علی بن محمد کا باپ یمن کا قاضی تھا یہ خود بھی عالم تھا۔ ستّرہ برس اسنے حکومت کی۔ پھر سعید نے غلبہ پاکر انکا سر کاٹ ڈالا۔ زبید پر احمد ملک مکرم ۴۸۱ھ مین متولی ہوگئے۔ ۵۰۰ھ مین مرگئے۔ انکا بیٹا فاتک نام جانشین ہوا۔ پھر منصور بن فاتک بلوغ سے پہلے حاکم ہوا۔ پھر فاتک بن منصور اسکی جگہ قائم ہوا۔ پھر ابن عم فاتک بن محمد بن فاتک حاکم تھا۔ یہ آخر ملوک یمن سے ہین۔ پھر ملک ہاتھ مین خلفا سے فاطمین کے چلا گیا۔ انکے ہمعصر اوزمانہ مین سادات حسنیہ نے یمن مین حکومت کی ہے اور اُنکے بعد دولت ترکیہ عثمانیہ آئی

آل طاہر یان جنھوں نے خراسان مین حکومت کی

۲۰۵ھ	مین طاہر بن حسین	خراسان

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
	بن مصعب فاتح بغداد منجانب مامون الرشید حاکم ہوا ۱۹۰ھ مین مرگیا۔	
۱۹۰ھ	طلحہ بن طاہر خوارج سے لڑا اور شہید ہوا۔	خراسان
۲۱۳ھ	عبداللہ بن طاہر	الیضاً
۲۳۰ھ	طاہر بن عبداللہ بن طاہر	الیضاً
۲۴۰ھ	محمد بن طاہر بن عبداللہ مارا گیا۔ ۲۵۹ھ مین یعقوب بن لیث کے ہاتھ سے مارا گیا۔ یہ خاندان ختم ہوا۔	الیضاً
	آل لیث	
۲۵۹ھ	یعقوب بن لیث حاکم سیستان اور خراسان ہوا پھر مرگیا۔	سیستان
۲۶۵ھ	عمرو بن لیث طبرستان کا مالک ہوا۔	الیضاً
۲۷۰ھ	طاہر بن محمد بن عمرو لیث	الیضاً

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
	اپنے غلام کے ہاتھ سے ۲۸۴ھ مین مارا گیا	

لیث ایک بدصورت آدمی تھا اُسکے تین بیٹے تھے **یعقوب**۔ **عمرو** اور **علی**۔ **یعقوب** نے چند آدمیون کو فراہم کرکے پہلے غارتگری شروع کی درہم بن نصر اُسوقت **سیستان** کا مالک تھا اُسکے خزانے مین نقب زنی کی۔ خزانے کو بورون مین باندھا اور اُسمین جواہرات کے دھوکھے مین نمک بھی بستہ کیا۔ لیکن جب اُن پر ثابت ہوا کہ نمک ہے سب خزانہ چھوڑ دیا۔ صبح کو درہم نے خزانہ کھلا دیکھکر تفتیش کی۔ اور اشتہار دیا کہ جو چور ہو حاضر آوے۔ انعام پاویگا چنانچہ **یعقوب بن لیث** حاضر ہوا اور خزانہ نہ چُرانا بسبب نمک کے بیان کیا۔ درہم بہت خوش ہوا اور **یعقوب** کو اپنے مقربان سے بنایا۔ اور یہان تک اقبال یار ہوا کہ بعد درہم کے **سیستان** کا حاکم ہوا اور خلیفہ متوکل سے

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
	فرمان حاصل کیا اور محمد بن طاہر حاکم خراسان کو لڑکر قتل کیا۔	
	آل سامان	
	اسد بن سامان کہ اولاد سے بہرام چوبین کے تھا خلیفہ مامون الرشید کا مقبول نظر ہوا۔ اسکے چار بیٹے ایک نوح کہ سمرقند کا والی ہوا دوسرا احمد کہ فرغانہ کا حاکم ہوا۔ تیسرا یحییٰ کہ شاش کا حاکم ہوا۔ چوتھا الیاس کہ ہرات کا والی بنا پھر نوح مرگیا۔ اُسکے بعد احمد اسکا بھائی ہی حاکم وہان کا بھی ہوا۔ احمد کے بعد اُسکے دو بیٹے نصر اور اسمعیل حاکم ہوئے نصر کو معتضد خلیفہ نے ۲۸۷ھ مین والی ماوراء النہر مقرر کیا۔ اور نصر نے اپنے بھائی اسمعیل کو حاکم بخارا مقرر کیا۔ پھر دونون مین لڑائی ہوئی اسمعیل غالب آیا نصر ۲۹۵ھ مین مرگیا۔ اور اسمعیل حاکم مستقل ہوا۔ اسی نے عمرولیث کو قتل کیا اور خراسان کا بھی والی ہوا۔	
۲۹۵ھ	اسمعیل بن احمد سامانی	بخارا
۳۰۱ھ	امیر سعید ابوالحسن نصر بن احمد	ایضاً
۳۳۲ھ	نوح بن نصر بن احمد	ایضاً
۳۴۳ھ	ابوالفوارس عبدالملک بن نوح	ایضاً
۳۵۰ھ	ابو صالح منصور بن نوح	ایضاً
۳۶۵ھ	ابوالقاسم نوح بن منصور	ایضاً
۳۸۷ھ	ابوالحارث منصور بن نوح اسکو سبکتگین نے مدد دی تھی۔	ایضاً
۳۸۹ھ	عبدالملک بن نوح اسکو سبکتگین نے شکست دی اور ۳۹۵ھ مین وہ مرگیا۔ اور اُس کا خاندان ختم ہوا۔ اسپر ملوک غزنی غالب آئے۔	ایضاً
	دولت دیالمہ جنکو آل دشیگر بھی کہتے ہین	
	شمس المعالی قابوس بن وشمگیر کا نسب گیلان شاہ سے جاملتا ہی۔ وشمگیر نے	

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
	نوح سامانی کی خدمت مین رسوخیت پیدا کی اور جرجان کا حاکم ہوگیا۔	
سنہ ۳۸۰ھ	شمس المعالی قابوس ۴۰۳ھ مین خلع کیا گیا	جرجان
سنہ ۴۰۳	منوچہر بن قابوس سنہ ۴۲۱ھ مین مرگیا۔ ان پر آل سامان غالب آئے	ایضاً
	آل ابوشجاع بویہ جو ملوک عراق تھے	
	بویہ اولاد سے خسرو فیروز دجرد کی تھا ایک متوسط درجہ کا آدمی تھا۔ اُسکے تین بیٹے ہوئے علی حسن۔ اور احمد اور وہ درمیان قوم دیالمہ کے اوقات گزاری کرتے تھے۔ جب ماکان۔ طبرستان کا حاکم ہوا۔ بویہ اپنے بیٹے کے ساتھ اُسکی ملازمی مین در آیا۔ وہ جب مارا گیا علی بن بویہ اُسکی جگہ ہوا اور فارس کا حاکم بنگیا۔ سترہ شخص اس خاندان مین ہوئے	
سنہ ۳۲۲ھ	علی بن بویہ	شیراز
سنہ ۳۳۸ھ	رکن الدولہ حسن بن بویہ ۳۶۶ھ مین مرگیا۔	ایضاً

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
سنہ ۳۵۰ھ	معزالدولہ ابوالحسن احمد بن بویہ	شیراز
سنہ ۳۵۶	عضدالدولہ بن رکن الدولہ ۳۷۲ھ مین مرگیا۔	کرمان
سنہ ۳۶۶ھ	بختیار بن معزالدولہ سنہ ۳۶۶ھ مین مرگیا۔	شیراز
سنہ ۳۷۲ھ	فخرالدولہ بن رکن الدولہ ۳۸۷ھ مین مرگیا۔	ایضاً
سنہ ۳۶۶ھ	شرف الدولہ بن عضدالدولہ ۳۷۹ھ مین مرگیا۔	کرمان
سنہ ۳۷۹ھ	صمصام الدولہ ابوکالنجار بن عضدالدولہ ۳۸۸ھ مین مرگیا۔	بغداد
سنہ ۳۸۸ھ	بہاءالدولہ بن ابوآمیزفیروز بن عضدالدولہ۔	ایضاً
سنہ ۴۰۳ھ	مجدالدولہ ابوطالب رستم بن بہاءالدولہ انکو محمود غزنوی نے مقید کیا اور سنہ ۴۲۰ھ مین یہ حکومت ختم ہوئی۔	ایضاً

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت	حال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
سنہ ۴۱۰ھ	سلطان الدولہ امیر ہوا اور اپنے بھائی تاج الدولہ کو بصرہ کی امارت اور ابو الفوارس کو کرمان کی امارت دی۔	اہواز		سنہ ۴۸۷ھ مین مرگیا۔ یہ خاندان آل سلجوق کے ہاتھ سے ختم ہوا۔	
				ملوک غزنویہ	
سنہ ۴۱۴ھ	شرف الدولہ بن بہاء الدولہ	ایضاً		عبد الملک بن نوح آل سامان کے زمانے مین الپتگین کہ اُنکی غلامی مین تھا رہائی پاکر خراسان کی حکومت پر سرفراز کیا گیا۔ سولہ برس حکومت کرکے مرگیا۔ اُسکے بیٹے ابو اسحاق نے اپنے باپ کی جگہ حکومت کی لیکن چند روز مین مرگیا۔ تب لوگون نے سُبکتگین کو کہ الپتگین کا غلام تھا۔ اور آزاد ہوکر منصب امارت پر سرفراز ہوا تھا تمام خراسان کا حاکم مقرر کیا۔ اور اُسنے الپتگین کی بیٹی سے نکاح بھی کرلیا۔ پہلے ہندوستان کی طرف رُخ اسی نے کیا اور کچھ ہندوستان پر مسلط ہوگیا۔
سنہ ۴۱۶ھ	ابو کالنجار بن سلطان الدولہ	شیراز			
سنہ ۴۳۰ھ	جلال الدولہ ابو طاہر بن بہاء الدولہ امیر الامرا بغداد مین مقرر ہوا۔ سنہ ۴۳۵ھ مین مرگیا۔	بغداد			
سنہ ۴۴۰ھ	ملک رحیم بن ابو کالنجار اسکو طغرل بیگ سلجوقی نے قید کیا۔	بغداد			
سنہ ۴۴۷ھ	ابو منصور بن کالنجار یہ مقید ہوا۔	ایضاً			
سنہ ۴۴۸ھ	ابو علی بن ابو کالنجار اسنے الپ ارسلان سے فرمان حاصل کیا تھا	ایضاً	سنہ ۳۶۵ھ	سُبکتگین	غزنی
			سنہ ۳۸۷ھ	اسمعیل بن سُبکتگین	ایضاً
			سنہ ۳۸۸ھ	سلطان محمود بن سُبکتگین	ایضاً

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت	سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
۴۲۱ھ	مسعود بن محمود	غزنی	۴۵۳ھ	ابراہیم بن مسعود کا الپ ارسلان کا داماد تھا۔	غزنی
۴۳۳ھ	مودود بن مسعود	ایضاً			
۴۴۰ھ	مسعود بن مودود	ایضاً	۴۹۰ھ	ارسلان شاہ بن مسعود	ایضاً
۴۴۲ھ	علی بن مسعود	ایضاً	۵۱۲ھ	بہرام شاہ بن مسعود	ایضاً
۴۴۳ھ	عبدالرشید بن مسعود	ایضاً	۵۴۷ھ	خسرو شاہ بن بہرام	لاہور
۴۴۴ھ	فرخ زاد بن مسعود	ایضاً		۵۵۵ھ مین مرگیا۔	

سلطان محمود غزنوی بن سبکتگین

سلطان محمود غزنوی بن سبکتگین

سلطان محمود غزنوی سلطان ناصر الدین سبکتگین کا بیٹا ہی۔ شروع مین چوتھی صدی ہجری کے ولایت غزنی پر حکومت کرتا تھا۔ اپنے باپ کی حیات ہی مین کچھ حصہ خراسان اور ماوراء النہر کا ہاتھ سے آل سامان کے لیلیا۔ اور اپنے زمانے مین تمام خراسان اور ماوراء النہر پر حاوی ہوگیا۔ یہ ہمعصر القادر باللہ خلیفہ بغداد کا تھا۔ اور ہندوستان مین جاکر۔ محرم ۳۹۲ھ مین راجہ جیپال سے پشاور مین لڑا۔ اور اُسپر غالب آیا۔ الغرض سلطان محمود اسی طرح بارہ مرتبہ ہندوستان مین آیا اور ہر مرتبہ فتح عظیم حاصل کی۔ اور بڑے بڑے ہاتھی اور بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ اور اکثر حصہ ہندوستان کو اپنے تصرف مین لیلایا۔ اور شہر متھرا مین بڑا تبخانہ تھا۔ سلطان کے لشکر نے اُس شہر کو غارت کیا اور تبخانون کو جلادیا۔ ایک زرین بُت کو توڑا اُسمین ۹۸ ہزار تین سو مثقال پختہ نذر نکلا۔ اور ایک ٹکڑا یاقوت کا اُسمین پایا کہ جسکا وزن ۴۵ مثقال تھا۔ ۴۱۶ھ مین سومنات کا قصد کیا۔ بعد لڑائی کے قلعہ کو سر کیا۔ اور لوٹا۔ اور تبخانون کی بنیاد اُکھاڑدی۔ اور سومنات کا بُت کہ بہت بڑا بُت تھا اور بلندائی مین پانچ گز تھا غزنی مین لیجاکر جامع مسجد کی سیڑھی مین لگایا

لکھتے ہین کہ سومنات ایک شہر ہی گجرات مین دریاے عمان کے کنارے پر اور اُس شہر کے بتخانون مین زرین بُت بہت تھے۔ اور سب سے بڑے بُت کو منات کہتے تھے کہ زمانے مین ظہور محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے اُس بُت کو خانہ کعبہ سے نکالا۔ اور ہندوالے لے گئے اور ہموزن زر وجواہر دیا۔ اس بُت کے واسطے جو بتخانہ بنایا گیا اُسکا نام سومنات ہوا۔ اور بعضون نے لکھا ہی کہ یہ بُت بہت پہلے سے ہندوستان مین موجود تھا۔ یعنے سلطان محمود کے چار ہزار برس پہلے سے تھا۔ بہرتقدیر لڑائی کے روز اہل سومنات جوق جوق اُس بُت کے پاس جاتے تھے اور رو رو کر اُس سے مدد چاہتے تھے لیکن کچھ نہ بن پڑی۔ پچاس ہزار ہندو اس معرکہ مین مارے گئے۔ اور سلطان محمود بعد فتح کے بتخانہ مین آیا۔ اُسمین بڑا بُت سومنات کا پایا جسکی لبنان پانچ گز تھی اور اُسمین سے دو گز زمین مین گڑا تھا سلطان نے اپنے ہاتھ سے ایک گُرز اُسکے سر پر مارا اور وہ ٹکڑے ہوگیا۔ ایک ٹکڑا اُسمین کا غزنی کی مسجد کی سیڑھی مین ہی۔ اور اُسکے پیٹ سے بہت سا در وجواہر نکلا۔ ہندو اُسکو ہر رات مین گنگا کے پانی سے نہلاتے تھے۔ اور روزانہ گنگا سے پانی لایا جاتا تھا۔ حاصل کلام بعد ان فتوحات عجیبہ کے سلطان محمود نے ۴۲۱ھ مین انتقال کیا۔ یہ علم دوست آدمی تھا۔ ہر قسم کے اہل علم و ہنر اسکے پاس جمع تھے سلطان مسعود اُسکا بیٹا اُسکے بعد جانشین ہوا۔

دولت آل سلجوق

دولت آل سلجوق

سلجوق کی نسل چوتھیں واسطے کی درمیانگی سے افراسیاب سے ملتی ہی۔ سلجوق نامے ایک شخص بینو خان حاکم اتراک کے اُمرا سے تھا پھر بینو خان سلجوق سے ناراض ہوا۔ اس سبب سے سلجوق اُسکی عملداری سے باہر ہوا اور سمرقند مین آکر مع متعلقان مسلمان ہوگیا بعد چند روز کے ترکستان کے

حاکم نے سلجوق سے خراج طلب کیا۔ اُنھوں نے سمرقند کے حاکم سے مدد لیکر ترکستان کے حاکم کو شکست دی۔ اور بخارا کے اطراف مین جنگل مین اقامت کی۔ اُسکے چار بیٹے تھے میکائیل۔ اسرائیل۔ موسی اور ارسلان۔ میکائیل وقت محاصرہ ترکستان کے زخمی ہوکر مرگیا۔ اُسکے دو بیٹے طغرل بیگ اور محمد جعفر تھے سلجوق نے ان دونون کو اپنا ولیعہد کرکے انتقال کیا۔ سلطان محمود نے سلجوقیون کی ترقی دیکھ کر اسرائیل کو قید کیا تھا۔ لیکن اُسکے بیٹے سلطان مسعود نے بارہا سلجوقیون پر فوج کشی کی اور اکثر طغرل بیگ کے ہاتھ سے شکست اُٹھائی۔ سلجوقیون کے تین طبقے گذرے ہین۔ سلجوقیہ خراسانیہ۔ سلجوقیہ کرمانیہ اور سلجوقیہ رومیہ۔

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت	سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
۴۲۹ھ	طغرل بیگ بن میکائیل	نیشاپور	۵۲۸ھ	مسعود بن محمد	ہمدان
۴۵۵ھ	الپ ارسلان بن جعفر بن میکائیل۔	ایضاً	۵۴۷ھ	سلطان ملک شاہ بن محمود بن محمد	ایضاً
۴۶۵ھ	ملک شاہ بن الپ ارسلان	ایضاً	۵۴۸ھ	محمد بن محمود بن محمد	ایضاً
۴۸۵ھ	برکیارق بن ملک شاہ	ایضاً	۵۵۴ھ	سلیمان شاہ بن محمد بن ملک شاہ	آذربایجان
۴۹۸ھ	سلطان محمد بن ملک شاہ	ایضاً	۵۵۵ھ	رکن الدین بن سلیمان شاہ	ایضاً
۵۱۱ھ	سلطان سنجر بن ملک شاہ ۵۵۲ھ مین مرگیا۔	بلخ	ایضاً	محمد بن سلجوق حاکم اصفہان	اصفہان
۵۱۱ھ	محمود بن محمد بن ملک شاہ	ہمدان	۵۷۱ھ	رکن الدین طغرل ثانی بن ارسلان	ایضاً
۵۲۵ھ	رکن الدین طغرل بن محمد۔	ایضاً			

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
۵۸۵ھ	مین علاء الدین تگیس خوارزم شاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اور یہ خاندان ختم ہوگیا	

آل سلجوق کرمانیہ

۴۳۳ھ	قاورد بن جغبر بن میکائیل بن سلجوق	کرمان
۴۶۵ھ	سلطان شاہ بن قاورد	ایضاً
۴۷۷ھ	توران شاہ بن قاورد	ایضاً
۴۹۰ھ	ایران شاہ بن توران شاہ	ایضاً
۴۹۵ھ	محمد بن ارسلان شاہ	ایضاً
۵۳۷ھ	ارسلان شاہ بن کرمان شاہ بن قاورد۔	ایضاً
۵۵۱ھ	محمد بن ارسلان شاہ	ایضاً
۵۶۳ھ	محیی الدین طغرل شاہ ۵۸۳ھ مین یہ دولت ختم ہوئی اور قوم غز اس ملک پر غالب آئی۔	ایضاً

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت

آل سلجوق رومیہ

	قلمش بن اسرائیل بن سلجوق الپ ارسلان بن سلجوق کی لڑائی مین گرفتار ہوا۔ لیکن اُسکا بیٹا سلیمان بن قلمش خواجہ نظام الملک وزیر کی کوشش سے ولایت شام کی فتح کے لیے روانہ ہوا۔ اور اکثر ملک فتح کیے۔ تب تگیس بن الپ ارسلان کہ حاکم دمشق تھا اُسکے مقابلہ کو آیا اسلیے اُسنے اُسکے ڈر سے اپنے کو ہلاک کیا تب ملک شاہ سلجوقی نے یہ خبر سُنکر اُسکے بیٹے داؤد بن سلیمان کے نام فرمان بھیجا کہ قیصر روم سے محاربہ کرے اور اُسنے قیصر روم پر فتح ارض روم مین پائی۔	
۴۸۰ھ	داود بن سلیمان	ارض روم
۵۰۰ھ	قلیج ارسلان بن سلیمان	ایضاً
۵۴۰ھ	مسعود بن قلیج ارسلان	ایضاً
۵۵۹ھ	قلیج ارسلان بن مسعود	ایضاً
۵۷۹ھ	غیاث الدین کیخسرو بن قلیج ارسلان	ایضاً

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت	سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
۵۸۰ھ	سلیمان بن قلیج ارسلان	ارض روم	۶۶۸ھ	کیخسرو بن سلیمان	ارض روم
۶۰۳ھ	غیاث الدین کیخسرو دوبارہ	ایضاً	۶۸۷ھ	مسعود بن کیکاؤس	ایضاً
۶۰۹ھ	کیکاؤس بن کیخسرو	ایضاً	۶۹۷ھ	علاء الدین کیقباد	ایضاً
۶۱۴ھ	علاء الدین کیقباد بن کیخسرو	ایضاً	۶۹۹ھ مین یہ دولت ختم ہوئی اور دولت آل عثمان کہ اس خاندان کے نواسہ ہین آغاز ہوئی —		
۶۴۰ھ	کیخسرو بن کیقباد	ایضاً			
۶۴۸ھ	سلیمان بن کیخسرو	ایضاً			

واضح رہے کہ خاندان سلجوقیہ مین چار اشخاص بڑے نامی اور گرامی گذرے ہین اُنکا حال لکھا جاتا ہے طغرل بیگ — الپ ارسلان — ملک شاہ بن الپ ارسلان اور سلطان سنجر بن ملک شاہ —

طغرل بیگ جیسا ہم لکھ چکے ہین — سلجوق کا پوتا تھا اور اُسکے بعد اُسکا جانشین ہوا اور نیشاپور کو اپنا دار السلطنت قرار دیا تمام ملک شل خوارزم اور خراسان وغیرہ کے سلطان مسعود بن محمود غزنوی کے ہاتھ سے نکل گیا — اور سلجوقیون کے قبضہ مین آگیا — اور ایک سال تمامی عراق کو مسخر کر کے بغداد مین پہونچا اور آل بویہ کو جو خلفاے بغداد پر حاوی ہو گئے تھے شکست دی خلیفہ قائم بامر اللہ سے بیعت کی اور اپنی بہن خلیفہ کے نکاح مین دی — اور خلیفہ کو حملون سے اُمراے عرب اور ظالمین مصر کے نجات دی اور آپنے کو حامیان اسلام سے ثابت کیا ۴۵۵ھ مین مرگیا اور اپنا نام زندہ چھوڑا —

سلطان الپ ارسلان سلجوقی

سلطان الپ ارسلان

سلطان الپ ارسلان اپنے چچا طغرل بیگ کے بعد ۴۵۵ھ مین جانشین ہوا اور اسکا لقب خلیفہ قائم نے عضد الدین برہان رکھا اور اُسکے الفاف کے باعث سے دجلہ کے کنارے سے جیحون تک خوب آبادی ہوئی۔ اور اُسکے ملک کی وسعت سب سلجوقیون سے زیادہ تھی۔ اُسنے اپنے اصلی وطن فرغانہ کو بھی فتح کیا۔ اور بڑا مجاہد اور دیندار تھا۔ اسی کے زمانہ مین رومیون نے بڑی شکست اُٹھائی۔ بغداد کی خلافت کے ضعف کے باعث قیصر روم کو بھی موقع ملا تھا اور اُسنے انطاکیہ اور ایشیا ے کوچک وغیرہ پر دخل کرلیا تھا۔ اُنکے یہ فتوحات مارونقبرا کے وقت سے شروع ہوگئے تھے۔ لیکن جب سلجوقیون کو ترقی ہوئی۔ قیاصیر روم بہت ڈرے۔ اُسوقت ایک عورت یوڈوشیا روم پر قابض تھی۔ اُسنے اسلیے حکومت کا اختیار ایک افسر کو جسکا نام رومانس تھا دیدیا۔ اُسنے تین لاکھ آدمیون سے مسلمانون پر فوج کشی کی۔ اور بغداد کی طرف بڑھا۔ الپ ارسلان بارہ ہزار آدمیون سے اُسکے مقابلہ کو گیا۔ مابعد مین اور لوگ بھی اُسکے ساتھ ہوئے۔ اور رومیون کو شکست فاش دی اور اُنکے قیصر رومانس کو گرفتار کرلیا۔ رومانس نے تین لاکھ ساٹھ ہزار دینار خراج دینا قبول کیا۔ تب رہائی پائی۔ اور الپ ارسلان نے صوبجات آرمینیہ اور گرجستان کو دخل کرلیا۔ تب اُسنے ترکستان کی طرف رُخ کیا۔ اور برزم اور خوارزم کا محاصرہ کیا۔ جنھون نے بغاوت ظاہر کی تھی۔ جب یوسف والی قلعہ خوارزم کی سزا مین سلطان مصروف ہوا۔ سلطان کے تیر نے خطا کی۔ اور یوسف نے جھپٹ کر سلطان کا کام تمام کیا۔ لیکن لوگون کے ہاتھ سے وہ بھی نہ بچا۔ الپ ارسلان نے دس برس حکومت کی اور اپنا نام زندہ چھوڑا۔ ۴۶۵ھ مین مرا۔

سلطان

سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان سلجوقی

سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان سلجوقی

اپنے باپ کے بعد ۴۶۵ھ مین تخت پر بیٹھا۔ یہ مثل اپنے باپ کے نیک نام تھا اس خاندان سلجوقی مین یہ بہت بڑا بادشاہ ہوا۔ اسکے وقت مین تمامی ترکستان مثل فرغانہ اور کاشغر وغیرہ کے فتح ہوا۔ اور ماوراء النہر پر متصرف رہا۔ اسوقت سلجوقیون کی سلطنت کی چوحدی یہ تھی۔ پورب حد ملک چین اور ہندوکھن حد بحر ہند پچھم حد بحر روم و افریقہ و ریگستان عرب اتر حد کوہ قاف تھا۔ ۴۷۹ھ مین جب ملک شاہ سنجر مین تھا اُسکے گھر مین لڑکا پیدا ہوا اسلیے اُسنے اُسکا نام سلطان سنجر رکھا۔ ملک شاہ کا وزیر خواجہ نظام الملک تھا۔ جسنے مدرسہ نظامیہ بغداد مین قائم کیا۔ اُسکو بسبب خصومت کے حسن صباح نے کہ قوم دیالمہ سے تھا قتل کیا۔ ۴۸۵ھ مین ملک شاہ مرگیا۔ اور نیک نام چھوڑا۔

سلطان سنجر بن ملک شاہ سلجوقی

سلطان سنجر بن ملک شاہ سلجوقی

سلطان سنجر بن ملک شاہ اپنے دونون بھائی برکیارق اور محمد کے بعد ۵۱۱ھ مین سلطان ہوا۔ اُسکے بھائی برکیارق نے اُسکو اپنے عہد مین خراسان کا حاکم مقرر کیا تھا۔ بھائیون کے عہد مین بیس برس نیابت کی۔ جب سلطان کا لقب لیا اُسکے بھتیجے محمود بن محمد نے اطاعت سے انکار کیا۔ سلطان سنجر نے اُسپر فوج کشی کی۔ دونون مین مقابلہ ہوا۔ محمود کو شکست ہوئی۔ لیکن پھر معذرت کی سلطان نے قصور معاف کرکے عراق کی حکومت سپرد کی۔ پھر بہرام شاہ غزنوی نے کہ سلطان سنجر کا بھانجا تھا خراج نہین بھیجا اُسکی طرف رُخ کیا۔ اُسنے عذر کیا اور خراج دیا۔ پھر بہرام شاہ غزنوی نے سام سوری غوری سے لڑائی کی۔ اور اُسکو شکست دی وہ مرگیا اسکا انتقام اُسکے بھائی علاء الدین حسین جہانسوز غوری نے لیا۔ غزنی پر فوج کشی کی۔ تمام قبر بن سوائے سلطان محمود کی قبر کے اُکھاڑ ڈالین۔ اور بہرام شاہ

کو بھگا دیا۔ بہرام شاہ کی مدد کو سلطان سنجر آیا۔ اور علاء الدین کو شکست دی۔ اور اُسکو گرفتار کر لیا۔ پھر اُسکو غور کا تخت بخشا۔ سلطان آخر مین اہل بلخ سے لڑا۔ جسمین اُسپر آفت پہونچی۔ اور اسی غم مین ۵۵۲ھ مین مرگیا۔ یہ بادشاہ عادل اور علم دوست تھا بہت شعرا اسکے ساتھ جمع تھے۔ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو بوجہ قدر دانی کے اسی نے عریضہ لکھا تھا لیکن آپ نے آنا پسند نہ فرمایا۔ اس بادشاہ نے اکتالیس برس بادشاہت کی۔ اُسکے مرنے کے بعد سلجوقیون مین پراگندگی آئی۔ حاکم خوارزم نے قوت پکڑی اور کچھ ملک اُسکا اُسنے دبا لیا اور کچھ غوریون نے پھر غوریون سے بھی خوارزم شاہیون نے چھین لیا۔

احوال خوارزم شاہیان

احوال خوارزم شاہیان

واضح رہے کہ نوشتگین ایک غلام تھا۔ اور ملک شاہ سلجوقی نے اُسکے علاقہ طشت برداری کی تھی اور اُسکا خرچ ملک خوارزم سے علاقہ رکھتا تھا۔ مابعد مین اُسکا بیٹا محمد بن نوشتگین اپنے باپ کے عہدہ پر قائم ہوا۔ اور اپنے خدمات سے راضی کر کے حکومت خوارزم کی حاصل کی۔ سنہ ۴۹۰ھ مین حاکم ہوا۔

قطب الدین محمد بن نوشتگین خوارزم شاہ

قطب الدین محمد خوارزم شاہ کا لقب لیا۔ لیکن سلطان سنجر کی خدمت مین حاضر ہوتا اور فرمانبردار رہتا۔ اس نے ۳۲ برس حکومت کی اور ۵۲۱ھ مین مرگیا

اتسز بن قطب الدین محمد

اتسز بن قطب الدین محمد اُسکے بعد حاکم ہوا۔ یہ بھی سلطان سنجر کو ہدیہ وغیرہ دیتا تھا۔ اور ۲۹ برس حکومت کر کے ۵۵۱ھ مین مرگیا۔ یہ بڑا عاقل تھا۔ اور رشید وغیرہ اسکے وقت مین تھے۔

ایل ارسلان شاہ بن اتسز

ایل ارسلان شاہ بن اتسز اپنے باپ کے بعد تخت پر بیٹھا۔ قریب ۱۷ برس کے حکومت کی۔ یہ بھی مثل باپ کے ہوشیار تھا ۵۶۷ھ مین مرگیا۔

سلطان شاہ بن ایل ارسلان

سلطان شاہ بن ایل ارسلان اپنے باپ کے بعد تخت پر بیٹھا۔ اُسکے بڑے

بھائی علاء الدین تکش خان بن ایل ارسلان نے دعوی بادشاہی کا کیا۔ سلطان شاہ کے مقابلہ کو تکش خان نے قراخطائی یعنے خطا کے بادشاہ سے پناہ لی۔ اور اُسکی مدد سے سلطان شاہ کی مدد کو آیا۔ سلطان شاہ سے عرصہ تک نزاع رہی۔ آخر بش تصفیہ ہوکر سلطان شاہ خراسان کا حاکم مقرر ہوا اور ۵۸۹ھ مین مرگیا۔ تکش خان اُسکے بعد تمامی ملک سلجوقیہ کا مالک ہوگیا۔ اور تمام ملک کو اپنے بیٹون پر تقسیم کیا۔ اور عراق پر بھی متصرف ہوگیا۔ خلیفہ ناصر الدین نے اُسکے انسداد کو لشکر بھیجا۔ لیکن لشکر نے شکست اُٹھائی۔ ۲۸ برس حکومت کی ۵۹۶ھ مین مرگیا۔

محمد خوارزم شاہ بن تکش خان بعد باپ کے جانشین ہوا۔ اسوقت سلطان غیاث الدین غوری اور اُسکے بھائی شہاب الدین محمد غوری نے چنے ہندوستان کو فتح کیا اور اپنے ایک غلام قطب الدین ایبک کو وہان کی حکومت پر چھوڑکر چلا آیا تھا خراسان مین قوت پکڑی۔ اسلیے محمد خوارزم شاہ نے اُسطرف رُخ کیا۔ اور انمین خوب لڑائی رہی۔ آخر محمد خوارزم شاہ کامیاب ہوا۔ اور خاندان غور ختم ہوگیا۔ اور جب ایران سے فرصت ہوئی تو توران کی فتح کا قصد کیا۔ اور بادشاہ قراخطائی سے مقابلہ کیا۔ اور سمرقند اور بخارا کو فتح کیا۔ اور قراخطائی کو شکست دی۔ تمام ملک غزنی اور غور اُسکے تصرف مین در آیا۔ شہاب الدین محمد غوری کے خزانہ کی تلاش مین خلیفہ بغداد کا خط ملا جسمین ترغیب تھی کہ محمد خوارزم شاہ کی انسداد ہونی چاہیے اسلیے خلیفہ سے آزردہ ہوکر بغداد پر فوج کشی کی۔ لیکن اکثر لشکر سردی کے باعث ہلاک ہوا۔ اسلیے قصد کو ملتوی رکھا۔ پھر حضرت مجد الدین بغدادی کو دجلہ مین ڈالا۔ چنگیز خان تاتاری نے قاصد بھیجے اُنکو اپنے زعم مین قتل کیا۔ اسپر اُسنے فوج کشی کی اور باوجود بہادری اور چار لاکھ آدمیون کے لشکر کے مقابلہ نہ کیا

اور خوف سے تاتاری مغول کے ایک جزیرہ مین پناہ لی۔ لیکن مغول نے بادشاہی خزانہ پالیا۔ اور جس شہر مین پہونچے قتل عام کیا۔ یہان تک کہ محمد شاہ اسی غم مین ۶۱۷ھ مین مرگیا۔ اور ایسی جگہ مرا جہان کفن بھی نصیب نہ ہوا اُسکا بیٹا سلطان رکن الدین بن محمد خوارزم شاہ عراق کا حاکم تھا ۶۱۸ھ مین مارا گیا۔ اُسکا دوسرا بیٹا سلطان غیاث الدین کرمان کا حاکم تھا۔ ۶۲۸ھ مین مارا گیا۔ تیسرا بیٹا جلال الدین بن محمد خوارزم شاہ خراسان کا حاکم تھا۔ جسنے چنگیز خان سے خوب مقابلہ کیا۔ اُسکی بہادری کی تعریف خود چنگیز خان نے کی۔ آخر مین دریاے سندھ کو عبور کرکے ہند مین پہونچا۔ پھر ہندوؤن پر بھی جہاد کیا۔ پھر اپنے بھائی غیاث الدین سے کرمان مین جا ملا۔ ۶۲۸ھ مین مغلون کے ہاتھ سے مارا گیا۔

سال جلوس	نام ملوک	محل حکومت	کیفیت
۴۹۰ھ	قطب الدین محمد خوارزم شاہ بن نوشتگین	خوارزم	
۵۲۱ھ	التسز بن قطب الدین محمد	ایضاً	
۵۵۱ھ	ایل ارسلان شاہ بن التسز	ایضاً	
۵۶۷ھ	سلطان شاہ بن ایل ارسلان	ایضاً	
۵۸۹ھ	سلطان تگیس شاہ بن ایل ارسلان	ایضاً	
۵۹۰ھ	سلطان محمد خوارزم شاہ	ایضاً	
۶۱۰ھ	سلطان رکن الدین بن محمد خوارزم شاہ	ایضاً	۶۱۸ھ مین مرگیا
۶۰۱ھ	سلطان غیاث الدین والی کرمان	ایضاً	۶۲۸ھ مین مرگیا
۶۰۱ھ	سلطان جلال الدین والی خراسان	ایضاً	

احوال اتابکان موصل و شام

احوال اتابکان موصل و شام

پہلا بادشاہ انکا قسیم الدولہ ابن سنقر مملوک ملک شاہ سلجوقی کا تھا۔ جب اسکا بھائی تتش حلب کا حاکم ہوا۔ اسکو اپنا نائب کیا۔ آپس مین پھر لڑائی ہوئی یہ قید ہوگیا۔ پھر مارا گیا۔ اسکی جگہ اسکا بڑا بیٹا عماد الدین زنگی زیر سایہ دولت سلجوقیہ ۵۲۱ھ مین بنایا گیا۔ اتابک کہتے ہین مربی اولاد ملوک کو۔ پھر اسنے عیسائیون کے جہاد مین بزور شجاعت حلب۔ حماۃ۔ حمص۔ بعلبک وغیرہ پر غلبہ پایا۔ قلعہ جعبر کا محاصرہ کیا۔ وہان پر بعض خواص نے اُسکو قتل کیا۔

سیف الدین

اُسکی جگہ سیف الدین اُسکا بیٹا موصل مین اور دوسرا بیٹا نور الدین شہید حلب مین فرمانروا ہوا۔ جب سیف الدین مرگئے قطب الدین مودود اُسکا بھائی حاکم موصل ہوا۔

نور الدین

نور الدین کا مذہب حنفی تھا۔ شریعت کا پابند نہایت تھا۔ عاشق جہاد تھا۔ کچھ اوپر پچاس قلعے نصارا کے ہاتھ سے بیت المقدس کے اطراف مین چھین لیے۔ منجملہ اُنکے دمشق بھی تھا۔ بیمارستان کو دار الحدیث بنایا۔ ٹکس بند کر دیا۔ اٹھائیس برس حکومت کی۔ اسی کا سالار لشکر شیرکوہ تھا جسکا بھتیجا صلاح الدین ایوب تھا جسنے دولت فاطمیین مصر کو کہ اثنا عشری مذہب رکھتے تھے ختم کیا۔ اور بیت المقدس وغیرہ بلکہ کل شام اور الیشیاے کوچک کو نصارا سے خالی کرایا۔ اور خود بہ لقب ملک ناصر بادشاہ ہوگیا اور حجاز اور یمن بھی اُسکے تصرف مین در آیا۔ اور دولت ایوبیہ مصر وغیرہ مین قائم کی۔ اور بڑے عدل اور انصاف اور دینداری سے ملک کو معمور کیا۔ اور دولت اتابکیہ بہ سبب غلبہ صلاح الدین اور تاتاریون کے بالکل زائل ہوگئی۔

زمانہ سلطنت نور الدین

اتابک نور الدین کا بیٹا ملک صالح جانشینی کے وقت گیارہ برس کا تھا۔ ملک صلاح الدین نے جب دمشق پر فوج کشی کی تو وہ حلب کو بھاگا۔ ۵۵۸ھ مین

جانشین ہوا اور ۵۷۷ھ مین مرگیا۔

اتابک قطب الدین مودود بن زنگی اپنے بھائی سیف الدین کے بعد موصل کا بادشاہ ہوا۔ ۵۷۵ھ مین مرگیا۔ اتابک سیف الدین غازی بن قطب الدین مودود اپنے باپ کے بعد بادشاہ ہوا۔ فرنگیون سے لڑکر ۵۷۶ھ مین شہید ہوا۔

اتابک عزالدین مسعود بن قطب الدین اپنے بھائی سیف الدین کے بعد موصل کا بادشاہ ہوا۔ اور ملک صالح کی وصیت کے بموجب حلب کا حاکم بھی یہی ہوا۔ تیرہ برس حکومت کی ۵۸۹ھ مین مرگیا۔

اتابک ملک نورالدین ارسلان شاہ بن عزالدین اپنے باپ کی جگہ بادشاہ ہوا۔ گیارہ برس حکومت کی ۶۰۰ھ مین مرگیا۔

اتابک ملک قاہر عزالدین بن نورالدین ارسلان شاہ اپنے باپ کے بعد بادشاہ ہوا۔ اسکا وزیر بدرالدین تھا۔ ۱۵ برس حکومت کی ۶۱۵ھ مین مرگیا۔ پھر اسکا وزیر بدرالدین حاکم ہوگیا۔ پھر یہ دولت ختم ہوگئی۔

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
۵۲۱ھ	اتابک عماد الدین زنگی والی حلب و موصل	حلب
۵۳۰ھ	سیف الدین بن زنگی	موصل
۵۳۰ھ	نورالدین بن زنگی	حلب
۵۵۸ھ	ملک صالح	ایضاً
۵۷۷ھ	اتابک قطب الدین	حلب و موصل
۵۷۶ھ	ملک عزالدین مسعود بن قطب الدین	موصل
۵۸۹ھ	ملک نورالدین ارسلان بن عزالدین	ایضاً
۶۰۰ھ	ملک قاہر عزالدین بن نورالدین	ایضاً
۶۱۵ھ	بدرالدین وزیر۔ یہ دولت ختم ہوگئی	

احوال

احوال اتابکان شیراز

احوال اتابکان فارس

حب سلطان ملک شاہ بن محمد بن محمود سلجوقی نے اتابک نوشایہ کو قتل کیا اور ایک برس حکومت کی اتابک سنقر بن مودود سلغری نے اُسپر خروج کیا۔ اور وہ بھاگا ۵۴۳ھ مین مظفر الدین سنقر شیراز مین بادشاہ ہوا۔ اور خانقاہ وغیرہ بنوائے اور بہت رفاہ کیا۔ تیرہ برس حکومت کی ۵۵۶ھ مین مرگیا۔

اتابک مظفر الدین زنگی بن مودود اُسکا بھائی تخت پر بیٹھا۔ بڑے عدل و انصاف سے ۱۴ برس حکومت کی ۵۷۰ھ مین مرگیا۔

اتابک مظفر الدین تکلہ بن زنگی اپنے باپ کی جگہ تخت پر بیٹھا اور بیس برس حکومت عدل و انصاف کے ساتھ کرکے ۵۹۱ھ مین مرگیا۔ اُسی کا وزیر خواجہ امین الدین تھا کہ نہایت سخی تھا۔

اتابک مظفر الدین ابو الشجاع سعد بن زنگی اپنے بھائی تکلہ کی جگہ جانشین ہوا اور شجاعت اور سخاوت مین لاثانی تھا۔ محمد خوارزم شاہ سے جسکے پاس چار لاکھ آدمی تھے خلیفہ بغداد کی حفاظت کے لیے لڑا۔ اُسکے پاس صرف سات سو سوار تھے اور آخرش گرفتار ہوگیا۔ جب محمد خوارزم شاہ نے وہ حملہ کی دریافت کی تو کہا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپکا لشکر ہے۔ محمد خوارزم شاہ نے اُسکی خاطرداری کی۔ اور اسپر تصفیہ ہوا کہ خوارزم شاہ کے بیٹے جلال الدین سے سعد زنگی کی بیٹی کی شادی ہو اور ثلث خراج اپنے ملک کا خوارزم شاہ کو دے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۳۳ برس حکومت کی اور ۶۲۳ھ مین مرگیا۔

اتابک ابو بکر

اتابک ابو بکر بن سعد بن زنگی اپنے باپ کے بعد تخت نشین ہوا۔ اسکو جب چنگیز خان کے حملہ کا حال معلوم ہوا۔ اپنے بھائی کو مع تحفہ و ہدایہ کے چنگیز خان کے بیٹے اوکتامال کے پاس بھیجا۔ اور اُسنے تحفہ قبول کیا اور خطاب عطا کیا۔ اور

جب ہلاکو خان نے بغداد فتح کیا۔ تو اتابک ابوبکر نے اپنے بیٹے کو مبارکباد کے لیے بھیجا لیکن جب وہ واپس آیا اور اپنے باپ کے مرنے کی خبر سُنی تو ۱۲ روز کے اندر وہ بھی بیمار ہوکر مرگیا۔ اتابک ابوبکر ہمعصر حضرت سعدی شیرازی کا تھا اور حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اُسکی مدح لکھی ہے۔ ۳۵ برس سلطنت کی اور ۶۵۸ھ مین مرگیا۔ پھر یہ دولت ختم ہوگئی۔

سال جلوس	نام ملوک	محل حکومت
۵۴۳ھ	مظفرالدین سنقر بن مودود	شیراز
۵۵۶ھ	مظفرالدین زنگی بن مودود	ایضاً
۵۷۰ھ	اتابک تکلہ بن زنگی	ایضاً
۵۹۱ھ	اتابک سعد بن زنگی	ایضاً
۶۲۳ھ	اتابک ابوبکر بن سعد بن زنگی ۶۵۸ھ مین مرگیا۔	ایضاً

دولت بنی طغتگین

دولت بنی طغتگین

یہ لوگ شام کے حاکم تھے ابومنصور طغتگین منجملہ مردم تتش کے تھا۔ جب یہ طبریہ سے نکلا مصحف عثمانی جسکو عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد طبریہ مین رکھوایا تھا اپنے ساتھ لیکر نکلا۔ جامع دمشق اموی مین رکھا۔ اسکے مرنے کے بعد اُسکا بیٹا تاج الملوک ابوسعید پورے ملک کا والی ہوا ۵۲۶ھ مین مرگیا۔

شمس الملوک ابوالفتح

اُسکا بیٹا شمس الملوک ابوالفتح اسمٰعیل بن بوری صدرنشین ہوا۔ دو دن مین قلعہ باسیاس کفار کے ہاتھ سے نکال لیا۔ آخر کو ظالم ہوگیا۔ اسلیے مارا گیا۔ بجاے اُسکے اُسکا بھائی شہاب الدین محمود بن بوری قائم ہوا۔ یہ بھی ۵۶۳ھ مین مقتول ہوا۔ اسکے بعد ابوالمظفر محمد بن بوری حاکم ہوا۔ یہ ضعیف سیرت تھا

۵۶۳ھ

۵۶۴ھ مین مرگیا۔ اسکا بیٹا ایبق اُسکے بعد جانشین ہوا۔ یہ نابالغ تھا۔ اسکا کاروبار ملک کا اتابک معین الدین چلاتا تھا۔ پھر اتابکیہ مستولی ہو گئے۔ دولت سلجوقیہ شام بلاد فراتیہ سے مٹ گئی۔

دولت بنی مرداس ملوک

دولت بنی مرداس

پہلے سب سے انمین صالح بن مرداس کلبی ۴۱۴ھ مین والی ملک حلب ہوا۔ اُسنے اس ملک کو ہاتھ سے اُمراے حاکم بامراللہ فاطمی کے نکال لیا تھا۔ یہان تک کہ جب وہ مارا گیا پہلے اُسکا بیٹا محمود بن صالح پھر اُسکا بھائی عطیہ بن صالح پھر نصر بن محمود پھر احمد بن نصر ۴۷۳ھ تک وہان فرمانروا رہے پھر دیار حلبہ پر غلبہ شرف الدولہ مسلم بن قریش صاحب موصل کا ہوگیا۔ دولت بنی مرداس ختم ہوگئی ۵۸ برس انکی حکومت رہی۔

دولت آل براق ملوک کرمان

دولت آل براق ملوک کرمان

۶۲۱ھ سے ۷۰۶ھ تک نو نفر نے اس جگہ حکمرانی کی۔ اول بُراق بارس حاکم کرمان خوارزم شاہ کی طرف سے رہا۔ ۶۳۳ھ مین مرگیا۔ پھر اُسکا بیٹا رکن الدین مبارک بیٹھا۔ پھر سلطان قطب الدین ابن عم مستولی ہوگیا۔ ۶۵۶ھ مین مرگیا۔

پھر اُسکا بیٹا سلطان حجاج حاکم ہوا۔ ۶۶۹ھ مین مرگیا۔ پھر اُسکا بھائی سلطان سیورغتمش بن قطب الدین قائم ہوا۔ ۶۸۳ھ مین معزول ہوکر بجاے اُسکے مدت تک اُسکی بہن شاہ خاتون حکمران رہی۔ پھر سلطان مظفر الدین محمد ہوئے۔ یہ ۷۰۳ھ مین مرگئے۔ انکی جگہ ابن عم انکا سلطان قطب الدین شاہ جہان قائم ہوا۔ یہ بڑا ظالم تھا۔ مغول نے اس سے ملک چھین لیا۔

ملوک تونس و افریقہ

انکو گمان ہے کہ یہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد ہین۔ انکے جد کا نام

ابوحفص عمر ابن تومرت تھا۔ بعد فاطمین کے ۵۵۱ھ مین عبد المومن نے اپنے بیٹے محمد کو ولیعہد کیا۔ پھر عبد الواحد بن ابی حفص حاکم ہوا۔ پھر ابوزکریا یحیے اسکا لقب امیر المومنین ہوا۔ پھر محمد بن زکریا اسکا لقب منتصر ہے پھر یحیے بن یحیے سترہ دن حاکم رہا پھر ابو اسحاق ابراہیم بن یحیے بن عبد الواحد امیر ہوا۔ پھر ملک کو ایک شخص نے ابل بجایہ سے لے لیا۔ اُسکا نام محمد بن عمارہ تھا۔ چار برس حاکم رہا۔ پھر سلطنت حفصیین مین آئی۔ عمر بن یحیے مالک ہوئے۔ پھر عبد الرحمن۔ یہ پچیس دن بعد معزول کیے گئے پھر ابی عفیدہ بادشاہ ہوئے۔ پھر ابو بکر بن عبد الرحمن مخلوع پھر ابو البقا۔ پھر ابو یحیی زکریا الحیانی پھر بلاد مغرب کو ابو بکر بن یحیے نے لے لیا۔ اسکے بعد اُسکا بیٹا ابو فارس محمد عبد العزیز امیر ہوا وہ بازار مین مارا گیا۔ پھر اُسکا بیٹا ثابت بن محمد جانشین ہوا۔ وہ بھی مارا گیا۔ تب فرنج طرابلس مغرب پر غالب آگئے۔ پھر ابو بکر بن محمد نے لشکر کو جمع کرکے فرنج کو شکست دی۔ اسکی جگہ علی بن عمارہ قائم ہوا ۸۱۸ھ مین یحیے ابن ابی بکر نے امارت پائی۔ ابو فارس نے اپنا قبضہ کرلیا دولت آل عمارہ ختم ہوئی۔ ۸۳۷ھ مین ابو فارس مرگئے۔ انکی جگہ منتصر ابو عبد اللہ محمد بن الامیر محمد المنصور حاکم ہوئے۔ پھر انکا بھائی عثمان بن محمد امیر ہوا۔ پھر انکے پوتے یحیے بن مسعود نے امارت پائی پر عبد المومن کے ہاتھ سے مارا گیا۔ پھر تونس عبد المومن بن ابراہیم بن عثمان نے لے لیا۔ اُسکے بعد اُسکا بھائی زکریا امیر ہوا ۸۹۹ھ مین وبائے عام سے مرگیا۔ پھر سلطنت ہاتھ مین محمد بن حسن کے آئی وہ لہو ولعب وخمر مین مشغول رہتا تھا۔ ۹۱۶ھ مین فرنج نے طرابلس لے لیا۔ ۴۴ برس انکے ہاتھ مین رہا۔ انسے سنان پاشا اور رستم پاشا وزیر سلطان سلیمان خان رومی ترک نے ۹۵۰ھ مین چھین لیا۔ محمد بن حسن نے تیس برس سلطنت کی۔ پھر انکا بیٹا سلطان حسن بیٹھا۔ سلطان سلیم خان نے سارا ملک

افریقہ مع تونس ۹۷۵ھ مین لے لیا۔ پھر فرنج نے لے لیا۔ پھر سلطان سلیم نے ۹۸۲ھ مین فرنج سے چھین لیا۔ جب سے ابھی تک اُسی خاندان مین ہے۔

دولت آل قرمان

دولت آل قرمان

یہ قرمان اصل مین ارمنی تھا۔ پھر مسلمان ہوگیا۔ قرمان نے نزدیک سلطان علاء الدین کیقباد سلجوقی کے رسائی حاصل کی۔ سلطان نے اپنی بہن کا بیاہ اس سے کرکے والی بلاد لارندہ کا بنایا۔ اسنے بلاد سلفکہ کو فتح کیا۔ بعد وفات سلطان کے سارے ممالک پر مستولی ہوگیا۔ اور ان بلاد کا نام اپنے نام پر رکھا۔ مدت تک سلطنت کی۔ پھر اسکی جگہ علاء الدین اسکا بیٹا بیٹھا۔ سلطان بایزید کی لڑائی مین مارا گیا۔ پھر محمد بلاد قرمان پر بجاے باپ کے حاکم ہوا۔ پھر اُسکا بیٹا ابراہیم مقرر ہوا۔ سلطان مراد خان نے اپنی بہن اسکے نکاح مین دی۔ ابراہیم ۸۵۵ھ مین مرگیا۔ چالیس برس سلطنت کی۔ پھر اُسکا بیٹا اسحاق قائم ہوا۔ پھر اُسکا بیٹا سلطان مصطفے۔ اسپر یہ دولت ختم ہوگئی۔ یہ ملک ہاتھ مین دولت عثمانیہ کے آگیا۔

دولت غوریہ

دولت غوریہ

اصل مین اہل غور ترک ہین۔ ملک خطا سے اکثر جبل غور مین آکر بسے ۵۲۵ھ سے انکی ابتدا ہوئی۔ ۶۰۹ھ مین انتہا۔ اول ملوک انمین سیف الدین محمد بن الحسین بہرام شاہ غزنوی کا داماد ہے۔ یہ مارا گیا اسکی جگہ اسکا بھائی سوری بن الحسین ہوا۔ اسکو بہرام شاہ نے قتل کیا۔ پھر اسکی جگہ علاء الدین حسن بن الحسین اُسکا بھائی متولی ہوا۔ اسکا لقب جہانسوز ہے۔ یہ بھی بہرام شاہ سے بدلہ بھائی کا لینے گیا تھا۔ لیکن وہ بھاگ کر بلاد ہند مین چلا گیا۔ علاء الدین غزنی پر مستولی ہوگیا اور آگ لگائی۔ بلکہ سب کی قبرین کھدوا کر سوا سے سلطان محمود کی قبر کے ہڈیون مین بھی

آگ لگا دی۔ اسی سے جہانسوز کہلایا۔ اور بہرام شاہ کا تعاقب ہند تک کیا۔ اور اُسکو مار ڈالا۔ پھر اُسکے بیٹے خسرو شاہ سے لڑا اور اُس سے بھی غزنی چھین لیا۔ یہاں تک کہ اُسنے پنجاب ہی مین رہنا قبول کیا۔ علاء الدین نے اپنا لقب سلطان اعظم رکھا۔ ۵۵۱ھ مین مرگیا۔ چھ برس حکومت کی۔

سیف الدین بن علاء الدین

سیف الدین بن علاء الدین اپنے باپ کے بعد غور کا بادشاہ ہوا۔ اور نہایت عدل اور انصاف کیا۔ اور سخاوت کے واسطے مشہور تھا۔ لیکن صرف ایک برس کئی مہینے حکومت کی اور قوم غز کی لڑائی مین ابو العباس کے ہاتھ سے مارا گیا۔

تب غیاث الدین بن سام بن حسین اپنے چچیرے بھائی کی جگہ بادشاہ ہوا۔ ابو العباس کو قتل کیا۔ اور تمام اطراف کے ملک مثل قندہار اور غزنی اور غرجستان اور ہرات اور نیشاپور بلکہ تمام خراسان اُسکے تصرف مین در آیا۔ اور اپنے بھائی شہاب الدین کو غزنی کی حکومت سپرد کی۔ غیاث الدین نے ۴۳ برس بادشاہت کرکے ۵۹۹ھ مین انتقال کیا۔ اُسکی عمر ترسٹھ سال کی ہوئی۔ اُسکے بعد اُسکا بھائی شہاب الدین محمد غوری جانشین ہوا۔ اُسنے اپنے بھائی غیاث الدین کے حکم سے ہندوستان پر فوج کشی کی۔ خسرو شاہ کو قتل کیا اور ملتان کو لے لیا۔ اسکے بعد آہستہ آہستہ ہندوستان مین بڑھتا گیا۔ آخر ش ۵۸۸ھ مین راے پتھورا سے دہلی کے پانی پت مین مقابل ہوا اور اُسکو شکست دیکر ہندوستان پر قابض ہوگیا۔ اور ہندوستان اپنے ایک غلام قطب الدین ایبک کے سپرد کرکے غزنی کو واپس آیا۔ اور خراسان کو اپنے افسران پر تقسیم کیا۔ پھر محمد خوارزم شاہ سے لڑا حسین شہاب الدین کو شکست ہوئی۔ لیکن پھر مصالحہ ہوگیا۔ پھر کوہ جودی کے رہنے والون کی تنبیہ کو کئی بار گیا۔ تیسری مرتبہ کی واپسی مین مقام دمیک مین

شہید ہوا۔ اسنے ہندوستان مین مستقل حکومت قائم کی۔ اسکے بعد اسکا بھتیجا محمود بن غیاث الدین فرمانروا رہا۔ لیکن خوارزم شاہیون کا زور ہوا اور ۶۰۷ھ مین مارا گیا۔

پھر بہاء الدین سام بن محمود حاکم ہوا وہ بھی مارا گیا۔ ۶۰۹ھ مین یہ دولت ختم ہوئی۔ اور خوارزم شاہی غالب آئے۔ لیکن ہندوستان پہ اُنکے مملوک برابر فرمانروا رہے۔

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت
۵۲۵ھ	سیف الدین محمد بن الحسین	
۵۴۰ھ	سورون بن الحسین	
۵۴۵ھ	علاء الدین حسن بن الحسین	
۵۵۱ھ	سیف الدین بن علاء الدین	
۵۵۶ھ	غیاث الدین سام بن حسین	
۵۹۹ھ	شہاب الدین بن محمد غوری	
۶۰۲ھ	محمود بن غیاث الدین	
۶۰۷ھ	بہاء الدین بن محمود	۶۰۹ھ مین یہ خاندان ختم ہوگیا

دولت چنگیزیہ تاتاریہ مغولیہ

دولت چنگیزیہ تاتاریہ مغولیہ

دنیا مین ترک و تاتار سب قومون سے زیادہ ہین انکی اصل ملک چین۔ تاتار چین جسکو اسوقت منگولیہ اور منچوریہ کہتے ہین۔ روس اور تاتار روس جسکو سائبیریا کہتے ہین اور نوروے سویڈن ہے۔ انکو دشت قبچاق بھی کہتے ہین۔ کل ملک جو ایشیا اور یورپ کے اوتر ہے۔ اُنکے رہنے والون کو

یافث بن نوحؑ کی اولاد سے بتاتے ہین۔ پہلے انکی نسل ترک کہلاتی تھی۔ انمین ایک بادشاہ الخنہ خان ہوا۔ اُسوقت ترک سب ایمان سے پھر گئے۔ الخنہ خان کے دو بیٹے ہوئے۔ ایک کا نام تاتار اور دوسرے کا نام مغل رکھا۔ جب دونون بیٹے شعور مند ہوئے۔ اُسنے اپنا ملک دونون پر تقسیم کیا۔ طبقہ تاتاریون مین سے سات شخصون نے اور طبقہ مغلون مین نو شخصون نے بادشاہی کی۔

پہلے تاتار خان پھر بوقا خان پھر تلجیہ خان پھر ایلی خان پھر التمر خان پھر اردو خان پھر سونج خان ہوا۔ سونج خان کے عہد مین نور بن فریدون ماوراء النہر اور ترکستان پر قابض ہوگیا۔ مغول خان کا بیٹا قرار خان تھا وہ تخت پر بیٹھا۔ اُسنے قراقرم کو دار السلطنت بنایا۔ اُسکا بیٹا اغور خان پیدا ہوا۔ اور مسلمان ہوگیا۔ اور باپ کو مار کر تخت پر بیٹھا۔ وہ تمامی تاتار اور مغول کا حاکم ہوگیا۔ پھر کون خان بن ارغون پھر آے خان بن ارغون پھر بلاوز خان بن انغور خان پھر مسگلی خان بن یلدوز پھر ٹنگر خان بن آے خان پھر ایل خان بن ٹنگر خان بادشاہ ہوا۔ اسی کے زمانے مین تور بن فریدون ماوراء النہر اور ترکستان کا حاکم تھا تور بن فریدون اور سونج خان نے اتفاق کر کے ایل خان پر فوج کشی کی۔ اُسمین سب مغول مارے گئے۔ صرف چند آدمی بچ گئے تھے کہ شب کے وقت بھاگے۔ اور ایک پہاڑ مین جا چھپے۔ وہین اُنکی نسل بڑھی۔ تب اُنھون نے اپنے اصلی ملک کی طرف توجہ کی۔ اور الان قوراکو جسکو لقیلی بھی کہتے ہین اپنا بادشاہ بنایا۔ پھر اُسکا بیٹا بوزنجیر خان توران کا بادشاہ ہوا۔ پھر اُسکا بیٹا بوقا خان پھر تومتن خان بن بوقا خان پھر قائدو خان بن تومتن پھر بالستغر بن قائدو خان پھر تومنہ خان بن بالستغر بادشاہ ہوا۔ تیمور لنگ کا نسب اسی سے ملتا ہے۔ پھر قاجولہا در بن تومنہ خان پھر

تیمور خان

قبل خان بن تومنہ پھر قولیہ خان بن قبل خان پھر برتان بہادر بن قبل خان پھر میسو کا بہادر بن برتان بہادر پھر چنگیز خان بن میسو کا بہادر تخت نشین ہوا اسکی پیدائش ۵۴۹ھ مین تھی۔ وقت پیدائش کے اُسکا ہاتھ خون آلودہ تھا۔ عقلا نے خونریزی پر محمول کیا۔ جب تیرہ برس کا ہوا۔ تو اُسکا باپ مرگیا۔ اسکا خاندان اسکی مملکت موروثی پر حاوی ہوگیا۔ تب اُسنے اونگ خان کے تقرب مین اقتدار حاصل کیا۔ اور اُسکی مدد سے اپنی موروثی مملکت پر حاوی ہوگیا۔ پھر اور اختیار بڑھایا۔ خود اونگ خان سے لڑکر اُسکو شکست دی اور تمام تاتاریون کے ملک پر مسلط ہوگیا۔ ترکستان وغیرہ اُسکی حکومت مین در آئے۔ اور شہنشاہ کا لقب لیا۔ محمد خوارزم شاہ سے لڑکر کل ملک خراسان۔ غزنی۔ ماوراء النہر اور بڑا حصہ فارس کا لے لیا۔ اور محمد خوارزم شاہ اُسوقت مین بڑے عروج پر تھا۔ یہان تک کہ خلیفہ بغداد پر ایک امر کے باعث سے کہ وقت استیلاء غیاث الدین غوری کے ظہور مین آیا فوج کشی کی۔ خلیفہ بغداد نے چنگیز خان کو نامہ لکھا اور وہ اُسکو پاکر قراقرم سے روانہ ہوا۔ اور محمد خوارزم شاہ کو برابر شکست ہوتی گئی۔ یہان تک کہ وہ مرگیا اور اُسکے بیٹے جلال الدین نے مقابلہ کیا۔ اور مغلون کو شکست دی۔ لیکن جب چنگیز خان نے خود فوج کی افسری اختیار کی تو جلال الدین کو شکست ہوئی اور دریاے سندھ کو عبور کرکے جا نبر ہوا۔ اس درمیان مین چنگیز خان کو جو شہر و دیار ملے سب مین آگ لگا دی۔ اور تمام باشندون کو تہ تیغ بیدریغ کیا۔ خون کے پرنالے چلے۔ اور شہر قارون۔ ذوقلعہ۔ ارتوق۔ نور۔ بخارا۔ شہراتمار۔ شقناق۔ باذرکند۔ جند۔ خجند۔ فناکت۔ سمرقند۔ بلخ۔ ہرات۔ خوارزم۔ مازندران۔ رے۔ ہمدان۔ قم قزوین۔ طوس۔ آذربائجان۔ اردبیل۔ تبریز۔ کرخ۔ گرجستان۔ دیاربکر۔ ربیعہ مراغہ۔ عراق۔ خوی۔ بلقان۔ گنجہ۔ سماخی۔ نخشب۔ ترمذ۔ سنکرت۔ سامانہ۔

طالقان - بامیان - خراسان - مرو - نیشاپور - غزنی - قبچاق - سوارق - ارس - دربند - سات برس کے عرصہ مین اُسکے قبضہ مین در آئے - اور بڑا قتل عام اور اکثر شہرون کو ویران کیا - اور دربند کے راستہ سے لوٹکر بخارا مین قاضی اشرف اور ایک کو واعظون مین سے طلب کیا - اور اسلام کے احکام دریافت کیے - انھون نے کہا کہ کلمۂ طیبہ پڑھنا - نماز ادا کرنی - روزہ رکھنا - زکات دینا - اور حج بیت اللہ بیان کیا - اُسنے اور سب باتون کو تسلیم کیا - لیکن اُسنے حج کے بہ نسبت کہا کہ تمام زمین اللہ کی ہے اسلیے قاضی اشرف نے اُسکو مسلمان کہا - اور واعظ نے انکار حج سے کافر کہا - اُسوقت اقلیم پارس مین ایک سو بادشاہ تھے لیکن کسی کو چنگیز خان کے مقابلے کی طاقت نہ تھی - لکھا ہے کہ بلخ مین بارہ سو جامع مسجد اور اسی قدر حمام تھے سب کو خاک کے برابر کر ڈالا - اور مرو مین چودہ لاکھ اور نیشاپور مین ترہ لاکھ سینتالیس ہزار آدمی - اور ہرات مین اُنیس لاکھ سات سو آدمی قتل ہوئے - علی ہذا القیاس اسی قدر آدمی ہر شہر و بلاد مین مارے گئے چنگیز خان اپنے لشکر مین بیمار ہوکر ۶۲۴ھ رمضان مین مرگیا - اور پچیس برس سلطنت کی - اُسکی اولاد لونڈیون وغیرہ سے قریب پانسو کے تھی - لیکن اُنمین چار بیٹے ممتاز تھے - سب سے بڑا

پہلا - جوجی خان تھا جو دشت قبچاق (سا بیریا) کی حکومت پر بیٹھا -

دوسرا - چغتائی قان تھا جسکو خوارزم - ترکستان - خراسان اور ماوراء النہر کی حکومت دی گئی - یہی تیمور کے خسر کا مورث تھا - اسی سے خاندان تیمور چغتائی کہلاتا ہے -

تیسرا - اوکتا قان اسکو چنگیز خان نے اپنا ولیعہد کیا تھا -

چوتھا - تولی خان - کہ اُسکو حکومت ملک خطا وغیرہ کی دی

لیکن تھوڑے ہی عرصہ مین چنگیز خان کی اولاد اسقدر بڑھی کہ دس ہزار ہوگئی

جوجی خان

جوجی خان بن چنگیز خان

یہ شخص چنگیز خان کے چھ مہینے پہلے مرگیا۔ اور سات بیٹے چھوڑے لیکن اُسکی جگہ اُسکا بڑا بیٹا باتو خان قائم ہوا۔ جسنے ملک روس اور بلغار وغیرہ فتح کیے۔ اور ۶۵۳ھ مین مرگیا۔ اسنے قلعہ فرنگ حجاب جرمنی مین ہی اُسکا بھی محاصرہ کیا تھا۔ اور ہنگری اور پالنڈ وغیرہ تک قبضہ کرلیا تھا۔ اُسکے بعد اُسکا بھائی برکہ خان بادشاہ ہوکر مسلمان ہوگیا۔ اور اُسکے خاندان مین وہان ۳۲ آدمیون نے بادشاہت کی۔

جغتا قاآن

جغتا قاآن بن چنگیز خان

اسکو چنگیز خان نے حکومت ماوراء النہر۔ خوارزم۔ بدخشان۔ غزنی۔ بلخ وغیرہ کی سپرد کی۔ یہ ۶۴۰ھ مین مرگیا۔ اُسکی اولاد مین تیس آدمیون نے توران مین حکومت کی۔

اوکتا قاآن

اوکتا قاآن بن چنگیز خان

یہ شخص اپنے باپ کے بعد اُسکا جانشین ہوا۔ سبھون نے اُسکی اطاعت کی۔ تیرہ برس حکومت کی۔ ۶۳۹ھ مین مرگیا۔ اسکے بعد اسکی بی بی جانشین ہوئی۔ جس سے سلطنت مین فتور پڑا۔ تب اُسکا بیٹا کیوک خان جانشین ہوا۔

تولی خان

تولی خان بن چنگیز خان

یہ شخص اپنی فوجی افسری کے واسطے مشہور تھا۔ اور ممالک خطائی فتح کرکے مرگیا۔ اُسکے چار بیٹے تھے منکو قاآن۔ ہلاکو خان۔ قویلا قاآن اور اریق بوکا۔

۱۔ منکو قاآن نے چین اور ماچین جسمین برما داخل ہی فتح کیا اور بیمار ہوکر ۶۵۵ھ مین مرگیا۔

۲۔ قویلا قاآن اپنے بھائی کے بعد تخت خطا پر بیٹھا۔

۳۔ ارتق بوکا دوسرا بیٹا تولی خان کا قراقرم مین بجاے چچیرے بھائی کے

تخت نشین ہوا اور دونون بھائیون قیولا قاآن اور ارتق بوکا مین لڑائی ہوئی آخرش ارتق بوکا نے قویلا قاآن کی اطاعت کی۔ قیولا قاآن نے ۳۵ برس حکومت کی ۶۹۳ھ مین مرگیا۔

تیمور قاآن بن جیم کیم بن قیولا قاآن اپنے دادا کی جگہ بیٹھا۔ اور چھ برس سلطنت کرکے مرگیا۔ اور اُسکے بعد اُسکی اولاد مین پشت در پشت چودہ شخصون نے بادشاہت کی۔

۴۔ ہلاکو خان بن تولی خان بن چنگیز خان۔

اسکو اُسکے چچا منکو قاآن نے واسطے فتح بلاد عرب کے تعینات کیا۔ وہ سوا لاکھ آدمیون سے روانہ ہوا اور ۶۵۱ھ مین قراقرم سے چلا۔ پہلے قلعہ الموت کو کہ طبرستان مین تھا قبضہ کیا۔ یہ رافضیون کے دخل مین تھا۔ اُنکی بیخ کنی کی۔ اور مؤید الدین محمد وزیر خلیفہ بغداد بھی رافضی تھا۔ اور ابوبکر بن خلیفہ مستعصم نے رافضیون کو غارت کرایا۔ اسلیے مؤید الدین کو بدلا لینا مقصود ہوا۔ اور خفیہ ہلاکو خان سے سازش کرکے عباسیون کو ذلیل کرانا چاہا۔ وزیر مذکور نے خلیفہ بغداد سے یہ بات پیش کی کہ بالفعل اسقدر لشکر رکھنے کی ضرورت نہین ہے۔ اُسمین تخفیف کی۔ اور جو باقی رہے اُنکو کسی سمت روانہ کردیا۔ جب ہلاکو خان قریب بغداد کے پہونچا نہایت تجاشا ہوا اہل شہر بغداد کے قریب بیس لاکھ کے تھے۔ ہتھیار اُٹھانا چاہا۔ تب وزیر مذکور نے کہا کہ مجھکو اجازت ہو تو ہلاکو کو راضی کراتا ہون۔ خلیفہ مستعصم اُسوقت اُسکے مکر کو نہ سمجھے اور اُسکو اجازت دی۔ جب ہلاکو خان کے پاس گیا گھنٹون تنہائی مین اُس سے باتین رہین۔ پھر واپس آکر خلیفہ سے کہا کہ ہلاکو خان مثل طغرل بیگ ترک کے آپکی بیعت کو آیا ہے۔ اور اپنی بیٹی سے ابوبکر آپ کے بیٹے کی شادی چاہتا ہے اور آپ کو مع عمائد اور علما وغیرہ کے ملاقات کے واسطے بلایا ہے خلیفہ مستعصم اس فقرے مین

آگئے اور اُسکے پاس مع علما و فضلا اور عمائد کے گئے اُنسے سب کو قتل کرایا۔ بغداد پر قبضہ کرلیا خوب خزانہ ہاتھ آیا اور قتل عام کیا۔ پھر وہان سے مراغہ کی طرف بڑھا سلطان بدرالدین حاکم موصل اور سلطان عزالدین بادشاہ ارض روم نے اطاعت قبول کی۔ اُسکے بعد پھر ہلاکوخان ملک شام کی طرف بڑھا اور حلب کو لوٹا اہل دمشق نے یہ سُنکر قاصد اطاعت کے واسطے روانہ کیا۔ اُسی درمیان مین منکوقاآن کے مرنے کی خبر پہونچی۔ اور ہلاکوخان وہان سے لوٹا اور ارشمیہ بن ہلاکو نے موصل کو لوٹا لیکن دمشق کا قصد کیا۔ ملک مظفر بادشاہ مصر کے ہاتھ سے شکست اُٹھائی۔ یہ ملک مظفر غلامان سے خاندان صلاح الدین بن ایوب کے تھا جنسے فرنگیون سے بیت المقدس وغیرہ لے لیا۔ الغرض ہلاکوخان دربند سے ہوکر جانے مین حضرت ابویعقوب اور محمد خواجہ دربندی کے تصرفات دیکھکر مسلمان ہوگیا۔ ۶۶۳ھ مین مرگیا۔ ہلاکو کی جگہ اُسکا بیٹا ابقاقان تبریز مین تخت نشین ہوا وہ بھی مصریون سے شکست کھاکر ۶۸۰ھ مین مرگیا۔ اُسکی جگہ اُسکا بھائی نکودار بن ہلاکوخان تخت نشین ہوا وہ مسلمان ہوگیا۔ اور اپنا نام احمد رکھا۔ ۶۸۳ھ مین مرگیا۔ اُسکی جگہ اُسکا بھتیجا ارغون خان بن ابقاخان تخت پر بیٹھا اور سات برس بادشاہت کرکے ۶۹۰ھ مین مرگیا۔ اُسکی جگہ اُسکا بھائی کنجا توخان بن ابقاقان تخت نشین ہوا۔ اور چار برس حکومت کرکے ۶۹۴ھ مین مرگیا۔ اُسکی جگہ اُسکا بھتیجا غازان بن ارغون بن ابقاقان تخت نشین ہوا۔ اور مسلمان ہوکر سلطان محمود کا لقب لیا۔ دین کو رونق دی۔ ۷۰۳ھ مین مرگیا۔

الجائیتوخان بن ارغون خان بھائی کی جگہ تخت نشین ہوا۔ اور اپنا نام سلطان محمد خدابندہ رکھا۔ اسکا حکم تمام شام۔ کرمان۔ سیستان۔ قبچاق ارس۔ روس بلغار۔ ماوراء النہر۔ خطا۔ خوارزم۔ اور گیلان پر جاری تھا۔ اور دین اسلام کو بہت

رونق ہوئی - تمام تاتاری اور مغول اسی کے باعث سے مسلمان ہوگئے - اسکے بعد سلطان ابوسعید خان بن سلطان محمد خدابندہ تخت نشین ہوا - یہ بارہ برس کی عمر مین بیٹھا - اٹھارہ برس بادشاہی کی - ۷۳۶ھ مین مرگیا - اُسکے بعد تمامی سلطنت مغول مین طوائف الملوکی آگئی - چنگیز خان کے خاندان سے جوجہان کا حاکم تھا وہ خود سر حاکم بن گیا - یہان تک کہ امیر تیمور گورگان کا زمانہ پہونچا -

دولت ازبکیہ

دولت ازبکیہ

ازبک ایک شخص اولاد سے چنگیز خان کی تھا کہ ماوراالنہر کا حاکم رہا -

دولت آل کرت

دولت آل کرت

یہ لوگ بامروت اور دلیر ہوئے ہین - اصل انکی ترک ہی اور سلطنت خاندان سبکتگین سے اُنکو پہونچی - سلطنت بلخ اور ہرات اور غزنی اور کابل کی مدتون اُس سے متعلق رہی ہی - اور آٹھ آدمی اس خاندان مین بادشاہ ہوئے - اول انمین کا ملک شمس الدین محمد بن ابابکر کرت ہی - اور آخر انمین کا ملک غیاث الدین ہی کہ اُسکے ملک کا زوال امیر تیمور گورگان کے ہاتھ پر ہوا - اور ملک شمس الدین بھانجا ملک رکن الدین غوری کا ہی - کہ وقت مین چنگیز خان کے تھا - دس برس حکومت کرکے ۶۷۶ھ مین مرگیا -

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت	کیفیت
۶۶۶ھ	ملک شمس الدین کرت	بلخ	تبریز مین مرگیا
۶۷۶ھ	ملک شمس الدین کہین بن شمس الدین	ہرات	
۷۰۵ھ	ملک فخر الدین بہمن بن کہین	ایضاً	الجایتو خان سے لڑا - اور اُسکا سالار لشکر مارا گیا -
۷۰۶ھ	ملک غیاث الدین بن کہین	ایضاً	
۷۲۹ھ	ملک شمس الدین بن غیاث الدین	ایضاً	سکے عہد مین مولانا محمد ابن اسلام الہروی تھے

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت	کیفیت
۷۳۰ھ	ملک حافظ بن شمس الدین	ہرات	
۷۳۲ھ	ملک مغرالدین حسین بن شمس الدین	ایضاً	اسکے زمانہ مین مولانا مظفر بلخی تھے اور انھون نے قصیدہ شاہ کی مدح مین لکھا۔
۷۷۲ھ	ملک غیاث الدین بن علی نواسہ معزالدین۔	ایضاً	یہ خاندان تیمور لنگ کے ہاتھ سے ۷۸۳ھ مین ختم ہوا۔

دولت آل مظفر

دولت آل مظفر

انمین کا پہلا شخص محمد مظفر ہی۔ اور اُنکی اصل خراسان ہی۔ اسکے باپ نے سلطان محمد خدابندہ کے زمانے مین کچھ قوت پائی۔ اور امارت حاصل کی۔ وہ دلاور اور شجاع تھا۔ اور سلطان ابوسعید خان کے زمانے مین مرگیا۔ اُسکے بیٹے محمد مظفر نے اُسکی جگہ عہدہ امارت کا پایا۔ اور جب بعد مرنے ابوسعید خان کے انقلاب ہوا محمد مظفر یزد پر متصرف ہوگیا۔ اور بادشاہ شیخ ابواسحاق کہ شیراز کا حاکم تھا اُس سے لڑا۔ اور اُسکو ہلاک کیا۔ اس شاہ شیخ ابواسحاق کا باپ شیراز کا حاکم ابوسعید خان کے عہد مین مقرر ہوا تھا۔ محمد مظفر اب فارس پر متصرف ہوا۔ اور جس طرف رُخ کرتا اُسکو فتح نصیب ہوتی۔ یہان تک کہ ۴۲ برس سلطنت کی تب اُسکے بیٹے شاہ شجاع آئے ۷۶۰ھ مین اُسپر بغاوت کی اور اُسکو قید کرکے اندھا کیا۔ شاہ شجاع اپنے فضائل مین یگانہ تھا۔ اور بعد محمد مظفر کے عراق عجم۔ فارس اور کرمان پر سلطنت کی۔ لیکن اُسکے درمیان اور درمیان اُسکے بھائی قطب الدین شاہ محمود کے کہ حاکم اصفہان تھا نزاع ہوئی۔ اس نزاع مین سلطان اویس نے کہ حاکم بغداد تھا اپنے داماد شاہ محمود کی مدد کی۔ اور اُسکو کامیابی ہوئی۔ اور شیراز پر متصرف ہوگیا

پھر شاہ محمود سولہ برس حکومت کرکے اپنے بھائی شاہ شجاع کی زندگی ہی میں مرگیا۔ آخر میں شاہ شجاع اور سلطان اویس سے لڑائی ہوئی اور شاہ شجاع کو کامیابی ہوئی۔ شاہ شجاع کا انتقال ۷۸۶ھ میں ہوا۔ اُسکا وزیر خواجہ جلال الدین توران شاہ تھا جسکی تعریف خواجہ حافظ نے اپنے اشعار میں کی ہے۔

شاہ شجاع کے بعد اُسکا بیٹا زین العابدین تخت نشین ہوا۔ جب اُسنے تیمور کے زور و شور کا حال سُنا اُسکے خوف سے تشتر کی طرف گیا جہاں اُسکا چچا شاہ منصور بن محمد حاکم تھا اُسنے ۷۹۱ھ میں شاہ زین الدین کو قید کیا۔ اور خود بادشاہ عراق اور فارس وغیرہ کا ہوگیا۔ یہاں تک کہ ۷۹۵ھ میں تیمور سے لڑا اور تیمور نے اُسکو شکست دی اور یہ خاندان ختم ہوا۔

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت
۷۱۸ھ	محمد مظفر	
۷۶۰ھ	شاہ شجاع بن محمد مظفر	
۷۸۳ھ	زین العابدین بن شاہ شجاع	۷۹۵ھ میں یہ خاندان ختم ہوا۔
۷۹۱ھ	منصور بن محمد مظفر	

تفصیل بادشاہان فارس یعنی ملک ایران

فارس یا پارس ایک وسیع ملک ہے۔ حد شرقی بلخ و ہند حد جنوبی بحر عمان و ہند۔ حد غربی عرب و دیار بکر۔ حد شمالی چرکس و بدخشان۔ اسمیں بہت ولایات ہیں۔ کرمان۔ سجستان۔ زابلستان۔ خراسان۔ استر آباد۔ کرمان۔ خورستان۔ بورستان۔ عراق عجم۔ طبرستان۔ آذربائجان۔ ایران شروان۔ گرجستان۔ جیلان۔ داغستان۔ انکے طبقات اور دولت کا حال اوپر

لکھا گیا ہے۔ سوائے دولت صفویہ کے کہ اُنکے بادشاہون کا اور دوسرے مابعد کے بادشاہون کو بھی یہان لکھا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ جب اسلام آیا۔ پہلے ملوک بنی اُمیہ حاکم ہوئے۔ پھر خلفائے عباسیہ اکثر ولایات کے حکام ہوئے۔ بعد وفات خلیفہ مامون الرشید عباسی کے۔ اکثر حکام رئیس مستقل بن بیٹھے طوائف الملوک ہوگیا۔ خراسان مین آل طاہر تھے۔ عراق مین دیالمہ تھے۔ غزنی مین آل ناصر غزنوی تھے۔ سیستان مین آل لیث رہے۔ ماوراء النہر مین سلاجقہ ہوئے۔ پھر خوارزم شاہیان آئے۔ پھر چنگیز خان کا دور آیا۔ چنگیز خان کا لشکر پارس مین ۶۲۶ھ مین آیا اُسکا بیٹا اُسکے بعد تخت نوکستان پر بیٹھا۔ ۶۵۶ھ مین بغداد ہلاکو خان کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ ۶۵۷ھ مین ہلاکو خان شام کی طرف متوجہ ہوا۔ ۶۶۳ھ مین مرگیا۔ ملک ایران اپنے پانچون بیٹون پر تقسیم کر گیا۔ پھر طوائف ملوکی ہوگئی۔ ۷۳۵ھ تک بابل مین اویس جلایر حاکم رہا۔ ۷۸۸ھ تک عراق مین طغا تیموری تھی۔ ۷۸۸ھ تک خراسان مین سربدار تھے ۷۸۸ھ تک شیراز مین آنجوی اتابک تھے۔ پھر کرمان مین آل مظفر تھے ۷۹۵ھ مین فارس مین آنجوی حکمران تھے۔ ۷۸۳ھ مین تیمور نے ایران لے لیا۔ ۸۶۱ھ مین سلطان ابوسعید آخرین تیموریہ تھا۔ ۹۰۷ھ سے دولت صفویہ شروع ہوئی ۱۱۳۷ھ مین محمود غلجہ غالب ہوگیا۔ ۱۱۶۰ھ مین نادر شاہ تخت پر بیٹھا۔ سنین جلوس اور اسمائے ملوک تیمور سے تا محمد شاہ قاچار اسطرح پر ہین۔ واضح رہے کہ خاندان صفویہ حضرت سید صفی الدین اردبیلی کی اولاد سے ہین جنکا حال اوپر گذرا۔

سال جلوس	نام ملوک	کیفیت مختصر
۷۸۸ھ	تیمور لنگ صاحبقران	
۷۹۹ھ	شاہرخ مرزا ابن امیر تیمور	

سال جلوس	نام ملوک	کیفیت مختصر
سنہ ۸۵۰ھ	مرزا الغ بیگ بن مرزا شاہرخ	
سنہ ۸۵۳ھ	مرزا عبد اللطیف بن مرزا الغ بیگ	
سنہ ۸۵۴ھ	بابر مرزا بن بایسنغر بن مرزا شاہرخ	
سنہ ۸۶۱ھ	سلطان ابو سعید بن سلطان محمد بن میران شاہ	
سنہ ۹۰۷ھ	سید اسمعیل صفوی بن سلطان حیدر بن جنید	یہی شخص اول بادشاہ خاندان صفوی کا ہے جو سادات تھے اور ایران کے بادشاہ ہوئے
سنہ ۹۳۲ھ	سید طہماسپ صفوی بن اسمعیل صفوی	
سنہ ۹۸۳ھ	سید اسمعیل ثانی صفوی بن طہماسپ شاہ	
سنہ ۹۸۵ھ	سید محمود خدا بندہ ایضاً	
سنہ ۹۹۶ھ	سید عباس بن خدا بندہ بن طہماسپ شاہ	
سنہ ۱۰۳۹ھ	سید شاہ صفی ثانی بن صفی مرزا ابن عباس	
سنہ ۱۰۵۲ھ	سید عباس ثانی ایضاً بن شاہ صفی	
سنہ ۱۰۷۷ھ	سید سلیمان ایضاً بن عباس	
سنہ ۱۱۰۶ھ	سید صفی ثالث ایضاً بن سلیمان	
سنہ ۱۱۳۵ھ	سید طہماسپ ثانی ایضاً بن سلطان حسین	
	سلاطین ایران بعد خاندان صفوی	
سنہ ۱۱۳۷ھ	شاہ محمود افغان	
سنہ ۱۱۴۲ھ	شاہ اشرف خان	
سنہ ۱۱۴۵ھ	عباس	

سلاطین ایران بعد خاندان صفوی

سال

سال جلوس	نام ملوک	مختصر کیفیت
سنہ ۱۱۶۰ھ	نادر شاہ	یہ ایک لوطیرا تھا۔ پھر اسنے سیستان کی امارت کی ذریعہ سے حاصل کی۔ پھر ایران کا بادشاہ ہوگیا
سنہ ۱۱۶۱ھ	عادل شاہ	ہندوستان مین آیا خوب لوٹا۔ احمد شاہ ابدالی کے ہاتھ سے رفقت واپسی ایران کے مارا گیا
سنہ ۱۱۶۳ھ	ابراہیم۔ وشاہرخ۔ وسلیمان واسمٰعیل	
سنہ ۱۱۷۳ھ	کریم خان زند	
سنہ ۱۱۹۳ھ	ذکی خان۔ ابوالفتح خان صادق خان	
	علی مردان خان	
سنہ ۱۱۹۴ھ	حمزہ اسمٰعیل	
سنہ ۱۱۹۹ھ	جعفر خان	
سنہ ۱۲۰۰ھ	سید مرزا خان	
سنہ ۱۲۰۳ھ	لطف علی خان	
سنہ ۱۲۰۹ھ	محمد خان قاچار	
سنہ ۱۲۱۲ھ	فتح علی شاہ	
سنہ ۱۲۵۱ھ	محمد شاہ قاچار	
اسوقت	ناصرالدین شاہ قاچار حکمران ہین	

احوال امیر تیمور گورکان

احوال امیر تیمور گورکان اور اُسکے خاندانون کا

واضح رہے کہ امیر تیمور گورکان صاحبقران کا نسب تومنہ خان سے کہ جدِ چہارم چنگیز خان کا ہی ملتا ہی۔ اور اُس سے امیر تیمور تک نوان واسطہ ہوتا ہی۔ تومنہ خان ترکستان کا بادشاہ تھا۔ اُسکے دو بیٹے تھے قبل خان اور قابوجی بہادر۔

قبل خان کی اولاد مین چنگیز خان ہوا اور امیر تیمور۔ قابلوجی بہادر کی نسل سے ہی۔
امیر تیمور کے باپ کا نام امیر طراغائی تھا۔ صاحبقران کی پیدائش ۷۔ شعبان
۷۳۶ھ مین موافق ۹۔ اپریل ۱۳۳۶ء مین ہوئی۔ شہر کش انکا مولد ہی۔ انکی مان کا نام
نگینہ خاتون ہی۔ اُنسے اپنی عمر کے پچیسوین برس مین امیر حسین والی بلخ کی بہن سے شادی کی
اور دونون نے ملکر تمام ترکستان اور ماوراء النہر مین امن قائم کی۔ لیکن آخر مین امیر تیمور
اور امیر حسین کے درمیان مین نکرار ہوئی اور امیر تیمور کی بی بی نے امیر حسین کی بہن کا
انتقال ہوچکا تھا۔ اور امرا امیر حسین کی بدمزاجی سے تنگ تھے اسلیے سبھون نے امیر تیمور
کی مدد کی جس سے امیر تیمور کامیاب ہوا اور امیر حسین قتل ہوا۔ اور ۷۷۱ھ مین موافق
۱۳۷۰ء کے بادشاہی کی ٹوپی سر پر رکھی۔ اور بلخ کو اپنے ہواخواہون مین سے
ایک کے سپرد کرکے کش مین آیا اور وہان سے سمرقند کی طرف رُخ کیا۔ اور اُسکو اپنا پایۂ تخت
بنایا۔ اور قلعہ اور عمارت بنانے کا حکم دیا۔ تھوڑے عرصہ مین تمام شہرون پر اس شہر کو فوقیت
ہوگئی۔ ۷۷۲ھ مین قمرالدین خان حاکم ترکستان کو مستاصل کیا۔ اور ۷۸۱ھ مین
خوارزم کو مسخر کیا۔ اور دو سال کے بعد ہرات مع اپنے توابع کے اُسکے قبضہ مین درآیا
اور ۷۸۸ھ مین سلطانیہ تک قبضہ کیا۔ اور اسی سال آذربائجان کو مسخر کیا۔ اور
گرجستان کو فتح کیا۔ اور روز دوشنبہ ۷۸۹ھ کو اصفہان مین بہ سبب اُس فساد کے کہ
وہان کے لوگون نے کیا قتل عام کیا۔ اور شیراز کو مسخر کرکے شروع مین ۷۹۵ھ کے شاہ
منصور کو کہ مخالفت ظاہر کی تھی قتل کیا۔ اور آل مظفر پر کامیاب ہوکر فارس کو اپنے
تصرف مین درلایا۔ اور اُسکے بعد بغداد کی طرف گیا۔ اور وہان کے لوگون کو قتل کیا
اور سلطان احمد جلایر دانی بغداد روم کی طرف بھاگا۔ اور بغداد کو امیر تیمور نے مسخر
کیا۔ اور ۷۹۵ھ مین تقتمش خان تاتاری کو کہ امیر کے حقوق کو بھول گیا تھا۔ مغلوب
کیا اور تمامی شمالی ملک پر مثل ارس اور مسکو اور پرکس اور قرم اور قپچاق (یہ سب

صوبجات ملک روس کے اسوقت ہین) قبضہ مین در لایا۔ اور آذربائجان مین واپس آکر تمامی آذربائجان اور عراق مرزا میران شاہ اپنے بڑے بیٹے کو اور خراسان مرزا شاہرخ اپنے دوسرے بیٹے کو سپرد کیا۔ اور خود سمرقند پہونچا ۸۰۰ھ مین ہندوستان کا قصد کیا۔ ۱۲ محرم کو ۸۰۱ھ مین دریاے سندھ کو عبور کیا۔ اور محمود شاہ لودی سے کہ دہلی مین بادشاہی کرتا تھا لڑا۔ اور ہندوستان کو فتح کیا۔ اور دہلی مین اپنے نام کا خطبہ پڑھا اور قتل اور غارت کرکے اور پندرہ روز دہلی مین رہکر ایران کی طرف متوجہ ہوا۔ اور سمرقند کو پھر آیا۔ اور ۸۰۳ھ مین سیواس اور ملاطیہ اور ابلستان (جسکو سائیریا کہتے ہین) کو فتح کرکے ملک شام کی طرف چلا۔ اور اُس اطراف کے تمام ملکون پر متصرف ہوگیا اور بردمشق کو قبضہ کرکے اُسمین آگ لگادی۔ اور ۱۹۔ ذیحجہ روز جمعہ کو ۸۰۴ھ مین انگوریہ کے حوالی مین بایزید یلدرم سے کہ ملک روم کا عثمانیہ سلطان تھا لڑا۔ اور اُسپر غالب آیا۔ اور چندروز بعد فتح کے ۸۰۵ھ شروع ہوا اسلیے اسکی تاریخ غلبت الروم فی ادنی الارض مین پائی گئی۔ یعنے لفظ ارض کہ سہ حرفی ہی اُسکا اعلی حرف الف ہی اور ادنی حرف یعنے آخری حرف ضاد ہی۔ یہی ۸۰۵ تاریخ فتح ہوئی۔ الغرض بعد فتح روم کے امیر تیمور نے بایزید کو گرفتار کیا۔ اور مقید رکھا۔ پھر چاہا کہ اُسکو ہاکرین کہ خناق کے عارضہ مین اُسی سال مرگیا۔ امیر چاہتا تھا کہ باسفرس کو عبور کرکے قسطنطنیہ اور بقیہ بلاد روم پر حملہ آور ہون کہ گرجستان کی بغاوت کی خبر پہونچی۔ اسلیے اُنے اُسطرف کا قصد کیا ۸۰۵ھ مین گرجستان پہونچکر سبکو زیروزبر کیا۔ اور کلیساؤن کو توڑکر مسجد بنایا۔ پھر وہان سے سمرقند کو واپس گیا۔ اور ملک چین کے فتح کرنے کا قصد کیا۔ چنانچہ ۸۰۷ھ مین راہ مین خنتن کو مسخر کیا اور موضع اترار مین اقامت کی تھی کہ امیر تیمور بیمار ہوکر شب چہارشنبہ ۱۷۔ ماہ شعبان کو ۸۰۷ھ مین مطابق ۱۸۔ فروری ۱۴۰۵ء کے انتقال کیا۔ امیر کی وصیت کے بموجب اُسکی نعش سمرقند مین لائے

اور حضرت سید امیر کلال کے گنبد مین کہ امیر تیمور کو جن سے عقیدت تھی اور جو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کے پیر ہین دفن کیا۔ صاحبقران نے ۳۵ برس سلطنت کی اور اس مختصر زمانے مین تمامی ملک مین مثل ایران توران۔ ترکستان۔ گرجستان۔ چین۔ ختن۔ فارس۔ کاشغر بدخشان۔ خراسان۔ خوارزم۔ مازندران۔ طبرستان۔ گیلان آذربائجان۔ عراق عجم۔ عراق عرب۔ کرمان۔ کچھ۔ مکران۔ روم شام۔ حجاز۔ اور ہندوستان کے خطبہ اور سکہ اُسکے نام کا جاری ہوگیا اُسکے چار بیٹے تھے۔

پہلا۔ جہانگیر مرزا۔ دوسرا۔ عمر شیخ۔ تیسرا۔ میران شاہ گورکان۔ چوتھا۔ شاہرخ بہادر اور لقب گورکان کا اس واسطے ہوا کہ اسکے منے داماد کے ہین۔ اور امیر تیمور کی بی بی خاندان چغتائی چنگیزی سے تھی۔

(بوجہ عدم گنجایش مقام یہان کا نجرہ صفحہ ۶۱۳ مین ہے)

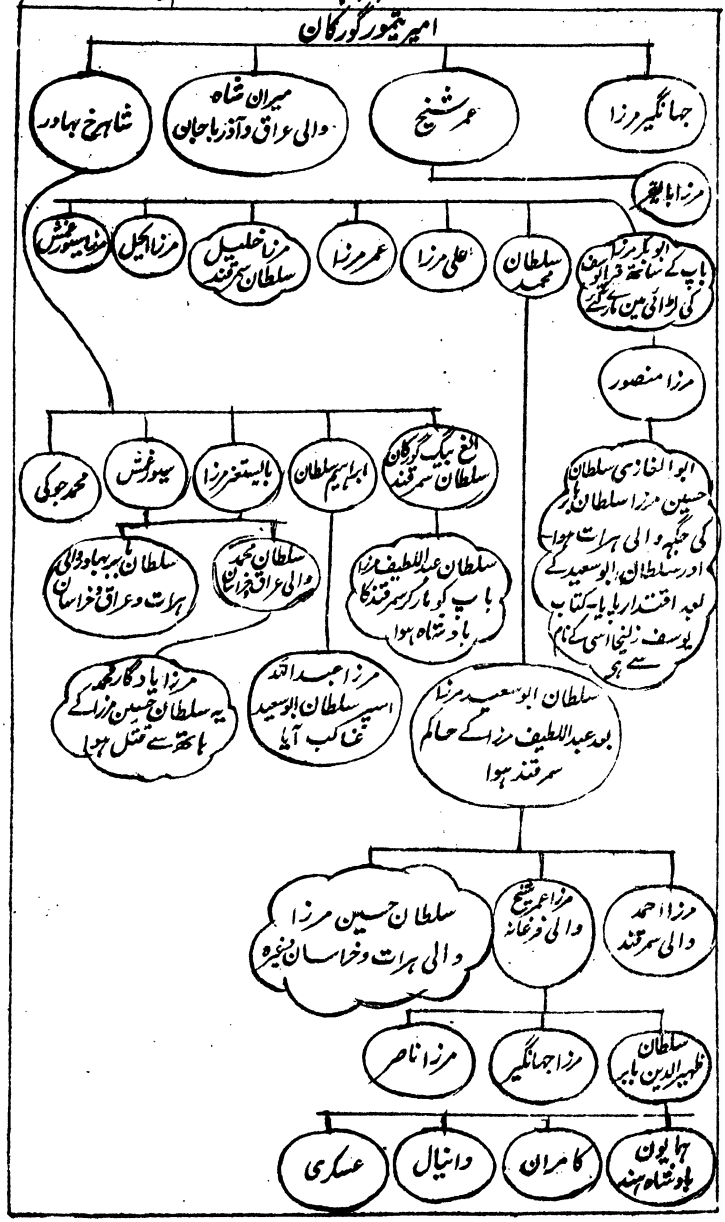
امیر تیمور گورکان
جہانگیر مرزا
عمر شیخ
میران شاہ والی عراق و آذربائجان
شاہرخ بہادر
مرزا بایقرا
ابوبکر مرزا باپ کے سامنے قرا یوسف کی لڑائی میں مارے گئے
سلطان محمد
علی مرزا
عمر مرزا
مرزا خلیل سلطان سمرقند
مرزا اکبل
میرانشاہ میسور عیش
مرزا منصور
ابوالغازی سلطان حسین مرزا سلطان بابر کی جگہہ والی ہرات ہوا اور سلطان ابوسعید کے بعد اقتدار پایا۔ کتاب یوسف زلیخا اسی کے نام سے ہے
الغ بیگ گورکان سلطان سمرقند
ابراہیم سلطان
بایسنغر مرزا
بیسونغش
محمد جوکی
سلطان ابوسعید مرزا بعد عبداللطیف مرزا کے حاکم سمرقند ہوا
مرزا عبداللہ اسیر سلطان ابوسعید غالب آیا
سلطان عبداللطیف مرزا باپ کو مار کر سمرقند کا بادشاہ ہوا
سلطان محمد والی عراق خراسان
سلطان بابر بہادر والی ہرات و عراق خراسان
مرزا یادگار محمد یہ سلطان حسین مرزا کے ہاتھ سے قتل ہوا
مرزا احمد والی سمرقند
مرزا عمر شیخ والی فرغانہ
سلطان حسین مرزا والی ہرات و خراسان وغیرہ
سلطان ظہیرالدین بابر
مرزا جہانگیر
مرزا ناصر
ہمایون بادشاہ ہند
کامران
دانیال
عسکری

سلطان میران شاہ ابن امیر تیمور گورکان

سلطان میران شاہ ابن امیر تیمور گورکان

میرزا میران شاہ ابن امیر تیمور کہ اپنے باپ کے عہد مین حاکم عراق تھا۔ شکار مین جانے سے گھوڑے سے گر پڑا۔ جس سے سر مین سخت زخم پہونچا۔ اگرچہ علاج کیا گیا۔ لیکن اثر اُسکا کچھ باقی رہا جس باعث سے کام نہو سکتا تھا۔ اسلیے اُسکا بڑا بیٹا ابو بکر مرزا اُسکا کام انجام دیتا تھا۔ اس درمیان مین ایک شخص قرا یوسف ترکمان نے کہ جبال عارف کا رہنے والا تھا اور اُسکو بادشاہی کی ہوس تھی اور اُسنے امیر تیمور کے زمانے مین بھی بغاوت کا قصد کیا تھا۔ لیکن امیر تیمور کے رعب سے ارض روم کی طرف بھاگ گیا جو سبب بایزید یلدرم کی لڑائی کا ہوا۔ بہت آدمی فراہم کیا اور پھر سر اُٹھایا۔ اور اُسکی تنبیہ کو ابو بکر مرزا مع اپنے باپ کے چلا۔ اور لڑائی ہوئی ۲۴ ذیقعدہ کو ۸۱۱ھ مین میران شاہ مارا گیا۔ اور مرزا ابو بکر کو شکست ہوئی اور بھاگا میران شاہ کی عمر چالیس برس سات مہینے کی تھی۔ اور تین برس سلطنت کی۔ اُسکا بدلہ شاہرخ مرزا نے لیا۔ اور میران شاہ کے بیٹے سلطان خلیل کو شاہرخ نے سمرقند کا حاکم بنایا تھا۔ لیکن ارکین نے اُسکو قلعہ شاہرخیہ مین قید کیا۔ پھر شاہرخ نے سمرقند ہرات سے فوج کشی کی۔ اور دشمن بھاگے۔ اور سلطان خلیل کو رہا کرکے والی ہرات بنایا جہان وہ مرگیا۔ اور سمرقند اپنے بیٹے الغ بیگ کے حوالہ کیا۔ اور الغ بیگ گورکان کے ساتھ سلطان خلیل نے اپنے بھائی سلطان محمد کو سپرد کیا۔ سلطان محمد کے دو بیٹے تھے سلطان ابو سعید اور منوچہر مرزا۔ سلطان محمد اپنے بیٹے سلطان ابو سعید کی سفارش اکثر الغ بیگ گورکان سے کرتا جو سلوک کے ساتھ پیش آتا۔ یہانتک کہ سلطان محمد ۸۴۵ھ مین مرگیا۔ اور سلطان ابو سعید الغ بیگ گورکان کے ساتھ رہا۔ جب الغ بیگ کے بیٹے مرزا عبد اللطیف نے اپنے باپ سے بغاوت کی اور اُس سے لڑکر باپ کو

شکست دی اور قتل کرایا - خود بادشاہ بنگیا - لیکن صرف سات مہینے بادشاہت کی تھی کہ اُسکے ایک ملازم نے اُسکو بھی قتل کیا - تب بعض ارکین نے سلطان ابوسعید کی مدد اُسکی جگہ کے لیے کی - اور مرزا عبداللہ بن ابراہیم بن شاہرخ اپنے لیے اُس جگہ کا خواہان ہوا - آخر سلطان ابوسعید اور مرزا عبداللہ مین لڑائی ہوئی - حسین سلطان ابوسعید کامیاب ہوا - اور والی سمرقند ماوراالنہر بنگیا -

خاقان مرزا شاہرخ ابن امیر تیمور گورکان

خاقان مرزا شاہرخ ابن امیر تیمور گورکان

مرزا شاہرخ بن امیر تیمور اپنے باپ کے بعد خوارزم - خراسان - قندہار - اور ایران اور کسی قدر ہندوستان کا مالک تھا - اُسکی پیدائش ۱۴ ربیع الاول ۷۷۹ھ مین تھی - اور اکہتر برس کی عمر پائی - سات برس اپنے باپ کے سامنے خراسان کی بادشاہی کی تھی - اور تینتالیس برس باپ کے بعد مستقل طور سے ممالک توران - ایران - ہند - اور ترکستان مین سلطنت کی - ہر روز جمعہ کو واسطے ادائے نماز کے مسجد جاتا اتفاقاً ایک شخص نے کہ جسکا احمد نام تھا راہ مین فریاد کی اور جب شاہرخ نے اُسکی طرف التفات نہ کی اُسنے ایک چھری بادشاہ کے پیٹ مین ماری جس سے وہ مرگیا - سنہ وفات ۸۵۰ھ تھا - مرزا شاہرخ کے بعد اُسکا پوتا سلطان بابر بہادر ابن مرزا بائسنغر ابن مرزا شاہرخ ہرات کا والی مقرر کیا گیا تھا اور اُسکے بھائی سلطان محمد کو عراق اور خراسان کا والی کیا تھا - بعد شاہرخ کے سلطان بابر بہادر نے سلطان محمد سے لڑکر اُسکو قتل کیا اور ۸۵۵ھ مین عراق اور خراسان پر بھی متصرف ہوگیا - اور ۸۷۳ھ مین مشہد مین انتقال کیا - اُسکی حکومت سات برس رہی

سلطان ابوسعید مرزا ابن سلطان محمد بن میران شاہ بن تیمور گورکان

سلطان ابوسعید مرزا ابن سلطان محمد بن میران شاہ بن تیمور گورکان

سلطان ابوسعید کی پیدائش ۸۳۳ھ مین ہوئی ہمیشہ مرزا الغ بیگ گورکان کے ساتھ رہتا تھا - بعد مرزا الغ بیگ اور اُسکے بیٹے عبداللطیف کے جب عبداللہ بن مرزا ابراہیم نے سمرقند کے تخت پر بیٹھنا چاہا - ۸۵۴ھ مین سلطان ابوسعید نے

ابوالخیر ازبک کی مدد سے اُسپر فوج کشی کی اور غالب آیا۔ اور ۸۵۵ھ مین پچیس برس کی عمر مین سمرقند کے تخت پر بیٹھا۔ اور آٹھ برس سمرقند اور ماوراالنہر اور ترکستان مین بڑے سفاہ کے ساتھ سلطنت کی۔ اور شاہزادۂ اولیس کو کہ چچیرا بھائی ابوالغازی سلطان حسین کا تھا قتل کرایا۔ اور بعد واقعہ بابر سلطان کے خراسان کا قصد کیا۔ اور اُسکو بھی لیلیا۔ اور گوہر شاہ بیگم کو کہ شاہرخ کی بیوہ تھی بسبب فساد کے قتل کرایا۔ اور اٹھارہ برس بادشاہی کی اور بڑے فتوحات حاصل کیے۔ چنانچہ ترکستان اور ماوراالنہر اور بدخشان اور غزنی اور کابل اور قندہار اور کسی قدر ہندوستان اور کسی قدر عراق اور خراسان اُسکے تحت تصرف مین تھا۔ ۸۷۲ھ مین مرزا جہان شاہ بن قرایوسف ترکمان جسکو شاہرخ نے حاکم آذربائجان مقرر کیا تھا۔ واسطے دفع کرنے اوزن حسن کے دیاربکر گیا تھا۔ اور مارا گیا۔ سلطان ابوسعید نے آذربائجان کی تسخیر کا قصد کیا۔ کہ بعد مرنے شاہجہان ترکمان کے اوزن حسن کے قبضے مین در آیا تھا۔ اوزن حسن نے ہرچند معذرت کی لیکن سلطان نے قبول نہ کیا۔ تب اُسنے رسد کی راہ بند کردی جس سے سخت قحط کی صورت لشکر مین ہوئی۔ جانور بے دانے مرگئے۔ اور سلطان ابوسعید کو اوزن حسن کے آدمیون نے گرفتار کیا۔ پھر قتل کیا۔ اُسنے ۸۷۳ھ مین فوت کی۔ اُسکے بعد اُسکا ملک اُسکے بیٹون پر تقسیم ہوا مرزا احمد کو سمرقند ملا۔ مرزا عمر شیخ کو اندجان یعنے فرغانہ۔ اور خراسان اور ہرات وغیرہ ابوالغازی سلطان حسین کو پہونچا۔

مرزا عمر شیخ بن سلطان ابوسعید

مرزا عمر شیخ ۸۶۰ھ مین سمرقند مین پیدا ہوا۔ سلطان ابوسعید اپنے سب لڑکون مین انکو زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ اور اسی سبب سے اپنا ملک موروثی اور مولد اندجان اُسکے حوالہ کیا تھا اُنھون نے اپنی حکومت کے زمانہ مین اُسکو خوب مستحکم کیا۔ کہ دشمن

مرزا عمر شیخ بن سلطان ابوسعید

وہانتک کسی طرح نہ پہونچ سکے بعد اپنے باپ کے ۹۳۲ھ مین امرا کین اور امرانے اُسکو اُس
ملک کا بادشاہ بنایا جسکا دارالسلطنت اندجان تھا۔ یعنی فرغانہ۔ یہ اکثر درویشون کی صحبت
مین حاضر ہوتا۔ چنانچہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار سے نہایت خلوص رکھتا تھا۔
۹۳۷ھ مین انتقال کیا۔ انکے تین بیٹے اور پانچ بیٹیان۔ ایک ظہیر الدین محمد بابر
جنھون نے ہندوستان کو پھر سے فتح کیا۔ اور آگرہ دارالسلطنت بنایا۔ دوسرا مرزا
جہانگیر تیسرا مرزا ناصر۔

احوال بادشاہان ہندوستان

واضح رہے کہ جب شہاب الدین محمد غوری نے ہندوستان کو
۵۸۸ھ مین فتح کیا اپنی طرف سے ایک غلام کو جسکا نام قطب الدین ایبک تھا
ہندوستان کے انتظام کے واسطے مقرر کرکے خود غزنی کو واپس گیا۔ اور ۶۰۲ھ
مین شہید ہوا۔ اُسکے بھتیجے محمود بن غیاث الدین نے بھی جو اُسکی جگہ بادشاہ ہوا قطب الدین
ایبک ہی کو ہندوستان مین بحال اور برقرار رکھا۔ اور ۶۰۲ھ مین مارا گیا۔ ملک کل خاندان
غور تباہ ہوا۔ لیکن اسی سال قطب الدین ایبک نے بھی انتقال کیا۔ اور اُسکی جگہ اُسکا
بیٹا آرام شاہ دہلی مین تخت نشین ہوا۔ الغرض ہندوستان کی بادشاہت اسی وقت سے
خاص ہوگئی۔

محمد غوری کے وقت سے تا آنے بابر شاہ چغتائی تیموری کے اس ہندوستان
مین دہلی کے تخت پر پانچ خاندانون نے سلطنت کی۔ پہلے شاہان مملوک غور۔
دوسرے خاندان خلجی تیسرے خاندان تغلق چوتھے خاندان سادات پانچوین
لودی آئے تب چغتائی آئے۔ نقشہ ذیل سے بخوبی ظاہر ہوگا۔

بادشاہان ہندوستان کہ غوری اور ممالک غوریان تھے

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
۵۸۸ھ	شہاب الدین محمد غوری	محمد غوری نے ہندوستان کو رائے پتھورا سے ۵۸۸ھ مین لیا۔ بانی پت مین بڑا۔ قطب الدین ایبک کو اپنا نائب مقرر کرکے غزنی کو واپس گیا اور ۶۰۲ھ مین مارا گیا۔
۶۰۲ھ	قطب الدین ایبک مملوک شہاب الدین محمد غوری۔	
۶۰۷ھ	آرام شاہ بن قطب الدین ایبک	اراکین نے اسکو ناقابل پاکر معزول کیا۔
۶۳۳ھ	شمس الدین التمش۔ داماد قطب الدین ایبک۔	یہ بزرگ زادہ تھے لیکن بخارا کی لڑائی مین قید ہوگئے کسی نے انکو بیچا۔ بڑے عادل اور اچھے بادشاہ تھے۔ ملک کو درست دی۔
۶۳۳ھ	رکن الدین فیروز شاہ بن شمس الدین التمش	یہ ناقابل تھا لوگ ناراض ہوئے۔ معزول کیا گیا پھر مارا گیا۔
۶۳۵ھ	رضیہ سلطانہ بیگم بنت التمش	یہ بہت عادل تھی۔ لیکن اسکے وقت مین بغاوت اور والی سرہند نے اسکو قید کیا۔ اور اس سے نکاح کیا۔ اور دہلی کا رخ کیا۔ اس درمیان مین لوگون نے اسکے بھائی کو دہلی مین تخت نشین کیا۔
۶۳۹ھ	معز الدین بہرام شاہ بن شمس الدین التمش	معز الدین نے سنا کہ رضیہ مع شوہر دہلی کی طرف آتی ہے اس سے مقابل ہوا اور شکست دی اور مغول کو جو لاہور تک پہونچے تھے شکست ہوئی

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصہ
۶۶۹ھ	علاء الدین مسعود شاہ بن رکن الدین بن فیروز شاہ۔	منول کو شکست ہوئی۔ سلطان عیش مین مصروف اُسکے چچا حاکم بہرائچ نے ملک لیلیا اس سے راے مالوہ نے مقابلہ کیا اور شکست اُٹھائی۔ اسنے کفار پر خوب جہاد کیا۔ اور سوائے ایک زوجہ کے دوسری نہ تھی۔ اور سوائے زوجہ کے کنیز تک نہ تھی۔ بڑا متقی تھا۔
۶۶۴ھ	ناصر الدین محمود بن شمس الدین التمش	
۶۶۴ھ	الغ خان ملقب غیاث الدین بلبن	یہ شمس الدین التمش کا غلام اور داماد تھا۔ التمش نے اسکو اسیر بنایا۔ بہت نیک نام تھا۔
۶۸۵ھ	معز الدین کیقباد بن ناصر الدین بن غیاث الدین بلبن۔	غیاث الدین بلبن کا پوتا تھا۔ اُسکا باپ لکھنوتی سے بیٹے کی ملاقات کو آیا لیکن کام رہا۔ عیش مین مبتلا ہوکر بیمار ہوا۔ اسوقت ایک ملکزادہ نے جسکے باپ کو اُسنے قتل کیا تھا بدلا لیا۔ اور ۶۸۹ھ مین مر گیا۔

بادشاہان خلجی دہلی

۶۸۹ھ	جلال الدین فیروز شاہ خلجی بن فالح خان۔	یہ شخص بہادر پور کا حاکم تھا۔ وہان سے آیا اور کیقباد کی جگہ تخت نشین ہوا اور اپنے بھتیجے علاء الدین کو وہانکی حکومت دی۔ وہان سے اقتدار پیدا کیا اور دہلی کی طرف آیا اور فیروز شاہ کو قتل کیا۔
۶۹۵ھ	علاء الدین خلجی داماد و ابن عم فیروز شاہ	اسنے تمام ہندوستان کو فتح کیا دکھن اور نگا کو بھی چھوڑا

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
۷۱۵ھ	شہاب الدین بن علاؤالدین ۳ ماہ تخت پر رہا۔	ملک کافور۔ بختیار خلجی۔ کالا پہاڑ۔ اسکے پہلا لقب تھے۔ اسنے غلہ کا نرخ کم کرایا۔
〃	قطب الدین مبارک شاہ بن علاؤالدین	خسرو خان اپنے معشوق کے ہاتھ سے ۷۲۰ھ مین مارا گیا۔ اور خسرو خان نے تاج شاہی اپنے سر پر رکھا۔

بادشاہان تغلق

۷۲۰ھ	سلطان غیاث الدین تغلق بن ملک تغلق	ملک تغلق غیاث الدین بلبن کا غلام تھا۔ خسرو خان کو قتل کر کے تخت پر بیٹھا تغلق آباد کا قلعہ کہ مقصل دہلی کے ہے اسی نے بنایا۔
۷۲۵ھ	سلطان محمد بن غیاث الدین تغلق	اسنے ہندون پر جہاد کیا۔ اور عادل اور سلیم الطبع تھا تمام ہندوستان کو تصرف مین لایا عالم سخی اور بہادر تھا۔
۷۵۲ھ	سلطان فیروز شاہ بن رجب ابن عم محمد شاہ	اسنے لکھنوتی کو فتح کیا اور قلعہ فیروز آباد تعمیر کیا بڑا عادل اور بہادر تھا۔ بہت رفاہ کیا۔
۷۹۰ھ	غیاث الدین بن فتح خان فیروز	عیش مین مبتلا ہوا۔ مارا گیا۔
۷۹۱ھ	سلطان ابوبکر بن ظفر خان بن فیروز شاہ۔	اسپر سلطان محمد بن فیروز نے لشکر کشی لکھنؤ سے کی اور کامیاب ہوا۔ اسکی سلطنت چھ مہینے رہی۔
۷۹۱ھ	سلطان محمد بن فیروز شاہ	اسنے قلعہ محمد آباد جلیسر کے قریب بنایا۔
۷۹۶ھ	علاؤالدین سکندر شاہ بن محمد شاہ	ہمیشہ بیمار رہتا تھا مر گیا ایک مہینے بادشاہت کی

سال جلوس	نام سلاطین	مختصر کیفیت
سنہ ۸۱۶ھ	سلطان محمود بن محمد شاہ بن فیروز شاہ	اسوقت طوائف الملوکی اور بدنظمی پھیل گئی یہانتک کہ سنہ ۸۰۱ھ مین امیر تیمور دہلی تک پہونچا۔ لڑائی ہوئی سلطان محمود بھاگا۔ امیر تیمور نے دہلی کو لوٹا۔ پندرہ روز قیام کیا۔ تب ایران کیطرف گیا
	امیر تیمور کے وقت مین بھاگ گیا لیکن بعد جانے امیر تیمور کے پھر دہلی کا قصد کیا۔ اور قلعہ بند دہلی رہا۔ سنہ ۸۱۵ھ مین بیمار ہوکر مرگیا لیکن سید خضر خان نے خطبہ بنام اپنے پڑھا	
بادشاہان خاندان سادات		
سنہ ۸۱۷ھ	سید خضر خان	اسنے خطبہ اور سکہ بنام امیر تیمور اور اسکے بیٹے شاہرخ مرزا کے جاری رکھا زمانہ مین فیروز شاہ کے حاکم ملتان مقرر ہوا اور دولت خان والی دہلی سے لڑکر اسکو قید کیا۔ اور دہلی کے تخت پر بیٹھا۔
سنہ ۸۲۴ھ	سید معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ بن خضر خان	اسنے تیرہ برس سلطنت بڑے انصاف اور عدل سے کی۔ سدھارن کھتری وغیرہ نے اسکو مسجد مین شہید کیا۔
سنہ ۸۳۷ھ	سید سلطان محمد شاہ بن زید خان بن خضر خان	اس سے سلطان محمود شاہ خلجی کہ صوبہ مالوہ کا بادشاہ بنگیا تھا۔ لڑا۔ ان خاندانون کا پیچھے حال لکھا جائیگا
سنہ ۸۴۹ھ	سید سلطان علاؤالدین بن	یہ بہت سست تھا اسپر بہلول لودی

سال جلوس	نام سلاطین	مختصر کیفیت
	سید محمد ۸۵۵ھ مین	والی پنجاب نے فوج کشی کی۔ اسکی سلطنت سات برس رہی۔ اسوقت تمام ہندوستان مین طوائف الملوکی ہوگئی۔

واضح رہے کہ بعد جانے امیر تیمور کے ہندوستان مین طوائف الملوکی ہوگئی اور دو مہینے تک دہلی کا تخت خالی رہا۔ نصرت خان بن فتح خان بن فیروز شاہ کہ سلطان محمود سے لڑا تھا۔ تخت دہلی پر موقع پاکر بیٹھ گیا۔ لیکن پھر **اقبال خان لودی** بن ظفر خان سے ۸۱۲ھ مین شکست اُٹھاکر سیوات کی طرف بھاگا۔ اور مرگیا۔ گیارہ مہینے بادشاہت کی۔

اقبال خان ۸۱۲ھ مین دہلی کے تخت پر بیٹھا اور ملک دوآب کو اپنے تصرف مین لایا۔ لیکن بہت بڑا حصہ ہندوستان کا دوسروں کے تحت تصرف مین تھا۔ تمام دکھن بہمن سپاہیون کے دخل مین تھا۔ تمام **گجرات** پر **ظفر خان**۔ اور تاتار خان قابض تھا۔ اور **ملتان** اور **دیالپور** ہاتھ مین سید **خضر خان** کے۔ اور کڑا۔ اودھ **قنوج**۔ بہار۔ بنارس۔ جونپور۔ ہاتھ مین ملک شرقی خواجہ جہان کے تھا جو ۸۱۴ھ مین مرگیا۔ اُسکی جگہ مبارک شاہ ہوا۔ ۸۱۴ھ مین اُسکی جگہ اُسکا بھائی سلطان ابراہیم شرقی جونپور کا بادشاہ ہوا۔ **اقبال خان** نے ۸۱۵ھ مین **خضر خان** حاکم **ملتان** پر فوجکشی کی۔ اور شکست اُٹھاکر اُسی سال قتل ہوا۔

سلطان محمود بن محمد شاہ تغلق کہ امیر تیمور کے خوف سے بھاگ گیا تھا حسب طلب **دولت خان** بن **اقبال خان** پھر آکر دہلی کے تخت پر دوبارہ ۸۱۵ھ مین بیٹھا۔ اور ۸۱۷ھ مین مرگیا۔

دولت خان

دولت خان لودی بن سلطان محمود لودی ۸۱۵ھ مین اپنے باپ کی جگہ دہلی مین تخت نشین ہوا۔ ۸۱۷ھ مین سید خضر خان والی ملتان سے لڑائی ہوئی جسمین دولت خان قید ہوگیا اور خاندان سادات شروع ہوا۔ خاندان سادات کے بعد پھر خاندان لودی ۸۵۵ھ سے بہلول لودی سے شروع ہوا جسکا نقشہ درج ذیل ہے۔

آخر خاندان لودی

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
۸۵۵ھ	سلطان بہلول لودی	اس سے اور سلطان محمود شاہ شرقی اور اُسکے بیٹے محمد شاہ سے لڑائی رہی جب محمد شاہ کے بیٹے سلطان حسین شرقی کی نوبت آئی اُسکو بارہا ہزیمت ہوئی۔
۸۹۴ھ	سلطان علاؤالدین سکندر شاہ بن سلطان بہلول	اسنے نہایت دینداری اور انصاف سے سلطنت کی۔ آگرہ کو دارالسلطنت بنایا۔ اور مذہب اسلام کو قوت دی اور شاہ بنگالہ اور جونپور سے لڑا۔
۹۱۵ھ	سلطان ابراہیم حسین لودی بن علاؤالدین سکندر۔ ۹۳۲ھ مین یہ خاندان ختم ہوا۔	اسنے ۱۲ برس حکومت کی۔ آخرش ظہیرالدین محمد بابر چغتائی نے اسپر فوج کشی کی۔ اور اسپر غالب آیا۔ پانی پت مین لڑائی ہوئی۔

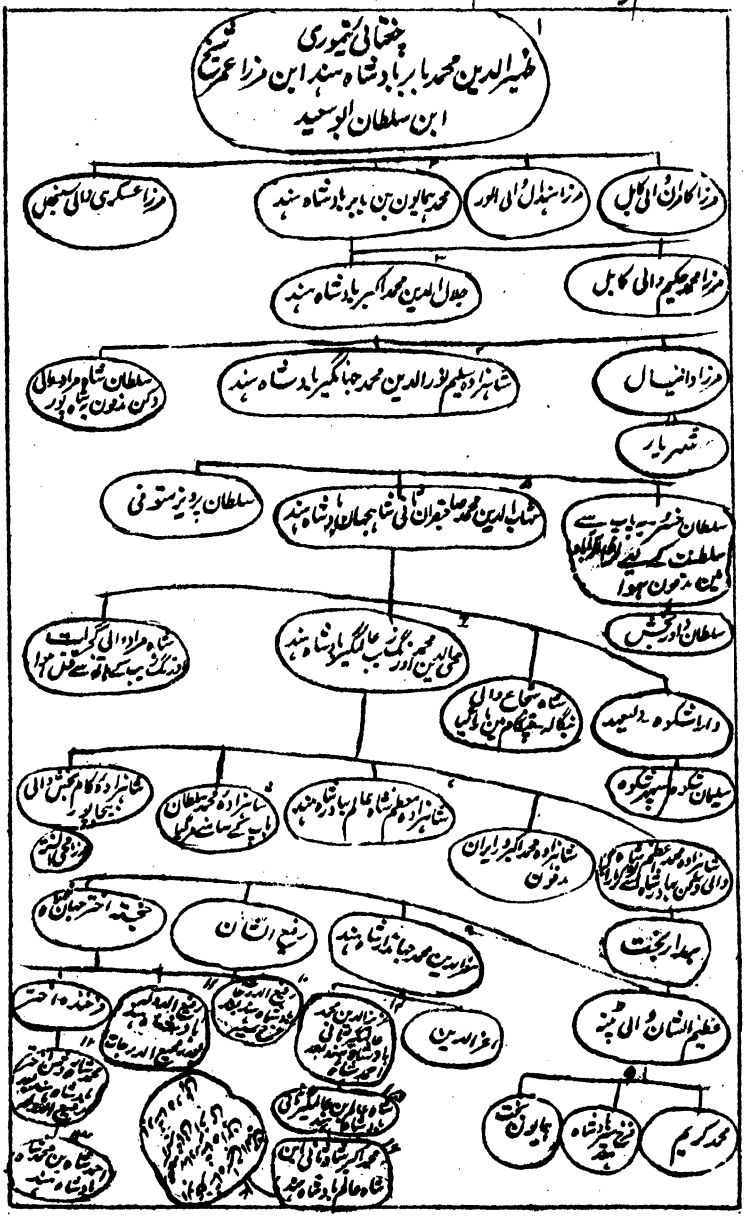
چغتائی تیموری
ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ ہند ابن مرزا عمر شیخ
ابن سلطان ابو سعید
مرزا کامران والی کابل
مرزا ہندال والی الور
محمد ہمایون بن بابر بادشاہ ہند
مرزا عسکری والی سنبھل
مرزا محمد حکیم والی کابل
جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہند
مرزا دانیال
شاہزادہ سلیم نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ ہند
سلطان شاہ والی دکن مدفون بیجاپور
شہریار
سلطان پرویز متوفی
شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ ہند
سلطان شجاع والی بنگالہ مقہور مدفون ارکان
سلطان اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ ہند
شاہ مراد والی گجرات
دارا شکوہ والی سعید
سلیمان شکوہ
سپہر شکوہ
شاہزادہ کام بخش والی بیجاپور
شاہزادہ محمد سلطان
شاہزادہ معظم شاہ عالم بہادر شاہ ہند
شاہزادہ محمد اکبر ایران
شاہزادہ محمد اعظم شاہ والی دکن بادشاہ
نجبۃ اختر جہان شاہ
رفیع الشان
محمد جہاندار شاہ ہند
بہدر بخت
فرخندہ اختر
رفیع الدولہ شاہ جہان ثانی
رفیع الدرجات
شاہ جہان ثالث
عزیز الدین
عظیم الشان والی پٹنہ
محمد کریم
فرخ سیر بادشاہ
ہمایون بخت

نقشہ خاندان چغتائیہ تیموریہ جنھوں نے ہند مین سلطنت کی

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
سنہ ۹۳۲ھ	سلطان ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی بن عمر شیخ مرزا۔	اس بادشاہ کو اپنے ملک فرغانہ مین بہت معرکے پیش آئے۔ آخرش اُسکو اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔ وہان سے بدخشان مین رہا پھر کابل فتح کیا پھر ہندوستان فتح کیا۔
سنہ ۹۳۷ھ	سلطان نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ بن بابر۔	یہ بادشاہ دس برس ہند مین بعد باپ کے حکمران رہا۔ پھر شیر شاہ سے شکست اُٹھا کر ہندوستان سے بھاگا۔ پندرہ برس بعد پھر ہند مین آیا۔ صرف چھ مہینے حکمران رہا
سنہ ۹۴۸ھ	شیر شاہ افغان وغیرہ خاندان سوری۔	شیر شاہ افغان تھا۔ شہنشاہ اُسکی جاگیر تھی۔ وہین مدفون ہے۔
سنہ ۹۶۳ھ	سلطان نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ بن بابر۔	صرف چھ مہینے تخت نشین رہا۔ سیڑھی سے گر کر مر گیا۔
سنہ ۹۶۳ھ	سلطان جلال الدین محمد اکبر بادشاہ بن ہمایون۔	اسنے پچاس برس سلطنت کی بڑا عدل و انصاف کیا۔
سنہ ۱۰۱۴ھ	سلطان نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ بن اکبر بادشاہ۔	اسنے نور جہان بیگم سے عقد کر کے کل انتظام سلطنت اُسکے ہاتھ مین دیدیا۔
سنہ ۱۰۳۶ھ	سلطان شہاب الدین صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ بن جہانگیر۔	اِسکا زمانہ بڑی دولت اور رعایا کے آرام کا تھا۔ اِسکو عالمگیر نے معطل کیا۔

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
۱۰۶۹ھ	سلطان دارا شکوہ بن شاہجہان بادشاہ۔	اسکو عالمگیر نے متواتر لڑائیون مین شکست دی اور آخر مین قتل کیا۔
۱۰۶۷ھ	سلطان محی الدین محمد اورنگ زیب بن شاہ جہان۔	اسنے پچاس برس سلطنت کی۔ دکھن کو سر کیا۔
۱۱۱۸ھ	سلطان اعظم شاہ بن اورنگ زیب	یہ اپنے بھائی معظم شاہ کی لڑائی مین قتل ہوا
۱۱۱۹ھ	سلطان معظم شاہ قطب الدین بہادر شاہ بن اورنگ زیب۔	اسنے صرف چھ برس سلطنت کی۔
۱۱۲۴ھ	سلطان معز الدین جہاندار شاہ بن بہادر شاہ عالم۔	اسنے گیارہ مہینے بادشاہت کی۔
۱۱۲۵ھ	سلطان محمد فرخ سیر بن عظیم الشان بن بہادر شاہ۔	اسنے چھ برس سلطنت کی لیکن بالکل سلطنت کے اُمور سادات بارہہ کے ہاتھ مین تھے
۱۱۳۱ھ	سلطان رفیع الدرجات بن رفیع الشان بن بہادر شاہ۔	صرف تین مہینے بادشاہت کا نام کیا۔
۱۱۳۱ھ	سلطان رفیع الدولہ ایضاً بن ایضاً	ایضاً۔ ایضاً۔
۱۱۳۱ھ	سلطان ناصر الدین محمد شاہ روشن اختر بن نجمۃ اختر بن بہادر شاہ۔	اسنے سادات بارہہ کو قتل کیا۔ نادر شاہ اسی کے عہد مین آیا۔
۱۱۶۱ھ	سلطان مجاہد الدین ابو النصر احمد شاہ بہادر بن محمد شاہ۔	احمد شاہ ابدالی اور مرہٹون کا زور ہوا۔
۱۱۶۷ھ	سلطان عزیز الدین عالمگیر ثانی بن جہاندار شاہ۔	یہ بھی معزول کیے گئے۔ اکبر ثانی کا نمود اسی عہد مین ہوا۔

سال جلوس	نام سلاطین	مختصر کیفیت
۱۲۱۷ھ	سلطان عالی گہر شاہ عالم بن عالمگیر ثانی۔	اسی عہد مین انگریز ہند پر مسلط ہوگئے۔
۱۲۲۱ھ	سلطان محمد اکبر ثانی بن شاہ عالم	یہ نام کے بادشاہ تھے۔ انگریز وظیفہ دیتے تھے۔
۱۲۵۳ھ	سلطان سراج الدین محمد بہادر شاہ بن اکبر ثانی معروف بہ ظفر شاہ۔	انکو انگریزون نے محبوس کرکے رنگون بھیجا۔ جہان یہ مرگیا۔ یہ خاندان ختم ہوگیا
۱۲۵۳ھ	قیصر ہند ملکہ وکٹوریہ فرنگن ساکن لندن ملک انگلستان یعنی برطانیہ۔	یہ قوم نصاریٰ سے ہے۔ انکا اصل ملک ایک چھوٹا جزیرہ ہے جسکو برطانیہ کہتے ہین قدیم زمانے مین انکے ملک پر رومی حکمران تھے۔ بعد رومیون کے سیکسن کہ قوم جرمن کی اولاد تھے۔ آئے انکے بعد قوم نورمن کہ فرانس کے بعض صوبہ کے نواب تھے۔ بادشاہ رہے۔

باب بیسوان

احوال خاندان چغتائی تیموری ہند

ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی

ظہیر الدین محمد بابر بن میرزا عمر شیخ بن سلطان ابوسعید مرزا بن سلطان محمد مرزا بن میران شاہ بن امیر تیمور گورکان کی پیدائش ۱۴ محرم ۸۸۸ھ مین کہ مطابق ۱۵ فروری ۱۴۸۳ء کے تھی۔ اسکی مان کا نام قتلق نگار خانم تھا۔

یونس جان بادشاہ مغلستان کی بیٹی تھی۔ اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے کہ قطب وقت تھے اپنی زبان مبارک سے اسکا نام ظہیر الدین محمد رکھا تھا۔ لیکن چونکہ مغول کی زبان پر یہ لفظ نہ آتا تھا اسلیے بابر کہتے تھے۔ اپنے باپ مرزا عمر شیخ کے مرنے کے بعد بارہ برس کی عمر میں اندجان میں کہ دار السلطنت فرغانہ کا تھا تخت نشین ہوا۔ اور حسب قاعدہ بہ مشقت اور تردد ممالک کی تسخیر میں اسکو پیش آیا کم بادشاہوں کو پیش آیا ہوگا۔ گیارہ برس ماوراء النہر میں سلاطین اذبک کہ چنگیز خان کی اولاد سے تھے اور سلاطین جغتائی سے لڑا۔ اور تین مرتبہ اپنے چچا احمد مرزا پر سمرقند کی فتح میں غالب آیا۔ اور اخیر میں جب سلاطین اذبک نے بڑا لشکر بخارا کی طرف روانہ کیا اور ظہیر الدین محمد بابر نے اپنے میں اسکے مقابلے کی طاقت نہ دیکھی۔ فرار اختیار کیا۔ اور چونکہ مشیت یہ تھی کہ ہندوستان کی بادشاہت اسکو ملے۔ اسلیے وہ بدخشان کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اسپر متصرف ہوگیا ربیع الاول کے آخر میں سنہ ۹۱۰ھ میں کابل پر بھی قبضہ کیا۔ اور سنہ ۹۱۳ھ میں قندہار کو مسخر کیا۔ اور چونکہ اسوقت تک تیمور کی اولاد کو مرزا کہتے تھے اسنے کہا کہ اسکے بعد مجھکو بادشاہ کہو اور اس سال کے آخر میں شاہزادہ محمد ہمایون کابل میں پیدا ہوا۔ سنہ ۹۱۳ھ میں۔ خان مرزا حاکم بدخشان مرگیا۔ اسلیے بابر نے ہمایون کو ۱۳ برس کی عمر میں اسکی جگہ حاکم بدخشان مقرر کیا۔ سنہ ۹۳۲ھ میں بابر نے ہندوستان کے فتح کرنے کا قصد کیا۔ لاہور اور دیالپور کو فتح کرکے واپس گیا۔ سنہ ۹۳۲ھ میں مطابق سنہ ۱۵۲۶ء کے ہندوستان پر پھر فوجکشی کی اور دہلی کے قریب بارہ ہزار آدمیوں سے آپہونچا پانی پت کے میدان میں سلطان ابراہیم حسین سکندر لودی نے ایک لاکھ آدمیوں سے مقابلہ کیا۔ اور شکست اٹھائی اور مارا گیا۔ بابر تخت دہلی پر جانشین ہوا۔ اور اسکی فتحیابی کا سبب اتنی قلیل فوج سے یہ ہوا۔ کہ بابر کے ساتھ توپ اور بندوق تھی جو اہل ہند کو معلوم ہی نہ تھی۔ بعد کامیابی کے بابر نے اپنے بیٹے ہمایون کو آگرہ

روانہ کیا کہ وہان کے خزانے پر قابض ہو۔ وہین راجہ بکرماجیت گوالیار کے راجہ نے ایک ہیرا نذر دیا جو بے بہا نکلا۔ الغرض بابر نے پانچ برس سلطنت کی ۹۳۷ھ مین مرگیا سنہ ۱۵۳۰ع
سنجار کا عارضہ ہوا۔ یہ بادشاہ نہایت عقلمند اور ہوشیار ذی علم تھا۔ اسنے اپنا احوال آپ واقعات بابری مین لکھا ہی۔ اسکے اشعار فارسی اور ترکی مین بہت ہین۔ دو دیوانون مین مجتمع ہین۔ یہ شعر اُسی کا ہی ؎

باز آے اے ہمای کہ بے طوطی حظت	نزدیک شد کہ زاغ برد استخوان من

نہایت سادہ دل اور شرم مزاج شخص تھا۔ دل مین کج و پچ کچھ نہ تھا۔ مصنوعات قدرت کو دیکھکر نہایت مسرور ہوتا۔ گل و گلزار سے صانع قدرت پر تسبیح پڑھتا۔ اور افسوس کرتا کہ اہل ہند اس ذائقہ سے بے بہرہ ہین۔ اپنے ارادون مین نہایت مستقل رہتا ایک معرکہ کا اُسنے قصد کیا۔ ایک منجم نے کہا کہ اسمین آپ کو شکست ہوگی۔ لیکن اُسمین وہ کامیاب ہوا۔ منجم کو بُلوایا۔ شرمندہ کیا۔ اور انعام دے کر رخصت کیا اور کہا کہ میرے علاقے سے چلے جاؤ۔

بیماری کی وجہ یہ لکھی ہی کہ ہمایون نہایت بیمار تھا اور زیست کی امید منقطع تھی علما نے خیر اندیشی کی راہ سے کہا کہ جو چیز شہزادے کو بہت مرغوب اور عزیز ہو وہ ایسی حالت مین اُسپر نثار کی جاے۔ اور اس سے اُنکا مقصد یہ تھا کہ میرے کی انگوٹھی جو ہمایون کے ہاتھ مین ہی وہ نثار کیجاے۔ لیکن بابر نے کہا کہ ہم ہمایون کے باپ ہین ہم سے زیادہ کوئی چیز اُسکو عزیز نہوگی۔ چنانچہ یہ کہکر ہمایون کے پلنگ کے گرد تین مرتبہ پھرا اور کہا کہ اسکی بیماری ہمکو آجاے۔ چنانچہ اُسی روز سے ہمایون کو افاقہ شروع ہوا۔ اور بابر بیمار ہوا۔ اور مرگیا۔ چھ مہینے لاش آگرہ مین رہی پھر حسب وصیت اُسکو کابل پہونچایا اور روضہ بابر مین مدفون ہی۔

اسی عہد مین شمس الدین محمد رومی نے کہ عارف حق تھے سنہ ۹۱۰ھ مین۔ اور

اسی سال امیر کمال الدین حسین نے کہ بڑے عالم تھے اور مولانا حسین واعظ صاحب تفسیر حسینی نے کہ حضرت جامی کے شاگرد اور مرید تھے سنہ ۹۱۰ھ مین۔ اور خواجہ آصفی بن خواجہ نعمت اللہ نے کہ بڑے شاعر تھے سنہ ۹۲۶ھ مین۔ اور مولانا عبد الدہانی نے کہ حضرت جامی کے خواہرزادہ تھے اور شعر جامی کے شاعر اور عارف تھے سنہ ۹۲۶ھ مین اور مولانا عبد الغفور لاری نے کہ حضرت جامی کے شاگرد رشید اور خلیفہ تھے سنہ ۹۱۲ھ مین۔ اور میر غیاث الدین نے بھی کہ بڑے شاعر اور فاضل تھے۔ اور مولانا امیدی نے کہ شاعر تھے سنہ ۹۲۵ھ مین۔ اور شاہ اسمعیل صفوی نے کہ اول بادشاہ ایران کا خاندان صفویہ سے تھا سنہ ۹۳۰ھ مین۔ اور مولانا ہلالی استرآبادی نے کہ بڑے شاعر تھے سنہ ۹۳۶ھ مین اور حضرت خواجہ عبد الحق المشتہر بہ محی الدین نے کہ پوتے خواجہ عبید اللہ احرار رح کے اور بڑے عارف تھے سنہ ۹۳۵ھ مین انتقال فرمایا۔

شاہ اسمعیل صفوی

شاہ اسمعیل صفوی بن سلطان حیدر بن جنید اولاد سے حضرت سید شیخ صفی الدین کی ہین۔ کہ جنکا احوال تیسرے خلیفہ عباسیہ بصر کے تحت مین لکھا گیا ہے اسمعیل صفوی کے دادا جنید اردبیلی اپنے باپ کی جگہ مسند شیخی پر بیٹھے اور انکا ارشاد اسقدر بڑھا اور خلائق کا اجماع انکی طرف اتنا ہوا۔ کہ عراقین کے حاکم مرزا جہانشاہ نے کہ اولاد تیموری سے تھا انکے نکلنے کا اشتہار دیا۔ تب وہ وہان سے دیار بکر کی طرف چلے جہان کے حاکم حسن بیگ نے انکی خاطر کی۔ اور اپنی بہن سے انکا نکاح کر دیا۔ وہان بھی انکے ساتھ درویشون کا بہت ہجوم ہوا۔ اور سنہ ۸۶۰ھ مین جہاد کے لیے گرجستان کی طرف بڑھے۔ اطراف کے بادشاہ مثل شروان شاہ وغیرہ کے ڈرے اور انکو شہید کیا تب انکے بیٹے سلطان حیدر کا زمانہ آیا۔ حسن بیگ نے اپنی بیٹی انکے نکاح مین دی۔ اور انکے ساتھ بھی مریدون نے وہی ہجوم کیا۔ انکے ساتھ ترک بھی تھے جنکو انھون نے سرخ ٹوپی تقسیم کی اور اسی سبب سے وہ سب قزلباش کہلائے۔ الغرض انھون

نے اپنے باپ کی طرح جہاد کا قصد کیا۔ اور شہید ہوئے تین بیٹے چھوڑے جنمین سے ایک اسمٰعیل صفوی تھے۔ کہ ایران کے تخت پر بیٹھے۔ جب انکے باپ ۸۹۳ھ مین شہید ہوئے۔ یہ ایک برس کے تھے۔ شروان شاہ کے ہاتھ مین گرفتار رہے۔ بعد کئی برس کے سلطان یعقوب کے خوف سے بھاگ کر گیلان مین بسر کرتے تھے۔ جب انکے باپ کے مریدون کو معلوم ہوا۔ وہان ہر طرف سے جمع ہوئے۔ اور انکے باپ اور دادا کے خون کے انتقام مین بڑی کوشش کی۔ چنانچہ برّالشکر قزلباشون کا جمع ہوگیا۔ اور ۹۰۷ھ مین الوند بیگ حاکم شیروان پر غالب آئے۔ اور تھوڑے عرصہ مین ایران کے اکثر حصون پر غالب آئے۔ اور شاہ اسمٰعیل صفوی کا لقب لیا ایران مین اسوقت سے اثنا عشری مذہب کو رونق ہوئی۔ انکے وقت مین فتوحات ملک مین برابر ترقی رہی۔ ۹۳۰ھ مین انھون نے انتقال کیا۔

حضرت خواجہ احرار

حضرت خواجہ عبدالحق بن خواجہ عبدالعدل کلان بن خواجہ عبدالعدل احرار بڑے عارف کامل تھے۔ یہ اپنے دادا حضرت خواجہ عبیدالعدل احرار کے مرید اور خلیفہ تھے انکے والد حضرت خواجہ کے سامنے انتقال کر چکے تھے۔ یہ بزرگ ظہیرالدین محمد بابر کے ساتھ ہندوستان مین تشریف لائے تھے۔ اور انکو لوگ محی الدین ثانی کہتے تھے بابر شاہ انکا معتقد تھا۔ لیکن جب زمانہ آپ کے انتقال کا قریب آیا۔ آپ نے فرمایا ہندوستان کفرستان ہے یہان مرنا اچھا نہین اور شہر سمرقند مین پہونچکر انتقال کیا آپ کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد یحیٰی جنکو خواجہ محمد یحیٰی بھی کہتے ہین ہندوستان مین رہے اسکا ذکر اکبر بادشاہ کے عہد سلطنت مین کیا جائیگا۔ آپ کے تصرفات وغیرہ کا بیان اس مختصر کتاب مین کہان ہوسکتا ہے۔ مفصل حال اخبار الاصفیا مین درج ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے۔

نصیر الدین محمد ہمایون

نصیر الدین محمد ہمایون بن ظہیر الدین محمد بابر

نصیر الدین محمد ہمایون جیسا ہم اوپر لکھ چکے ہین ۹۱۳ھ مین کابل مین پیدا ہوے اور ۹۳۷ھ مین بعد باپ کے چھبیس برس کی عمر مین آگرہ مین تخت نشین ہوے۔ سب منصب دارون کو جگہ مناسب دی اور اپنے بھائیون اور اقران کو جاگیر دی۔ مرزا کامران کو کابل۔ قندہار۔ اور غزنی اور پنجاب دیا۔ اور صوبہ سنبھل مرزا عسکری کو دیا۔ اور صوبہ الور مرزا ہندال کو دیا۔ یہ سب اپنے بھائی تھے۔ اور صوبہ بدخشان مرزا سلیمان بن خان مرزا سلطان محمود بن سلطان ابو سعید کو بخشا۔ بعد تھوڑے عرصہ کے دریاے جمنا کی سیر کا قصد کیا۔ اور ایک کشتی زر سے بھری ہوئی منگائی اسکی تاریخ کشتی زر نکلی۔ چھ مہینہ سلطنت کر کے قلعہ کالنجر کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ وہان کے حاکم نے بارہ من سونا اور دوسری چیزین پیشکش کر کے اطاعت قبول کی۔ اور دوسرے ممالک بھی بادشاہ کے تصرف مین در آئے۔ اور ۹۴۲ھ مین قریب دہلی کے ایک شہر آباد کیا جسکا نام دین پناہ کیا۔ ۹۴۲ھ مین سام مرزا شاہ طہماسپ صفوی کے بھائی نے خواجہ کلان بیگ کو قندہار مین محاصرہ کیا۔ مرزا کامران نے لاہور سے فوجکشی کی اور سام مرزا کو شکست دی۔

چونکہ محمد فرمان مرزا ابن مرزا بدیع الزمان ابن سلطان حسین مرزا نے بغاوت کی اور سکہ اور خطبہ اپنے نام کا کر لیا۔ آخرش بھاگ کر سلطان بہادر گجراتی سے جا ملا۔ اسلیے ہمایون نے ۹۴۳ھ مین سلطان بہادر گجراتی پر فوجکشی کی۔ اسکو شکست ہوئی اور سندھ کی طرف بھاگا۔ تمام گجرات پر ہمایون متصرف ہوا۔ پھر قلعہ چانپانیر کو فتح کیا۔ پھر سلطان بہادر وہان سے بھاگ کر دیو کے بندرگاہ مین پہونچا۔ جہان فرنگیون کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ تھوڑے عرصے مین قندہار سے صوبہ بہار تک تصرف مین ہمایون کے در آیا۔ یہانتک کہ زمانہ کی گردش سے ۹۴۷ھ مین جو سا

کی راہ مین دریاے گنگا کے کنارے شیر شاہ افغان سے کہ قوم سُھور سے تھا اور اُسکے پیشتر ایک سپاہی تھا اور بعد ازان فوج کا افسر ہوا تھا صوبہ بہار مین شکست اُٹھائی - اور پھر دوسری شکست اُسی کے ہاتھ سے قنوج مین ۱۵۴۰ء مین ہوئی - اور بھائیون کی مخالفت اور نا اتفاقی سے تنگ آکر خراسان اور عراق کی طرف راہ لی - اسکے بعد شیر شاہ کے خاندان کے پانچ شخصون نے پندرہ برس تک جیسا کہ نقشۂ ذیل سے واضح ہوگا بادشاہت کی - اُسکے بعد پھر ہمایون کے نصیب نے مدد کی اور ہندوستان کی بادشاہت پر جانشین ہوا -

نقشۂ خاندان سور افغانی

سن جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
۹۴۸ھ	سلطان شیر شاہ بن حسن خان سور افغانی -	اسکا اصل نام فرید خان تھا - چونکہ شیر کو مارا تھا اسلیے شیر خان کہلاتا - جب بادشاہ ہوا - شیر شاہ کا لقب لیا اسکا دادا ابراہیم خان رنجش ہوکر گھر سے یعنی افغانستان سے ہندوستان مین آیا - اور اُمرا کی خدمت مین نوکری کرتا تھا - اور اسکا باپ جمال خان کے لشکر مین کہ حاکم جونپور تھا رہتا تھا - اور سہسرام اور حواص پور اسکو جاگیر مین ملا - شیر شاہ کو بھی بابر نے پورب مین جاگیر دی تھی - اسی ذریعہ سے اقتدار پاکر بہار اور بنگالہ پر متصرف

سن جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
		ہوا۔ پھر ہمایون کو شکست دی۔ لاہور کے قریب نہایت مضبوط قلعہ بنایا۔ اسنے بنگالہ سے پنجاب تک ایک سڑک ایسی بنائی کہ آجتک یادگار ہے اور ہر کوس پر مسجد اور سرائے تعمیر کی۔ یہ بڑا قلعہ تھا قلعہ کالنجر کی فتح مین جلکر مرگیا۔
سنہ ۹۵۳ھ	سلطان سلیم شاہ بن شیر شاہ۔	
سنہ ۹۶۱ھ	سلطان فیروز شاہ بن سلیم شاہ۔	
سنہ ۹۶۱ھ	سلطان محمد شاہ عدلی برادر زادہ شیر شاہ۔	
سنہ ۹۶۲ھ	سلطان ابراہیم شاہ۔	
سنہ ۹۶۲ھ	سلطان سکندر شاہ برادر زادہ شیر شاہ	

الغرض جب ہمایون بڑی حیرانی اور پریشانی کے ساتھ کئی برس بعد عراق پہونچا۔ یہ قلعہ شاہ طہماسپ صفوی کے حضور مین گذرانا۔

خسروا عمریست تا غمخواے عالی ہمتم — قلعۂ قاف قناعت را نشین کردہ است
روزگار سفلہ رنگندم نہاد و جوفروش — طوطی طبع مرا قانع بارزن کردہ است
دشمنم شیرست و عمری پشت بر زین کردہ بود — جاے از کین و عداوت در دلم باسن کردہ است
التماس از شاہ آن دارم کہ باسن آنکند — آنچہ با سلمان علی در دشت ارزن کردہ است

شاہ نے اس خوشخبری کو سنکر حاضری کا حکم دیا اور لوازم اور منزلت کے سامان کا فرمان جاری کیا۔ اور یہ شعر مکتوب کے آغاز مین لکھا ؎

ہماے اوج سعادت بدام ما افتد	اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد

چنانچہ ۹۵۱ھ مین بادشاہ سے ملاقات ہوئی۔ سبھون نے ہمایون کی تعظیم کی۔ اور شاہ والاجاہ ہمایون کے آنے کو مبارک سمجھکر لوازم بادشاہی کا بجالایا۔ اور مہمانداری مین کوشان ہوا۔ اور کئی روز تک جشن رہا۔ اور ہمایون نے بے بہا الماس اور پچاس لعل بدخشانی نذر گذرانا۔ بعد کئی روز کے شاہ طماسپ نے سامان بادشاہت کا ہمایون کو عطا کیا۔ اور اپنے بیٹے مراد مرزا کو مع بارہ ہزار سوار کے ہمایون کی مدد مین روانہ کیا۔ ہمایون قندھار کی طرف متوجہ ہوا۔

واضح رہے کہ جب ہمایون بادشاہ اس حیرانی مین تھا۔ مرزا کامران نے اُس سے جدا ہوکر سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا۔ اور غزنی عسکری مرزا کو دیا۔ اور بدخشان کو سلیمان مرزا سے چھین لیا۔ اور قندھار کے قلعہ مین قید کیا۔ آخرش جب ہمایون نے امدادی لشکر سے قندھار کا محاصرہ چھ مہینے تک کیا۔ وہان کی حکومت مرزا عسکری کو کامران نے دی تھی۔ وہ امان کے لیے قلعہ سے نکل آیا۔ ہمایون نے اُسکی خطا معاف کی۔ قندھار پر قبضہ کرکے کابل کی طرف بڑھا۔ مرزا ہندال اور مرزا ناصر بابر کے بھائی مرزا کامران سے بھاگکر اثناے راہ مین ہمایون سے آملے۔

مرزا کامران ہمایون کی خبر سنکر کابل سے غزنی کی طرف بھاگا۔ ہمایون ۹۵۲ھ مین بغیر لڑائی کے کابل پر متصرف ہوا۔ اور اپنے بیٹے اکبر اور بی بی کے دیدار سے جو مدت سے مسدود ہوا۔ اکبر کا سن اسوقت تین برس کا تھا۔ اس درمیان مین سلیمان مرزا قید سے رہا ہوکر بدخشان پر متصرف ہوا۔ جب ہمایون ۹۵۳ھ مین بدخشان کیطرف گیا پیچھے مین مرزا کامران نے پھر کابل پر قبضہ کیا۔ جب یہ خبر بادشاہ ہمایون کو ملی۔ بدخشان مرزا سلیمان کے حوالہ کیا۔ اور قندھار مرزا ہندال کے سپرد کیا۔ اور مرزا ناصر کو کہ باعث فساد تھے قتل کیا۔ اور کابل کیطرف چلے اور مرزا کامران سے لڑکر کابل کو ۹۵۳ھ مین پھر دخل کیا۔ اور

مرزا کامران پھر بھاگا۔ بعد ان فتوحات کے بھی مرزا کامران اور مرزا عسکری سے بڑے بڑے قصور سرزد ہوئے اور کئی مرتبہ ہمایون بادشاہ سے لڑے۔ ناچار ہمایون کو اُنسے لڑنا پڑا۔ یہانتک کہ مرزا ہندال قتل ہوئے اور مرزا عسکری گرفتار ہوئے مرزا کامران سلطان آدم حکمر کے پاس پناہ گزین ہوا اُسنے قید کرکے ہمایون کے پاس بھیجا اور نکھول ہوئے اور مکہ کو گئے۔ اور مرزا عسکری قید سے بھاگ کر بلخ پہونچے اور وہان سے مکہ کو گئے اور دونون مرگئے۔

جب ہمایون کو اطمینان بھائیون کی طرف سے ہوا۔ ہندوستان کا قصد کیا اور ۹۶۱ھ مین دیوان حافظ سے فال لیا۔ اور یہ شعر نکلا ؎

جلت ازمرغ ہمایون طلب وسایۂ او	زانکہ بازاغ وزغن شیوۂ شہبیت نبود

اور لاہور تک بے نزاع قابض ہوگئے۔ افغانون مین انتشار آیا اور اطراف رہتاس مین پراگندہ ہوگئے ہمایون نے لاہور مین خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا۔ سرہند مین سکندر شاہ افغان اسی ہزار آدمیون سے ہمایون کے مقابل ہوا۔ لیکن اُسکو برابر شکست ہوتی گئی۔ یہ فتح ۹۶۲ھ مین ہوئی اور سکندر شاہ کوہ سوالک کی طرف بھاگا۔ اس فتح کے بعد ہمایون بادشاہ غرہ رمضان کو دہلی مین داخل ہوا اور سجدۂ شکر بجالایا۔ اور خطبہ اور سکہ اپنے نام سے جاری کیا۔ لیکن صرف سات مہینے زندہ رہا۔ اتفاق سے کوٹھے کی سیڑھی سے گرا اور مرگیا۔ دہلی مین مدفون ہوا۔

اور قصہ نظام سقہ کا یون ہے کہ ہمایون بادشاہ کو جب چوسا مین شکست ہوئی اور بھاگا گھوڑے کو دریا مین ڈالا کہ دریا کے پار ہو۔ لیکن گھبراہٹ مین گھوڑا رہ سے نکل گیا۔ اور نوبت غرق کی پہونچی کہ نظام سقہ نے اپنے مشک کو ہوا سے بھر کر اور مضبوط باندھکر بادشاہ کے پاس پھینکی۔ جسکے ذریعہ سے بادشاہ ڈوبنے سے بچا

اسکے عوض بادشاہ نے اُسکو حکومت تمام ہندوستان کی ایک روز کے لئے بخشی اُسنے اُسی عرصے مین چمڑے کا سکہ جاری کیا کہ اُجتک یادگار ہی۔

اسی ہمایون بادشاہ کے عہد مین شاہ علاؤالدین اکبرابادی مجذوب تھے کہ بڑے عارف تھے ۹۵۳ھ مین اور شیخ محمد رفیع الدین محدث اکبرآبادی نے ۹۵۴ھ مین اور مولانا ابوالخیر خولدزمی نے کہ بڑے محقق اور طبیب کامل تھے ۹۵۸ھ مین اور مرزا اشرف کہ وزیر شاہ طہماسپ صفوی کے تھے اور شہر کربلا اُنکی بنائی ہی ۹۶۲ھ مین انتقال کیا۔

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی بن محمد ہمایون بادشاہ

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی پیدایش ۵ رجب ۹۴۹ھ مین مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۵۴۲ء کے ہوئی۔ انکی پیدایش کی جگہ امرت کوٹ متعلقہ ملک مارواڑ ہی جسوقت انکے باپ ہمایون بادشاہ شیرشاہ سے شکست اُٹھاکر بھاگے اور امرت کوٹ مین پہونچے۔ اُنکے ساتھ اُنکی بی بی حمیدہ بانو بیگم بھی تھین جو حضرت شیخ احمد جام کی اولاد سے تھین۔ اُنھین سے محمد اکبر بادشاہ پیدا ہوئے۔ بعد وفات محمد ہمایون بادشاہ کے دو پہر دن کو دوسری ربیع الثانی ۹۶۳ھ مین مطابق ۱۵۵۶ء کے چودہ برس کی عمر مین کلانور کے باغ مین باتفاق خانخانان بیرم خان اور دوسرے امراے ہمایون کے حکم سے سکندر شاہ افغان کی مدافعت مین مصروف تھے تخت نشین کیا۔ اور منصب وزارت اور وکالت کا خانخانانی بیرم خان کو عطا کیا گیا۔ اور جلوس کے پانچ روز بعد نوروز سال الٰہی کا ہوا کہ اکبر بادشاہ نے ایجاد کیا تھا

پہلے سال جلوس مین سکندر شاہ افغان نے کوہ سوالک مین آدمی فراہم کیے اور یورش کی لیکن شکست اُٹھائی۔ دوسرے سال مین ہیمو بقال نے کہ داروغہ سکندر شاہ کی وزارت کا رکھتا تھا۔ بادشاہ اکبر کے پیچھے مین حاکم دہلی پر فوج کشی

کی اور اُسپر قابض ہوگیا تھا۔ اسلیے بادشاہ نے علی قلی خان شیبانی کو اُس طرف روانہ کیا۔ پنجشنبہ کے روز ۲ محرم ۹۶۴ھ مین پانی پت کے میدان مین درمیان علی قلیخان اور ہیمو بقال کے لڑائی ہوئی۔ ایک تیر ہیمو کی آنکھ مین لگی اور اُسکے سر تک کو چھید کر پار ہوگئی۔ وہ بیہوش ہوکر گر پڑا۔ اُسکے گرد کے لوگ بھاگے اور خانخانان بیرم خان اسکو گرفتار کرکے اکبر بادشاہ کے سامنے حاضر لایا۔ اور اُسکا کام تمام کیا۔ اکبر بادشاہ بھی اُسوقت تک وہان پہونچ گیا تھا اور بادشاہ بڑی مسرت اور خوشی کے ساتھ مع اسباب غنیمت دہلی مین داخل ہوا۔ اور جتنی دولت کہ ہیمو نے شیر شاہ کے زمانے سے اُسوقت تک فراہم کی تھی ضائع ہوئی

محمد بیرم خانخانان ہمایون بادشاہ کے بڑے خوانین سے تھے۔ اور اکبر شاہ کے ابتدائی جلوس سے پانچ برس تک عہدۂ جلیل القدر وکالت اور وزارت کا اُس سے متعلق تھا۔ لیکن چونکہ اُسنے بادشاہ کو کمسن تصور کرکے جو چاہا بادشاہ کی بے اجازت کیا۔ یہ بات بادشاہ کو گران معلوم ہوتی تھی اور کچھ نہین کہتا تھا۔ یہانتک کہ پانچ برس بعد جب قابو پایا اُسکو وزارت کے عہدے سے معزول کیا۔ اُسکی تقصیرات مین سے ایک یہ بھی تھا کہ پردمی بیگ خازن حاکم دہلی کو اس حیلے سے قتل کیا کہ ہیمو کی لڑائی مین بھاگا اور یہ بلا اجازت بادشاہ کے کی۔ حاصل کلام معزولی کے بعد کئی مرتبہ بیرم خان نے بادشاہ سے جنگ و جدال کیا۔ اور شکست اُٹھائی۔ آخر سب سے ناامید ہوکر عفو تقصیر چاہی اور حرمین شریفین کا قصد کیا۔ اور گجرات کی طرف چلا۔ راہ مین مبارک خان افغان نے کہ اُسکا باپ بیرم خان کی لڑائی مین مارا گیا تھا۔ اُسکو قتل کیا۔ یہ واقعہ ۹۶۸ھ مین پیش آیا۔ یہ شخص شاعر اور بڑا قابل بھی تھا۔ اُسی کا شعر ہے ؎

کان نمک جہان شیخ ہر دو یکسر	آن کز نمک شکر کند و ازنمک شکر

لوگون نے اسکی نعش کو شیخ حسام کے مقبرہ مین دفن کیا شیخ عبدالقادر بدایونی نے تاریخ وفات اس مصرعہ مین لکھی ع گفت گل در گلشن خوبی نماند + اور قاسم اسلان گے یہ تاریخ لکھی ہے ؎

بیرم لیطواف کعبہ چون بست احرام	در راہ شد از شہادتش کار تمام
در واقعۂ ہاتفے پے تاریخش	گفتا کہ شہید شد محمد بیرام ۹۶۸

۹۶۸ھ مین اکبر بادشاہ نے احمد شاہ گجراتی کے وارث سلطان محمود ثانی سے گجرات اور مالوہ فتح کیا۔

نقشہ خاندان شاہان گجرات

سنہ جلوس	نام بادشاہ	مختصر کیفیت
۸۰۶ھ	تاتار خان بن مظفر خان	اسنے اپنا نام محمد شاہ رکھا اور خطبہ اور سکہ اپنا جاری کیا۔
۸۱۰ھ	مظفر شاہ	
۸۱۳ھ	احمد شاہ بن مظفر شاہ	
۸۴۶ھ	محمد بادشاہ	
۸۵۵ھ	قطب الدین	
۸۶۳ھ	سلطان داؤد سلطان محمود	
۹۱۷ھ	سلطان بہادر	
۹۴۳ھ	سلطان محمود گجراتی	
۹۶۱ھ	سلطان احمد شاہ گجراتی	
۹۶۸ھ	سلطان مظفر	اس سے جلال الدین محمد اکبر شاہ نے ملک لیلیا۔

خان اعظم نے جنکا نام شمس الدین خان تھا۔ اور ہمایون کو جو سا کے مقام مین ڈوبنے سے بچایا تھا۔ ہمایون کے عہد مین مابعد مین نہایت معتمد رہے پایا۔ اور پنجاب کی لڑائی کی فتح کے بعد خان اعظم کا لقب ملا۔ اکبر بادشاہ نے اپنے زمانے مین وکالت کا منصب عطا کیا تھا۔ اور پہلا وہی شخص ہوا جسنے منصب ہفت ہزاری پایا۔ اس منصب پر ادھم خان نے کہ وہ بھی منصب وکالت کا رکھتا تھا۔ حسد کیا۔ اور خان اعظم کو ۹۶۹ھ مین شہید کیا۔ بادشاہ نے اسکے مکافات مین ادھم خان کو کوٹھے پر سے گرفتار کر مار ڈالا۔ ایک نے تاریخ لکھی ؎

کاش سالے دگر شہید شدے	کہ شدے سال فوت خان شہید

اسی عہد مین محمد یوسف کابلی کہ نہایت خوشنویس تھا اور اکبر بادشاہ کا منشی تھا ۹۷۱ھ مین مرگیا۔ اسکی وفات کی تاریخ اشرف خان نے لکھی کہ ع کجاشد یوسف مصر ای غریبان۔

۹۷۱ھ مین اکبر بادشاہ کے دو بیٹے توام پیدا ہوئے۔ اور انکا نام مرزا حسن اور مرزا حسین ہوا۔ لیکن یہ نہ بچے۔

خانزمان علی قلیخان اور بہادر خان بیٹے حیدر سلطان اذبک کے تھے اور دونون بھائی بہادر اور سخی تھے۔ اور حیدر سلطان بوجہ خیر خواہی کے ہمایون کے زمانے مین ممتاز تھا۔ اور محمد اکبر بادشاہ نے بھی اس صلہ مین پورب کی جاگیر اور جونپور انکے دونون کے لئے برقرار رکھے۔ لیکن ان لوگون نے شکرامی کو راہ دیا۔ اور فتنہ اور فساد برپا کیا۔ اور بادشاہ سے بغاوت ظاہر کر کے مرزا محمد حکیم کو کہ بادشاہ کا بھائی کابل مین حکمران تھا طلب کیا اور خطبہ اور سکہ اسکے نام کا جاری کیا۔ اسلیے محمد اکبر بادشاہ نے خانخانان منعم خان کو اکبر آبادی کی حراست مین چھوڑ کر خود مرزا حکیم کے مقابلہ کو جو لاہور مین آگیا تھا۔ روانہ ہوا جب

یہ خبر محمد حکیم مرزا کو لی وہان سے بھاگا اور کابل پہونچا۔ اور اکبر بادشاہ نے وہان سے پھر کر علی قلیخان اور اُسکے بھائی پر فوج کشی کی۔ اور قریب مانکپور کے کہ بیس کوس پچھم الہ آباد سے ہو دریاے گنگا کے پار ہوا۔ علی قلیخان نے بھی فوج فراہم کی۔ اور کئی روز تک بادشاہ سے لڑا۔ یہانتک کہ روز دوشنبہ کو غرہ ذیحجہ کے ۹۷۳ھ مین دونون بھائی مارے گئے۔ یہ لڑائی قریب الہ آباد کے ہوئی جسکو اسوقت پریاگ کہتے تھے اور جہان فتح نصیب ہوئی اُسکا نام فتحپور ہوا۔ اور وہ اسوقت الہ آباد سے چھ کوس کے فاصلے پر ہی۔ شیخ ابو الفضل نے اول دفتر مین اکبرنامہ کے یہ حال لکھا ہی جسکو اُسنے ۱۰۰۴ھ مین اکبر بادشاہ کے نام سے تصنیف کیا ہی۔ اسمین لکھا ہی کہ الہ آباد کا نام اکبر بادشاہ نے الہ باس رکھا تھا۔

۹۷۵ھ مین اکبر بادشاہ نے راجپوتانہ کے قلعہ چتوڑہ کی تسخیر کا قصد کیا۔ اور اُسکا محاصرہ کرکے سرنگ کھود کر بارود سے اُڑا دیا۔ اور تیس ہزار راجپوت مارے گئے۔ بعد اس فتح کے بادشاہ نے واسطے نیاز خواجہ معین الدین چشتی کے اجمیر مین دیگ روئین بہت بڑا بنوایا۔

اسی سال جونپور کا پل دریاے گومتی پر بنایا گیا۔ کہ ابتک یادگار ہی۔ منعم خان خانخانان نے کہ بعد مزفری بیرم خان کے عہدۂ خانخانان پر بحال ہوا۔ ۹۷۴ھ مین تمام جاگیر علی قلیخان کی جونپور اور بنارس اور غازی پور سے جنابتک حضور بادشاہ کے پایا۔ اسی خانخانان نے بہت مسجد اور عمارت تعمیر کرنے کے بعد گومتی کا پل تیار کرایا۔ اور اُسکا مہتمم فہیم نامے اُسکا غلام تھا۔

۹۷۶ھ مین ایک مہینے مین قلعۂ رتن پور کو پھر فتح کیا۔ جسکو علاؤالدین خلجی حاکم مالوہ نے ایک برس مین فتح کیا تھا۔

۹۷۲ھ مین بادشاہ نے قلعہ اکبرآباد کی تعمیر کا پتھر سے حکم دیا۔ کہ عرض اُسکی

تیس گز بادشاہی ہو اور ساٹھ گز بلند ہو۔ چنانچہ ایسا ہی بنایا گیا اور ۱۰۷۳ھ مین تیار ہو گیا چار دن طرف دروازہ بنایا گیا۔ آخری دروازہ ۱۰۷۶ھ مین بنایا گیا۔

واضح رہے کہ سلطان محمد مرزا کہ اولاد سے امیر تیمور کے تھے اُنکے تین بیٹے تھے الغ مرزا کہ ۱۰۷۰ھ مین مر گئے۔ اور ابراہیم حسین مرزا اور محمد حسین مرزا یہ دونون مرزا اکبر بادشاہ سے باغی ہو کر کچھ آدمی فراہم کر کے گجرات کی طرف گئے اور اُسپر متصرف ہوئے۔ اور جانپانیر اور سورت کو بھی لیلیا۔ اور ۱۰۷۳ھ مین قلعہ بڑودج پر قابض ہو گئے۔

اسی سال مین لالہ نورالدین سفید دونی نے کہ نواب ترخان کا لقب رکھتے تھے اور ہمایون کے مصاحبون سے تھے اور پرگنہ سفیدون جاگیر مین رکھتے تھے نہر شیخونی دریاے جمنا سے پچاس کوس کرنال کی طرف لیگئے جس سے زراعت کو بہت فائدہ ہوا۔ اور شیخونی اسلئے نام رکھا کہ شیخو کے لقب سے جہانگیر بادشاہ کو اکبر بادشاہ پکارا کرتا تھا چونکہ شہزادہ سلطان سلیم جہانگیر بادشاہ کی پیدایش بہ سبب دعا حضرت شیخ سلیم چشتی فتحپور سیکری کے سمجھتا تھا۔ اور سلطان سلیم اسی سال پیدا ہوا تھا۔

۱۰۷۸ھ مین شہزادہ سلطان شاہ مراد اکبر بادشاہ کی محلسرا مین پیدا ہوئے اور یہ دونون شہزادے فتحپور سیکری مین پیدا ہوئے۔ اسلئے بادشاہ نے وہان خوب عمارت تعمیر کرائی۔

۱۰۸۰ھ مین بادشاہ نے بہ سبب فساد مرزا ابراہیم حسین اور مرزا محمد حسین کے گجرات کی تسخیر کا قصد کیا۔ اور وہان پہونچکر گجرات پر قابض ہو گیا۔ وہان سے مرزا ابراہیم حسین اور محمد حسین کہ سورت اور بڑوج اور بڑودہ اور جانپانیر پر متصرف تھے۔ بندر سورت کے قلعہ مین متحصن ہوئے۔ بادشاہ نے وہان پہونچکر محاصرہ کیا۔ دو مہینے تک محاصرہ رہا۔ پھر سبون نے قلعہ کو بادشاہ کے حوالہ کیا

سنہ ۹۸۲ھ مین اکبر بادشاہ کو خبر ملی کہ داؤد شاہ بادشاہ بنگالہ بن سلیمانی کرانی کہ بعد قتل کرنے اپنے بڑے بھائی بایزید کی ولایت بنگالہ کا بادشاہ ہوا ہو اور شہر زمانیہ کو جسکو خان زمان علی قلیخان نے بسایا تھا لوٹا۔ اور لودی خان کو کہ قلعہ رہتاس پر متصرف تھا معتبد کیا۔ اور مار ڈالا۔ اس خبر کو سنکر بادشاہ کشتی پر سوار ہو کر اکبر آباد سے چلا۔ القصہ ۱۶۔ ربیع الثانی کو والی مین قلعہ پٹنہ کے پہونچے اور وہان لڑائی ہوئی۔ داؤد شاہ وہان سے کشتی پر سوار ہو کر بنگالہ کی طرف بھاگا۔ اور وہان بعد چند روز کے مارا گیا۔ سنہ ۹۸۳ھ

سنہ ۹۹۳ھ مین شاہزادہ سلیم شاہ کی شادی راجہ بھگوانداس اور اودے سنگھ کی بیٹی سے ہوئی۔ اور اسی سال محمد حکیم برادر اکبر بادشاہ کا انتقال ہوا جو کابل کا حاکم تھا۔ بادشاہ خود وہان گیا۔ اور راجہ بھگوانداس اور کنور مانسنگھ اسپر حاکم مقرر ہوئے۔ راجہ بھگوانداس کی بیٹی سے شاہجہان بادشاہ پیدا ہوئے۔ سنہ ۹۹۴ھ مین راجہ بیربل نے کہ بادشاہ کے مقربین سے تھا انتقال کیا۔

مرزا سلیمان حاکم بدخشان نے والی بلخ عبداللہ خان ازبک سے محاربہ کیا۔ جسمین اُسکا بیٹا ابراہیم مارا گیا۔ ابراہیم کے بیٹے مرزا شاہرخ نے اقتدار اپنے دادا کے ملک مین پیدا کیا۔ اور مرزا سلیمان نے اپنے دادا کو معزول کرنا چاہا اسلیے وہ وہان سے فرار ہوا۔ اور محمد اکبر بادشاہ کے حضور مین حاضر آیا۔ اُسنے مہربانی کی اور حج کی صلاح دی اور مرزا سلیمان حج کو گیا۔ پھر عبداللہ خان ازبک نے اقتدار پیدا کیا۔ اور مرزا شاہرخ سے بدخشان چھین لیا۔ اسلیے وہ بھی حضور مین اکبر بادشاہ کے حاضر آیا اور مدد چاہی۔ اُسوقت بادشاہ بسبب انتقال محمد حکیم کے کابل جاتا تھا یہ بھی ساتھ ہوا۔ اور مرزا سلیمان بھی کابل مین حاضر تھا۔ بادشاہ کی مدد سے مرزا سلیمان بدخشان پر قابض ہوا لیکن پھر ازبک کے خوف سے بھاگا اور مر گیا۔ بادشاہ نے قلعہ الہ آباد بھی تعمیر کیا۔

الغرض اس بادشاہ کے عہد مین سلطنت کو بڑی ترقی ہوئی۔ تمام افغانستان اور ہندوستان مین سواے چند صوبجات دکھن کے جیسے بیجاپور۔ احمدنگر۔ گولکنڈہ اُسکی حکومت تھی۔ اور ملک کو عدل اور آسایش سے بھر دیا تھا۔ اور ہر قسم کے اہل علم و ہنر جمع تھے سبکی قدر کرتا تھا۔ اکثر کتابین سنسکرت اور یونانی زبان سے فارسی مین ترجمہ کرائین۔ اور علما اور فضلا ہر مذہب کے جمع کرتا اور اُنکی بحث سنتا اور سب کو انعام واکرام اور خطاب سے مسرور کرتا باوجود اسکے کہ خود علم سے بہرہ نہ رکھتا تھا لیکن شاعری کا ذائقہ تھا۔ اسنے ایسے قانون انتظام سلطنت کے لیے بنائے کہ عقل حیران ہی۔ اسکے وزرا سے راجہ بھگوانداس و مانسنگھ و ٹوڈرمل ملک الشعرا ابوالفیض فیضی اور علامہ عصر ابوالفضل تھا۔ راجہ ٹوڈرمل دیوان عام تھا۔ اسنے بادن برس سلطنت کی اور سنہ ۱۰۱۴ھ مین انتقال کیا اسی عہد مین کبیر داس کہ ہندی کا شاعر اور کامل تھا مرگیا۔ اسی کے عہد مین سید محمد غوث گوالیاری نے کہ عارف تھے سنہ ۹۷۰ھ مین اور حضرت شیخ علی متقی گجراتی نے کہ اولیا اللہ سے تھے سنہ ۹۷۳ھ مین۔ اور حضرت سلیم چشتی فتحپوری نے سنہ ۹۷۹ھ مین اور ملک الشعرا مولانا غزالی مشہدی نے سنہ ۹۸۱ھ مین اور مولانا قاسم کاہی نے کہ بڑے شاعر تھے اور حضرت جامی کے شاگرد تھے سنہ ۹۸۵ھ مین۔ اور ملا حسین نقشبی نے کہ کمالات ظاہری اور باطنی سے بہرہ تمام رکھتے تھے اور سمرکند مین بے نظیر تھے سنہ ۹۸۶ھ مین اور اسی سال حضرت شیخ جلال تھانیسری نے بھی کہ بڑے عارف تھے۔ اور حضرت شیخ عجیہ الدین علوی گجراتی نے کہ بڑے صاحب تصانیف کثیرہ ہین اور سید محمد غوث گوالیار کے سنہ ۹۸۹ھ مین اور سنہ ۹۹۹ھ مین مولانا عرفی نے کہ بڑے شاعر تھے اور اسی سال حضرت خواجہ محمد یحیی نے کہ بڑے عارف کامل اور اولاد سے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے تھے اور شیخ عبد القادر بدایونی نے کہ عارف اور شاعر تھے۔ اسی سال اور ملک الشعرا ابوالفیض فیضی نے سنہ ۱۰۰۴ھ مین اور علامہ عصر ابوالفضل نے سنہ ۱۰۱۱ھ مین

اسی سال حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی نے اور عبدالواحد فاروقی سرہندی نے کہ مرید شیخ رکن الدین بن عبدالقدوس گنگوہی کے اور باپ شیخ احمد سرہندی کے تھے ۱۰۱۲ھ مین انتقال کیا۔ اور اسی سال حضرت مخدوم احمد چشتی ساکن غوآبادہ بجاپور اُنکے بیٹے حضرت مخدوم آخوند شیخ نے کہ اس عاجز کے مورث ہین اور عارف کامل تھے انتقال کیا۔ حضرت خواجہ محمد یحیٰی کہ جنکو بعض لوگ خواجہ محمد یحیٰی کہتے ہین بڑے برگزیدہ عارف تھے۔ انکا نسب حضرت خواجہ عبیداللہ احرار سے ملتا ہی یعنی خواجہ محمد یحیٰی بن ابوالفیض بن خواجہ عبداللہ کلان بن خواجہ عبیداللہ احرار یہ بزرگ مرید اپنے چچا حضرت خواجہ عبدالحق بن خواجہ عبداللہ کلان کے تھے جبکا ذکر بابر شاہ کے تخت سلطنت مین ارقام پایا ہی۔ خواجہ محمد یحیٰی بڑے خداشناس اور صاحب کمال تھے مفصل حال آپ کا اخبار الاصفیا مین درج ہی۔ آپکی قبر اور ایک آپ کے مرید امیر عبداللہ کی قبر شہر آگرہ مین کنارہ پر دریاے جمنا کے متصل راج گھاٹ کے واقع ہی۔ آپ کی وفات ۱۲ ربیع الاول ۹۹۱ھ مین ہوئی اور آپ ہی امیر عبداللہ حضرت امیر ابوالعلا اکبرآبادی کے پیر ہین۔ اور خواجہ بخشی کے صاحبزادے تھے اور خلیفے مولانا عرفی شاعر شہد کلام شیرین سخن تھا اسکے اشعار مین لطافت اور متانت بہت تھی اہل ہین یہ شاعر عدیم المثل شہر شیراز کا رہنے والا تھا۔ اور مصنف تذکرہ ہفت اقلیم لکھتا ہی کہ اوائل عمر مین یہ فاضل مشہور دکن مین وارد ہوا لیکن اُسجگہ سیاعث اُسکے نہ ترقی ہونے کے اسطرف چلا آیا اور شیخ الدین ابوالفتح نے عرفی کی بہت خاطرداری کی اور بہت پرسان حال اُسکا رہا۔ لیکن جب شیخ الدین نے وفات پائی اُسوقت عبدالرحیم خان خانخانان سپہ سالار شہنشاہ اکبر نے عرفی کی شہرت سنکر طلب کیا۔ اور زمرہ مین بندگان خاص کے معزز کیا۔ اور بہت تواضع کی۔ اور بعد چند روز کے مرض اسہال مین اس صفحہ روزگار سے جاتا رہا۔ اور بروقت

وفات کے دو رباعی پڑھین انکو ذیل مین درج کرتا ہون رباعی

عرفی دم نزع ست و ہمان مستی تو	آخر بچہ مایہ بار بر بستی تو
فرداست کہ دست نفتد فردوس بکف	جویای متاع ست و تہی دستی تو
یارب بر عفوت بہ پناہ آمدہ ام	سر تا بقدم غرق گناہ آمدہ ام
چشمی بہ کرم بخش کہ از غایت شوق	بے دیدہ بامید نگاہ آمدہ ام

شیخ ابو الفیض فیضی بڑا عالم اور شاعر تھا شیخ مبارک فاضل کا بیٹا تھا۔ علوم و فنون اور شعر شاعری مین عدیم المثل تھا اور حدت طبع اور کثرت فہم مین کمال رکھتا تھا۔ خاقان محمد اکبر اس شخص کو نہایت عزیز رکھتا تھا۔ اور شہنشاہ ہند نے خطاب ملک الشعرا کا عطا کیا۔ ایک کتاب علم اخلاق مین اسنے تصنیف کی کہ کوئی حرف اسمین منقوط نہین ہے۔ اور تفسیر کلام اللہ کی بے نقط تصنیف کی اور اسکا نام سواطع الالہام رکھا۔ اسکے دیوان مین پندرہ ہزار اشعار ہین۔ اور قصہ نل دمن کو بھی بادشاہ کے حکم سے نظم کیا۔ اور اسکے برابر فصیح اور بلیغ دوسری کتاب کم ہے۔ اسنے سنسکرت زبان بھی بھلیبن بدل کر اچھے اچھے پنڈتون سے کاشی مین سیکھا۔ اور بہت کتابین ترجمہ کین اور تصنیف کین اور کتاب نیلاوتی اور مہابھارت کو سلیس فارسی مین ترجمہ کیا۔ اکبر کے سنہ جلوس مین مرگیا۔

شیخ ابو الفضل اپنے وزیر کے ساتھ اکبر بادشاہ نے قدردانی کی اپنے جلوس کے اُنیسوین برس شیخ ابو الفضل شیخ مبارک کے بیٹے کو کہ فیضی سے چھوٹا تھا اپنے پاس بلایا اور اسکی ذہانت اور علم کو دیکھکر نہایت خوش ہوا۔ اور دن دن بادشاہ کا مورد الطاف ہوا۔ اسکا مرتبہ امراے عظام اور وزراے کرام سے زیادہ ہوکر بادشاہ کا مقرب اس درجہ مین ہوا کہ بادشاہ کے مقرب اسپر حسد کرنے لگے اور شاہزادہ سلیم درپے اسکے ہوا کہ بیخ کنی کرے۔ اتفاقاً شیخ مبارک نے اپنی حیات مین کلام اللہ

کی تفسیر تصنیف کی تھی اور نام بادشاہ کا اسمیں درج نہ کیا تھا۔ شیخ نے باپ کے مرنے کے بعد چند نسخہ لکھوا کر اکثر ولایتوں کی طرف بھجوایا۔ اور موافق رسم اہل دنیا کے اس کتاب کو اکبر بادشاہ کے نام سے مزین نہ کیا۔ اکبر بادشاہ اس بات کے دریافت ہونے سے بہت آزردہ ہوا۔ اور سب امرا نے قابو پاکر اسکی رنجش کو بڑھایا۔ پھر بعد چندے کے بادشاہ نے اسکی طرف التفات کی اور اسکو دکھن کی طرف ایک لشکر کا سردار مقرر کرکے روانہ کیا اس مہم کی انجام دہی کے بعد جب آگرہ کو واپس آتا تھا۔ شہزادہ سلیم نے کہ اس سے عداوت قلبی رکھتا تھا واسطے قتل کرنے شیخ کے نرسنگھ دیو کو کہ اسپر بھی بادشاہ کا عتاب تھا روانہ کیا اور اسنے قریب شہر اجین کے اسکا کام تمام کیا بادشاہ نے یہ خبر سنکر بہت رنج والم کیا۔ اور شیخ کے بیٹے عبدالرحمن کو واسطے انتقام کے تعینات کیا چنانچہ اسنے بدلہ لیا۔ الغرض شیخ ابوالفضل بڑا ذہین اور ذکی اور خوش کلام تھا۔ اسکی تصنیف سے اکبر نامہ۔ آئین اکبری۔ اور ابوالفضل یادگار ہے۔

حضرت مخدوم احمد چشتی نوآبادی بہاری۔ یہ بزرگ بڑے عارف کامل تھے اور علامۂ وقت تھے اپنے وقت کے مولانا شرف الدین احمد بہاری رح تھے صاحب تصرف اور کرامات تھے اور یہ اول بزرگ ہین جنھون نے بڑے نوآبادہ صوبۂ بہار مین اقامت کی۔ انکے مورث موضع کھجوان مین اقامت گزین تھے یہ موضع بہٹہ اسٹیشن سے ایک کوس پورب اور دکھن گوشہ پر ہے۔ انکا نسب حضرت سلیمان لنگر زمین ساکن کاکو بن مخدوم عبدالعزیز منیری بن امام محمد تاج فقیہ لکھی سے پانچ واسطہ کے درمیانگی سے ملتا ہے۔ مخدوم عبدالعزیز کی قبر اپنے بھتیجے مخدوم حضرت احمد یحیی منیری کی بغل مین ہے۔ سلسلہ نسب کا یون ہے۔ مخدوم احمد چشتی نوآبادی بن حضرت عبدالوہاب بن حضرت عبدالغنی بن حضرت عبدالملک

بن حضرت تاج الدین بن حضرت مخدوم عطاء اللہ بن مخدوم سلیمان لنگر زمین کاکوی - یہ بزرگان بھی اپنے وقت مین بڑے عالم اور عارف کامل تھے اور اپنے اپنے وقت مین مرجع خلائق اور مشہد عام تھے آپ نے ۷ ؍ رجب کو انتقال فرمایا آپ کو بیعت خلافت چار واسطہ کی درمیانگی سے حضرت اخی سراج سے تھے - حضرت مخدوم آخوند چشتی شیخ بن مخدوم احمد چشتی نوآبادی شل اپنے باپ کے برگزیدہ عالم عارف اور صاحب کرامات تھے - لیکن آپ نے اپنی اقامت چھوٹے نوآبادہ مین کہ بڑے نوآبادہ سے قریب ہے کی - آپ اپنے والد ماجد کے خلیفہ اور مرید تھے اور چھوٹے نوآبادہ مین مدفون ہین جہان آپ کی اور دوسرے فرزندون کی بھی قبر ہے - یہ بزرگ بھی اس عاصی کے مورث ہین - آپ کی وفات ۹ ؍ ذیقعدہ کو ہوئی - اور اس تاریخ کو آجتک آپ کا عرس سکلف سے ہوتا ہے - آپ کی اولاد سے ہنوز اس جگہ پر مقیم اور قابض ہین

ذکر نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ بن محمد اکبر بادشاہ

محمد جہانگیر بادشاہ ۳۷ برس کی عمر مین سلطنت پر بیٹھا - اور نورالدین محمد جہانگیر کا لقب لیا - اپنے باپ کے وقت مین شاہزادہ سلیم کے لقب سے ملقب تھا - باپ کے انتقال کے وقت اسکا بیٹا سلطان خسرو آگرہ مین موجود تھا اور یہ الہ آباد سے اسیوقت پہونچا تھا - نوبخشی پر تھا کہ باپ نے انتقال کیا اور اکبر بادشاہ اپنے پوتے سلطان خسرو کو نہایت عزیز رکھتا تھا اور شاہزادہ سلیم سے ناراض تھا اور سوائے اُن دونون کے دوسرا وارث نہ تھا بعضون نے چاہا تھا کہ سلطان خسرو کو اکبر بادشاہ کی جگہ جانشین کرین لیکن امرا نے یہ خیال کیا کہ باپ کے رہتے بیٹے کا جانشین ہونا فساد سے خالی نہوگا - اسلیے شاہزادہ سلیم کو بلقب محمد جہانگیر بادشاہ تخت نشین کیا - ہرچند سلطان خسرو نے باپ سے بغاوت کی اور لڑا - شکست ہوئی - اور قید رہا - ۱۰۳۱ھ مین مرگیا اور الہ آباد مین مدفون ہے - بادشاہ نے ایک دربار عام کیا اور تمام امرا اور رؤسا کو فراہم کیا - اور خطاب اور منصب سے

سرفراز کیا۔ چنانچہ حضرت سیدنا امیر ابو العلا بھی کہ اُسوقت اپنے نانا خواجہ فیضی کی جگہ
ناظم صوبہ بردوان کے تھے اور منصب سہزاری رکھتے تھے حاضر ہوئے اور لقب
امیر ابو العلا خان کا پایا۔ اور بڑے مقربان درگاہ جہانگیری کے تھے لیکن بادشاہ کی
نشہ خواری کی وجہ سے کنارہ کش ہوئے۔

الغرض بادشاہ نے چند زمانے تک امور سلطنت مین بڑی سرگرمی دکھائی اور
ایک زنجیر عدل کی ایوان خانہ مین لٹکائی اور ملک کو دست دی۔ لیکن آخر شش
نور جہان بیگم کا دور ہوا۔ جسپر بادشاہ دل و جان سے فریفتہ تھا۔ یہ عورت
شیر افگن خان کی زوجہ تھی۔ بادشاہ اس عورت کی فریفتگی کے باعث شیر افگن عارف
کی زندگی کا خواہان ہوا۔ اُسوقت یہ شیر افگن خان صوبہ بردوان مین جاگیردار
تھا۔ اُسکے قتل کے واسطے جہانگیر نے قطب الدین خان کو روانہ کیا۔ اور اُسنے
اس بات کو شیر افگن خان کے روبرو کہی۔ اُسکو غیرت آئی اور قطب الدین خان
کا کام تمام کیا اُسکے آدمیون نے شیر افگن خان سے بدلہ لیا اور اُسکو بھی قتل کیا
اور ناظم بردوان نے حسب فرمان جہانگیر نور جہان بیگم کو آگرہ روانہ کیا اور
بادشاہ کے نکاح مین در آئی۔ اُس زمانے سے جہانگیر امور مملکت کو بھول گیا۔ اور انتظام
ملک کا بالکل نور جہان بیگم کرتی۔ اور سکہ اُسکے نام کا جاری ہوا ؎

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور	بنام نور جہان شاہ بیگم انگہ زر

اسکے بعد نور جہان کے بھائی آصف خان کی بیٹی شہزادہ شاہجہان
کی زوجیت مین در آئی اور ممتاز محل لقب ہوا۔ انھین سے شہزادہ دارا شکوہ
اور شجاع اور اورنگ زیب پیدا ہوئے۔ اور شیر افگن خان کی بیٹی جو
نور جہان بیگم کے بطن سے تھی۔ شہزادہ شہریار بن دانیال کے عقد مین در آئی کہ بھتیجی
جہانگیر بادشاہ کا تھا۔ جہانگیر نے اپنی آخر عمر مین کشمیر کا سفر کیا۔ اور وہان سے واپس

آنے مین بیمار ہوا اور راہ مین مرگیا۔ ۱۰۳۶ھ کی تھی۔ لاہور مین دفن ہوا۔ دریائے راوی کا کنارہ تھا۔ قریب ۶۰ سال کے عمر ہوی۔ اور بائیس برس آٹھ مہینے سلطنت کی۔

واضح رہے کہ بادشاہ اکبر کی اولاد زندہ نہین رہتی تھی۔ اسلیئے بادشاہ اکبر کو درویش کامل کی تلاش رہتی تھی۔ چنانچہ حضرت سلیم چشتی فتحپوری کی شہرت اکبر بادشاہ نے سنکر آپ کے پاس حاضر ہوا۔ اور عرصہ دراز تک آنکی خدمت کی اور حاضر باش رہا۔ انکی دعا سے جہانگیر بادشاہ پیدا ہوئے۔ اسلیئے بادشاہ کو اُنسے بڑی عقیدت تھی۔ اور انھین کے نام پر جہانگیر کا نام شاہزادہ سلیم رکھا تھا۔ اور اُنکے حکم سے کئی مرتبہ پیادہ پا آگرہ سے اجمیر شریف تک مع اہلیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کی قبر حاضر ہوا جہانگیر نے اپنے حالات اپنی کتاب تزک جہانگیری مین لکھا ہی۔ اور اُسکو مذاق شاعری کا تھا۔

اسی عہد مین شیخ بھاؤ الدین آملی مخلص بھاؤ نے کہ جامع کمالات اور فضائل اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے اور شاعر تھے ۱۰۳۱ھ مین اور حضرت شیخ احمد سرہندی نے کہ بڑے عالم اور صاحب کمالات تھے اور صاحب تصانیف کثیرہ ہین اپنے والد کے مرید اور حضرت باقی باللہ کے خلیفہ تھے ۱۰۳۵ھ مین اور اُسی سال ملک الشعرا طالب آملی نے کہ شاہ جہانگیر سے لقب ملک الشعرا کا پایا۔ اور عبد الرحیم خان خانخانان بن بیرم خان خانخانان نے ۱۰۳۶ھ مین انتقال کیا۔ اور حضرت شاہ یتیم اللہ فتح آبادی کہ بڑے عالم اور عارف تھے اور حضرت مخدوم آخوند شیخ کے بیٹے تھے ۱۶ ذیحجہ کو ۱۰۳۶ھ مین وفات فرمائی۔ آپ کا مزار اپنے والد کے بغل مین ہی اور اپنے والد کے خلیفہ تھے۔ یہ بزرگ بھی اہل کاتب کے مورث ہین۔ تلشی داس ہندی کا شاعر بھی اسی زمانہ مین تھا۔ اور حضرت امیر عبد اللہ نے کہ عارف حق تھے ۱۰۳۶ھ مین انتقال فرمایا۔

ذکر شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ بن جہانگیر بادشاہ

جہانگیر کے مرنے کے بعد ارانے آصف خان سے جو شاہجہان کا سسر تھا موافقت کی۔ اور وہ اپنی بہن نورجہان بیگم سے بدگمان تھا۔ اسلیے اُسکو نظر بند کیا۔ اور شہریار نورجہان بیگم کے داماد نے کہ شاہجہان کا چچیرا بھائی تھا اپنی زوجہ کے ذریعہ سے بادشاہی خزانے پر متصرف ہوا۔ اور لاہور کے کارخانون پر غالب آیا اور اپنا لشکر دریا کے پار کے امرا کا مقابلہ کیا اور پہلے ہی حملے مین شکست اُٹھائی۔ اور قلعہ بند ہوا۔ رات کو ارادت خان نے قلعہ مین داخل ہوکر شہریار پر قبضہ پایا۔ صبح کو امرا نے مصلحتاً داور بخش بن سلطان خسرو بن جہانگیر بادشاہ کو تخت پر بٹھلایا۔ اور شہریار کو نکون کیا۔ اُسوقت شاہجہان دکھن مین تھا اور بیجاپور کی فتح مین باپ کے حکم سے مصروف تھا۔ باپ کی وفات کی خبر سنکر روانہ ہوا جب دہلی کے اطراف مین پہونچا۔ حکم جاری کیا جسکے مطابق امرانے داور بخش اور اُسکے بھائی گرشاسپ کو اور طہمورث اور ہوشنگ اور شہریار پسران دانیال کو قتل کیا۔

الغرض شاہجہان آگرہ مین پہونچکر دوشنبہ کے روز ۱۸ جمادی الثانی کو مسند پر تخت پر بیٹھا۔ اور ہر ایک کو امرا سے خطاب اور منصب عطا کیا۔ اور آصف خان بھی شاہزادہ محمد دارا شکوہ اور محمد شجاع اورنگ زیب کو ہمراہ لیکر لاہور سے آگرہ مین پہونچے۔ بادشاہ نے اُنکو بڑی عزت دی اور منصب وکالت اور وزارت کا عطا کیا۔ اور دسویں رجب کو جشن نوروز ترتیب دی۔ اور اُسمین ایک کرور اسی لاکھ روپیہ نقد و جنس اور چار لاکھ ہگو اور سوا سو موضع مستحقین کو انعام دیا۔ اور شنبہ جلوس مین بندر ہگلی فرنگ پر تگیس فرنگی سے لیکر قاسم علی خان صوبہ دار بنگالہ کے حوالہ کیا۔ اور قاسم علی خان

کے بعد اعظم خان صوبہ دار ہوا۔ اور سنہ جلوس مین شاہجہان
کے حکم سے ۶ بتخانے بنارس کے توڑے گئے۔ یہ امر سرفت اورنگ زیب کے تعمیل پایا
اور اکبر آباد مین تخت مرصع ایک کرور کے خرچ سے تیار ہوا۔ اور نام اسکا تخت طاؤسی کہا
سنہ جلوس مین بادشاہ نے اجمیر کا قصد کیا۔ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے
مذار کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور ایک مسجد سنگ مرمر کی روضہ کی پشت پر چالیس ہزار
روپیہ کے خرچ سے تعمیر کرائی۔ بعد اسکے ساٹھ لاکھ کے خرچ سے عمارت شاہجہان آباد
تعمیر کرایا۔ اور دس لاکھ روپیہ کے خرچ سے جامع مسجد بنوائی اور روضۂ تاج محل حسین
شاہجہان بادشاہ مع ممتاز محل کے مدفون اکبر آباد مین ہین اسی بادشاہ کا تعمیر
کیا ہی۔ اور بالکل سنگ مرمر سے بنا ہی۔ یہ عمارت دنیا مین لاثانی ہی۔ اور جامع مسجد
آگرہ کی بھی اسی کی تعمیر کرائی ہی۔ سنہ ۱۰ مین قلعہ بیدر اورنگ زیب کے ہاتھ
سے فتح دکھن مین ہوا۔ اسی سال بادشاہ بیمار ہوا۔ اور دارا شکوہ اورنگ زیب
اور دوسرے بھائیون مین لڑائی ہوئی اور اورنگ زیب تخت نشین ہوا۔ اور باپ
کو قید کیا۔ آٹھ برس اسکے بعد شاہجہان زندہ رہا۔

اسی بادشاہ کے دور سلطنت مین بلخ اور بدخشان بھی فتح ہوا تھا
اسنے آگرہ کے قلعہ مین مسجد تعمیر کرائی بالکل سنگ مرمر کی ہی۔ اسکا نام
موتی مسجد ہی۔

واضح رہے کہ قلعہ بدر جسکو اورنگ زیب نے اپنے
باپ شاہجہان کے عہد مین فتح کیا بہمن شاہون کا تعمیر کیا ہوا تھا جنکا
خاندان یہان مذکور ہوتا ہی۔

سنہ	نام سلاطین	کیفیت
سنہ ۷۴۸ ہجری	سلطان علاء الدین حسن کانکو بہمنی	
سنہ ۷۵۹ ھ	سلطان محمد شاہ بہمنی	
سنہ ۷۷۶ ھ	سلطان محامد شاہ بہمنی	
سنہ ۷۷۹ ھ	سلطان داؤد شاہ بہمنی	
سنہ ۷۸۰ ھ	سلطان محمود شاہ بہمنی	
سنہ ۷۹۹ ھ	سلطان غیاث الدین بہمنی	
〃	سلطان شمس الدین بہمنی	
〃	سلطان فیروز شاہ بہمنی پسر داود شاہ	
سنہ ۸۲۵ ھ	سلطان احمد شاہ بہمنی	اسنے شہر بدر تعمیر کیا۔
سنہ ۸۳۸ ھ	سلطان علاء الدین بہمنی	
سنہ ۸۶۲ ھ	سلطان ہمایون شاہ بہمنی	
سنہ ۸۶۵ ھ	سلطان نظام شاہ بہمنی	
سنہ ۸۶۷ ھ	سلطان محمد شاہ بہمنی	
سنہ ۸۸۷ ھ	سلطان نظام شاہ بحری۔ بہمنی	سنہ ۹۳۲ ھ مین یہ خاندان ختم ہوگیا

اس خاندان برہمنی کے ضعف اور زوال سے رفتہ رفتہ پانچ خاندان قائم ہوئے۔

ایک[1] سلطنت عادل شاہیان جسکی بنیاد عادل شاہ نے سنہ ۸۹۵ ھ مین ڈالی۔ اسکا پایۂ تخت بیجاپور تھا۔

دوسرے[2] سلطنت نظام شاہیہ جسکا بانی ایک شخص ملک احمد سنہ ۹۱۴ ھ مین خود مختار بنگیا اسکا دار السلطنت احمد نگر تھا۔

سوم[3] سلطنت قطب شاہیہ جسکا بانی ایک شخص قطب الملک گذرا۔ اسکا آغاز

۱۵۱۲ء مین ہوا۔ انکا دار السلطنت گول کنڈہ تھا۔

چوتھے سلطنت عماد شاہیہ واقع ملک برار۔ اسکو بادشاہ احمد نگر نے ۱۵۷۴ء مین فتح کرلیا تھا۔

پانچوین برید شاہیہ جو بدر مین تھے۔

جاننا چاہیے کہ بہمن شاہیون کا پہلا بادشاہ ایک شخص حسن تھا۔ یہ ایک غریب آدمی تھا۔ حضرت نظام الدین اولیا نے اسکو بشارت دی تھی کہ تجھکو ملک دکن مین بادشاہت ہوگی۔ اس سبب سے وہ دکن کو گیا۔ اور ایک برہمن منجم نے اسکا قیافہ دیکھکر اعلان کیا کہ یہ بادشاہ ہوگا۔ اور اُسکے معاملات مین کوشان ہوا اور اُسکی ترقی ہوتی گئی۔ اُس برہمن کا نام کنکو تھا۔ یہان تک کہ جب بدنظمی دہلی کی سلطنت مین آگئی۔ دکن کے اہل لشکر نے اپنا بادشاہ علٰحدہ مقرر کرنا چاہا اور اسی حسن کو بادشاہ تجویز کیا۔ حسن نے اپنے محسن برہمن کا نام بھی اپنے نام کے ساتھ ضم کیا۔ اور سلطان علاء الدین حسن کنکو بہمنی کا لقب لیا۔ اس خاندان مین بادشاہت قریب دو سو سال کے رہی۔ اور ان لوگون کا دار السلطنت مختلف رہا۔ کبھی دولت آباد۔ کبھی حیدر آباد کبھی احمد آباد بیدر اور یہ بڑے دماغدار ہوئے۔ آخر مین جب آخر خاندان مین کوئی نہ رہا۔ تو ایک ایران کے شاہزادہ ابو الحسن کو اپنا داماد بنایا۔ اور لقب تاناشاہ کا دیا۔ اورنگ زیب نے اسی تاناشاہ پر فتح پائی۔

اسی خاندان بہمنی کے ہمعصر ایک اور ریاست خودسر ہندو کی بیجے نگر مین قائم ہوئی تھی۔ اسی خاندان کے راجہ نے انگریزون کو ۱۶۴۰ء مین وہ زمین عطا کی جس مین شہر مدراس اب واقع ہے۔

اسی عہد مین میر ملا محمد باقر داماد نے کہ شاعر تھا ۱۰۴۰ھ مین اور شیخ بدیع الدین

سنہ نہ ہوا

سہارنپوری نے کہ شیخ احمد سرہندی کے خلیفہ تھے ۱۰۴۲ھ مین اور حضرت شیخ پیر میرٹھی نے کہ جہانگیر بادشاہ کے مرشد تھے ۱۰۴۲ھ مین اور نواب مہابت خان نے کہ جہانگیر اور نور جہان کو قید کیا تھا اور شاہجہان نے اپنے عہد مین دہلی کا صوبہ دار بنایا تھا ۱۰۴۳ھ مین اور شیخ میر لاہوری نے کہ ملا شاہ بدخشی اُنکے مریدان سے تھے ۱۰۴۵ھ مین۔ اور باقر خان نے کہ ناظم بنگالہ تھا اور خانزمان بہادر نے کہ ناظم دکن تھا ۱۰۴۷ھ مین اور سید عبدالقادر بخاری اکبرآبادی نے کہ عارف تھے ۱۰۵۰ھ مین۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کہ بڑے عالم محدث اور امام وقت تھے ۱۰۵۳ھ مین انتقال کیا۔ لمعات شرح مشکوٰۃ اور شرح سفر السعادت اور شرح فتیۃ الطالبین اُنکی یادگار ہے۔ اور شیخ محمد صادق گنگوہی متخلص بہ صیادؔ نے کہ اولاد سے شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے اور مرید اپنے چچا ابو سعید کے تھے اور عارف تھے ۱۰۵۲ھ مین اور اسی سال شیدا نے کہ شاعر تھا اور محمد جان قدسی نے کہ ملک الشعرا کا لقب شاہجہان سے پایا تھا ۱۰۵۵ھ مین اور اسی سال شیخ کبیر بالا پور نے کہ شاہ قاسم سلیمانی چارگدھی کے بیٹے تھے قنوج مین اور اسی سال حضرت دیوان تاج الدین نوآبادی بہاری نے کہ بڑے عارف کامل صاحب تصرف اور عالم تھے اور اپنے باپ حضرت نیم اللہ چشتی کے خلیفہ تھے اور اس کاتب کے مورث ہین۔ اور حضرت شیخ ناصر اکبرآبادی نے کہ بڑے صاحب تصرف عارف کامل تھے ۱۰۵۷ھ مین اور اسی سال حضرت ولی محمد نارنولی نے کہ عارف کامل تھے۔ اور میر نعمان اکبرآبادی نے کہ خلیفہ شیخ احمد سرہند کے تھے ۱۰۵۸ھ مین اور حضرت سیدنا امیر ابوالعلا حسینی الاحراری نے کہ بڑے عارف کامل اور قطب وقت تھے ۱۰۶۱ھ مین وفات فرمائی اور اسی سال ملک الشعرا ابی طالب کلیم نے بھی انتقال کیا۔

حضرت سیدنا امیر ابوالعلا بن امیر ابوالوفا بن امیر عبدالسلام رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا امیر ابوالعلا رضی اللہ عنہ

قصبۂ ستبرکہ نرملہ مین جب آپ کے دادا امیر عبد السلام شہر سمرقند سے آگرہ کو آتے تھے سنہ ۹۹۰ھ مین پیدا ہوئے آپ کا نسب باپ کی جانب سے حسینی سید اور مان کی طرف سے احراری خواجہ ہی چنانچہ آپ کے والد امیر ابو الوفا حضرت خواجہ عبید اللہ کے پرپوتے خواجہ ابو الفیض کے نواسہ تھے اور آپ کے دادا امیر عبد السلام حضرت خواجہ مذکور کے بیٹے اور خواجہ عبد اللہ کلان کے نواسہ تھے اور آپ خواجہ فیضی خواجہ عبید اللہ احرار کے پروتے کے نواسہ تھے۔ اور آبائی نسب آپ کا یون ہی۔ امیر[1] ابو العلا بن امیر[2] ابو الوفا بن امیر[3] عبد السلام بن امیر[4] عبد الملک بن امیر[5] عبد الباسط بن امیر[6] تقی الدین کرمانی بن امیر[7] شہاب الدین بن امیر[8] عماد الدین بن امیر[9] سید علی بن امیر[10] نظام الدین بن امیر[11] سید اشرف بن امیر[12] اعز الدین بن امیر[13] شرف الدین بن امیر[14] سید محمد بن امیر[15] سید گیلانی بن امیر[16] سید بادشاہ بن امیر[17] سید حسن بن امیر[18] سید حسین بن امیر[19] سید محمد بن امیر[20] سید عبد اللہ بن امیر[21] سید محمد بن امیر[22] سید علی بن امیر[23] سید عبد اللہ بن امیر[24] سید حسین بن امیر[25] سید اسمٰعیل بن امیر[26] سید محمد بن امیر[27] سید عبد اللہ بلہر بن حضرت[28] امام زین العابدین بن حسین بن علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ۔ آپ کے اجداد سے اکثر بزرگان بڑے بڑے اولیا رعالی مقام گذرے ہین۔ چنانچہ امیر عماد الدین امرجاج کے خوارق عادات اطراف کرمان مین نہایت مشہور ہین اور امیر تقی الدین کرمانی خواجہ عبید اللہ احرار کے ہمعصر تھے حضرت خواجہ نے اُنکی نعش مبارک اپنے دوش مبارک پر رکھی تھی۔ اسی سے اُنکی بزرگی سمجھنا چاہیے۔ جب آپ کے جد امیر عبد السلام ہند مین آئے۔ زمانہ اکبر بادشاہ کا تھا۔ اور وہ اُس زمانے مین فتح پور سیکری مین بوجہ عقیدت شاہ سلیم چشتی کے اکثر وہان رہتے تھے۔ اس سبب سے امیر عبد السلام بھی

وہان اقامت پذیر ہوئے لیکن بعد چندے کے کہ سفر کو تشریف لیگئے اور وہین انتقال فرمایا
آپ کے والد امیر ابوالوفا نے بھی عرصۂ قلیل مین انتقال فرمایا اور اُنکی نعش لوگون
نے مدرسۂ لعل دروازہ کے قریب دہلی مین دفن کی - اس سبب سے آپ کے نانا حضرت
خواجہ فیضی نے آپ کی تعلیم کی - اور چونکہ آپ ہونہار تھے - تھوڑے دنون مین تمام علوم
اور فنون مین یگانۂ زمانہ مین ہوئے - پھر آپ کے نانا خواجہ فیضی کو راجہ مان سنگھ نے
اپنی طرف سے ناظم منگالہ مقرر کیا تو آپ اُنکے ساتھ وہان رہا کرتے تھے -
آپ کا قد کشیدہ تھا - چہرۂ مبارک سرخ و سپید - آنکھین بڑی بڑی رسیلی - آواز
نرم اور خوش الحان تقریر نہایت شیرین اور لبھاونی تھی -
آپکے نانا خواجہ فیضی جب کسی سفر کہ مین شہید ہوئے - تب راجہ مانسنگھ نے اُنکی جگہ
آپ کو مقرر کرکے منصب سہ ہزاری ذات اور سہ ہزاری سوار حضور سے بادشاہ کے
دلوایا - انھین دنون مین آپ نے خواب مین تین بزرگون کو دیکھا کہ فرماتے ہین کہ کیا
وضع تمنے اختیار کی ہے بلکہ جو وضع ہماری ہے اختیار کرو - اُنمین سے ایک بزرگ نے
اُسترہ لیکر آپ کا سر مونڈا - اور دوسرے بزرگ نے قمیص پہنائی اور تیسرے نے سر پہ
عمامہ رکھدیا - اسکا یہ اثر ہوا کہ آپ نے صبح کو حجام بلوا کر سر حلق کرایا اور ایک کفنا بطور
درویشون کے پہنا - جب یہ خبر راجہ مانسنگھ کو پہونچی وہ خود آپ کے
پاس چلا آیا - آپ کو تسکین دی کہ ہم بہت جلد آپ کی ترقی کرینگے - برخاستہ خاطر نہو جیے
آپ نے جواب دیا کہ میرا دل نہین معلوم کیون اب دنیا کے کام مین نہین لگتا - مجھکو معاف
فرمائیے اور کسی کو یہ خدمت عطا کیجیے - تب اُسنے یہ کہا کہ مجھکو جو مہم **واؤد شاہ**
والی حاجی پور سے پیش آنے والی ہے - شاید اُسی خوف سے آپ گریز کرتے ہین تب
آپ نے فرمایا کہ جب راجہ صاحب کو یہ خیال ہے تو یہ مہم میرے ہی اوپر چھوڑ دیجائے -
چنانچہ کسی وجہ سے راجہ مانسنگھ اس مہم مین خود شریک نہو سکا - اور آپ نے عظیم الشان

مین پہونچکر دریاے گنگ کو عبور کرکے داؤد شاہ سے مقابلہ کیا اور اُسکو شکست مینا پور
مین دے کر عین معرکہ مین قتل کیا - جب آپ واپس آئے - راجہ مانسنگھ نے آپ کے
منصب کا اضافہ کیا لیکن اُسی زمانے مین پھر آپ نے ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا کہ
فرماتے ہین کہ ہماری وضع اختیار کرو اور اُنکا چہرۂ مبارک مثل آفتاب کے روشن تھا۔
اتفاقات وقت سے اکبر بادشاہ کا انتقال ہوا اور جہانگیر تخت نشین ہوا اُسکا حکم پہونچا
کہ سب امرا حاضر آوین اور یہی حکم آپ کے نام بھی تھا - آپ نے اسکو غنیمت سمجھا اور روانہ
ہوئے - راہ مین ایک روز مقام سنیر مین کہ پٹنہ سے ایک منزل پچھم ہے قیام کیا - وہان کے
لوگون سے معلوم ہوا کہ بڑے بزرگ حضرت مخدوم دولت کہ فرزندون سے مخدوم الملک
شرف الدین احمد یحییٰ منیری کے ہین نہایت صاحب کمال اور عارف ہین آپ نے
اُنسے ملاقات کی صحبت اُٹھائی اور فیضیاب ہوئے - وہان سے اجازت لیکر روانہ ہوئے
اور آگرہ مین پہونچے - تیر اندازی کے باعث آپ کا وقار جہانگیر نے بہت کیا لیکن
نشہ کی حالت مین ایک پیالہ شراب کا آپ کی طرف بڑھایا - آپ نے آنکھ بچاکر گرا دیا -
لیکن بادشاہ نے کسی طرح دیکھ لیا - اور عتاب کیا - اسپر آپ نے ایک نعرہ کیا اور بادشاہ
کی نظرون مین دو شیر حملہ کرتے ہوئے معلوم ہوئے اور وہ بھاگا - تب آپ اپنے مکان
پر چلے آئے - اور اُسی رات کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زیارت سے خواب مین
مشرف ہوئے اور سنا کہ فرماتے ہین کہ تمھارا کشود کار خواجہ معین الدین چشتی کے مزار
سے ہوگا - چنانچہ صبح کو آپ نے اپنا کل اسباب لٹا دیا اور صرف ایک چادر اور کملی
باندھکر روانہ ہوئے - لیکن راہ مین خیال ہوا کہ دہلی کے بزرگون کے مزار سے بھی مشرف
ہوتے چلیے - چنانچہ وہان سے ہوکر اور حضرت نظام الدین اولیا اور حضرت
قطب الدین بختیار کاکی کی درگاہ سے شرف ہوکر اجمیر شریف پہونچے -
روزانہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار پر آپ مراقب رہتے - ایک روز

آپ نے حضرت خواجہ بزرگ کو ان آنکھون سے دیکھا کہ فرماتے ہین تمنے اتنی دیر کیون کی تمھاری تعلیم کے بہ نسبت حضرت علیؑ کی تاکید ہی۔ پھر آپ کو خدشہ ہوا کہ لوگ مزار کا طواف کیون کرتے ہین۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جسطرح جانور کو بیمار کے گرد گھمانے سے اُسمین مریض کا اثر ہوتا ہی۔ اُسی طرح صاحب مزار کا اثر طواف کرنے والے مین آتا ہی اور تمنے جو طواف کیا اُسکا ظہور دیکھو۔ یہ کہکر حضرت خواجہ نے آپ کو آنکھون سے توجہ دی۔ اور ایک چیز سخ موتی کے دانہ کی ایسی آپ کے مُنھ مین دیدی جسکے نگلنے سے آپ کا سینہ مثل آفتاب کے روشن ہوگیا۔ اور آپ سے فرمایا کہ یہ بڑی نعمت تمکو ملی۔ میرے زمانہ مین مجھکو ملی تھی۔ اب اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے تمکو عطا کی۔ تم اکبرآباد جاؤ اور لوگون کو خدا کی راہ بتاؤ۔ تب آپ نے بیعت کی درخواست کی۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ تمھارے چچا حضرت امیر عبداللہ بن امیر عبدالسلام اگرچہ منصب صوبہ داری پر صوبہ برہان پور کے متعین ہین وہ قطب وقت ہین۔ اُنسے بیعت کرو۔ وہ بھی اکبرآباد مین آوینگے۔ زندہ کے رہتے موتی کی بیعت کا کیا فائدہ۔ اور وہ تمکو سماع کی اجازت دینگے اگرچہ نقشبندیہ ہین اور سماع خود نہین سُنتے۔ چنانچہ آپ وہان سے اکبرآباد آئے اور اپنے چچا سے بیعت کی جنکو بیعت اور خلافت اپنے ماموں خواجہ محمد یحییٰ سے تھی۔ جنکا ذکر اکبرباد شاہ کے تخت سلطنت مین لکھا گیا ہی۔ الغرض حضرت امیر ابوالعلا کی شادی بھی حضرت امیر عبداللہ کی لڑکی سے ہوئی اور آپ اُنکی جگہ مسند مشیخت پر بیٹھے اور بہت لوگون کو اپنے ہاتھ آب رحمت سے سیراب کیا۔ اور بڑے بڑے تصرف آپ سے سرزد ہوئے منجملہ اُنکے ایک یہ ہی کہ ملا محمد عمر آپ کے یارون مین تھے اُنکو وجد کی حالت طاری تھی۔ ایک نعرہ اللہ کا کیا اور جان بحق ہوگئے۔ لوگون نے یہ خبر آپ سے کہی کہ ملا محمد عمر مرگئے۔ آپ نے فرمایا ایسا کیا ہوگا۔ میرے پاس لاؤ

جب آپ کے پاس لائے۔ آپ نے اُنکی طرف نظر بھیری اور وہ نعرہ کرتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

دوسری نقل یہ ہو کہ ایک ہاتھی شاہجہان بادشاہ کا بدست ہوگیا تھا اور چھوٹ گیا تھا۔ جو سامنے آتا اُسکو ہلاک کرتا۔ آپ ایک روز راہ مین جارہے تھے اور وہ ہاتھی مقابلہ مین آگیا۔ لوگون نے آپ سے کہا کہ بھاگیے۔ آپ نہ بھاگے اور ہاتھی کی طرف نگاہ گرم سے دیکھا وہ ہاتھی ستک کے بھل بیٹھ گیا۔ اور آپ اپنے مکان پر پہونچے۔ پیچھے آپ کے وہ ہاتھی بھی آپ کے دروازہ پر آبیٹھا۔ آپ نے اُسکے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ خلق اللہ کو تکلیف دینا نہین اچھا بلکہ آرام پہونچانا چاہیے راج گھاٹ پر جمنا کنارے گذارے کی کشتی نہین ہو۔ تو وہان جا اور لوگون کو پار کیا کر تجھکو غذا اُنسے ملا کریگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ایک اور واقعہ قابل سُننے کے ہو۔ ایک روز آپ مسجد مین نماز کے واسطے وضو فرما رہے تھے اور آپکے یاران حاضر تھے۔ ایک جوگی ایک مینا کا پنجرہ لیے آپ کے سامنے سے گذرا۔ آپ نے اُسکو پاس بُلوایا۔ اور وضو کا پانی اُس پنجرے پر ڈالا وہ پنجرا ٹوٹ کر اُسمین سے وہ مینا نکل پڑی اور بصورت ایک عورت کے متشکل ہوگئی۔ آپ نے جوگی سے کہا کہ کیون جوگی جی یہ کیا حرکت ہو۔ آپ فقیری کا نام بگاڑتے ہین اُس عورت نے بیان کیا کہ مین ہندو زمیندار کی بیٹی ہون اپنے دروازے پر کھڑی تھی۔ یہ دیکھکر عاشق ہوگیا اور جادو سے مجھے مینا بناکر پنجرے مین رکھ لیا۔ رات کو اصلی صورت بناکر سیری بھرمتی کرتا ہو۔ میری قسمت نے رہبری کی کہ یہانتک پہونچی۔ اور وہ مسلمان ہوگئی۔ وہ جوگی بھی شرمندہ ہوا۔ اور آپ کے قدمون پر گر پڑا اور مسلمان ہوکر پکا کامل ہوگیا اور دونون مین آپ نے عقد مابین کردیا۔ انکا مزار بھی احاطہ سے باہر آپ کے پائین مین مزار کے ہو اور زیارت گاہ خلائق ہو۔ ایسی

کرامتین آپ کی بہت ہین - آپ اپنے وقت کے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ معین الدین چشتی تھے - آپ کا مفصل احوال حضرت حیات اللہ سنبھلی نے حجۃ العارفین مین اور صاحب اذکار الاحرار نے اذکار الاحرارین اور حضرت جدی حاجی سید شاہ عطا حسین سنبھلی القمری دام برکاتہ نے اپنی کتاب نسبۃ العاشقین مین اور حضرت جدی مرشدی و مولائی و شیخی حضرت مولانا محمد قاسم ابو العلاے القمری البرکاتی دانا پوری نے اپنی کتاب نجات قاسم مین تحریر فرمایا ہی الغرض حضرت سیدنا امیر ابو العلا رضی اللہ عنہ نے ۹ صفر کو ۱۰۶۱ھ مین انتقال فرمایا آپ کا مزار سنگ مرمر کا ہی اور اُسپر سبحان ربی الاعلی لکھا ہی - نہایت پر فیض مزار ہی اور آجتک تصرفات وہان سے سرزد ہوتے ہین - اور ہر سال میلہ وہان ہوتا ہی - آپ کے دو بیٹے تھے امیر فیض العلا اور امیر نور العلا - اور یہ لوگ کامل اور آپ کے خلفا اور جانشین بھی ہوئے - آپ کے پوتے حضرت امیر نور اللہ بن امیر نور العلا نے کہ بڑے عارف کامل اور شارح مثنوی مولانا روم کے تھے اور اپنے جد اعلی کے خلیفہ تھے یہ تاریخ وفات آپ کی لکھی ؎

درسن الف و واحد و ستین	شد مقامش مقام علیین
یافت تاریخ او دل غمناک	رفت قطب زمان بعالم پاک
اے سراپا گناہ نور اللہ	چند پوئی پئے امور تباہ
چونتو از وود مان آن شاہے	جد کن تا دہندت آن شاہی
خیز در راہ حق قدم درزن	دل ز سودائے ماسوا برکن

ذکر محی الدین اورنگ زیب محمد عالمگیر بادشاہ بن شاہجہان بادشاہ

اورنگ زیب نے خبر باپ کی بیماری اور اُنکی بے اختیاری کی سنکر

مع لشکر اورنگ آباد دکن سے طرف دارالخلافت اکبر آباد کے روانہ ہوا۔ اور راہ مین احمد آباد گجرات سے اپنے بھائی سلطان مراد کو کہ وہان حکمران تھا ساتھ لیا۔ اور جوام اور رؤسا کہ بیماری مین شاہجہان کے دارا شکوہ کی طرف سے متعین ہوکے تھے انکو راہ مین شکست دی۔ اور اعزا آباد مین پہونچے اور نامہ اور پیام درمیان باپ اور بیٹے کے اورنگ زیب اعزا آباد مین خلاف مرضی باپ کے تخت نشین ہوا۔ اور شاہجہان آباد مین روز یکشنبہ ۲۴ رمضان کو ۱۰۶۹ھ مین تخت پر بیٹھا۔ اور اپنا سکہ جاری کیا۔ دارا شکوہ نے کئی مرتبہ مقابلہ کیا۔ لیکن شکست اُٹھاکر آخر مقید ہوا اور مع اپنے بیٹے سلیمان شکوہ اور سپہر شکوہ کے شہید ہوا۔ سلطان شجاع حاکم بنگالہ نے فوج کشی کی اور اُسکو معظم خان خانخانان نے شکست دی۔ اور صوبہ کوچ بہار اور آسام کو فتح کیا۔ اور شائستہ خان ناظم بنگالہ مقرر ہوئے۔ اور اُنھون نے ملک کا انتظام نہایت عدل و انصاف سے کیا۔ مسجدین۔ مسافرخانے۔ تعمیر کیے۔ اور ملک کا خراج بہت بڑھگیا۔ پھر شائستہ خان نے استعفا دیا۔ اُسکی جگہ ابراہیم خان ناظم مقرر ہوئے یہ سست آدمی تھا۔ اسکے وقت مین رحیم خان افغان نے کہ زمیندار کانوکر تھا موقع پاکر فوج فراہم کی اور بغاوت کی اسلیے عالمگیر کے پوتے عظیم الشان بن بہادر شاہ نے بڑے لشکر سے مقابلہ کیا۔ اور رحیم خان کو قتل کیا۔ اور شہزادہ عظیم الشان صوبہ بنگالہ کا صوبہ دار ہوا۔ اور دیوانی کا کام محمد افضل کے متعلق ہوا۔ اور خان مذکور کی کوشش سے تیس لاکھ روپیہ سرکاری خزانے مین داخل ہوا۔ اُسکے بعد محمد ہادی خان نے خزانے کو اسقدر بڑھایا کہ چالیس لاکھ تک پہونچا۔ ہرگاہ عظیم الشان عیش و عشرت مین غافل تھا۔ اسنے اپنے بیٹے فرخ سیر کو بنگالہ مین چھوڑا اور دارالخلافت کی طرف روانہ ہوا۔

اثنائے راہ مین اپنے جد بزرگ کی وفات کی خبر سنی۔
عالمگیر نے ۱۰۹۶ھ مین قلعہ بیجاپور کو فتح کیا۔ اور ۱۰۹۷ھ مین حیدرآباد دکھن اور قلعۂ گولکنڈہ کو فتح کیا۔ اور ۱۰۹۸ھ مین قلعہ اودنی کہ شہر بدر سے پچاس کوس کے فاصلہ پر ہی فتح کیا۔
۱۰۹۹ھ مین سمبھاجی مرہٹہ کہ سیواجی مرہٹہ کا بیٹا تھا اور فتنہ اور فساد برپا کیا تھا قتل کیا گیا تھا۔ سیواجی کو بھی عالمگیر نے ۱۰۷۶ھ مین قید کیا تھا لیکن وہ سفر ورہوا۔ اور اپنے وطن مین پہونچکر پھر فتنہ وفساد برپا کیا اور اکثر ممالک اپنے تصرف مین درلایا۔ انکی جگہ پونا اور ستارہ مین تھی۔ یہ جگہ دکھن مین ہین۔ ۱۱۱۱ھ مین عالمگیر نے قلعہ بسنت گڈھ اور قلعہ ستارہ اور قلعہ بھروتی کو دکھن مین فتح کیا۔ ۱۱۱۸ھ مین عالمگیر بادشاہ اورنگ آباد مین مرگیا اور وہین مدفون ہوا۔
اسی عہد مین ملا شاہ بدخشی نے کہ دارا شکوہ کے پیر ومرشد اور میان شاہ سیر لاہوری قادری کے مرید اور خلیفہ تھے ۱۰۷۲ھ مین اور سرمد ارمنی نے کہ مرشد دارا شکوہ کے تھے ۱۰۷۲ھ مین اور شیخ معصوم نے کہ شیخ احمد سرہندی کے بیٹے مرید اور خلیفہ اور بڑے عالم تھے ۱۰۷۹ھ مین اور غنی کشمیری نے کہ شاعر نازک خیال تھا اور شیخ محسن فانی کا شاگرد تھا۔ ۱۰۷۹ھ مین اور سید نعمت اللہ نارنولی نے کہ عارف حق تھے اور سلطان شجاع کے پیر تھے اور مرزا صائب اور شیخ محمد محسن فانی نے کہ شاعر تھے ۱۰۸۰ھ مین اور میر محمد زمان تخلص راسخ نے کہ شاعر تھے ۱۰۸۱ھ مین۔ اور حضرت عنایت اللہ نوری نے کہ عالمگیر بادشاہ کے پیر اور اپنے والد حضرت دیوان تاج الدین چشتی نوآبادی کے مرید اور خلیفہ تھے اور صاحب تصرف تھے۔ ۱۰۸۶ھ مین اور آنکے صاحبزادے حضرت منور اللہ نوابادی نے کہ خلیفہ اپنے والد کے اور مثل آنکے برگزیدہ تھے اور اس کاتب کے مورث

ہین ۱۱۰۹ھ مین اور اسی سال خواجہ ناصر علی سرہندی نے کہ بڑے شاعر تھے اور حضرت سید دوست محمد نے ۱۱۰۹ھ مین کہ خلیفہ حضرت سیدنا امیر ابو العلا قدس سرہٗ کے تھے اور حضرت امیر نور العلا نے کہ بیٹے اور خلیفہ حضرت امیر ابو العلا کے تھے اور آپ کے دوسرے بیٹے اور خلیفہ نے جنکا نام امیر فیض العلا تھا ۱۱۰۸ھ مین اور آپ کے پوتے امیر تاج العلا نے کہ اپنے والد امیر فیض العلا کے خلیفہ تھے ۱۱۰۲ھ مین انتقال فرمایا۔

حضرت سید دوست محمد کی پیدائش صوبہ برہان پور کے اطراف مین تھی۔ آپ نے علم ظاہر کی تحصیل دہلی مین کی۔ بعد کمال علم ظاہر کے حق طلبی دل مین پیدا ہوئی۔ بنگالہ کیطرف اسلیے نکل گئے۔ وہان حسب خواہ کوئی کام نہ نکلا حضرت سیدنا امیر ابو العلا کی فیض رسانی کا شہرہ سنکر آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور کالپی کی مصری بطور تحفہ کے لے گئے تھے وہ پیشکش کیا حضرت نے آپ کے آنے کا سبب دریافت کیا۔ اور اسی روز آپ کو تلقین کی اور توجہ علنی سے آپ کا دل روشن کردیا۔ آپ بادۂ معرفت کی مستی مین بیخود رہے یہانتک کہ نماز عصر اور مغرب قضا ہوئی۔ صبح کو حضرت سے بیعت کی اور خلافت پائی برہان پور مین اقامت کرنے کا حکم ہوا۔ اسپر بھی آپ کی صحبت مین اجازت لیکر ایک برس حاضر رہے۔ بڑے مخصوصین سے ہوئے۔ برہان پور مین آپ کا بڑا ارشد ہوا۔ مسافر شاہ کے تکیہ مین آپ کا مزار ہے۔ آپ کے ممتاز خلیفہ مسافر شاہ۔ محمود شاہ۔ اور حضرت شاہ فرہاد تھے۔ آپ کی تصنیف سے پیم کہانی اور ملفوظات یعنی مکتوبات سیدنا ابو العلا ہے۔

ذکر قطب الدین شاہ عالم بہادر شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ

اورنگ زیب نے اپنے بعد تین بیٹے وارث چھوڑے تھے اعظم شاہ

کہ صوبۂ احمد نگر دکن کا والی تھا۔ اور شاہزادہ کام بخش کہ صوبہ بیجاپور کے والی تھے اور قطب الدین معظم شاہ شاہ عالم بہادر کہ والی کابل تھا۔ اور شاہزادۂ محمد اکبر ایران مین باپ کی ناراضی سے بھاگا اور مرگیا۔ اور سلطان محمد نے قلعہ گوالیار مین انتقال کیا۔ اور پانچ بیٹیان بھی تھین جنمین زیب النسا بیگم کہ بڑی عالمہ اور شاعرہ بھی متازتھی۔

شاہزادہ اعظم شاہ نے صوبہ احمد نگر مین بارہ روز اپنے باپ کی وفات کے بعد حسب صلاح وہان کے امرا کے تاج شاہی سر پر رکھا۔ اور اُسکا جانشین ہوا جب معظم شاہ نے یہ سنا کابل سے روانہ ہوا۔ اور اُسکے مقابلہ کو اعظم شاہ بھی روانہ ہوا۔ معظم شاہ نے نامہ اور پیام کیا کہ ملک تقسیم کرلیا جاوے۔ لیکن اعظم شاہ راضی نہوا۔ اور درمیان دونون کے دھولپور مین لڑائی ہوئی۔ جسمین اعظم شاہ کو شکست ہوئی اور مارا گیا۔ اور معظم شاہ بلقب شاہ عالم بہادر شاہ آگرہ مین بجاے باپ کے ۱۱۱۹ھ مین جانشین ہوا عظیم الشان بن معظم شاہ بھی کہ والی بنگالہ تھا اُسوقت باپ کی مدد کو آگیا تھا۔ شاہزادۂ کام بخش والی بیجاپور بھی اپنے بھائی بہادر شاہ سے لڑکر قتل ہوا۔ اسوقت منعم خان بلقب خانخانان وزیر ہوا۔ اور عہدہ وکالت کا اسد خان کو ملا۔ اور عہدۂ بخشی گری کا اُنکے بیٹے ذوالفقار خان کو بلقب امیر الامرا ملا۔ بہادر شاہ عالم باخلق اور ذی مروت تھا ۱۱۲۴ھ مین بیمار ہوکر مرگیا۔

اسی سال حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی نے انتقال کیا۔ یہ بزرگ بڑے عالم عارف اور شاعر تھے۔ یہ حضرت سید محمد کالپی کے خلیفہ تھے جو حضرت سیدنا امیر ابو العلا کے خلیفہ تھے۔ انکا دائرہ الہ آباد مین مشہور ہے۔ اور قاضی محب اللہ بہاری نے کہ مسلم العلوم علم منطق مین اور مسلم الثبوت علم اصول فقہ مین انکی تصنیف سے ہے اور عالمگیر نے انکو پہلے قاضی لکھنؤ پھر قاضی اورنگ آباد پھر قاضی

کابل مقرر کیا اور لقب فاضل خان کا دیا اور اُنھون نے ثابت کیا ہے کہ جملہ علوم نقلی تفسیر و حدیث وغیرہ بے علم اصول کے ہرگز نہین آسکتا ۱۱۱۱ھ مین انتقال فرمایا۔

ذکر معز الدین جہاندار شاہ بن شاہ عالم بہادر شاہ

معز الدین جہاندار شاہ

بعد مرنے شاہ عالم بہادر شاہ کے اُسکے چار دن بیٹون معز الدین جہاندار شاہ اور رفیع الشان اور مجستہ اختر جہان شاہ ایک طرف اور عظیم الشان مین لڑائی ہوئی اور عظیم الشان قتل ہوا۔ پھر تینون بھائیون مین لڑائی ہوئی اور ذوالفقار خان نے عظیم الشان اور جہانشاہ کا کام تمام کیا۔ معز الدین جہاندار شاہ کو تخت پر بٹھلایا ذوالفقار خان نے سلطان محمد کریم عظیم الشان کے بیٹے کو بھی قتل کیا۔ اسوقت شہزادہ فرخ سیر عظیم الشان کا دوسرا بیٹا۔ الہ آباد محل مین بنگالہ مین تھا اپنے باپ کے مارے جانے کی خبر سنکر روانہ ہوا اور سید حسن علی خان والی صوبۂ بہار سے موافقت کرکے فوج فراہم کی اور اسی ذریعہ سے سید عبد اللہ والی الہ آباد سے موافقت کی اور دونون کو ہمراہ لیکر اکبر آباد کی طرف بڑھا۔ جہاندار شاہ نے یہ خبر سنکر اپنے بیٹے اعز الدین کے ساتھ لشکر روانہ کیا۔ اور خود بھی پیچھے سے روانہ ہوا۔ مقام کجھوہ مین اعز الدین سے اور فرخ سیر سے مقابلہ ہوا اور اعز الدین کو شکست ہوئی۔ اور مارا گیا۔ اکبر آباد مین جہاندار شاہ کو بھی شکست ہوئی اور وہ بھاگا۔ اسکی سلطنت صرف گیارہ مہینے کے لیے تھی۔

ذکر محمد فرخ سیر شاہ بن عظیم الشان بن بہادر شاہ

محمد فرخ سیر

محمد فرخ سیر بعد فتحیابی کے اکبر آباد مین تخت نشین ہوا۔ اور وہان سے شاہجہان آباد پہونچا۔ ذوالفقار خان کو قتل کیا۔ اور اپنے بھائی ہمایون بخت اور اعز الدین کو مکحول کیا۔ اور سید عبد اللہ خان قطب الملک کے لقب سے وزیر ہوئے اور اُنکے بھائی سید حسن علی خان نے امیر الامرا کا لقب پایا۔ اور

سید حسن علی خان

حسین قلی خان کو صوبہ دار دکن کا بنایا اور لقب نظام الملک کا دیا۔ اور قاضی عبد الصمد تورانی کو کہ جہانگیر نگر کا قضا یا رکھتا تھا خطاب خانخانان سپہ سالار کا دیا۔ سپہ سالار نے سادات کا اختیار دیکھکر حسد کیا۔ اور بادشاہ سے تفرقہ ڈلوایا۔ لیکن بادشاہ کی ماں نے معذرت کی۔ حسن علیخان نے راجہ راٹھور پر فوج کشی کی۔ اُسنے خراج دینا قبول کیا۔ اور اپنی بیٹی نذر دی کہ فرخ سیر کے نکاح مین ورآئی۔ اور بڑا جشن ہوا لیکن سادات کے دل مین تفرقہ بڑھتا گیا۔ یہانتک کہ ۱۱۳۱ھ مین موقع پر ان لوگون نے بادشاہ کو بے عزت کیا۔ اور اندھا بنایا۔ اور مقید کیا۔ یہ سادات بارہہ کے تھے۔

اسی عہد مین ملا شیخ احمد المعروف بہ ملا جیون جونپوری نے کہ عالمگیر کے اُستاد تھے اور تفسیر احمدی اور نور الانوار اُنھین سے ہے اور قاضی تھے ۱۱۳۰ھ مین انتقال فرمایا۔

ذکر رفیع الدرجات و رفیع الدولہ بن رفیع الشان بن رشاہ بہادر شاہ

رفیع الدرجات رفیع الدولہ

بعد معزولی فرخ سیر بادشاہ کے سادات نے رفیع الدرجات بن رفیع الشان کو تخت نشین کیا۔ لیکن وہ ہمیشہ بیمار رہتا تھا۔ اور تین مہینے کے بعد مر گیا۔

تب اُسکے بڑے بھائی رفیع الدولہ کو سادات نے تخت نشین کیا۔ وہ بھی تین مہینے بعد مر گیا۔ یہ لوگ برائے نام بادشاہ تھے کل امور سلطنت سادات بارہہ کے ہاتھ مین تھا۔

ابو الفتح ناصر الدین

ذکر ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ بن نجستہ اختر جہانشاہ بن بہادر شاہ

بعد رفیع الدولہ کے سادات عبد اللہ خان وغیرہ نے محمد شاہ کو شاہجہان آباد سے جہان وہ قید تھے آگرہ سے طلب کر کے تخت پر بٹھلایا انکا نام اصل مین روشن اختر تھا۔ ۱۵ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ مین تخت نشین ہوئے

واضح رہے کہ بعد وفات اورنگ زیب کے باوجود اُنکے اختلاف کے باعث دکھن مین تسلط وامن نرہا اور سیواجی مرہٹہ کے ورثانے پھر زور کیا۔ اور غارت گری کا شیوہ شروع کیا۔ یہانتک کہ اکثر ممالک ہند اُنکے قبضہ مین آتے گئے۔ اور تمام ہندوستان مین اسی عہد سلطنت مین خلل آگیا۔

ابتداے سلطنت مین محمد شاہ نے عقلمندی اور ہوشیاری ظاہر کی یعنی سادات عبد اللہ خان اور حسن علی خان کی دلجوئی مین مستعد رہا لیکن قابو پاکر آخرش اُن دونون سادات کو قتل اور شہید کرایا۔ حسن علی خان صوبہ دار دکھن مین ۱۱۳۲ھ مین اشارہ سے محمد شاہ کے شہید ہوئے۔ لیکن سید عبد اللہ خان ۱۱۳۳ھ مین محمد شاہ سے لڑے اور آخرش قید ہوئے اور اُنکو زہر دیا گیا۔ ان سادات کو معظم شاہ یعنی بہادر شاہ نے صوبہ دار بہار اور الہ آباد کا مقرر کیا تھا انھون نے نہر میٹر گنج نہر شاہجہانی سے بنوائی ہے۔ کہ اُنکی یادگار ہے۔ اور خلق اللہ انکو شہید سمجھکر اُنکے مزار کی زیارت کرتے ہین۔

محمد امین خان بعد معزولی سید عبد اللہ خان کے وزیر ہوئے اور لقب اعتماد الدولہ کا پایا۔ لیکن ۱۱۳۷ھ مین وہ بھی مرگیا۔ اور اُسکی جگہ عنایت اللہ خان وزیر ہوا۔ اسی عرصہ مین نظام الملک اکثر ملک دکھن کو اپنے تصرف مین لایا محمد شاہ کی شادی فرخ سیر کی بیٹی سے ہوئی۔

اسی عہد مین نادر شاہ بادشاہ ایران نے ۱۱۵۱ھ مین ہندوستان پر حملہ کیا۔ پہلے قندھار پر قبضہ کیا۔ پھر دہلی مین آیا۔ اسوقت دو بڑے آدمیون کے ہاتھ مین ملک کی عنان تھی۔ ایک نواب آصف جاہ نظام الملک والی دکن اور دوسرے برہان الملک سعادت خان والی اودھ۔

برہان الملک نے بہ سبب لقب امیر الامرائے آصف جاہ نظام الملک کے

حسد کیا۔ اور در پردہ نادر شاہ کو اشتعال دی۔ نادر شاہ نے دہلی مین آکر قتل عام کیا اور بڑا خزانہ فراہم کرکے اور اپنے بیٹے کی شادی محمد شاہ کے خاندان مین کرکے اور تخت طاؤسی کو لیکر اور صوبہ قندھار کو داخل ملک ایران کرکے واپس گیا۔ لیکن ۱۱۵۲ھ مین راہ مین مارا گیا۔

ایک شخص احمد شاہ ابدالی کہ دُرّانی افغان تھا۔ نادر شاہ کے لشکر مین تھا اُسنے بعد قتل نادر شاہ کے اُسکے خزانے پر قابو پایا۔ اور اُس ذریعہ سے اپنی قوم افغان کو فراہم کرکے تمام افغانستان پر یعنی کابل۔ قندھار غزنی اور ہرات پر قابض ہوگیا۔ اور سات مرتبہ ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ ایک مرتبہ محمد شاہ کے بیٹے احمد شاہ نے اپنے لشکر جرار سے سرہند مین اُسکو شکست بھی دی لیکن تاہم اُسکے بعد کئی مرتبہ حملہ آور ہوا۔ اور پنجاب پر قابض ہوگیا۔ ۱۱۶۱ ہجری مین محمد شاہ مرگیا۔

اسی عہد مین جناب حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ کہ بڑے عارف کامل اور خلیفہ حضرت سید دوست محمد قدس سرہ کے تھے جو حضرت سید نا الحیرا العلا کے خلیفہ تھے۔ ۵ جمادی الاول کو ۱۱۴۵ھ مین اور اُنکے ممتاز خلیفہ میر اسد اللہ قدس سرہ نے ۵ جمادی الثانی کو ۱۱۴۶ھ مین اور اُنکے دوسرے ممتاز خلیفہ حضرت مولانا بلوان الدین خدانما نے ۱۱۶۱ھ مین اور حضرت مولانا امین اللہ نوآبادی چشتی نے کہ خلیفہ اپنے والد بزرگ حضرت منور اللہ نوآبادی چشتی کے تھے اور بڑے عالم اور عامل عارف اور اس کاتب کے مورث تھے ۱۱۶۱ھ مین اور شیخ خوب اللہ الہ آبادی نے کہ داماد اور بھتیجے اور خلیفہ حضرت محمد فضل الہ آبادی کے تھے ۱۱۶۲ھ مین انتقال فرمایا۔

حضرت شاہ محمد فرہاد قدس سرہ ایک امیرزادے تھے۔ آپ کے والد صوبہ

برہانپور کے حاکم ہوکر گئے تھے اور جناب سید دوست محمد قدس سرہ کے پاس واسطے دعا اپنی ترقی کے مع صاحبزادہ اپنے شاہ محمد فرہاد قدس سرہ کے جایا کرتے تھے حضرت شیخ کی صحبت نے حضرت شاہ فرہاد کے دل میں اثر کی۔ تب آپ کے والد نے درخواست کی کہ یہ لڑکا آپ کی صحبت میں بہت حاضر رہتا ہے آپ اسکو اپنے پاس نہ آنے دیں۔ شاید آپ کی طرح یہ بھی دنیا کو نہ چھوڑ دے۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ میں فقیر ہوں کہاں کسی کو روک سکتا ہوں۔ آپ خود انتظام کیجیے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ آپ چاہتے ہیں کہ بادشاہ کے دربار میں یہ لڑکا دست بستہ حاضر رہے۔ لیکن اللہ تعالے نے مقدر کیا ہے کہ بادشاہ اسکے دربار میں دست بستہ حاضر ہو۔ پھر چند دنوں بعد میں حضرت شاہ فرہاد کے والد دہلی کے صوبہ دار ہوئے۔ اور وہاں سے دہلی آئے۔ تب ہی آپنے اپنے پیر کی صحبت سے کنارہ کشی نہ کی۔ بعد وفات اپنے پیر کے آپ دہلی میں تشریف لائے اور بڑے کاملین سے گذرے ہیں۔ آخر میں آپ کا یہ حال ہوا کہ بادشاہ اکثر آپ کے مکان پر دست بستہ حاضر ہوتے اور دعا خیر اپنے حق میں چاہتے۔ آپ کو اسقدر بیخودی غالب رہتی کہ آپ بستر پر جیسے کوئی کھوئی ہوئی چیز تلاش کرتے ہیں ڈھونڈتے جب لوگ پوچھتے کہ کیا ڈھونڈتے ہیں تو کہتے کہ فرہاد کو ڈھونڈتے ہیں۔ اور اکل و شرب آپ اپنے سے نہ چاہتے۔ جب کوئی کھلاتا اور پلاتا تو کھا پی لیتے۔ اکثر لوگ ایک یا دو توجہ میں غرق دریائے بیخودی میں ہو جاتے اور اپنے مقصد کو پہونچتے۔ آپ کے تصرفات بہت ہیں۔

آپ کے دو خلیفے ممتاز ہیں ایک حضرت میر اسد اللہ قدس سرہ کہ آپ کی جگہ دہلی میں جانشین ہوئے اور ایک عالم کو سیراب کیا اور دوسرے ممتاز خلیفہ آپ کے حضرت مولانا برہان الدین خدانما قدس سرہ ہیں۔ جنسے آپ کے نواسے حضرت رکن الدین عشق قدس سرہ کو فیض پہونچا ہے۔ اور عظیم آباد پٹنہ میں آنکا

حضرت سید اسد اللہ

مزار ہو آپ کو سوائے ایک لڑکے اور ایک لڑکی کے اور کوئی اولاد نہ تھی - اور آپ کا مزار دہلی مین ہے -

حضرت سید اسد اللہ قدس سرہٗ کہ مرید اور خلیفے حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ کے تھے ایام جوانی مین بادشاہ کی حضوری کے نوکر تھے - اور اپنے تمر کے کامون کو نہایت پوشیدہ طرح سے انجام دیتے تھے یہانتک کہ کوئی نہین جانتا تھا آپ کی نسبت استغراقیہ تھی - یعنی بیخودی کی - اس سبب سے جو شخص آپ کے پاس رہتا اُسپر بیخودی اور بدحواسی غالب رہتی - بادشاہ اپنے نوکرون کو اس بیخودی اور بدحواسی مین دیکھکر متعجب رہتا - آخرش اُسکو سبب معلوم ہوا - اور آپ کی بزرگی کا قائل ہوا - آپ کے منصب مین اضافہ کیا - اور آپ سے کام لینا چھوڑ دیا - جب آپ کو یہ معلوم ہوا آپ نے ترک منصب کیا - اور توکل اختیار کیا - اور شبانہ روز یاد الٰہی مین مصروف رہتے - اور اکثر تنہائی مین بسر کرتے - دو حبشی آپ کی حالت وجد مین حاضر آئے اور آپ نے اُنکی طرف نظر توجہ سے دیکھی لیکن اُنپر کچھ اثر نہوا تب آپ نے ایک پتھر کی طرف دیکھا اور وہ پتھر پھٹ گیا - بعد افاقہ کے آپ نے اُنسے کہا کہ تمھارا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت تھا - آپ کا انتقال ۵ ۱۲ جمادی الثانی کو ۱۰۳۸ھ مین ہوا - آپ دہلی مین مدفون ہین -

حضرت مولانا برہان الدین

حضرت مولانا برہان الدین خدانما قدس سرہٗ حضرت شاہ فرہاد قدس سرہٗ کے ممتاز خلفا مین ہین - حضرت رکن الدین متخلص بہ عشق نے کہ آپ کے مرید اور ممتاز خلیفے اور حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ کے نواسے تھے یون تحریر فرمایا ہے کہ آپ کی پیدائش کی جگہ قصبہ گوپامئو ہے کہ اس ہند مین پورب مین ہے - اور نشو و نما اور تحصیل علم ظاہری اور باطنی کی شاہجہان آباد مین کی - اور بعد میر اسد اللہ قدس سرہ کے مسند ہدایت اور ارشاد پر رونق بخش رہے - جب آپ کو علم ظاہر

کی تحصیل سے فراغت ہوئی۔ اور آپ کی علم کی شہرت پھیلی۔ عالمگیر بادشاہ کا خواجہ سرا کہ منصب سہ ہزاری رکھتا تھا۔ آپ کی شاگردی مین در آیا۔ اور شرح ضیائی پڑھتا تھا۔ اُسی زمانے مین آپ کو تصوف کی کتابون کا شوق ہوا۔ اور انکو مطالعہ فرمایا کرتے۔ مثل مثنوی مولانا رومی و فصوص الحکم وغیرہ کے۔ اور اس سے آپ کے دل مین اشتیاق اس علم کی تحصیل کا پیدا ہوا۔ اور اولیاء اللہ کے حالات کے دیکھنے سے کہ جسکے بارے مین حدیث من جنود اللہ وارد ہی۔ ذوق بھڑکا۔

حاصل کلام اسی درمیان مین وہ خواجہ سرا بدفرہ ہوا۔ اور اُسکے معاجون سے ایک نے کہ جنکا نام سید احمد علی تھا ایک روز بانی کا آبخورہ لائے اور کہا کہ اسکو ایک درویش صاحبدل سے دم کراکر لایا ہون۔ اسکو اعتقاد کے ساتھ نوش کیجیے اور اللہ تعالی کی ذات سے امید قوی ہی کہ صحت ہو۔ چونکہ حضرت مولانا برہان الدین قدس سرہ کو صاحبدل کی ملاقات کا اشتیاق تھا۔ اُس صاحبدل کا حال سید احمد علی سے پوچھا۔ اور کہا کہ اس دنیا کے حصول کے لیے تم نے کیون دروغگی اور خوشامد کی۔ اُسنے جواب دیا کہ مین اپنی بات مین سچا ہون اور اگر آپ کا دل اسکی تحقیقات کا جویان ہی۔ تو مین مقابلہ کردینے کو حاضر ہون۔ ان باتون سے آپ کو مقصود اُن بزرگ کی زیارت تھی۔ اسلیے آپ اُس صاحبدل کی خدمت مین جانے کو آمادہ ہوگئے اور دونون آدمی جناب حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ کے مکان پر حاضر ہوئے اتفاقاً اُس رات کو آپ تمام شب بیدار تھے۔ اور دن کو واسطے استراحت کے حویلی مین تشریف لیگئے تھے۔ شیخ سید محمد نے کہ آپ کے عزیزون سے تھے حضرت کے ساتھ مدارات اور گرمجوشی کی۔ اور صورت حال عرض کیا۔ لیکن کہا کہ ممکن ہی کہ آپ کے آنے کی خبر اندرونی حویلی بھیجدون لیکن آپ کا اسوقت آنا تکلیف سے خالی نہوگا۔ اس سبب سے آپ سید احمد علی کے واپس آئے۔ اور ملاقات نہوئی

استغنا رمعشوقی پر محمول کیا - اور سمجھا کہ یہان سے کچھ مقدر ہی - اور دیر ہونے سے اشتیاق بڑھا - دوسری مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت موصوف اپنے مرشد کے عرس مین گئے تھے اُس روز بھی ملاقات نہوئی اور اشتیاق دوبالا ہوا - تیسری مرتبہ کے جانے مین حضرت مذکور کی زیارت سے آپ مشرف ہوئے - اگرچہ احتیاج بیان کی نہ تھی لیکن حسب عادت اس عالم کے حضرت نے آپ سے سبب آنیکا پوچھا اور آپ نے اپنا مدعا حصول علم باطنی کا بیان فرمایا - حضرت فرہاد قدس سرہ نے سمجھا کہ آپ ذی علم ہین اور پوچھا کہ آپ نے نتیجہ کیا سمجھا اور اللہ کا دیدار کس رنگ مین چاہتے ہین آپ نے فرمایا - کہ اُسکا دیدار از روی شریعت کے اس عالم مین غیر ممکن ہی - لیکن متصوفین نے نسبت معیت کا حصول لکھا ہی وہی چاہتا ہون اور کشف و کرامت کی خواہش نہین ہی - جب حضرت مذکور نے یہ سُنکر فرمایا کہ سلوک کی راہ مین قلت طعام - قلت منام - قلت کلام اور قلت صحبت با انام مشروط ہی - آپ نے فرمایا کہ یہ سب کام مجھسے نہین ہوتا - مجھ مین صرف ایک درد طلب ہی اور آتش شوق ہمیشہ شعلہ زن ہی - حضرت موصوف نے کہا کہ دینے اور دہش مین اس عاجز کو کچھ اختیار نہین - جو مقدر ہوگا ملیگا - یہ کہکر آپ مکان مین تشریف فرما ہوئے جب آپ جانے لگے میر اسد اللہ قدس سرہ کہ آپ سے نو مہینے پیشتر سے فیضیاب تھے کہا کہ صبح کو حضرت شیخ کی برزخ کا وقت مراقبہ کے تصور کیجیے گا اور اُس سے یہ حال ہوا کہ آپ پر بیخودی طاری ہوئی - پھر جب حاضر ہوئے جمعہ کا روز تھا - حضرت موصوف خبر سنکر تشریف لائے اور متوجہ فیض بخشی کے ہوئے - آپ کے دل مین بیقراری پیدا ہوئی اور بڑی شورش آئی - یہانتک کہ سُکر حقیقی غالب آیا - اور آپ بڑے کاملین سے ہوئے - آپکے خلفا دکھن - پورب - اور پنجاب مین مدتون فیض بخش رہے - آپکی نسبت آگہی کی تھی - آپ کے ممتاز خلفا سے حضرت شاہ عزت اللہ قدس سرہ

اور حضرت رکن الدین عشق قدس سرہ تھے۔

ذکر مجاہد الدین ابو النصر احمد شاہ بہادر بن محمد شاہ

احمد شاہ اپنے باپ کی وفات کی خبر پانی پت مین سنکر شاہجہان آباد مین آیا۔ اور تخت نشین ہوا۔ اور ابو منصور خان صفدر جنگ کو وزیر بنایا۔ احمد ابدالی نے تیسری مرتبہ لاہور پر فوج کشی کی۔ اور وہان کے صوبہ دار معین الملک نے چار محال دے کر صلح کرلی۔ چوتھی مرتبہ احمد ابدالی نے ہندوستان کا قصد کیا۔ معین الملک نے مقابلہ کیا۔ چار مہینے لڑائی رہی معین الملک کو شکست ہوئی۔ احمد ابدالی نے معین الملک کے ساتھ سلوک کیا۔ اور اسکو اپنی طرف سے نائب مقرر کیا۔ اور ملتان اور لاہور تک ہندوستان کی سلطنت سے نکل گیا۔ عماد الملک غازی الدین خان نے ہولکر ملہار اور صمصام الدولہ وغیرہ کو موافق کرکے احمد شاہ کو مع اسکی مان کے دہم شعبان کو ۱۱۶۷ ہجری مین مقید کیا۔ اور وزارت کا دعوی کرکے عزالدین عالمگیر ثانی کو تخت نشین کیا اسکی سلطنت سات برس رہی

ذکر عزیز الدین محمد عالمگیر ثانی بن جہاندار شاہ بن شاہ عالم بہادر شاہ

عماد الملک نے محمد عالمگیر ثانی کو تخت پر بٹھلا کر بالکل انتظام سلطنت اپنے ہاتھ مین لیا اور شاہزادہ عالی گوہر کو مع دوسرے امرا کے ساتھ لیکر واسطے چھین لینے علاقہ پنجاب کے ہاتھ سے گماشتگان احمد ابدالی کے روانہ ہوا۔ اور لودھیانہ مین پہونچکر ایک خط اپنے مامون معین الملک کو بہ طلب اپنی منسوبہ اسکی بیٹی کے روانہ کیا۔ اس نے اس لڑکی کو مع جہیز وغیرہ حوالہ کیا۔ تب لڑکی کی مان کو بھی طلب کیا اور نہ آنے پر زبردستی لے آیا۔ اور ادینہ بیگ خان کو صوبہ لاہور کا دالی مقرر کیا۔ احمد شاہ ابدالی نے اس گستاخی کو سنکر غصہ کیا اور پانچوین مرتبہ لاہور مین پہونچا۔ اور آدینہ بیگ خان بھاگا۔ اور ابدالی وہان سے شاہجہان آباد

مین پہونچا۔ اور عالمگیر ثانی سے ملاقات کرکے لوٹ کے مال کی طرف دست درازی کی۔ اور ایک مہینا رہ کر اپنے بیٹے تیمور شاہ کی شادی عالمگیر ثانی کی بھتیجی سے کرکے سورج مل جاٹ کی تنبیہ کو روانہ ہوا۔ قلعہ بلم گڈھ اور متھرا کے آدمیون کو قتل اور غارت کیا۔ لیکن لشکر مین وبا آنے سے پھر دہلی مین آیا۔ اور محمد شاہ کی بیٹی کو اپنے عقد نکاح مین در لایا۔ اور لاہور پہونچکر اپنے بیٹے تیمور شاہ کو وہان کا والی مقرر کیا۔ اور خود قندہار پہونچا۔ اسی زمانے مین انگریزون کی کمپنی نے کہ کلکتہ اور اُسکے اطراف مین تجارت کرتی تھی۔ بدنظمی کے باعث اقتدار پیدا کرکے ناظم بنگالہ سے مقابلہ کیا اور پلاسی مین لڑکر اُس صوبہ پر قابض ہوگئے۔ اگر احمد ابدالی تک یہ خبر پہونچتی اور وہ پورب کا قصد کرتا تو تاریخ ہندوستان کی بدل جاتی بعد جانے احمد شاہ ابدالی کے عماد الملک نے قوم مرہٹہ کو کہ بعد انتقال اورنگ زیب کے اقتدار پیدا کرکے بہت جلد اکثر حصون پر دکھن اور وسط ہندوستان کے قابض ہوگئے تھے طلب کرکے شاہجہان آباد کا محاصرہ کیا پینتالیس روز بعد مصالحہ ہوا۔ اور نجیب الدولہ جسکو احمد ابدالی نے وزیر مقرر کیا تھا قلعہ سے نکلکر سہارنپور کو گیا۔ اور عماد الملک پھر سلطنت پر حاوی ہوگیا۔ چونکہ بادشاہ اُسکی طرف سے مطمئن نہ تھا اس لیے شاہزادہ علی گہر کو ہانسی وغیرہ جاگیر مین دے کر بڑے بھاری لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ عماد الدولہ نے بادشاہ کو قابو مین کرکے شاہزادہ کے نام سے طلبی کا رقعہ لکھوایا۔ اور جب وہ آیا قلعہ مین داخل ہونے دیا۔ علی مردان خان کی حویلی مین فرود کیا۔ اور قید کرنے کے لیے دس ہزار آدمیون سے اُس مکان کا محاصرہ کیا۔ شاہزادہ نے ایک طرف کی دیوار توڑکر اپنے ساتھیون سے مقابلہ کیا۔ اور بڑی دلیری دکھلائی اور بہتون کو مارا۔ اور سہارنپور پہونچا۔ اور وہان سے اودھ گیا۔ شجاع الدولہ نے کہ اودھ

کا حاکم تھا۔ استقبال کیا۔ اور نذر گزرانی۔ وہاں سے الہ آباد آیا۔ عماد الدولہ کو ان باعث سے نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ سے عداوت تھی۔ اس لیے مرہٹون سے اتفاق کر کے نجیب الدولہ پر فوج کشی کی۔ نجیب الدولہ نے چار مہینے تک مقابلہ مرہٹون کا کیا اور جب شجاع الدولہ کو معلوم ہوا۔ اس نے بھی لکھنؤ سے آکر مرہٹون کو قتل کیا اور شکست دی۔ اور شجاع الدولہ کو فتح اور فیروزی نصیب ہوئی۔ تب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان افغان شجاع الدولہ سے ملے۔ لیکن شجاع الدولہ نے باوجود فتحیابی کے احمد شاہ ابدالی کے آنے کی خبر سنکر مرہٹون سے صلح کر لی اور لکھنؤ کو واپس گیا۔ چونکہ عماد الملک کو بادشاہ کی طرف سے اطمینان نہ تھا۔ اس لیے پہلے اپنے ماموں انتظام الدولہ کو قتل کیا پھر بادشاہ کو قتل کرا کے لاش دریا میں ڈالی۔ اور بروز پنجشنبہ ۸۔ ربیع الثانی کو ۱۱۶۷ھ ہجری میں محی السنۃ بن کام بخش بن اورنگ زیب کو تخت نشین کیا۔ اور لقب شاہجہان کا دیا۔ عالمگیر ثانی نے پانچ برس آٹھ مہینے سلطنت کی۔

اسی عہد میں سراج الدین علیخان متخلص بہ آرزو نے کہ خاندان شاہی سے تھا اور حکومت بعض علاقہ کی بادشاہ کی طرف سے رکھتا تھا اور فارسی اور اردو کا بڑا نامی شاعر تھا۔ ۱۱۶۹ھ ہجری میں انتقال کیا۔ اور سید محمد یوسف واسطی بلگرامی نے کہ بڑے عالم اور عارف اور اپنے نانا حضرت سید عبد الجلیل بلگرامی کے مرید اور خلیفہ اور اردو۔ فارسی اور عربی کے بڑے شاعر تھے اور حضرت سید شاہ محمد یٰسین دانا پوری قدس سرہ نے کہ ولی اللہ اور عارف کامل تھے ۱۱۷۲ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔

حضرت سید شاہ محمد یٰسین قدس سرہ دانا پوری بیٹے حضرت سید شاہ محمد باصر قدس سرہ کے تھے اور خلیفہ اور نواسے حضرت سید جہانگیر رضوی دانا پوری قدس سرہ

کے تھے آپ کے خاندان کے بزرگان نانہالی اور دادہالی دونوں طرف سے اکابردین سے تھے آپ کا جدی نسب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ملتا ہی اور وہ یون ہی۔ حضرت سید شاہ محمد یٰسین بن سید محمد باصر بن سید حسینی بن سید اولیا بن سید صدر جہان بن سید قطب الدین بن سید نوھی کالپی بن سید جلال کالپی بن سید محمد کالپی بن سید جمال کالپی بن سید علاء الدین بن سید تاج بن سید اسمٰعیل بن سید اسحاق لاہوری بن سید داود بن سید یعقوب لاہوری بن سید یوسف طوسی بن سید عبداللہ بن سید حسن بن سید ابوالقاسم بن سید ابراہیم مدنی بن سید اسمٰعیل بن سید حسین بن سید علی رضا مدنی بن سید جعفر خراسانی بن سید محسن بن سید ہاشم بن سید امام عبداللہ بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت امام زین العابدین بن حسین بن علی کرم اللہ وجہہ اور نانہالی نسب حضرت امام علی رضا بن موسی کاظم سے ملتا ہی اور وہ یون ہی۔ حضرت سید محمد یٰسین نواسہ حضرت میر سید محامد بن سید جہانگیر بن سید اکبر بن قاضی عمادالدین بن قاضی سید بڑے بن سید عالم بن سید ابوالفتح بن سید میر بن سید محمد بن سید زین العابدین بن سید مبارک بن سید علی شیر جاجیزی بن سید علی اکبر بن سید علی اصغر بن سید عبداللہ بن سید زین العابدین بن سید محمد بن سید نوح بن سید ابراہیم بن سید زین العابدین بن سید عبدالمطلب بن حضرت امام علی موسی رضا بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدینؑ۔

حضرت سید شاہ محمد یٰسین قدس سرہ کے اجداد کرام سے حضرت سید شاہ اسحٰق لاہوری قدس سرہ تھے کہ حضرت ابونصر بن عبدالرزاق بن سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے خلفاے عظام سے تھے اور اُنکے بعد کے اجداد سے حضرت

سید محمد گیسو دراز کالپی سے تھے کہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کے خلفا سے تھے اور شہر کالپی مین مدفون ہین - اور یہ علاوہ اُنکے ہین کہ دکھن مین مقام گلبرگہ مین مدفون ہین - اور انکے والد حضرت سید جمال کالپی خلیفہ حضرت سلطانجی نظام الدین بدایونی رضی اللہ عنہ کے خلفا سے تھے - اور اُنکے والد حضرت سید علاؤالدین خلیفہ حضرت بابا فرید شکر گنج کے تھے - اور اُنکے والد حضرت سید تاج خلیفہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے تھے - اور اُنکے والد حضرت سید اسمعیل لاہوری خلیفہ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری کے تھے - آپ کے والد حضرت سید محمد باصر قدس سرہ اپنے آبائی سلسلہ چشتیہ مین کہ حضرت سید محمد کالپی سے نسلا بعد نسل ملتا ہی - اپنے والد کے مرید اور خلیفہ تھے -

آپ کے اجداد سے حضرت سید قطب الدین قدس سرہ بھی تھے - کہ ابراہیم شرقی کے وزیر تھے - اور یہ ابراہیم شرقی جونپور کا بادشاہ تھا - اور سید قطب الدین کے بیٹے حضرت سید صدر جہان والی بنگالہ داؤد شاہ کے وزیر تھے -

حضرت سید صدر جہان اکبر آباد مین مدفون ہین - اور سید قطب الدین اور اُنکے بھائی حضرت پھول شاہ قدس سرہ شہر عظیم آباد پٹنہ محلہ کچوری گلی مین مدفون ہین - آپ کے اجداد فاسد سے حضرت قاضی سید عبد الفتاح عرف سندر بڑے تھے کہ نور الدین جہانگیر بادشاہ کے عہد مین پرگنہ پھلواری کے قاضی مقرر ہوئے تھے - اور سکونت دانا پور مین محلہ پھلواری مین کہ اب نام سے محلہ شاہ صاحبان کے مشہور ہی اختیار کی - ان کو لوگ قاضی بڑے سے بھی کہتے تھے اور اس محلہ مین پہلے سے بھی غرفا رہتے تھے - کیونکہ حضرت مخدوم شعیب قدس سرہ نے کہ ابن عم اور خلیفہ حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد یحیی رضی اللہ عنہ کے تھے تحریر فرمایا ہی کہ میرے شیخ پورہ جانے مین دانا پور مین مقیم ہوا - اور

عزیزون کے دیدار سے دل خوش کیا۔ الغرض عہدۂ قضا کئی پشت مالعبد مین
بھی اسی خاندان مین رہا۔ اور اُسکے بعد خاندان بنی پور پھلواری مین آیا
اور آپ کے نانا حضرت سید محمد جہانگیر قدس سرہ بڑے عارف کامل تھے اور اپنے
آبائی سلسلۂ چشتیہ مین اجازت اور خلافت رکھتے تھے۔ چونکہ حضرت سید شاہ
محمد یٰسین قدس سرہ اپنے جد فاسد کی آغوش شفقت مین پرورش پائے۔ اجازت
وخلافت اُنھین سے لی۔ اور بڑے کاملین سے گذرے ہین۔ اکثر باتین بطور
پیشین گوئی کے فرماتے اور اُسکا ظہور ہوتا۔

آپ کے والد حضرت سید محمد باصر قدس سرہ مغظم شاہ بن عالمگیر شاہ کے
اراکین خاص سے تھے۔ ایک عمر اُسکے ساتھ بسر کی۔ پھر اتفاق علیحدگی کا ہوا۔
جب معظم شاہ بادشاہ ہوا۔ اُسکو وزیر مقرر کیا۔ لیکن بہ سبب پیری کے معذرت
کی۔ تب اُسنے صاحبزادے کو عہدۂ وزارت پر سرفراز کیا۔ لیکن چونکہ عمر کم تھی
اور جد فاسد کے عزیز تھے۔ انھون نے جانے نہ دیا۔ اور صغر سنی کی معذرت لکھی

آپ ہی کے اجداد فاسد سے حضرت میر سید علی شیر جاجنیری شہید تھے کہ بہار
مین مدفون ہین اور ان لوگون کا ماوری نسب حضرت غوث الثقلین شیخ
عبد القادر جیلانی سے بھی حضرت عبد الرسول داناپوری کے ذریعہ سے ملتا
ہی۔ اور عجب کیا کہ یہی بزرگان حضرت مخدوم شعیب کے وقت مین موجود ہون۔

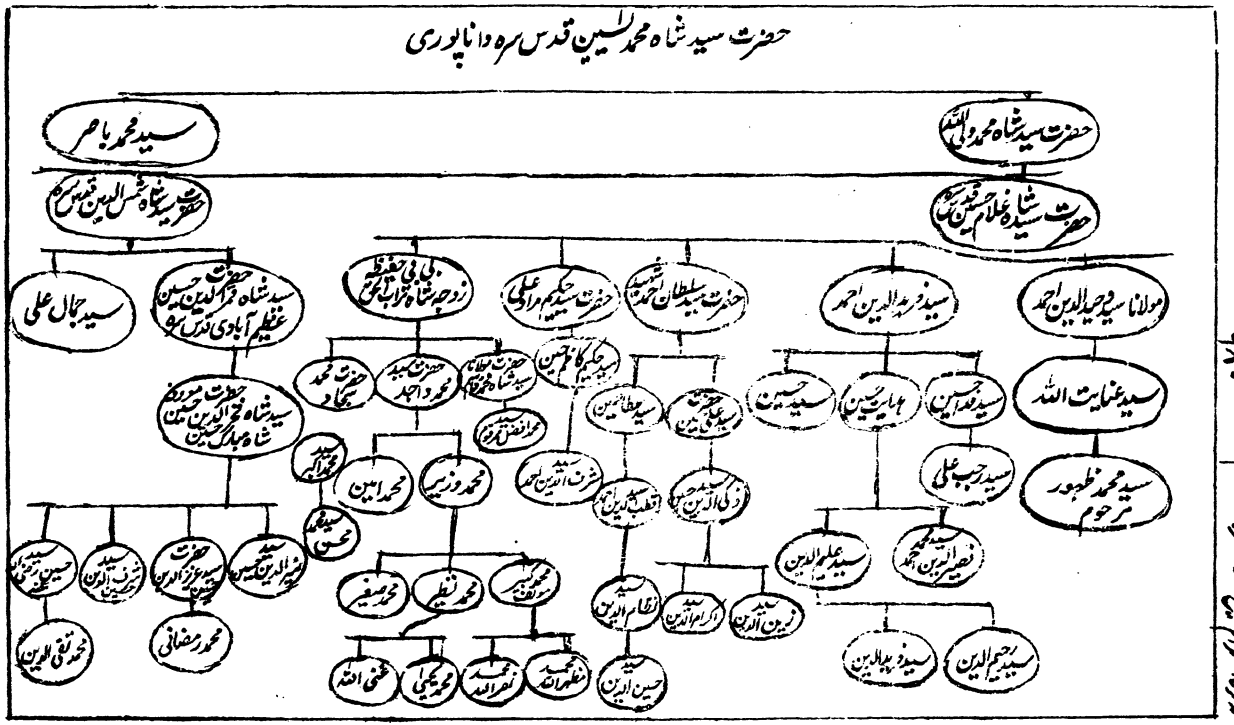
حضرت سید شاہ محمد لسین قدس سرہ داناپوری
حضرت سید شاہ محمد ولی اللہ
حضرت سید شاہ غلام حسین قدس سرہ
مولانا سید وحید الدین احمد
سید عنایت اللہ
سید محمد مظہور مرحوم
سید فرید الدین احمد
سید محمد امین حسین
سید رجب علی
سید حسین
ہدایت حسین
سید علیم الدین
نصیر الدین محمد
سید رحیم الدین
سید ہدایت الدین
حضرت سید سلطان احمد شہید
سید جکیم کاظم حسین
سید عطاء الدین
سید علاء الدین
ذکی الدین
قطب الدین
نظام الدین
سید اکرام الدین
سید زین الدین
حسین الدین
حضرت سید حکیم مراد علی
شرف الدین احمد
زوجہ شاہ تراب علی
حضرت سید محمد واجد
حضرت سید شاہ مخدوم
سید محمد افضل مرحوم
محمد امین
محمد وزیر
محمد نظیر
محمد صغیر
محمد کبیر
سید محمد اکبر
سید شہید محسن
سید نظام الدین
سید اسد اللہ
سید مظہر اللہ
سید محمد نصر اللہ
سید محمد یحیی
سید غنی اللہ
سید محمد تقی الدین
سید حسین محی الدین
سید شرف الدین
سید عزیز الدین
سید محمد رمضانی
سید جمال علی
حضرت سید شاہ شمس الدین قدس سرہ
حضرت سید شاہ فرید الدین حسین عظیم آبادی قدس سرہ
حضرت سید شاہ فخر الدین حسین شاہ مبارک حسین
حضرت سید محمد باصر

ذکر ابو المظفر جلال الدین محمد علی گہر شاہ عالم بادشاہ بن عالمگیر ثانی

شہزادہ محمد علی گہر نے اپنے باپ کی شہادت کی خبر موضع کتھولی مین سنی - اور تخت نشین ہوا - لقب شاہ عالم کا لیا - منیر الدولہ کو سفیر مقرر کر کے احمد شاہ ابدالی کے پاس بھیجا اور نجیب الدولہ والی سہارنپور اور شجاع الدولہ والی اودھ کو خلعت سے سرفراز کیا - اور اللہ پر بھروسا کر کے کامیابی کا منتظر تھا کہ کامگار خان وغیرہ مع افواج بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور بادشاہ سے انعام پایا -

بعد جانے احمد شاہ ابدالی کے ادینہ بیگ خان کے اغوا سے سکھ اور مرہٹون نے اتفاق کر کے تیمور شاہ احمد ابدالی کے بیٹے کو لاہور سے نکالا - اور قوم مرہٹہ ملتان تک مسلط ہو گئی اسلیے موافق استدعا شاہ عالم کے احمد شاہ ابدالی نے چھٹوین مرتبہ ہندوستان کا قصد کیا - اور دریاے اٹک کو عبور کیا - اس خبر کو سُنکر مرہٹے دہلی کی طرف واپس آئے - اور احمد شاہ شاہجہان آباد کی طرف بڑھا - راہ مین پانی پت کے میدان مین دونون طرف کے لشکر مقابل ہوئے - مرہٹون کے بادشاہ پیشوا کہلاتے تھے - اُسکا بیٹا راو بھاو اس لشکر کا افسر تھا - ایک لاکھ آدمی مرہٹون کی طرف سے تھے - اور تیس ہزار احمد ابدالی کے لشکر مین تھے - اور نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ دس ہزار آدمیون سے احمد ابدالی کی مدد مین آئے - سخت لڑائی ہوئی - راو بھاو قتل ہوا - مرہٹون کو ایسی شکست ہوئی کہ پھر سر نہ اُٹھا سکے - اور ہولکر اور سیندھیہ پونا کی طرف بھاگے - احمد شاہ دہلی مین پہونچا - ہند کی سلطنت شاہ عالم کے واسطے قائم کی اور اُسکے بیٹے شہزادہ خوان بخت کو نائب شاہ عالم مقرر کیا - اور شجاع الدولہ کو وزیر اور نجیب الدولہ کو امیر الامرا مقرر کیا - اُسوقت تک شاہ عالم پورب مین تھا - اور احمد ابدالی لاہور مین واپس آیا - اور وہان

اپنی طرف سے حاکم مقرر کرکے قندہار کو واپس گیا۔ اور شجاع الدولہ اودھ کی طرف گیا۔ شاہ عالم عظیم آباد پٹنہ سے بنارس گیا۔ اور شجاع الدولہ وہان ملاقات مین حاضر ہوا۔ اور وہان سے دونون دارالسلطنت کو گئے اور کالپی وغیرہ کو مرہٹون سے خالی کراکے اپنے نائب مقرر کیے۔ اور ۱۱۷۵ ہجری مین خلعت وزارت کی شجاع الدولہ کو بخشی اور اُسکے بیٹے مرزا امانی کو داروغگی خاص سے سرفراز کیا۔ اور سورج مل جاٹ نے بعد جانے احمد شاہ کے نجیب الدولہ اور شہزادہ جوان بخت کو سست سمجھکر اور اکبرآباد کے قلعہ دار سے سازش کرکے اُس پر قابض ہوگیا۔ اور قوم سکھ نے احمد شاہ ابدالی کے نائب کو قتل کرکے جہانابے کو لاہور مین حاکم مقرر کیا۔ اس خبر کو سُنکر احمد شاہ ساتوین مرتبہ ہند مین آیا۔ سکھ سب قریب دو لاکھ آدمیون کے سرہند مین بھاگے۔ وہین پہونچکر قریب بیس ہزار سکھون کو قتل کیا۔ اور بہت اسباب لوٹ کا احمد شاہ کے ہاتھ آیا۔ لیکن خراسان کی بدنظمی کی خبر سنکر فوراً ہی وہان روانہ ہوا۔ اس سبب سے لاہور ملتان اور بھٹہ کا پورا بندوبست نہ کرسکا اور ان جگہون پر سکھ پھر قابض ہوگئے۔ کشمیر بھی عبداللہ خان نے کہ احمد شاہ ابدالی کا سردار تھا فتح کیا تھا۔ اور سکھ جیون سکھ اور خواجہ کنجک کو وہان چھوڑکر چلا آیا تھا۔ لیکن سکھ جیون نے خواجہ کو قتل کیا اور حاوی ہوگیا۔ اسکی انسداد کو احمد ابدالی نے نورالدین کو بھیجا۔ اور اُس نے سکھ جیون کو قید کیا۔ اور وہی وہان کا حاکم رہا۔ پھر لاہور اور ملتان کے سکھون نے کشمیر کو دخل کیا۔ اور رنجیت سنگھ کے قبضہ مین بعد انتقال احمد ابدالی کے درآیا۔ احمد ابدالی کا انتقال ۱۱۸۶ ہجری مین ہوا۔ جبکہ شاہ عالم اپنے باپ کی حیات مین پورب مین تھے۔ انکو خبر ملی کہ انگریز کی کمپنی کہ کلکتہ مین تجارت کرتی تھی اور علی وردی خان ناظم بنگالہ کے حکم سے وقت فساد مرہٹون کے کارخانہ کی کوٹھی

کے گرد وحس بنایا تھا۔ اور اُسکے بعد اُسکے نانی سراج الدولہ ناظم بنگالہ سے لڑکر صوبۂ بنگالے پر حاوی ہوگئے۔ اور میر قاسم علی ناظم بنگالہ کا تعاقب پٹنہ تک کیا ہی۔ اس سبب سے شاہ عالم والی پٹنہ کی مدد کو گئے لیکن قبل پہونچنے کے انگریز قابض ہو چکے تھے۔ اسلیے واپس آگئے۔ اور شجاع الدولہ سے ملاقی ہو کر میر قاسم علیخان کی مدد کو دونون صاحبان مقام بکسر مین آئے اور بکسر کے قلعہ مین کہ ابتک موجود ہی مقیم ہوئے۔ صاحبان انگریز کہ جنھون نے ۱۱۷۵ ہجری مین مطابق ۱۷۶۲ع کے پلاسی مین سراج الدولہ پر فتحیاب ہوئے اور ۱۱۷۷ ہجری مین میر قاسم علی کو کہ داماد میر جعفر علیخان کا تھا پٹنہ مین شکست دی بھگا کر لارڈ کلائو کے زیر حکومت بکسر مین بادشاہی لشکر سے مقابل ہوئے اور ۱۱۷۸ ہجری مین مطابق ۱۷۶۴ع کے شجاع الدولہ کو شکست دی۔ شجاع الدولہ اودھ کی طرف فرار ہوا۔ اور شاہ عالم نے جب دیکھا کہ شجاع الدولہ کو شکست ہوئی انگریزون سے صلح کا پیغام کیا۔ اور بنگالہ۔ بہار۔ اور اڑیسہ کی دیوانی بلکہ کل وصول تحصیل عدالت فوجداری بھی حوالہ کیا۔ اور چوبیس لاکھ سالانہ خراج مقرر کیا اور چالیس ہزار سالانہ ناظم بنگالہ کے اخراجات کے واسطے مقرر ہوا۔ پھر ۱۱۸۳ ہجری مین انگریزون کی مدد سے مرہٹون کو کالپی وغیرہ سے نکالا۔ اُسی سال سے انگریزی عملداری ہندوستان مین سمجھنا چاہیے۔

مرزا نجف علیخان نے قلعہ اکبر آباد کو جاٹ سے چھینا۔ اسلیے اُنکو لقب ذوالفقار الدولہ کا ملا۔

اسی حالت بدنظمی دکھن مین ایک صوبہ میسور ہی جہان کا راجہ ہندو تھا۔ اُسکا افسر لشکر ایک شخص حیدر علی تھا۔ اس نے اقتدار پاکر راجہ کو مع اہل عیال قید کیا۔ اور خود وہان کا بادشاہ ہوگیا۔ ۱۱۷۲ ہجری مین یہ واقعہ ہوا۔ اس نے

کرناٹک کے نواب محمد علی بن نورالدین سے بھی جسکے علاقہ مین شہر مدراس واقع ہی جہان انگریز قابض تھے تکرار پیش کی جسکی وجہ سے انگریزون سے اور حیدر علی سے برابر نزاع رہی - اور بڑے بڑے معرکے پیش آئے جس مین اکثر حیدر علی کامیاب رہا - یہ شخص ۱۱۹۵ ہجری مین مرگیا اُسکی جگہ اُسکا بیٹا ٹیپو سلطان جانشین ہوا - اور وہ بھی برابر انگریزون سے لڑا - آخرش یہانتک کہ ۱۲۱۳ ہجری مین انگریزون کی لڑائی مین شہید ہوا - اور انگریزون نے صوبہ میسور کو راجہ قدیم کے خاندان مین حوالہ کیا -

۱۲۲۱ ہجری مین شاہ عالم نے ۴۹ برس سلطنت کرکے انتقال کیا - لیکن اخیر وقت صرف نام بادشاہی کا رہ گیا تھا - شاہ عالم کے بعد اُنکے بیٹے -

معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی بن شاہ عالم

شاہجہان آباد مین جانشین ہوئے اور ۱۲۵۳ ہجری مین انتقال کیا اُنکے بعد اُنکے بیٹے -

ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بن محمد اکبر ثانی بن شاہ عالم

دہلی مین جانشین ہوئے ۲۸ ستمبر ۱۸۳۷ع تھی اور بیس برس بعد جب ۱۸۵۷ع مین غدر ہوا - انگریزون نے اُنکو قید کرکے رنگون مین بنگالہ بھیجا جہان وہ مرگئے اور یہ خاندان تیموریہ کی حکومت ختم ہوگئی - یہ بادشاہ اُردو کا شاعر اور فقیر دل تھا - اسکا تخلص ظفر ہے - اور دیوان ظفر مشہور ہے - اسی شاہ عالم کے دور حکومت مین شیخ محمد علی حزین نے کہ فارسی کا شاعر خوش کلام تھا - بنارس مین ۱۱۸۰ ہجری مین اور حضرت مرزا مظہر جانجانان دہلوی قدس سرہ نے کہ عارف حق اور عالم اور شاعر خوش کلام تھے ۱۱۹۴ ہجری مین اور اسی سال حضرت خواجہ میر درد نقشبندی دہلوی قدس سرہ نے کہ عارف حق اور اُردو اور فارسی کے شاعر بیمثل بیان تھے - اور اسی سال

حضرت شاہ محمد منعم عظیم آبادی قدس سرہ نے کہ اولیاء کبار سے تھے اور حضرت میر اسد اللہ قدس سرہ کے خلیفہ تھے انتقال فرمایا اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کہ بڑے عالم محقق اور عارف تھے ۱۱۷۶ھ ہجری مین اور میر غلام علی آزاد بلگرامی نے کہ بڑے عالم محقق عارف اور شاعر تھے ۱۲۰۰ھ مین اور مولانا فخر الدین دہلوی چشتی نے کہ اولیاء کبار سے تھے ۱۱۹۹ھ مین اور حضرت رکن الدین عشق دہلوی عظیم آبادی نے کہ اولیاء اللہ سے تھے ۱۲۰۳ھ مین اور حضرت شاہ ولی اللہ دانا پوری قدس سرہ نے کہ عارف حق تھے ۱۱۸۵ھ ہجری مین اور حضرت مخدوم شاہ حسن علی عظیم آبادی قدس سرہ نے کہ اولیاء اللہ سے تھے ۱۲۲۴ھ مین انتقال فرمایا۔

مرزا مظہر جانجانان

حضرت مرزا مظہر جانجانان دہلوی علوی تھے۔ محمد بن حنفیہ کی نسل سے تھے۔ بڑے عالم فاضل۔ محدث کامل۔ فقیہ متبحر۔ جامع فضائل ظاہری و باطنی۔ عابد۔ زاہد اور متوکل تھے۔ حدیث کو حاج سیالکوٹی سے پڑھا۔ اور دیگر علوم کو اپنے زمانے کے علما اور فضلا سے اخذ کیا۔ مدت تک شیخ احمد مجدد الف ثانی کے خلیفہ کی مصاحبت کی اور اُن سے افادۂ صوری و معنوی حاصل کیا۔ آپکو قوت کشفیہ اور اتباع سنت نبویہ مین شان عظیم حاصل تھی۔ آپ کے اشعار اور مکاتیب نافع اور یادگار ہین۔ وفات آپ کی ۱۱۹۵ھ ہجری مین ہوئی اور تاریخ وفات عاشق حمیدؔ ات شہیدا سے نکلتی ہی۔

حضرت شاہ محمد منعم عظیم آبادی قدس سرہ

حضرت شاہ محمد منعم عظیم آبادی قدس سرہ نواحی پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ آپ مرید اور مجاز شاہ خلیل بہاری قدس سرہ کے تھے۔ اور طریقہ قادریہ مین بیعت کی تھی۔ چونکہ آپ کا ظرف عالی تھا۔ آپ کو ذوق دوسرے طرق کے نعمات باطنی کا ہوا۔ اسلیے آپ دہلی تشریف لے گئے اور حضرت شاہ فرہاد ابو العلائی قدس سرہ کی فیض رسانی کا شہرہ سنکر آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور باریاب ہوئے۔ لیکن

حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ کا جلد انتقال ہوا۔ اسلیے آپ کے جانشین حضرت میر اسد اللہ قدس سرہ کی صحبت مین رہے اور اُن سے اس طریقہ ابوالعلائیہ کا اکتساب کرکے آپ کے بعد وہین دہلی مین اُس مدرسہ مین کہ جامع مسجد کی پشت پر ہی۔ مسند ارشاد پر بیٹھے۔ اور پچاس برس تک ایک حال سے ایک عالم کو سیراب کرتے رہے آپ حضرت میر اسد اللہ قدس سرہ کے ممتاز خلیفون مین تھے۔ آپکو فیض ویسی حضرت غوث الاعظم کا پہونچا تھا۔ اور حضوری ہوتی تھی۔ اور حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد منیری البہاری سے بھی اویسیت تھی۔ آپ کے یارون سے ایک نے پوچھا کہ یا حضرت یہ جو مشہور ہی کہ اہل کمال اپنی صورت عنصری کو بدلتے ہین یہ صحیح ہی۔ ہمارے فہم مین تو غلط معلوم ہوتا ہی۔ آپ نے جواب دیا کہ جب اہل دل کا جسم ریاضت سے لطیف ہوتا ہی۔ تو کچھ شک نہین کہ یہ بات ہوسکتی ہی۔ تھوڑے عرصہ کے بعد آپ حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی کے مزار کی زیارت کو تشریف لے چلے اور وہ سب یاران آپ کے ہمراہ چلے۔ آپ مقبرہ مین داخل ہوئے۔ اُسکے بعد جب وہ یار جسنے سوال کیا تھا داخل ہونا چاہا۔ تو ایک شیر دیکھا۔ اور ڈرا اور پس پا ہوا۔ اور سمجھا کہ آپ کو شیر نے کھا لیا اور اسی صورت سے شاید قضا تھی۔ اور بھاگنا چاہا۔ لیکن پھر آپ کو دیکھا کہ بلاتے ہین۔ تب سمجھا کہ آپ ہی شیر کی شکل مین متشکل ہوئے۔ آپ کے ایک مرید نے یہ عرض کیا کہ یا حضرت سنتے ہین کہ غوث کے پانون ہاتھ جدا ہو جاتے اور پھر ملجاتے ہین۔ آپ کے بزرگون مین شاید یہ بات ہو لیکن اب تو محال معلوم ہوتی ہی۔ اُسی شب کو جو تہجد کے لیے اُٹھا۔ تو آپ کے ہاتھ پانون جدا دیکھے۔ سمجھا کہ کسی نے آپ کو شہید کیا۔ اور چاہتا تھا کہ فریاد کرے کہ آپ بہیئت مجموعی اُٹھکھڑے ہوئے۔

اور اخفا کی تاکید کی۔ جب مولانا فخر الدین دہلوی چشتی اورنگ آباد سے دہلی مین آئے۔ آپ نے قبل آنے کے پیش گوئی کی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ جب وہ آوین گے تو مین پورب کو جاؤنگا۔ چنانچہ بعد آنے مولانا مذکور کے کہ قطب وقت تھے حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہ عظیم آباد مین آئے۔ یہان ایک بزرگ شاہ محمد فاضل مجددی رہتے تھے اور ہر بزرگ کا احوال بزرگ کشف بیان کرتے جب آپ تشریف لائے ہرچند کشف کو دخل دیا دریافت سے عاجز رہے۔ ایک روز آپ سے عرض کیا کہ مجھکو آپ کے مقام کا پتا نہ لگا۔ آپ نے فرمایا کہ مین آلودہ دامن ہون مجھکو اپنے پایخانہ کی خبر نہین رہتی۔ لیکن جس شخص کو طلب حق ہوتی ہی اُسکی نگاہ مین کشف کی کچھ حقیقت نہین رہتی شاہ محمد فاضل اس تقریر کو سنکر بہت شرمندہ ہوئے۔ اور کشف وکرامت کا خیال دل سے اُٹھایا۔ اور بارہ برس آپ کی صحبت مین رہے۔ اُنکی ترقی کی روک وہی کشف وکرامت کی طلب تھی آپ نے اُس مرتبہ سے ترقی دی۔ اور وہ کاملین سے ہوئے

گورنجش ایک نانک شاہی جوگی تھا۔ آپ کے حضور مین آیا اور عرض کیا۔ کہ مجھکو آرزو تھی کہ کشن جی کا درشن ہوتا۔ آپ متبسم ہوئے اور اُسکی طرف متوجہ ہوئے اور مراقب ہوئے۔ وہ بھی مراقب ہوا۔ بعد تھوڑی دیر کے اُس نے وجد کرنا شروع کیا۔ بعد افاقہ کے اُس نے بیان کیا کہ مین نے دیکھا کہ نندرا بن بہونچا اور کشن جی مع اپنے گوپیون کے بانسلی بجا رہے ہین اور اُس بانسلی کی آواز سے کلمہ طیب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نکلتا ہی اور رقص کرتے ہین مین بھی اُن کے ساتھ رقص کرنے لگا۔ آخرش آپ کی صحبت مین برابر وہ حاضر رہا اور بعد چندے کے ولی کامل سے گذرا ہی۔

آپ تمام عمر مجرد رہے اور سوائے یاد الٰہی کے کچھ کام نہ تھا۔ توکل پیشہ تھا

تین چار روز کے فاقہ کے بعد جو میسر آتا تناول کرتے - اور اکثر یاردن سے جو آپ کے ساتھ رہتے تھے جب بھوک کی شکایت کرتے تو آپ فرماتے کہ خاصان حق کے لیے تو فقر و فاقہ آیا ہی - اور اُنکی بھوک رفع ہو جاتی - آپ سال مین ایک عرس حضرت سید پاک امیر ابو العلا کا کرتے - محض بے سامانی مین جب یاران عرض کرتے کہ عرس کیونکر ہو سکیگا - تو آپ وضو فرما کر دوگانہ ادا کرتے اور مناجات کے لیے ہاتھ اُٹھاتے اور سب سامان مہیا ہو جاتا - آپ کو اکثر وجد کی کیفیت سماع اور غیر سماع مین ہوتی - اور اُسکا اثر یارون پر پڑتا - آپ کے بڑے بڑے خلفا گذرے ہین اُن مین سے ممتاز خلفا پانچ ہین - حضرت مخدوم شاہ حسن علی عظیم آبادی قدس سرہ اور حضرت رکن الدین عشق قدس سرہ اور حضرت مولانا حسن رضا رائے پوری اور حضرت صوفی شاہ دائم ڈھاکوی اور حضرت شاہ غلام نبی الوری قدس سرہ اور حضرت شاہ غلام حسین داناپوری قدس سرہ بھی آپ کے خلفا سے تھے کتاب ملہمات منعمی آپ کی یادگار ہی -

حضرت مولانا فخر الدین دہلوی چشتی دہلی کے رہنے والے تھے - بڑے عالم اور عارف کامل تھے - آپ سے بہت تصرفات سرزد ہوئے ہین - آپ نے طریقہ چشتیہ کو زندہ کیا - حضرت سید محمد گیسو دراز آپ کے اوپر کے پیرون سے تھے - اور آپ کے خلفا بھی نامی گرامی گذرے ہین - چنانچہ حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی کہ عالم و عارف اور شاعر شیرین کلام تھے آپ کے ہی خلفا سے تھے اور شاہ سلیمان صاحب بھی آپ کے خلیفہ تھے - حضرت شاہ محمد منعم عظیم آبادی قدس سرہ نے وقت آنے عظیم آباد کے میر اسد اللہ قدس سرہ کے صاحبزادے کو آپ کے سپرد کیا تھا - اور دہلی کے بادشاہ شاہ عالم اور اکبر ثانی وغیرہ آپ کے حضور مین عقیدہ تمند تھے - آپکا مزار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے پائینہ مین سنگ مر

کا ہی - آپ کے تصرفات سے یہ بھی ہی کہ کسی شہر کے اوباش نے جب آپ استراحت
مین تھے ایک مالزادی فاحشہ عورت کو ننگا آپ کے بستر پر سلا دیا - اور اس سے
اُنکا مطلب امتحان لینا تھا - جب آپ بیدار ہوئے اور ایک نامحرم کو ہم بستر
دیکھا - آپ نے آنکھین بند کرلین اور اپنی پگڑی اُتار کر اسکی تہمد باندھی اور
فرمایا کہ اس تہمد کی شرم اللہ رکھے - اسکا یہ اثر ہوا کہ وہ عورت تائب ہوئی
اور بڑے کاملین سے گذری -

حضرت رکن الدین عشق

حضرت رکن الدین عشق تخلص نواسے حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ
کے تھے - آپکا نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہی - آپکو بیعت اور
خلافت حضرت مولانا برہان الدین خدانما قدس سرہ سے تھی اور خلافت حضرت
شاہ منعم قدس سرہ کے حضور سے بھی پائی ہی - آپ ابتدا مین نوکر پیشہ بہ وضع
سپاہیون کے تھے - آپ اسی نوکری کے ذریعہ سے دہلی سے عظیم آباد آئے - اور
جب حضرت شاہ منعم قدس سرہ کی فیض بخشی کا حال سنا تو آپ کی خدمت مین حاضر
ہوئے - جب گفتگو ہوئی تو معلوم ہوا کہ حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہ آپ کے نانا
کے فیض یافتہ ہین - اس سبب سے آپ کے فیض صحبت سے کامل اور مکمل ہوئے
اگرچہ پہلے سے مولانا برہان الدین خدانما قدس سرہ کے فیض سے بہرہ ور ہو چکے
تھے - حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہ کی مرضی سے آپ عظیم آباد سے دہلی تشریف لے
گئے اور حضرت مولانا قدس سرہ سے بیعت کرکے اور خلافت لیکر واپس آئے اور
مسند مشیخت پر جلوہ افروز ہوئے - ایک عالم آپ کے فیض صحبت سے فیضیاب
ہوا - آپ نے بعد تکمیل علم باطن کے علم ظاہر کی تحصیل کی - اور بڑے عالم ہوئے -
اور اکثر مثنوی شریف کا درس فرماتے - آپ اکثر بزرگون کا عرس فرماتے - اور ایک
خانقاہ کی بناڈالی کہ آج تک موجود ہی - اور شاہ گھسیٹا کا تکیہ کہلاتا ہی - اور آج تک

آپکا عرس ہوتا ہی - آپ کے ممتاز خلفا سے حضرت سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہ عظیم آبادی - اور مولانا عبدالرحمن شہر گھاٹی تھے - آپکا دیوان اردو مین بہت بڑا ہی - کلام آپکا نہایت شیرین ہی -

حضرت سید شاہ ولی اللہ دانا پوری قدس سرہ

حضرت سید شاہ ولی اللہ دانا پوری قدس سرہ بیٹے حضرت سید شاہ محمد یٰسین دانا پوری قدس سرہ کے ہین - آپ بڑے عارف کامل تھے - اجازت وخلافت اپنے جد فاسد حضرت شاہ مبارک نوابادی قدس سرہ سے طریقہ چشتیہ مین تھی -

نواب جعفر علی خان کم سنی مین آپ کے مدرسہ مین طالب العلمی کرتے تھے - لیکن جب صوبہ بنگالہ کی نظامت اُنکے علاقہ مین ہوئی تو اُنھون نے ایک فرمان آپکو عطا کیا - ان کے اکثر مریدان مرشد آباد مین تھے - اور شاہ عالم نے آپ ہی کو فرمان بخشا تھا -

حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ

حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ کا مکان شیخپورہ مین کہ اطراف بہار مین ہی تھا - آپ حضرت مخدوم شعیب قدس سرہ کی اولاد مین ہین جنکا ذکر اوپر حضرت مخدوم الملک شرف الدین بہاری قدس سرہ کے ذکر مین بیان ہو چکا ہی - یعنے حضرت مخدوم شعیب حضرت مخدوم شرف الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ اور نبی عم تھے - یعنی حضرت مخدوم عبدالعزیز منیری کی اولاد سے ہین - اور اس سبب سے اس کاتب کے بھی ہمجد ہوئے -

حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ کو لڑکپن ہی سے زہد و پرہیزگاری کی طرف التفات تھی - آپ اکثر اپنے جد بزرگ کے مزار پر حاضر ہوتے اور غلاف کی تہ مین ہاتھ دیکر بقدر ضرورت نقد پاتے - اور لڑکون مین تقسیم کرتے - ایک روز آپ کے والد نے دیکھا - سمجھے کہ شاید کسی نے نذر درگاہ شریف پر گذرانی ہو اور

اِس لڑکے نے نگاہ بچاکر اُٹھالی ہو۔ اسلیے آپکو تنبیہ کی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ایسا نہین ہی بلکہ جب مجھکو حاجت ہوتی ہی جد بزرگ کے مزار کے غلاف مین ہاتھ دیتا ہون بقدر ضرورت پالیتا ہون۔ آپ کے والد نے منع فرمایا۔ اور اُس تاریخ سے آپ نے اِس کام کو ترک کیا۔ آپ نے لڑکپن ہی مین متواتر ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین کہ نماز کی عادت کر۔ لیکن اس پر بھی غافل رہے۔ ایک روز اُنھین بزرگ کو خواب مین دیکھا کہ بہت غصہ ہین۔ اور ایک تپانچہ مارا کہ نماز کیون نہین پڑھتا۔ اُسیوقت نیند ٹوٹی غسل کیا۔ اور نماز پڑھی جب سے پھر نماز کبھی قضا نہ ہوئی۔ آپ نے اُسی بزرگ کو خواب مین پھر دیکھا کہ درود شریف کا ورد بتایا۔ جس سے آپکو بہت فائدہ ہوا۔ اور بہشت کی سیر خواب مین نصیب ہوئی اور ایک نے بہشتی لوگون مین سے کہا کہ یہ دولت تجھکو بہ سبب درود کے نصیب ہوئی جو تجھکو مخدوم شرف الدین بہاری قدس سرہ نے بتایا ہی۔ الغرض آپ بہ نظر تحصیل علم ظاہر اور باطن کے شیخپورہ سے عظیم آباد مین آئے۔ اور بڑے کمال کو پہونچے۔ اور آپ نے حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہ کی فیض رسانی کی خبر سنکر آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور طریقہ قادریہ مین بیعت کرنی چاہتے تھے۔ کہ مخدوم الملک کو خواب مین دیکھا۔ کہ اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ پر رکھا اور کہا کہ فردوسیہ مین بیعت کرو۔ چنانچہ آپ نے حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہ سے طریقہ فردوسیہ مین بیعت کی۔ آپکو کشف وکرامت بچپن ہی مین حاصل تھی۔ بعد بیعت کے آپ بڑے کاملین سے ہوئے۔ اپنے وقت مین قطب زمانہ تھے آپ کے تصرفات بہت ہین۔ آپ کے چار خلفا ممتاز تھے۔ حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ حضرت شاہ یحییٰ علی۔ مولانا شاہ عبدالغنی۔ اور مولوی عمادالدین قدس اسرارہم۔ آپ نے عمر تجرد مین گذرانی۔

میر غلام علی آزاد بلگرامی بن سید نوح واسطی بلگرامی ملقب بہ حسان الہند تھا اور آزاد تخلص ۲۵ - ماہ صفر ۱۱۶۶ھ ہجری مین پیدا ہوئے - نسب آپکا امام زید شہید بن امام زین العابدین سے ملتا ہی - ابتدا شعور مین کتب درسیہ کو میر طفیل علی بلگرامی سے پڑھا - اور کتب لغت وحدیث وسیر اور فنون ادب کو میر عبد الجلیل بلگرامی اپنے نانا سے تحصیل کیا - اور عروض وقوافی وغیرہ کو اپنے ماموں میر سید محمد سے حاصل کیا - اور سند صحیح بخاری اور اجازت صحاح ستہ وغیرہ کی - شیخ محمد حیات مدنی سے اور سماعت بعض فوائد علم حدیث کے شیخ عبد الوہاب طنطاوی سے مکہ معظمہ مین جاکر حاصل کیے طنطاوی نے آپ کے عربی اشعار سنکر بڑی تحسین کی - آپ نے رسم بیعت کو سید لطف اللہ بلگرامی سے حاصل کیا - اور از روے طریقت کے آپ چشتی تھے - آپ کے تصانیف سے مختلف علوم مین کتابین بہت ہین - سات دیوان صرف عربی کے - اور فارسی اور اردو دیوان اسکے علاوہ ہین -

میر غلام علی آزاد بلگرامی قدس سرہ

محمد اکبر بادشاہ ثانی کے عہد حکومت مین قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے کہ بڑے عالم اور عارف مرزا مظہر جانجانان کے خلیفہ تھے ۱۲۲۵ھ ہجری مین اور اسی سال مولانا عبد العلی بحر العلوم لکھنوی نے کہ بڑے عالم اور عارف تھے اور اسی سال حضرت شاہ طیب اللہ بہاری قدس سرہ نے کہ عارف کامل اور بیٹے حضرت مولانا شاہ امین اللہ نوابادی قدس سرہ کے تھے - اور مولوی سلام اللہ محدث دہلوی نے کہ اولاد سے شاہ عبد الحق محدث دہلوی کی تھے ۱۲۲۹ھ ہجری مین اور علامہ احمد طحطاوی نے کہ فقیہ عصر - وحید دہر - محدث جید - علامہ محقق - فاضل مدقق ملک مصر کے تھے اور حاشیہ درمختار انکی تصنیف سے ۱۲۳۱ھ ہجری

حضرت شاہ طیب اللہ بہاری

مین اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے ۱۲۳۹ھ ہجری مین اور حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ قدس سرہ نے کہ خلیفہ اعظم حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ کے تھے ۱۲۲۶ھ ہجری مین انتقال فرمایا۔

حضرت شاہ طیب اللہ بہاری چھوٹے بیٹے حضرت مولوی شاہ امین اللہ نوآبادی کے تھے۔ آپکو اپنے والد ماجد کی صحبت کا اتفاق نہوا۔ آپ نے اپنے جد فاسد حضرت شاہ سید سیف اللہ قدس سرہ کی آغوش شفقت مین پرورش پائی۔ اور انھین کے مرید اور خلیفہ ہوئے۔ اور بڑے عارف کامل سے ہوئے۔ اور حضرت شاہ سیف اللہ قدس سرہ موڑے مین کہ بہار کے محلون سے ہی اقامت پذیر تھے اور اولاد امجاد سے حضرت مخدوم بندگی دانشمند قدس سرہ کے تھے جنکا مزار وہین ہی۔ اور یہ حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد بہاری قدس سرہ کے ہم عصر تھے۔ آپ کے بڑے بھائی شاہ بدرالحق قدس سرہ اپنے والد ماجد حضرت مولانا شاہ امین اللہ نوآبادی کے خلیفہ اور عارف کامل تھے۔ وہ اپنے والد کی آغوش مین پرورش پائے اور انکا مزار بھی اپنے والد ماجد کی بغل مین ہی۔ انکے بیٹے مولانا شاہ محمد یعقوب نوآبادی قدس سرہ اپنے والد ماجد شاہ بدرالحق قدس سرہ کے خلیفہ تھے۔ اور مولانا شاہ محمد یعقوب قدس سرہ کے صاحبزادگان شاہ مظہرالحق و شاہ غفور الحق اپنے والد کے خلیفہ تھے۔ اور جناب شاہ نصیرالحق و شاہ صفیرالحق نوآبادی اپنے والد شاہ مظہرالحق کے مرید اور مجاز ہین اور جناب شاہ نظام الدین نوآبادی اپنے والد شاہ غفور الحق کے مرید اور مجاز طریقہ آبائی چشتیہ مین الی الآن موجود ہین

حضرت شاہ طیب اللہ بہاری کے کئی بیٹے تھے لیکن سب سے ممتاز شاہ تراب الحق تھے جو مابعد بین بوجہ کدخدائی اپنے والد ماجد کے اناپور مین مقیم ہوئے

اور یہین آپکا مزار بھی ہی۔ دوسرے بیٹون سے آپکی اولاد موجودہ مین آج تک موجود ہین۔ یہ بزرگ بھی اس عاجز کے مورث ہین۔

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بیٹے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ہین۔ آپ بڑے عالم فقیہ۔ محدث۔ عارف کامل تھے۔ آپ سے ایک عالم فیضیاب ہوا۔ اور اس دور آخر مین ایسا جامع آدمی بہت کم نکلا۔ آپ کے تصانیف کثیرہ ہین۔ بستان المحدثین اور فارسی کی تفسیر فتح العزیز وغیرہ آپ کی یادگار ہین۔ مولانا رفیع الدین دہلوی کہ آپ کے ایک برس پہلے انتقال کیا اور راہ نجات اُنکی تصنیف سے ہی۔ آپ کے اپنے بھائی تھے۔ اور مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی جنکا اردو ترجمہ قرآن کا مشہور ہی آپ کے اپنے بھائی تھے اور تین برس بعد انتقال کیا۔

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ قدس سرہ اولاد امجاد سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم کی ہین۔ آپ طبیب حاذق تھے اور علم ظاہری مین کمال حاصل کرکے حضرت شاہ محمد منعم عظیم آبادی قدس سرہ کی فیض رسانی کا حال سنکر آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ فقیر دی چاہتا ہی۔ کہ اگر دنیا کی سلطنت نصیب ہو تو سکندر رومی ہون اور اگر حکمت طبابت قسمت مین ہو تو افلاطون جالینوس رفعت ہون اور اگر درویشی عنایت ہو تو بایزید وقت ہون۔ حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہ نے فرمایا کہ جو تم چاہتے ہو انشاء اللہ تعالی وہی ہوگی لیکن شاہ حسن علی سے جاکر کہو۔ مطابق ارشاد کے مخدوم شاہ حسن علی کے پاس حاضر ہوئے اور صورت واقعہ کو بیان کیا۔ یہ سنکر مخدوم شاہ حسن علی نے ایک نعرہ کیا جسکا یہ اثر ہوا کہ حکیم شاہ فرحت اللہ قدس سرہ تین روز تک بیخود پڑے رہے اور بڑے کامل اکمل ہوئے۔ آپ سیف زبان تھے جو زبان سے

حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ

نکلا اسکا ظہور ہوتا - بہت تصرفات آپ سے سرزد ہوئے - آپ کے بڑے بڑے خلفا ہوئے - لیکن سب سے ممتاز آپ کے صاحبزادے حضرت حکیم شاہ مظہر حسین قدس سرہ اور حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ عظیم آبادی تھے - کہ جنھون نے رسالہ مرشدہ مین آپ کے ملفوظات فراہم کیے ہین اور حضرت شاہ مظہر حسین کے خلیفہ آپ کے بھتیجے اور داماد حکیم مہدی حسن تھے اور مرید اور مجاز آپ کے جناب حکیم فرحت حسن ہین کہ الی الآن موجود ہین اور آپ کے پوتے ہین - آپکا مزار محلہ کریم چک مین شہر چھپرہ کے ہے - اور حضرت سید شاہ علی حسین داناپوری بن سلطان احمد بن سید شاہ غلام حسین بھی آپ کے خلفا سے ہین -

ابو ظفر مہادر شاہ کے دور مین بلکہ اسوقت تک جو گذرے انھین سے حضرت سید شاہ غلام حسین داناپوری قدس سرہ نے کہ بڑے بیٹے جناب سید شاہ ولی اللہ داناپوری کے اور خلیفہ حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہ کے تھے ۱۲۵۴ ہجری مین اور آپ کے چھوٹے بھائی سید شاہ شمس الدین داناپوری قدس سرہ نے ۱۲۵۰ ہجری مین - اور حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ نے کہ اولیاء کبار سے تھے اور عالم باعمل اور بیٹے سید شاہ شمس الدین حسین قدس سرہ کے تھے ۱۲۵۵ ہجری مین اور حضرت خواجہ سید ابو البرکات قدس سرہ نے کہ خلیفہ حضرت اعظم مولانا رکن الدین عشق عظیم آبادی قدس سرہ کے تھے ۱۲۵۶ ہجری مین اور حضرت شاہ یحیی اعلی قدس سرہ نے کہ خلیفہ اعظم حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ کے تھے ۱۲۶۰ ہجری مین اور مولانا شاہ محمد اسحق محدث دہلوی نے کہ مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی کے نواسے اور عالم محقق تھے ۱۲۶۲ ہجری مین اور مولوی سید شاہ وحید الدین احمد داناپوری قدس سرہ نے کہ بیٹے سید شاہ غلام حسین داناپوری قدس سرہ اور خلیفہ حضرت خواجہ سید ابو البرکات قدس سرہ کے تھے ۱۲۶۳ ہجری

مین اور اسی سال حضرت شاہ تراب الحق قدس سرہ نے کہ اس کاتب کے مورث
اور حضرت سید شاہ غلام حسین دانا پوری قدس سرہ کے خویش تھے - اور مولانا
فضل حق خیر آبادی نے کہ بڑے عالم تھے ۱۲۷۸ھ ہجری مین اور مفتی محمد صدر الدین
خان دہلوی نے کہ بڑے عالم تھے ۱۲۸۵ھ ہجری مین اور اسی سال مولانا حافظ
عبد الحلیم انصاری لکھنوی نے کہ والد مولانا عبد الحی لکھنوی کے تھے کہ اولاد
امجاد سے حضرت ابو ایوب انصاری کے تھے اور دونون صاحبان بڑے عالم اور
محقق گذرے ہین - اور حضرت مولانا سید شاہ محمد قاسم دانا پوری قدس سرہ
نے کہ نواسے سید شاہ غلام حسین دانا پوری کے اور بیٹے شاہ تراب الحق قدس سرہ
کے تھے اور خلیفہ اعظم حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی قدس سرہ کے
اور مرید اور مجاز حضرت خواجہ سید شاہ ابو البرکات قدس سرہ کے تھے ۱۲۸۱ھ
ہجری مین اور آپ کے برادر اوسط حضرت سید محمد واجد قدس سرہ نے کہ اس
کاتب کے مورث تھے ۱۲۸۳ھ ہجری مین اور حضرت سید شاہ فخر الدین حسین الملقب
مبارک حسین قدس سرہ نے کہ بیٹے اور خلیفہ اپنے والد حضرت شاہ قمر الدین حسین
قدس سرہ کے تھے ۱۲۸۲ھ ہجری مین اور مفتی مولانا سعد اللہ مراد آبادی نے کہ بڑے عالم
متبحر تھے ۱۲۹۳ھ ہجری مین اور مولانا نواب قطب الدین محدث دہلوی نے
کہ شاگرد مولانا شاہ محمد اسحٰق کے اور مؤلف اردو ترجمہ مشکوۃ کے ہین ۱۲۹۹ھ ہجری
مین اور مولوی شاہ عبد الغنی دہلوی نے کہ سجادہ نشین مرزا مظہر جانجانان قدس سرہ
کے تھے ۱۲۹۶ھ ہجری مین اور مولانا احمد علی محدث سہارنپوری نے اور مولانا محمد
قاسم محدث نانوتوی نے ۱۲۹۶ھ ہجری مین اور اسی سال مولانا جمیل احمد
بلگرامی نے کہ عالم باعمل اور سرکاری مدرسۂ سارن کے مدرس تھے اور اس
کاتب کے استاد تھے - اور حضرت مولانا سید شاہ حاجی محمد سجاد قدس سرہ نے

کہ فیض یافتہ حضرت شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ کے اور مرید حضرت شاہ ابو البرکات قدس سرہ کے اور چھوٹے بھائی اور خلیفہ حضرت سیدنا شاہ محمد قاسم دانا پوری قدس سرہ کے تھے ۱۲۹۸ھ ہجری مین - اور حضرت سید شاہ علی حسین اور حکیم کاظم حسین قدس اسرار ہمانے کہ عارف اور بوتے سید شاہ غلام حسین دانا پوری کے تھے ۱۲۹۹ھ ہجری مین اور حضرت شاہ ولایت علی قدس سرہ نے کہ خلیفہ حضرت شاہ یحییٰ علی قدس سرہ کے تھے ۱۳۰۱ھ ہجری مین حضرت مولوی محمد وزیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہ والد اس کاتب کے اور بیٹے شاہ محمد واجد بن شاہ تراب الحق دانا پوری کے تھے ۱۳۰۲ھ ہجری مین انتقال فرمایا۔

حضرت سید شاہ غلام حسین دانا پوری قدس سرہ

حضرت سید شاہ غلام حسین دانا پوری قدس سرہ ۱۲۶۹ھ ہجری مین پیدا ہوئے - آپ کم عمری تھے کہ آپ کے والد حضرت شاہ ولی اللہ دانا پوری ابن حضرت سید شاہ محمد لیسین دانا پوری قدس سرہ نے - انتقال فرمایا - آپ بچپن ہی سے نیک طینت اور ولی مادر زاد تھے - آپ اپنے پھوپھا حضرت شاہ بساون کورجوئی قدس سرہ کی معیت مین حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہ کے حضور مین حاضر ہوئے اور طریقت کے حصول مین کوشان ہوئے - اور بیعت کرکے بڑے مدارج کو پہونچے - آپکو حضرت سید شاہ محمد لیسین دانا پوری آپ کے جد نے حالت طفلی مین دیکھا تھا - اور خبر دی تھی کہ یہ لڑکا بادشاہ کی گود مین بیٹھے گا - اور ولی ہوگا - چنانچہ ایسا ہی ہوا - کہ شاہ عالم بادشاہ آپ کے والد حضرت شاہ ولی اللہ دانا پوری کی درویشی کی خبر سنکر دانا پور مین حاضر ہوا اور چند مواضعات واسطے خرچ آپ کے خانقاہ کے وقف کیے - اور دعا چاہی اور حضرت شاہ غلام حسین دانا پوری کو کہ چار برس کے لڑکے تھے گود مین لیا - آپ کے چھوٹے بھائی حضرت سید شاہ

شمس الدین حسین داناپوری - اسکے بعد پیدا ہوئے - اور آپ کے آغوش شفقت مین بعد پدر بزرگوار کے تعلیم پائی -

حضرت سید شاہ غلام حسین داناپوری خلفاسے حضرت شاہ محمد منعم عظیم آبادی قدس سرہ کے ہوئے - اور آپ کے چار صاحبزادے تھے چارون یکتائے زمانہ تھے - ایک حضرت مولوی وحید الدین احمد کہ بڑے عالم خوشنویس صوفی باصفا تھے - آپ ممتاز خلیفہ حضرت خواجہ سید ابو البرکات قدس سرہ کے تھے - دوسرے بیٹے سید شاہ فرید الدین احمد قدس سرہ تھے کہ مرید اور مجاز اپنے والد بزرگوار کے تھے - تیسرے بیٹے حضرت سید شاہ سلطان احمد شہید تھے کہ بڑے ولی کامل اور خلیفہ حضرت مخدوم شاہ حسن علی اور حکیم شاہ فرحت اللہ قدس اسرارہما کے تھے - چوتھے بیٹے حکیم مراد علی قدس سرہ کے طبیب حاذق عالم - خوشنویس - اور صوفی باصفا تھے - آپ مرید حضرت سید شاہ ابو البرکات قدس سرہ اور خلیفہ اپنے ابن عم حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ کے تھے - آپکے خلفا سے آپ کے دو پوتے حضرت حاجی سید شاہ عطا حسین بن حضرت سید سلطان احمد شہید اور حضرت حکیم محمد کاظم حسین بن حکیم مراد علی قدس سرہ بھی ہین - اور حضرت حکیم محمد کاظم حسین قدس سرہ آپ کے سجادہ النشین بھی ہوئے تھے - اور حضرت حاجی سید شاہ عطا حسین دام برکاتہ اپنے خال محترم حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ کے بھی صحبت یافتہ اور خلیفہ ہین - اور الی الآن اپنے فیض رحمت سے طالبان حق کو سیراب کرتے ہین - الغرض آپکا انتقال چھیاسی برس کی عمر مین ۱۲۵۲ھ ہجری مین ہوا -

حضرت خواجہ سید شاہ ابو البرکات قدس سرہ کی سکونت چنار گڈھ کے اطراف مین تھی - ابتدا مین آپ سپاہی وضع تھے - آپ کے بزرگان سادات

عظام اور اولیاے کرام سے تھے - آپ پٹنہ کے اطراف مین بسبیل نوکری کے تھے
کہ آپ نے حضرت رکن الدین عشق قدس سرہ کی فیضرسانی کی خبر سنکر آپ کے
آستانہ پر حاضر ہوئے - اور زمین پر دو زانو بیٹھ گئے - آپ کے ساتھ دو اور
اشخاص بھی طلب حق مین آئے تھے اور زمین پر بلا فرش بیٹھنے مین اُنکو تکلف ہوا
حضرت عشق قدس سرہ نے اُنکی حالت دیکھکر فرمایا کہ ایسین ہو نہار صرف آپ
ہی ہین - چنانچہ ایسا ہی ہوا - آپکی حالت ایک عرصہ تک مجذوبون کی ایسی ہی
اور اکثر جنگل وغیرہ مین نکل جاتے - ایک مرتبہ حضرت مخدوم بڑے سبستانی کے
مزار پر حاضر ہوئے جو مہار کے کاغذی محلہ مین ہی - اور اُسکے بعد سلوک کی
راہ مین آئے - آپ سے اکثر تصرفات سرزد ہوئے - چنانچہ داناپور کے ایک
جُلاہے کے لڑکے کی نقل جو مرگیا تھا اور آپ کے بچوا پکارنے سے زندہ ہوا مشہور ہی
اور اُس تاریخ سے آج تک وہ بچوا کہلاتا ہی اور اس عاجز نے اُسکو دیکھا ہی
آپ خلیفہ اعظم حضرت رکن الدین عشق کے تھے - اور ایک عالم کو اپنے
فیض باطن سے سیراب کیا - آپکے خلفا سے آپ کے چھوٹے صاحبزادے
حضرت خواجہ سید شاہ ابوالحسن قدس سرہ تھے اور حضرت سید شاہ مولانا
قمرالدین حسین عظیم آبادی قدس سرہ اور حضرت خواجہ احمد حسین قدس
سرہ حضرت عشق قدس سرہ کے صاحبزادے بھی آپ کے خلفاء عظام سے تھے
لیکن آپ کے سامنے انتقال فرمایا تھا - آپ کے اقوال اور ملفوظات کو حضرت
سید شاہ قمرالدین حسین قدس سرہ نے رسالۂ فائض البرکات مین کہ سراسر
پُر اسرار ہین فراہم کیا ہی -

حضرت شاہ یحییٰ علی نور آبادی قدس سرہ

حضرت شاہ یحییٰ علی قدس سرہ اولاد امجاد سے حضرت احمد ابدال کے
ہین - آپکو ابتدائی تعلیم اپنے خال محترم حضرت سید شاہ غلام حسین داناپوری

سے ہوئی - آپ بھی مثل اپنے مامون کے نیک طینت اور ولی مادرزاد بچپن ہی سے تھے - آپکی پیدائش بڑے نواوے مین ہوئی اور وہین آپ کا مزار بھی ہی - آپکو بعد تکمیل علم ظاہر کے اکثر اہل باطن صاحب کمال کی صحبت کی تلاش رہتی - اور اسی تلاش مین آپ حضرت مولانا مخدوم حسن ضا قدس سرہ راے پوری کے حضور مین حاضر ہوئے - اور عقیدت مند تھے کہ انھون نے انتقال فرمایا - آپکو نہایت تاسف ہوا - تب آپ نے اپنے جد احمد ابدال کے نام فاتحہ پڑھا اور سوے کہ اس بارہ مین خواب مین کسی قسم کی بشارت حاصل ہو چنانچہ آپ نے حضرت احمد ابدال کو خواب مین دیکھا کہ اشارہ ایک بزرگ کی طرف فرماتے ہین - کہ انسے بیعت اور صحبت حاصل کرو - اور انکا چہرہ نہایت نورانی تھا - اسی تلاش مین آپ عظیم آباد پہونچے - لیکن پتا نہ لگتا تھا - تب آپ نے اس بشارت کو اپنے مامون حضرت سید شاہ غلام حسین دانا پوری قدس سرہ سے ذکر کیا کہ وہ آپ کے اُستاد بھی تھے - انھون نے حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ کا نشان دیا - اور جب آپ وہان حاضر ہوئے تو بجنسہ وہی حلیہ پایا جو خواب مین دیکھا تھا - طریقت کی تحصیل آپ کی صحبت مین کی اور بیعت کی - کامل اکمل ہوئے - ابتدا مین جذب نہایت غالب تھا - لیکن جب شیخ کے حضور مین شکایت کی اور انھون نے فرمایا کہ آیندہ سے ایسا نہوگا - تو آپکو سلوک کی کیفیت پیدا ہوئی - آپسے تصرفات سرزد ہوئے - لیکن اخفا نہایت مرکوز تھا - آپ کے خلفاء عظام سے مولانا اشرف علی آپ کے صاحبزادے اور شاہ جمال علی سجادہ نشین خانقاہ مخدوم شعیب قدس سرہ - اور حضرت شاہ ولایت علی قدس سرہ اسلام پوری اور حافظ مولوی امیر الحسن عظیم آبادی تھے - دوسرے اور حضرت شاہ جمال علی اور حضرت شاہ ولایت علی قدس اسرارہما کے خلیفہ اعظم جناب مولوی سید شاہ امین الدین احمد بہاری فردوسی دام برکاتہ ہین جنھون نے ان

بزرگون کے حالات فارسی نظم مین عمدہ طور سے لکھے ہین - اور حضرت مخدوم شرف الدین احمد
قدس سرہ کے سجادہ نشین ہین - اور علم ظاہر و باطن مین یگانہ عصر ہین -

حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی قدس سرہ ۱۲۰۸ھ ہجری
مین عظیم آباد پٹنہ مین پیدا ہوئے آپ کے والد حضرت سید شاہ شمس الدین حسین
داناپوری قدس سرہ تھے - جو حضرت سید شاہ محمد یٰسین قدس سرہ داناپوری
کے پوتے تھے - اور آپ حضرت سید شاہ عبد المنان قادری دہلوی کے
نواسے تھے حضرت سید شاہ عبد المنان قدس سرہ حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر
جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے - اور آبائی سلسلہ طریقت و خلافت بہت
صحیح طور سے اُن تک پہونچا تھا - بلکہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا خرقہ و نعلین
شریف کہ بہت صحیح طور سے داناپور مین موجود ہی آپ ہی کا تھا - چونکہ اولاد ذکور
سے کوئی نہ رہا - اسلیے نواسہ کو پہونچا - چونکہ حضرت سید شاہ شمس الدین
حسین قدس سرہ کی حیات ہی مین آپکو پہونچا - اسلیے داناپور مین لایا گیا -
ہر سال یازدہم مین اسکی زیارت ہوتی ہی - الغرض چونکہ آپ ہونہار تھے -
اسلیے ابتدا ہی سے آپکو علم کی طرف التفات تھا - آپ نے ابتدائی احوالی
تھوڑا سا رسالہ جواہر الانوار مین اسطرح تحریر فرمایا ہی - کہ چودہ برس کی عمر
مین حضور مین مولانا سید شعیب الحق مسافر رحمۃ اللہ علیہ کے درس مین مستعد
تھا مین - اور اُنکا مذہب کو باطن مین وحدت وجود تھا اور ظاہر مین شہود
فقط تھا اپنے عقیدے کو بطور متکلمین کے ظاہر کرتے تھے - بلکہ روافض اُنکو
خارجی کہتے تھے اور مین کہ حقیقت سے نہین واقف تھا آٹھ برس تک
بہ سبب اُنکی صحبت کے ویسا ہی تقلیدی عقیدہ ظاہر کا رکھتا تھا - اور اگر اپنے استاد
کا قصہ لکھون تو قصہ طول ہوتا ہی - اور دوسری باتین غرض کی

جبکہ حلقہ مین بندگان عرفان کے در آیا مین بعد مدت کے فہم کو اُنکی باتون کے سمجھنے کی قابلیت ہوئی - باایہمہ دل سے یقین وحدت وجود کا نہین ہوتا تھا - آخر الامر صاحب دعوتی ہوا مین - اور کچھ عرصہ تک اسی حالت پر رہا - بعد چند سال کے شہودیون کا معتقدہ دل پر غالب آیا مدت دراز اسی حال سے رہے - اور پہلا مضمون کفر معلوم ہوتا تھا - پھر طفیل سے شیخ کے ان مہلکات سے نجات پائی اور معتقدہ وجود مع الشہود دل پر ثابت ہوا - آپ لکھتے ہین کہ پہلے آپ حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ کے حضور مین حاضر ہوئے - اور ایک مہینے تک داخل حلقہ رہے - لیکن فائدہ ظاہر نہوا - اور آپکا انتقال ہوگیا - تب دو برس بعد آپکی وفات کے حضور مین اپنے بھائی اور اُستاد حضرت شاہ یحیی اعلی قدس سرہ کے کہ اُنکے خلفا سے تھے - پہونچے اور چار روز تک توجہ لی اور تاثیر ظاہر ہوئی - اور دل لگنے لگا - تب اُنکے ارشاد کے موافق حضور مین صاحب تصرف و کرامات حضرت خواجہ سید شاہ ابو البرکات قدس سرہ کے کہ خلیفہ اعظم حضرت رکن الدین عشق قدس سرہ کے تھے حاضر ہوئے - اور وہ نسبت آگاہی کی رکھتے تھے - تین مہینے تک آپکی صحبت مین حاضر رہے - پھر آپ سے جدائی کا اتفاق ہوا لیکن فکر کہ مثل جان کے طریقت مین ہی اسوقت تک پیدا نہ ہوئی تھی - اور اسی درمیان مین حضرت مخدوم حکیم شاہ فرحت اللہ قدس سرہ بسبب اُس محبت کے کہ آپ کے والد کے ساتھ تھی آپکو ساتھ لے گئے اور اپنے طریقے کی تعلیم کہ نسبت استغراقیہ منعمیہ رکھتے تھے فرمائی - چھ مہینے تک آپکی صحبت مین رہے اور وہ نسبت حاصل اور ملک ہوگئی - بعد وفات آپ کے پھر حضور مین حضرت سید شاہ ابو البرکات قدس سرہ کے سابق رابطہ کے ذریعہ سے حاضر

ہوئے۔ کئی برس کی صحبت مین قلب بیخودی اور استغراق سے آگاہی کی طرف پھرا۔ اور یہ نسبت بھی ملک ہوگئی"۔

الغرض آپ بڑے کامل اکمل ہوئے۔ اور علم ظاہر مین کوئی آپکا مقابل اپنے زمانے مین نہ تھا۔ جب حضرت سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہ گوالیار کی طرف جہان آپکا بہت رشد ہوا۔ جانے لگے تو آپکو اپنا جانشین اور خلیفہ کیا۔ اور آپکو خلافت حضور سے حکیم شاہ فرحت اللہ قدس سرہ کے بھی تھی۔ آپ سے بہت تصرفات سرزد ہوئے۔ آپ کے تصرفات اور ملفوظات کو حضرت مولانا محمد قاسم دانا پوری قدس سرہ نے اپنے رسالۂ انوار قمریہ مین اور حضرت حاجی سید شاہ عطا حسین دام فیوضہ نے اپنے رسالۂ اسرار قمریہ مین مفصل تحریر فرمایا ہی۔ آپ کے تصرفات سے ایک یہ بات تھی کہ اس شہر آپکو وجد تھا

ے تیغ در کفش دیدم خون من بجوش آمد ۔ اور ہر بن موے خون کا فوارہ جاری ہوا کہ اکثرون کے لباس خون آلودہ ہوگئے۔ بعد افاقہ کے یہ حالت زائل ہوگئی۔ ایک مرتبہ آپکو پاخانہ کی حاجت تھی اور بارش شدت سے تھی کہ آدمی کا باہر جانا مشکل تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے لیے بارش رکجاتی چنانچہ بارش رکی رہی۔ جب آپ فارغ ہوکر آئے۔ بارش شدت سے ہوئی۔ ایک مرتبہ آپکو کشتی پر چھپرہ پورب کو جانا تھا۔ اور ہوا مخالف تھی۔ آپ نے فرمایا چلو چھپرہ وارانی اور پورب کی ہوا چلنے لگی۔ ازین قبیل اکثر آپکی کرامتین تھین۔ آپ اپنے ہم عصرون مین نہایت ممتاز اور ہردل عزیز تھے۔ آپکی صحبت کی تاثیر نہایت تیز اور اکثرون کو ایک دو توجہ مین پایہ تکمیل کو پہونچایا۔ آپکی تصنیف سے رسالۂ جواہر الانوار ہی۔ جسکے دیکھنے سے اور اسپر عمل ہونے سے بشرطیکہ شیخ کی صحبت اتنی بھی حاصل

کیے ہو کہ اُسکی نسبت ملک ہو گئی ہو۔ مرتبۂ ولایت کو لاریب پہونچ سکتا ہی تصرف
مین بہت کتابین ہین لیکن سب کا نہج ایک ہی ہی۔ لیکن یہ کتاب اپنے فن
مین کسی کی مقلد نہین۔ آپ اپنے مرشد حکیم فرحت اللہ قدس سرہ کے عرس مین
۹۔ شعبان کو چھپرہ تشریف لے گئے تھے اور اس مصرع پر آپکو وجد تھا ع تیرے
در پہ جو بیٹھے تو خوب ہوا کہ کشاکش دیر و حرم سے چھٹے + اُسی حالت مین آپ
نے فرمایا کہ یہ آخری حاضری ہی۔ اور افاقہ کے بعد واپس آئے۔ اور ۱۲۔
شعبان ۱۲۵۵ ہجری مین انتقال فرمایا۔ وقت وفات کے آپ نے حضرت امیر خسرو
دہلوی کے اس شعر کے معنے بیان کیے ع سلطان خوبان میرود گردش ہجوم
عاشقان + چابک سواران یک طرف مسکین گدا یک طرف + یعنے سلطان
خوبان سے مراد روح ہی۔ اور چابک سواران اور مسکین گدا سے مراد حواس ظاہری
و باطنی ہی۔ اور کیفیت مین انتقال کیا۔ آپکا مزار حضرت منعم قدس سرہ کے روضہ کے حلقہ مین ہی

حضرت سید شاہ فخر الدین حسین المشہور بہ شاہ مبارک حسین ابن حضرت سید شاہ فخر الدین حسین

آپ کے صاحبزادے حضرت سید شاہ فخر الدین المشہور مبارک حسین قدس سرہ شاگرد اور خلیفہ اپنے والد کے تھے۔ اور برگزیدہ مثل اپنے آباے کرام کے تھے۔ آپ خوشنویس بھی تھے اور شاعری کا بھی ذوق تھا۔ کلام آپکا نہایت پاکیزہ تھا۔ مثنوی مولوی روم کا نہایت ذوق تھا۔ پوری مثنوی شریف اپنے دست مبارک سے تحریر فرمائی ہی۔ آپکا شعر ہی
سب کچھ تو تو ہی تو ہی مین کون ہون کہان ہون + خود درمیان مین ناحق اک وہم ہون گمان
ہون + آپکو اپنے جد امجد حضرت سید شاہ شمس الدین قدس سرہ سے بیعت اور
خلافت تھی۔ آپکا انتقال چالیس برس کی عمر مین دانا پور مین ہوا اور وہین آپکا مزار
مبارک ہی۔ آپکا بھی رشد خوب ہوا۔ آپ کے خلیفہ شاہ تجمل حسین رائے پوری تھے۔

حضرت مولانا شاہ محمد قاسم بیٹے شاہ تراب الحق رائے پوری

حضرت سید مولانا شاہ محمد قاسم بیٹے شاہ تراب الحق

دانا پوری ابن سید شاہ طیب اللہ بہاری کے تھے اور نواسے سید شاہ غلام حسین دانا پوری کے تھے - آپنے اپنے نانا کی آغوش شفقت مین تعلیم پائی اور یگانہ عصر ہوئے - ولادت باسعادت آپکی ۱۱۲۸ھ ہجری روز پنجشنبہ کو مقام دانا پور مین واقع ہوئی - آپ کو تعلیم باطنی اپنے خال بزرگ حضرت سید شاہ قمرالدین حسین قدس سرہ سے ہوئی - اور بیعت و خلافت آپکو حضرت مولانا سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہ سے طریقہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ مین تھی - اور حضرت سید شاہ قمرالدین حسین سے بھی اجازت و خلافت تھی - لہذا آپ بھی ذیجرین ہین - حال مبارک آپکا ایسا تابان تھا کہ مفتی صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جسنے اصحاب رسول اللہ صلعم کی زیارت نہ کی ہو وہ جناب شاہ محمد قاسم دانا پوری قدس سرہ کو دیکھے - فصیح البیان ایسے تھے کہ مفتی اسد اللہ جونپوری اور مفتی ریاض الدین صاحب کاکوروی فرماتے تھے کہ ہمنے ایسا سلسلہ کلام مسلسل سنا ہی نہین - آپ خود بہت کم سلسلہ کلام آغاز فرماتے تھے - جب کسی نے کسی امر مین استفسار فرمایا تو جواب دیتے تھے - آپ کے خاندان مین کسی نے انگریزی نوکری کو آپ سے پہلے نہین کیا تھا - پٹنہ سے حکام اکبر آباد جب صدر کے واسطے منتخب ہوئے - تو آپ نے بشوق زیارت مزار فائض الانوار حضرت سیدنا امیر ابوالعلا اکبر آبادی رضی اللہ عنہ کے انگریزی نوکری کی خواہش کی - چنانچہ پہلے ہی مرتبہ آپ صدر دیوانی کے مثل خوان مقرر ہوئے - اور الہ آباد تشریف لائے - دو برس وہان مقیم رہے اسکے بعد صدر اکبر آباد کو منتقل ہوا - اور سترہ برس آپ حضرت سیدنا رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضر رہے - اور جو ہونا تھا ہوئے - آپ کی تصانیف سے نجات قاسم کہ تذکرہ سیدنا امیر ابوالعلا قدس سرہ کا ہی اور اعجاز غوثیہ کہ

تذکرہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی اور انشار فرمان علیم کر زبان فارسی سلیس مین مرقوم ہی - اور چراغ مکتب ہی - آپ کے حالات مین لوگ بیان کرتے ہین کہ مظفر علی شاہ اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز بتقریب ادائے نذر حضرت سیدنا ابو العلا اکبر آبادی رضی اللہ عنہ کا فاتحہ کیا - اور حسب عادت معمولہ عشا کے وقت پالکی پر سوار ہو کر درگاہ شریف پر حاضر ہوے - بعد فاتحہ پائین مزار مبارک مین مراقب ہو گئے چند ساعت کے بعد حضرت کے جمال پاک سے مشرف ہوئے - مگر حضرت سید شاہ محمد قاسم رضی اللہ عنہ کی صورت پر متبسم ہو کر فرمایا اور ہاتھ بڑھایا کہ میرا حصہ دو - پس فوراً مراقبہ سے افاقہ ہو گیا - اور نہایت کیفیت مین مکان پر آئے - صبح کو بیان اور گیان حضرت سید شاہ محمد قاسم رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آئے اور اسی طرح متبسم ہو کر اور ہاتھ بڑھا کر فرمایا کہ میرا حصہ دو -

جناب میر طفیل علی صاحب آرہ آبادی ابو العلائی دام مجدہ فرماتے تھے کہ ایک روز چند مشایخ لکھنؤ کے وارد آرہ آباد ہوئے - اُن حضرات کی دعوت شاہ حجت اللہ صاحب کے ورائے مین تھی - اور مین بھی اس دعوت مین مدعو تھا - جب سماع شروع ہوا - تو اکثر بزرگون کو وجد ہوا - جب مجلس قریب اختتام کے پہونچی - تو مجھے کیفیت آئی - مین نے برأی العین حضرت رضی اللہ تعالے عنہ کو صدر مجلس مین متجلس پایا - اسی وقت مین نہایت بیتاب ہو کر آپ کے قدم مبارک پر جا کر گرا اور بیہوش ہو گیا - جب افاقہ ہوا تو مجلس کا اور ہی رنگ پایا - یعنی سب اہل مجلس کیف تھے اور میرے گرد حلقہ کیے تھے - مین نے اس واقعہ کی خبر آپ کے پاس کہ منیری تال مین جلوہ افروز تھے کی - آپ نے اسکے جواب مین سرفراز نامہ مجھے نگارش فرمایا -

اس مؤلف نے بھی اس خط کو دست خاص کا لکھا ہوا دیکھا ہو۔ نقل مکتوب
سرور سینہ دعا گویان راحت دلہاے مشتاقان سلمہ اللہ تعالی بعد سلام
مسنون دعوات مشحون واضح باد کہ مکتوب رسید احوال معلوم گردید این جملہ
فیضان حضرت محبوب جل وعلا سیدنا امیر ابوالعلا قدس اللہ سرہ ہست کہ از
پس پردہ صورت ہمینی من جلوہ می فرماید شکر این نعمت بجا آرند و ذکر اثبات
نفی را باپاس انفاس مداومت دارند ترکیب آن خود مکشوف شدہ باشد اما
احتیاطاً نوشتہ می شود کہ وقتے کہ نفس اندر شکم رود از تصور لا الٰہ گویند و چون
نفس بیرون آید از تصور الا اللہ گویند البتہ از ین شغل خوب دوام آگاہی
حاصل می شود آنیدہ این فقیر را ہر آن و ہر زمان نزد خود دانند و بکار خود
مشغول باشند انشاء اللہ ترقی ہاست زیادہ ایقان و عرفان روزی باد
بالنون والصاد۔ رقم محمد قاسم از کوہ بنی نال ۲۵۔ رجب حضرت جدی
قدوۃ السالکین حاجی سید شاہ عطا حسین منعمی القمری دانا پوری دام
فیوضاتہ کہ خلیفہ اپنے جد محترم حضرت سید شاہ غلام حسین دانا پوری قدس
سرہ اور اپنے عم مکرم حضرت سید شاہ فخر الدین حسین قدس سرہ کے الی الآن
فیض بخش طالبان ہین اور صاحب تصانیف کثیرہ ہین اور مقام گیا مین مسند
آرا ہین اپنے رسالہ معمولات اشرف مین کہ بنام اپنے ایک خلیفہ مولوی اشرف علی
سورتی کے تحریر فرمایا ہی یون لکھتے ہین کہ ایک روز شہر اکبر آباد مین جناب
مولوی غلام امام شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر مجلس سماع تھی اور قوال
نے یہ غزل شروع کی ؎ ہر دم آزردگی غیر سبب راچہ علاج ✤ ما گذشتیم لطف
تو غضب راچہ علاج ✤ جب اس شعر پر قوال پہونچا ؎ میتوان داشت نہان
عشق و مردم لیکن ✤ زردی رنگ رخ و خشکی لب راچہ علاج ✤ مجھے کیفیت آئی

اور میری حالت اس شیر کے مثل ہو گئی - حاضرین مجلس مجھے دیکھکر منتشر الحواس ہوئے بعضین ساقط ہو گئین - انتظام انفاس مین فرق آگیا - جناب مولوی غلام امام شہید نے فوراً حضرت کو یعنی شاہ محمد قاسم قدس سرہ کو اطلاع دی آپ فوراً پالکی پر سوار ہو کر تشریف لائے اور مجھے معانقہ صلیبیہ سے مشرف فرمایا - ایک گھنٹے کے بعد مجھے افاقہ ہوا -

جناب مفتی صدر الدین صاحب ارشاد فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت سلطان جی کے عرس مین جناب حضرت سید شاہ محمد قاسم قدس سرہ کو کیفیت آئی اور ابو ظفر شاہ بھی اُس مجلس مین موجود تھے - پائین مجلس مین کچھ ایسے لوگ جو اس مذاق سے بیگانہ تھے کھڑے ہوئے بنظر انکار آپکی کیفیت کو دیکھکر تعجب کر رہے تھے - آپ نے اُنکی طرف دیکھکر ایک نعرہ فرمایا اور یہ مصرع پڑھا ع

ادور من دمن در او چون بو بہ گلاب اندر

وہ کوئی آٹھ دس آدمی تھے سب بیہوش ہو کر گر پڑے - اور پھر تو مجلس کا یہ رنگ ہوا کہ شاید ہی کوئی شخص گریہ و بکا سے خالی ہو - مہابت شاہ کو آپکی ملاقات کا شوق ہوا مجھے آپکی جناب مین دعوت کا پیام لیکر بھیجا - مگر بانیہمہ گویا ئی مہر بلب ہو گیا - اور کوئی تاویل آپکی تاویلات سے عمدہ نہ معلوم ہوئی - اُسوقت آپکی پیر پائی اور علو مقامات کی حقیقت معلوم ہوئی - ایک روز آپ طامسین صاحب حاکم اول صدر دیوانی اکبر آباد کے اجلاس مین ایک مقدمہ کی شامل جسمین یہ لکھا تھا کہ ایک کہار نے ضلع باندا کے ایک کایستھ کے چھ برس کے لڑکے کا زیور اُتار کر ایک کنوئین مین ڈالدیا تھا - اور چھ مہینے کے بعد وہ لڑکا اُس کنوئین سے زندہ نکلا - اور اُس لڑکے کے بیان سے یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ دائی جنے اُسے پالا تھا شب و روز اُس تیرہ و تار چاہ بے آب مین اُسکے ساتھ تھی اور روز

کھیر پکا کر کھلاتی تھی اور حالانکہ وہ اُسکے باپ کے گھر مین ہمیشہ موجود رہی۔ کبھی غائب نہوئی۔ پڑھ رہے تھے۔ ایکبار آپ نے چند نرسے پیلے درپے کیے۔ اور میل طامسین صاحب کی گود مین جا پڑے اور کرسی سے اُٹھکھڑے ہوئے۔ اور اُسی حالت مین مکان پر تشریف لائے۔ دو روز تک آپ کو کیفیت رہی۔ اور کچہری نہین گئے۔ اور اُدھر طامسین صاحب کو بخار آگیا۔ تیسرے روز طامسین صاحب نے مولوی غلام امام شہید کو بلا کر پوچھا کہ اُس روز مولوی محمد قاسم کو کون بیماری ہوئی تھی۔ اُنھون نے اُنکی اصطلاح کے موافق اُنکو سمجھا دیا۔

الغرض جب آپ اپنے وطن مالوف کو بعد پنشن لینے سرکاری عہدے کے واپس آئے۔ بسبب ناموافقت آب وہوا کے اکثر بدمزہ رہتے۔ بصارت ظاہری بالکل زائل ہوگئی تھی۔ تاہم آپ فرماتے تھے کہ وہ اور ادکہ جنکی مزاولت کی آرزو تھی خود بخود یاد ہوگئے۔ اور وقت علالت کے آپ کوٹھری مین تھے۔ اُسپر بھی نور باطن کے زور سے جو شخص آنگن مین آتا اُسکا نام پکار کر کہتے کہ فلان آتا ہی۔ اور زیادہ تعجب کی یہ بات ہی کہ بسبب ضعف کے دو آدمی کی اعانت سے پائخانہ کی چوکی تک جاتے تھے اور وقت آمد جذب کے بے اعانت اُٹھکھڑے ہوتے اور کھڑے ہوکر آدھ گھنٹہ تک وجد کرتے۔ اور اس عاجز نے اِن واقعات کو عالم شعور مین خود دیکھا ہی۔ آپ نے روز پنجشنبہ سترھوین شوال کو ۱۲۵۸ ہجری مین انتقال فرمایا۔ چنانچہ شاہ محمد یحیی اعظیم آبادی نے کہ بیٹے اور خلیفہ اپنے والد حضرت شاہ وجہ اللہ قدس سرہ کے تھے جو خلیفہ حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی قدس سرہ کے تھے تاریخ وفات یون فرمائی تھی۔

قاسم کہ بود سید و سالار اہل فقر	زخت حیات خویش ز فانی سرایہ بست
تاریخ و روز و سال و مہ انتقال او	یوم الخمیس ازمہ شوال ہفدہ است

آپکی وصیت کے موافق آپکا مزار منور منیر شریف مین حلقہ مین حضرت مخدوم یحییٰ منیری قدس سرہ کے پائین مین ہی - آثار فیض مزار منور سے ہنوز جاری ہین - آپ کے خلفاے عظام سے جناب حضرت سید شاہ میر الدین حسین رح بن حضرت سید شاہ مبارک حسین بن حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ تھے - حضرت سید شاہ محمد سجاد رضوان اللہ علیہ چھوٹے بیٹے حضرت شاہ تراب الحق دانا پوری بن حضرت شاہ طیب اللہ بہاری بن مولانا شاہ امین اللہ نو آبادی کے تھے - آپکی پیدائش دوشنبہ کے روز صبح صادق کے وقت ۲۱ - رجب ۱۲۳۱ھ ہجری کو مقام دانا پور مین واقع ہوئی - تاریخ ولادت مظہر العجائب ہی - ابتدا سے آپکو تصوف کی طرف توجہ پیدا ہوئی - اور زمانہ طفولیت مین بھی لہو و لعب کی طرف توجہ نہ رہتی تھی - تحصیل علوم ظاہری اور فن خوشنویسی کی اپنے خال خورد حضرت سید شاہ حکیم مراد علی قدس اللہ سرہ العزیز سے کی - آپ جمیل الصورت اور وجیہ تھے - آپ اپنے بڑے بھائی حضرت سیدنا شاہ محمد قاسم قدس سرہ کی آغوش شفقت مین پرورش پائے - اور تعلیم طریقت آپکو اپنے خال اقدس حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین حسین قدس اللہ سرہ سے تھی اور بیعت طریقۂ عالیہ ابو العلائیہ نقشبندیہ مین حضرت مولانا سید شاہ محمد ابو البرکات قدس اللہ سرہ سے پائی - آپکی عمر شریف کا بہت بڑا حصہ حضرت سیدنا شاہ محمد قاسم قدس سرہ کے ساتھ اکبر آباد مین بسر ہوا اور انھین سے آپکو خلافت بھی تھی - اکبر آباد مین رہنے سے آپ اکثر حضرت سیدنا امیر ابو العلا رضی اللہ

حضرت شاہ محمد سجاد قدس سرہ

عنہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوتے اور فیوضات و نعمات سے بہرہ اندوز ہوتے رہتے۔ آپ نے اپنی عمر مین پانچ حج کیے۔ پہلا حج آپکا ۱۲۷۵ھ ہجری مین واقع ہوا۔ اور دو حج کرکے واپس آئے۔ اس مرتبہ آپ نے جب عالم مراقبہ مین مشغول تھے دیکھا کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے اپنا دست شفقت سر مبارک پر پھیرا اور کہا کہ حج مبرور تمکو مبارک ہو۔ اور اسکا اثر بھی ظاہر ہوا کہ روز بروز آپکے تقوی اور ریاضت مین ترقی ہوتی گئی۔ آپ ہند مین واپس آتے ہی حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے روضہ پاک پر اجمیر مین حاضر ہوئے۔ دوسرا سفر حج آپ کا ۱۲۸۵ھ ہجری مین تھا اور ۱۲۹۰ھ ہجری مین واپس آئے۔ تیسرا سفر حج آپکا ۱۲۹۴ھ ہجری مین تھا۔ اس مرتبہ آپ کے ساتھ جناب خواجہ وحید جان صاحب مدظلہ بھی تھے کہ مولانا برہان الدین خدانما کی آل امجاد سے ہین۔

اور آخری سفر حج آپکا ۱۲۹۶ھ ہجری مین ہوا۔ اس سفر مین آپ کی ہمرکابی مین جناب حضرت سید شاہ عزیز الدین حسین مدظلہ بھی تھے کہ صاحبزادے جناب حضرت سید شاہ فخر الدین حسین المشہور بہ شاہ مبارک حسین بن حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی قدس اللہ سرہ کے اور آپ کے خلفائے عظام سے ہین۔ اور فیض بخش مسند ارشاد ہین۔ اس سفر سے آپکو نہایت ضعف رہتا تھا۔ اکثر طبیعت بدمزہ رہتی تھی تاہم آپ اکثر بزرگون کے فاتحہ اور عرس مین شریک ہوتے۔ کیفیت جذبہ اکثر طاری ہوتی اور آپ کی آنکھون سے آثار فیض اور انوار مترشح ہوتے جو آپکی کیفیت کو دیکھتا بے اختیار اسکا دل کھنچ جاتا اور آپکا معتقد ہوجاتا۔ اس زمانہ آخر مین ایسا فیاض شخص بہت کم ہوا۔ آپکو تصرفات سے احتراز تھا اور دلمین نہایت درجہ کا اخفا اور بے ریائی تھی اہل دل کو آپ کے مقامات

رفیع کا حال مجلس سماع مین ظاہر ہوتا - جو آپ کی محفل فیض منزل مین بیٹھتا اُسکا
دل نور باطن سے روشن ہو جاتا - جب آپ حالت مین کوئی مضمون بیان فرماتے
سننے والے کو کثرت بکا ہوتی - اکثر ایسا اتفاق ہوا کہ دلمین خطرہ آتے ہی اُسپر
مشرف ہو کر آپ نے بیان فرمادیا - آخر مین آپنے ترک جلالی و جمالی فرمایا - اور غذا مین
نہایت تقلیل کی - آپ اکثر فرماتے تھے کہ بیماری طویل ہو کر مرنا پسند نہین آتا -
و ایک روز کی بیماری مین اللہ اُٹھالے - چنانچہ یہی ہوا - یعنی آپ اپنے جد
حضرت مخدوم آخوند شیخ رہ کے عرس مین نو آبادہ تشریف لے گئے اور یہ عاجز
اور جناب حضرت سید شاہ رضی الدین حسین بن حضرت سید شاہ مبارک حسین
بن حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی کہ آپ کے خلفا سے ہین اور مولوی
شاہ نظیر حسن صاحب اناپوری کہ آپ کے بھانجے اور مرید تھے ہمرکابی مین ساتھ
تھے - ایک روز قبل اسکے بیس روپیہ کا ایک نوٹ آپ نے حضرت سید شاہ
رضی الدین حسین کو عنایت فرمایا اور کچھ کلمات مایوسی کے ساتھ کہا کہ ہمارا
مزار خام ہو اور چہارم وغیرہ مین تکلف نہ کیا جاے - اور خرچ تجہیز و تکفین
اسی روپیہ سے ہو - جب نو آبادہ پہونچے اور آپ مجلس عرس مین شریک بھی ہوئے
اسوقت تک کچھ آثار علالت کے ظاہر نہوئے - دفعۃً آپ مجلس سے اُٹھکر
اپنے خلوت خانہ مین خلاف معمول تشریف فرما ہوئے - سب لوگ دیکھنے گئے -
اور مستفسر حال ہوئے - فرمایا کہ لرزہ کے ساتھ بخار آیا ہی - آپ کے اعزا تیمارداری
مین مصروف ہوئے اور آپکی مرضی ہوئی کہ بہت جلد مکان کو لیچلو - چنانچہ صبح
ہوتے ہی سب اعزا آپ کے ساتھ اناپور واپس آئے - اور یہ عاجز بھی ساتھ
تھا اور دیکھتا تھا کہ جناب سید شاہ رضی الدین حسین صاحب مدظلہ نہایت
ہراسان تھے اور مجھسے اثناے راہ مین فرمایا کہ حضرت نے چند کلمات اس قسم کے

کل فرمائے جس سے مایوسی ہوتی ہی - اس عاجز نے تشفی دی - لیکن داناپور پہونچکر
تیسرے روز جب آپکا انتقال ۱۴ - ذیقعدہ کو ۱۲۹۵ ہجری مین ہوا تو مفصل حال
حضرت سید شاہ رضی الدین حسین مدظلہ سے معلوم ہوا - وقت انتقال کے بھی یہ عاجز
حاضر تھا - تمام مکان آپ کے فیض نسبت سے معمور تھا اور بارہا آپکو لوگون نے بالاتعین
اُسی مقام مین لیٹے دیکھا ہی - آپکا مزار مبارک داناپور مین ہی اور فیض ہنوز جاری ہی
کئی آسیب زدون نے چلہ کش ہوکر صحت پائی - آپکو شاعری کا بھی ذائقہ تھا -
کلام آپکا نہایت شیرین اور خوش کلام چنانچہ یہ اشعار آپ ہی کے زبان زدعام خاص ہین

جفا و وفا ہین یہ دونون پیار کی باتین	وہی یہ جانے جو جانے ہی یار کی باتین
اُس گل کے سوا گلشن دنیا مین نہین کچھ	دیکھیون کسے دکھلائی بھی دیتا ہی کہین کچھ

آپ کے خلفا سے آپ کے صاحبزادے جناب حضرت سید شاہ محمد اکبر مدظلہ العالی ہین
جنکو بیعت اور خلافت اپنے عم بزرگ حضرت شاہ محمد قاسم قدس سرہ سے بھی ہی اور
آپ کے بعد اُنکے جانشین ہوئے - لیاقت ظاہری و باطنی مین یگانہ ہین اور
فن شعر مین لاثانی ہین - اور مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہین -

حضرت سید شاہ محمد واجد قدس سرہ فرزند اوسط حضرت شاہ تراب الحق
قدس اللہ سرہ کے تھے آپکا احوال عمی داستادی حضرت سید شاہ محمد اکبر مدظلہ
العالی نے اپنے رسالۂ مدّ محبوب مین یون ارقام فرمایا ہی کہ آپ نے اپنے والد ماجد
حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ سے اکتساب طریقت فرمایا اور
بیعت حضرت حکیم شاہ مظہر حسین کریم چکی قدس سرہ سے حاصل کی - اور اجازت
وخلافت اپنے بڑے ماموں حضرت مولانا سید شاہ وحید الدین احمد قدس سرہ
سے حاصل کی - کیفیت آپ کی ایسی پر مذاق اور با اثر تھی کہ دیدنی شنیدنی جسنے
ایک مرتبہ آپکی کیفیت دیکھی عمر بھر متمنی رہا - اور ادراک و فہم خداداد تھا - اشعار

حضرت سید شاہ محمد واجد قدس سرہ

وعبارت تصوف کے معنی اِس لطف سے بیان فرماتے تھے۔ کہ اطراف و جوانب اعتراضات معترضین منکرین سے بچے ہوئے تھے گفتگو مین وہ تاثیر کہ بے اختیار دل اُسطرف کھنچ جاے۔ چونکہ کلکتہ مین آپکا قیام بہت رہا اکثر لوگ اُسطرف کے آپ سے فیض یاب ہوئے۔ آپ کے خلفاسے ایک شخص میر محمد وزیر ساکن کلکتہ تھے۔ آپ نے ۱۸۔ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۳ ہجری مین انتقال فرمایا۔ آپکا مزار دانا پور مین ہی اور اُس سے آثار فیض جاری ہین۔ آپکو ذائقہ شاعری کا نہایت عمدہ تھا۔ کلام آپکا نہایت پاکیزہ اور شیرین تھا۔ آپ کے کلام کو اہل لکھنؤ نے بھی پسند کیا۔ آپ کے اشعار سے یہ ہین ؎

رُخ دیکھ ترا ماہ شب چار دہم کا	دل چاک ہوا چاند شب بست و نہم کا
لختِ دل پُر داغ الگ لے اُڑے رُخ کے	شاید کہ سمجھکر اُسے پَر مور کی دُم کا
باغ مین گر لالہ صدبرگ پھولا کیا عجب	کوکہن کا خون کیا کیا رنگ ابھی دکھلائیگا

حضرت مولوی شاہ محمد وزیر رحمۃ اللہ علیہ بیٹے حضرت شاہ محمد واجد قدس سرہ کے تھے۔ آپکی تعلیم علم ظاہری حضرت مولانا وحید الدین احمد قدس سرہ اور حکیم کاظم حسین قدس سرہ سے تھی۔ اور تعلیم باطنی جناب حضرت سید شاہ فخر الدین حسین یعنی مبارک سین بن حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی سے تھی۔ اور بیعت و خلافت آپکو اپنے عم بزرگ حضرت سیدنا شاہ محمد قاسم قدس سرہ سے تھی۔ آپ نہایت حلیم اور سلیم الطبع تھے۔ اپنی اوقات عزیز بے فائدہ ضائع نہ فرماتے۔ طبیعت مین نہایت درجہ کی حیا کشی تھی۔ اور اکثر وقت اپنا بزرگون کے تذکرہ کو نظم کرنے مین صرف فرماتے۔ چنانچہ گلشن میلاد کو مولود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مین نظم فرمایا تھا۔ خود چھپوایا اور اُسکے بعد آپ کے معجزات وغیرہ کو نظم فرمایا اور ایک

بڑی کتاب مجم ہو گئی - اور امام حسنین علیہما السلام کے حالات کو نظم کیا اور اسکا نام شہادتین کبیر رکھا - اور ابو مسلم مروی خراسانی کے حالات بطور داستان کے فارسی سے ترجمہ کرکے اُردو مین لکھے - اور عبارت مسجع اور مقفیٰ مین تحریر فرمائے - یہ داستان چار جلدون مین لکھی گئی - لیکن ہنوز ان سب کی طبع کی نوبت نہ آئی تھی کہ انتقال کیا - آپکی کیفیت سے لوگ اکثر متاثر ہوتے تھے چنانچہ حضرت عمی شاہ الفت حسین بہاری فرماتے تھے کہ ایک روز آپ مسجد مین بہار کی مراقب تھے اور حالت ذوق و شوق مین نعرہ فرمایا - ایک عزیز دن سے کہ منکر فقرا کی حالت سے تھا سنکر بیہوش گرا - اور بعد کچھ عرصہ کے اُسپر حالت وجد غالب آئی - اور آپ کے معتقدین سے ہوا - بعد وفات آپ کے آپکے چھوٹے بیٹے کے عقد نکاح مین اکثرون کو آپسمین اختلاف ہوا - متواتر چند اشخاص نے فریقین کے آپکو خواب مین دیکھا - اور امر مختلف فیہ کا تصفیہ فرمایا - آپکی عمر ۵۵ برس کی ہوئی مزار آپ کا دانا پور مین ہے آپ اس کاتب کے والد ماجد ہین -

سلطنت موجودۂ اہل اسلام

ہمارے اس زمانے مین اسلام کی آزاد سلطنتین دنیا مین آٹھ معلوم ہوتی ہین - سلطنت عثمانیہ رومی ترکی - سلطنت ایران پارس - سلطنت مراکو مغربی - سلطنت ہوسا حبشی سودانی - سلطنت افغانستان - سلطنت بلوچستان - سلطنت امام مسقط زنگباری خارجی اور سلطنت نجد یعنی وسط عرب وہابی - علاوہ انکے چھوٹی حکومتین مثل ریاست کے ہین -

پہلی سلطنت عثمانیہ رومی ترکی سب اسلام کی سلطنتون مین ممتاز اور باشوکت ہے - اسکا دارالسلطنت قسطنطنیہ ہے - جو قدیم زمانے مین رومی و

یونانیون کا دار الحکومت تھا۔ اس سلطنت مین بعض حصے اقلیم یورپ اور ایشیا اور افریقہ کے داخل ہین۔ جیسے رومانیہ۔ بلغاریہ وغیرہ یورپ مین اور ایشیا کوچک۔ ارمینیہ۔ حجاز عرب۔ یمن۔ الحصہ عرب۔ عراق عرب و عجم۔ اقلیم ایشیا مین اور ملک مصر۔ بارقہ اور ملک طرابلس مغرب اور ملک تونیہ اقلیم افریقہ مین ہین۔ ملک مصر جسکے تحت مین تونیہ بھی ہو برائے خاص ایک سلطنت عظیم ہو جسکا خراج قریب القریب ہندوستان کے ہو۔ اور خدیو مصر توفیق پادشاہ کے زیر حکومت اور از روے معاہدہ کے وہ سلطان کا باج گذار ہو۔ بالفعل بوجہ تعمیر نہر سویز و نہر نیل کے اہل فرانس اور اہل انگریز سے بھی معاہدہ ہو جسکے باعث کسیقدر انکی فوج بھی وہان رہتی ہو۔ سلطنت عثمانیہ کا حال اوپر لکھا گیا۔ یہان کا بادشاہ سلطان عبد الحمید خان ہو۔ انکا مذہب سنی ہو۔

(۲) دوسری بڑی سلطنت اسلام کی ایران یعنے فارس ہو۔ جس کا دار السلطنت طہران ہو۔ یہ بھی اقلیم ایشیا مین داخل ہو اور اسکے بہت حصے ہین۔ اسکا حال اوپر لکھا گیا۔ انکا بادشاہ شاہ ناصر الدین خان قاچار ہو انکا مذہب شیعہ ہو۔

(۳) تیسری سلطنت مراکو ہو۔ جسکا دار السلطنت مراکش ہو۔ یہ سلطنت عربون کی ہو۔ اور سلطنت شریفیہ کہلاتی ہو۔ یہ سلطنت انتہاے مغرب مین اقلیم افریقہ کے ہو جسکے پچھم بحر ذخار قلزم اطلانتک ہو۔ اور اسکے محاذی مین اندلس اور ملک اسپانیہ اور جزیرۂ انگلستان برطانیہ ہو۔ یہان کی حکومت اہل اسلام مین بنی امیہ کی خلافت مین آئی۔ پھر خلفاے عباسیہ حاکم ہوئے۔ پھر سادات حسینیہ جنکو ادریسیہ کہتے ہین فرمان روا ہوئے۔ پھر مرابطین آئے۔ پھر موحدویہ قابض

کا دور ہوا - پھر عبد المومن کے خاندان مین بادشاہت آئی - جو مہدویہ کا سپہ سالار تھا - اب ۹۰۰ھ ہجری سے سادات حسنیہ کہ ایک جانب سے عباسیہ ہین حکمران ہین - یہان کے بادشاہ کا نام سید عبد اللہ شاہ ہی - اس ملک کے آدمی نہایت قوی اور سرخ و سپید ہوتے ہین - اور قدیم اسلام کے خلافت کی یہی سلطنت نشانی ہی - اسلیے اہل یورپ یہان کے بادشاہ کو شہنشاہ کہتے ہین - اس ملک کی وسعت ملک پارس کے برابر ہی - یہان کا مذہب سنی ہی -

(۴) چوتھی سلطنت ہوسا کی ہی - کہ وسط افریقہ مین واقع ہی اسکا دار السلطنت فلاماط کا نو ہی - یہان کے لوگ حبشی ہوتے ہین اور ملک سوڈان اسی کے تحت مین سمجھا جاتا ہی - جہان سے مہدی سوڈانی کے لوگون نے خروج کیا اور بعد خلافت بنی امیہ دمشق کے یہ ملک برابر آزاد رہا - ان سلطنتون کا مفصل احوال اس اطراف تک نہین پہونچا - ان ملکون کی وسعت بہت بڑی ہی - یہان کا بادشاہ عبد الکریم شاہ ہی - کہ خاندان عباسیہ سے ہی - اور ان کا مذہب سنی ہی

(۵) پانچوین سلطنت اسلام کی افغانستان ہی - یہ ملک ایران سے چھوٹا ہی یہ ملک سابق مین ہندوستان کا اک جزو سمجھا جاتا تھا - لیکن احمد شاہ ابدالی نے کچھ حصہ خراسان کا اور ہرات فتح کرکے ایک خاص سلطنت قائم کی - اُسکے بعد اُسکا بیٹا تیمور شاہ پھر پوتا شاہ شجاع تخت نشین ہوا - پھر دوست محمد اُسکے وزیر کو حکومت میسر ہوئی - پھر اُسکا بیٹا شیر علی تخت پر بیٹھا اب شیر علی کا بھتیجا عبد الرحمن خان والی افغانستان ہی - یہان کا مذہب سنی ہی -

(۶) چھٹین سلطنت بلوچستان ہی کہ افغانستان سے جنوب ہی - اور اُس سے

کسیقدر چھوٹی ہی - اسکا دارالسلطنت قلات ہی - ان دونون ملکون مین افغان بستے ہین - یہان کا مذہب بھی سنّی ہی -

ساتوین سلطنت امام مسقط کی عمان مین کہ جزو عربستان ہی اور ملک زنگبار مین ہی کہ اقلیم افریقہ مین لب ساحل مشرق طرف واقع ہی - یہان کا بادشاہ سلطان بارگش کہلاتا ہی - یہان کا مذہب خارجی ہی -

آٹھوین سلطنت نجد کی ہی کہ وسط عربستان مین واقع ہی - انکا دارالسلطنت ریاض ہی - یہان کا مذہب وہابی - یعنے غیر مقلد ہی -

ان سلطنتون کے علاوہ چھوٹی حکومتین ہین - کہ کفار کی باج گزار ہین - جیسے خان خیوا - خان بخارا - اور خان قوقند کہ روس کے تحت مین ایشیا مین ہین - اور تاتار چین تحت مین چین کے ایشیا مین - اور تاتار روس تحت مین روس کے ایشیا مین - اور ریاست حیدرآباد دکن - اور راجپور اور ٹونک تحت مین انگریزان ہند کے - اور طونس اور الجیرس تحت مین فرانس کے افریقہ مین اور زولو تحت مین انگریزون کے - افریقہ مین -

ریاست حیدرآباد دکن و اودھ

واضح رہے کہ یہ دونون ریاستین محمد شاہ تیموری سلطان دہلوی کے عہد سلطنت مین قائم ہوئین - نواب برہان الملک سید سعادت علیخان اودھ کے صوبہ دار ۱۱۴۷ ہجری مین مقرر ہوئے - پھر اُن کے بعد اُنکے بھانجے اور داماد منصور علیخان ہوئے ۱۱۶۱ ہجری مین یہ احمد شاہ کے وزیر ہوئے - پھر ۱۱۶۵ ہجری مین بادشاہ اور وزیر مین نزاع ہوئی - ۱۱۷۰ مین منصور علیخان مر گئے - اُنکی جگہ شجاع الدولہ بیٹھے - ۱۱۷۳ ہجری مین مقام بکسر مین انگریزون سے لڑے پھر ۱۱۷۹ ہجری مین صلح ہو گئی ۱۱۸۸ ہجری مین حافظ رحمت خان سے

لڑے اور اُنکو قتل کیا۔ ملک کٹھیر کو صوبۂ اودھ مین داخل کیا۔ سنہ ۱۱۸۹ ہجری مین مرگئے۔ اُنکی جگہ آصف الدولہ ہوئے۔ سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین رامپور سے لڑے سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین مرگئے۔ پھر جا رہینے کے لیے وزیر علیخان ہوئے۔ پھر سعادت علیخان بنارس سے آئے۔ سنہ ۱۲۱۴ ہجری مین آدھا ملک انگریزون کو دے دیا۔ سنہ ۱۲۲۹ ہجری مین زہر سے مارے گئے۔ ان کے بڑے بیٹے غازی الدین حیدر بیٹھے سنہ ۱۲۳۵ ہجری مین انگریزون نے بادشاہ کا خطاب دیا۔ سکہ اور خطبہ اِن کے نام کا جاری ہوا۔ سنہ ۱۲۴۶ ہجری مین یہ مرگئے۔ نصیر الدین حیدر بادشاہ ہوئے۔ سنہ ۱۲۵۳ ہجری مین یہ مرگئے۔ بادشاہ بیگم نے فریدون بخت کو بٹھایا۔ یہ انگریزون کو ناگوار ہوا۔ اُسکو اُتار کر محمد علی شاہ کو بٹھایا۔ یہ سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین مرگئے۔ اُنکی جگہ امجد علی شاہ بیٹھے۔ یہ بھی سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین مرگئے اُنکی جگہ واجد علی شاہ بیٹھے۔ اِن کو سنہ ۱۲۷۱ ہجری مین انگریزون نے معزول کیا اور کلکتہ مین قید بند رکھا۔ یہان تک کہ سنہ ۱۳۰۵ ہجری مین مرگئے۔ اُنکا بیٹا برجیس قدر کچھ عرصہ تک انگریزون سے لڑا پھر بھاگ گیا۔ اب انگریزون کا انتظام ہے

حیدر آباد سنہ ۱۱۳۵ ہجری مین زمانۂ محمد شاہ مین صوبہ دار دکن نواب آصف جاہ نظام الملک مقرر ہوئے۔ اُنکا نام میر قمر الدین فتح جنگ ہے۔ سنہ ۱۰۸۲ ہجری مین پیدا ہوئے سنہ ۱۱۳۷ ہجری مین رئیس ہوئے سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین مرگئے۔ اِن کے بعد اُنکے فرزند دوم میر احمد نظام الدولہ ناصر جنگ آصف جاہ رئیس ہوئے۔ سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین فرانسیسیون کے ہاتھ سے مارے گئے میر غلام علی آزاد اِن کے اُستاد تھے۔ پھر اِن کے بڑے بیٹے فیروز جنگ مسند آرا ہوئے۔ یہ ۱۸ محرم سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین مرگئے۔ اِنکی جگہ ہدایت محی الدین خان نواسے آصف جاہ کے بیٹھے۔ یہ بھی ہاتھ سے فرانسیسیون

کے اسی سال مارے گئے۔ اِنکی جگہ صلابت جنگ پسر دوم آصف جاہ مسند نشین ہوئے۔ اِنکو اِن کے چھوٹے بھائی نظام علیخان نے ۱۱۷۵ھ ہجری مین قید کیا۔ یہ بیسوین ربیع الاول ۱۱۷۵ھ ہجری مین مرگئے۔ اِنکی جگہ میر نظام علیخان سریر آرا ہوئے۔ ۱۲۱۸ھ ہجری مین مرگئے اِنکی جگہ اِن کے بیٹے میر اکبر علیخان سکندر جاہ تخت نشین ہوئے۔ یہ ۱۷۔ ذیقعدہ ۱۲۴۲ھ مین مرگئے۔ اِن کے بعد اِن کے بیٹے ناصر الدولہ فرخندہ علیخان آصف جاہ چہارم بیٹھے۔ اور ۱۲۶۳ھ ہجری مین مرگئے۔ انکی جگہ ان کے بیٹے میر تہنیت علیخان افضل الدولہ آصف جاہ پنجم بیٹھے۔ اِن سے بہت خیر ہوئی۔ اُنھون نے ۱۲۶۵ھ ہجری مین وفات کی۔ اُنکی نماز مکہ معظمہ مین غائبانہ پڑھی گئی۔ اب اُنکی جگہ اُنکے بیٹے میر محبوب علیخان آصف جاہ ششم ہین۔ یہ ۵۔ ربیع الثانی ۱۲۸۳ھ ہجری مین پیدا ہوئے۔ اور ہنوز اپنے ملک پر فرمان روا ہین۔ آپکو اللہ تعالی مثل اپنے آباکے صاحب اقبال و رخدا ترس پرہیزگار اور انصاف ور بناوے۔ یہ ریاست ہندوستان مین سلطنت اسلام کی یادگار ہی۔ اللہ تعالی اس ریاست کو ترقی روز افزون عطا کرے۔ اور ہنر اور کمال اور علم و عمل کا مخزن بناوے۔

واضح رہے کہ اگرچہ اسلام کی سلطنت بعض ملک سے جاتی رہی ہی۔ جیسے ہند۔ تاتار چین۔ ترکستان۔ ماوراء النہر۔ استراخان۔ قازان۔ سائبیریا۔ رومانیہ۔ ہنگیری۔ قرمان۔ گرجستان۔ سرویہ۔ مونٹی نگرو۔ یونان۔ طونس اور الجیرس ہین۔ لیکن تاہم اہل اسلام کی تعداد مین ترقی روز افزون ہی۔ سوائے ایک ملک اسپانیہ یعنے اندلس کے جہان سے اسلام کا نام مٹ گیا۔ اگرچہ ایک زمانے مین وہان بڑے بڑے محدث مثل قاضی عیاض اندلسی اور قسطلانی شارح بخاری کے

اور فضلا اور عرفا مثل محی الدین ابن عربی کے گذرے - اور بڑے بڑے بادشاہ مثل عبد الرحمن اول اور سوم کے ہوئے - اور ملک کو عدل و انصاف سے بھر دیا تھا - اور علم اور ہنر کی بڑی قدر دانی کی اور خوب ترقی دی - بڑا مدرسہ ہنر کا اور علم کا تعمیر کیا - اور بڑا کتب خانہ مروانیہ بنایا جس سے اہل یورپ نے اکتساب صنعت اور علم کیا - اور برابر ترقی کرتے رہے اور اہل اسلام مابعد مین باخود ہا کی تکرار مین سب بھول گئے - یہان تک کہ نہایت ترقی بخش اور مفید علوم کو بھی مثل علم جغرافیہ - تواریخ - کیمیا طبیعی - ہیئت - ریاضی - جبر مقابلہ - مساحت - جسکے گویا موجد خود اہل عرب تھے - فراموش کرکے اُنکا نام بھی بھول گئے - ای برادران اسلام اب بھی وقت نہین گیا ہی - ہوش کرنا چاہیے اور اصحاب اور تابعین کے زمانے کی تمثیل اور واقعات دیکھکر ہم سب کو شان ہونا چاہیے - بلا لحاظ عزت اور امارت کے ہمکو چاہیے کہ ہم ان ضروری علوم اور دستکاری مین کمال پیدا کرین - اور نئے علوم تار برقی - دانجن وریل وغیرہ کو سیکھکر خود دستگاہ پیدا کرین کہ انھین چیزون نے اہل یورپ کو اسقدر ترقی بخشی ہی -

یہی سب باتین سلطنت عثمانیہ مین رائج ہین جس سے وہ سلطنت بھی ممتاز ہی - اور سلطنت ایران مین بھی انکا رواج پانے لگا -

خلاصہ علم جغرافیہ

چونکہ علم تاریخ کا مدار علم جغرافیہ پر ہی - اسلیے علم جغرافیہ کا خلاصہ یہان لکھا جاتا ہی - کل زمین و دنیا مین پیمایش کی رو سے چار کرور پچانوے لاکھ ساٹھ ہزار میل مربع ٹھہرکر پانچ حصون پر منقسم ہی - یورپ - ایشیا - افریقہ - امریکہ - اوشینیا -

بیان زمین یورپ

یورپ کی پیمایشی زمین اُنتالیس لاکھ میل مربع ہی - یہان سولہ قوم کی سلطنت ہی - اس تفصیل سے سلطنت انگلستان - فرانس - ہالینڈ - بلجیم - جرمنی شمول پروشیا - اسٹریا - سوئیزرلینڈ - اٹالی - اسپین - پوٹوگل ترکی - یونان - ڈنمارک - سویڈن - ناروے - روسیا - کل سلاطین یہانکے عیسائی مذہب کے ہین - فقط سلطنت ترک اسلامی حکومت ہی ترکی سلطنت جو اس علاقہ یورپ مین ہی پہلے پیمایشی زمین اسکی دو لاکھ میل مربع تھی لیکن حین جنگ ۱۸۷۷ء سے تین عیسائی صوبے آزاد اور سلطنت ترکی سے علحدہ ہوگئے - تخمیناً ان آزاد شدہ صوبون کی پیمایشی زمین دس ہزار میل مربع ہی - بعد منہا کرنے دس ہزار میل کے اب صرف ایک لاکھ نوے ہزار میل مربع زمین سلطنت اسلام ترکی کی یورپ مین شامل ہی - باقی ستائیس لاکھ دس ہزار میل مربع زمین سلطنت عیسائی کی یورپ مین واقع ہی -

بیان زمین ایشیا

ایشیا کی پیمایشی زمین ایک کرور پچھتر لاکھ میل مربع واقع ہی - اور آبادی یہان کی تخمیناً ستر کرور آدمی کی ہی - قومی سلطنت یہان کی یہ ہی - ایک سلطنت ترکی جسمین چودہ لاکھ پچاس ہزار میل مربع زمین صرف ایشیا کی داخل ہی - انمین مین قدیم اقوام مغربی ایشیائی یعنی عرب و شامی و ایشیائی کوچک وغیرہ سب داخل ہی - عامتہً اِس علاقہ کا مذہب اہل سنت والجماعت ہی -

بعد اس سلطنت کے ایشیا مین سلطنت ایران ہی - جسکی پیمایشی زمین پانچ لاکھ میل مربع ہی - یہ سلطنت بھی اسلامی مذہب شیعہ کی ہی -

تیسری سلطنت اسلامی افغانستان ہی - زمین دو لاکھ میل مربع اس

سلطنت مین داخل ہی - اور مذہب اس سلطنت کا سنت والجماعت ہی -

چوتھی سلطنت اسی کے برابر غرجستان کی ہی - کہ جسکی پیایشی زمین ایک لاکھ پچاس ہزار میل مربع ہی - مذہب اس سلطنت کا بھی سنی ہی -

پانچوین سلطنت اسلامی نیم آزاد یعنے زیر نگرانی روس حکومت بخارا ہی - کل لوگ اس حکومت کے تین خوانین کے ماتحت ہین - خیوا - قوقند - بخارا - پیایشی زمین اس قومی حکومت کی پانچ لاکھ میل مربع ہی - مذہب یہان کا عامۃً سنی ہی - کل خوانین اطاعت روس مین داخل ہین -

چھٹی سلطنت ایشیاے مملکت ہندوستان ہی - پیایشی زمین اس خطے کی پندرہ لاکھ میل مربع سمجھی جاتی ہی - جسمین نو لاکھ میل مربع زمین خالصۂ حکومت انگریزی ہی - باقی چھ لاکھ میل مربع زمین قبضے مین اُن رؤسا کے ہی - جو حکومت انگریزی کو مطلقاً کچھ نہین دیتے - اور ایسی حکومت صرف کشمیر - نیپال - بھوٹان - لونک - مقبوضات قوم فرانس - مقبوضات قوم پرتگال ہی - غالب رعایاے ہندوستان ہندو مذہب ہین - قریب اُنیس کرور - اور مسلمان ساڑھے پانچ کرور ہین اور پانچ لاکھ عیسائی ہین - اور کئی لاکھ آتش پرست - یہود - نانک شاہی وغیرہ ہین - سب پچیس کرور آدمی ہین -

ساتوین حکومت ایشیاے چین کی ہی - جسمین پچپن لاکھ میل مربع زمین ہی اس جگہ عامۃً مذہب بدھ رائج ہی - اگرچہ اندرونی رعایاے چین مذہب اسلام وعیسائی وغیرہ بھی رکھتی ہی - بادشاہ چین یعنے فغفور اپنی مذہبی رعایا کا معبود سمجھا جاتا ہی - بادشاہ کی عبادت صرف اُسی جگہ رائج ہی -

آٹھوین حکومت ایشیاے جاپان کی ہی - پیایشی زمین اس حکومت کی دو لاکھ ساٹھ ہزار میل مربع ہی - اس حکومت

کا بادشاہ بھی بدھ مذہب کا ہی۔ اپنی رعایا کا معبود سمجھا جاتا ہی۔
نوین حکومت ایشیاے جانب شمال قوم روس کی ہی۔ پینن لاکھ میل مربع زمین اس حکومت مین شامل ہی۔ مذہب رعایا کا اس حکومت مین زائد اسلام ہی۔ پھر عیسائی اور بدھ مذہب کے بھی کچھ لوگ ہین۔
باستثناے ممالک ایشیاے۔ ایشیا کے جزائر مین بھی۔ اہل حکومت ہین۔ پیمایشی زمین ان جزائر کی آٹھ لاکھ پچاس ہزار میل مربع ہی۔ ان جزائر مین اسلام اور بدھ مذہب کا رواج ہی۔ حکومت مختلف اقوام عیسوی کی بھی یہان پر ہی۔

بیان زمین افریقہ

حصہ سوم افریقہ کی زمین بطور پیمایش ایک کرور بیس لاکھ میل مربع ہی۔ باستثناے ان چار پانچ حکومتون کے۔ کل افریقہ کی زمین زیر حکومت و تصرف اسلام ہی۔ اور وہ یہ ہین۔ ابیسینیا یعنی حبش عیسائی۔ وپلیمبیا۔ وکینی۔ جس مین یوروپین بھی حکومت کرتے ہین۔ وکیپ کاتونی۔ وپیطال۔ جہان انگلستان کی حکومت ہی۔ اور مقام الجیریا۔ جہان فرانس کی حکومت سمجھی جاتی ہی۔ اور حکومتین اسلامی افریقہ مین مصر۔ وفیوبیا۔ وتونس۔ وطرابلیپولی یعنی طرابلس۔ وفزان۔ وبارقہ۔ وفگیرٹیا۔ ہین۔ اور حکومت اسلامی ہین ملک مراکو ملک ہوسا بھی شامل ہی۔

بیان زمین امریکہ

حصہ چہارم امریکہ جنوبی وشمالی بشمول جزائر کل بحساب پیمایش زمین کے ایک کرور پچاس لاکھ میل مربع ہی۔ اور اس کل خطے مین عامۃً یورپین سلطنتون کی اولاد ہی۔ اور امریکہ مین جسقدر غلبہ عیسائی ونیچری مذہب کا ہی اسقدر یورپ مین بھی نہین ہی۔ لیکن عیسائی یورپین حکومتین صرف گیانا اور کلمبیا اور

کناڈا۔ اور بعض جزائر مین ہی۔ ان ملکون کو اوگاحکیم کلمبس نے دریافت کرلیا۔

بیان زمین اوشنیا

حصۂ پنجم اوشنیا ہی۔ اسکی پیمایشی زمین کل چالیس لاکھ میل مربع ہی اور یہ تین حصون مین منقسم ہی۔ ملیشیا۔ اسٹریلیا۔ پولینیشیا۔ اس پورے حصہ ملیشیا مین ایک ثلث اسلام کی حکومت ہی۔ اور دو ثلث مین مذہب بدھ و یورپین کی حکومت ہی۔ اب حصے مین بارہ لاکھ میل مربع زمین مقبوضۂ عیسائی ہی۔ اور اٹھارہ لاکھ میل مربع مقبوضہ اسلام ہی۔ اور دس لاکھ میل مربع مذہب بدھ کی حکومت مین ہی۔

میزان کل مقبوضۂ زمین اہل مذاہب۔
چار کرور پچانوے لاکھ ساٹھ ہزار۔

۴۹۵۶۰۰۰۰

زمین مقبوضۂ مذہب عیسائی دو کرور پچھتر لاکھ دس ہزار		زمین مقبوضۂ مذہب اسلام ایک کرور باون لاکھ نوے ہزار	
یورپ مین	ایشیا مین	یورپ مین	ایشیا مین
ستائیس لاکھ دس ہزار میل مربع افریقہ مین دس لاکھ میل مربع اوشنیا مین بارہ لاکھ میل مربع	چھتر لاکھ میل مربع امریکہ مین ایک کرور پچاس لاکھ میل مربع	ایک لاکھ نوے ہزار میل مربع افریقہ مین ایک کرور دس لاکھ اوشنیا مین اٹھارہ لاکھ میل مربع	تیئیس لاکھ میل مربع امریکہ مین ندارد

	زمین مقبوضۂ مذہب بدھ			
یورپ مین	ایشیا مین	افریقہ مین	امریکہ مین	اوشنیا مین دس
ندارد	ستادن لاکھ	ندارد	ندارد	لاکھ میل مربع

از روے مردم شماری مرتبہ ۱۸۸۰ء کے اشخاص دنیاوی بلحاظ مذہب حسب ذیل منقسم ہین جملہ ایک ارب اکیس کرور دس لاکھ

مذہب عیسوی کے اشخاص سینتیس کرور پچاس لاکھ	مذہب اسلام کے اشخاص تیرہ کرور
مذہب یہود کے اشخاص ساٹھ لاکھ	مذہب بدھ دستارہ وبت پرست وغیرہ ستر کرور

نقشۂ اسماے شاہان دنیاوی موجودۂ حال بابت ۱۸۸۹ء بلحاظ مذہب سلاطین جنکا دارالحکومت یورپ مین ہی۔

نمبر	نام	مذہب	نام دارالسلطنت
۱	سلطان عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ	مسلمان سنی	قسطنطنیہ۔ قوم ترک عثمانیہ سے ہین۔ ملک ترکی روم کہلاتا ہی۔
۲	ابن الکزندر	عیسائی گرمک چرچ	سینٹ پیٹرزبرگ۔ ملک روس کا دارالسلطنت ہی
۳	خرڈرک	عیسائی رومن کتھلک	برلن۔ دارالامارت جرمنی و پروش۔
۴	ملکۂ وکٹوریہ	عیسائی پروٹسنٹ	لندن۔ دارالامارت انگلینڈ۔
۵	فرانسیس جوزف	عیسائی رومن کتھلک	ویانہ۔ دارالامارت ملک اسٹریہ۔
۶	ہمبرٹ	ایضاً	رومہ۔ دارالامارت اطالیہ۔
۷	الفانسو ہمبرٹ	ایضاً	میڈرڈ۔ دارالامارت ملک اسپانیہ۔
۸	لبوسی	ایضاً	لبسبن۔ دارالامارت پرتگال۔
۹	اسکر	عیسائی گرمک چرچ	اسٹاک ہالم۔ دارالامارت سویڈن۔

۱۰	کرسچن	عیسائی رومن کیتھلک	کوپن ہیگن - دارالامارت ڈنمارک -
۱۱	ولیم	ایضاً	ایمسٹرڈام - دارالامارت ہالینڈ -
۱۲	لیوپولڈ	ایضاً	برسل - دارالامارت بلجیم -
۱۳	جولیس گریوی	ایضاً	پریزیڈنٹ قائم مقام بادشاہ - پیرس - ملک فرانس

یہ تیرہ نام اُن شاہان یورپ کے ہین جو بالفعل یورپ مین سلطنت کر رہے ہین جنکی سلطنت عامۃً دنیا مین پھیلی ہوئی ہی - اِنھین تیرہ اشخاص مین مشورت بصیغہ کانفرنس و کانگرس اکثر امورات اہم مین ہوا کرتی ہی - باہم ان سب کے آج کل عموماً صلح کا برتاؤ ہی - اِنکے علاوہ شاہ لیوش حاکم مستقل حصہ بویریا - شاہ البرٹ حاکم مستقل خطۂ سیکسنی - شاہ چارلس حاکم مستقل خطۂ ورتجرگ - شاہ فریڈرک حاکم مستقل خطۂ ویڈن - شاہ چارلس حاکم مستقل خطۂ ہانیا - شاہ جارجس حاکم مستقل خطۂ گرینک - یعنی یونان - شاہ ملان حاکم مستقل خطۂ سرویا - شاہ نیگرو حاکم مستقل خطۂ مانٹی نگرو -

یہ آٹھ اشخاص اگرچہ صاحب حکومت مستقل ہین - لیکن اِنکو بمقابلے اُن تیرہ سلاطین کے چنداں وجاہت ملکی نہین ہی - بلکہ ایک قسم کی ماتحتی ہی - لیکن اِن سب سلطنتون مین پانچ بڑی سلطنتین ہین - انگلستان - روس - جرمن - فرانس - اسٹریا اور - اطالیہ اور اسپین - اُس سے چھوٹی ہی اِن سبھون مین سخت معاہدہ ہی کہ ایک دوسرے کے ملک کو تقسیم نہ کرین - صرف غیر مذہب عیسائی کے ملکون کو تقسیم کر سکتے ہین -

اسماے سلاطین موجودہ جن کا دارالسلطنت ایشیا مین ہی

نمبر	نام بادشاہ	مذہب	نام دارالسلطنت
۱	شاہ ناصرالدین قاچار	مسلمان شیعی	طہران دارالحکومت ایران۔
۲	امیر عبدالرحمن خان	مسلمان سنی	کابل دارالحکومت افغانستان۔
۳	شاہ تسچو	بدھ مذہب	پیکن دارالحکومت چین۔
۴	شاہ نکاڈو	ایضاً	جڈو دارالحکومت جاپان۔

اسماے سلاطین موجودۂ حال جنکا دارالخلافت افریقہ مین ہی

نمبر	نام بادشاہ	مذہب	نام دارالسلطنت
۱	شاہ عبداللہ	مسلمان سنی	مراکو دارالحکومت مراکش بامراکو۔
۲	شاہ حبان	عیسائی رومن کتھولک	لیکن اب اسکے ملک حبشہ کو مہدی سودانی کے لوگون نے لے لیا۔
۳	شاہ بارکش بن معید	مسلمان خارجی	زنگبار سرحد مشرقی افریقہ۔
۴	شاہ عبدالکریم	مسلمان سنی	قلاماط کا نو دارالحکومت ملک ہوسا یعنے سودان۔

اسماے سلاطین موجودہ حال جنکا دارالحکومت امریکا مین ہی

نمبر	نام بادشاہ	مذہب	نام دارالسلطنت
۱	ڈال پدرو	عیسائی رومن کتھولک	ریو ڈی جینیرو دارالحکومت ملک برزیل
۲	پرنس آرتھر	ایضاً	واشنگٹن دارالحکومت یونائیٹڈ اسٹیشن

خاتمہ

مؤلف کتاب ہذا کا نام محمد کبیر بن مولوی محمد وزیر ہی۔ نسباً شیخ ہاشمی اور حسباً حسینی سید ہی۔ سکونت قصبہ دانا پور ضلع پٹنہ مین ہی اور وہی جگہ مولد بھی ہی۔ پیدائش مؤلف کی اٹھارھوین صفر کو ۱۲۶۹ھ مین تھی۔ نام تاریخی ناظر حسن ہی چنانچہ جد امجد نے یہ قطعہ تاریخ فرمایا ہی ؎

ارباب علم دوست اور خواہشمندان علم تاریخ کو نوید مسرت افزا کہ اس
مان فرحت عنوان مین علم تاریخ کی کتاب نایاب جسکا مثل و نظیر اس زمانہ
ین نہین ہی اور جسمین حضرت سرور کائنات رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ
سلم اور اُنکے خلفاے راشدین اور خلفاے بنی امیہ اور خلفاے
باسیہ و دیگر بادشاہان اسلام اور علماے کرام اور فقراے عظام اور
نطاب و اوتاد اور صاحبان وجد و حال اور بزرگان دین متین اور اُنکے
الات خوارق عادات اور کرامات اور صاحبان کمال نامی و نامور کا کل
سال بڑی شرح و بسط سے لکھا ہی موسوم بہ تذکرۃ الکرام تاریخ
لفاے عرب و اسلام ہی مولف اس کتاب ہر دل عزیز کے بڑے
ق و فائق مورخ بے نظیر محقق خبیر عالم بے بدل فاضل اکمل جناب
لوی سید شاہ محمد کبیر صاحب ابو العلا ابن مولوی محمد وزیر ابن سید
اہ محمد واجد ابن سید شاہ تراب الحق بہاری و اناپوری حنفی نقشبندی
بو العلائی قاسمی السجادی ہین فی الحقیقت حضرت مصنف نے
ں تاریخ کی تالیف مین بڑی جانکاہی اور دماغ سوزی کو کام فرمایا
اور بڑی کوشش بلیغ سے انگریزی اور فارسی اور عربی کتابون سے
ب فرماکے ان حالات کو یکجا کیا ہی۔ زیادہ تر حضرت ممدوح نے یہ
ت فرمائی ہی کہ اکثر شاہان دہلی وغیرہ کے شجرے درست فرما کر
یہ فرمائے ہین جس سے تمام حال اُس بادشاہ کا مع اولاد مثل آئینہ
نیا ہی۔ حضرات ناظرین بعد ملاحظہ انصاف فرمائینگے کہ اسوقت تک

[illegible] ہر سے [illegible] ارباب [illegible] بوے و پیراست ✤ اعم للہ و امتہ لہ یہ کتاب
باب عنایت اہتمام اور حسن انتظام سے کاغذ خوب اور تقطیع عمدہ
روب پر تحریر ہو کر بماہ۔ اگست سنہ ۱۸۹۳ء مطابق ماہ صفر سنہ ۱۳۱۱ ہجری مطبع
ین مجمع مشہور نزد ایک ووور جناب منشی نول کشور صاحب سی۔
ئی۔ ای واقع لکھنؤ مین حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر مقبول
ولہاے خاص و عام ہوئی فقط